

سِلْسِلَةٌ

أَحَادِيثُ صَحِيحَةٍ (أُرْدُو)

تَحْقِيقُ

فَضِيلَةُ الشَّيْخِ مُحَمَّدٍ نَاصِرٍ الدِّينِ الْبَنَانِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ

تَرْجَمَهُ وَتَبَوَّيْبَ وَقَوَّانِدَ

اِسْتَاذَ الْحَدِيثِ أَبُو أَحْسَنَ عَبْدِ الْمَنَانِ رَاسِخٌ حَقَّقَ اللَّهُ

اِسْتَاذَ الْعُلَمَاءِ أَبُو يَمِينٍ مُحَمَّدٌ أَحْمَدُ عَوَّانٌ حَقَّقَ اللَّهُ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

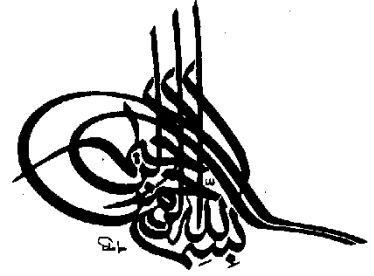
ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس
پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com



سِلْسِلَةُ أَحَادِيثِ صَحِيحَةٍ

www.KitaboSunnat.com

سلسلة احادیث صحیحہ (اردو)



تحقیق،

فضیلۃ الشیخ محمد ناظر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ، تبویب و فوائد

استاذ الحدیث ابو الحسن عبد المنان راسخ حفظہ اللہ

استاذ العلماء ابو یونس محفوظ احمد اعوان حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

ضوابط و صورت اور معیاری مطبوعات

کتاب و سنت
کی
نشر و اشاعت
کے لیے
کوشاں

اس کتاب کے
جملہ حقوق اشاعت بحق ناشر محفوظ ہیں

اشاعت — 2009

القتسام طباعت

ابوبکر قدوسی

www.KitaboSunnat.com

محترم جناب محمد المنان راسخ نے سلسلہ احادیث الصحیحہ کا اردو ترجمہ اور نوآئید نہایت محنت سے لکھے ہیں اور احادیث کی ایوب بندی بھی کی ہے۔ اس سارے کام کے جملہ حقوق مکتبہ قدوسیہ کے نام محفوظ ہیں۔ کوئی صاحب یا ادارہ اس کام کی نقل یا طبع یا طبعی انداز میں شائع نہ کریں۔ ایسا کرنے کی صورت میں ہم قانونی کارروائی کے مجاز ہوں گے۔

مکتبہ قدوسیہ اسلامک پریس

Ph: 42-37351124 , 37230585

E-mail: maktaba_quddusia@yahoo.com

Website: www.quddusia.com

مکتبہ قدوسیہ

رجمان مارکیٹ • غزنی سٹریٹ • اردو بازار • لاہور پاکستان

اللَّهُمَّ
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
كَأَصَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ لَمُنِيكَ وَمُنِيكَ
اللَّهُمَّ
بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
كَأَبَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ لَمُنِيكَ وَمُنِيكَ

فہرست ابواب جلد اول

www.KitaboSunnat.com

۵۱.....	کامیابی والے چند امور کا بیان	اخلاق، نیکی اور صلہ رحمی کا بیان
۵۲.....	اعوذ باللہ کے ساتھ غصہ کے ٹھنڈا ہونے کا بیان	باب: مہاجرین کا آپس میں بھائی چارہ..... ۴۱
۵۲.....	باب: مسلمان کے ساتھ مصافحہ کی فضیلت	جب حیاء نہ رہے تو جو مرضی کر..... ۴۱
۵۳.....	میت کی طرف سے حج کرنے کا بیان	مریض کی عیادت کرنا اخلاق کا حصہ ہے..... ۴۲
۵۳.....	باب: صلہ رحمی کا حکم	اللہ کے ہاں لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ..... ۴۲
۵۳.....	غلاموں کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان	چغل خوری لوگوں کے درمیان باتیں منتقل کرنا ہے فساد کی
۵۳.....	عورتوں کی دبروں کی مباشرت کرنے کی حرمت کا بیان	غرض سے..... ۴۳
۵۵.....	نرہ کی ترغیب کا بیان	ان اعمال کا بیان کہ جو جہنم سے دور کرتے ہیں..... ۴۳
۵۵.....	چھ چیزوں کی حفاظت جنت کی ضمانت	سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو دین کو زیادہ سمجھنے والا ہے..... ۴۴
۵۵.....	جائز امور میں والد کی اطاعت ضروری ہے	رشتہ داری جوڑنے کا حکم..... ۴۵
۵۶.....	رسول اللہ ﷺ کی وصیت کا بیان	ترازو میں سب سے وزنی نیکی اچھا اخلاق ہے..... ۴۵
۵۶.....	رشتہ داری جوڑنے کی اہمیت کا بیان	غصہ کی ممانعت کا بیان..... ۴۵
۵۷.....	خادم کو ایک دن میں ستر مرتبہ معاف کرنے کا بیان	برائی کا بدلہ اچھائی کے ساتھ دینے کی اہمیت..... ۴۶
۵۷.....	رسول اللہ ﷺ کی وصیتوں میں سے	لوگوں میں سب سے بہتر کون؟..... ۴۸
۵۷.....	اپنے بھائی کو خوش کرنا افضل اعمال میں سے ہے	زبان کی مذمت کا بیان..... ۴۸
۵۸.....	افضل ترین صدقہ آپس میں صلح کروانا	خادم کے ساتھ احسان کرنے کا بیان..... ۴۹
۵۸.....	غیبت کے حرام ہونے کا بیان	نرہ کا داخل ہونا اللہ کی طرف سے بھلائی ہے..... ۴۹
۵۹.....	اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان	اپنے بھائی سے محبت کا اظہار کرنا بہتر ہے..... ۴۹
۶۰.....	باب: حسن اخلاق اور منساری کا بیان	خوابوں کے آداب کا بیان..... ۵۰
۶۰.....	قریب کرنے والے آسانی کرنے والے اور نرہ کرنے	خادم کو کھانا کھلانے کی ترغیب کا بیان..... ۵۰
۶۰.....	والے پر آگ حرام ہے	اپنے بھائی پر اسلحہ لہرانا موجب لعنت ہے..... ۵۰

- لوگوں کے درمیان صلح کروانے کی فضیلت کا بیان ۶۰
- غصہ کو روکنے کی ترغیب کا بیان ۶۱
- جنتی اور جہنمیوں کا بیان ۶۲
- عضہ وہ چغل خوری ہے کہ جو لوگوں کے درمیان فساد ڈال دے ۶۳
- میاں بیوی کے تنہائی کے معاملات کو افشاء کرنے کی مذمت ۶۴
- بچوں کے لیے دف بجانے کی اجازت کا بیان ۶۵
- جھوٹ کی ایک قسم کا بیان ۶۵
- خطباء کا یہ کہنا کہ ۶۶
- یتیم کے ساتھ احسان کرنے کا بیان ۶۷
- دعوت کرنے والوں سے نرمی کرنے کا جواز ۶۷
- آنکھوں کے ساتھ اشارہ کرنے کی کراہت کا بیان ۶۸
- سیدنا ابوذرؓ کو نبی ﷺ کی چیدہ چیدہ نصیحتیں ۶۸
- خادموں کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان ۷۰
- اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان ۷۰
- آپس میں فخر کرنے کی حرمت کا بیان ۷۱
- بلاشبہ اللہ تعالیٰ بلند اخلاق سے محبت اور برے اخلاق سے نفرت کرتا ہے ۷۱
- رشتہ داری توڑنے والے کی مذمت کا بیان ۷۱
- لا الہ الا اللہ کی تصدیق کی فضیلت کا بیان ۷۲
- ایمان کی توفیق اللہ کی محبت کی علامت ہے ۷۲
- ظالم کو ڈھیل دینا اللہ کی طرف سے مہلت ہے ۷۳
- فقراء کی فضیلت اور متکبرین کی مذمت کا بیان ۷۳
- اللہ کی وصیت ماؤں اور قریبی رشتہ داروں کے متعلق ۷۴
- جنتیوں اور جہنمیوں کا بیان ۷۴
- لوگوں میں اللہ کے سب سے زیادہ نزدیک وہ ہے جو سلام پہلے کرتا ہے ۷۵
- اللہ تعالیٰ دنیا میں جس چیز کو بلندی دیتا ہے اس کو پستی بھی ضرور دیتا ہے ۷۵
- خیر اور شر والی صفات کا بیان ۷۵
- پاکباز اور وفا کرنے والے اللہ کے بہترین بندے ہیں ۷۶
- غیبت کسی شخص کی ایسی بات کرنا کہ جس کا سنا اس کو ناپسند ہو ۷۶
- بیٹے کا والد کے لیے بخشش طلب کرنا جنت میں بلندی کا سبب ہے ۷۷
- اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان ۷۷
- صلہ رحمی کی اہمیت کا بیان ۷۸
- باب: صلہ رحمی کی فضیلت ۷۸
- روح، روح کے ساتھ ضرور ملتی ہے ۷۸
- امارت لینے کی کراہت کا بیان ۷۹
- انبیاء کرام پر تکلیفوں کا بیان ۷۹
- باب: قطع تعلقی کے باوجود صلہ رحمی کی فضیلت ۸۰
- رسول اللہ سے حقیقی محبت کا بیان ۸۰
- حیاء کی اہمیت کا بیان ۸۱
- نرمی اور شفقت کرنے والے اللہ کے محبوب بندے ہیں ۸۲
- باب: اللہ کے لیے آپس میں محبت کرنے والوں کی صفات اور اللہ کے نزدیک ان کا مقام ۸۲
- سیدھے سادے بااخلاق مسلمان کی فضیلت کا بیان ۸۳
- لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائشیں انبیاء پر آتی ہیں ۸۳
- سب سے بڑے جھوٹ کا بیان ۸۴
- اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں

- ۸۴..... نے موسیٰ کو تکلیف دی، کی تفسیر کا بیان
جس نے کسی کافر کو قتل کیا، تو اس کے لیے ہی اس کا سلب ہے
- ۸۶.....
اللہ کے لیے محبت کرنے والوں کی فضیلت و اہمیت کا بیان
- ۸۷..... باب: نبی ﷺ کی تواضع اور سخاوت کا بیان
رسول اللہ کا امور غیب کے متعلق خبر دینے کا بیان
- ۸۸..... عمدہ اخلاق کی اہمیت کا بیان
اتجھ اور برے دوست کی مثال
- ۸۹..... اچھے اخلاق کی توفیق اللہ ہی دیتا ہے
خوش کلامی اور کھانا کھلانے کی ترغیب کا بیان
- ۹۰..... غلام اور باپ سے عورت کو پردے کرنا لازم نہیں ہے
صلہ رحمی اور نرمی کی فضیلت کا بیان
- ۹۱..... الزام سے ڈرنے کا بیان
کتنی بات غیبت کے لیے تجھ کو کافی ہے؟
- ۹۲..... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دلکش انداز
جنتیوں اور جہنمیوں کا بیان
- ۹۳..... اللہ سے حیاء کرنے کا بیان
باب: راستے کے آداب
- ۹۴..... بکریوں کو چرانے والے پیغمبروں کا بیان
باب: صلہ رحمی کے حصول کے لیے قلیل ترین عمل
- ۹۵..... اس چیز کا بیان جو لوگوں کو کثرت کے ساتھ جنت اور جہنم میں داخل کرے گی
اہل خیر اور شر میں سے تین تین آدمیوں کا بیان
- ۹۶..... تین افراد کی طرف اللہ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا
حیاء ایمان کا حصہ ہے
- ۹۷..... رحمت کا دل میں نہ ہونا سراسر نقصان ہے
- ۹۷..... منافق میں دو خوبیوں کے جمع نہ ہونے کا بیان
دین کی سمجھ اور اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان
- ۹۷..... لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو کھانا کھلائے
حقوق العباد کی اہمیت کا بیان
- ۹۸..... والد کی رضا مند اور ناراضی کی اہمیت کا بیان
رحمت اور صلہ رحمی کی فضیلت کا بیان
- ۹۹..... حقیقی غنی تو دل کا غنی ہے
مسلمان کو گالی دینے اور لڑائی کرنے کی مذمت کا بیان
- ۱۰۰..... باب: نبی ﷺ کی تواضع اور حسن خلق کا بیان
برائی کا بدلہ نیکی کے ساتھ دینے کی ترغیب کا بیان
- ۱۰۱..... باب: آیت (و کلا نسان) کی تفسیر
بالوں کو رنگتے ہوئے سیاہ رنگ سے اجتناب کرنا
- ۱۰۱..... باب: اولاد میں لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان یکساں سلوک کرنے کا بیان حتیٰ کہ بوسہ لینے میں بھی
- ۱۰۲..... باب: منافق کی نشانیاں
صلہ رحمی کی اہمیت کا بیان
- ۱۰۲..... باب: قیلولہ کا حکم
یتیم کی کفالت کرنے کی فضیلت
- ۱۰۳..... شعر آپ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ تھے
باب: اجازت لینے کا طریقہ
- ۱۰۴..... آپ ﷺ کا چلنا کیسا تھا
آپ ﷺ اہل و عیال اور بچوں پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے تھے
- ۱۰۴..... آہستہ دروازہ کھٹکھٹانا اجازت کے آداب میں سے ہے
اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو
- ۱۰۵.....

- ۱۲۰..... آپ کا اپنی امت پر تین چیزوں سے ڈرنا
- ۱۲۰..... وہ کام جو تکبر کی نفی کرتے ہیں
- ۱۲۱..... منافقین کی مذمت کا بیان
- ۱۲۱..... نری تو رحمت ہے
- ۱۲۱..... مبلغ کے لیے ایک نصیحت کا بیان
- ۱۲۲..... پہلوان وہ ہے جو اپنے غصے کو کنٹرول کرے
- ۱۲۲..... جو سلام نہیں کرتا وہ سب سے بڑا بخیل ہے
- آپس میں صلح اور اچھا اخلاق اور نماز افضل اعمال میں سے
- ۱۲۲..... ہیں
- ۱۲۳..... جھوٹ بدترین کام ہے
- ۱۲۳..... جلدی سزا دلانے والے کاموں میں سے قطع رحمی بھی ہے
- ۱۲۳..... اس بخیل کی مذمت کہ جو رشتہ دار کو نہیں دیتا
- ۱۲۳..... اپنے آپ میں بڑا بننے کی مذمت
- ۱۲۳..... اللہ کے لیے محبت کرنے کی فضیلت کا بیان
- ۱۲۳..... اللہ کے لیے اپنے بھائی کی زیارت کی فضیلت
- ۱۲۵..... وہ کام کہ جو جنت میں داخلے کا سبب ہوں گے
- اس کی مذمت کہ جس نے اپنے والدین کو پایا پھر بھی جہنم
- ۱۲۵..... میں داخل ہو گیا
- ۱۲۶..... مومن کو خوش کرنا افضل اعمال میں سے ہے
- اس شخص کی مذمت کہ جس نے کسی مسلمان کا مال جھوٹی قسم
- ۱۲۶..... اٹھا کر حاصل کیا
- ۱۲۶..... پڑوسی کے ساتھ احسان کرنے کا حکم
- ۱۲۷..... اپنے آپ میں بڑا بننے کی مذمت کا بیان
- جس نے اللہ کے لیے عاجزی کی اللہ اس کو اتنا ہی بلند کرے
- ۱۲۷..... گا
- اللہ کے راستے میں بوڑھا ہونے کی فضیلت
- ۱۲۷.....
- ۱۰۶..... رسول اللہ ﷺ انتہائی رحم کرنے والے تھے
- ۱۰۶..... نرمی ایک زینت ہے
- آپ کا خادم سے سوال کرنا کہ تیری کوئی ضرورت ہے؟
- ۱۰۸..... آپ ﷺ سے لوگوں کو روکا نہیں جاتا تھا
- ۱۰۸..... کمزور (اونٹ) کو چلانے کے لیے آپ کا پیچھے رہنا
- ۱۰۸..... آپ ﷺ کی عاجزی کا بیان
- باب: نبی ﷺ کی اپنی بیویوں کو تادیب
- ۱۱۰..... حکمت والے امور کا بیان
- ۱۱۲..... بچوں کے ساتھ نرمی کرنے کا بیان
- صاف دل بیچ بولنے والا لوگوں میں سب سے زیادہ افضل
- ۱۱۳..... ہے
- ۱۱۳..... پڑوسی کے حقوق کی اہمیت کا بیان
- ۱۱۵..... لعنت کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے
- ۱۱۵..... تکبر و غرور کا گناہ
- ۱۱۶..... کون سے لوگ ملعون ہیں
- باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ”و یو ثرون علی انفسہم“
- ۱۱۷..... کا شان نزول
- ۱۱۸..... قطع تعلقی حرام ہے
- ۱۱۸..... نماز پڑھنے والے کے لیے سترے کا استحباب
- اس شخص کی مذمت کا بیان کہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں
- ۱۱۹..... سے محفوظ نہیں ہے
- ۱۱۹..... ان امور کا بیان جو جزاء و سزا کی جلدی کا سبب ہیں
- باب: بڑے کا چھوٹے سے اور چھوٹے کا بڑے سے
- ۱۱۹..... ادب
- باب: مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور اسے خوشبو سے
- ۱۲۰..... مزین کرنے کا بیان

آداب اور اجازت طلب کرنے کے مسائل

- ۱۳۹..... ناصحانہ باتوں کا بیان
- ۱۴۰..... نماز اور غلاموں کے ساتھ احسان کی اہمیت کا بیان
- ۱۴۱..... اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کھانے کا بیان
- ۱۴۱..... اللہ کے نزدیک محبوب ترین لوگوں کا بیان
- ۱۴۲..... باب: مکارم اخلاق کا بیان
- ۱۴۲..... قال (نیک شگون) لینے کا جواز
- ۱۴۲..... السلام علیکم کے ساتھ داخل ہونے کی اجازت لینا
- ۱۴۳..... اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام
- ۱۴۳..... قال کے مستحب ہونے کا بیان
- ۱۴۴..... خوش آمدید کہنے کی فضیلت کا بیان
- ۱۴۴..... معزز لوگوں کی تکریم کرنے کا حکم
- ۱۴۵..... محبوب کو اپنی محبت کے متعلق آگاہ کرنے کا حکم
- ۱۴۶..... دعا کے آداب کا بیان
- ۱۴۶..... اجازت طلب کرنے کے آداب کا بیان
- ۱۴۷..... لینے کے آداب کا بیان
- ۱۴۷..... کثرت کے ساتھ سلام کرنے کی ترغیب کا بیان
- ۱۴۸..... سلام کرنے کے آداب کا بیان
- جب دو افراد علیحدہ گفتگو کر رہے ہوں تو اجازت طلب کرنا ضروری ہے۔
- ۱۴۸..... باب: نماز اور غیر نماز میں کعبہ کی تعظیم کا بیان
- ۱۴۹..... مجلس کی گفتگو امانت ہے
- ۱۴۹..... اچھے خواب کا ذکر کرنا مستحب ہے۔ جبکہ برے خواب کا ذکر کرنا ممنوع ہے
- ۱۵۰..... جب کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو کیا کرے؟

- ۱۴۷..... جس نے مدینہ کی تکلیف پر صبر کیا اس کی فضیلت
- ۱۴۸..... جس نے رسول اللہؐ پر جھوٹ باندھا اس کا گناہ
- ۱۴۸..... اس شخص کا گناہ کہ جس نے اجازت سے پہلے جھانکا
- ۱۴۹..... ایک سال تک اپنے بھائی کو چھوڑے رکھنے کا گناہ
- ۱۴۹..... مؤمن اور فاجر کی صفت کا بیان
- ۱۴۹..... مکر اور دھوکے آگ میں ہیں
- ۱۵۰..... غلام کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان
- ۱۵۰..... انصار کی فضیلت کا بیان
- ۱۵۱..... علامات قیامت کا بیان
- ۱۵۲..... والدین اور بیوی بچوں کے لیے محنت کرنے کی فضیلت
- ۱۵۳..... والد کی فضیلت کہ وہ جنت کا درمیانی دروازہ ہے
- ۱۵۳..... نیت کی اہمیت کا بیان
- ۱۵۳..... جو مہمان نوازی نہیں کرتا اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے
- ۱۵۳..... والدین کے ساتھ نیکی کرنا اگرچہ وہ فاسق ہی ہوں
- ۱۵۴..... بلوغت کے بعد قیمتی نہیں ہے
- ۱۵۴..... تکبر کی مذمت کا بیان
- ۱۵۴..... حسد کی مذمت کا بیان
- اس شخص کی مذمت کہ جس کا پر دوسری اس کے شر سے محفوظ نہیں
- ۱۵۵..... نبی ﷺ کی بیویوں کے ساتھ احسان کرنے کی فضیلت
- ۱۵۵..... دور خالینی امین نہیں ہوتا
- ۱۵۶..... جوسن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا
- ۱۵۶..... اچھے اخلاق اور زیادہ خاموشی کی فضیلت
- ۱۵۶..... شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ شفقت کرنا
- ۱۵۷..... گانا گانے کا جواز
- ۱۵۸..... نری اللہ کی طرف سے بھلائی ہے

- ۱۶۲..... ہے
- ۱۶۲..... داخل ہوتے وقت سلام کرنے کی اہمیت کا بیان
- ۱۶۳..... چپکے سے ضروریات پوری کرنے کی اہمیت کا بیان
- ۱۶۳..... جوتوں کی اہمیت
- ۱۶۴..... خالہ ماں کے قائم مقام ہے
- ۱۶۴..... سفارش کرنے سے اجر ملتا ہے
- ۱۶۵..... سلام کرنے اور کھانا کھلانے کی فضیلت کا بیان
- ۱۶۵..... دعا سے عاجز آ جانے کی کراہت کا بیان
- ۱۶۶..... سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قصہ
- ۱۷۵..... سلام کرنا رحمت ہے
- ۱۷۶..... نقصان پہنچانے والے جانوروں کو قتل کرنے کا بیان
- لوگوں کے سو جانے کے بعد (رات کو) نکلنے کی کراہت کا بیان
- ۱۷۷..... باب: بے اولاد کا کنیت رکھنے کا بیان
- ۱۷۷..... زبان کی حفاظت کی اہمیت کا بیان
- ۱۷۸..... حقیقی مومن، مسلمان، مجاہد اور مہاجر کا بیان
- ۱۷۹..... مقام کے اعتبار سے سب سے بہتر انسان کا بیان
- ۱۸۰..... باب: نیک بیوی کی خصوصیات
- کوئی شخص کسی بیوہ عورت کے پاس ایک رات بھی نہ گزارے
- ۱۸۱..... نبی کا کسی مومن کو تکلیف دینا رحمت اور پاکی ہے
- ۱۸۱..... باب: پاکیزگی اسلام کا حصہ ہے
- ۱۸۲..... باب: گفتگو میں بڑوں کو مقدم کرنا
- راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے
- ۱۸۲..... نجات والے امور میں سے زبان کی حفاظت اور آوارگی نہ کرنا بھی ہے
- ۱۵۱..... باب: ملاقات کے آداب
- ۱۵۱..... کھانے پینے میں تعیش نہ کرنے کا استحباب
- ۱۵۱..... مبالغہ آرائی پر مبنی تعریف کرنے والوں کی مذمت کا بیان
- ۱۵۲..... سیدھے ہاتھوں سے دعا کرنے کا بیان
- رات کو کتے اور گدھے کی آوازیں نہ کرنا اللہ کی پناہ پکڑنے کا بیان
- ۱۵۲..... خادم کو اپنے ساتھ کھلانے کا بیان
- ۱۵۳..... مارنے کے لیے چہرے سے اجتناب کرنے کا بیان
- چھینکنے والا جب تک الحمد للہ نہ کہے تو اس کو جواب نہ دیا جائے
- ۱۵۳..... ریحتم اللہ کہنے کے آداب کا بیان
- ۱۵۵..... جو عزت کا اہل نہیں اس کی عزت کرنے کی ممانعت
- جب کوئی اپنی نشست سے اٹھ جائے دوبارہ لوٹنے پر وہی اس کا زیادہ حق دار ہے
- ۱۵۶..... باب: مجلس اور بحث کے آداب
- ۱۵۷..... کچھ دھوپ اور کچھ سایہ میں بیٹھنے کی کراہت کا بیان
- دو کا آپس میں سرگوشی کرنا تیسرے کو چھوڑ کر کر وہ ہے
- ۱۵۷..... باب: بچوں کی تربیت
- ۱۵۸..... برا خواب لوگوں کو بیان کرنے کی کراہت کا بیان
- ۱۵۸..... السلام علیکم کثرت سے کہنے کی ترغیب کا بیان
- ۱۵۹..... زندوں اور مردوں کے سلام میں فرق کا بیان
- ۱۶۰..... باب: مشرکین سے ملاقات کا طریقہ
- ۱۶۱..... سلام کے آداب کا بیان
- باب: غیر مسلم کے سلام کے جواب میں کیا کہا جائے؟
- ۱۶۱..... سوتے وقت چراغ بجھا دینے کا بیان
- سب سے بڑی زیادتی کسی مسلمان کی آبروریزی کرنا

۱۹۷	آپ ﷺ کا عیادت کے لیے جانا	۱۸۳	بھلائی کے علاوہ ہاتھ پھیلانے کی حرمت کا بیان
۱۹۷	جو دعوت کے لیے بغیر اجازت آ جائے۔	۱۸۳	باب: رستے میں بیٹھنے کے آداب
۱۹۸	اس شخص کی مذمت کہ جو بیت اللہ کی بے حرمتی کرتا ہے	۱۸۴	دلوں کو نرم کرنے والے امور کا بیان
۱۹۹	حسن اور حسین نام نبی ﷺ نے رکھے	۱۸۵	کسی شخص کے عیب بیان کرنے کی مذمت کا بیان
۱۹۹	عورتوں سے مصافحہ کرنے کی حرمت کا بیان		آدمیوں میں سے فصاحت و بلاغت جھاڑنے والے کی
۲۰۰	مشرکین کی برائی کرنے کا جواز	۱۸۵	مذمت
۲۰۰	جنگ میں اشعار کی اہمیت کا بیان	۱۸۵	ذبح کے لیے عقیقہ کھانے کی کراہت کا بیان
۲۰۱	باب: نبی کریم ﷺ کی ایک نصیحت	۱۸۶	بلاشبہ اللہ تعالیٰ عزت و رفعت والے کام پسند کرتا ہے
۲۰۱	رات چھاجانے کے بعد گفتگو کرنے کی کراہت کا بیان	۱۸۶	کسی خیر خواہ یا عالم کو خواب بیان کرنے کی اہمیت کا بیان
۲۰۲	ہر اس بات سے بچو کہ جس پر معذرت کرنی پڑے	۱۸۷	اپنے بھائی کی زیارت کرنے کی فضیلت
۲۰۲	تعریف سے بچو	۱۸۸	اس قول کی مذمت کہ فلاں کو معاف نہیں کیا جائے گا
۲۰۳	زبان کی اہمیت کا بیان	۱۸۸	کلام کی اہمیت کا بیان کہ وہ جنت بھی ہے اور جہنم بھی
۲۰۳	ٹیک لگا کر کھانے کی کراہت کا بیان	۱۸۹	سلام کو عام کرنے کا حکم
۲۰۴	بزرگوں کی وجہ سے برکت ہوتی ہے	۱۹۰	کامیابی اور ناکامی میں گفتگو کی اہمیت
۲۰۴	صدقہ کا بیان	۱۹۰	باب: قبلہ رخ مجلس کی فضیلت
۲۰۵	باب: سلام میں یہود کی مخالفت کی ترغیب	۱۹۰	مصافحہ کرنے کی فضیلت کا بیان
۲۰۵	کام میں غور و فکر کرنے کی فضیلت	۱۹۱	دین اور عمل صالح فضیلت والے امور میں سے ہیں
۲۰۶	تین چیزیں واپس نہ کی جائیں	۱۹۱	اشعار اور بیان کی اہمیت
	والدین کے نافرمان عادی شراب نوش اور احسان جتانے		سلام عام کرنا عمدہ گفتگو کرنا بخشش کو واجب کرنا والے امور
۲۰۶	والے کی مذمت	۱۹۲	ہیں
۲۰۷	باب: مرد کے اکیلے سفر کی ممانعت کا سبب	۱۹۲	اللہ تعالیٰ بدزبانی کو پسند نہیں کرتا
۲۰۷	جنگ خندق کا بیان	۱۹۳	باب: عورتوں کی غیرت کا بیان
۲۱۱	باب: مسلمان کے مسلمان پر حقوق کا بیان	۱۹۴	جھگڑا چھوڑ دینے کی فضیلت کا بیان
۲۱۱	باب: بہترین دوست اور پڑوسی	۱۹۵	قابل ستر چیزوں کو دیکھنے کی حرمت کا بیان
۲۱۲	سب سے بہترین مجلس وسیع ہوتی ہے	۱۹۵	یتیم کی کفالت کرنے کی فضیلت کا بیان
۲۱۳	میت کے لیے دعا کرنے کا بیان	۱۹۶	نا پسندیدہ نام تبدیل کرنے کا بیان

- ۲۲۶..... گھر سے نکلنے کی دعا ۲۱۳..... مسجد میں کھینے کا جواز
- ۲۲۷..... باب: مصافحہ میں نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ ۲۱۴..... کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کو قسم دیں تو اللہ قسم کو پورا کر دے
- ۲۲۷..... چھیننے والے کو جواب کیسے دیا جائے گا ۲۱۴..... مال کے ذریعہ سے اپنی عزتوں اور مالوں کا دفاع کرنا
- ۲۲۷..... معانقہ اور مصافحہ کرنے کا بیان ۲۱۵..... اچھی بات کہنے یا پھر خاموش رہنے کی فضیلت
- ۲۲۸..... صحابہ کرامؓ کا آپؐ کے آگے چلنے کا بیان ۲۱۵..... تین چیزوں میں جھوٹ بولنے کی رخصت کا بیان
- ۲۲۸..... سورت العصر کی اہمیت کا بیان ۲۱۶..... خواب تین قسم کے ہوتے ہیں
- ۲۲۹..... بغیر اجازت گھر میں جھانکنے کی مذمت کا بیان ۲۱۶..... کون آدمی زیادہ حق دار ہے ان امور کا
- باب: عید الفطر اور عید قربان مسلمانوں کی سالانہ عیدیں ہیں ۲۱۷..... مومن کو گالی دینے کا گناہ
- ۲۲۹..... باب: اہل کتاب کے سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟ ۲۱۷..... ننگے پن کی حرمت کا بیان
- ۲۳۰..... گھوڑی کا نام فرس رکھنے کا بیان ۲۱۸..... نبی ﷺ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نام حمزہ تھا
- ۲۳۰..... اوپر سے کھانا لینے کی کراہت کا بیان ۲۱۸..... باب: السلام علیکم کہنے کی فضیلت
- ۳۳۱..... آپ ﷺ کے پیچھے چلنے کی کراہت کا بیان ۲۱۹..... سوال کرنے سے پہلے سلام کرنا
- ۳۳۱..... بچوں کو سلام کرنے کا بیان ۲۱۹..... اشعار عام کلام کی طرح ہیں
- باب: ناقص خطبہ ۲۱۹..... صحنوں کو صاف رکھنے کی اہمیت کا بیان
- ۳۳۲..... بخوادم کا ہر فرد سردار ہے ۲۲۰..... شکر گزار کھانے والے کی فضیلت کا بیان
- باب: کھانے کے آداب ۲۲۰..... صدقہ کی اقسام کا بیان
- ۳۳۲..... باب: سلام کے آداب نیز اگر جماعت میں سے ایک اہل بیت کی تربیت کا بیان
- جواب دے تو کافی ہوگا ۲۲۳..... رات کو برتن ڈھانپنے کی حکمت کا بیان
- باب: سلام کے جواب میں ومغفرہ کے اضافے کا ۲۲۳..... کھانے کی برکت اجتماعیت میں ہے
- بیان ۲۲۳..... ابن آدم کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے
- کھڑے کھانے پینے کی اجازت ۲۲۳..... اللہ تعالیٰ کے فرمان مذکورہ کی تفسیر کا بیان
- شعر کہنے کی مذمت کا بیان ۲۲۳..... آپؐ جب رات کو بستر پر آتے تو اس طرح کرتے
- مسلمان کے مسلمان پر چار حق ہیں ۲۲۵..... خوش خبری دینے کا حکم
- غیبت کی مذمت کا بیان ۲۲۶..... کسی بھی بات کو تین بار دہرانے کا استحباب
- زبان کی تیزی کی مذمت کا بیان ۲۲۶..... مجلس کے کفارہ کا بیان

۲۳۶..... بیان	۲۳۵..... عورتوں کے لیے راستے کے درمیان چلنا درست نہیں
۲۳۷..... قبلہ کی طرف تھوکنے کی کراہت کا بیان	۲۳۵..... وہ مومن نہیں کہ جس کا پڑوسی بھوکا ہو
۲۳۷..... غیبت کا بیان	۲۳۶..... مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہے
۲۳۷..... رحمت کی فضیلت کا بیان	۲۳۶..... سلام کرنے کے آداب کے بارے میں
۲۳۸..... خاموشی میں نجات ہے	۲۳۷..... باب: مہمان کا حق اور اس کے مطالبے کا جواز
۲۳۸..... فطرت اسلام والی چیزوں کا بیان	۲۳۷..... نقل اتارنے کی کراہت کا بیان
۲۳۹..... جس نے بستر پر لیٹتے ہوئے یہ دعا پڑھی	۲۳۸..... اللہ کے لیے محبت کرنے کی فضیلت کا بیان
۲۳۹..... جھوٹی قسم اور قطع حمی کے وبال کا بیان	۲۳۸..... ٹیک لگا کر کھانے کی کراہت کا بیان
۲۳۹..... باب: (مردوں کے لیے) سونا اور ریشم پہننے کی حرمت	۲۳۸..... صبر کی فضیلت کا بیان
۲۵۰..... باب: غصے اور زبان پر قابو پانے کی فضیلت	باب: نبی کریم ﷺ کا اپنی ذات کے لیے لوگوں کے قیام
۲۵۰..... رحم کرنے کی اہمیت کا بیان	۲۳۹..... کرنے کو ناپسند فرمانا
۲۵۱..... غلاموں کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کا بیان	۲۳۹..... ہر حال میں اللہ سے ڈرنے کا بیان
۲۵۱..... زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی فضیلت کا بیان	باب: گھوڑے پالنے کی فضیلت
۲۵۱..... اسکی فضیلت جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے	۲۴۰..... مصافحہ کرنے کی فضیلت کا بیان
۲۵۲..... بہترین مومن وہ ہے جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے	۲۴۱..... مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں
۲۵۳..... راستوں کو صاف رکھنے کی فضیلت	مسلمانوں کو ان کے راستوں کے معاملہ میں تکلیف دینے
۲۵۳..... جس نے تکلیف پر صبر کیا فرشتے کا اس کی مدد کرنا	۲۴۱..... کی مذمت
۲۵۴..... دھوپ اور چھاؤں کے درمیان بیٹھنے کی ممانعت کا بیان	۲۴۲..... تحدیثِ نعمت کی فضیلت
ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھ کر لیٹنے کی ممانعت کا	لوگوں کے لیے بت بن کر کھڑے ہونے کی حرمت کا
۲۵۴..... بیان	۲۴۲..... بیان
۲۵۵..... گھروں میں تصویریں رکھنے اور بنانے کی حرمت کا بیان	والد کے دوستوں سے اس کی وفات کے بعد صلہ رحمی کی اہمیت
۲۵۵..... باب: سفر کرنے اور سونے کے آداب	۲۴۳..... کا بیان
۲۵۵..... قناعت کے مستحب ہونے کا بیان	۲۴۳..... ایمان کو مکمل کرنے والے امور کا بیان
۲۵۶..... جانور پر شفقت کی فضیلت کا بیان	۲۴۵..... ظلم کے ساتھ اپنے بھائی کا مال کھانے کی حرمت
۲۵۶..... باب: مہربان کہلانے کا مستحق کون؟	۲۴۵..... لہسن اور پیاز کھانے کی کراہت کا بیان
۲۵۶..... بغیر اجازت گھر میں داخل ہونے کی حرمت کا بیان	جاہلیت والی نسبت کے ساتھ فخر کرنے کی کراہت کا

۲۶۴..... بیان	۲۵۷..... ناپسندیدہ امور کا بیان
بدترین انسان وہ ہے کہ جس کو لوگ اس کی بدگوئی کی وجہ	جو سلام سے ابتداء نہ کرے اس کو اجازت دینے کی
۲۶۴..... سے چھوڑ دیں	۲۵۷..... ممانعت
۲۶۵..... برائی کا بدلہ اچھائی کے ساتھ دینے کی ترغیب	۲۵۷..... یہود کو پہلے سلام کرنے کی ممانعت
۲۶۶..... اپنے گناہوں کو دیکھنے کی اہمیت کا بیان	۲۵۸..... آپ کا نام اور کنیت اکٹھے رکھنے کی ممانعت کا بیان
۲۶۶..... تصویر بنانے والے، مشرک اور متکبر سرکش کے گناہ کا بیان	۲۵۸..... ناموں کو تبدیل کرنے کا جواز
۲۶۷..... سلام کرنے کے آداب	۲۵۸..... زندوں اور مردوں کے سلام میں فرق کا بیان
۲۶۸..... اللہ تعالیٰ کا دوا افراد پر ہنسنے کا بیان	۲۵۹..... باب: خواب کے آداب
	۲۶۰..... چھٹکی معمولی نقصان دینے والا جانور ہے
	۲۶۰..... جو شخص عزت کا اہل نہیں اس کی تکریم کی حرمت کا بیان
	۲۶۰..... اللہ کی لعنت کرنے کی ممانعت کا بیان
	۲۶۱..... عمدہ راستوں پر پڑاؤ ڈالنے کی ممانعت کا بیان
	۲۶۱..... پڑوسی کو تکلیف پہنچانے کی حرمت کا بیان
	۲۶۱..... باب: کس کے لیے رات کو جاگنا جائز ہے
	۲۶۱..... باب: مہمان کے لیے زیادہ تکلف کی ممانعت
	۲۶۱..... مجلس کے آداب کا بیان
	تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے قطع تعلقی کی حرمت کا
	۲۶۲..... بیان
	۲۶۲..... چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا
	۲۶۲..... لوگوں کا شکریہ ادا کرنے کی اہمیت کا بیان
	۲۶۳..... باب: بہتان بازی اور جھوٹ کی حرمت
	۲۶۳..... یہ کہنے کی کراہت کہ میں نے زراعت کی ہے
	۲۶۳..... یہ کہنے کی کراہت کہ یہ میرا بندہ ہے
	۲۶۳..... کسی شخص کو اس کی مجلس سے اٹھانے کی کراہت کا بیان
	۲۶۳..... سلام عام کرنے اور کھانا کھلانے کی اہمیت کا بیان
	عورتوں کے پاس اچانک اور رات کو آنے کی کراہت کا
۲۶۹..... نماز کی فرضیت کا بیان	
۲۶۹..... نماز کی فضیلت کا بیان	
۲۷۰..... نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان	
۲۷۱..... مسجد بنانے کی اہمیت	
۲۷۲..... اللہ کے فرائض میں سے پانچ نمازیں بھی ہیں	
۲۷۳..... نماز بلکی پڑھنے کا بیان	
۲۷۴..... پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم	
۲۷۴..... صفوں کو سیدھا اور مکمل کرنے کا بیان	
۲۷۵..... ان لوگوں کا بیان کہ جن کی نماز قبول نہیں کی جاتی	
۲۷۵..... اذان اور اقامت کے درمیان کتنا وقفہ ہونا چاہیے؟	
۲۷۶..... اس گھر کی مذمت کہ جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی	
۲۷۷..... دو نمازوں میں وقفہ کی اہمیت کا بیان	
۲۷۸..... باب: خطبہ جمعہ سننے کے آداب	
۲۷۹..... عیدین کے لیے عورتوں کو حاضر ہونے کا حکم	
۲۷۹..... باب: کلیساؤں کی بربادی اور وہاں مسجدوں کی آبادی	
۲۸۰..... نماز کے لیے وقار و سکون کے ساتھ آنے کا بیان	

- باب: جس نے فجر اور عصر کی پہلی رکعت پالی (قبل از طلوع وغروب آفتاب) تو اس نے نماز پالی ۲۸۱
- باب: طلوع شمس سے پہلے پہلی رکعت پانے پر نماز فجر کا درست ہونا ۲۸۱
- باب: مغرب کی اذان کہنے میں جلدی کرنا ۲۸۲
- عورت اور مرد کیسے اجازت دیں گے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے ہوں ۲۸۲
- نماز سے پہلے کھانا کھانے کا مستحب ہونا ۲۸۲
- امام کو نماز ہلکی پڑھانے کا حکم ۲۸۳
- آمین کہنے کی فضیلت کا بیان ۲۸۳
- سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہوتے وقت نماز نہ پڑھنے کا بیان ۲۸۳
- مسجد میں تھوکنے کا کفارہ ۲۸۵
- نماز کو دو مرتبہ پڑھنے کا جواز ۲۸۵
- باب: مقیم کا مجبوری کے تحت دو نمازوں کو جمع کرنا ۲۸۶
- مسجد کی طرف نکلنے کی فضیلت کا بیان ۲۸۷
- مسجد کی طرف نکلنے وقت عورتوں کو خوشبو لگانا حرام ہے ۲۸۷
- باب: حدیث شفاعت کا بیان اور یہ تارکین صلاۃ کی بھی ہو گی ۲۸۸
- اس شخص کا بیان کہ جس نے رکوع کی طرف آہستہ آہستہ چل کر آنے کو جائز قرار دیا ۲۹۱
- جمعہ کے دن غسل کے استحباب کا بیان ۲۹۱
- باب: اندھے پر بھی باجماعت نماز ضروری ہے ۲۹۲
- باب: جب کوئی سہو وغیرہ ہو جائے تو کم تعداد پر یقین کیا جائے ۲۹۳
- سترہ کے قریب ہونے کا استحباب ۲۹۳
- نماز فرض کے بعد کلام یا نکلنے کے استحباب کا بیان ۲۹۵
- باب: نماز میں شک کی بنا پر سجدہ سہو کا وجوب ۲۹۵
- باب: نماز کے لیے تزئین کرنا، مزین ہونا ۲۹۶
- باب: بیٹھ کر نماز پڑھانے کی صورت میں امام کی پیروی کا لازم ہونا ۲۹۶
- باب: میت کے بارے میں کلمات خیر کہنے کی تاثیر ۲۹۷
- باب: نماز کے منوعہ اوقات کون کون سے ہیں ۲۹۸
- ضرورت کے تحت نماز پڑھنے والا کہاں تھو کے ۲۹۹
- امام کا دو رکعت میں (تشہد) بھول جانے کا بیان ۳۰۰
- صاحب قرآن کے لیے قیام کی اہمیت کا بیان ۳۰۰
- امام ساتھ آمین کہنے کی فضیلت کا بیان ۳۰۱
- نفل نماز گھر میں پڑھنے کی فضیلت کا بیان ۳۰۱
- ہر دو رکعت میں تشہد ہے ۳۰۲
- رسول اللہ ﷺ کی قیمتی وصیتیں ۳۰۲
- امام سے آگے بڑھنے کی حرمت کا بیان ۳۰۳
- باب: نماز عشاء کا وقت ۳۰۳
- باب: خطبہ جمعہ سننے کے آداب ۳۰۴
- باب: رکوع میں ملنے سے رکعت کا ملنا ۳۰۴
- باب: نماز پنجگانہ تمام گناہوں کے کفارے کا باعث ہے ۳۰۶
- ظہر سے پہلے چار رکعات کی فضیلت کا بیان ۳۰۷
- باب: خطبہ جمعہ کے دوران تحیۃ المسجد کی تاکید ۳۰۸
- سترہ کی اہمیت کا بیان ۳۰۸
- اذان دوہری اور اقامت اکہری کہنے کا بیان ۳۰۹
- اقامت کے وقت نماز پڑھنے کی کراہت کا بیان ۳۰۹
- اقامت کے وقت دعا کے قبول ہونے کا بیان ۳۱۰

باب: بہترین مساجد جن کی طرف رخت سفر باندھا جائے ۳۲۵	۳۱۰..... سجدہ کی فضیلت کا بیان
اللہ تعالیٰ کی نماز کی طرف اپنے چہرہ کے ساتھ متوجہ ہونے کا بیان ۳۲۵	۳۱۱..... جمعہ کے دن غسل کے مستحب ہونے کا بیان
رکوع اور سجود کو مکمل کرنے کی اہمیت کا بیان ۳۲۵	۳۱۱..... اللہ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں
امام کے لیے نماز کو ہلکا کرنا مستحب ہے ۳۲۶	۳۱۲..... باب: جمعہ کے دن نماز فجر باجماعت ادا کرنے کی فضیلت
عید الفطر کے دن گھر سے نکلنے ہی تکبیرات کہنے کا بیان ۳۲۷	۳۱۳..... ہر نماز کے بعد معوذتین کے پڑھنے کا مستحب ہونا
نماز میں کسی چیز پر ٹیک لگانے کے جواز کا بیان ۳۲۷	۳۱۳..... صفوں کو سیدھا کرنا نماز کا حسن ہے
اذان کو سن کر شیطان کے بھاگ جانے کا بیان ۳۲۸	۳۱۴..... صف کے شکافوں کو بند کرنے کی اہمیت کا بیان
اندھیری اور بارش والی رات میں نماز کے لیے نکلنے کا جواز ۳۲۸	۳۱۴..... فجر اور ضحیٰ کی نماز کی فضیلت کا بیان
رات کی نماز کی فضیلت کا بیان ۳۲۹	نماز کے بعد سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنے کی فضیلت کا بیان ۳۱۵
نماز گناہوں کو ختم کر دیتی ہے ۳۳۰	باب: منافق کی نماز کا بیان ۳۱۵
نماز میں قرآن پڑھنے کی فضیلت کا بیان ۳۳۱	پانچ نمازوں کے لیے بیعت لینے کا بیان ۳۱۶
باب: نماز پنجگانہ کے ابتدائی و آخری اوقات ۳۳۱	اس نماز کی فضیلت کا بیان جو کہ مجاہد کے بعد فوت ہوا ہے ۳۱۷
مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت کا بیان ۳۳۳	اس شخص کی مذمت کہ جس نے کوئی نماز بغیر وضوء پڑھی ۳۱۸
نماز گناہوں کو ختم کر دیتی ہے ۳۳۳	وتر کی نماز رات کے پہلے اور آخری حصہ میں پڑھنے کا جواز ۳۱۸
باب: نماز کی کوریٹھان کرنے کی ممانعت ۳۳۳	مسجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت کا بیان ۳۱۹
وتر کے بعد دو رکعات کی فضیلت کا بیان ۳۳۳	باب: مسجد میں بلند آواز سے قرأت کی ممانعت ۳۲۰
نماز کے اجر کا بیان ۳۳۵	باب: نماز وتر کے سنت ہونے کی تاکید ۳۲۰
سلام اور آمین کہنے سے یہود کے حسد کرنے کا بیان ۳۳۶	فجر کی نماز سے پہلے دو رکعات پڑھنے کی فضیلت ۳۲۱
باب: نماز کا اشارے سے سلام کا جواب دینا منسوخ ہے ۳۳۶	جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت ۳۲۱
اور زبان سے جواب منسوخ ہے ۳۳۶	مسجدوں کو آباد کرنے والوں کی فضیلت کا بیان ۳۲۲
نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ۳۳۷	صف ملانے اور خلاء پر کرنے والوں کی فضیلت کا بیان ۳۲۲
باب: قبروں کی جانب سفر کی حیثیت ۳۳۷	باب: عید کے خطبے میں لاٹھی یا کمان پر سہارا لینا ۳۲۳
نماز کے لیے جلدی آنے کی فضیلت کا بیان ۳۳۷	مخلص مؤذن کی فضیلت کا بیان ۳۲۳
وترات کی نماز ہے ۳۳۸	

۳۲۸..... نماز برے کاموں سے روکتی ہے۔	پانچوں نمازوں کی محافظت اور خصوصاً فجر اور عصر کی محافظت
۳۳۹..... نماز میں آہستہ قرأت کرنے کا استحباب	کامیاب
۳۳۹..... نقش و نگار والے کپڑے پر نماز پڑھنے کی کراہت	نمازیوں کو مارنے کی ممانعت کا بیان
باب: نبی کریم ﷺ کی امت کے لیے دعاء اور ان میں جو	نماز میں سلام کا جواب دینے کا بیان
۳۴۰..... مقبول ہوئیں	چھ خصلتوں کا ثواب جنت ہے
باب: امام کی اقتداء کا وجوب اور اس سے سبقت کی	دور رکعت نماز کی فضیلت دنیا و مافیہا سے بھی زیادہ ہے
۳۴۰..... ممانعت	صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کرنے کی ممانعت
۳۴۱..... وتر کا بیان	سجدہ سہو نماز میں (کمی و بیشی کو) کفایت کرتے ہیں
۳۴۱..... نماز دین میں سے سب سے آخر میں ختم ہوگی	رات کی نماز مومن کا اعزاز ہے
باب: مکہ مکرمہ میں دو دور رکعت نماز کا فرض ہونا اور مخالف	بغیر کسی حرج کے نماز جمع کرنے کا جواز
۳۴۲..... و متضاد رائے کی تردید	تشہد اول بھول جانے والا کیا کرے؟
باب: عمل کی درستی و بگاڑ نماز کی درستی و بگاڑ سے ہے	باب: چند جامع نصیحتیں
۳۴۳..... صفوں میں خلل سے بچو	ادائین (اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں) کی نماز کا
۳۴۳..... عورت کے لیے خوشبو کی کراہت کا بیان	وقت
۳۴۳..... امام ذمہ دار ہے	رات کی نماز دو دور رکعت ہے۔
۳۴۴..... برکت والے امور میں سے جماعت بھی ہے	جماعت کی نماز پچیس گناہ زیادہ افضل ہے
۳۴۴..... بندے کی نقل نماز گھر میں افضل ہے	باب: جماعت میں نمازیوں کی کثرت کی ترغیب
۳۴۶..... جماعت کی نماز کی فضیلت کا بیان	بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے
باب: مسافر کا مقیم امام کے پیچھے پوری نماز پڑھنا	والے کی نسبت آدھا ہے
۳۴۶..... مستحب امور کا بیان	مدینہ کی نماز دوسرے شہروں کے مقابلہ میں ایک ہزار گنا
باب: اجتماعی واجبات	بہتر ہے
۳۴۷..... تین افراد اللہ کی حفاظت میں ہیں	باب: نماز مغرب اول وقت ادا کرنے میں جلدی کرنا
۳۴۸..... تین افراد کی نماز قبول نہیں کی جاتی	گھر میں نقل نماز پڑھنے کی ترغیب کا بیان
۳۴۸..... جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا بیان	باب: بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کا جواز
۳۴۹..... نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے	مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نوافل ادا کرنے کا
۳۵۰..... جمعہ کی فضیلت کا بیان	استحباب

- باب: جمع حقیقی سے امت سے تنگی اٹھانا نہ کہ جمع صدری سے
 ۳۶۰ کہ اس میں تنگی ہے
 آٹا گوندھنے کی کیفیت پر (ہاتھوں کا سہارا لینا) نماز میں
 اٹھتے وقت ۳۶۰
 امام نماز کو کتنا ہلکا کرے؟ ۳۶۱
 سجدہ کرنے کے لیے کوئی بھی چیز نہیں رکھی جائے گی ۳۶۱
 باب: ملاقات کے وقت بوسہ لینے کی ممانعت ۳۶۲
 صف کو ملانے کی فضیلت کا بیان ۳۶۳
 نماز تین حصوں پر مشتمل ہے ۳۶۳
 نماز وقت پر پڑھنا افضل اعمال میں سے ہے ۳۶۴
 پانچ نمازیں اور جمعہ گناہوں کو ختم کرنے والے ہیں ۳۶۴
 باب: سجدوں میں ناک نیچے لگانی واجب ہے ۳۶۵
 عشاء کی نماز دیر سے پڑھنے کی فضیلت کا بیان ۳۶۵
 ہر دو رکعت میں تشہد ہے ۳۶۶
 فجر کی دو قسمیں ہیں ۳۶۶
 باب: صبح صادق کی نشانی (پہچان) جس کے بعد نماز فجر
 درست ہے ۳۶۷
 پانچوں نمازوں کی حفاظت سے جنت میں داخلہ ہوگا ۳۶۷
 سجدہ کی حالت کا بیان ۳۶۷
 سجدہ کرتے وقت تکبیر کہنے کا بیان ۳۶۸
 نماز شروع کرنے کی دعا کا بیان ۳۶۸
 نماز کا حکم کرنے کا بیان ۳۶۹
 فجر کی نماز کے بعد خواب کے بارے میں سوال کرنا ۳۶۹
 باب: انگلی سے اشارہ صرف تشہد میں ہی ہے ۳۷۰
 فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کا بیان ۳۷۰
 رکوع میں پیٹھ (کمر) کو سیدھا کرنے کا بیان ۳۷۰
- سلام پھیرنے کے بعد بیٹھنے کی مقدار کا بیان ۳۷۱
 جس طرح مؤذن کہتا ہے اس طرح کہنا سوائے جی علی
 الصلاۃ اور جی علی الفلاح کے ۳۷۱
 نبی ﷺ کی دن کی نقلی نماز کا بیان ۳۷۲
 طاقت اور توفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے ۳۷۳
 باب: رکوع سے پہلے قیام میں ہاتھ باندھنے کی مشروعیت
 کا بیان نہ کہ بعد از رکوع ۳۷۴
 نماز تہجد سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھنے کا بیان ۳۷۴
 رکوع اور سجود کی دعا کا بیان ۳۷۴
 باب: مسافت سفر جس میں قصر کرنا جائز ہے ۳۷۵
 باب: ایک نبی کا قصہ (علیہ السلام) ۳۷۵
 بلند آواز سے آمین کہنے کا بیان ۳۷۶
 آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو نہیں ہے ۳۷۷
 باب: جمع تقدیم (دو نمازوں کو پہلی نماز کے وقت جمع
 کرنا) ۳۷۷
 نماز کو اس وقت ادا کرنا جب یاد آ جائے ۳۷۸
 مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھنے کا بیان ۳۷۸
 رکوع و سجود کی دعا کا بیان ۳۷۹
 باب: چھوڑی ہوئی نماز جس پر عمل پیرا ہونا چاہیے ۳۷۹
 چادر میں نماز پڑھنے کی کراہت کا بیان ۳۷۹
 قنوت نازلہ کا بیان ۳۷۹
 محلوں میں مسجدیں بنانے کا استحباب ۳۸۰
 سفر میں دو نمازیں جمع کرنے کا بیان ۳۸۰
 سمجھ دار اور عقل مند لوگ میرے قریب کھڑے ہوں ۳۸۰
 باب: تعلیم و تعلم کے لیے شب بیداری کا جواز ۳۸۱
 نمازیوں کے آجانے پر جماعت کا کھڑا کرنے کا بیان ۳۸۱

- ۳۸۲..... عید الفطر اور اضحیٰ کے دن سب سے پہلے نماز پڑھی جائے۔
- ۳۸۳..... خطبہ دینے وقت ہاتھ میں چھری ہونا مستحب ہے۔
- ۳۸۳..... ہتھیلی کے گداز حصے پر سجدہ کرنے کا بیان۔
- ۳۸۳..... باب: نماز میں ایک طرف سلام پر اکتفاء کرنا۔
- باب: تشہد میں انگلی ہلانے والی احادیث اور انکار کرنے والے کی تردید کا بیان۔
- ۳۸۳..... مسافر کی نماز کا بیان۔
- باب: نمازی کے سامنے سے گزرنے والی عورت کو اشارے سے منع کرنا۔
- ۳۸۴..... وہ اپنی مجلس والوں کو بلائے..... ان آیات کی تفسیر۔
- باب: نماز میں قابل فہم و بامقصد اشارے کا جواز۔
- باب: نماز میں بامقصد فعل کا جواز۔
- آپ ﷺ کا ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعات اور فجر سے پہلے دو رکعات پڑھنے کا بیان۔
- ۳۸۶..... ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھنے کی سبب۔
- ۳۸۷..... عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے کا بیان۔
- سیدنا حسن اور حسین کے ساتھ محبت کا وجوب۔
- امام سے آگے بڑھنے کی ممانعت کا بیان۔
- ۳۸۹..... فجر کی دو رکعات میں قرأت کا بیان۔
- باب: ظہر اور عصر کی قرأت کا بیان۔
- باب: فرض نماز کے بعد کے اذکار۔
- باب: خصائص نبوی ﷺ۔
- نبی ﷺ ایک رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔
- نبی ﷺ سفر میں (فرض نماز سے) پہلے یا بعد میں سنتیں نہیں پڑھا کرتے تھے۔
- کپڑے سے منی کے کھرچنے کا بیان۔
- ۳۹۱..... سرخ لباس پہننے کا جواز۔
- باب: ایک چھوڑا اور بھولا ہوا ضروری (واجب) عمل۔
- ۳۹۲..... مصیبت کے وقت نماز کا سہارا لینے کا بیان۔
- ۳۹۲..... سفر میں ظہر کی نماز جلدی پڑھنے کا بیان۔
- ۳۹۲..... ستونوں کے درمیان صف بنانے کی ممانعت کا بیان۔
- ۲۷، ۲۸ رمضان میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کا بیان۔
- باب: عورت کی مسجد کے بجائے گھر میں نماز کی فضیلت۔
- ۳۹۴..... نماز میں کنکریوں کو ہاتھ لگانے کی کراہت کا بیان۔
- ۳۹۴..... فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنے کا استحباب۔
- آدمی کا اس مسجد میں نماز پڑھنا جو اس کے قریب ہو۔
- ۳۹۵..... جمعہ چھوڑنے کی مذمت کا بیان۔
- ۳۹۵..... نمازی کو سلام کہنے کی مشروعیت کا بیان۔
- نماز کے اول اور آخری وقت کا بیان۔
- باب: سفر میں نیند کے باعث نماز فجر چھوڑنے والوں کا قصہ۔
- ۳۹۶..... نبی ﷺ کی نیند ناقض وضوء نہیں تھی۔
- باب: جمعہ اور مغرب سے قبل دو رکعت کی مشروعیت۔
- ۳۹۹..... فضیلت والے امور کا بیان انہی میں سے وضوء بھی ہے۔
- ۴۰۰..... بارہ سال تک اذان دینے کی فضیلت کا بیان۔
- ۴۰۱..... جمعہ کے لیے غسل کرنے کی فضیلت کا بیان۔
- ۴۰۱..... اس شخص کا بیان کہ جس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔
- ۴۰۲..... مسجد بنانے کی فضیلت کا بیان۔
- ۴۰۲..... نشر کی وجہ سے نماز کو ترک کرنے کی مذمت کا بیان۔
- ۴۰۳..... وضوء اور دو رکعات نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان۔
- ۴۰۴..... پانچ نمازوں کی اہمیت کا بیان۔
- ۴۰۴..... وترات کے شروع اور آخری حصہ میں پڑھنے کا بیان۔

- لیکن آخری حصہ میں پڑھنا افضل ہے..... ۴۰۴ باب: نماز عید کے لیے عورتوں کا عید گاہ جانا واجب ہے..... ۴۱۴
- مسجد قباء میں نماز کی فضیلت کا بیان..... ۴۰۵ باب: ترک کی گئی سنتیں..... ۴۱۴
- باب: صف کے خلاء کو پر کرنے کی فضیلت..... ۴۰۵ اور جب انہوں نے تجارت کو دیکھا..... کی تفسیر کا بیان..... ۴۱۵
- باب: مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کا مشروع طریقہ..... ۴۰۵ اعتکاف بس تین مسجدوں میں ہوگا..... ۴۱۵
- دو مسجدوں کے درمیان بیٹھنے کا بیان..... ۴۰۶ باب: گھروں میں نوافل کی ادائیگی کی ترغیب..... ۴۱۶
- پانچ نمازوں کی فضیلت کا بیان..... ۴۰۶ باب: آداب مسجد کا بیان..... ۴۱۶
- باب: سنن رواتب پر مداومت کی فضیلت..... ۴۰۶ روزوں کے لیے جمعہ کے دن کو خاص کرنے کی کراہت کا بیان..... ۴۱۶
- صبح کی نماز کی فضیلت کا بیان..... ۴۰۷ قبر پر یا قبر کی طرف نماز پڑھنے کی ممانعت..... ۴۱۷
- نوافل کی اہمیت کا بیان..... ۴۰۷ سورج کے طلوع اور غروب ہوتے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان..... ۴۱۷
- نماز چاشت اور ظہر سے پہلے کی چار رکعات کی فضیلت..... ۴۰۸ صبح کی نماز اور اس کے بعد طلوع شمس تک بیٹھنے کا اجر و ثواب..... ۴۰۸
- باب: امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ پانے کی فضیلت..... ۴۰۸ نماز میں کلام کرنے کی ممانعت کا بیان..... ۴۱۸
- جس نے دس آیات کے برابر بھی قیام کیا وہ غافلین میں شمار نہیں ہوگا..... ۴۰۹ باب: چاشت کی نماز ہی ”اوائین“ ہے..... ۴۱۸
- آیہ الکرسی کی فضیلت کا بیان..... ۴۰۹ طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنے کی حرمت کا بیان..... ۴۱۹
- سوا آیات کے پڑھنے کا ثواب..... ۴۰۹ جنازہ اور عیدین کی تکبیریں چار چار ہیں..... ۴۱۹
- باب: فجر کی سنتوں کی سورج نکلنے کے بعد قضاء کا بیان..... ۴۱۰ مکہ کے علاوہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے..... ۴۲۰
- نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان..... ۴۱۰ جنتیوں والے کام اور انہی میں سے پانچ نمازیں..... ۴۲۰
- مسجد ہر پرہیزگار کا گھر ہے..... ۴۱۱ نماز میں قبلہ کی سمت تھوکنے کی کراہت کا بیان..... ۴۲۱
- فجر سے پہلے دو رکعات کی قرأت کا بیان..... ۴۱۱ اذان سننے کے بعد بغیر ضرورت مسجد سے نکلنا نفاق ہے..... ۴۲۱
- مسجدوں کے دروازوں پر پیشاب کرنے کی ممانعت..... ۴۱۱ جس نے شراب پی اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی..... ۴۲۲
- نماز میں بالوں کو اکٹھا کرنے کی ممانعت..... ۴۱۲ رکوع اور سجود میں کمر سیدھی کرنے کی اہمیت کا بیان..... ۴۲۲
- باب: انقاء (بیٹھنے) کی صورت جو منع ہے..... ۴۱۲ شک کی بنیاد پر نماز سے نہ بھڑانا..... ۴۲۳
- باب: سورج کے زرد ہونے سے پہلے نفل نماز کا بیان..... ۴۱۳ باب: کثرت سجدوں کی فضیلت..... ۴۲۳
- نماز میں مذمومہ امور کا بیان..... ۴۱۳ حیض اور نفاس والی عورتیں نماز نہیں پڑھیں گی..... ۴۲۴

- ۳۳۷..... مکھی کو مشروب میں گرنے کے بعد ڈبو دینے کا بیان
- ۳۳۸..... صدقہ جب کسی کو بطور ہدیہ دیا جائے تو وہ صدقہ نہیں رہتا
- ۳۳۸..... نبی ﷺ کا معجزہ کجوروں میں
- ۳۳۹..... کھانا کھلانے اور سلام عام کرنے کی فضیلت کا بیان
- ۳۳۹..... باب: اضطراری کیفیت میں مردار کا کھانا
- ۳۴۰..... باب: جانور کے چہرے پر داغ دینا اور مارنا ممنوع ہے
- ۳۴۱..... حلال چیزیں کھانے کی اہمیت کا بیان
- کھانے پینے میں مکھی گرنے کی صورت میں ڈبونے کی حکمت
- ۳۴۱..... کا بیان
- ۳۴۱..... نبی ﷺ کی پیشین گوئی کا عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر کے بارے
- ۳۴۲..... میں پورے ہونے کا بیان
- سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی حرمت کا
- ۳۴۲..... بیان
- ۳۴۳..... خور و نوش کے بعد حمد کی فضیلت
- ۳۴۳..... طعام کے درمیان سے کھانے کی کراہت کا بیان
- ۳۴۴..... دودھ کا ہدیہ (تحفہ) دینے کا بیان
- ۳۴۴..... ممنوعہ امور میں رخصت کا بیان
- ۳۴۵..... باب: کھانے میں اکٹھے ہونا اور خیر خواہی کرنا
- ۳۴۶..... باب: ہرنشہ آور چیز شراب ہے
- ۳۴۶..... شراب کا نام تبدیل کر کے پینے کا بیان
- ۳۴۶..... مردار کی کسی بھی چیز سے استفادہ کرنے کی ممانعت کا بیان
- تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کی رخصت کا
- ۳۴۷..... بیان
- ۳۴۷..... باب: بھگولی چیز نشہ پیدا ہونے سے پہلے استعمال کرنا جائز
- ۳۴۷..... ہے
- ۳۲۵..... پانچ نمازیں گننا ہوں کے لیے کفارہ ہیں
- ۳۲۶..... چاشت کی دو رکعات کی فضیلت کا بیان
- ۳۲۶..... باب: اذان کہنے کی فضیلت
- ۳۲۷..... ہاتھ کے اشارے کا ثواب
- ۳۲۷..... انہوں نے نماز کو ضائع کر دیا..... کی تفسیر کا بیان
- قربانی، ذبیحوں، کھانے پینے، عقیقے اور جانور
- سے نرمی کرنے کا بیان
- ۳۲۹..... ہر برائی کا سرچشمہ شراب ہے
- ۳۳۰..... بچے کے سر میں خون کی جگہ خلوق خوشبو لگاؤ
- ۳۳۱..... ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں
- ۳۳۱..... اونٹوں پر نرمی کرنے کا بیان
- ۳۳۱..... کھانے کے آداب کا بیان
- ۳۳۱..... خادم کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان
- ۳۳۲..... باب: کھانے کے آداب جن پر عمل متروک ہے
- ۳۳۳..... کھانے کے لیے خادم کو بھی ساتھ بٹھانے کا استحباب
- ۳۳۳..... کھانے کی دعوت قبول کرنے کا حکم
- ۳۳۴..... اگر مدعو روزے دار ہو تو دعا کرے
- ۳۳۴..... شکار کے آداب کا بیان
- ۳۳۴..... باب: مردار کے کھانے کی حرمت
- ۳۳۵..... آداب سفر اور جانوروں کے ساتھ نرمی کا بیان
- ۳۳۵..... پانی پینے کے آداب کا بیان
- ۳۳۵..... باب: طب نبوی کا بیان
- ۳۳۶..... قربانی کا گوشت کھانے کا استحباب
- ۳۳۶..... باب: ہمسائیوں کی نگہداشت و اکرام کرنا
- ۳۳۶..... کھانے کے آداب کا بیان

- ۳۶۲..... تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے کی رخصت..... ۳۶۲
- ۳۶۲..... بڑی صحت کا بیان..... ۳۶۲
- ۳۶۳..... کھانے کے لیے خربوزہ اور تر کھجور کو ملانے کی حکمت..... ۳۶۳
- ۳۶۳..... تازہ کھجور تریوز کے ساتھ کھانا..... ۳۶۳
- ۳۶۳..... باب: طب نبوی کا بیان..... ۳۶۳
- ۳۶۳..... کھجور سے کپڑوں کو نکالنا..... ۳۶۳
- پانی کیسے پیا جائے گا۔ اور اس کے اول و آخر میں کیا کھا جائے گا؟..... ۳۶۳
- ۳۶۳..... ٹھنڈی میٹھی چیز کا پسندیدہ ہونا..... ۳۶۳
- ۳۶۵..... آپ نبیذ پیا کرتے تھے..... ۳۶۵
- ۳۶۵..... درندوں میں سے ہر کچل والے جانور کا کھانا حرام ہے..... ۳۶۵
- ۳۶۵..... ذبیحہ کا کھانا جبکہ وہ ناخن اور دانت سے نہ کاٹا گیا ہو..... ۳۶۵
- ۳۶۵..... شکار کا کھانا..... ۳۶۵
- کھانے کے آداب اور درمیان سے کھانا کھانے کی ممانعت..... ۳۶۶
- ۳۶۷..... زیتون کے تیل کی فضیلت..... ۳۶۷
- ۳۶۷..... لہسن کھانے کی کراہت..... ۳۶۷
- ۳۶۸..... ایک سال تک قربانی کا گوشت کھانے کی رخصت..... ۳۶۸
- ۳۶۸..... زمزم کے پانی کی فضیلت..... ۳۶۸
- ۳۶۹..... جب تک چاہو قربانی کا گوشت کھا سکتے ہو..... ۳۶۹
- ۳۶۹..... ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت..... ۳۶۹
- ۳۶۹..... جب چڑا رنگا جائے تو وہ پاک ہو جائے گا..... ۳۶۹
- ۳۷۰..... کھڑے ہو کر پینے کی وعید..... ۳۷۰
- ۳۷۱..... داہنے ہاتھ سے کھانا..... ۳۷۱
- ۳۷۱..... سرکہ کی اہمیت..... ۳۷۱
- ۳۷۲..... کتنا کھانا کفایت کرے گا؟..... ۳۷۲
- ۳۷۸..... ثرید برکت کے لیے بڑی عظیم چیز ہے..... ۳۷۸
- ۳۷۸..... ماء زمزم مبارک بھی ہے اور کھانے کا کھانا بھی..... ۳۷۸
- ۳۷۹..... باب: پلانے کے لیے دائیں طرف سے آغاز کرنا..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... باب: کھانے کے آداب..... ۳۷۹
- باب: تمہارے پاس جو ہے سب فانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جو ہے باقی ہے (النحل: ۹۶)..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... گھر میں کھجور رکھنے کی اہمیت..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... شراب کا عادی جنت میں داخل نہیں ہوگا..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... شراب کی حرمت کا بیان اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... برنی کھجور کی فضیلت اور اس میں شفاء..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... کھجور اور انگور کی شراب کے بارے میں..... ۳۷۹
- جانور کے پستانوں میں کچھ دودھ برکت کے لیے چھوڑ دینا..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... جانور کے خاکستری رنگ کی فضیلت..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... انس کے بارے میں آپ کی دعا کا قبول ہونا..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... ایک ہی جنس میں کمی اور زیادتی سود ہے..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... سب سے بدترین کھانا ولیمہ کا ہے..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... بلوغت کے بعد اپنی طرف سے حقیقہ کرنا..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... باب: طب جدید جس (کی حکمت) سے نا آشنا ہے..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... بنی اسرائیل کا چوہوں کی شکل میں مسخ ہو جانا..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت کے بارے میں..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... آپ کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی سب سے زیادہ پسندیدہ تھا..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... سب سے پسندیدہ ہڈی بکری کی دنتی تھی..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... اپنے سامنے سے کھانا..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... تین سانس میں پانی پینا..... ۳۷۹
- ۳۷۹..... کھانے سے فارغ ہونے کی دعا..... ۳۷۹

۲۸۱..... باب: ہر نشہ آور چیز کی حرمت تھوڑی ہو یا زیادہ	۴۷۲..... ہمیشہ شراب پینے والے کی مثال
۲۸۲..... باب: شراب جوئے اور ڈھول وغیرہ کی حرمت	۴۷۲..... حلال کھانے کی اہمیت مومن کو قتل کرنے کا بدلہ
۲۸۲..... اونٹ کی ٹانگ کا ٹٹا حرام ہے	۴۷۳..... دودھ و گھور کھانے کے لیے اجازت لینا
۲۸۳..... عقیدہ سنت ہے	۴۷۴..... باب: کھانے اور دودھ پینے کے متعلقہ اذکار
۲۸۳..... ہمیشہ شراب پینے والے کے لیے وعید	۴۷۵..... باب: طب نبوی کا بیان
۲۸۴..... باب: کھڑے ہو کر پانی پینے (کی کراہت) کا بیان	۴۷۵..... باب: قربانی نماز عید کے بعد واجب اور پہلے ناجائز ہے
۲۸۴..... کھانے کے آداب	۴۷۵..... باب: کھانے کے آداب
	۴۷۶..... دو مقابلہ کرنے والوں کی دعوت قبول نہ کرنا
	۴۷۶..... برتن کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر پینے کی ممانعت
۲۸۶..... اللہ کے ساتھ ایمان لانے کا حکم	۴۷۷..... مشکیزے کو منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت
۲۸۶..... شہادتین کے ساتھ خوشخبری ہے	۴۷۷..... مشکیزے کو منہ لگا کر پانی نہ پینے کی علت
۲۸۷..... تین افراد سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہیں	۴۷۷..... منکے کی بنیز پینے کی ممانعت
۲۸۸..... باب: کعبہ کی قسم کھانا کیسا ہے؟	۴۷۷..... ٹوٹے ہوئے برتن میں پینے کی ممانعت
۲۸۸..... کبیرہ گناہوں سے بچنا	۴۷۸..... برتن کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر پینے کی ممانعت
۲۸۸..... جو اللہ اور جو آپ چاہیں کہنا کیا ہے؟	۴۷۸..... باب: جسے گھن آئے اس کے لیے ساڈھ مکروہ ہے
۲۸۹..... باب: مردم شماری کی بنیاد (دلیل)	۴۷۸..... مصوٰر جانور کو کھانے کی ممانعت
۲۸۹..... اللہ کی قسم اٹھانا	۴۷۸..... سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے کی حرمت
۲۸۹..... سب سے پسندیدہ دین نرم سہولت والا ہے	۴۷۹..... بدبودار پودوں کے کھانے کی ممانعت
۲۸۹..... تقدیر میں جھگڑنے والے بدترین لوگ ہیں	۴۷۹..... کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت
۲۸۹..... جس نے توحید کی گواہی دی اس کے لیے جنت واجب ہے	۴۷۹..... ٹوٹے ہوئے پیالے سے پینے اور اس میں پھونک مارنے کی ممانعت
۲۹۰..... توحید کی دعوت دینا	۴۷۹..... دو کھانوں کی ممانعت
۲۹۱..... لوگوں کو خوشخبری اور آسانی کے ساتھ دعوت دینا	۴۸۰..... باب: پینے کے آداب
۲۹۱..... نیکی کا بڑھنا	۴۸۰..... گھریلو گدھوں کے گوشت کی حرمت
۲۹۲..... موت کے لیے زمین متعین ہے	۴۸۱..... کدو کھانے کا استحباب
۲۹۲..... اللہ کے کلام کرنے کے بارے میں	۴۸۱..... کچلی والے درندوں کو کھانا حرام ہے

- ۴۹۳..... اللہ کے علاوہ دوسروں کی قسم اٹھانا حرام ہے
- ۴۹۳..... ایمان کا نکلنا اور داخل ہونا
- ۴۹۳..... ایمان کی علامت اور گناہ
- ۴۹۴..... پڑوسی کا (پڑوسی کو) اچھا کہنا مقبول ہے
- ۴۹۴..... کافر بنانے اور لعنت کرنے کی مذمت
- ۴۹۴..... باب: کافر سے لڑائی کب تک کی جائے گی؟
- ۴۹۶..... امور جاہلیت کے چار کام
- ۴۹۶..... ستاروں کے ذریعہ سے بارش طلب کرنا حرام ہے
- ۴۹۷..... اللہ کی اطاعت ہر حال میں رحمت ہے
- ۴۹۷..... ناپسند کرنے والے کو بھی اسلام کی دعوت تاکید کے ساتھ دینا
- ۴۹۷..... جو اسلام لایا اس کو پہلے کی ہوئی نیکیوں کا بھی اجر ملے گا
- ۴۹۷..... جس نے شہادتیں کا اقرار کیا تو وہ آگ کی تپش سے بچا لیا گیا
- ۴۹۸..... اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا
- ۴۹۸..... برائی کرنے کے بعد نیکی کرنے میں جلدی کرنا
- ۵۰۰..... وہ امور جو اللہ کے عذاب سے نجات دینے والے ہیں
- ۵۰۰..... غلام آزاد کرنے کے لیے مومن کو ترجیح دینا
- ۵۰۰..... افضل ایمان صبر اور درگزر کرنا ہے
- ۵۰۱..... افضل ترین عمل
- ۵۰۱..... افضل مومن اور جہاد کون سا ہے؟
- ۵۰۱..... کون سی ہجرت افضل ہے؟
- ۵۰۲..... جس نے اسلام قبول کیا تو وہ فلاح پا گیا
- ۵۰۲..... جب تک شہادتین کی گواہی ندویں لوگوں سے لڑنے کا حکم
- ۵۰۲..... باب: پہلے پہلے شہادتین کا اقرار کرنے میں جلدی
- ۵۰۳..... کرنا
- ۵۰۳..... نجات والے چار کام
- ۵۰۳..... باب: سونے سے قبل وتر پڑھنا دورانہ شبی ہے
- ۵۰۳..... باب: مسلم والد کی طرف سے روزہ و صدقہ کا بیان
- ۵۰۳..... علماء کی تقلید محض ان کی عبادت کرنے کے مترادف ہے
- ۵۰۵..... کافر سے لڑائی کب تک کی جائے گی؟
- ۵۰۶..... جامع ترین آداب
- ۵۰۷..... کافر کے عمل قبول نہ کیے جائیں گے
- ۵۰۷..... باب: اس شخص کے بارے میں کہ جو قرآن بڑی عمدگی کے ساتھ پڑھے گا اس کے باوجود اسلام سے نکل جائے گا
- ۵۰۸..... ریا کاری کی مذمت جو کہ شرک اصغر ہے
- ۵۰۸..... مومنوں کی رخصتیں سبز پردوں کے پٹوں میں ہیں
- ۵۰۹..... باب: بشارت کے حامل غرباء کون ہیں؟
- ۵۰۹..... جب کوئی چیز اللہ کے سپرد کر دی جائے تو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے
- ۵۰۹..... مرد کافر کی توبہ قبول نہیں ہے
- ۵۱۰..... باب: رب کے ساتھ اچھے گمان رکھنے چاہئیں
- ۵۱۱..... باب: آسانی اختیار کرنے کا بیان
- ۵۱۱..... باب: فاسق و فاجر آدمی کے ذریعہ اس دین کی مدد کرانا
- ۵۱۳..... اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کے بارے میں
- ۵۱۳..... ہر سو سال بعد دین کی تجدید کرنے والا پیدا ہوگا
- ۵۱۴..... باب: اللہ تعالیٰ ہی تمام اشیاء کا خالق ہے
- ۵۱۴..... عمل خالص اللہ کے لیے ہونا چاہیے

۵۲۷..... دین آسان ہے	۵۱۴..... دلوں میں ایمان کی تجدید کا سوال کرنا
۵۲۸..... ایمان کی علامات اور آپ ﷺ کا لکھ کر دینا	۵۱۵..... سب سے پہلے تخلیق قلم ہے
باب: رزق مقرر شدہ ہے اور محصیت کے ساتھ اس کا حصول نا جائز ہے	قیامت کے دن سب سے پہلے فیصلہ کن کے درمیان کیا جائے گا؟
۵۲۸..... ستاروں کو جنوں کے جلانے کے لیے گرایا جاتا ہے	۵۱۵..... جس کو جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس کے لیے وہ اعمال آسان کر دیے گئے ہیں
۵۲۹..... میری امت کا ایک گروہ حق کے لیے قیامت تک لڑتا رہے گا	۵۱۷..... لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہیں
۵۳۰..... رسول ﷺ کی اطاعت کی فضیلت	باب: نیک اعمال میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کا اثر اور نیک عمل کا وسیلہ پکڑنا
۵۳۱..... دنیا سے کنارہ کش ہونے کی کراہت	۵۱۷..... زمین کو دجال کے لیے سمیٹ دیا جائے گا
باب: وادی منیٰ میں نکٹریاں چننا	۵۲۰..... جو تقدیر میں لکھا ہے وہ مغرب ہو جائے گا
۵۳۲..... فتنوں کے متعلق خبر	۵۲۱..... جہاز پھونک تعویذات اور حب کے اعمال شرک ہیں
۵۳۳..... اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو جبکہ تم ہدایت پر ہو..... کی تفسیر کے بارے میں	۵۲۱..... بنی حیم کی فضیلت کے بارے میں
۵۳۳..... کسی کو اے کافر کہنے کا گناہ	۵۲۲..... گناہوں کو حقیر جاننے سے بچنا
باب: ایمان میں زیادتی اور کمی کا بیان	باب: جزیرہ عرب میں تو حید الہی کا دوام
۵۳۳..... ایمان تو صبر اور فراخ دلی کا نام ہے	۵۲۲..... شیطان کا ابن آدم کو نیک اعمال سے روکنے کے لیے راستے میں بیٹھنا
۵۳۳..... یعنی نچی اور جذامی لوگوں کے ایمان کی فضیلت	۵۲۳..... نحوست کا بیان
۵۳۵..... دجال کہاں سے آئے گا؟	۵۲۴..... جو اللہ چاہے اور جو محمد ﷺ چاہیں کہنے کی ممانعت
۵۳۵..... جنوں پر قرآن کی تلاوت کرنا	۵۲۵..... نظر بد ایک حکم سے ایک انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہے
۵۳۵..... کافر کا نبیؐ اور اس کی اوصاف کے بارے میں نفی کرنا	۵۲۵..... ثقیف قبیلہ میں ایک ظالم اور ایک کذاب ہوگا
باب: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور و فکر کرنے کا بیان	۵۲۵..... دل رحمن کی دو اگلیوں کے درمیان ہے
باب: دور جاہلیت کے افعال	۵۲۶..... نبیؐ کے دیدار کا بہت ہی زیادہ شوق رکھنے والے لوگ
۵۳۱..... ایمان کے ذائقہ اور اس کی مٹھاس کے بارے میں	۵۲۶..... سلام کی کچھ علامات کا بیان
۵۳۲..... جن لوگوں کے اعمال قبول نہیں ہوتے	۵۲۶..... وگوں کے درمیان ظاہر پر فیصلہ ہوگا
۵۳۲..... جس کو دوہرا اجر دیا جائے گا	۵۲۷..... مسلمان ہر حال میں اللہ پر ہی بھروسہ کرتا ہے
۵۳۳..... عزل کرنے کی کراہت	

تھے..... ۵۵۲

نبوت کے مہر کے بیان میں..... ۵۵۳

اللہ کے خوف کی فضیلت توحید کے ساتھ..... ۵۵۵

جس نے خودکشی کی اس پر جنت حرام ہے..... ۵۵۵

نسب کا زبردستی دعویٰ کفریات میں سے ہے..... ۵۵۶

اسلام کی نشانیوں کے بارے میں..... ۵۵۶

فال کے پسندیدہ ہونے کے بارے میں..... ۵۵۷

جس کو جس کے لیے پیدا کیا ہے وہ اس کے لیے آسان ہے..... ۵۵۷

شرک اور قتل کی مذمت..... ۵۵۸

تمام رشتے ٹوٹ جائیں قیامت کے دن..... ۵۵۸

ہر چیز تقدیر کے ساتھ بندھی ہوئی ہے..... ۵۵۸

باب: غیر اللہ کی قسم کھانا لفظی یا قلبی شرک ہے..... ۵۵۹

جس راستے پر چلا جائے گا اسی کی منزل پر پہنچے گا..... ۵۵۹

انجام کی حقیقت خاتمہ پر ہے..... ۵۵۹

کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ تقدیر کی اچھی اور بری ہر چیز پر ایمان نہ لائے..... ۵۶۰

سلام کے ساتھ اجازت طلب کرنا..... ۵۶۰

نوحہ شیطانی کام ہے..... ۵۶۱

قصہ معراج کا بیان..... ۵۶۱

جس نے کہانت کی وہ درجات اعلیٰ تک نہیں جاسکتا..... ۵۶۳

یہود کے ایمان لانے کے بارے میں..... ۵۶۳

اللہ کی برکت کا قصہ..... ۵۶۳

ایمان خوف اور امید کا نام ہے..... ۵۶۳

بسم اللہ کی فضیلت..... ۵۶۳

کھانے میں برکت کا قصہ..... ۵۶۳

موسیٰ علیہ السلام کا موت کی خبر سن کر غصہ میں آ جانا ۵۴۳
 جنت اور جہنم کی نزدیکی کے بارے میں ۵۴۴
 نیکیوں کے بڑھنے اور شرک کی مذمت کے بارے میں ... ۵۴۴
 مشتبہ چیزوں سے بچنے کے بارے میں ۵۴۴
 حیاء بھی ایک کا ایک حصہ ہے ۵۴۵
 تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے ۵۴۵
 پانچ امور کا بیان جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ۵۴۵
 توحید کی فضیلت اور بخیل مالداروں کی مذمت ۵۴۶
 باب: جنت کے درجات اور بلند ترین درجے کا بیان ۵۴۷
 مضمومہ علاقہ کو تبدیل کر لینا ۵۴۸
 باب: اچھا خواب نبوت کا حصہ ہے ۵۴۸
 سوچ و بچار کے بعد دوست بنانا ۵۴۹
 بچوں کا جنت میں داخل ہونا ۵۴۹
 باب: دور جاہلیت کے افعال ۵۴۹
 کبیرہ گناہوں کے بارے میں ۵۵۰
 نجاشی کی نماز جنازہ پڑھنا ۵۵۰
 اللہ تعالیٰ کے ہمنے کے بارے میں ۵۵۰
 جو رسول پر ایمان لائے اور تصدیق کرے اس کے لیے
 خوشخبری ہے ۵۵۱
 نحوس نہیں ہے ۵۵۱
 نحوست پکڑنا شرک ہے ۵۵۲
 باب: ظلم کی اقسام اور وہ بھی جو معاف ہونہ چھوڑا جائے گا ۵۵۲
 اللہ کا بندے کے (قدرت کے اعتبار سے) ساتھ ہونا جب
 بندہ اس کو پکارے ۵۵۲
 زمانے کو برا کہنے کی مذمت ۵۵۳
 باب: ۵۵۳
 باب: ۵۵۴

- اللہ سے بڑھ کر کسی کو بھی تعریف زیادہ پسند نہیں ہے ۵۶۵
- باب: ذات باری تعالیٰ کا مشرکین کی ایذاؤں پر صبر ۵۶۵
- جس نے بیماری سے بچنے کے لیے کڑا پہنا ۵۶۵
- جادو کی مذمت ۵۶۵
- یہ خیالات نفاق نہیں ہیں ۵۶۶
- ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے ۵۶۶
- عصیت کی طرف بلانا جہالت ہے ۵۶۶
- ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے ۵۶۷
- جس نے نبیؐ کی بعثت کے متعلق سنا پھر وہ ایمان نہ لایا تو وہ آگ میں داخل ہوگا ۵۶۸
- باب: ۵۶۸
- مومن کی مثال اچھی ہے ۵۶۸
- باب: ۵۶۹
- اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرنے کی مذمت نیز اس کی مذمت ۵۷۰
- کہ جس نے اس کو منع کیا ۵۷۰
- کاہن کے پاس آنا بھی کفریات میں سے ہے ۵۷۱
- جاہلیت والے کاموں میں انشا کا مواخذہ کب ہوگا ۵۷۱
- جب کوئی شخص اسلام قبول کرے تو اس کے لیے وہی ہے جو ۵۷۲
- ایک مسلمان کے لیے ہے ۵۷۲
- علم نجوم کو حاصل کرنے کی مذمت ۵۷۲
- اس شخص کے بارے میں کہ جس نے اچھائی یا برائی کی طرف رہنمائی کی ۵۷۳
- کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر کیا کہا جائے ۵۷۳
- اللہ کے لیے محبت کرنے کی فضیلت ۵۷۳
- ریا کاری کی مذمت ۵۷۴
- لا الہ الا اللہ کی فضیلت ۵۷۴
- مسلمان کی علامات ۵۷۴
- جو شرک اور ناحق قتل سے بچا جنت میں داخل ہوگا ۵۷۴
- اللہ سے دعا کرنا رحمۃ ہے ۵۷۵
- شرک کی مذمت ۵۷۵
- جس نے اللہ کی توحید کی گواہی دی وہ مامون (امن میں) ہے ۵۷۶
- مومن مومن کی خیر خواہی کرتا ہے ۵۷۶
- مومنوں کے لیے مومن کا مقام ۵۷۶
- مسلمان سے تکلیف کو دور کرنے کی فضیلت ۵۷۶
- اجتماعیت میں مسلمانوں کی مثال ۵۷۷
- ایمان کا سب سے مضبوط کڑا اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے ہی نفرت کرنا ہے ۵۷۷
- باب: منکرین قدر کے بارے میں نازل شدہ آیات ۵۷۸
- حدیث کی تبلیغ اور اس کو یاد کرنے کی فضیلت ۵۷۸
- نظر بد لگنا حق ہے ۵۷۹
- لوگوں کی چار اور اعمال کی چھ قسمیں ہیں ۵۷۹
- باب: دو مٹھیوں والی حدیث ۵۸۰
- باب: معجزہ نبوی ﷺ کا بیان ۵۸۰
- اچھے خواب بندہ کے لیے اللہ کی طرف سے خوش خبری ہے ۵۸۱
- باب: نبی کریم ﷺ پر ایمان نہ لانے والے کا انجام ۵۸۱
- توحید کی فضیلت ۵۸۱
- باب: کفر کے ساتھ عمل صالح باعث نجات نہیں اگرچہ دور جاہلیت میں کیا ہو ۵۸۲
- افضل اعمال اور ان میں سے ہلکے ترین اعمال ۵۸۲
- زمانہ کو گالی دینے کی مخالفت ۵۸۳
- اپنے مقدر کا رزق جب تک کوئی کھانہ لے وہ فوت نہیں ہوگا ۵۸۳
- انجام آخری عمل کے ساتھ ہے ۵۸۳
- نحوست نہیں ہے ۵۸۴

- باب: عبادت میں میانہ روی اختیار کرنا اور اس کی حکمت کا بیان ۵۸۴
- نیک ظالم سے نیکیاں چھین لی جائیں گی ۵۸۵
- باب: نصف شعبان سے متعلقہ ثابت شدہ امور ۵۸۶
- کچھ اہل توحید کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا ۵۸۶
- ناپسندیدہ خواب بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے ۵۸۷
- زمانہ کو گالی دینا حرام ہے ۵۸۷
- اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کا بیان ۵۸۷
- رات اور دن میں خوب خرچ کرنا بھی اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں کرتا ۵۸۷
- جس نے سوال کیا کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا اس کو کیا کہا جائے ۵۸۸
- قسموں، نذروں اور کفارات کا بیان ۵۸۸
- جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے کہنے کی حرمت ۵۸۹
- آبا و اجداد کی قسم اٹھانا حرام ہے ۵۸۹
- باب: امانت کی قسم کھانے کی ممانعت ۵۸۹
- جھوٹی قسم برکت کو ختم کر دیتی ہے ۵۹۰
- جھوٹی قسم کا گناہ ۵۹۰
- نذر کا کفارہ قسم کے کفارہ کی طرح ہے ۵۹۰
- نذر تو بس وہی ہے کہ جس سے اللہ کی رضا تلاش کی جائے ۵۹۰
- نافرمانی اور جس چیز کا مالک نہیں ہے اس میں نذر نہیں ہے ۵۹۱
- نذر کی قسمیں ۵۹۱
- بلاشبہ نذر تقدیر میں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتی ۵۹۱
- مشقت والے امور میں نذر پوری نہیں کی جائے گی ۵۹۲
- خواب کی تعبیر کے لیے کسی کو قسم نہ دی جائے گی ۵۹۲
- تین چیزوں میں نحوست ہے ۵۸۴
- نظر بد لگنا حق ہے ۵۸۵
- کوڑی سے بھاگنا ۵۸۶
- فال کیا ہے؟ ۵۸۶
- اللہ کی مخلوق میں مؤمن سب سے بہتر ہے ۵۸۷
- ایمانیات میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے ۵۸۷
- باب: تقدیر کے خیر و شر پر ایمان لانا واجب ہے ۵۸۷
- کفر کے ہوتے اعمال صالحہ فائدہ نہیں دیں گے ۵۸۷
- یہ عقیدہ کہ جو میرے لیے ہے وہ ضرور ہوگا ایمان میں سے ہے ۵۸۸
- ایک ہی دل میں خیر اور شر کا جمع ہونا ناممکن ہے ۵۸۸
- اللہ سے امید اور خوف کی فضیلت ۵۸۹
- باب: غرور و تکبر کی حقیقت ۵۸۹
- مقشابہ امور سے بچنا ہی خیر ہے ۵۸۹
- بارہ خلیفہ قریش میں سے ہوں ۵۹۰
- بعض سوال کفر ہیں ۵۹۰
- کبیرہ گناہ کرنیوالا گناہ کی حالت میں مومن نہیں رہتا ۵۹۰
- مومن صاحب بصیرت ہوتا ہے ۵۹۱
- بیکار سوالوں اور اس کے جواب سے اللہ کی پناہ پکڑنی چاہیے ۵۹۱
- ساتوں آسمان اور زمینوں کو اللہ کے ہاتھوں میں پکڑنے کے بارے میں ۵۹۱
- باب: نبی ﷺ کی محبت کا بیان ۵۹۲
- اللہ کا ارادہ ہر چیز پر غالب ہے ۵۹۲
- کسی بھی شخص کی عزت تقویٰ کی وجہ ہے تاکہ حقیقی اعتبار سے ۵۹۲
- قرہمی رشتہ داروں کو ڈرانے کے بارے میں ۵۹۳



www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

ہر مسلمان کی یہ دلی آرزو ہوتی ہے کہ قیامت کے دن کی منزلیں اس کے لیے آسان ہو جائیں۔ اس کے لیے وہ بساطِ بھر جہد و جہد کرتا ہے۔ حساب کے دن نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا حصول ایک مسلمان کی آرزو بھی ہے اور امید بھی۔

نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ کی خدمت ان شاء اللہ تعالیٰ روز قیامت آپ کی شفاعت کا سبب ہوگی۔ آئمہ کرام اور محدثین عظام نے اپنی زندگیاں اس مقصد کے لیے وقف کیے رکھیں، احادیث رسول (ﷺ) کی جمع و تدوین سے لے کر راویان حدیث کی چھان بھنگ تک یہ سارا کام ایک محیر العقول کارنامہ تو ہے ہی لیکن محبت کا ایک بے مثال مظہر بھی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے محدثین نے اس دور میں ہزاروں میل سفر کیے کہ جب سفر کرنا ایک پر صعوبت کام ہوتا تھا۔ ان گنت افراد کے حالات جمع کیے ان سے ملاقات کی۔ ان افراد کے اخلاق، عادات، حافظے، دیانت و امانت غرضیکہ ان کی سیرت کے تابناک نقوش کو امت کے سامنے ایک مرتب شکل میں پیش کیا۔

دور حاضر میں شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے احادیث کی تحقیق اور تخریج کا جوشاںدار کام کیا ہے، ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ”سلسلة الاحادیث الصحیحة“ اور ”سلسلة الاحادیث الضعیفة و الموضوعة“ ان کی دو عظیم الشان تصانیف ہیں۔

سلسلة الاحادیث الصحیحة کا اردو ترجمہ مکتبہ قدوسیہ کی شان دار روایت کے مطابق آپ کے ہاتھ میں ہے۔ الحمد للہ مکتبہ قدوسیہ اس سے پہلے احادیث کی کتنی ہی کتب کے تراجم اور شروحات اردو اور عربی زبان میں شائع کر چکا ہے، جن میں انجاز الحلیہ شرح ابن ماجہ از مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ، صحیح بخاری ترجمہ و شرح مولانا محمد داؤد دراز دہلوی رحمہ اللہ، مشکاة المصابیح ترجمہ و شرح مولانا محمد صادق خلیل، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا عبدالسلام کیلانی، علامہ البانی کے تلمیذ رشید فضیلۃ الاستاذ ابو اسامہ سلیم بن عید اللہ کی بیچہ الناظرین شرح ریاض الصالحین، محدث العصر علامہ ڈپٹی سید احمد حسن محدث دہلوی کا حاشیہ بلوغ المرام اور سنن ابوداؤد مترجم ابوانس محمد سرور گوہر نمایاں ہیں۔

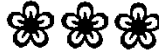
اللہ رب العزت کا بے پناہ فضل و امتنان ہے کہ اس نے ہمیں علامہ محمد ناصر الدین البانی کی اس عظیم الشان کتاب کے

ترجمہ کی اشاعت کی سعادت عطا فرمائی۔ ہم اس پر جس قدر شکر ادا کریں، وہ کم ہے۔ برادر عزیز جناب مولانا عبدالمنان راسخ کا خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے محدثانہ اسلوب میں تبویب اور ترجمے کے ساتھ ساتھ کئی ایک مقامات پر مختصر فوائد کا بھی اہتمام کیا۔ اور نہایت محنت اور خوش اسلوبی سے یہ کام انجام دیا۔ محترم مولانا محفوظ احمد اعوان نے اس کام میں ان کی معاونت کی۔ خدمت حدیث کے اس منصوبے کی تکمیل پر ہم اپنے فاضل مترجمین کے شکر گزار ہیں۔

ان کے علاوہ جن احباب نے اس عظیم خدمت حدیث میں ہمارے ساتھ کسی بھی اعتبار سے تعاون فرمایا ہے، ہم ان کی عافیت و سلامتی کے لیے دعا گو ہیں۔ اللہ رب العزت سے ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں آئندہ بھی حدیث شریف کی خدمت کی توفیق عطا فرمائیں۔ ہمارے اس نیک عمل کو ہمارے والد مولانا عبدالحق قدوسی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بلندی درجات کا ذریعہ بنائیں کہ جن کی تربیت کے نتیجے میں آج ہم اس قابل ہوئے۔

ربنا اغفر لی ولوالدی و للمؤمنین یوم یقوم الحساب

ابوبکر قدوسی



www.KitaboSunnat.com

عرض مترجم

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب اور دین اسلام کی بنیاد ہے۔ اس مختصر جامع اور مقدس کتاب میں اکثر احکام و مسائل اجمالی طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل جانے بغیر اصل مقصود تک پہنچنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ ان گنت اور لاتعداد درود و سلام ہوں حضرت محمد ﷺ پر کہ آپ نے ان اجمالی احکام و مسائل کی تفصیل اور عملی تفسیر اپنے پاکیزہ عمل و کردار اور ارشادات سے واضح فرمائی۔

رضا و رحمت کی بارش ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کہ ان نفوس قدسیہ نے ان تفصیلات و تشریحات کو دیکھا، سنا، سمجھا، لکھا اور ان پر عمل کرتے ہوئے اس قیمتی ورثہ کو تابعین کرام تک منتقل فرما دیا۔ اور پھر تابعین عظام تبع تابعین کرام نے بڑی محنت و جانفشانی سے سفر و حضر کی تمام صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے احادیث مبارکہ کے حفظ و ضبط، درس و تدریس اور اشاعت و تحریر کا مستقل بنیادوں پر اہتمام فرمایا۔ اور الحمد للہ آج یہ ذخیرہ حدیث جوں کا توں امت مسلمہ کے پاس صحیح اسانید کے ساتھ محفوظ ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک حمداً کثیراً

ذخیرہ حدیث کی حجیت و قطعیت، حفاظت و صداقت اور وسعت و عالمگیریت ایک حقیقت معترفہ ہے اور جن جلیل القدر رفیع الشان اور عظیم المرتبت تابعین و محدثین کی محنت و ریاضت، امانت و دیانت اور عقیدت و مسؤلیت کے نتیجے میں یہ عظیم سرمایہ امت مسلمہ کو نصیب ہوا اس کی تفصیلات کتب علوم الحدیث، کتب جرح و تعدیل اور کتب اسماء الرجال میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس قافلہ حدیث کے ہر راہی کا ذکر خیر کہ اس نے ضبط حدیث کو کس طرح اپنا محبوب ترین مشغلہ بنایا، تاریخ اسلام کے روشن باب میں آج بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ بنظر غائر ان کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد حدیث کی عظمت و حجیت سے انکار کرنا چڑھتے سورج کے انکار کے مترادف ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ اور سلسلہ احادیث صحیحہ

جمال بے مثال ہو تو الفاظ کے سانچوں میں ڈھال کر تعریف کرنا مشکل ہو جاتی ہے اور اگر جمال حسن اعمال و مصفی کردار کے اجزائے ترکیبی سے تخلیق کیا گیا ہو تو احاطہ مشکل تر بلکہ بعض اوقات ناممکن ہو جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اولادِ آدم میں انبیاء و رسل کے علاوہ کچھ ایسے ارباب عقل و دانش اور صاحب علم و فضل بھی پیدا فرمائے جن کا ذکر جمیل محکم و سہر سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے۔

خدمت حدیث بھی بلاشبہ عظیم شرف و سعادت ہے اور اس عظیم شرف اور سعادت کبریٰ کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنی مخلوق میں سے عظیم لوگوں کا انتخاب فرمایا، انہی سعادت مند چنیدہ شخصیات میں سر فرہست مجدد ملت، محدث عصر حضرت علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام عالی شان ہے۔ جنہوں نے ساری زندگی شجر حدیث کی آبیاری کی۔

امام البانی رحمۃ اللہ علیہ حدیث وفقہ کے ثقہ امام تھے۔ تمام علوم عقلیہ و نقلیہ، عالیہ، آلیہ اور اصول و فروع پر عبور و استحضار رکھتے تھے۔ آپ کی ثقاہت و فتاہت پر تمام اہل حق کا اتفاق ہے۔ آپ کی شخصیت مشتاقان علم و عمل کے لیے نعمت ربانی تھی اور آج بھی آپ کی علمی و تحقیقی اور حدیثی خدمات اہل علم اور متلاشیان حق کے لیے روشن چراغ ہیں۔ آپ کی خدمات کے اثرات و ثمرات کو دیکھ کر ہر سچا مسلمان یہی محسوس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تجدید دین کے لیے ہی پیدا فرمایا تھا گو کہ آپ معصوم عن الخطاء نہ تھے، آپ کے بعض تفردات پر اہل علم کا نقد بھی ہے مگر مجموعی طور پر آپ نے علم و تحقیق کی جو قدیلیں روشن کی ہیں اہل اسلام عرصہ دراز تک ان سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔

آپ نے زندگی میں بہت لکھا اور بہت ہی اچھا لکھا۔ ہمیشہ قلم کے تقدس کو ملحوظ خاطر رکھا۔ فرق ضالہ و مصلہ کا رد، شرک و بدعت کی تردید، منہج محدثین کی ترویج، منکرین حدیث کا ابطال، جدید شبہات و اعتراضات کا علمی ازالہ، اصول محدثین کے مطابق ذخیرہ حدیث کی تحقیق، مفید فقہی نکات اور اسلامی تعلیمات کی جامعیت کے ساتھ ساتھ منہج اہل حدیث کی صداقت و حقانیت وغیرہ آپ کی تحریری کاوشوں کے اہم موضوعات ہیں۔

آپ کی تالیفات و تحریجات اور تحقیقات و تنقیدات اس قدر جامع، مفید اور شمر آور ہیں کہ کوئی معمولی مکتبہ اور علمی لائبریری ان سے خالی نہیں، اور کوئی ذوق مطالعہ رکھنے والا امتی اور علمی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونے والا عالم ان سے بے نیاز نہیں ہوتا۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ اور قلم راسخ بڑے رسوخ سے یہ بات لکھنے پر مجبور ہے کہ

صَنَّفَ الشَّيْخُ الْإِبْرَاهِيمُ الْبَانِيُّ كُتُبًا قِيَمَةً فِي كَفِّ الْحَدِيثِ حَتَّى أَصْبَحَ كُلُّ مَنْ جَاءَ بَعْدَ الْإِبْرَاهِيمِ عِيَالًا عَلَى كُتُبِهِ
 شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے فن حدیث میں تحقیقی رنگ کے ساتھ ایسی مضبوط علمی و تحقیقی کتب مرتب فرمائی ہیں کہ آپ کے بعد آنے والا ہر شخص آپ کی تصنیفات کا محتاج ہے۔ ”اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قَبْرَهُ رَوْضَةً مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ۔ آمین!



عمر فاروق قدوسی

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

(حیات و خدمات)

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا شمار ان عظیم المرتبت شخصیات میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے علمی تاریخ کے دھارے کا رخ بدل دیا۔ شیخ البانی نے اپنی خدمات حدیث سے امت میں احادیث کی جانچ پرکھ کا شعور زندہ کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ اس اسلوب کے مجدد تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر پر موجود مکیوں کو اڑا رہے ہیں۔ انہوں نے الجامح الصالح مرتب کر کے اپنے اس خواب کو تعبیر کا روپ دیا۔ بارہ سو سال بعد علامہ ناصر الدین البانی نے حدیث رسول پر ایک دقیق کام سلسلہ الاحادیث الصحیحہ اور سلسلہ الاحادیث الضعیفہ کی شکل میں انجام دیا اور کھوئے اور کھرے کو الگ الگ کر دیا۔ ان کی تالیفات ان کے دروس و مواعظ اور ان کے جلیل القدر تلامذہ نے لوگوں کی سوچوں کے انداز بدل کر رکھ دیے۔ اب لوگ حدیث شریف کے صرف متن پر مطمئن نہیں ہوتے بلکہ جب ان کے سامنے کوئی حدیث پیش کی جائے تو وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں بتایا جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن یا ضعیف؟ احادیث کے متعلق فکر کا یہ شعور درحقیقت علامہ البانی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ ان کے دیگر علمی کارنامے بلاشبہ لائق تحسین ہیں اور بعض تو بے مثال ہیں۔

آئندہ سطور میں اس عالم ربانی کے مختصر حالات درج کیے جاتے ہیں۔

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ چھ بھائی تھے اور آپ کے والد نے سب کا نام محمد ہی رکھا تھا۔ البتہ ان میں امتیاز کرنے کے لیے ہر ایک کے نام کے ساتھ ایک نام اور لگا دیا تھا۔ شیخ کا پورا نام محمد ناصر الدین تھا۔ آپ ۱۹۱۳ء میں البانیہ کے دارالحکومت اشقود میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد نوح نجاتی البانی ایک بڑے حنفی فقیہ تھے۔

شاہ احمد زوغ البانیہ کا بادشاہ تھا۔ اس نے عثمانی سلطنت سے آزاد ہو کر ملک میں مغربی تہذیب و ثقافت کو پروان چڑھانا شروع کر دیا اور اہل دین کے لیے مشکلات پیدا کرنا شروع کر دیں۔ علامہ البانی کے دورانیش والد نے دمشق کی جانب ہجرت میں عافیت سمجھی اور وہ البانیہ سے شام چلے آئے۔ اس بادشاہ کے پھیلانے ہوئے اس شر سے امت مسلمہ کو بہت بڑی خیر نصیب ہوئی۔ علامہ البانی فرماتے تھے کہ ”اللہ تعالیٰ میرے والد محترم کو جزائے خیر دے کہ وہ مجھے البانیہ سے ملک شام ہجرت کر کے لائے۔ ورنہ میں اگر وہاں رہا ہوتا تو من اجہل الجاہلین ہوتا۔ شیخ البانی نے ابتدائی تعلیم جمعیۃ اسعاف

الخیر یہ کے سکول سے حاصل کی۔ پھر ان کے والد نے اپنے بیٹے کے لیے ایک خصوصی نصاب مرتب کیا۔ علامہ البانی نے اپنے والد سے دینی تعلیم حاصل کی۔ بعض اور اساتذہ سے بھی انہوں نے تعلیم حاصل کی۔ علامہ البانی کے والد انہیں ایک حنفی عالم بنانا چاہتے تھے لیکن قدرت الہی کو کچھ اور منظور تھا۔ شیخ البانی کو بچپن سے ہی مطالعے کا شوق تھا۔ بیس برس کی عمر میں انہوں نے علامہ رشید رضا مصری کا المنار پڑھا۔ اس کے مطالعے نے ان کے دل میں علم حدیث کے حصول کی تڑپ پیدا کی۔ اس دور میں انہوں نے امام غزالی کی احیاء العلوم کی تحریج جو کہ علامہ عراقی نے کی تھی، اس کو نقل کیا اور اس پر تحقیق کی۔ یہ دو ہزار سے زیادہ صفحات کا کام تھا جو کہ شیخ البانی نے مکمل کیا۔ یہ علامہ البانی کی علم حدیث کی پہلی خدمت تھی۔ شیخ البانی کو طعنے بھی سننے پڑے اور اس کا آغاز ان کے اپنے والد کی ہی جانب سے ہوا جنہوں نے علم حدیث کو مفلس لوگوں کا پیشہ قرار دیا۔ علامہ البانی کے والد نے انہیں صاف صاف کہہ دیا کہ یا تو حنفی مقلد بن کر رہو ورنہ گھر چھوڑ دو۔ چنانچہ علامہ البانی کو گھریار سے دستبردار ہونا پڑا۔ لیکن انہوں نے اپنے پایہ استقامت میں کسی طرح کی کوئی لغزش نہ آنے دی۔

علامہ ناصر الدین البانی نے حصول علم کے لیے جس جگہ سے سب سے زیادہ استفادہ کیا وہ دمشق کا مکتبہ الظاہریہ تھا۔ علامہ البانی کا اکثر وقت الظاہریہ لاہیری میں گزرتا۔ ان کے والد گھڑی ساز تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو گھڑی سازی کا فن سکھایا اور اس میں طاق کر دیا۔ علامہ دن میں صرف ۳ گھنٹے کام کرتے اور بقیہ وقت مکتبہ الظاہریہ میں چلے آتے۔ وہاں وہ گھنٹوں مطالعے میں مصروف رہتے۔ لاہیری میں ان کے لیے ایک علیحدہ کمرہ مخصوص تھا۔ لاہیری انتظامیہ نے انہیں لاہیری کی ایک چالی بھی دے رکھی تھی چنانچہ علامہ البانی لاہیری کے عملے سے پہلے آتے اور ان کے جانے کے بعد تھکاوٹ سے چور ہو جاتے تو گھر کا رخ فرماتے۔ علامہ البانی نے اس مکتبہ میں موجود دس ہزار کے لگ بھگ مخطوطات کی فہرست مرتب کی۔ اس فہرست کی تیاری ایک مشکل اور جان جوکھوں کا کام تھا جو کہ علامہ البانی نے تنہا انجام دیا۔ ذرا دس ہزار مخطوطات کو اپنے حاشیہ خیال میں لائے اور پھر ان کی فہرست کی ترتیب کے کام کا تصور کیجیے۔ تب اندازہ ہو گا کہ علامہ البانی نے کس مشقت اور جاں فشانی سے یہ کام مکمل کیا۔

علامہ البانی نے صرف تصنیف و تالیف نہیں کی بلکہ وہ بہت بڑے داعی بھی تھے۔ باطل عقائد و افکار کے حامل افراد سے انہوں نے درجنوں مناظرے کیے۔ دمشق کے قرب و جوار میں بھی اور دور دراز کے علاقوں میں بھی انہوں نے تبلیغی دورے کیے وہاں دروس دیے۔ آج شیخ البانی کے دروس و مواعظ ہزاروں کی تعداد میں دستیاب ہیں جو کہ ان کی دعوتی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

علامہ البانی کا درس و تدریس کا ایک مخصوص حلقہ تھا۔ جس میں طلبہ و اساتذہ شرکت کرتے تھے۔ اس حلقے میں پڑھائی جانے والی کتب میں فتح المجید شرح کتاب التوحید الروضۃ الندیۃ الامام فی احادیث الاحکام اصول الفقہ وغیرہ کتب شامل تھیں۔ خواتین کے لیے شیخ البانی نے الادب المفرد کے درس کا اہتمام فرمایا تھا۔

علامہ ناصر الدین البانی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں بھی تین سال تک استاد رہے۔ وہاں انہیں تلامذہ کا ایک وسیع

حلقہ میسر آیا۔ جن میں سے بعض بہت نامور ہوئے اور وہ بین الاقوامی شہرت کے حامل ٹھہرے مثلاً: علامہ احسان الہی ظہیر شہید رحمہ اللہ، شیخ مقبل بن ہادی رحمہ اللہ، شیخ ربیع بن ہادی مدخلی اور شیخ عبدالرحمن عبدالخالق۔

علامہ البانی نے بھی کلمہ حق کہنے کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حکومت شام نے انہیں دو مرتبہ جیل بھیجا۔ جیل میں بھی اس داعی کتاب و سنت نے تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا اور قیدیوں کے عقائد کی اصلاح کی۔ شیخ البانی کو ایک مرتبہ دمشق کی ”القلعة“ نامی جیل میں ڈالا گیا۔ یہ وہی جیل تھی کہ جس میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی رہے تھے۔ شیخ ناصر الدین البانی کی ساری زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں گزری۔ ان کی مؤلفات اور تعلیقات کی تعداد دو سو سے زائد ہے۔ ان میں وہ کتب بھی شامل ہیں کہ جن پر شیخ نے تحقیق و تخریج کی ہے۔ ان میں سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ علامہ البانی کی کچھ معروف کتب درج ذیل ہیں۔

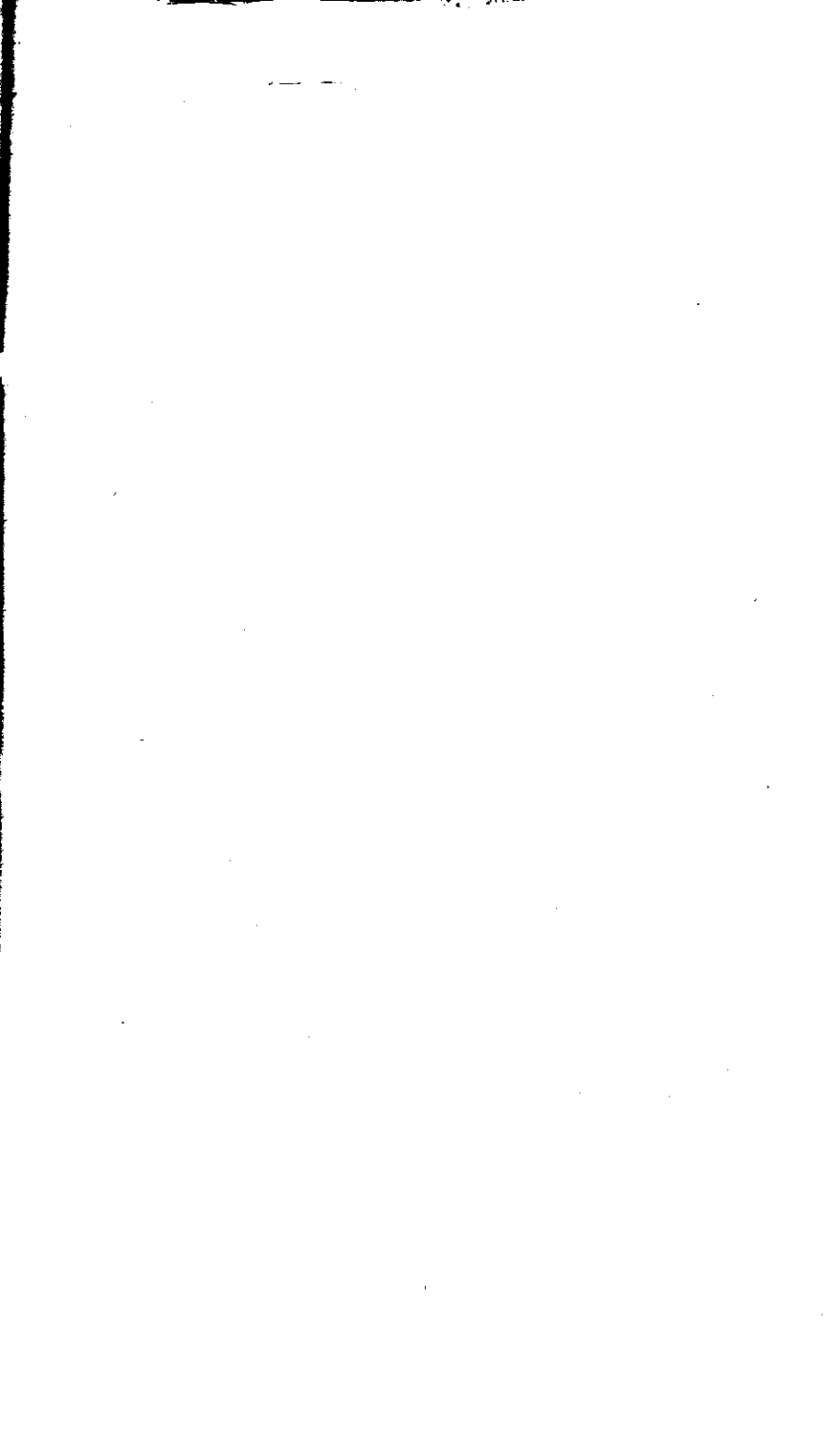
مختصر صحیح بخاری۔ صحیح و ضعیف سنن اربعہ۔ التوسل انواعہ و احکامہ۔ تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد۔ ارواء الغلیل۔ صحیح الجامع الصغیر۔ صحیح الترغیب و الترهیب۔ آداب الزفاف۔ غایۃ المرام فی تخریج احادیث الحلال و الحرام۔ جلیب المرأة المسلمة۔ تمام المنۃ۔ تحریم آلات الطرب۔

شیخ البانی کی ایک خوبی جو انہیں بہت ممتاز کرتی ہے وہ ان کا اپنی غلطی تسلیم کرنا اور اپنے موقف سے رجوع کرنا ہے۔ شیخ البانی سے بعض مقامات پر سرزد ہونے والی علمی خطاؤں کی ان کے ناقدین نے نشان دہی کی تو انہوں نے بلا تامل نہ صرف اپنے موقف سے رجوع کیا بلکہ اس کا اعلان بھی کیا۔ اس کی کئی ایک مثالیں ان کی کتب میں ملتی ہیں۔ طوالت کے خوف سے ان کے ذکر سے اجتناب کرتا ہوں۔

شیخ البانی نے اپنی تمام تر مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب و لائبریری جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے لیے وقف فرمادی۔ وہاں شیخ نے ۳ سال تک تعلیم دی تھی۔ دنیا بھر سے وہاں طالب علم آتے ہیں اس لیے شیخ کو یقین تھا کہ وہ طلباء ضرور ان کتب و مخطوطات سے مستفید ہوں گے۔

اس عالم ربانی نے ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۰ھ کو اردن کے شہر عمان میں وفات پائی۔ انہیں ان کی وصیت کے مطابق وفات کے بعد بہت جلد دفن کروایا گیا۔ نماز عصر اور مغرب کے درمیان شیخ نے وفات پائی اور نماز عشاء کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کر دی گئی۔ شیخ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کی وفات کی اطلاع ان کے اعزہ و اقارب کو نہ دی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی آمد کے انتظار میں تدفین میں تاخیر ہو چنانچہ شیخ کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ انہیں ان کی وصیت کے مطابق قریبی قبرستان لے جایا گیا۔ جنازہ کسی گاڑی میں رکھنے کے بجائے کندھوں پر اٹھایا گیا اور لوگ جنازے کے ہمراہ پیدل تھے۔ یہ بھی شیخ کی وصیت تھی کہ میری تدفین انتہائی قریبی قبرستان میں ہو تاکہ لوگوں کو جنازے کے ساتھ سفر کرنے کی تکلیف نہ ہو۔

اللهم اغفر له و ارحمه و اکرم نزلہ ووسع مدخلہ۔ آمین یا رب العالمین





مترجم کا شخص تعارف

نام: عبدالمنان بن مولانا حکیم عبدالرحمن راسخ بن حاجی نیک محمد
وطن: منڈی ڈھاباں سنگھ، ضلع نکانہ پنجاب پاکستان
ولادت: ۱۳۹۹ ہجری بمطابق ۱۹۷۹ء

شہادت: ۱۔ الشہادة العالمية..... جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

۲۔ الشہادة العالمية..... جامعہ اسلامیہ صادق آباد

۳۔ شہادۃ الدورۃ العلمیۃ والتربیۃ..... من جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

۵۔ التخصص فی التحقيق والتخريج..... مرکز الامام البخاری للتحقیق والتراث، صادق آباد

اجازۃ الروایۃ و مشائخ: ۱۔ حضرۃ الشیخ الفقیہ الاصولی الحافظ ثناء اللہ الزاہدی حفظہ اللہ

۲۔ حضرۃ الشیخ المحدث العلامہ الحافظ عبدالمنان النور فوری حفظہ اللہ

۳۔ حضرۃ الشیخ النقی النقی محمد مظفر الشیرازی

۴۔ حضرۃ الشیخ الفاضل قمر الزمان المدینی

تدریسی خدمات: ۱۔ دارالحدیث محمدیہ حافظ آباد

۲۔ جامعہ امام بخاری سرگودھا

۳۔ جامعہ مدنیہ فیصل آباد

۴۔ خادم مرکز معاذ بن جبل للتعلیم والتربیۃ، خطیب مرکز الہمدیث مؤمن آباد فیصل آباد

حالیہ: سینئر ریسرچ سکارلر۔ مرکز البحوث العلمیۃ۔ ریاض۔ سعودی عرب۔

تألیفات وتالیفات:

۱۔ معجم اصطلاحات اصول الفقہ (عربی، طبع بیروت) ۲۔ معجم اصطلاحات الاحادیث النبویۃ (عربی، طبع بیروت)

۳۔ گھر برباد کیوں ہوتے ہیں؟ ۴۔ آپ پر سلامتی ہو

۵۔ شان حسن وحسین علیہما السلام ۶۔ تاریخ و مصطلح الحدیث

- ۷۔ گالی ایک سنگین جرم
۹۔ فلیس منا (وہ ہم میں سے نہیں)
۱۱۔ مسنون رکعات تراویح اور احتاف
۱۳۔ تخریج و فوائد سنن الداری
۱۴۔ تخریج و تصحیح طاعتیروایا اولی الابصار
۱۵۔ آئیے! زندگی کو مبارک بنائیں
۱۶۔ تکلف نہ کیجیے!
۱۷۔ الطالبات مع حدیث الرسول
۱۸۔ رحمت کے فرشتے آپ کے پاس
۱۹۔ خواتین گلشن نبوی میں
- ۸۔ انسانیت کا زیور نری
۱۰۔ لعنتی کون
۱۲۔ ترجمہ و فوائد سلسلہ احادیث صحیحہ





(۱) الْأَخْلَاقُ وَالْبِرُّ وَالصِّلَةُ

اخلاق نیکی اور صلہ رحمی کا بیان

باب: مہاجرین کا آپس میں بھائی چارہ

باب: المواخاة بین المهاجرین

انفسهم

انس ﷺ سے روایت ہے کہتے ہیں، آپ ﷺ نے زبیر ﷺ اور عبد اللہ بن مسعود ﷺ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

۱۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ((أَخَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ الزُّبَيْرِ وَبَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ))۔ [الصحيحہ: ۳۱۶۶]

تخریج: الصحيحہ ۳۱۶۶۔ الادب المفرد (۵۶۸) بیہقی (۲۴/۱)

فوائد: اس مواخات سے مراد وہ پہلا بھائی چارہ ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان قائم کیا تھا، علامہ البانی رحمہ اللہ سلسلہ احادیث صحیحہ نمبر 3166 کے تحت فرماتے ہیں: ((قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ "كَانَتْ الْمَوَاخَاةَ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ خَاصَّةً وَذَلِكَ بِمَكَّةَ وَمَرَّةً بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ")) امام ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں مسلمانوں کے درمیان مواخات (یعنی بھائی چارہ) دو مرتبہ ہوا۔ ایک مرتبہ صرف مہاجرین کے درمیان مکہ مکرمہ میں اور دوسری مرتبہ مہاجرین و انصار کے درمیان مدینہ منورہ میں۔ مکہ میں مہاجرین صحابہ کے مابین جو پہلی مرتبہ مواخات قائم ہوئی یہ صحیح حدیث اس پر دلالت کرتی ہے ((لَآ زُبَيْرٌ وَابْنُ مَسْعُودٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَمَا هُوَ الْمَعْلُومُ)) کیونکہ یہ تو معروف ہے کہ حضرت زبیر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما مہاجر صحابہ کرام میں سے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، غزوہ بدر کے علاوہ دیگر غزوات میں بھی شریک ہوئے۔ ((وَهَاجَرَ إِلَيْهِمُ)) اور آپ نے دو مرتبہ ہجرت کی اور اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں ((أَسْلَمَ بِمَكَّةَ فَذَلِمَا وَهَاجَرَ إِلَيْهِمُ وَشَهِدَ بَدْرًا وَالْمَشَاهِدَ كُلَّهَا)) مکہ مکرمہ میں پہلے پہل مسلمان ہوئے اور دو مرتبہ ہجرت کی اور بدر سمیت دیگر غزوات میں شریک ہوئے۔ (تہذیب التہذیب)

باب: اذا لم تستح فاصنع ما شئت

باب: اذا لم تستح فاصنع ما شئت

ابو مسعود بدری ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے، پہلی نبوت کے کلام سے لوگوں نے جو آخری بات پائی ہے وہ یہ ہے، کہ جب تجھے

۲۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ مَرْفُوعًا: ((أَخْرَمَا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ الْأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ))

تَسْتَحْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ))۔ [الصحيحہ: ۶۸۴] حیاء نہ رہے تو جو مرضی کر۔

تخریج: الصحيحہ ۲۸۴۔ تاریخ دمشق لابن عساکر (۹۲/۵۷) واللفظ له، صحيح بخاری (۷۱۲۰) بنحوہ۔

فوائد: حیاء مسلمان کا زیور ہے۔ جس طرح پھول بغیر خوشبو کے کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا اسی طرح اللہ تعالیٰ بے حیاء انسان کی کوئی قدر نہیں فرماتے۔ کئی لوگ فطرتاً شرمیلے اور باحیاء ہوتے ہیں اور کئی افراد تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفس کے ذریعے شرم و حیاء کے پیکر بن جاتے ہیں۔ بہر حال شرم و حیاء کے ذریعے خیر و بھلائی حاصل ہوتی ہے اور آدمی منکرات و منغوات سے بچا رہتا ہے، وگرنہ بے حیاء شخص کسی وقت بھی کوئی برا قدم اٹھا سکتا ہے کیونکہ جب حیاء نہ رہے تو خیر رخصت ہو جاتی ہے اور شر اپنا ٹھکانا مضبوط کر لیتی ہے۔

مریض کی عیادت کرنا اخلاق کا حصہ ہے

باب: عیادة المریض من الاخلاق

کعب بن عجرہ ؓ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے کعب کو گم پایا تو اس کے بارے میں سوال کیا۔ صحابہ نے کہا، وہ بیمار ہے۔ آپ ﷺ پیدل چلے یہاں تک کہ اُس کے پاس پہنچ گئے۔ جب آپ اُس کے ہاں داخل ہوئے، تو آپ نے فرمایا: اے کعب خوش ہو جا، اُس کی ماں نے کہا، اے کعب تیرے لیے جنت مبارک ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ پر قسم چڑھانے والی عورت کون ہے؟ کعب نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ یہ میری ماں ہے۔ آپ نے فرمایا: اے ام کعب تجھے کیا معلوم شاید کعب نے بے مقصد بات کہی ہو یا ایسی چیز سے روکا ہو جو اسے غنی نہ کرتی ہو۔

۳۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَدْ كَعَبًا فَسَأَلَ عَنْهُ؟ فَقَالُوا: مَرِيضٌ، فَخَرَجَ يَمْشِي حَتَّى أَتَاهُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، قَالَ: ((ابْشُرِيَا كَعْبُ! فَقَالَتْ أُمُّهُ: هِنِينًا لَكَ الْجَنَّةُ يَا كَعْبُ! فَقَالَ: مَنْ هَذِهِ الْمُتَكَلِّمَةُ عَلَيَّ اللَّهُ؟ قَالَ: هِيَ أُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: مَا يُدْرِيكَ يَا أُمَّ كَعْبُ؟ لَكُلِّ كَعْبًا قَالَ مَا لَا يَعْنِيهِ، أَوْ مَنَعَ مَا لَا يُعْنِيهِ)).

(معمولی چیز دینے سے انکار کیا ہو)

تخریج: الصحيحہ ۳۱۰۳۔ کتاب الصمت لابن ابی الدنيا (۱۱۰) تاریخ بغداد (۲/۴۷۳)

فوائد: حدیث سے معلوم ہوا کہ ہم حتمی طور پر کسی کو جنتی نہیں کہہ سکتے، حقیقی علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے، البتہ نیک اعمال کی بنیاد پر حسن ظن اور دعائے خیر ضرور کرنی چاہیے، نیز یہ بھی واضح ہو کہ منغوات و لغویات کی وجہ سے بھی نیک آدمی کی پکڑ ہو سکتی ہے۔ اسی لیے قرآن مجید نے اہل ایمان کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾ اہل ایمان فضول حرکات و سکنات سے مکمل اجتناب کرتے ہیں۔ یاد رہے! لغویات ہر اس قول و عمل کو کہتے ہیں جو بغیر سوچے سمجھے بلا فائدہ کیا جائے۔ اگر آج کا مسلمان اسی تاثر میں اپنی عادات و حرکات پر غور کرے تو شاید ساری زندگی ہی لغویات کا پلندہ لگے۔

باب: ابغض الرجال الى الله

اللہ کے ہاں لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ

حضرت عائشہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک لوگوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ

۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ: الْأَكْذُ

سخت جھگڑا لو لوگ ہیں۔

[الصحيحة: ۳۹۷۰]

تخریج: الصحيحة ۳۹۷۰۔ بخاری (۳۵۲۳) مسلم (۲۶۶۸) ترمذی (۲۹۷۶) نسائی (۵۳۵)

فوائد: جھگڑا لو سے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ نفرت فرماتے ہیں اور اگر غور کیا جائے تو لڑائی جھگڑے میں اتنی بری باتیں ہیں کہ جن کی وجہ سے آدمی اللہ کا محبوب نہیں ٹھہر سکتا۔ (۱) جھگڑا لو شخص اپنی اصلیت و اوقات کی طرف نظر نہیں رکھتا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے بدبودار پانی کی بوند سے خوبصورت وجود عطا کرتے ہوئے عقل سلیم جیسی عظیم نعمت سے ہمکنار فرمایا، اس قدر عظیم احسان کے باوجود اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی، تعصب اور باہم دست و گریبان ہونے سے باز نہ آئے اور کبر و نخوت کا شکار رہے تو وہ کبھی اللہ کا محبوب نہیں بن سکتا۔ (۲) لڑائی جھگڑا ایک ایسا گناہ ہے جس میں کئی گناہ اکٹھے ہو جاتے ہیں، مثلاً ہاتھ اور زبان کا ناروا استعمال، بغض، حسد، تہمت اور گالم گلوچ وغیرہ۔ غرض کہ آدمی لڑائی جھگڑا کرتے ہوئے، ایمان و اسلام کی تمام قدروں کو کھودیتا ہے اور فسق و فجور تک پہنچ جاتا ہے۔ جس دل میں ایمان کی ایک رتی بھی ہو وہ ضدی، ہٹ دھرم اور جھگڑا لو نہیں ہوتا۔ نیز جس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھیں اُس پر کسی وقت بھی اپنا عذاب نازل فرمادیے ہیں۔

چغل خوری لوگوں کے درمیان باتیں منتقل کرنا ہے فساد کی غرض سے۔

العضة نقل الحديث بين الناس

لغرض الفساد

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو، چغل خوری کیا ہے؟ صحابہ نے کہا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: بعض کی باتیں بعض کی طرف بیان کرنا تاکہ اُن کے درمیان فساد اُلا جائے۔

۵۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اتَدْرُونَ مَا الْعُضَّةُ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((نَقْلُ الْحَدِيثِ مِنْ بَعْضِ النَّاسِ إِلَى بَعْضٍ، لِيُفْسِدُوا بَيْنَهُمْ)). [الصحيحة: ۸۴۵]

تخریج: الصحيحة ۸۴۵۔ الادب المفرد (۳۲۵) بیہقی (۲۳۶/۱۰)

فوائد: عربی زبان میں ”عضة“ زہریلے سانپ کو بھی کہتے ہیں، جس کا ڈسا ہوا فوراً مر جاتا ہے، اسی طرح چغل خور بھی فریقین کے درمیان فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا دیتا ہے، اور بات فوراً دشمنی اور قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے۔ مسلمان کو کبھی شیطان کا ڈاکا نہیں بننا چاہیے، اگر کسی موقع پر کسی کے خلاف کوئی بات سن لے تو اُس کو وہاں پر ہی دفن کر دے تاکہ فریقین کے درمیان نفرت و کدورت کے جراثیم مزید پیدا نہ ہوں۔ ایک دفعہ کسی آدمی نے اللہ کے نیک بندے کو آ کر بتلایا کہ فلاں شخص آپ کے خلاف فلاں باتیں کرتا ہے، وہ سن کر فرمانے لگے مَا وَجَدَ الشَّيْطَانُ غَيْرَكَ شَيْطَانًا كَوْتِيرَ عِلَاوہ کوئی ڈاکا نہیں ملا.....؟ اور اسی طرح ایک شخص نے آ کر اللہ کے نیک ولی کو کہا کہ فلاں شخص نے آپ کو فلاں باتیں دی ہیں، وہ فرمانے لگے، اے خال! گالیاں اُس نے نہیں دیں، گالیاں تو تو نے دی ہیں۔ اُس نے تو پتھر پھینکا تھا مگر مجھے لگا نہیں تھا، مگر تو اس قدر خال نکلا کہ وہ اٹھا کر مجھے مار ہی دیا۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں چغل خوری کی لعنت سے محفوظ فرمائے۔

ان اعمال کا بیان کہ جو جہنم سے دور کرتے ہیں

من الاعمال يباعد من النار

محمد بن مجاہدہ ایک آدمی سے وہ بنو غزیر قبیلہ کے اپنے ساتھی سے، وہ اپنے باپ سے جس کی کنیت ابو متفق تھی روایت کرتے ہیں، اس نے کہا میں مکہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق دریافت کیا؟ لوگوں نے کہا وہ عرفہ میں ہیں، میں وہاں آپ کے پاس گیا۔ میں آپ کے قریب ہونے کا ارادہ کرتا تو صحابہ مجھے روکتے۔ آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ چنانچہ میں آپ کے اتنا قریب ہو گیا کہ آپ کی سواری کی گردن میری سواری کی گردن سے مل گئی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے اللہ کے عذاب سے دور کر دے اور جنت میں داخل کر دے؟ آپ نے فرمایا: (۱) اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کچھ شرک نہ کر۔ (۲) فرض نماز قائم کر۔ (۳) فرض زکوٰۃ ادا کر۔ (۴) رمضان کے روزے رکھ۔ (۵) حج و عمرہ کر (۶) دیکھ جو تو پسند کرتا ہے کہ لوگ تیرے ساتھ ایسا کریں تو وہی ان کے ساتھ کر اور جو تو نا پسند کرتا ہے کہ وہ تیرے ساتھ ایسا کریں تو بھی ان کے ساتھ دیکھ نہ کر۔

۶۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحَادَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ يُكْنَى: أَبَا الْمُتَّفِقِ قَالَ: أَتَيْتُ مَجَّةً فَسَأَلْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: هُوَ بِعَرَفَةَ فَأَتَيْتُهُ، فَذَهَبْتُ أَذْنُو مِنْهُ فَمَتَّعُونِي، فَقَالَ: ((الْمُكُوفَةُ)) فَذَنُوتُ مِنْهُ، حَتَّى إِذَا اخْتَلَفْتُ عُتُقَ رَاحِلَتِي وَعُقْتُ رَاحِلَتِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! نَبِّئْنِي بِمَا يَبْعِدُنِي مِنْ عَذَابِ اللَّهِ، وَيُدْخِلُنِي الْحَنَّةَ؟ قَالَ: ((۱. تَعْبُدُ (وَفِي رَوَايَةٍ: أُعْبِدُ) اللَّهَ وَلَا تُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا. ۲. وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ. ۳. وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ. ۴. وَتَصُومُ رَمَضَانَ. ۵. وَتَحُجُّ وَتَعْتِمِرُ. ۶. وَانْظُرْ مَا تُحِبُّ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَأْتُوهُ إِلَيْكَ، فَافْعَلْهُ بِهِمْ وَمَا كَرِهَتْ أَنْ يَأْتُوهُ إِلَيْكَ، فَافْعَلْهُ بِهِمْ، وَمَا كَرِهَتْ أَنْ يَأْتُوهُ إِلَيْكَ، فَذَرُهُمْ مِنْهُ))۔ [الصحيحه: ۳۵۰۸]

تخریج: الصحيحه ۳۵۰۸۔ الکنی للدولابی (۵۶/۱) مجمع الزوائد (۴۴/۱) مسند احمد (۶/۳۸۳)

فوائد: عامۃ الناس میں ایسا شوق ہی نہیں کہ وہ اہل علم سے ایسے اعمال و حسنات دریافت کریں جو جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دیں۔ آج کل تو صرف حرام کو حلال کروانے کے لیے فتویٰ پوچھا جاتا ہے یا اپنے مفادات کو حل کروانے کے لیے تعویذ لکھوائے جاتے ہیں یا بے مقصد مسائل میں علما کے ساتھ بحث و تکرار کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرات صحابہ کرامؓ جیسا جذبہ ایمان اور شوق جنت نصیب فرمائے۔

اکرم الناس من هو فقه في الدين

سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو دین کو زیادہ سمجھنے والا ہے ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا لوگوں میں زیادہ عزت والے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے، صحابہ نے کہا: اس کے متعلق ہم سوال نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والے اللہ کے نبی یوسفؑ، صحابہ نے کہا: ہم اس بارہ

۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَكْرَمِ النَّاسِ؟ قَالَ: ((أَتْقَاهُمْ لِلَّهِ)) قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ قَالَ: ((فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوَسِّفُ نَبِيَّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنُ عَلِيٍّ)) قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا

نَسْأَلُكَ قَالَ: ((فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونَنِي؟ النَّاسُ مَعَادِنٌ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ، إِذَا فَفَهُوا)) [الصحيحہ: ۳۹۹۶]

میں بھی سوال نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عرب قبائل کے متعلق مجھ سے سوال کرتے ہو؟ لوگ کئی قبائل پر مشتمل ہیں، ان میں سے جو دور جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں اگر وہ دین کو سمجھیں۔

تخریج: الصحيحہ ۳۹۹۶۔ بخاری (۳۳۸۳، ۳۳۹۰) مسلم (۲۳۷۸) احمد (۲/۳۳۱)

فوائد: دنیا و آخرت کی عزت و کرامت کے لیے دین سمجھنا اور ثقاہت و مہارت حاصل کرنا از حد ضروری ہے۔ حقیقی معنوں میں علم و عمل سے وابستہ لوگ ہی عزت والے ہیں۔ اس حدیث میں بھی انسانیت کی برتری کا معیار دین کی سمجھ کو ہی قرار دیا گیا ہے، مگر افسوس آج ہر دوسرا شخص دین کے بنیادی عقائد تک سے بے خبر ہے۔ مگر وہ خود کو عزت کل کا مالک سمجھتا ہے۔

رشتہ داری جوڑنے کا حکم

الامر بالأرحام

۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَفَعَهُ: ((اتَّقُوا اللَّهَ وَصَلُّوا أَرْحَامَكُمْ)) [الصحيحہ: ۸۶۹]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: تم اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو۔

تخریج: الصحيحہ ۸۶۹۔ تاریخ دمشق لابن عساکر (۵۹/۲۳۲)

فوائد: اسلام میں صلہ رحمی کی بہت اہمیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا: ((صِلْ مَنْ قَطَعَكَ)) جو تیرے ساتھ قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ بھی صلہ رحمی کر۔ رحم کے رشتہ دار بے دین ہی کیوں نہ ہوں پھر بھی اُن کے حقوق میں پہلو تہی نہیں کرنی چاہیے، آنجناب ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو مشرکہ ماں کے متعلق بھی حکم فرمایا تھا ((صَلِّيْ أُمَّكَ)) تو اپنی ماں کے ساتھ لازمی صلہ رحمی کرو اور حسن سلوک سے پیش آ۔ الغرض دنیا و آخرت کی خوشحالی کی بنیاد بھی صلہ رحمی پر ہی ہے اگر کوئی شخص مسلمان ہو کر صلہ رحمی کا مظاہرہ کرتا ہے اور عزیز رشتہ داروں کے ساتھ نرمی و شفقت اور غفور و درگزر والا معاملہ کرتا ہے تو وہ ساری زندگی خوش باش اور خوشحال رہتا ہے، بصورت دیگر قطع رحمی سے خاندانی سکون تباہ و برباد ہو جاتا ہے، آدمی ہر وقت ڈپریشن کا شکار رہتا ہے اور زندگی کی مشکلات تو دن بدن بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ آخرت بھی تاریک ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ رَحِمٍ)) قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فرما دے، وسعت قلبی اور صلہ رحمی کی توفیق عطا فرمائے۔

ترازو میں سب سے وزنی نیکی اچھا اخلاق ہے

اَثْقَلُ شَيْءٍ فِي الْمِيزَانِ الْخُلُقُ الْحَسَنُ

۹۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَثْقَلُ شَيْءٍ فِي الْمِيزَانِ: الْخُلُقُ الْحَسَنُ))۔

ابو درداء نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ترازو میں سب سے بھاری عمل، اچھا اخلاق ہے۔

تخریج: الصحيحہ ۸۷۶۔ ابوداؤد (۴۷۹۹) ترمذی (۲۰۰۲، ۲۰۱۳) احمد (۲/۳۳۶) الادب المفرد (۲۷۰، ۲۶۳)

غصہ کی ممانعت کا بیان

النهي عن الغضب

۱۰۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَّ

حضرات صحابہ میں سے ایک صحابی رسول سے مروی ہے، بلاشبہ

رَحْلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ: اُعْبِرْنِي بِكَلِمَاتٍ اُعِيشُ بِهِنَّ، وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ فَأَنْسِيَ)) قَالَ: ((اَجْتَنِبِ الْغَضَبَ)) ثُمَّ اَعَادَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((اَجْتَنِبِ الْغَضَبَ))-- [الصحيحه: ۸۸۴]

ایک آدمی نے نبی ﷺ سے کہا مجھے ایسی باتیں بتلائیں جن کو میں ساری زندگی یاد رکھوں۔ زیادہ نہ بتانا کہ میں بھول جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو غصہ سے پرہیز کر۔ پھر اس شخص نے دوبارہ یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تو غصہ سے بچ!

تخریج: الصحيحه ۸۸۴۔ احمد (۵/۴۰۸) ابن ابی شیبہ (۸/۳۴۷) تاریخ دمشق (۶۷/۱۶۷)

فوائد: خوشگوار زندگی کے لیے غصہ پر قابو رکھنا از حد ضروری ہے، غصے کو پی جانے میں ہی صالحیت کی معراج ہے، رسول اللہ ﷺ نے غصے پر قابو رکھنے والے شخص کو ہی بہادر اور پہلوان قرار دیا ہے۔ کم اور جائز غصے کی اگرچہ کسی حد تک گنجائش ضرور ہے لیکن غصے کی بے اعتدالی بہت بڑی خامی اور برائی ہے۔ بالخصوص نیک آدمی اکثر حرام اور ناجائز کام حالت غصہ میں ہی کرتا ہے۔ آپ ﷺ امام الانبیاء ہونے کے ساتھ ساتھ مزاج شناس اور ماہر نفسیات بھی تھے۔ غیظ و غضب والی طبیعت رکھنے والے شخص کو ہمیشہ ترک غصہ کی وصیت فرماتے۔ کیونکہ غصہ کا مرض اگر بڑھ جائے تو ساری زندگی بدمزہ ہو جاتی ہے۔ سنن ابو داؤد و شریف میں حسن درجہ کی روایت ہے، آپ نے فرمایا: ((اَلْغَضَبُ مِنَ الشَّيْطَانِ)) غصہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اور ظاہر ہے جو چیز شیطان کی طرف سے ہو اُس میں خیر و بھلائی کا کوئی پہلو بھی نہیں ہو سکتا۔ دیگر روایات میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر غصے والا شخص بیٹھ جائے یا پھر لیٹ جائے یا وضو کر لے تو اللہ تعالیٰ اُس کا غصہ دور فرما دیتے ہیں۔

اہمیت دفع السیئۃ بالحسنۃ

۱۱۔ عَنْ رَبِيعَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ، فَأَعْطَانِي أَرْضًا وَأَعْطَى أَبَا بَكْرٍ أَرْضًا، وَجَاءَتِ الدُّنْيَا فَاخْتَلَفْنَا فِي عَذْقِ نَخْلَةٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هِيَ فِي حَدِّ أَرْضِي! وَقُلْتُ أَنَا هِيَ فِي حَدِّي! وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي بَكْرٍ كَلَامٌ، فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ كَلِمَةً كَرِهْتُهَا وَنَدِمْتُ فَقَالَ لِي: يَا رَبِيعَةُ رُدَّ عَلَيَّ مِثْلَهَا حَتَّى يَكُونَ قِصَاصًا، قُلْتُ: لَا أَفْعَلُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَتَقُولَنَّ أَوْ لَا اسْتَعْدَيْتَ عَلَيَّكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ. قَالَ: وَرَفَضَ الْأَرْضَ فَاَنْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ. رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَاَنْطَلَقْتُ أَنَا لَهُ، فَجَاءَ أَنَسٌ مِنْ أَسْلَمَ فَقَالُوا: رَجِمَ اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ!

برائی کا بدلہ اچھائی کے ساتھ دینے کی اہمیت

ربیعہ السلمیؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا تو آپ نے مجھے زمین دی اور ابو بکرؓ کو بھی زمین دی۔ ہم پر دنیا غالب آ گئی، تو ہم نے کھجور کے ایک درخت میں جھگڑا کیا۔ ابو بکرؓ نے کہا یہ میری زمین کی حد میں ہے اور میں نے کہا یہ میری حد میں ہے! میرے اور ابو بکرؓ کے درمیان سخت کلامی ہوئی تو ابو بکرؓ نے ایسا کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا۔ وہ بھی شرمندہ ہوئے اور انہوں نے مجھے کہا اے ربیعہ مجھے یہی کلمہ کہو تا کہ بدلہ ہو جائے۔ میں نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا۔ ابو بکرؓ نے کہا تجھے ضرور کہنا پڑے گا، ورنہ میں رسول اللہ ﷺ سے فریاد کروں گا۔ میں نے کہا میں ایسا (جملہ) نہیں کہوں گا۔ ربیعہ کہتے ہیں ابو بکرؓ زمین چھوڑ کر نبی ﷺ کی طرف چلے گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے چل نکلا۔ ہوا سلم قبیلہ کے چند لوگ آئے اور

انہوں نے کہا، اللہ ابو بکر ؓ پر رحم کرے، کس چیز کے متعلق تیرے خلاف وہ رسول اللہ ﷺ سے فریاد کریں گے۔ حالانکہ اُس نے جو کہنا تھا کہہ چکے۔ میں نے کہا تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ ابو بکر صدیق ؓ ہیں۔ اور وہ غار میں آپ کے ساتھ دوسرا تھا۔ اور وہ مسلمانوں کے بزرگ ہیں۔ پس تم بچو کہ وہ توجہ کرے اور دیکھ لے کہ تم اس کے خلاف میری مدد کر رہے ہو تو وہ ناراض ہو جائے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جائے تو حضور اُس کی ناراضی کی وجہ سے ناراض ہو جائیں۔ اور اُن دونوں کی ناراضی پر اللہ ناراض ہو جائے اور ربیعہ ہلاک ہو جائے۔ انہوں نے کہا، تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے؟ کہا تم چلے جاؤ۔ ابو بکر ؓ رسول اللہ ﷺ کی طرف چلے اور میں بھی اکیلا آپ کے پیچھے چل پڑا۔ یہاں تک کہ ابو بکر ؓ نبی ﷺ کے پاس آئے اور جیسی بات تھی ویسے ہی بیان کر دی۔ آپ ﷺ نے اپنا سر میری طرف اٹھایا اور فرمایا: اے ربیعہ ؓ تیرے اور صدیق ؓ کے درمیان کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اس طرح معاملہ تھا۔ تو ابو بکر ؓ نے مجھے ایسا کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا اور انہوں نے مجھے کہا مجھے بھی اسی طرح کا کلمہ کہو تا کہ بدلہ ہو جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، وہ جملہ تو اُس پر نہ لوٹا بلکہ کہہ، اے ابو بکر! اللہ تجھے معاف کرے۔ اے ابو بکر! اللہ تجھے معاف کرے۔ چنانچہ ابو بکر روتے ہوئے چلے گئے۔

فِي أَيِّ شَيْءٍ يَسْتَعِدِّي عَلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَهُوَ الَّذِي قَالَ لَكَ مَا قَالَ فَقُلْتُ: أَتَذُرُون مَنْ هَذَا؟ هَذَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، وَهُوَ (ثَانِي اثْنَيْنِ) وَهُوَ ذُو شَيْبَةِ الْمُسْلِمِينَ، فَلَمَّا كُمْ يَلْتَفِتُ فَيَرَاكُمْ تَنْصُرُونِي عَلَيْهِ فَيَغْضَبُ، فَيَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَيَغْضَبُ لِعُضْبِهِ، فَيَغْضَبُ اللَّهُ لِعُضْبِهِمَا، فَيَهْلِكُ رِبِيعَةُ: قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ارْجِعُوا۔ فَأَنْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَتَبِعْتُهُ وَخِدِي وَجَعَلْتُ أَتْلُوهُ حَتَّى أَتَى النَّبِيَّ فَحَدَّثَهُ الْحَدِيثَ كَمَا كَانَ قَرَفَعَ إِلَيَّ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((يَا رِبِيعَةُ! مَا لَكَ وَلِلصِّدِّيقِ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ كَذَا وَكَانَ كَذَا، فَقَالَ لِي كَلِمَةً كَرِهْتُهَا، فَقَالَ لِي: قُلْ كَمَا قُلْتُ لَكَ حَتَّى يَكُونَ قِصَاصًا۔ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَجَلْ فَلَا تَرُدَّ عَلَيْهِ وَلَكِنْ قُلْ: غَفَرَ اللَّهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ! غَفَرَ اللَّهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ!)) قَالَ: فَوَلَّيْتُ أَبُو بَكْرٍ۔ رَحِمَهُ اللَّهُ۔ وَهُوَ يَبْكِي۔

[الصحيحه: ۳۲۵۸]

تخریج: الصحيحه ۳۲۵۸۔ احمد (۳/۵۸-۵۹) طبرانی (۳۵۷۷) حاکم (۲/۱۷۳۱۷۲)

فوائد: غلط فہمی یا ناراضی کا ہونا نامکن نہیں، بلکہ یہ انسان کی فطرت ہے، آدمی جذبات میں آ کر نہ کہنے والی باتیں بھی کہہ جاتا ہے، لیکن نیک صفت لوگ جذبات میں ہونے والی تفسیروں کو فوراً ندامت کے آنسوؤں سے دھو لیتے ہیں، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی ناراضی ہو جاتی تھی، مگر وہ نفوس قدسیہ تقویٰ کی بلندیوں پر فائز ہونے کی وجہ سے فوراً اپنا معاملہ رفع دفع کرتے ہوئے دل صاف کر لیتے تھے۔ اس حدیث طیبہ سے جہاں سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کی عزت و عظمت اور مقام و مرتبہ معلوم ہوتا ہے، وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ حد درجہ رقیق القلب، خوف خدا، خشیت الہی اور احترام انسانیت رکھنے والے شخص تھے۔

باب : ای الناس خیر؟

۱۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا)).

[الصحيحه: ۱۸۳۷]

تخریج: الصحيحه ۱۸۳۷ طبرانی (۱۳۳۲)

۱۳۔ عَنْ أَسَمَةَ بْنِ شَرِيكٍ، قَالَ: ((كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ كَأَنَّمَا عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيْرُ، مَا يَتَكَلَّمُ مِنَّا مُتَكَلِّمٌ، إِذْ جَاءَهُ أَنَسٌ فَقَالَ: مَنْ أَحَبَّ عِبَادَ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ: أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا)). [الصحيحه: ۴۳۲]

لوگوں میں سب سے بہتر کون؟

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں نبی ﷺ سے سوال کیا گیا، کون سے لوگ بہت بہتر ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو اُن میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت اچھے ہیں۔

اسامہ بن شریکؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ایسے بیٹھے ہوئے تھے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہوں، اور ہم میں سے کوئی بھی کلام کرنے والا کلام نہیں کر رہا تھا۔ اچانک چند لوگ آئے اور انہوں نے کہا: اللہ کے ہاں، اللہ کے بندوں میں سے، زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: اُن میں سے جو اخلاق کے لحاظ سے بہت اچھے ہیں۔

تخریج: الصحيحه ۳۳۲۔ طبرانی (۳۷۱) ابن حبان (۳۸۲) حاکم (۳۰۱/۳۹۹/۱۹۸/۲)

فوائد: دین آداب کا نام ہے، بے ادب سب سے بڑا بے دین ہے، آداب کو ملحوظ رکھ کر ہی انسان حیوان سے ممتاز ہوتا ہے، حسن ادب سے اجتماعی و معاشرتی امور میں خوشگوااری پیدا ہوتی ہے۔ باادب اور بااخلاق قومیں ہی ترقی و خوشحالی کی منازل طے کرتی ہیں، جس قوم میں آداب و اخلاق اور تہذیب و وقار کا بدرجہ اتم اہتمام ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُن پر رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اس حدیث میں صحابہ کرام کی متانت، سنجیدگی، خاموشی اور کمال ادب کا ذکر ہے کہ وہ مجلس نبویؐ میں بصداہ، انہماک سے سراپا ہوش ہو کر بیٹھتے تھے۔ مجلس میں بے توجہی یا شور و غل کی فضا نہیں ہوتی تھی بلکہ اُن کا ہر سانس اُن کے باادب ہونے کی گواہی دیتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا صحابہ کرام جیسے حسن ادب کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صحابہ کرام جیسا باادب، بانصیب اور بااخلاق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ذم اللسان

۱۴۔ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا: ((أَحْفَظُ لِسَانَكَ، تَكَلُّتُكَ أَتْلُكَ مُعَاذًا! فَهَلْ يَكُتُّ النَّاسُ عَلَى وَجْهِهِمْ إِلَّا أَلْسِنَتَهُمْ)). [الصحيحه: ۱۱۲۲]

تخریج: الصحيحه ۱۱۲۲۔ مکارم الاخلاق للخرائطي کما فی جمع الجوامع (۲۴۷) بهذا اللفظ ترمذی (۲۶۱۶) ابن ماجہ (۳۹۷۳)

زبان کی مذمت کا بیان

حسنؓ سے مرسل مروی ہے، تیری ماں تجھے گم پائے اے معاذ اللہ، تو اپنی زبان کی حفاظت کر۔ جہنم میں لوگ اُلٹے منہ اپنی زبانوں کی وجہ سے ہی پھینکے جائیں گے۔

تخریج: الصحيحه ۱۱۲۲۔ مکارم الاخلاق للخرائطي کما فی جمع الجوامع (۲۴۷) بهذا اللفظ ترمذی (۲۶۱۶) ابن ماجہ (۳۹۷۳)

فوائد: دنیاوی و اخروی نجات کے لیے زبان کا استعمال بنیادی حیثیت رکھتا ہے، زبان کے اچھے استعمال سے دونوں جہانوں کی

زندگی کو چار چاند لگ جاتے ہیں، اور اگر یہی زبان بے لگام ہو جائے تو انسان ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے اور قیامت کے روز اکثر لوگ زبان کے ناجائز استعمال کی وجہ سے جہنم رسید کر دیئے جائیں گے۔ اعاذنا اللہ منہ

خادم کے ساتھ احسان کرنے کا بیان

باب الحسن بالخادم

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا لائے، تو اس نے کھانے کی گرمی، مشقت اور محنت برداشت کی ہے، پس وہ ضرور اُس کو اپنے ساتھ بٹھالے، اگر مالک ایسا نہیں کرتا تو اُس کے ہاتھ میں لقمہ ہی دے دے۔

۱۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعًا: ((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامٍ قَدْ وُلِيَ حَرًّا وَمُشَقَّةً وَمَوْنَةً فَلْيُجْلِسْهُ مَعَهُ: فَإِنْ أَبَى فَلْيَنَالِ وَلَهُ أَكْلَةٌ فَيُيَدِّهِ)). [الصحيحہ: ۱۲۸۵]

تخریج: الصحيحہ ۱۲۸۵۔ بخاری (۲۵۵۷) احمد (۲۸۳/۳) دارمی (۲۰۸۰)

فوائد: اچھے مالک اپنے ملازمین اور خدمت گزاروں کے حق میں بھی اچھے ہوتے ہیں۔ محنت و مشقت اٹھانے والے خدمت گزار کے لیے جہاں معقول سہولیات کا اہتمام کرتے ہیں وہاں سیر و تفریح اور اچھا کھانے پینے میں بھی اُن کو محروم نہیں رکھتے۔ اس حدیث میں محسن انسانیت، غریبوں کے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جب تمہارا باورچی حرارت کی شدت برداشت کرتے ہوئے تمہارے لیے کھانا تیار کرے تو اُسے بھی کھانے میں شریک کر لو یا کم از کم چند نوالے اُس کو دے دو تاکہ وہ بھی خوش ہو جائے۔ مگر افسوس! کہ بھاری مقدار میں کھانا ضائع تو ہو جاتا ہے مگر کسی مستحق اور خدمت گزار کے منہ میں لقمہ تک نہیں جاتا۔

نرمی کا داخل ہونا اللہ کی طرف سے بھلائی ہے

دخول الرفق خیر من اللہ

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے (مرسل) جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے ساتھ اللہ کے لیے محبت کرے تو اُس سے بیان کر دے، کیوں کہ یہ وضاحت پیار میں بہتری اور محبت کو تادیر رکھنے والی ہے۔

۱۶۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ مَرْفُوعًا (مُرْسَلًا): ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فِي اللَّهِ فَلْيَسِّنْ لَهُ فَإِنَّ خَيْرَ فِي الْأَلْفَةِ، وَأَبْقَى فِي الْمَوْدَةِ)). [الصحيحہ: ۱۱۹۹]

تخریج: الصحيحہ ۱۱۹۹۔ الزہد لوکیع (۳۳۷) کتاب الاخوان لابن ابی الدنيا (۶۸) عن مجاہد۔

اپنے بھائی سے محبت کا اظہار کرنا بہتر ہے

تبیین المحبة لأخيه خیر

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی گھر والوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اُن میں نرمی پیدا فرمادیتا ہے۔

۱۷۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا: ((إِذَا أَرَادَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِأَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الرَّفْقَ)). [الصحيحہ: ۱۲۱۹]

تخریج: الصحيحہ ۱۲۱۹۔ احمد (۷۱/۶) تاریخ کبیر بخاری (۳۱۶/۱) شعب الایمان بیہقی (۲۵۲۰)

فوائد: کسی کے ساتھ بہتر اور اچھا برتاؤ کرنا یہ نرمی ہے اور ملائمت، نازکی، دھیما پن، مہربانی، رحم دلی، آسگی، لطافت، آسانی، بردباری اور برداشت یہ نرمی کے مفہوم میں شامل ہیں۔ یعنی جو شخص سختی، خشکی، درشتی اور تنگی کی بجائے آرام، سکون اور محبت سے کام لے

بات کرے وہ نرم مزاج ہے۔ یاد رہے! اپنے موقف، عقیدے اور نظریے میں جو کچھ کتاب و سنت سے ثابت ہے، اس میں کوئی لچک، سمجھوتہ یا ڈھیل نہیں ہونی چاہیے، البتہ اپنے افکار و نظریات اور مافی الضمیر کو بیان کرتے وقت شکی، شائکی اور گفتگو کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔ انداز اس قدر نرم اور اچھا ہو کہ بات بھی سمجھ میں آجائے اور اپنے مسلمان بھائی کی عزت پر آج بھی نہ آئے۔ یہی شریعت کا منشاء اور پیغمبر ﷺ کی سیرت ہے۔

ومن آداب الرؤيا

خوابوں کے آداب کا بیان

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: (۱) جب زمانہ قریب ہو جائے گا تو ایسا نہیں ہوگا کہ مسلمان کا خواب جھوٹا ثابت ہو۔ (۲) اور خوابوں میں زیادہ سچا وہ ہوگا جو ان میں سے گفتگو میں زیادہ سچا ہوگا۔ (۳) مسلمان کی خواب نبوت کے چھالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (۴) اور آپ نے فرمایا: خواب تین طرح کی ہے: نیک خواب اللہ عزوجل کی طرف سے خوشخبری ہے۔ اور برا خواب شیطان کی طرف سے غمگین کرنے والا ہے اور فضول چیزوں کا خواب حدیث نفس یعنی انسان کے پراگندہ خیالات ہیں۔ (۵) جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ کسی سے بیان نہ کرے اور کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ (۶) میں خواب میں زنجیر دیکھنا پسند کرتا ہوں اور طوق کو ناپسند۔ زنجیر سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے۔

۱۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((۱)) إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكُذْ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ تَكْذِبٌ. ۲. وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا. ۳. وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا ۴ مِنَ النَّبُوَّةِ قَالَ: وَقَالَ: ۴. الرُّؤْيَا ثَلَاثَةٌ فَالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرَى مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالرُّؤْيَا مِنَ الشَّيْءِ يُحَدِّثُ بِهِ الْإِنْسَانُ نَفْسَهُ. ۵. فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلَا يُحَدِّثُهُ أَحَدًا، وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ ۶. وَأُحِبُّ الْقَيْدَ فِي النَّوْمِ، وَأَكْرَهُ الْعُلَّ، الْقَيْدُ: ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ)). [الصحيحة: ۳۰۱۴]

تخریج: الصحيحة ۳۰۱۴۔ احمد (۲/۵۰۷) مسلم (۲۲۶۳) ابو داود (۵۰۱۹) ترمذی (۲۲۷۱) دارمی (۲۱۳۳)

الترغيب اطعام الطعام للخدام

خادم کو کھانا کھلانے کی ترغیب کا بیان

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، جب تم میں سے کسی ایک کے پاس اُس کا خادم کھانا لے کر آئے، تو بلاشبہ اُس نے اس کی گرمی اور مشقت برداشت کی ہے۔ اگر مالک نے اُسے کھانے کیلئے اپنے ساتھ نہیں بٹھایا تو کھانے میں سے لقمہ ہی اُسے پکڑا دے۔

۱۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا: ((إِذَا جَاءَ خَادِمٌ أَحَدَكُمْ بِطَعَامِهِ قَدْ كَفَاهُ حَرًّا وَعَمَلًا، فَإِنْ لَمْ يَقْعُدْهُ مَعَهُ لِيَأْكُلَ، فَلْيَتَوَلَّهِ أَكْمَلَهُ مِنْ طَعَامِهِ)). [الصحيحة: ۱۰۴۳]

تخریج: الصحيحة ۱۰۴۳۔ احمد (۲/۳۰۶) ابن الجعد (۳۴۳۲)

شهر السلاح على اخيه لعنة

اپنے بھائی پر اسلحہ لہرانا موجب لعنت ہے

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۲۰۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ

اللہ ﷻ قَالَ: ((إِذَا شَهَرَ الْمُسْلِمُ عَلَى أَخِيهِ سِلَاحًا فَلَا تَزَالُ مَلَائِكَةُ اللَّهِ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَرْشِمَهُ عَنْهُ)). [الصحيحہ: ۳۹۷۳]

جب مسلمان اپنے بھائی پر اسلحہ لہرائے تو فرشتے ہمیشہ اُس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اُس کو اُس سے نيام میں داخل کر لے۔

تخریج: الصحيحہ ۳۹۷۳۔ مسند البزار (البحر الزخار: ۳۷۳۱) 'كشف الاستار' (۳۳۳۸) احمد (۵/ ۳۱-۳۲)

فوائد: اسلام میں مسلمان کے وجود اور اس کی جان کی بہت زیادہ قدر و قیمت ہے بلاوجہ کسی پر ہتھیار تو درکنار ہاتھ اٹھانا بھی حرام ہے۔ اسی لئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور اسی طرح کتب احادیث میں ابواب الدیات، دیت کے مسائل پڑھنے سے انسانی وجود، اعضاء اور جان کی اہمیت و قدر مزید واضح ہو جاتی ہے۔ غصہ انسانی فطرت کا حصہ ہے، باہم مل کر رہتے ہوئے بسا اوقات کسی بات پر لڑائی جھگڑا ہو ہی جاتا ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کی جان کے درپے ہو جاؤ، اس پر اسلحہ کے ساتھ لیس ہو کر حملہ کرو، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسے شخص کا میرے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں جو مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے۔ مگر آج ہر شخص بات بات پر پستول نکالنا اپنی غیرت اور بہادری و دلیری کا حصہ سمجھتا ہے، حتیٰ کہ بعض لوگ حدود اللہ اور اللہ کے گھر کی حرمت کو پامال کرتے ہوئے مسجدوں میں ہتھیار لے کر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کئی بے گناہ نمازی بھی شہید ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھیں! آج یہ ہمارا فتنہ و فساد صرف اس لیے ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے، آپ کے ارشادات و فرمودات کے مطابق اپنی عملی حالت بہتر بنانے میں ناکام رہتے ہیں۔ وگرنہ جو حکمتیں اور حفاظتی تدابیر آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائیں ان پر عمل شروع ہو جائے تو معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ اس حدیث طیبہ میں علی الاعلان اور سرعام اسلحہ لہرانے کی ممانعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جو شخص تلوار، ہتھیار یا اسلحہ لے کر گھر سے باہر نکلے وہ اُسے چھپا کر رکھے کہیں ایسا نہ ہو کہ معمولی سی غفلت اور سستی کی وجہ سے ((يُصِيبُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا بِسَيْفٍ)) مسلمانوں میں سے کسی کا نقصان ہو جائے۔ اور یقیناً خاتم المرسلین ﷺ کی ہر بات میں حکمت و دانائی کا ایک جہان ہوتا ہے، اسلحہ تلوار یا مخصوص ہتھیار تو درکنار آپ ﷺ نے مطلقاً لوہے کے ساتھ اشارہ کرنے سے منع فرمادیا، حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ((مَنْ أَسَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّىٰ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ أَوْ أَبَاهُ أَوْ أُمَّهُ)) "جس نے اپنے بھائی کی طرف لوہے کی چیز سے اشارہ کیا تو فرشتے ہر حال میں اس پر لعنت کرتے ہیں خواہ وہ اس کا ماں باپ کی طرف سے سگا بھائی کیوں نہ ہو" اس حدیث سے چار باتیں معلوم ہوئیں: (۱) مطلقاً لوہے کی چیز سے مارنا یا اشارہ نہیں کرنا چاہیے۔ (۲) اگرچہ بے تکلف دوست یا حقیقی سگا بھائی کیوں نہ ہو اس کی طرف بھی اس طرح کی چیز سے اشارہ کرنا حرام ہے۔ (۳) شغل، مذاق یا دوسرے عادات یا کرنا بھی ممنوع ہے، چہ جائے کہ عداوت اور سبیدگی سے ایسا کیا جائے۔ (۴) ایسا کرنے والا شخص جہاں رسول اللہ ﷺ کی شفقت و محبت سے محروم رہے گا وہاں اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر لعنت کریں گے جب تک وہ ایسا کرنے سے باز نہیں آتا۔ آج ہم آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے بے شمار فتنوں سے بچ سکتے ہیں۔ نفرت اور قتل و غارت کا جوش ٹھنڈا ہو سکتا ہے، کیونکہ آپ کی باتیں امت کیلئے امن و سلامتی اور محبت کا پیغام ہیں۔

کامیابی والے چند امور کا بیان

باب: ومن الامور النجیحة

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم گمان کرو تو یقین نہ کر لیا کرو اور جب تم حسد کرو تو ظلم نہ کرو اور جب تم بدگلوئی پکڑو تو اپنے کام کو جاری رکھو اور اللہ پر بھروسہ کرو اور جب تم وزن کرو تو جھکتا دیا کرو۔

۲۱۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا ظَنَنْتُمْ فَلَا تَحْقُقُوا. وَإِذَا حَسَدْتُمْ فَلَا تَبْغُوا. وَإِذَا تَكَلَّمْتُمْ فَأَمْضُوا، وَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلُوا. وَإِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجِحُوا)). [الصحيحة: ۳۹۴۲]

تخریج: الصحیحة ۳۹۴۲۔ التمهید لابن عبد البر (۱/ ۱۳۵) بدون السند، الكامل لابن عدی (۳/ ۱۲۲۳) ابن ماجہ (۲۲۲۲) مختصراً بلفظ "إذا وزنتم فأرجحوا"

فوائد: آنجناب ﷺ کے ان ارشادات عالیہ کے مطابق تربیت کر لینے سے ہر مسلمان کی زندگی خوشگوار ہو سکتی ہے۔ آج کل معاشرے میں ہر طرف رسول اللہ ﷺ کے ان فرمودات عالیہ کے خلاف ہی عمل ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے مسلمان طرح طرح کی آزمائشوں کا شکار ہیں۔

اعوذ باللہ کے ساتھ غصہ کے ٹھنڈا ہونے کا بیان
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، جب آدمی کو غصہ آئے، تو وہ اعوذ باللہ کہے، اُس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔

باب: سکون الغضب بالتعوذ
۲۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِذَا غَضِبَ الرَّجُلُ، فَقَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ، سَكَنَ غَضَبُهُ)). [الصحيحة: ۱۳۷۶]

تخریج: الصحیحة ۱۳۷۶۔ تاریخ جرجان للسهمی (ص: ۲۵۳) الكامل لابن عدی (۵/ ۱۸۹۶)
فوائد: کیونکہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور جب انسان تعوذ پڑھتا ہے تو شیطانی اثر دفع ہو جاتا ہے اور غصہ رفع ہو جاتا ہے۔

باب: مسلمان کے ساتھ مصافحہ کی فضیلت

باب: فضل مصافحة المسلم

للمسلم

عبدہ بن ابولبابہ مجاہد سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں، جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو ملے پھر اُس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے تو اُن کی انگلیوں کے درمیان سے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح موسم سرما میں درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ عبدہ کہتے ہیں میں نے مجاہد کو کہا: یہ عمل تو بہت تھوڑا سا ہے۔ مجاہد نے کہا ایسا نہ کہہ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: اے نبی جو کچھ زمین میں ہے وہ سارے کا سارا بھی تو خرچ کر لیتا تو ان کے دلوں کو نہ جوڑ سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان محبت پیدا کر دی۔ عبدہ کہتے ہیں اس سے میں نے

۲۳۔ عَنْ عَبْدِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا: ((إِذَا لَقِيَ الْمُسْلِمُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَصَافَحَهُ، تَنَاقَرَتْ خَطَايَا هُمَا مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِمَا كَمَا يَتَنَاقَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ بِالشِّتَاءِ)) قَالَ عَبْدُهُ: ((فَقُلْتُ مُجَاهِدٍ: إِنَّ هَذَا لَبَسِيرٌ، فَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَا تَقُلْ هَذَا، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ: ﴿لَوْ أَنْفَقْتُ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا آَلَفْتُ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ آَلَفَ بَيْنَهُمْ﴾ [الأنفال: ۶۳])

لَفَعَرَفْتُ فَضْلَ عَلَيْهِ عَلَى غَيْرِهِ)). مجاہد کی فضیلت کو دوسروں پر پہچان لیا۔

[الصحيحة: ۲۰۰۴]

تخریج: الصحيحة ۲۰۰۳۔ تاریخ واسط لبھشل (ص: ۱۷۸)

فوائد: اس حدیث طیبہ سے مصافحہ کی اہمیت و فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اس قدر اجر و ثواب اُسی صورت میں ہو سکتا ہے، جب مصافحہ سنت کے مطابق کیا جائے اور دلائل کی روشنی میں سنت کے مطابق مصافحہ صرف ایک ہاتھ سے کرنا ثابت ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ مجھے ملے اور میں حالت جنابت میں تھا۔ ((فَمَدَّ يَدَهُ إِلَيَّ فَقَبَضْتُ يَدَيْ عَنْهُ)) آپ نے میری طرف ہاتھ بڑھایا اور میں نے آپ سے اپنے ہاتھ کو سیٹھ لیا۔ اور اس طرح لغت کے مشہور امام ابن اثیر رحمہ اللہ مصافحہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ((الْصَّاقُ صَفْحُ الْكَفِّ بِالْكَفِّ)) تھیلی کے اندر والے حصے کو دوسری دوسری تھیلی کے اندر والے حصے سے ملانا مصافحہ ہے۔ نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جس روایت سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ مصافحہ کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے، وہ آئمہ احناف کے مطابق بھی ملاقات کے عام مصافحہ کا واقعہ نہیں بلکہ آپ نے بوقت تعلیم اہتمام و تاکید کے لیے اُن کی تھیلی کو اپنی دونوں تھیلیوں کے درمیان رکھا تھا۔

میت کی طرف سے حج کرنے کا بیان

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بے شک ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اُس نے حج نہیں کیا، کیا میں اُس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا: کیا خیال ہے تیرا؟ اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا، تو اُس کو اُس کی طرف سے ادا کرتا؟ اُس نے کہا ہاں! پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے باپ کی طرف سے حج کر۔

تخریج: الصحيحة ۳۰۴۷۔ ابن حبان (۳۹۸۱) طبرانی (۱۲۳۳۲) طحاوی فی المشکل (۲۲۱/۳)

باب: صلہ رحمی کا حکم

اُس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: بلاشبہ نبی ﷺ نے اپنی بیماری کے ایام میں کہا، رحم کے رشتوں کو توڑنے سے بچو۔ رحم کے رشتوں کو توڑنے سے بچو۔

باب: الامر بصلۃ الارحام

۲۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ فِي مَرَضِهِ: ((ارْحَمُوا أَرْحَامَكُمْ)).

[الصحيحة: ۱۵۳۸، ۷۳۳۶]

تخریج: الصحيحة ۱۵۳۸، ۷۳۳۶۔ صحیح ابن حبان (۳۳۶) المجلس ۸۲ من الامالی للعراقی

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، تم رحم کرو، تم پر رحم کیا جائے گا اور معاف کرو، اللہ تمہیں معاف کرے گا۔ اُن

۲۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ ((ارْحَمُوا تُرْحَمُوا، وَاعْفِرُوا مَرْفُوعًا:))

کے لیے ہلاکت ہے، جو بات سنتے ہیں سمجھتے نہیں (یعنی سنی ان سنی کر دیتے ہیں) اور اصرار کرنے والوں کے لیے بھی ہلاکت ہے، جو جاننے کے باوجود گناہ پر اصرار کرتے ہیں۔

يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ، وَوَيْلٌ لِّلْمُصْرِئِينَ الَّذِينَ يُصِرُّونَ عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ)) [الصحيحة: ۴۸۲]

تخریج: الصحيحة ۴۸۲۔ الادب المفرد (۳۸۰) احمد (۲/ ۱۶۵-۲۱۹) عبد بن حمید (۳۲۰)

فوائد: رحم دلی اور معاف کرنا یہ دونوں عظیم عمل ہیں، اللہ تعالیٰ رحم دلی اور معاف کرنے سے سنگین معاملات کی پیچیدگیاں بھی معاف فرما دیتے ہیں اور اگر رحم دلی اور معافی کا جذبہ ختم ہو جائے تو معاملات بگڑ جاتے ہیں، اس حدیث میں رحم دلی اور معاف کرنے والے لوگوں کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے لوگ ہی اللہ کی رحمت اور بخشش کے مستحق ٹھہرتے ہیں جو اُس کے بندوں کے ساتھ رحم اور معافی والا معاملہ کریں اور جو لوگ ہٹ دھرم اور اپنے مذموم موقف پر اڑ جاتے ہیں اُن کو جہنم کی وادی ویل کی وعید سنائی گئی ہے۔ قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ہٹ دھرم خدی شخص سے محبت نہیں کرتا۔

باب الترغيب يا احسان الارقاء

غلاموں کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان
یزید بن جاریہؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں نبی ﷺ نے حجة الوداع کے موقع پر تین مرتبہ ارشاد فرمایا: اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔ جیسا کھانا تم کھاتے ہو، ویسا اُن کو کھلاؤ، جیسا تم پہنتے ہو، ویسا اُن کو پہناؤ اگر وہ ایسا گناہ کریں کہ تم اُس کو معاف نہیں کرنا چاہتے تو اللہ کے بندوں کو بیچ دو اور اُن کو عذاب نہ دو۔

۲۷۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((ارْقَاءُكُمْ ارْقَاءُكُمْ، ارْقَاءُكُمْ، اَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَاْكُلُونَ، وَاسْكُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ، فَاِنْ جَاؤُوا بِذَنْبٍ لَا تُرِيدُونَ اَنْ تَغْفِرُوهُ، فَيَعْمُوا عِبَادَ اللَّهِ وَلَا تُعَذِّبُوهُمْ)).

تخریج: الصحيحة ۷۴۰۔ احمد (۳/ ۳۶-۳۵) طبرانی (۲۲/ ۲۳۲) عبد الرزاق (۱۷۳۵) ابن سعد (۳/ ۳۷۷)

تحريم المباشرة في ادبار النساء

عورتوں کی دہریوں کی مباشرت کرنے کی حرمت کا بیان
عمرؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرم کرو، اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتے۔ عورتوں کی پیٹھوں میں مباشرت نہ کرو۔

۲۸۔ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اسْتَحْيُوا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، لَا تَاْتُوا النِّسَاءَ فِيْ ادْبَارِهِنَّ)). [الصحيحة: ۳۳۷۷]

تخریج: الصحيحة ۳۳۷۷۔ نسائی فی الکبریٰ (۹۰۰۹) مسند البزار (البحر الزخار: ۳۳۹) مسند ابی یعلیٰ (الکبیر: ۷۷۹)

فوائد: فطرت کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جائز اور حلال جگہ صحبت و مباشرت کرنی چاہیے۔ دوران حیض غلبہ ہوں پرستی کے پیش نظر دیر میں دخول کرنا حد درجہ حیوانیت اور گناہ ہے بلکہ سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَلْعُومٌ مَنْ أَتَى امْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا)) ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص عورت سے اس کی دیر میں دخول کرے وہ لعنتی ہے۔“ سیدنا حضرت خزیمہؓ

رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ((اَيُّهَا النِّسَاءُ فِيْ اَذْبَارِهِنَّ حَرَامٌ)) عورتوں کی پاخانہ والی جگہ میں جماع کرنا حرام ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ ایسے آدمی کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا جس نے کسی مرد یا عورت سے دبر میں بدفعلی کی۔ مگر افسوس کہ فاشی و عریانی نے انسانیت کو درندوں سے زیادہ بد خو اس اور شہوانی جذبات کا مریض بنا دیا ہے کہ وہ اس قدر مذموم و ملعون کام کرتے ہوئے بھی کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔ اعاذنا اللہ منہ

نری کی ترغیب کا بیان

باب الحَضُّ عَلَى سَمَاحَةِ

۲۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: ((اَسْمَحُ يُسْمَحُ)) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو نرمی کر، تیرے لیے بھی نرمی کی جائے گی۔ [الصحيحه: ۱۴۵۶]

تخریج: الصحيحه ۱۳۵۶۔ احمد (۲۳۸/۱) محمد بن سليمان الرمي في "جزء من حديثه" (۲/۲۱۲) تاريخ دمشق (۲۰۳/۲۶)

چھ چیزوں کی حفاظت جنت کی ضمانت

ضمانه سِتة ضمانه للجنة

۳۰۔ عَنْ عِبَادَةَ مَرْفُوعًا: ((اَضْمِنُوا لِي سِتًّا مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَضْمِنُ لَكُمْ الْجَنَّةَ اَصْدُقُوا اِذَا حَدَّثْتُمْ وَاَوْفُوا اِذَا وَعَدْتُمْ وَاَدُّوا اِذَا اتَّيَمَنْتُمْ، وَاَحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ وَغَضُّوا ابْصَارَكُمْ، وَكُفُّوا اَيْدِيَكُمْ))۔ [الصحيحه: ۱۴۷۰]

عبادہ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی طرف سے مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (۱) جب بات کرو تو سچ بولو۔ (۲) جب وعدہ کرو تو پورا کرو۔ (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرو۔ (۴) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ (۵) اپنی آنکھوں کو نیچا رکھو۔ (۶) اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔

تخریج: الصحيحه ۱۳۷۰۔ ابن خزيمة في حديث علي بن حجر (۹۱) ابن حبان (۲۷۱) (احمد (۲۲۳/۵) حاکم (۳/۳۵۸-۳۵۹)

جائز امور میں والد کی اطاعت ضروری ہے

اطاعة الوالد واجبة في الامور المباحة

۳۱۔ عَنْ حَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ۔ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔ قَالَ: ((كَانَتْ تَحْبِي امْرَأَةً اجْبَهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا، فَقَالَ عُمَرُ طَلِّقْهَا فَأَتَيْتُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ فَقَالَ: ((اطِيعْ أَبَاكَ وَطَلِّقْهَا))۔ [الصحيحه: ۹۱۹]

حمزہ اپنے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میری ایک بیوی تھی، میں اُس سے محبت کرتا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ اُس سے نفرت کرتے تھے۔ میرے باپ عمر نے کہا اس کو طلاق دے دے۔ میں نے انکار کر دیا، تو انہوں نے یہ بات نبی ﷺ کو بتائی۔ تو آپ نے فرمایا: اپنے باپ کی فرمانبرداری کر اور اس کو طلاق دے دے۔

تخریج: الصحيحه ۹۱۹۔ ابو داود (۵۱۳۸) ترمذی (۱۱۸۹) ابن ماجہ (۲۰۸۸) احمد (۲/۳۲-۵۳)

فوائد: اگر بہو واقعہ بے دین یا بد عمل ہے اور سر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح بائمل اور دیندار ہے، تو سسر اپنے بیٹے کو اُس کی طلاق کا

کہہ سکتا ہے اور بیٹے کو بھی تعمیل ارشاد میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ بے دین خاتون سے خیر کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اور اگر بہو دین کی پابند اور حدود اللہ کی پاسداری کرنے والی ہو تو معمولی رنجش یا تنازعہ کی بنیاد پر اُس کی طلاق کا مطالبہ کرنا قطعاً جائز نہیں اور ہمارے ہاں عموماً ضد، ہٹ دھری اور مقابلہ بازی میں ہی ایسی باتیں کی اور کہی جاتی ہیں اور سر صاحب معمولی سی بات پر بہو کی طلاق کو اپنی عزت کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ مثلاً جھگڑا سر کا بہو کے خاندان میں سے کسی دوسرے شخص سے ہوتا ہے مگر وہ اپنے بیٹے کو کہہ دیتا ہے کہ اس کو طلاق دے دو ورنہ میری عزت نہیں بچتی۔ ایسی جساتیں قطعاً نہیں ہونی چاہئیں.....!! آخر وہ بھی تو کسی کی بیٹی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی وصیت کا بیان

باب من وصیة رسول اللہ ﷺ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہ معاذ بن جبل نے سفر کا ارادہ کیا، اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے وصیت فرمائیں، آپ نے فرمایا: تو اللہ کی عبادت کر، اور اُس کے ساتھ کچھ شرک نہ کر۔ انہوں نے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اور وصیت فرمائیں۔ آپ نے کہا: جب تو برائی کرے تو فوراً نیکی کر، کہا اے اللہ کے نبی ﷺ مزید وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ثابت قدم رہ اور تو اپنے اخلاق کو اچھا کر۔

۳۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: ((أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَرَادَ سَفَرًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْصِنِي، قَالَ: ((اعْبُدِ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا، قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ زِدْنِي. قَالَ: إِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ، قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ زِدْنِي، قَالَ: اسْتَقِمْ، وَتَحْسِنْ خُلُقَكَ)). [الصحيحہ: ۱۲۲۸]

تخریج: الصحيحہ ۱۲۲۸۔ ابن حبان (۵۲۳) حاکم (۲۳۳/۳) طبرانی فی الاوسط (۸۷۳۲) وفی الکبیر (۳۰/۲۰)

رشتہ داری جوڑنے کی اہمیت کا بیان

أهمية بصلة الارحام

اسحاق بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا: کہ میں ابن عباس کے پاس تھا، تو اُن کے پاس ایک آدمی آیا، آپ نے اُس سے پوچھا تو کون ہے؟ اُس نے دور کی رشتہ داری کا تعلق بیان کیا، تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اُس سے نرمی سے بات کی اور کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: تم اپنی رشتہ داری کو بچانو پھر تم صلہ رحمی کرو گے۔ کیونکہ رشتے کا قرب بے فائدہ ہے۔ جب اُسے کاٹ دیا جائے۔ اگرچہ وہ بہت قریبی ہے۔ رشتہ داری میں کوئی دوری نہیں جب اُسے ملایا جائے۔ اگرچہ وہ بہت دور کی رشتہ داری ہو۔

۳۳۔ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: فَمَتَّ لَهٗ بِرَحِمٍ بَعِيدَةٍ، فَلَا لَهٗ الْقَوْلُ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اعْرِفُوا أَنْسَابَكُمْ تَصِلُوا أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّهُ لَا قُرْبَ بِالرَّحِمِ إِذَا قُطِعَتْ وَإِنْ كَانَتْ قَرِيبَةً، وَلَا بَعْدَ بِهَا إِذَا وُصِلَتْ وَإِنْ كَانَتْ بَعِيدَةً)). [الصحيحہ: ۲۷۷]

تخریج: الصحيحہ ۲۷۷۔ ابو داود الطیالسی (۲۷۵۷) حاکم (۱۲۱/۳) سمعانی فی الانساب (۲۱/۱) الادب المفرد (۷۳) موقوفاً علی ابن عباس۔

فوائد: حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کو اپنے حسب و نسب، برادری اور رشتے داری کا علم ہونا چاہیے، اس سے صلہ رحمی کی فضا ہموار ہوتی ہے اور خاندانی لوگ ہمیشہ اپنے عزیز رشتہ داروں کے ساتھ خیر خواہی اور صلہ رحمی والا معاملہ ہی کرتے ہیں۔ اپنی برادری، رشتہ داری اور قرابت کا بھی خیال نہ رکھنا اعلیٰ ظرف لوگوں کا شیوہ نہیں۔ اچھے لوگ کسی معزز رشتے دار کے چل کر آ جانے سے ہی دل صاف کر لیتے ہیں۔

خادم کو ایک دن میں ستر مرتبہ معاف کرنے کا بیان

عباس بن جلید حمیری سے مروی ہے، انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے، ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا، اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم خادم سے کتنی بار درگزر کریں؟ پس آپ خاموش رہے، پھر اُس نے یہ جملہ دہرایا، آپ پھر خاموش رہے، جب اُس نے تیسری مرتبہ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو ہر دن میں ستر مرتبہ درگزر کرو۔

عفو الخادم سبعین مرة فی اليوم

۳۴۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ جَلِيدٍ الْحَمِيرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَمْ نَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ؟ فَصَمَّتْ، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ، فَصَمَّتْ، فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ، قَالَ: ((أَعْفُوا عَنْهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً)).

[الصحيحه: ۴۸۸]

تخریج: الصحيحه ۳۸۸۔ ابو داود (۵۱۶۳) ترمذی (۱۹۳۹) احمد (۱۱۱/۲)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنے ملازمین پر سختی نہیں کرنی چاہیے بلکہ جو لوگ ہمہ وقت خدمت میں مصروف رہتے ہیں اگر اُن سے کی بیشی ہو جائے تو اُن سے صرف نظر کیا جائے۔ نیز جب غلام اور ملازم سے بار بار درگزر کا حکم ہے تو رحم کے رشتے اور قریبی عزیز تو معافی اور درگزر کے اور زیادہ مستحق ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی وصیتوں میں سے

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے انھیں ایک قوم کی طرف بھیجا۔ انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے وصیت کیجئے، آپ نے فرمایا: سلام کو عام کر، اور کھانا کھلا اور اللہ سے حیاء کر جتنی تو اپنے گھر کے آدمی سے حیاء کرتا ہے۔ اور جب تو گناہ کرے تو فوراً نیکی کر اور جتنی تجھ میں طاقت ہے اپنے اخلاق کو سنوار کر رکھ۔

باب من وصایا رسول اللہ ﷺ

۳۵۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى قَوْمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَوْصِنِي؟ قَالَ: ((أَفِشِ السَّلَامَ وَابْدُلِ الطَّعَامَ، وَاسْتَحْيِ مِنَ اللَّهِ اسْتِحْيَاءَ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِكَ. وَإِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ، وَلْتَحْسِنْ خُلُقَكَ مَا اسْتَطَعْتَ)).

[الصحيحه: ۳۵۵۹]

تخریج: الصحيحه ۳۵۵۹۔ ابن نصر المروزی فی الایمان (۱/۲۲۶) البزار (کشف الاستار: ۲۱۷۲) (البحر الزخار: ۲۶۳۲)

اپنے بھائی کو خوش کرنا افضل اعمال میں سے ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، تو اپنے مومن بھائی کو خوش

ادخال السرور علی أخیه افضل الاعمال

۳۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعًا: ((أَفْضَلُ

الاعمال ان تدخل على اخيك المؤمن سرورا، او تقضى عنه ديناً او تطعمه خبزاً)). [الصحيحة: ۱۴۹۴]

کرے یا اُس کا قرض ادا کر دے یا اُس کو روٹی کھلا دے تو یہ افضل اعمال میں سے ہے۔

تخریج: الصحيحة ۱۴۹۳۔ ابن ابی الدنيا فی قضاء الحوائج (۱۱۰) دیلمی (۱/ ۱۲۳)

فوائد: جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز، جہاد اور دیگر عبادات کو افضل اعمال قرار دیا ہے، وہاں مسلمان بھائی کو خوش کرنا بھی افضل عمل قرار دیا ہے اور اسی طرح کسی بے بس مقروض کا قرض ادا کرنا یا بھوکے کو کھانا کھلانا وغیرہ یہ بھی افضل اعمال ہیں۔ مگر ہمارے معاشرہ میں عجیب تفریق ہے جو لوگ عبادات میں افضل اعمال کرتے ہیں وہ اخلاقیات میں افضل اعمال کرنے کی سعادت سے محروم ہوتے ہیں۔ جبکہ دین کا خلاصہ و لفظوں میں یہی ہے کہ اللہ کی عبادت کی جائے اور اُس کے بندوں کے ساتھ شفقت کی جائے۔

افضل الصدقة اصلاح ذات البین
۳۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعًا: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ)).

افضل ترین صدقہ آپس میں صلح کروانا
عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، آپس میں صلح کروانا افضل ترین صدقہ ہے۔

[الصحيحة: ۲۶۳۹]

تخریج: الصحيحة ۲۶۳۹۔ عبد بن حمید (۳۳۵) البزار (الکشف: ۲۰۵۹) طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۱۳) تاریخ کبیر بخاری (۲۵۹/ ۳)

فوائد: جب صلح افضل صدقہ ہے تو یقیناً اس کا اجر و ثواب بھی عام مالی صدقات سے زیادہ ہوگا۔ ایک حدیث میں تو آنجناب ﷺ نے صلح کی فضیلت بیان کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صلح پر راتوں کے قیام اور دنوں کے روزوں سے بھی زیادہ ثواب عطا فرماتے ہیں۔

غیبت کے حرام ہونے کا بیان

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، عرب لوگ سفر میں آپس میں ایک دوسرے کی خدمت کیا کرتے تھے، اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک آدمی تھا جو ان دنوں کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ دنوں سو کر بیدار ہوئے تو خادم نے اُن کے لیے کھانا تیار نہ کیا۔ اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی کو کہا یہ خادم تمہارے نبی کی نیند کی موافقت کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: تمہارے گھر کی نیند کی موافقت کرتا ہے۔ دونوں نے اُس کو بیدار کیا اور کہا: تو رسول اللہ ﷺ کے پاس جا اور آپ کو کہہ ابو بکر و عمر آپ کو سلام کہتے ہیں

باب تحریم الغیبة

۳۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتْ الْعَرَبُ تَخْدِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فِي الْأَسْفَارِ، وَكَانَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ رَجُلٌ يَخْدِمُهُمَا، فَنَامَا، فَاسْتَيْقَظَا، وَلَمْ يَهَيَّءْ لَهُمَا طَعَامًا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: إِنَّ هَذَا الْيَوَائِمَ نَوْمَ نَبِيِّكُمْ ﷺ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَيَوَائِمَ نَوْمَ بَيْنِكُمْ) فَاسْتَيْقَظَا فَقَالَا: أَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَا: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يُقَرِّبَانِكَ السَّلَامَ، وَهُمَا يَسْتَأْذِمَانِكَ، فَقَالَ: ((أَقْرِئُهُمَا السَّلَامَ،

اور وہ آپ سے سالن مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میری طرف سے اُن دونوں کو سلام کہنا، اور اُن کو بتلا دے تم دونوں نے سالن چکھ لیا ہے۔ پس ابوبکر و عمر یہ سن کر گھبرا گئے اور نبی کے پاس آئے۔ اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ کی طرف سالن لینے کے لئے بھیجا تھا اور آپ نے کہا: کہ تم دونوں نے سالن چکھ لیا ہے، کس چیز کا ہم نے سالن چکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنے بھائی کے گوشت کا اور قسم ہے مجھے ایسی ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اُس کا گوشت تمہاری کچلیوں کے درمیان دیکھ رہا ہوں۔ ابوبکر و عمر نے کہا: ہمارے لیے بخشش طلب فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: وہ خادم ہی تمہارے لئے بخشش طلب کرے گا۔

وَأَخْبَرُهُمَا أَنَّهُمَا قَدْ اتَّخَذَا)) فَقَرَعَا، فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! بَعَثْنَا إِلَيْكَ نَسْتَأْذِنُكَ، فَقُلْتَ: قَدْ اتَّخَذْنَا. فَبَيَّ شَيْءٍ اتَّخَذْنَا؟ قَالَ: ((يَلْعَنُ أَحْيَاكُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَا أَرَى لَحْمَهُ بَيْنَ أُنْيَابِكُمَا)) قَالَ: فَاسْتَغْفِرْنَا، قَالَ: ((هُوَ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ)).

[الصحيحه: ۲۶۰۸]

تخریج: الصحيحه ۲۶۰۸ خرائطی فی مساوی الاخلاق (۱۸۸) الضیاء المقدسی فی المختارة (۱۶۹۷)

فوائد: اس حدیث سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے متعلق کس قدر احتیاط سے بات کرنی چاہیے تاکہ کسی لفظ سے اُس کی دل آزاری ہو نہ حقارت کا پہلو نکلے۔ اور اُن احباب کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے جن کی زبانیں ہمہ وقت مسلمان بھائیوں کے خون چسوتی ہیں اور وہ ہر لحظہ ایک دوسرے پر کچھڑا اچھالنے میں مصروف رہتے ہیں۔ یاد رہے! غیبت کا مطلب ہے کہ اپنی مسلمان بھائی کے وہ معاملات بیان کرنا کہ جو اگر اُس کی موجودگی میں بیان کئے جائیں تو وہ انہیں پسند نہ کرے۔ اس سے غرض فساد ہو یا نہ ہو اور چغل خوری میں غرض لوگوں میں فساد ڈالنا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے چغل خوری غیبت سے زیادہ مذموم فعل ہے۔

اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان

فضل الحسن الخلق

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے مکمل وہ ہیں جو اُن میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔ جو اپنے کندھوں کو بچھا کر رکھتے ہیں جو محبت کرتے ہیں اور اُن سے محبت کی جاتی ہے اور ایسے شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ محبت کرے اور نہ اُس سے محبت کی جائے۔

۳۹۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ مَرْفُوعًا: ((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ اخْلَاقًا، الْمُؤْطَرُونَ اكْتَنَافًا، الْكَلْبَنَ بِالْقَوْنِ وَيُؤْلَفُونَ، وَلَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ)).

[الصحيحه: ۷۵۱]

تخریج: الصحيحه ۷۵۱۔ طبرانی فی الاوسط (۳۴۱۹) و الصغیر (۲۱۸/۱) و ابونعیم فی اخبار اصہبان (۶۷/۲)

فوائد: اپنے قول و عمل اور کردار سے شفقت و محبت کی راہیں ہموار کرنی چاہئیں، وہی لوگ خیر و برکت اور بھلائی کے حقدار ٹھہرتے ہیں جو نرم خور اور اُنس و پیار کرنے والے ہوتے ہیں۔ اعلیٰ ظرف اور نیک سیرت جہاں کہیں بھی رہیں، پیار محبت کی فضا کو قائم رکھتے

ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں پر مہربان ہوتے ہیں جو اُس کی مخلوق سے مہربانی والا سلوک کرتے ہیں۔ خلقِ خدا پر خُلق کرنے والے اور نافرتمیں پھیلانے والے اللہ تعالیٰ کی شفقت سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔

باب: في حسن الخلق والعشرة

۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخَيْرًاكُمْ لِنِسَائِهِمْ)). [الصحيحہ: ۲۸۴]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں سے ایمان کے اعتبار سے اکمل وہ ہیں جو ان میں سے اخلاق کے اعتبار سے بہتر عہدہ ہیں اور جو اپنی عورتوں کیلئے بہتر ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۳۔ ترمذی (۱۱۶۲) احمد (۲/ ۳۵۰، ۳۷۲) و ابوداود (۳۶۸۲) مختصراً

فوائد: کلمہ پڑھ کر بااخلاق بننے سے ہی آدمی مومن بنتا ہے، اخلاقیات کے بغیر محض عبادات سے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی، پھر اسی طرح اس حدیث شریف میں اُس شخص کو بہترین قرار دیا گیا ہے جو اپنی اہلیہ سے حسن سلوک کرے۔ اُس کے نیک اور اچھے جذبات کی قدر کرتے ہوئے اُس کو عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا جو شوہر اپنی اہلیہ پر ناجائز سختی کرتا ہے یا اُس کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت برتتا ہے وہ بدترین شخص ہے۔ یاد رہے! ہر شخص یہی پسند کرتا ہے کہ میرا داماد اور بہنوئی میری بیٹی اور بہن کے ساتھ حسن سلوک کرے، اگر اُس سے کمی بیشی ہو جائے تو اُسے معاف کر دے۔ تو آپ بھی یاد رکھیں، آپ کی بیوی بھی کسی کی بیٹی یا بہن ہے!

تحریم النار علی کل قریب هین

قریب کرنے والے آسانی کرنے والے اور نرمی

سهل

سہل
 ۴۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا أَخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ، أَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ؟ عَلَى كُلِّ قَرِيبٍ سَهْلٌ)). [الصحيحہ: ۹۳۸]

تخريج: الصحيحة ٩٣٨- ترمذی (٢٣٨٨) احمد (٢١٥/١) ابن حبان (٣٤٠) مكارم الاخلاق (ص: ٢٣١١)

فوائد: حضرت نبی کریم ﷺ نے بڑی تاکید سے بلیغانہ انداز میں ایسے لوگوں کو جہنم سے دوری کی بشارت سنائی ہے جو لوگوں کو قریب کرنے والے، اُن پر آسانیاں کرنے والے اور اُن کو سہولتیں دینے والے ہوتے ہیں۔ اگر آج خوش طبعی، ملنساری، لطافت و شفقت، رحم و کرم اور آسانی و نرمی کرنے سے جہنم کی ہولناک آگ حرام ہو جائے تو خسارے کا سودا نہیں بلکہ نفع ہی نفع ہے۔ ورنہ مخلوق خدا برا تاجاز سختیاں مسلط کرنے والے لوگوں کے لیے ہی جہنم تیار کی گئی ہے۔

فضل اصلاح بين الناس

۴۲۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ مَرْفُوعًا: **فَضْلُ إِصْلَاحِ بَيْنِ النَّاسِ** لَوْغُولُ كَعْدِ دَرْمِيَانِ صَلَاحُ كِرْوَانِ كِي فَضِيَّاتِ كَا بِيَانِ

کیا میں تجھے ایسا صدقہ نہ بتاؤں کہ اللہ اُس مصرف کو بہت پسند کرتے ہیں؟ تو لوگوں کے درمیان صلح کروائے۔ یہ ایسا صدقہ ہے کہ اللہ اس مصرف کو پسند کرتے ہیں۔

((الَا اَذْلَكَ عَلَى صَدَقَةٍ يُحِبُّ اللَّهُ مَوْضِعَهَا؟ تُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ يُحِبُّ اللَّهُ مَوْضِعَهَا)). [الصحيحه: ۶۶۴۴]

تخریج: الصحيحه ۲۶۴۳۔ الاصبهانی فی الترغیب (۱۷۹) طبرانی (۳۹۲۲) طیالسی (۵۹۸) شعب الایمان (۱۱۰۹۳)

فوائد: صلح پسند شخص کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔ کسی کے ساتھ خود صلح کرنا یا کسی دوسرے مسلمان بھائی کی صلح کروانا بہت بڑا نیک عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں صلح کروانے کو محبوب صدقہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر ہمیشہ فضل و کرم فرماتا ہے جو فریقین کے مابین صلح کا خواہش مند ہوتا ہے۔ صلح کروانے کی ترغیب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتُلُوا فَاصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾ مومنوں کے دو گروہ اگر آپس میں لڑ پڑیں تو اُن دونوں کے درمیان لازماً اور فوراً صلح کروادو۔ ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ مومن ہی آپس میں بھائی بھائی ہیں، اپنے بھائیوں کے درمیان فوراً صلح کروایا کرو۔ ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے درمیان صلح صفا کی رکھو۔ ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ معاملہ کس قدر حساس کیوں نہ ہو، صلح ہی بہتر ہے۔ ان آیات مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے صلح کی اہمیت و فضیلت کو بیان فرمایا کہ اگر مسلمان آپس میں لڑ پڑیں تو اُن کی باہم صلح کروادینی چاہیے۔ کسی کو لڑتے دیکھ کر گونگا شیطان بنا درست نہیں اور اس قدر واضح نصوص اور اوامر کے باوجود بھی اگر فریقین صلح پر آمادہ نہ ہوں تو پھر اُن کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ کینہ پرور، بغض و حسد اور نفرت رکھنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے۔

باب الحَضِّ بِامْسَاكِ الْغَضَبِ

غصہ کو روکنے کی ترغیب کا بیان

انس ﷺ سے مروی ہے، بے شک نبی ﷺ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو پتھر اٹھا رہے تھے، آپ نے فرمایا: یہ لوگ کیا کرتے ہیں، لوگوں نے کہا: وہ اپنے جسموں کو مضبوط کرنے کے لیے پتھر اٹھاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے کہا: کیا میں تمہیں ایسا شخص نہ بتاؤں، جو اس سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ وہ شخص جو غصے کے وقت اپنے نفس پر کنٹرول رکھتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے، جو کشتی کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ فلاں پہلوان ہے، جو ہر ایک کو پچھاڑ دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا شخص نہ بتاؤں، جو اس سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ وہ آدمی جس پر کسی شخص نے زیادتی کی اور اُس نے

۴۳۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَوْمٍ يَرْفَعُونَ حِجْرًا، فَقَالَ: ((مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟)) فَقَالُوا: يَرْفَعُونَ حِجْرًا يُرِيدُونَ الشِّدَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَفَلَا أَدْلَكُمُ عَلَى مَا هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ؟ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)) وَفِي رَوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَوْمٍ يَضْطَرِّعُونَ، فَقَالَ: ((مَا هَذَا؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا فُلَانُ الصَّرِيْعُ، مَا يَصَارِعُ أَحَدًا إِلَّا صَرَعه، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الَا أَدْلَكُمُ عَلَى مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ؟ رَجُلٌ ظَلَمَهُ رَجُلٌ، فَكَظَمَ غَيْظَهُ، فَعَلَبَهُ، وَغَلَبَ شَيْطَانَهُ، وَغَلَبَ شَيْطَانُ صَاحِبِهِ)).

اپنے غصے کو پی لیا۔ پس وہ اس پر غالب آ گیا اور اپنے شیطان پر غالب آ گیا اور اپنے ساتھی کے شیطان پر غالب آ گیا۔ یعنی اُس نے تیوں کو بچھاڑ دیا۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۹۵۔ البزار (۲۰۵۳/۲۰۵۴)

فوائد: اسلام اُس کو بہادر، جرأت مند، دلیر اور طاقتور پہلوان کہتا ہے جس میں غصہ پر قابو پانے کی مکمل ہمت ہو۔ اچھی خوراک اور ورزش سے جسم موٹا تازہ تو ہو سکتا ہے، دنیا والے تو اُس کو پہلوان اور طاقتور تسلیم کر لیں گے مگر دین کی روح سے طاقتور پہلوان وہی ہوگا جو جذبات پر قابو رکھتے ہوئے اپنے غصے کو پی جائے۔ آپ نے فرمایا: غصہ پی جانے والا شخص اتنا بڑا طاقتور پہلوان ہے کہ اُس نے بیک وقت اپنے مد مقابل، اپنے شیطان، اپنے مد مقابل کے شیطان، تیوں کو شکست دے دی۔

جنتی اور جہنمیوں کا بیان

عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: خبردار! میرے رب نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تم کو سکھاؤں، جو تم نہیں جانتے اُن باتوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آج کے دن مجھ کو سکھائیں، ہر وہ مال جو میں نے بندے کو دیا ہے، وہ حلال ہے، اور بلاشبہ میں نے اپنے سب بندوں کو یکسو خالص مسلمان بنایا ہے۔ لیکن اُن کے پاس شیطان آئے انہوں نے اُن کو اُن کے دین سے دور کر دیا۔ جو میں نے اُن کے لئے حلال کیا تھا، انہوں نے اُن پر حرام کر دیا۔ اور اُن کو حکم دیا ہے کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں جس کی کوئی دلیل نازل نہیں کی گئی۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف جھانکا تو عرب و عجم سمیت تمام کو گناہگار پایا۔ سوائے اُن لوگوں کے جو اہل کتاب میں سے باقی تھے اور اللہ نے کہا میں نے تمہیں اس لیے بھیجا ہے کہ تجھ کو آزماؤں اور تیرے ذریعے لوگوں کو آزماؤں۔ میں نے تجھ پر ایسی کتاب اتاری ہے، جس کو پانی نہیں دھو سکتا، تو اُس کو سوتے اور جاگتے پڑھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں قریش کو جلا دوں، میں نے کہا اے میرے پروردگار وہ تو میرا سر پھوڑ ڈالیں گے، اور اُس کو ردی کی

باب من اهل الجنة و اهل النار

۴۴۔ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي خُطْبَتِهِ: ((أَلَا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ أَعْلِمَكُم مَّا جَهِلْتُمْ وَمِمَّا عَلَّمَنِي يَوْمِي هَذَا، كُلُّ مَالٍ نَحَلْنَاهُ عَبْدًا حَلَالًا، وَلَكِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمْ الشَّيَاطِينُ فَأَجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ، وَحَرَمَتْ عَلَيْهِمْ مِمَّا حَلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا، وَإِنَّ اللَّهَ نَكَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَقَّتَهُمْ، عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ، إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ. وَقَالَ: إِنَّمَا بَعَثْتُ لِرَبِّكَ وَابْتَلَيْ بِكَ، وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغَيِّرُهُ الْمَاءُ، وَتَقْرُوه نَائِمًا وَيَقْظَان، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أُحَرِّقَ قُرَيْشًا، فَقُلْتُ: رَبِّ! إِذَا يَلْغُوا رَأْسِي، فَيَدْعُوهُ حُجْرَةً قَالَ: اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اسْتَخْرِجُوكَ وَاغْرُهم نُفْرَكَ، وَأَنْفِقْ فَسَنَفِقُ عَلَيْكَ، وَأَبْعَثْ جَبِشًا نَبْعَثُ خُمْسَةَ مِثْلَهُ، وَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مِنْ عَصَاكَ، قَالَ: وَأَهْلُ

طرح کلڑے بنا کر چھوڑیں گے۔ اللہ نے فرمایا: تو اُن کو نکال دے جس طرح انہوں نے تجھے نکالا اور اُن سے جہاد کر ہم تیری مدد کریں گے اور تو خرچ کرتھ پر خرچ کیا جائے گا اور تو لشکر بھیج ہم بھی اسی طرح کے لشکر بھیجیں گے اور اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ مل کر اپنے نافرمانوں سے لڑ۔ اور جنت والے تین طرح کے لوگ ہیں، (۱) منصف صاحب اقتدار، جو صدقہ کرنے والا اور نیک کاموں کی توفیق دیا گیا ہے۔ (۲) ہر قریبی رشتہ دار اور مسلمان سے نرمی کرنے والا (رحم دل)۔ (۳) پاک دامن، باوجود اہل و عیال کے مانگنے سے بچنے والا۔ اور دوزخ والے پانچ طرح کے لوگ ہیں۔ (۱) وہ کمزور شخص کہ جس کو بری بات سے بچنے کی توفیق نہیں۔ وہ تم میں فرمانبردار ہے، نہ وہ گھر بار چاہتے ہیں نہ ہی مال۔ (۲) وہ خائن جس کے لیے لالچ پوشیدہ نہیں، جب اُس کو کسی معمولی سی چیز کی خیانت کرنے کا موقع ملے تو وہ خیانت کرے۔ (۳) وہ آدمی جو صبح شام تیرے ساتھ تیرے گھر بار اور مال کے بارے میں دھوکہ کرے۔ (۴) پھر آپ نے بخل یا جھوٹ کا ذکر کیا (۵) اور فحش گالیاں ٹکانے والے شخص کا ذکر کیا۔ اور آپ نے فرمایا: اللہ نے میری طرف وحی کی ہے یہ کہ تم عاجزی کرو۔ آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرو اور نہ ہی زیادتی۔

الْحَبَّةُ ثَلَاثَةٌ: ذُو سُلْطَانٍ مُّقْسِطٌ مُّتَصَدِّقٌ مُّوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَّحِيمٌ رَفِيقُ الْقُلُوبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ [مُتَصَدِّقٌ] ذُو عِيَالٍ. قَالَ: وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ: الْضَّعِيفُ الَّذِي لَا زَبْرَ لَهُ الَّذِي هُمْ فِيكُمْ تَبَعًا لَا يَتَّبِعُونَ أَهْلًا وَلَا مَالًا وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفَى لَهُ طَمَعٌ. وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَائِنَهُ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمَسِي إِلَّا وَهُوَ يَخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ أَوِ الْكُذْبَ. وَالشَّنْظِيرَ الْفَقَاحَ، وَإِنَّ اللَّهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ وَلَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ)). [الصحيحہ: ۳۵۹۹]

تخریج: الصحيحہ ۳۵۹۹۔ مسلم (۲۸۶۵) نسائی فی الکبریٰ (۸۰۷۰) مسند احمد (۳/ ۳۲۲۱۶۲) عبد الرزاق (۲۰۰۸۸) **فوائد:** دنیا کی زندگی اس لحاظ سے بھی بہت قیمتی ہے کہ اُسی کی بنیاد پر قیامت کے روز لوگوں کو فیل اور پاس کیا جائے گا، روز قیامت کامیابی و ناکامی کا معیار یہی زندگی ٹھہرے گی اور پھر یہ زندگی ایک بار ہی ملتی ہے۔ جو ہمیں مل چکی ہے اور وہ تیزی سے گزر رہی ہے۔ اس حدیث طیبہ کی روشنی میں ہر مسلمان با آسانی اپنے کردار کا جائزہ لے سکتا ہے کہ وہ شیطان کا آلہ کار ہے یا رحمان کا فرمانبردار! اُس میں اہل جنت والے اوصاف ہیں یا اہل جہنم والی خامیاں ہیں۔ وہ اپنے کردار کی روشنی میں کامیاب ہوگا یا ناکام! بارگاہِ صدائی میں دست بدعا ہے کہ وہ ہمیں نیک اعمال کی توفیق بھی دے اور جنت میں صالحین کا ساتھی بنائے۔ آمین

العضة هي النميمة التي تفسد بين
عضه وہ چغل خوری ہے کہ جو لوگوں کے درمیان فساد

الناس

۴۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: إِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَالَ: ((أَلَا أُبَيِّنُكُمْ مَا الْعُضَةُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ، وَفِي رِوَايَةٍ: النَّمِيمَةُ الَّتِي تُفْسِدُ بَيْنَ النَّاسِ)). [الصحيحة: ۸۴۶: ۸]

ذال دے
عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں، محمد ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو نہ بتلاؤں کہ عضہ کیا ہے؟ یہ لوگوں کے درمیان چغلی کرنا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے وہ چغلی جو لوگوں کے درمیان فتنہ ڈال دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۴۶، مسلم (۲۲۰۶) دارمی (۲۷۱۸) احمد (۴۳۷/۱) بیہقی (۲۴۶/۱۰) الروایات مطولة ومختصرة

میاں بیوی کے تنہائی کے معاملات کو افشاء کرنے کی

ذم الافشاء ما بین المرء و زوجھا اذا

مذمت

خلاہا

۴۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَفِيهِ نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَوَعظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّهِنَّ، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا هَلْ عَسَيْتِ امْرَأَةٌ أَنْ تُخْبِرَ الْقَوْمَ بِمَا يَكُونُ مِنْ زَوْجِهَا إِذَا خَلَا بِهَا؟ أَلَا هَلْ عَسَى رَجُلٌ أَنْ يُخْبِرَ الْقَوْمَ بِمَا يَكُونُ مِنْهُ إِذَا خَلَا بِأَهْلِهِ؟ فَتَأَمَّتْ مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ: وَاللَّهِ! إِنَّهُمْ لَيَفْعَلُونَ وَإِنَّهُمْ لَيَفْعَلُونَ! قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوا ذَلِكَ أَفَلَا أُبَيِّنُكُمْ مَا مَثَلُ ذَلِكَ؟ مَثَلُ شَيْطَانٍ أَتَى شَيْطَانَةً بِالطَّرِيقِ، فَوَقَعَ بِهَا وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ)).

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور وہاں انصار کی کچھ عورتیں تھیں، آپ نے اُن کو وعظ و نصیحت فرمایا اور اُن کو حکم دیا یہ کہ وہ ضرور صدقہ کریں، اگرچہ اپنے زیور ہی سے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا کوئی ایسی عورت ہے جو لوگوں کو اپنے خاوند کے ساتھ تنہائی میں ہونے والے معاملات بتاتی ہو؟ کیا ایسا مرد ہے جو لوگوں کو اپنی بیوی کے ساتھ تنہائی والا معاملہ بتاتا ہے؟ چنانچہ اُن عورتوں میں سے ایک غبار آلودہ رنساہوں والی عورت کھڑی ہوئی، اُس نے کہا اللہ کی قسم بلاشبہ مرد بھی ایسا کرتے اور عورتیں بھی ایسا کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کیا کرو۔ کیا میں تم کو اس کی مثال نہ بتلاؤں؟ ایسی باتیں بیان کرنا اُس شیطان کی مانند ہے جو سر عام شیطانہ کے ساتھ مباشرت کرے اور لوگ اُس کو دیکھ رہے ہوں۔

[الصحيحة: ۳۱۵۳]

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۵۳۔ خرائطی فی مساویء الاخلاق (۲۳۶) ابوداؤد (۲۱۷۴) احمد (۵۳۰/۲)

فوائد: میاں بیوی کے خلوت کے احوال ایک دوسرے کے پاس امانت ہیں، کسی غیرت مند شوہر کے لائق نہیں کہ وہ اپنی خلوت کے معاملات غیروں میں بیان کرے اور نہ ہی کسی باحیاء خاتون کے لیے زیبا ہے کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ ہونے والی تنہائی کی باتیں اور اُس کی کیفیت سہیلیوں میں ذکر کرتی رہے۔ دونوں میں سے جو بھی تنہائی اور باہم ستر و حجاب کی کیفیات دوسروں کے سامنے بیان کرتے ہیں وہ حد درجہ بے حیاء اور ایک روایت کے مطابق بدترین لوگ ہیں۔ اس حدیث میں بھی ایسے لوگوں کو شیطان سے تشبیہ دی گئی ہے۔

جواز ضرب الدف للجوار

۴۷۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّرْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِحَيِّ

بَنِي النَّحَارِ، وَإِذَا جَوَارٍ يَضْرِبُ بِالْذِّفِّ يَقْلُنْ:

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِي النَّحَارِ

يَا حَبْدَا مُحَمَّدَ مِّنْ جَارٍ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ قَلْبِي

يُحِبُّكُمْ)). [الصحيحه: ۳۱۵۴]

بچیوں کے لیے دف بجانے کی اجازت کا بیان

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ بنونجار کے قبیلہ سے گزرے اور بچیاں دف بجاتے ہوئے گاری تھیں:

ہم بنونجار کی بچیاں ہیں

واہ واہ محمد ﷺ کیسے اچھے پڑوسی ہیں

نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میرا دل تم سے محبت کرتا ہے۔

تخریج: الصحيحه ۳۱۵۴۔ طبرانی فی الصغیر (۱/۳۳) بیہقی فی دلائل النبوة (۲/۵۰۸) ابن ماجہ (۱۸۹۹)

فوائد: ہر دور کے باطل حکمرانوں کی پشت پناہی کے لیے درباری مولوی صفوں میں قطار بنائے کھڑے رہے ہیں، حکمرانوں کے ساتھ مل کر رنگ رلیاں منانے والے درباری ملا وقتاً فوقتاً حرام کو حلال ثابت کرنے کی ناپاک جسارت بھی کیا کرتے تھے، جس کو تحقیق جدید کا رنگ دے کر اسلام کی دھجیاں بکھیری جاتی تھیں، دورِ حاضر میں بھی ہمارے روشن خیال حکمران لہو و لعب اور موسیقی و غنا کو ہی مقصد حیات اور دین سمجھتے ہیں اور ان کے سرکاری مولوی اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے محافل موسیقی و غنا کو جائز قرار دیتے ہیں۔ جبکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ موسیقی اور آلات موسیقی کو اختیار کرنے یا اسے مقصد حیات بنانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا اور نہ ہی اُس کے رسول ﷺ نے۔ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ ہمارے لیے بہترین نمونہ اور اسلام کی کھلی ہوئی کتاب ہے، مگر کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ نے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محفل موسیقی سجاوے ہو یا اُس کے فنکاروں کی تحسین کی ہو، ڈھول، بٹلہ، سارنگی یا دیگر آلات موسیقی سے جشن منایا ہو۔ جس دین میں لغو اور بے مقصد کام کرنے کی اجازت نہیں، وہ موسیقی کے جواز کا تصور کس طرح پیش کر سکتا ہے، ہاں البتہ شادی کے موقع پر عورتوں کی مجلس میں لونڈیوں یا بچیوں کا گانا درست ہے، بشرطیکہ وہ اشعار اور گیت جائز ہوں، اُن میں حسن و جمال کی داستانیں، فتن و فحور اور عشق بازی کا تذکرہ نہ ہو، اس طرح کے گانے سے محفل موسیقی و غنا کا جواز ثابت کرنا گمراہ و متجددین کا کام تو ہو سکتا ہے، دین حنیف کا سچا خادم ایسی جسارت کبھی نہیں کر سکتا۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ دف بجانا صرف عورتوں کے لیے ہی حلال ہے، جس طرح کہ شارحین حدیث لکھتے ہیں وَضَرَبَ الدِّفَّ لَا يَجُزُّ إِلَّا لِلنِّسَاءِ لِأَنَّهُ فِي الْأَصْلِ مِنْ أَعْمَالِهِنَّ وَقَدْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَدَفَّ بَجَانَا صَرَفَ عَوْرَتِیْنَ کے لیے ہی حلال ہے، کیونکہ درحقیقت یہ انہی کا عمل ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ایسے مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔ مشہور فقیہ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَأَمَّا الضَّرْبُ بِهِ لِلرِّجَالِ فَمَكْرُوهٌ عَلَى كُلِّ حَالٍ مردوں کا دف بجانا ہر حال میں مکروہ ہے۔ بلکہ صحیح موقف کے مطابق دف یا گانے کا یہ شغل لونڈیوں اور چھوٹی بچیوں کے لیے ہی ہے، آزاد عورتوں کے لیے بھی یہ درست نہیں۔

جھوٹ کی ایک قسم کا بیان

باب من نوع کذب

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ

۴۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ: (أَنَّى

ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لائے اور میں ابھی بچہ تھا۔ میں کھیلنے کے لیے نکلنے لگا تو میری ماں نے کہا اے عبداللہ ادھر آؤ۔ میں تجھے کچھ دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے اُسے کیا دینے کا ارادہ کیا تھا؟ کہا میں نے اُس کو کھجور دینے کا ارادہ کیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا: خبردار! اگر تو اُس کو کچھ نہ دیتی تو تیرے نامہ اعمال میں جھوٹ لکھا جاتا۔

رَسُولُ اللَّهِ فِي بَيْتِنَا وَأَنَا صَبِيٌّ، قَالَ: فَذَهَبْتُ أَخْرُجُ لِلْعَبْ، فَقَالَتْ أُمِّي: يَا عَبْدَ اللَّهِ! تَعَالَ أُعْطِيكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: وَمَا زِدْتِ أَنْ تُعْطِيَهُ؟ قَالَتْ: أُعْطِيَهُ تَمْرًا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَا إِنَّكَ لَوَكَّمْتَ تُعْطِيهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكَ كَذِبَةٌ)). [الصحيحه: ۷۴۸]

تخریج: الصحيحه ۷۴۸۔ ابوداؤد (۳۹۹۱) احمد (۳۴۷/۳) الضیاء المقدسی فی المختارۃ (۲۸۳/۹)

فوائد: جھوٹ جھوٹ ہی ہے، چاہے عادت ہو یا شغل یا کسی دوسرے مقصد کے لیے، عموماً اگر جھوٹ بولنے والے بھائی سے پوچھا جائے کہ آپ نے جھوٹ کیوں بولا ہے، تو جواب ملتا ہے ویسے ہی!! شغل کے طور پر میں نے جھوٹ بول کر کسی کا نقصان تو نہیں کیا۔ یاد رہے! یہ حدیث حد درجہ واضح ہے کہ کسی طرح بھی خلاف حقیقت تاثر نہیں دینا چاہیے۔ کسی کو خلاف حقیقت تاثر دینا بھی نامہ اعمال میں جھوٹ لکھ دیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جھوٹ اب گناہ نہیں بلکہ فیشن، گفتگو کا سناں اور تکیہ کلام بن چکا ہے اور جب گناہ اس قدر مقبولیت اور مقام حاصل کر لے تو پھر روحانی زندگی کا اندھیرا بڑھتا چلا جاتا ہے اور آدمی کو کبھی خیر نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹ سے مکمل نجات عطا فرمائے۔

خطباء کا یہ کہنا کہ.....

باب: قول الخطباء: اقول هذا

واستغفر الله لي ولكم

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن اپنی قصواء اونٹنی پر طواف کیا اور اپنی لائٹی کے ساتھ حجر اسود کو چھوا اور اونٹنی کو مسجد میں بٹھانے کے لئے کوئی جگہ نہ ملی یہاں تک کہ اُس کو بطن وادی کی طرف لے جا کر بٹھایا گیا، پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی، پھر آپ نے فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ جاہلیت کی نخوت تم سے لے گیا ہے۔ لوگ دو طرح کے ہیں، نیک، متقی اور اپنے رب کے ہاں بزرگی والے اور گناہگار، بد بخت، اپنے اللہ کے ہاں حقیر۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد و عورت سے پیدا کیا۔ اور تمہیں مختلف ذاتوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم پہچانے جاؤ۔ پھر آپ نے پوری آیت تلاوت فرمائی اور آخر میں کہا: یہ کچھ میں کہنا چاہتا تھا

۴۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: طَافَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى رَاحِلَتِهِ الْقُصْوَاءَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَاسْتَلَمَ الرُّمُحَ بِمِحْجَتِهِ، وَمَا وَجَدَ لَهَا مَنَاحًا فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى أَخْرَجَتْ إِلَى بَطْنِ الْوَادِي فَأَبْنَحَتْ، ثُمَّ حَمَدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبْيَةَ لُجَاهِلِيَّةٍ، النَّاسُ رَجُلَانِ: بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيمٌ عَلَى رَبِّهِ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيْنَ عَلَى رَبِّهِ)) ثُمَّ تَلَا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾ حَتَّى قَرَأَ الْآيَةَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَقُولُ هَذَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي

اللہ مجھے اور آپ کو معاف فرمائے۔

[الصحيحہ: ۲۸۰۳]

تخریج: الصحيحہ ۲۸۰۳۔ ابن حبان (۳۸۲۸) عبد بن حمید (۷۹۳) بغوی فی التفسیر (۲۱۸/۳)

یتیم کے ساتھ احسان کرنے کا بیان

باب احسان الیتیم

بشر بن عقرہ سے مروی ہے، میرے والد نبی ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں شہید کر دیئے گئے، نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں رو رہا تھا، آپ نے مجھے کہا، خاموش ہو جا، کیا تو پسند نہیں کرتا کہ میرا تیرا باپ ہو جاؤں اور عائشہ تیری ماں۔

۵۰۔ عَنْ بَشْرِ بْنِ عَقْرَةَ، قَالَ: اسْتَشْهَدَ أَبِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهِ، فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ لِي: ((أَسْكُتْ أَمَا تَرْضَى أَنْ أَكُونَ أَنَا أَبُوكَ، وَعَائِشَةُ أُمُّكَ؟))

[الصحيحہ: ۲۲۴۹]

تخریج: الصحيحہ ۳۲۳۹۔ تاریخ کبیر بخاری (۷۸/۲) تاریخ دمشق (۲۳۷/۱۰) ابو نعیم فی المعرفة (۵۵۹۵)

فوائد: سبحان اللہ! میرے ماں باپ اس مشفق و کرم نبی ﷺ پر قربان..... یتیم کے ساتھ شفقت عبادت ہے، اگر آپ کی وجہ سے کسی یتیم کو عزت مل جائے، وہ اچھا کھائے اور سترہ اپنے تو پھر یقیناً آپ نے سرکار ﷺ کی غلامی کا حق ادا کر دیا کیونکہ آپ ﷺ یتیموں کے حق میں حد درجہ نرم تھے۔ بلکہ آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ حکم ارشاد فرمایا تھا ﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾ یتیم کو ہرگز نہ جبر کیس۔ اور اسی طرح قرآنی آیات اور احادیث نبویہ میں یتیم کے مال کو ہڑپ کرنا کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے یتیم کی بے بسی کا کبھی ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے۔ آج جو لوگ یتیموں پر ظلم کرتے ہیں کل کو ان کی اولادیں بھی یتیم ہو سکتی ہیں.....!! یاد رہے! وہ گھر دنیا میں رحمت کا مرکز ہے جہاں یتیم یا بیوہ کی صرف خوشنودی الہی کے لیے عزت اور قدر کی جائے۔

دو محبت کرنے والوں سے نرمی کرنے کا جواز

جواز الرفق علی عاشقین

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا تو انہوں نے مال غنیمت حاصل کیا، اُن میں ایک آدمی بھی قید ہوا۔ اُس نے لشکر والوں سے کہا میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں، میں نے تو ایک عورت سے عشق کیا، اس سے ملاقات کی خاطر میں آیا تھا۔ مجھے لمحہ بھر اُس کی طرف دیکھنے کی اجازت دے دو، پھر جو چاہو تم میرے ساتھ کرنا۔ پس انہوں نے دیکھا کہ ایک لمبے قد کی گندی عورت ہے، اُس نے اُسے کہا اے حبیش زندگی ختم ہونے سے پہلے مان جا۔ اُس نے کہا: ”کیا خیال ہے تیرا اگر میں تمہارا پیچھا کروں اور تمہیں حلیہ چشمے پر ملوں یا پہاڑوں کی تنگ گھاٹیوں میں، کیا عاشق کا یہ حق نہیں ہے کہ اُس کو رات بھر اور گرمی کی

۵۱۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فَغَنِمُوا وَفِيهِمْ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنِّي لَسْتُ مِنْهُمْ، عَشِقْتُ امْرَأَةً فَلَحِقْتُهَا، فَذَعُونِي أَنْظُرَ إِلَيْهَا نَظْرَةً ثُمَّ اصْنَعُوا بِي مَا بَدَأَ لَكُمْ، فَظَنَرُوا فَإِذَا امْرَأَةٌ طَوِيلَةٌ أَدْمَاءُ فَقَالَ لَهَا: أَسْلِمِي حُبِّيشُ قَبْلَ نَفَادِ الْعَيْشِ۔

أَرَأَيْتَ لَوْ تَبِعْتُكُمْ فَلَحِقْتُكُمْ بِحُلِيَّةٍ أَوْ أَدْرَكْتُكُمْ بِالْخَوَانِقِ أَمَا كَانَ حَقَّ أَنْ يُتَوَلَ عَاشِقٌ تَكَلَّفَ إِذْ لَاحَ الشَّرَى وَالْوَدَّائِقِ؟

شدت میں چلنے کا انعام دیا جائے“ عورت نے کہا میں نے اپنا آپ تجھ پہ فدا کیا، انہوں نے اس قیدی کو آگے کیا اور اُس کی گردن اتار دی۔ پس وہ عورت آئی اور اُس پر کھڑی ہوئی اور اتنے زور سے چیخ ماری کہ پھر مر گئی۔ جب وہ لشکر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، تو آپ کو اس کے متعلق خبر دی۔ آپ نے فرمایا: کیا تم میں کوئی بھی رحم دل آدمی نہ تھا؟

قَالَتْ: نَعَمْ قَدَيْتُكَ، فَقَدَّمُوهُ فَضَرَبُوا عُنُقَهُ، فَجَاءَتْ الْمَرْأَةُ فَوَقَفَتْ عَلَيْهِ، فَشَهِقَتْ شَهْقَةً ثُمَّ مَاتَتْ، فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَخْبَرَ بِذَلِكَ فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَحِيمٌ؟)) [الصحيحة: ۲۵۹۴]

تخریج: الصحيحة ۲۵۹۴۔ طبرانی فی حدیثہ عن النسائی (۱/۳۱۶) وفی الکبیر (۱۲۰۳۷) والاوسط (۱۷۱۸) والنسائی فی الکبیر (۸۶۲۳)

کراہیۃ الاشارة بالعين

آنکھوں کے ساتھ اشارہ کرنے کی کراہت کا بیان سعد بن عبد اللہ سے مروی ہے، جب فتح مکہ کا دن تھا تو عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گیا، پس وہ اُسے لائے، یہاں تک کہ رسول اللہ کے سامنے کھڑا کر دیا اور کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! عبد اللہ سے بیعت لیں، آپ نے اپنا سر اٹھایا اور تین دفعہ اُس کی طرف دیکھا، ہر مرتبہ آپ انکار کر رہے تھے۔ تین مرتبہ کے بعد آپ نے بیعت لی۔ پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم میں کوئی بھی سمجھدار آدمی نہ تھا؟ کہ جب اُس نے مجھے دیکھا کہ میں نے اُس کی بیعت سے اپنے ہاتھ کو روک رکھا ہے، تو وہ کھڑا ہوتا اور اُس کو قتل کر دیتا۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ کے دل کی بات نہیں جانتے۔ آپ نے ہماری طرف اپنی آنکھوں سے اشارہ کیوں نہ کیا؟ آپ نے فرمایا: کسی نبی ﷺ کے لیے لائق نہیں کہ آنکھوں سے اشارہ کرے۔

۵۲۔ عَنْ سَعْدِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ اخْتَبَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَجَاءَهُ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايِعْ عَبْدَ اللَّهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا، كُلُّ ذَلِكَ يَابِي، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ، يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَأَيْتُ كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعِهِ فَيَقْتُلُهُ؟)) فَقَالُوا: مَا نَدْرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا فِي نَفْسِكَ، أَلَا أَوْمَاتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ عَائِنَةُ الْأَعْيُنِ)). [الصحيحة: ۱۷۲۳]

تخریج: الصحيحة ۱۷۲۳۔ ابوداؤد (۲۳۵۹۲۶۸۳) نسائی (۳۰۷۲) حاکم (۳۵/۳) ابویعلی (۷۵۷)

باب: من وصایاہ ﷺ الخیرۃ لابی ذر

سیدنا ابو ذرؓ کو نبی ﷺ کی چیدہ چیدہ نصیحتیں ابو ذر کہتے ہیں: میرے خلیل ﷺ نے مجھے سات باتوں کا حکم فرمایا: (۱) مسکینوں کی محبت اور اُن سے قریب رہنے کا حکم دیا۔

۵۳۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: ((أَمَرَنِي خَلِيلِي بِسَبْعٍ: ۱. أَمَرَنِي بِحُبِّ الْمَسَاكِينِ،

(۲) مجھے حکم دیا کہ میں اپنے سے کم تر شخص کی طرف دیکھوں برتر کی طرف نہ دیکھوں۔ (۳) مجھے صلہ رحمی کا حکم دیا اگرچہ وہ پیچھے ہے۔ (۴) مجھے حکم دیا کہ میں کسی سے کچھ سوال نہ کروں۔ (۵) مجھے حکم دیا کہ میں حق کہوں اگرچہ وہ کڑوا ہو۔ (۶) اور مجھے حکم دیا کہ میں اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں (۷) مجھے حکم دیا میں کثرت سے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھوں۔ کیوں کہ یہ کلمات عرش کے نیچے کے خزانوں میں سے ہیں۔ اور ایک روایت ہے کہ یہ کلمات جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

وَالَّذِينَ مِنْهُمْ ۲. وَأَمَرَنِي أَنْ أَنْظُرَ، إِلَى مَنْ هُوَ دُونِي وَلَا أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِي. ۳. وَأَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَذْبَرْتُ. ۴. وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْأَلَ أَحَدًا شَيْئًا. ۵. وَأَمَرَنِي أَنْ أَقُولَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مَرًا. ۶. وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَخَافَ فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَأَنِي. ۷. وَأَمَرَنِي أَنْ أَكْثِرَ مِنْ قَوْلٍ: (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ) فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ. [وَفِي رِوَايَةٍ: فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ] ((الصحيحه: ۲۱۶۶)

تخریج: الصحيحه ۲۱۶۶۔ احمد (۵/ ۱۵۹) ابن حبان (۳۹۹) وطبرانی فی الصغير (۱/ ۲۶۸) بیہقی (۱۰/ ۹۱)

فوائد: وائے افسوس کہ آج کے اکثر مسلمانوں کا کردار سراسر آپ کی ان تعلیمات کے خلاف ہے۔ مندرجہ ذیل سطور میں ہم آپ ﷺ کی تعلیمات اور آج کے مسلم معاشرے کا کردار پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ہم تعلیمات نبویہ سے کس قدر منحرف ہیں۔ (۱) ہم مسکین سے محبت کی بجائے نفرت کرتے ہیں یا کم از کم ہمارے ذہنوں میں مسکین کے لیے حقارت ضرور ہوتی ہے۔ جبکہ ایسا عمل اسوۂ نبوی کے سراسر خلاف ہے۔ (۲) ہماری نظر اپنے سے کمتر لوگوں کی طرف نہیں بلکہ ہمیشہ بالاتر لوگوں کی طرف ہی ہوتی ہے۔ اور انہیں دیکھ کر ہم اکثر اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہی کرتے رہتے ہیں۔ جبکہ ایسا کرنا بے برکتی و نحوست اور عذاب الہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ (۳) کسی رشتہ دار سے معمولی سے مسئلے پر اگر جھگڑا ہو جائے تو ہم ساری زندگی دل میں نفرت کی گرہ باندھ لیتے ہیں، کسی طرح بھی صلح اور معافی کو قبول نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ آج ہر گھر قطع رحمی کی بھینٹ چڑھ چکا ہے اور ساری زندگی بدمزہ ہو چکی ہے۔ جبکہ دین ہمیں فوراً دل کو پاک صاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ (۴) بغیر ضرورت کے بھی مانگتے رہنا اکثر مسلمانوں کا معمول بن چکا ہے اور دنیا داری کا رنگ اس قدر غالب ہے کہ نمود و نمائش اور فضول خرچی کو ضرورت سمجھا جاتا ہے اور پھر ایسی ناجائز ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے دردر پر دستک دی جاتی ہے۔ جبکہ دین ہمیں قناعت اور خودداری کا درس دیتا ہے۔ (۵) رشتے دار، اعزہ و اقربا اور دوستوں کی دوستی بھانے کے لیے حق کی گردن مروڑ دی جاتی ہے۔ جبکہ اگر دل میں رتی برابر بھی ایمان ہو تو آدمی حق کے معاملہ میں قطعاً ناانصافی نہیں کر سکتا مگر افسوس! کہ اکثر مسلمان قربت داری کی وجہ سے ناجائز ساتھ دینا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ (۶) لوگوں کی نکتہ چینی کو بہت اہمیت دی جاتی ہے، بلکہ کئی لوگ تو دین کا میدان صرف اس لیے چھوڑ دیتے ہیں کہ لوگ بڑی باتیں کرتے ہیں، ہم سے باتیں برواشت نہیں ہوتیں۔ کئی ادارے، کئی دینی مراکز اور مساجد اسی لیے ویران ہو گئیں کہ حضرت صاحب لوگوں کی ملامت کا برا مان گئے۔ جبکہ اسلام اپنے بیٹوں کی یہ تربیت کرتا ہے کہ اگر تم اپنے مشن میں سچے ہو، اخلاص، دیانت داری اور حق پر قائم ہو تو پھر کسی زبان دراز کی باتوں کا برا نہیں ماننا چاہیے۔ بلکہ اُس کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے۔ (۷) لاحول ولاقوۃ الا باللہ کو اس حدیث میں جنت کا خزانہ قرار دیا گیا ہے، لازمی ہے کہ اس کا مختصر مفہوم واضح کیا جائے، اس وظیفہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی

اپنی زبان سے یہ اقرار کرتا ہے کہ اگر مجھے نیکی کی توفیق ملتی ہے تو اللہ کی طرف سے اور اگر میں برائی سے بچتا ہوں تو وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ یعنی اس کلمے سے خودی، انانیت کی جڑ کاٹ دی گئی ہے کہ آدمی ہمیشہ یہی سمجھے کہ جن رذائل سے میں بچا ہوں اور جن عمدہ خصائل سے متصف ہوں اس میں میرا کوئی کمال نہیں، یہ محض اللہ کی توفیق اور اس کی رحمت ہے۔ لیکن آج اس جملے کی کثرت کی بجائے ہر شخص میں، میں کرتا نظر آتا ہے۔ یاد رہے! جس معاشرے کی تربیت لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے مطابق ہو جائے تو وہاں جرائم نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اور جس شخص کی تربیت اس وظیفہ کے مطابق نہ ہو جنت تو درکنار وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکے گا۔

الحض باحسان الخدام

خادموں کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان

ابو ذرؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ تمہارے بھائی تمہارے غلام ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کو تمہارے ماتحت رکھا ہے، جس کے تحت اُس کا بھائی ہو تو وہ اُس کو دیا کھلائے جیسا وہ کھاتا ہے۔ دیا پہنائے، جیسا وہ پہنتا ہے، اُن کو ایسے کام کرنے کا نہ کہو جو اُن کے لیے دشوار ہوں۔ اگر تم اُن کو ایسے کام کا کہو تو اُن کی مدد کرو۔

۵۴۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمُ، جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ وَمِمَّا يَأْكُلُ وَلْيَلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تَكْلَفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِيزُوهُمْ)). [الصحيحه: ۲۸۴۲]

تخریج: الصحيحه ۲۸۴۲ بخاری فی صحيحه (۲۵۳۵) و الادب المفرد (۲۹) مسلم (۱۲۶۱) ابوداود (۵۱۵۷) ترمذی (۱۹۳۵) ابن ماجہ (۳۶۹۰)

فضيلة حسن الخلق

اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان

انس ﷺ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کے لحاظ سے مکمل مومن وہ ہیں، جو لوگوں میں اخلاق کے اعتبار سے بہت اچھے ہیں اور بے شک اچھا اخلاق صوم و صلاۃ کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔

۵۵۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَكْمَلَ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا وَإِنَّ حُسْنَ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ دَرَجَةَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ)). [الصحيحه: ۱۵۹۰]

تخریج: الصحيحه ۱۵۹۰۔ البزار (الكشف: ۳۵) ابو یعلیٰ (۳۱۶۱) والطبرانی فی الاوسط کما فی المجموع (۲۲/۸)

فوائد: تکمیل ایمان اور قرب الہی کے لیے بااخلاق ہونا بہت ضروری ہے۔ اچھی سوچ، اعلیٰ کردار اور حسن سلوک سے ہی مسلمان ایمان کی بلند یوں کو چھوتا ہے، کامل مومن ہونے کے لیے بیک وقت عبادت گزار اور بااخلاق ہونا ضروری ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ صوم و صلوٰۃ کے پابند لوگ حد درجہ کرخت، سنگدل اور سخت مزاج ہوتے ہیں، ہر معاملہ میں خشکی، درشتی اور سختی سے فیصلہ کرتے ہیں، گویا کہ عبادت سے طبیعت سنورنے کی بجائے بگڑ جاتی ہے۔ ایسے افراد کو فی الفور اپنی عادات پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور مخلوق خدا سے لطف و کرم اور شفقت سے پیش آنا چاہیے ورنہ رحمت الہی سے محرومی ہو سکتی ہے، دوسری طرف کسی بے نماز اور بے عمل شخص کو صوم و صلوٰۃ کا

کہا جائے تو وہ جواب دیتا ہے کہ اگر میں نماز نہیں پڑھتا تو کسی کا دل بھی تو نہیں دکھاتا بلکہ میں تمام لوگوں سے حسن سلوک اور اچھے اخلاق سے پیش آتا ہوں۔ اور اللہ کو بھی یہی مطلوب ہے، وہ اس کے ذریعے ہی ثواب عنایت کرتے ہوئے بخشش فرمادے گا۔ جبکہ ایسے افراد بھی راہ حق سے ہٹکے ہوئے ہیں اگر ثواب اور نجات کے لیے محض اچھا اخلاق ہی کافی ہوتا تو آنجناب ﷺ ساری ساری رات عبادت میں نہ گزارتے، فرائض کی ادائیگی کو عین دین قرار نہ دیتے اور سنن و نوافل کی حد درجہ زیادہ تاکید و فضیلت بیان نہ فرماتے۔ مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور خالق کائنات کے ساتھ باغیانہ رویہ رکھنا..... یہ کہاں کا اخلاق ہے.....؟ مسلمان کو عبادت میں غفلت برتنی چاہیے اور نہ ہی حسن اخلاق میں کوتاہی کرنی چاہیے۔ تب ہی وہ اجر و ثواب اور نجات کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

آپس میں فخر کرنے کی حرمت کا بیان

تحريم المفاخرة بينهم

عیاض بن حمارؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، بے شک آپ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے، یہ کہ تم عاجزی اختیار کرو، یہاں تک کہ نہ کوئی کسی ایک پر فخر کرے اور نہ کوئی کسی سے زیادتی کرے۔

۵۶۔ عَنْ عِيَاذِ بْنِ حِمَارٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ عَظَبَهُمْ فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يُبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ)). [الصحيحه: ۵۷۰]

تخریج: الصحيحه ۵۷۰۔ مسلم (۶۳-۲۸۶۵) ابن ماجہ (۳۱۷۹) ابوداؤد (۳۸۹۵) الادب المفرد (۳۲۸)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ بلند اخلاق سے محبت اور برے اخلاق

ان الله يحب معالي الأخلاق و

سے نفرت کرتا ہے

يُبغض سفافها

سہل بن سعدؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل مہربان ہیں، مہربانی اور بلند اخلاق کو پسند کرتے ہیں اور اُس کے گھٹیا پن سے نفرت کرتے ہیں۔

۵۷۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ كَرِيمٌ، يُحِبُّ الْكِرَامَ وَمَعَالِيَ الْأَخْلَاقِ، وَيُبْغِضُ سَفَافَهَا)). [الصحيحه: ۱۳۷۸]

تخریج: الصحيحه ۱۳۷۸۔ ابو الشیخ فی احادیثہ (۱/۱۲) حاکم (۱/۳۸) ابو نعیم فی الحلیۃ (۳/۸۲۵۵ / ۱۳۳) السلفی فی معجم السفر (۲۱۵)

رشتہ داری توڑنے والے کی مذمت کا بیان

ذم قطیعة الأرحام

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا: تو رحم اللہ کی کر کو پکڑ کر کھڑا ہو گیا، اللہ نے فرمایا رک جا، رحم نے کہا: قطع رحمی سے پناہ طلب کرنے والے کا یہ مقام ہے۔ اللہ نے فرمایا: ہاں!

۵۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا خَلَقَ الْخَلْقَ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاخْتَدَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ: مَهْ! قَالَتْ: هَذَا مَقَامُ الْعَائِدِ رَبِّكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ،

کیا تو راضی نہیں، جس نے تجھے ملایا، میں بھی اُس کو ملاؤں اور جس نے تجھے کانا میں بھی اُسے کاٹ دوں؟ کہتی ہے: کیوں نہیں میرے رب۔ اللہ نے فرمایا: یہ تیرا مقام ہے۔ ابو ہریرہ ؓ نے کہا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھو۔ کہ ایسا تو نہ ہوگا اگر تم کو حکومت مل جائے تو زمین میں فساد برپا کرو اور قرابت داروں سے بدسلوکی کرو جو لوگ ایسا کریں گے اللہ کی اُن پر لعنت ہوگی، جس سے حق سننے سے بہرے ہو جائیں گے اور اُن کی آنکھیں اندھی کر دے گا جس سے وہ ہدایت کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟

تخریج: الصحیحة ۲۷۴۱۔ احمد (۳۳۰/۲) بخاری (۳۸۳۰، ۵۹۸۷) مسلم (۲۵۵۳) نسائی فی الکبریٰ (۱۱۳۹۷) الادب المفرد (۵۰)

لا الہ الا اللہ کی تصدیق کی فضیلت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے جھوٹ کو لا الہ الا اللہ کی تصدیق کی وجہ سے معاف کر دیا۔ یہ حدیث انس، ابن عمر، ابن عباس اور حسن بصری ؓ سے مرسل روایت کی گئی ہے اور یہ انس ؓ کی حدیث کے لفظ ہیں۔ اور حضرت انس ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے کہا، اے فلاں! کیا تو نے اس طرح کیا ہے؟ اُس نے کہا: نہیں! اور قسم ہے اُس ذات کی کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور نبی ﷺ جانتے تھے کہ اُس شخص نے وہ کام کیا ہے۔ پھر آپ نے اُس کیلئے یہ بات کہی۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۶۳۔ عبد بن حمید (۱۳۷۳) ابو یعلیٰ (۳۳۶۸) الخزاز (الکشف: ۳۰۶۸) من حدیث انس ؓ احمد (۶۸/۲) ابو یعلیٰ (۵۶۹۰) عن ابن عمر ؓ ابو داود (۳۲۷۵) عن ابن عباس ؓ۔

ایمان کی توفیق اللہ کی محبت کی علامت ہے

عبداللہ ﷺ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے درمیان تمہارے رزق تقسیم کیا ہے، اسی طرح

قَالَ [نَعَمْ] اَمَّا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مِنْ وَصْلِكَ ، وَاقْطَعَ مِنْ قَطْعِكَ؟ قَالَتْ: بَلَىٰ يَا رَبِّ! قَالَ: فَذَاكَ [لَكَ] قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: [ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ] اَقْرُؤُوا اِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ وَتَقَطَّعُوا اَرْحَامَكُمْ اُولَئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَاصْنَهُمْ وَاَعْمَىٰ اَبْصَارَهُمْ اَفَلَا يَتَذَكَّرُوْنَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ [الصحيحة: ۲۷۴۱]

فصل تصديق التهليل

۵۹۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ كَذِبَكَ بِتَصْدِيقِكَ)) ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ مُرْسَلًا. وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ أَنَسٍ: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِرَجُلٍ: ((بِأَفْلَاكِ! فَعَلْتَ كَذَا؟)) قَالَ: لَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ! وَالنَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ. يَعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ فَعَلَهُ فَقَالَ لَهُ..... فَذَكَرَهُ. [الصحيحة: ۳۰۶۴]

الایمان علامۃ حب اللہ

۶۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ بَيْنَكُمْ اخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ

أَرْزَأَكُمْ، وَإِنَّ اللَّهَ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ، وَلَا يُعْطِي الْإِيمَانَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ فَمَنْ صَنَّ بِالْمَالِ أَنْ يُنْفِقَهُ، وَخَافَ الْعُدُوَّ أَنْ يُجَاهِدَهُ، وَهَابَ الْكَيْلَ أَنْ يُكَابِدَهُ، فَلْيَكْثِرْ مِنْ قَوْلٍ: سُبْحَانَ اللَّهِ [وَالْحَمْدُ لِلَّهِ] وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ.

[الصحيحه: ۲۷۱۴]

تمہارے درمیان تمہارے اخلاق کو تقسیم کیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ جس کو پسند کرتا ہے، اُسے بھی دنیا دیتا ہے، اور جسے نہیں پسند کرتا اُسے بھی دیتا ہے اور ایمان صرف اُسی کو دیتا ہے، جس کو پسند فرمائے۔ پس جس شخص نے مال خرچ کرنے میں بخل کیا اور دشمن کے ساتھ لڑنے سے ڈر گیا اور رات میں مشقت برداشت کرنے سے گھبرائے ایسا شخص یہ کلمات کثرت سے کہے سبحان اللہ [والحمد لله] ولا إله إلا الله، والله أكبر

تخریج: الصحيحه ۲۷۱۴۔ الاسماعیلی فی المعجم (۲/ ۷۲۷) والحاکم (۱/ ۳۳) شعب الإیمان (۲۰۷) الادب المفرد (۲۷۵) موقوفاً علی ابن مسعود رضی

املاء الظالم مهلة من الله

۶۰۔ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ، حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يَقْلَبْهُ)) قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَوَكَّلْنَاكَ أَخِذْ رَبَّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرْأَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخَذَهُ إِلَيْمٌ شَدِيدٌ﴾ [الصحيحه: ۳۵۱۲]

ظالم کو ڈھیل دینا اللہ کی طرف سے مہلت ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے، جب اُس کو پکڑنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اُس سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتا۔ پھر آپ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی: ”اور اسی طرح تیرے پروردگار کی پکڑ ہے، جب وہ ظلم کرنے والی بتیوں کو پکڑتا ہے، بلاشبہ اُس کی پکڑ سخت دردناک ہے۔“

تخریج: الصحيحه ۳۵۱۲ بخاری (۳۶۸۲) مسلم (۲۵۸۳) ترمذی (۳۱۱۰) ابن ماجہ (۳۰۱۸) نسائی فی الکبریٰ (۱۱۲۳۵)

فوائد: فراخی و خوش حالی اور مال کی فراوانی کامیابی کا معیار نہیں ہے، رب تعالیٰ بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں زیادہ رزق عنایت فرماتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں کم عطا کرتے ہیں، بڑے لوگ ہمیشہ اپنے مال و زر پر نازاں رہے ہیں، ساری زندگی مالی وسعت قبول حق میں رکاوٹ بنی رہی اور یہ لوگ ہمیشہ انبیاء و رسل اور اللہ والوں کو لاکارتے رہے ہیں کہ قرب الہی کا دعویٰ کرنے والو! رحمت و بخشش اور جنت کے افسانے بیان کرنے والو! تمہارے پاس ایک وقت کا کھانا بھی نہیں اور کہتے ہو کہ ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہونے والے خوش نصیب ہیں۔ چشم فلک نے کئی بار ایسے ظالموں کی پکڑ کا نظارہ کیا کہ جب اچانک اللہ تعالیٰ کی اُن پر پکڑ آئی تو پھر لمحہ بھر مہلت نصیب نہ ہوئی اور یہ لوگ غلطی کی طرح صفحہ ہستی سے مٹا دیے گئے، آج بھی جو لوگ بد اعمالیوں کے باوجود خوشحال اور مالدار ہیں، انہیں اپنی تجارت پر گھمنڈ کی بجائے اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے کسی وقت بھی وہ عذاب الہی کی پیٹ میں آسکتے ہیں۔ اور جب اللہ کی پکڑ آگئی تو پھر توبہ کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوگی۔

فقراء کی فضیلت اور متکبرین کی مذمت کا بیان

فضل الفقراء و ذم المتکبرین

واٹلہ بن اسقع سے مروی ہے، کہتے ہیں میں اصحاب صفہ میں سے تھا، میں نے یہ دیکھا ہمارا یہ حال تھا کہ ہم میں سے کسی شخص کے پاس پورا کپڑا نہ تھا اور پسینہ ہماری جلدوں میں میل وغبار کی وجہ سے لکیریں بناتا۔ اچانک رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: فقراء مہاجرین کے لیے خوشخبری ہو، ہمارے پاس اچانک ایک اچھے لباس والا آدی آیا، نبی جو بھی کلام کرتے وہ تکلف نبی کی کلام سے اونچی کلام کرتا، جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس جیسے شخص کو پسند نہیں فرماتے جو اپنی زبانوں کو لوگوں کے لیے مروڑتے ہیں۔ جس طرح گائے چراگاہ میں اپنی زبان مروڑتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کے چہروں اور زبانوں کو آگ میں مروڑے گا۔

۶۱۔ عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأُسْقَعِ، قَالَ: كُنْتُ فِي أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا مِنَّا إِنْسَانٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ تَامٌ، وَاتَّخَذَ الْعَرَفِيُّ فِي جُلُودِنَا طَرَفًا مِنَ الْغُبَارِ وَالْوَسْخِ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَيَسِيرُ فَقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ)) إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ شَارَةٌ حَسَنَةٌ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ لَا يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ إِلَّا تَكَلَّفَتْهُ نَفْسُهُ [أَنْ] يَأْتِيَ بِكَلَامٍ يَغْلُو كَلَامَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ هَذَا وَضَرْبُهُ يَلُوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ لِلنَّاسِ لَيَّ الْبَقَرَةِ لِسَانَهَا بِالْمَرْعَى! كَذَلِكَ يَلُوى اللَّهُ أَلْسِنَتَهُمْ وَوُجُوهُهُمْ لِي النَّارِ)). [الصحيحة: ۳۴۲۶]

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۲۶۔ طبرانی فی الکبیر (۴۰/۲۲) ابو نعیم فی الحلیۃ (۲/۲۱-۲۲) بیہقی فی الشعب (۳۹۷۳)

اللہ کی وصیت ماؤں اور قریبی رشتہ داروں کے متعلق
مقدام بن معدی کرب کنڈی نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے متعلق نصیحت کرتا ہے، پھر تمہیں تمہارے باپوں کے متعلق نصیحت کرتا ہے، پھر جتنا جتنا کوئی رشتہ دار زیادہ قریب ہے اُس کے ساتھ نیک سلوک کی وصیت کرتا ہے۔

باب من وصية الله بالأقرب والأقرب
۶۲۔ عَنْ الْمُقْدَامِ بْنِ مَعْدَى كَرْبِ الْكِنْدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ يُوصِيكُم بِأُمَّهَاتِكُمْ، ثُمَّ يُوصِيكُم بِآبَائِكُمْ، ثُمَّ يُوصِيكُم بِالْأَقْرَبِ فَأَلْأَقْرَبِ)). [الصحيحة: ۱۶۶۶]

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۶۶۔ الادب المفرد (۶۰) ابن ماجہ (۳۶۶۱) احمد (۳/۱۳۱-۱۳۲) حاکم (۳/۱۵۱)

جنتیوں اور جہنمیوں کا بیان

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ہر بد مزاج، زیادہ کھانے والا، متکبر، بہت زیادہ مال جمع کرنے والا، بڑا بخیل اہل جہنم میں سے ہے۔ اور کمزور اور دبے ہوئے لوگ جنتی ہیں۔

باب من أهل الجنة والنار

۶۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ النَّارِ كُلُّ جَعْفَرِيٍّ جَوَاطِ مُسْتَكْبِرٍ، جَمَاعٍ مَنَاجٍ، وَأَهْلُ الْجَنَّةِ الضُّعَفَاءُ الْمَغْلُوبُونَ)). [الصحيحة: ۱۷۴۱]

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۴۱۔ احمد (۲/۲۱۳) حاکم (۲/۳۹۹)

ان اولی الناس باللہ من بدأہم

بالسلام

۶۴۔ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللَّهِ مَنْ بَدَأَهُمُ بِالسَّلَامِ)).
[الصحيحہ: ۳۳۸۲]

سلام پہلے کرتا ہے

ابو امامہ ؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک وہ ہے، جو اُن میں سے سلام میں پہلے کرے۔

تخریج: الصحيحہ ۳۳۸۲۔ ابوداؤد (۵۱۹۷) بیہقی فی الشعب (۸۷۸۷) ترمذی (۲۶۹۳) ابن ماجہ (۳۶۹۳)

فوائد: دین اسلام میں سلام سے آغاز کرنے کی حد درجہ اہمیت بیان کی گئی ہے، اس حدیث میں سلام سے آغاز کرنے کو قرب الہی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، اس آسان عمل سے اگر قرب الہی نصیب ہو تو کسی مسلمان کو قطعاً غفلت نہیں کرنی چاہیے۔

ان اللہ لا یرفع شیا من الدنیا

الاوضاعہ

۶۵۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُولِ اللَّهِ تُسَمَّى الْعُضْبَاءَ، وَكَانَتْ لَا تُسَبِّقُ، فَجَاءَ أَغْرَابِيٌّ عَلَى قَعْوِدَةٍ، فَسَبَّقَهَا، فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَقَالُوا: سَبَّقتِ الْعُضْبَاءُ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ حَقًّا عَلَى اللَّهِ: أَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ)).

[الصحيحہ: ۳۵۲۵]

بھی ضرور دیتا ہے

انس ؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی، جس کو عضباء کہا جاتا تھا اور اُس سے سبقت نہیں لے جاتی جاتی تھی۔ ایک بدو اپنے اونٹ پر آیا، وہ اُس سے سبقت لے گیا، یہ مسلمانوں پر بڑا گراں گزرا، اور انہوں نے کہا، عضباء تو پیچھے رہ گئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ پر لازم ہے، کہ وہ دنیا میں کسی چیز کو اونچا نہیں کرتا، مگر اُس کو نیچا کر دیتا ہے۔

تخریج: الصحيحہ ۳۵۲۵۔ بخاری (۲۵۰۱) ابوداؤد (۳۸۰۲) نسائی (۳۶۱۸) احمد (۱۰۳/۳)

خیر اور شر والی صفات کا بیان

باب من خصلۃ الخیر والشر

۶۶۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قُرَّةَ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَمَذَّكَرَ عِنْدَهُ الْحَيَاءُ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلْحَيَاءُ مِنَ الدِّينِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْحَيَاءَ، وَالْعِفَافَ، وَالْعَمَى، عِمَى اللِّسَانِ لَا عِمَى الْقَلْبِ، وَالْفَقْهَ مِنَ الْإِيمَانِ، وَإِنَّهُمْ يَزِدُّنَ فِي

ایاس بن معاویہ بن قرۃ مزنئی اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا قرہ بن مزنئی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، تو آپ کے پاس حیاء کا ذکر کیا گیا۔ صحابہ نے کہا اے اللہ ﷺ کے رسول حیاء دین کا حصہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ حیاء پاک دامن اور عاجز ہونا (دل کا محجز نہیں) بلکہ زبان کا عاجز ہونا اور اچھی سمجھ ایمان میں سے ہے۔

الْآخِرَةِ وَيَنْقُصَنَّ مِنَ الدُّنْيَا، وَمَا يَزِدُّنَ فِي
الْآخِرَةِ أَكْثَرَ مِمَّا يَنْقُصَنَّ مِنَ الدُّنْيَا وَإِنَّ
الشَّحَّ وَالْفُحْشَ وَالْبَدَاءَ مِنَ النِّقَاقِ، وَإِنَّهُنَّ
يَنْقُصَنَّ مِنَ الْآخِرَةِ، وَيَزِدُّنَ فِي الدُّنْيَا،
وَمَا يَنْقُصَنَّ مِنَ الْآخِرَةِ أَكْثَرَ مِمَّا يَزِدُّنَ مِنَ
الدُّنْيَا)) قَالَ إِبْرَاهِيمُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ بْنَ
عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَأَمَرَنِي فَأَمْلَيْتُهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ كَتَبَهُ
بِحَظِّهِ، ثُمَّ صَلَّى بِنَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَإِنَّهَا لَفِي
كَفِّهِ مَا يَضَعُهَا. [الصحيحة: ٣٣٨١]

بلاشبہ یہ چیزیں آخرت کے نفع کو زیادہ کرتی ہیں، اور دنیا میں کمی کرتی ہیں۔ ان سے دنیا میں جو کمی ہوتی ہے اس سے آخرت میں زیادہ نفع ہوتا ہے، اور بلاشبہ بخل، بدکاری اور بدگوئی نفاق میں سے ہے اور بلاشبہ یہ چیزیں آخرت کا نقصان کرتی ہیں اور دنیا میں زیادتی کرتی ہیں۔ اور ان سے ہونے والا آخرت کا نقصان اُس سے زیادہ ہے جو دنیا میں زیادتی کرتی ہیں۔ ایسا نے کہا: میں نے یہ حدیث عمر بن عبدالعزیز سے بیان کی تو انہوں نے مجھے حکم دیا، تو میں نے انہیں اُس کی اطاعت کرائی۔ پھر انہوں نے اپنے خط سے لکھا، پھر انہوں نے ظہر و عصر کی نماز پڑھائی تو وہ خط آپ کی ہتھیلی میں تھا، اُس کو رکھا نہیں۔

تخریج: الصحيحة ٣٣٨١، يعقوب بن سفيان الفسوي في المعرفة (١/ ٣١١) 'بيهقي في الآداب (١٩٩)' والشعب (٤٤١)

خبر عباد الله الموفون المطيبون

٦٧۔ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ خَيْرَ عِبَادِ اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْمُؤَفَّقُونَ الْمُطَيَّبُونَ)). [الصحيحة: ٢٨٤٨]

پاکباز اور وفا کرنے والے اللہ کے بہترین بندے ہیں ابو حمید ساعدی ؓ سے مرفوعاً روایت ہے: بلاشبہ اس امت سے اللہ کے بہترین بندے وعدہ وفا کرنے والے، پاک باز صاف لوگ ہیں۔

تخریج: الصحيحة ٢٨٣٨۔ ابو محمد المخلدی فی الفوائد (٣/ ٢٣١/ ٢) والبزار (الکشف: ١٣٠٨) (البحر الزخار: ٣٠٩) والطبرانی فی الصغیر (٢/ ٩٨-٩٩)

الغیبة ذکر المرء ما یکره ان یسمع

٦٨۔ عَنْ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ حَنْطَبٍ الْمَخْزُومِيِّ مَرْسَلًا: أَلْ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا لِي بِمَنْزِلَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْمَرْءِ مَا يَكْرَهُ أَنْ يَسْمَعَ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَإِنْ كَانَ حَقًّا؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا قُلْتَ بِاطِّلًا قَدْ لَكَ الْبُهْتَانُ)).

غیبت کسی شخص کی ایسی بات کرنا کہ جس کا سننا اس کو ناپسند ہو

مطلب بن عبدالملک بن حنطب سے مرسل روایت ہے، ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، غیبت کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تو آدمی کی ایسی بات بیان کرے، جس کو سننا وہ ناپسند کرے۔ کہا یا رسول اللہ ﷺ اگرچہ بات سچی ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو نے جھوٹی بات کہی تو یہ بہتان ہے۔

تخریج: الصحيحة ١٩٩٢۔ موطا امام مالک (٢/ ٩٨٤) الزهد لابن المبارك (٤٠٣) مساوی الخلاق للمخراطی (٢٠٩) وله

شاہد من حدیث ابی ہریرۃؓ عند مسلم (۲۵۸۹) وغیرہ

استغفار الولد للوالد رخصۃ فی

الجنة

بیٹے کا والد کے لیے بخشش طلب کرنا جنت میں بلندی

کا سبب ہے

ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے، بلاشبہ جنت میں آدمی کا درجہ بلند کیا جاتا ہے، وہ کہتا ہے، یہ میرے لیے کیسے ہوا؟ کہا جاتا ہے! تیرے لیے تیرے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے۔

۶۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَتَرْفَعُ دَرَجَتَهُ فِي الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: أَنَّى [لِيَ] هَذَا؟ فَيَقَالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ)).

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۹۸۔ ابن ماجہ (۳۶۶۰) احمد (۵۰۹/۲) ابن ابی شیبہ (۳۸۷/۳)

فوائد: اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، انبیاء و رسل بھی اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کا مطالبہ کرتے رہے۔ آج ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں نیک اولاد کا ہی سوال کرنا چاہیے۔ نیک اولاد جہاں دنیا میں عزت کا نشان ہوتی ہے وہاں روزِ قیامت نجات کا ذریعہ بنتی ہے۔ باعمل مسلمان اپنی اولاد کی تربیت میں کامیاب ہو گیا تو وہ سمجھ لے میں نے دنیا و آخرت کی بادشاہت اور حقیقی کامیابی کو حاصل کر لیا ہے۔ اس حدیث میں اُس خوش نصیب والد کا ذکر ہے کہ جس کے درجات اُس کے بچے کے استغفار کی وجہ سے بلند کر دیئے جاتے ہیں، قابلِ رشک ہیں وہ والدین جو اپنی اولاد کی دینی تعلیم اور نیک تربیت کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ یہی نیک اولاد موت کے بعد صدقہ جاریہ اور ایصالِ ثواب کا ذریعہ بنتی ہے اور پھر یہ سلسلہ نسل در نسل جاری رہتا ہے۔ نیز ایسے والدین کو اپنی قبر اور آخرت کی فکر کرنی چاہیے جو اپنی اولادوں کو آوارگی اور گناہوں کے مواقع مہیا کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو موسیقی اور کھیل کا ریلہ بنا کر ذلت و رسوائی کا طوق اپنے گلے میں ڈالتے ہیں۔ ایسے ماں باپ جہاں اپنی بد اعمالیوں کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائیں گے وہاں اولاد کا ہاتھ بھی ان کے گریبان پر ہوگا اور ان کی اولاد ان سے پوچھے گی کہ ”ہمیں نیک راہ کیوں نہ دکھائی.....؟“

فضل الحسن الخلق

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ آدمی اپنے اچھے اخلاق کے باعث رات کو قیام کرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے کے درجات کو پالیتا ہے۔

۷۰۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيُذْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَاتٍ قَائِمِ اللَّيْلِ صَائِمِ النَّهَارِ)). [الصحیحۃ: ۷۹۵]

تخریج: الصحیحۃ ۷۹۵۔ ابو داؤد (۴۹۸۸) ابن حبان (۳۸۰) الحاکم (۱/۱)

ابو امامہؓ سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ آدمی اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے، رات کو جاگنے والے، دن کی دھوپ میں پیاس برداشت کرنے والے (روزہ دار) کے درجہ کو حاصل کر لیتا ہے۔

۷۱۔ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيُذْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةً السَّاهِرِ بِاللَّيْلِ الظَّامِ بِالنَّهَارِ)). [الصحیحۃ: ۷۹۴]

تخریج: الصحیحۃ ۷۹۴۔ تمام الرازی فی الفوائد (۱۵۱۸) طبرانی فی الکبیر (۷۷۰۹)

باب الأهمية بصلة الأرحام

۷۲۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّحِمَ شُجْنَةٌ آخِذَةٌ بِحُجْزَةِ الرَّحْمَنِ، يَصِلُ مَنْ وَصَلَهَا، وَيَقْطَعُ مَنْ قَطَعَهَا)).

[الصحيحة: ۱۶۰۲]

تخریج: الصحیحة ۱۶۰۲۔ احمد (۳۲۱/۱) ابن ابی عاصم فی السنة (۵۳۸) والبزار (الكشف: ۱۸۸۳)

باب: صلہ رحمی کی فضیلت

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے اپنی انگلی کو مروڑا اور فرمایا: رحمِ رحمن کی شاخ ہے ملی ہوئی۔ اُس کے لیے تیز زبان ہے، جو چاہتی ہے وہ بولتی ہے، جس نے اُس کو ملایا اللہ اُس کو ملائے گا، اور جس نے اس کو توڑا اللہ اُس کو توڑے گا۔

باب: فضل صلة الرحم

۷۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: عَطَفَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِصْبَعَهُ فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّحِمَ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ. عَزَّوَجَلَّ. وَاصِلَةٌ لَهَا لِسَانٌ ذَلِيقٌ، تَتَكَلَّمُ بِمَا شَاءَتْ، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللَّهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللَّهُ)).

[الصحيحة: ۲۴۷۴]

تخریج: الصحیحة ۲۴۷۴۔ ابو داود الطیالسی (۲۵۵۰) احمد (۲/۱۸۹، ۲۰۹) ابن ابی شیبہ (۳۵۰/۸)

روح، روح کے ساتھ ضرور ملتی ہے

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، بے شک اُس کے باپ نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کر رہا ہوں، تو میں نے اُس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ تو آپ نے فرمایا: یقیناً روح، روح سے ملاقات کرتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا: بیٹھ اور سجدہ کر اور اُس طرح کر جس طرح تو نے دیکھا، رسول اللہ نے اپنا سر اس طرح جھکایا (عقمان نے اپنے سر کو پیچھے ہٹا کر کہا) پس اُس نے اپنی پیشانی رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر رکھی۔

ان الروح لتلقى الروح

۷۴۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي أَسْجُدُ عَلَى جَبْهَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَخْبَرْتُ بِذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: ((إِنَّ الرُّوحَ لَتَلْقَى الرُّوحَ)) [وَفِي رِوَايَةٍ: إِنْ جَلَسَ وَأَسْجَدَ وَأَصْنَعَ كَمَا رَأَيْتَ] وَأَقْنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَكَذَا، قَالَ عَفَّاءُ بِرَأْسِهِ إِلَى خَلْفٍ [فَوَضَعَ جَبْهَتَهُ عَلَى جَبْهَةِ النَّبِيِّ ﷺ].

[الصحيحة: ۳۲۶۲]

تخریج: الصحیحة ۳۲۶۲ نسائی فی الکبری (۷۳۱) ابن ابی شیبہ (۷۸/۱۱) احمد (۲۱۵/۵)

فوائد: حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہما کو آپ ﷺ نے خواب پورا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جائز اور نیک خواب کو پورا کر دینا چاہیے، اس حدیث کو سمجھنے سے قبل تین باتیں سامنے رکھیں (۱) مجہولہ..... جس کو مجہد کیا جاتا ہے اور وہ ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ (۲) مجہولہ..... جس

طرف سجدہ کیا جاتا ہے۔ اور وہ قبلہ ہے۔ (۳) سجدہ علیہ..... جس پر سجدہ کیا جاتا ہے..... اور وہ زمین، مصلیٰ اور چٹائی وغیرہ کوئی چیز ہو سکتی ہے۔ حضرت خزیمہ ؓ نے خواب میں سجدہ علیہ آپ ﷺ کی پیشانی کو دیکھا، اور آپ ﷺ سے آکر بیان کیا تو آپ ﷺ نے اپنی پیشانی پر پیشانی رکھ کر سجدہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ سجدہ اللہ تعالیٰ ہی تھے اور سجدہ الیہ قبلہ ہی تھا، آپ کی پیشانی صرف سجدہ علیہ تھی۔ (اچھی طرح سمجھ لیں)

کراہیۃ الاخذ بالامارة

امارت لینے کی کراہت کا بیان

حمید سے مروی ہے، وہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، اُس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو لشکر کا امیر مقرر کیا، جب وہ چلا گیا اور آپ کی طرف واپس لوٹا تو آپ نے اُس سے کہا: تم نے امارت کو کیسا پایا؟ اُس نے کہا: میں بعض لوگوں کی طرح تھا، جب میں سوار ہوتا وہ سوار ہوتے۔ اور جب میں اترتا وہ اترتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک امیر مشقت کے دروازے پر ہوتا ہے مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچالے۔ آدمی نے کہا اللہ کی قسم نہ آپ کے لیے اور نہ ہی آپ کے غیر کے لیے کبھی امیر بنوں گا۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔

۷۵۔ عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: عَنْ رَجُلٍ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ، فَلَمَّا مَضَى وَرَجَعَ إِلَيْهِ قَالَ لَهُ: ((كَيْفَ وَجَدْتَ الْإِمَارَةَ؟)) فَقَالَ: كُنْتُ كَبَعْضِ الْقَوْمِ، كُنْتُ إِذَا رَكِبْتُ رَكِبُوا، وَإِذَا نَزَلْتُ نَزَلُوا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ صَاحِبَ السُّلْطَانِ عَلَى بَابِ عَنَتٍ، إِلَّا مَنْ عَصَمَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ)) فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللَّهِ لَا أَعْمَلُ لَكَ وَلَا لِغَيْرِكَ أَبَدًا. فَضَحِكَ النَّبِيُّ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ. [الصحيحہ: ۳۲۳۹]

تخریج: الصحيحہ ۳۲۳۹ طبرانی فی الکبیر (۳۶۰۳)

باب من البلاء على الأنبياء

انبياء کرام پر تکلیفوں کا بیان

ابن مسعود ؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مقام ہجرانہ پر حنین کے مال غنیمت کو تقسیم کیا، تو صحابہ نے آپ کے گرد بہت بھیڑ کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ، اللہ نے اُس کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے اُس کو جھٹلایا اور اُس کا سر پھوڑ دیا۔ وہ اپنی پیشانی سے خون صاف کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے اللہ میری قوم کو معاف کر دے کیونکہ وہ میرے مقام کو نہیں جانتی۔ ابن مسعود کہتے ہیں، اب بھی یہ منظر میری نگاہوں میں ہے، کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کی طرف، آپ اس نبی کی نقل کرتے ہوئے اپنی پیشانی سے پونچھ

۷۶۔ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: لَمَّا قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ (بِالْجِعْرَانَةِ) اِزْدَحَمُوا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللَّهِ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى قَوْمِهِ، فَكَذَّبُوهُ وَشَجَّوْهُ، فَكَانَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ جَبْهَتِهِ وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِقَوْمِي، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ)) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: فَكَانَتْنِي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَحْكِي الرَّجُلُ يَمْسَحُ عَنْ جَبْهَتِهِ. [الصحيحہ: ۳۱۷۵]

رہے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۷۵۔ الادب المفرد (۷۵۷) احمد (۱/ ۳۲۷، ۳۵۶) ابو یعلیٰ (۳۹۹۲)

فوائد: اس حدیث کے علاوہ جو آپ ﷺ کی طرف واقعہ طائف کے موقع پر اللہم! اغفر لقومی، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ کہنا منسوب کیا جاتا ہے وہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ البتہ آنجناب ﷺ تو اپنی امت کی ہدایت کے اس قدر خواہش مند تھے کہ ہمہ وقت اُن کے لیے دعا کرتے رہتے تھے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ کے سامنے روتے اور اپنی امت کی بخشش کا سوال کرتے۔ اور کبھی کبھار اس قدر پریشان ہو جاتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کو تسلی دینے کے لیے جبریل علیہ السلام کو بھیج دیتے، کہ میرے پیارے حبیب ﷺ کو کہہ دو کہ آپ امت کے معاملہ میں زیادہ پریشان نہ ہوں ﴿وَإِنَّا سَنُعَذِّبُكَ فِيْ أَثَرِكَ﴾ ہم تجھے تیری امت کے بارے میں خوش کروں گے۔ اور آپ اپنی امت کے معاملہ میں اس قدر خیر خواہ تھے کہ گالیاں دینے والے کو بھی دعا دیتے تھے۔ آج وارثین مسند نبوت، علماء و صلحا کو بھی اسی طرح صبر و تحمل اور خیر خواہی کا پیکر ہونا چاہیے۔ راہ خدا میں آنے میں والی ہر مصیبت و پریشانی کو خندہ پیشانی سے قبول کرنا چاہیے۔ مگر افسوس! آج کے اکثر علماء و خطباء کا کردار ہی لوگوں کی ہدایت میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

باب: قطع تعلقی کے باوجود صلہ رحمی کی فضیلت

باب: فضل صلة الرحم وان قطعت

ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے بے شک ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے رشتہ دار ہیں، میں اُن سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ توڑتے ہیں، میں اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں، وہ برا سلوک کرتے ہیں، اور میں سمجھداری و دانائی سے کام لیتا ہوں، وہ جہالت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر ایسا ہی ہے جس طرح تو کہہ رہا ہے تو تو اُن کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے۔ جب تک تیری یہ کیفیت رہے گی، اللہ کی طرف سے ہمیشہ تیرے ساتھ مددگار رہے گا۔

۷۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لِنِي قَرَابَةٍ، أَصْلُهُمْ وَيَقْطَعُونَ، وَأَحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيَسِيئُونَ، وَأَحْلُمُ وَيَجْهَلُونَ، قَالَ: ((إِنْ كَانَ كَمَا تَقُولُ فَكَأَنَّمَا تُسْفِهُمُ الْمَلَّ، وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللَّهِ ظَهِيرٌ مَّا دُمْتَ عَلَى ذَلِكَ)). [الصحیحة: ۲۵۹۷]

تخریج: الصحیحة ۲۵۹۷۔ ابو اسحاق الحریری فی غریب الحدیث (۵/ ۶۳، ۲/ ۳۸۳) مسلم (۲۵۵۸)

فوائد: اگر آج اس ایک حدیث پر عمل کر لیا جائے تو آدمی برادری، رشتہ داری اور تعلق داری کے تمام مسائل سے نجات حاصل کر سکتا ہے اور آج بھی ایسے لوگوں کا مددگار رحمن ہوتا ہے جو باوجود زیادتی و ظلم کے بھی کلمہ خیر ہی کہتے ہیں لیکن ہمارے ہاں اینٹ آ جواب پتھر سے دینا اپنی بہادری اور عزت کا معیار سمجھا جاتا ہے اور جب آدمی برابر زیادتی پر اتر آئے تو نصرت الہی اٹھ جاتی ہے اور آدمی ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ سے حقیقی محبت کا بیان

باب الحقيقة من حب رسول الله

انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہتے ہیں، نبی ﷺ کے ہاں

۷۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: نَزَلَ بِالنَّبِيِّ

بحرین سے مہمان ٹھہرے، آپ نے اپنے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا، وہ آپ کے وضو کے پانی کی طرف لپکے، اُس میں سے انہوں نے جو پایا، پل لیا، اور جو اُس میں سے زمین پر گرا انہوں نے اُسے اپنے چہروں، سروں اور سینوں پر مل لیا۔ نبی نے اُن سے کہا: کس چیز نے تم کو اس پر اکسایا؟ انہوں نے کہا آپ کی محبت نے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کریں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول تم سے محبت کرے تو تین خوبیوں پر ہمیشگی کرو، (۱) سچی بات (۲) امانت کی ادائیگی۔ (۳) اور اچھا پڑوس، کیونکہ پڑوسی کو تکلیف دینا نیکیوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح سورج برف کو مٹا دیتا ہے۔

أَضْيَافٌ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِوَضُوئِهِ، فَتَوَضَّأَ قَبَادُرُوا إِلَى وَضُوئِهِ فَشَرِبُوا مَا أَدْرَكُوهُ مِنْهُ وَمَا انْصَبَّ مِنْهُ فِي الْأَرْضِ فَمَسَحُوا بِهِ وَجُوهَهُمْ وَرُؤُوسَهُمْ وَصَدُّورَهُمْ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ مَا دَعَاكُمْ إِلَى ذَٰلِكَ؟ قَالُوا: حُبًّا لَكَ، لَعَلَّ اللَّهَ يُحِبَّنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ أَنْ يُحِبَّكُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَحَافِظُوا عَلَى ثَلَاثٍ خِصَالٍ: صِدْقِ الْحَدِيثِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، وَحُسْنِ الْجُورَارِ، فَإِنَّ أَدَى الْجَارِ يَمْحُو الْحَسَنَاتِ كَمَا تَمْحُو الشَّمْسُ الْجُلَيْدَ)). [الصحيحہ: ۲۹۹۸]

تخریج: الصحيحہ ۲۹۹۸۔ الخلی فی الفوائد (۱۸/۷۳/۱) شاطبی فی الاعتصام (۱۳۹/۲) طبرانی فی الاوسط (۶۵۱۳) بیہقی فی الشعب (۱۵۳۳)

فوائد: محبت صرف ظاہری عقیدت کا نام نہیں بلکہ سچی محبت میں اپنے محبوب جیسا کردار بنانا لازمی ہے۔ اِنَّ الْمُحِبَّ لَعَنَ يُحِبُّ مُطِيعٌ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے، ہمارے ہاں بھی عاشقان رسول اور محبان مصطفیٰ صرف جذبات، نعرہ بازی اور جشن منانے کو ہی کافی سمجھتے ہیں، جبکہ نجات اور آپ کی شفاعت پانے کے لیے آپ کی ہر سنت پر عمل کرنا ضروری ہے، اس حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محبت رسول اور محبت الہی حاصل کرنے کے لیے وضو کے قطرات کو اپنے جسم پر مل لینا اور ان سے تبرک حاصل کر لینا ہی کافی نہیں، اگر تم واقعی اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بننا چاہتے ہو تو ہمیشہ سچ بولو، امانت ادا کرو اور اپنے پڑوسی سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خوشگوار زندگی کے تینوں اصولوں پر عمل پیرا ہو کر اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت نصیب فرمائے۔

حیاء کی اہمیت کا بیان

آپ ﷺ نے فرمایا: ہر دین کے لئے ایک خاص خلق ہے، اور اسلام کا وہ خلق حیاء ہے۔ یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

باب اہمیت الحیاء

۷۹۔ قَالَ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا، وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ)) رَوَى مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ۔ [الصحيحہ: ۹۴۰]

تخریج: الصحيحہ ۹۴۰۔ ابن ماجہ (۳۱۸۱) خرائطی فی المکارم (۲۸۸) طبرانی فی الصغير (۱۳-۱۳/۱) من حدیث انس رضی اللہ عنہما خرائطی فی المکارم (۲۸۹) ابو نعیم فی الحلیۃ (۲۲۰/۳) من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما

أحب عباد الله أرقها و لينها

نرمی اور شفقت کرنے والے اللہ کے محبوب بندے

ہیں

ابو عبدہ خولانی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف مرفوع کر کے بیان کرتے ہیں: بلاشبہ اہل زمین میں سے اللہ تعالیٰ کے لئے برتن ہیں، اور تمہارے پروردگار کے برتن نیک لوگوں کے دل ہیں۔ اور اُن میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ اسے نرمی اور شفقت والے ہیں۔

۸۰۔ عَنْ أَبِي عَنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ لِلَّهِ آيَةً مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ وَآيَةُ رَبِّكُمْ قُلُوبُ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ، وَأَحَبُّهَا إِلَيْهِ أَلْيُنَهَا وَأَرْقَاهَا)). [الصحيحه: ۱۶۹۱]

تخریج: الصحيحه ۱۶۹۱۔ طبرانی فی الکبیر (ق/۳۰) المتفق منہ) مرفوعاً ابو طالب مکی المؤذن فی حدیثہ (ق/۲۳۰) ضیاء المقدسی فی المتفق من حدیث ابنی علی الاوقی (۲/۱) موقوفاً علی ابن عنبة الخولانی رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن احمد فی الزهد لابیہ (۷۲۷) عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ

باب: اللہ کے لیے آپس میں محبت کرنے والوں کی

باب: من صفات المتحابين في الله

صفات اور اللہ کے نزدیک ان کا مقام

ومنزلتهم عند الله

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں، نبی ہیں نہ ہی شہید، لیکن شہداء و انبیاء اُن کے اللہ کے قریب ہونے کی وجہ سے اُن سے رشک کریں گے۔ پس اعرابی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں اُن کی صفت بیان کریں اور ہمارے لیے اُن کو واضح کریں۔ آپ نے فرمایا: لوگوں میں سے ایک قوم ہوگی مختلف قبیلوں سے۔ جنہوں نے اللہ کے لئے باہم تعلق رکھا اور اُسی کے لیے محبت کی، قیامت کے روز اللہ عزوجل اُن کے لیے نور کے منبر رکھیں گے۔ لوگ ڈریں گے اور وہ نہیں ڈریں گے۔ وہ اللہ کے ایسے ولی ہیں نہ اُن پر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۸۱۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَيَسُوا بَأَنْبِيَائِهِ وَلَا شُهَدَاءَ، يَغْفِبُهُمُ الشُّهَدَاءُ وَالْأَنْبِيَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لِقُرْبِهِمْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى. وَمَجْلِسُهُمْ مِنْهُ فَجَحًا أَعْرَابِيٌّ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! صِفْهُمْ لَنَا وَحَلِّهِمْ لَنَا قَالَ: قَوْمٌ مِنْ أَفْنَاءِ النَّاسِ، مِنْ نَزَاعِ الْقَبَائِلِ، تَصَادَقُوا فِي اللَّهِ، فَتَحَابُّوا فِيهِ، يَضَعُ اللَّهُ عِزَّوَجَلَّ. لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنَابِرٌ مِنْ نُورٍ، يَخَافُ النَّاسُ وَلَا يَخَافُونَ هُمْ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ. عِزَّوَجَلَّ. الَّذِينَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ)). [الصحيحه: ۳۴۶۴]

تخریج: الصحيحه ۳۴۶۴۔ حاکم (۱/۱۷۰-۱۷۱) من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما نسائی فی الکبری (۱۱۳۳۶) ابو یعلیٰ (۶۱۱۰) من حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ احمد (۵/۳۳۳) بیہقی فی الشعب (۹۰۰) من حدیث ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہ

فوائد: رنگ و روپ، منصب اور دولت دیکھ کر ہر کوئی ٹوٹ پڑتا ہے۔ قابل رشک ہیں وہ لوگ جو صرف کردار، عمل اور پاکیزہ سیرت دیکھ کر محبت کرتے ہیں۔ اور جو دوستی اور پیار اللہ کے لیے ہو اُس کی لذت، مٹھاس اور خوشبو روحانی زندگی کو معطر کر دیتی ہے۔ نیک مقاصد کے حصول کے لیے لوجہ اللہ کسی سے محبت کرنا بہت بڑا نیک عمل ہے۔ جو لوگ قوم، نسل، رنگ روپ اور دنیا داری کے اندھیروں سے نکل کر اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں، خداوند قدوس اُن کو قیامت کے روز روشنی کے مندروں پر جلوہ افروز کریں گے اور اُن کو کسی قسم کا خوف و خطر نہیں ہوگا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ شرف و سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

سیدھے سادے بااخلاق مسلمان کی فضیلت کا بیان

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے، سیدھا سادہ مسلمان اپنے عمدہ مزاج اور اچھے اخلاق کی وجہ سے بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور آیات الہی کے ساتھ لمبا قیام کرنے والے کے درجہ کو پالیتا ہے۔

فضل المسلم المسدد

۸۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الْمُسْلِمَ الْمُسَدَّدَ لِيَذْرُوكَ دَرَجَةَ الصَّوَامِ الْقَوَامِ بآيَاتِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ لِكَرَمِ ضَرِيَّتِهِ وَحُسْنِ خُلُقِهِ)).

[الصحيحه: ۵۲۲]

تخریج: الصحيحه ۵۲۲۔ احمد (۲/۲۲۰) طبرانی فی الکبیر والایوسط (۳۱۵۰) کما فی المجمع (۸/۲۲) وفی الاوسط عبداللہ بن عمر وهو تصحیف۔ واللہ اعلم!

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ مجھے محبوب وہ لوگ ہیں، جو تم میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت عمدہ ہیں۔

۸۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعًا: ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا)).

[الصحيحه: ۷۹۲]

تخریج: الصحيحه ۷۹۲۔ احمد (۲/۱۸۹) بخاری (۳۷۵۹) بلفظ "اخلاقاً"

جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ نے فرمایا: تم میں سے سب سے زیادہ مجھے محبوب اور قیامت کے روز میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت عمدہ ہیں اور تم میں سے مجھے سب سے زیادہ نفرت والے اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو بات کرنے میں بناوٹ سے کام لیتے ہیں، منہ پھاڑ کر باتیں کرتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں۔ صحابہ نے کہا: ہم ثنادر اور متشدقون کو جانتے ہیں متفہقون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا تکبر کرنے والے۔

۸۴۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ، وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنْ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرَّاءُورُونَ، وَالْمُتَشَدِّقُونَ، وَالْمُتَفَهِّقُونَ، قَالُوا: قَدْ عَلِمْنَا الثَّرَّاءُورُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ، فَمَا الْمُتَفَهِّقُونَ؟ قَالَ: الْمُتَكَبِّرُونَ)).

[الصحيحه: ۷۹۱]

تخریج: الصحيحه ۷۹۱۔ ترمذی (۲۰۱۸) الخطیب فی تاریخ بغداد (۲/۲۳)

ان من أشد الناس بلاء الانبياء

۸۵۔ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ حُدَيْفَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمَّتِهِ فَاطِمَةَ، قَالَتْ أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ نَعُوذُ فِي نِسَاءٍ، فَإِذَا سِقَاءٌ مُعَلَّقٌ نَحْوَهُ، يَقْطُرُ مَاءٌ عَلَيْهِ (وَفِيهِ رَوَايَةٌ: عَلَى قُوَادِهِ) مِنْ شِدَّةِ مَا يَجِدُ مِنْ حَرِّ الْحُمَى، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ دَعَوْتَ اللَّهَ فَشَفَاكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ بَلَاءَ الْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)). [الصحيحة: ۳۲۶۷]

لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائشیں انبیاء پر آتی ہیں حسین بن عبدالرحمن نے ابوعبیدہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ اپنی پھوپھی فاطمہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کئی عورتیں عیادت کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں، جبکہ ایک لنگی ہوئی مشک سے پانی کے قطرات آپ پر گر رہے تھے، اور ایک روایت میں ہے آپ کے دل پر، اس وجہ سے جو آپ بخار کی گری کی شدت پارہے تھے۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ، اگر آپ اللہ سے دعا کریں تو آپ کو شفا دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے آزمائش کے اعتبار سے سب سے زیادہ سخت انبیاء ہیں۔ پھر ان کے بعد پھر ان کے بعد، پھر ان کے بعد جو لوگ ہیں۔

تخریج: الصحيحة ۳۲۶۷۔ نسائی فی الکبریٰ (۷۴۹۶/۲) احمد (۳۶۹۶/۲) حاکم (۴۰۴/۳)

فوائد: نیک آدمی پر بیماری، مصیبت یا کسی آزمائش کا آجانا عیب نہیں ہے، بلکہ یہ سنت اللہ (اللہ کا طریقہ) ہے۔ کہ وہ اپنے نیک بندوں کو طرح طرح کے امتحان میں ڈال کر آزماتا رہتا ہے اور ان کا ایمان بڑھتا رہتا ہے۔ دیے تو ہر دم آزمائشوں سے پناہ مانگتی چاہیے اور ہمہ وقت دست بستہ التجا کرنی چاہیے کہ مولیٰ آزمائشوں کے قابل نہیں، بغیر آزمائش اور امتحان کے ہم پر فضل و کرم فرما، لیکن اگر کوئی لنگی، بیماری یا پریشانی آجائے تو اُس کو فیصلہ الہی سمجھ کر قبول کرنا چاہیے اور کبھی ناشکری امد اس کی ذات کا گلہ شکوہ نہیں کرنا چاہیے۔ یاد رہے! ناشکری اور شکوہ سے پریشانی میں اضافہ تو ہو سکتا ہے کمی نہیں ہو سکتی۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو آزمائش میں بھی قرب الہی کے متلاشی رہتے ہیں۔

ان من أفرى الفرى

۸۶۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفَرَى أَنْ يَرَى عَيْنَيْهِ فِي الْمَنَامِ مَا لَمْ تَرَ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹوں میں سے یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے کہ آدمی نیند میں اپنی آنکھوں کو وہ دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھا۔

تخریج: الصحيحة ۳۰۶۳۔ احمد (۹۶/۲) بخاری (۷۰۴۳)

☆ عموماً لوگ خواب بیان کرتے ہوئے مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں، اپنی شہرت یا نیک نامی کے لیے وہ کچھ بیان کرتے ہیں جو خواب میں نہیں دیکھا ہوتا جبکہ ایسا کرنا حد درجہ کبیرہ گناہ ہے۔ تعبیر کے لیے من و عن وہی کچھ بیان کرنا چاہیے جو خواب میں دیکھا ہو۔

تفسير الآية: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

تكونوا كالذين آذوا موسى.....

اے ایمان والوں! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف دی کی تفسیر کا بیان

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، بلاشبہ موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی شرم والے اور بدن ڈھانپنے والے شخص تھے۔ ان کی حیاء کی وجہ سے اُن کے بدن کا کوئی حصہ بھی نہیں دیکھا جاسکتا تھا، بنی اسرائیل میں سے چند لوگوں نے آپ کو تکلیف پہنچائی اور انہوں نے کہا کہ موسیٰ بدن چھپانے کا اہتمام صرف اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے جسم میں عیب ہے یا بھلہبری یا خصیتیں بڑھے ہوئے ہیں یا کوئی اور آفت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ حضرت موسیٰ کو اس تہمت سے بری فرمائیں، جو انہوں نے لگائی ہے۔ ایک دن موسیٰ علیہ السلام تنہائی میں علیحدہ ہوئے اور اپنے کپڑوں کو پتھر پر رکھا پھر غسل کیا جب فارغ ہوئے تو کپڑوں کی طرف گئے تاکہ اُن کو اٹھائیں تو پتھر آپ کے کپڑوں سمیت بھاگ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اٹھایا اور پتھر کے پیچھے دوڑے اور کہہ رہے تھے کہ اے پتھر! میرے کپڑے، اے پتھر میرے کپڑے۔ حتیٰ کہ بنی اسرائیل کی جماعت تک پہنچ گئے۔ انہوں نے آپ کو ننگا دیکھا، اللہ کی مخلوق میں سب سے اچھی حالت میں۔ اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی باتوں سے براءت کر دی، انہوں نے کہا، اللہ کی قسم موسیٰ میں کوئی نقص نہیں۔ چنانچہ پتھر ٹھہر گیا، آپ نے اپنے کپڑوں کو اٹھایا اور پہنا اور لائشی سے پتھر پر مارنا شروع کر دیا۔ اللہ کی قسم اس پتھر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ نشانات پڑ گئے اور اس آیت میں اسی واقعہ کا تذکرہ ہے: ”اے ایمان والو! اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ، جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف دی تو اللہ نے اُسے اُس سے بری قرار دیا جو انہوں نے کہا اور اللہ کے ہاں بڑی وجاہت والے تھے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۷۵۔ بخاری (۳۳۰۴/۲۷۸) مسلم (۳۳۹) ابو عوانۃ (۲۸۱/۱) ترمذی (۳۲۲۱)

فوائد: بدعمل، زبان دراز اور شاطر لوگ ہمیشہ نیک لوگوں کی ٹوہ میں رہتے ہیں، اہل اللہ کو پریشان کرنا اُن پر فقرے بازی کرنا اور اُن پر تہمتیں لگانا، ایسے لوگوں کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی ہمیشہ اپنے نیک لوگوں کا دفاع کرتے آ رہے ہیں، اور قیامت تک وہ

۸۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيًّا سِتِيرًا لَا يُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتَحْيَاءً مِنْهُ، فَإِذَا مِنْ آذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَقَالُوا: مَا يَسْتُرُ هَذَا السِّتْرَ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُذْرَةٌ وَإِمَّا آفَةٌ، وَإِنَّ اللَّهَ أَرَادَ أَنْ يُبَيِّنَهُ مِمَّا قَالُوا لِمُوسَى، فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهُ، فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الْحَجَرِ، ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلَى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا، وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ، فَاخَذَ مُوسَى عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: تَوْبَى حَجَرًا! تَوْبَى حَجَرًا! حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلَأٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَرَأُوا عُرْبَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ أَبْرَاهَ مِمَّا يَقُولُونَ، [قَالُوا: وَاللَّهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ] وَقَامَ الْحَجَرُ، فَاخَذَ ثَوْبَهُ فَلَبَسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بَعْضَاهُ، قَوْلًا: إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَذْبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ، ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿بِأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّ هُوَ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا﴾)) [الصحيحہ: ۳۰۷۵]

اپنے نیک بندوں کا نگہبان و نگران ہے۔ اس حدیث میں بنی اسرائیل کی الزام تراشی اور تہمت کا ذکر ہے جو انہوں نے حضرت موسیٰ پر لگائی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بری فرمادیا۔ معلوم ہوا کسی کی شرافت، خاموشی اور سادگی کو اُس کی خامی یا بزدلی نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ ہی وارثینِ مسند نبوت باعمل علمائے کرام کی پگڑی اچھائی چاہیے۔

من قتل کافراً فله سلبہ جس نے کسی کافر کو قتل کیا، تو اس کے لیے ہی اس کا

سلب ہے

انس بن مالک ؓ سے مروی ہے بے شک ہوازن قبیلہ کے لوگ حنین والے دن عورتوں، بچوں اونٹوں اور بکریوں کے ساتھ آئے۔ اُن کو قطاروں میں کھڑا کر دیا تاکہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں اپنی کثرت کا مظاہرہ کریں۔ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان مذبھیر ہوئی تو مسلمان منہ پھیر کر بھاگ گئے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں اور کہا اے انصار کی جماعت میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دے دی نہ نیزے کا کسی کو زخم لگا نہ تلوار کی چوٹ آئی، نبی ﷺ نے اُس دن فرمایا: جس نے کافر کو قتل کیا، اُس کا چھینا ہوا مال اُس کے لیے ہے۔ ابو قتادہ ؓ نے اُس دن میں آدمی قتل کئے اور اُن کا مال بھی لے لیا۔ اور ابو قتادہ نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے ایک آدمی کے کندھے کے پٹھے پر مارا اور اُس پر زہر تھی۔ اس کا چھینا ہوا مال میرے پکڑنے سے پہلے کسی اور نے لے لیا، اے اللہ کے رسول دیکھیے! وہ کون شخص ہے؟ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے وہ لیا تھا، آپ اُس کے بدلے قتادہ کو راضی کر دیں اور وہ مجھے ہی دے دیں۔ نبی خاموش ہو گئے اور آپ سے جو بھی سوال کیا جاتا آپ دے دیتے یا خاموش ہو جاتے۔ عمر ؓ نے کہا: نہیں اللہ کی قسم (ایسا نہیں ہوگا) اللہ تعالیٰ نے اپنے شیروں میں سے کسی شیر کو مال فنی دے دیا اور آپ تجھے دے دیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے۔

۸۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ هَوَازَنَ جَاءَتْ يَوْمَ حُنَيْنٍ بِالنِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ وَالْإِبِلِ وَالْغَنَمِ، فَصَفُّوهُمْ صُفُوفًا لِيُكْثِرُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ، فَالْتَمَى الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ، فَوَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ كَمَا قَالَ اللَّهُ - تَعَالَى - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ)) وَقَالَ: ((يَا مُعَشَرَ الْأَنْصَارِ! أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ)) فَهَزَمَ اللَّهُ الْمُشْرِكِينَ، وَلَمْ يَطْعَنْ بِرُمَحٍ، وَلَمْ يُضْرَبْ بِسَيْفٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ كَافِرًا فَلَهُ سَلْبُهُ)) فَقَتَلَ أَبُو قَتَادَةَ يَوْمَئِذٍ عَشِيرَتَيْنِ رَجُلًا، وَأَخَذَ أَسْلَابَهُمْ، فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ضَرَبْتُ رَجُلًا عَلَى حَبْلِ الْعَاتِقِ، وَعَلَيْهِ دِرْعٌ لَهُ فَأُغْجِلْتُ عَنْهُ أَنْ أَخَذَ سَلْبَهُ، فَاظْطَرَّ مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنَا أَخَذْتُهَا، فَأَرْضِ مِنْهَا، فَأَعْطَيْنِيهَا! فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ، ((وَكَانَ لَا يُسَالُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ أَوْ سَكَتَ)) فَقَالَ عُمَرُ: لَا وَاللَّهِ، لَا يُفِيءُ اللَّهُ عَلَى أَسَدٍ مِنْ أَسَدِهِ وَيُعْطِيكُمَا! فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

[الصحيحه: ۲۱۰۹]

تخریج: الصحیحہ ۲۱۰۹۔ حاکم (۲/ ۱۳۰) ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۵) مختصراً ابن حبان (۳۸۳۶) احمد (۳/ ۱۹۰) مسلم (۲۳۱۳) من طریق آخر عن انس رضی اللہ عنہ

فضل المتحابین فی اللہ و اہمیتہ

اللہ کے لیے محبت کرنے والوں کی فضیلت و اہمیت کا

بیان

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چند لوگ بیٹھے تھے کہ ایک آدمی قریب سے گزرا اور آپ کے پاس بیٹھے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے اُس گزرنے والے آدمی کے بارے میں کہا: میں اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس کو بتلایا ہے؟ اُس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: اُس کو جا کر بتلا۔ وہ اُس کی طرف گیا اور اُس کو بتلایا۔ تو اس نے کہا: وہ ذات تیرے ساتھ محبت کرے جس کے لیے تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ پھر وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور جو اُس نے کہا تھا آکر بتلایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تو اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔ جو تو نے ثواب کی نیت کی وہ تجھے ملے گی۔

۸۹۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَعِنْدَهُ نَاسٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ عِنْدَهُ: إِنِّي لِأَحِبُّ هَذَا لِلَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعْلَمْتُمْ؟)) قَالَ: لَا۔ قَالَ: ((فَقُمْ إِلَيْهِ فَأَعْلِمْهُ)) فَقَامَ إِلَيْهِ فَأَعْلَمَهُ، فَقَالَ: أَحَبُّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ وَكَذَلِكَ مَا اخْتَسَبْتَ)). [الصحیحہ: ۳۲۵۳]

تخریج: الصحیحہ ۳۲۵۳۔ عبد الرزاق (۲۰۳۱۹) وعنه البيهقي في الشعب (۹۰۱۱) ترمذی (۲۳۸۶) مختصراً وللحديث طرق۔

باب: نبی ﷺ کی تواضع اور سخاوت کا بیان

عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ ایک عربی شخص سے بیان کرتے ہیں، اُس نے کہا: جنین والے دن میں رسول اللہ ﷺ سے ٹکرایا اور میرے پاؤں میں بھاری جوتی تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاؤں کو روندنا اور آپ کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ آپ نے اُس کے ساتھ مجھے پوکا دیا اور کہا بسم اللہ تو نے مجھے تکلیف دی۔ اُس نے کہا: میں نے رات اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے گزاری اور میں یہی کہہ رہا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دی ہے اور میں نے ایسی رات گزاری جو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ جب ہم نے صبح کی تو ایک آدمی کہہ رہا تھا فلاں شخص کہاں ہے؟

باب: من تواضعه ﷺ وجودہ

۹۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ: رَحِمْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ حُتَيْنٍ، وَفِي رِجْلَيَّ نَعْلٌ كَثِيفَةٌ، فَوَطِئْتُ عَلَى رِجْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَتَفَحَّيْتُ نَفْحَةً بِسَوِطٍ فِي يَدِهِ وَقَالَ: ((بِسْمِ اللَّهِ، أَوْ جَعَتْنِي)) قَالَ: فَبِئْتُ لِنَفْسِي لَائِمًا أَقُولُ: أَوْحَشْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَبِئْتُ بِلَيْلَةٍ كَمَا يَعْلَمُ اللَّهُ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا رَجُلٌ يَقُولُ: أَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: هَذَا وَاللَّهِ الَّذِي كَانَ مِنِّي بِالْأَمْسِ۔ قَالَ: فَأَنْطَلَقْتُ وَأَنَا

میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ وہی ہے جو مجھ سے کل ہوا تھا۔ میں ڈرتا ہوا جا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا: تو نے کل اپنے جوتے کے ساتھ میرے پاؤں کو روندنا ہے اور مجھے تکلیف دی ہے۔ اور میں نے کوڑے کے ساتھ تجھے پوکا دیا تھا یہ اسی (۸۰) گائیں ہیں، اُس کوڑا لگانے کے بدلے لے لو۔

مُنَحَوِّتٌ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّكَ وَطَنْتَ بِنَعْلِكَ عَلَى رِجْلِي بِالْأَمْسِ فَأَوْجَعْتَنِي، فَفَحَّحْتُكَ بِالسَّوِطِ، فَهَذِهِ كَمَا تَوْنُونَ نَعْجَةً فَخُذْهَا بِهَا)). [الصحيحه: ۳۰۴۳]

تخریج: الصحيحه ۳۰۴۳۔ دارمی (۷۳)

فوائد: جذبات میں آ کر ظلم پہ اتر آنا کوئی کمال نہیں معمولی سی بات پر کسی شخص کو ساری زندگی کے لیے اپنے سے دور کر لینا اللہ والوں کی شان نہیں۔ بلکہ نیک لوگ جوش میں آ بھی جائیں تو پھر ہوش میں آ کر فوراً سلامتی، عافیت اور درگزر کی راہ پر چلتے ہیں، اس حدیث سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کس قدر شریف النفس، بااخلاق، نرم دل اور محنتی تھے۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ کئی قسمیں اٹھا کر فرماتے ہیں ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ بلاشبہ آپ خلق عظیم کی بلندیوں پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے غلاموں کو بھی آپ کی سیرت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

خبر رسول اللہ من أمور الغیبیہ

رسول اللہ کا امور غیب کے متعلق خبر دینے کا بیان

عبداللہ ﷺ سے مروی ہے، ہم کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تم میرے بعد حق تلفی دیکھو گے اور ایسے کام بھی دیکھو گے جن کا تم انکار کرو گے، صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے حالات میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اُن کی طرف اُن کے حق ادا کرو اور اللہ تعالیٰ سے اپنے حق کا سوال کرو۔

۹۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً وَأُمُورًا تُنْكِرُونَهَا)) قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((ادُّوْا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ، وَسَلُّوْا اللَّهَ حَقَّكُمْ)). [الصحيحه: ۳۵۵۵]

تخریج: الصحيحه ۳۵۵۵۔ بخاری (۷۵۲) مسلم (۱۸۴۳) ترمذی (۲۱۹۰) احمد (۲۳۳/۱)

أهمية مكارم الاخلاق

عمدہ اخلاق کی اہمیت کا بیان

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ نے فرمایا: میں صرف اس لیے بھیجا گیا ہوں تاکہ اعلیٰ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں۔

۹۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ (وَفِي رِوَايَةٍ: صَالِح) الْأَخْلَاقِ)). [الصحيحه: ۴۵]

تخریج: الصحيحه ۳۵۔ الادب المفرد (۲۷۳) احمد (۳۱۸/۲) حاکم (۳۱۸/۲) ابن سعد (۱۹۲/۱)

مثل الجلیس الصالح والجلیس السوء

اچھے اور برے دوست کی مثال

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: اچھے ساتھی اور برے ساتھی کی مثال کستوری اٹھانے والے

۹۳۔ عَنْ أَبِي مُوسَى: عَنْ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوِّءِ:

اور بھٹی میں پھونکنے والے کی طرح ہے۔ کتوری اٹھانے والا یا تو تجھے دے دے گا یا تو اُس سے خرید لے گا یا تو اُس سے اچھی خوشبو ہی پائے گا۔ اور بھٹی میں جھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا تو اُس سے گندی ہوا پائے گا۔

كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِبْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ، إِمَّا أَنْ يُخَذِّبَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِبْرِ، إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ [مِنْهُ] رِيحًا خَبِيثَةً. [الصحيحہ: ۳۲۱۴]

تخریج: الصحيحہ ۳۲۱۴ بخاری ۲۱۰۱ (۵۵۳۳) مسلم (۲۶۲۸) احمد (۳/۳۰۳، ۳۰۵) ابوداؤد (۳۸۳۱، ۳۸۲۹)

فوائد: مٹی بھی اگر چارون گلاب کے نیچے رہے تو اُس سے بھی خوشبو آنا شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اچھے اور برے ساتھی کا آدمی کی طبیعت اور تربیت پر گہرا اثر ہوتا ہے، نیک لوگوں سے دوستی اور تعلق رکھنے والا چاہے کتنا بے عمل کیوں نہ ہو اُس کے لیے بالآخر نیکی کی منزل آسان ہو جاتی ہے اور وہ آہستہ آہستہ بذات خود باعمل اور نیک سیرت انسان بن جاتا ہے اور اگر وہ پہلے سے نیک ہو تو صالحین کی دوستی سے نیکی میں مزید پختگی اور رسوخ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ نہ کرے اگر چاروں طرف بے عمل یا بدعمل دوستوں کا گھیرا ہو تو آدمی ساری زندگی برائی کی دلدل میں دھنسا رہتا ہے۔ اور باہر نکلنے کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوتی۔ بالآخر ایسا شخص ساری زندگی ہدایت سے محروم رہتا ہے اور عذاب الہی کی پکڑ میں آ جاتا ہے۔ آج ہی غور فرمائیں!! آپ کا دوست نمازی ہے یا بے نماز.....؟ حلال کھاتا ہے یا حرام.....؟ شیطان کا دوست ہے یا رحمن کا فرمانبردار.....؟ دنیا کا حریص ہے یا آخرت کا فکر مند.....؟ اگر آپ کا دوست نمازی، حلال خور، رحمن کا فرمانبردار اور اپنی آخرت کا فکر مند ہے تو یقیناً ایسا دوست ہی پکا اور سچا دوست ہے جو جنت میں بھی ساتھ ہی رہے گا۔ بصورت دیگر بدعمل دوست حقیقت میں بدترین دشمن سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ بدترین دشمن تو موقع ملنے پر کبھی کبھار نقصان کرتا ہے جبکہ پہلو میں رہنے والا بدعمل دوست ہمیشہ دینی اور اخروی زندگی کا نقصان کرتا ہے۔

اچھے اخلاق کی توفیق اللہ ہی دیتا ہے

انما يَهْدِي إِلَى أَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ اللَّهُ

طاؤس سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے منبر پر ارشاد فرمایا: اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی اللہ ہی فرماتا ہے اور برے اخلاق سے بھی وہی دور کرتا ہے۔

۹۴۔ عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((إِنَّمَا يَهْدِي إِلَى أَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ: اللَّهُ، وَإِنَّمَا يَصْرِفُ أَسْوَأَهَا هُوَ)).

[الصحيحہ: ۳۲۵۵]

تخریج: الصحيحہ ۳۲۵۵ عبد الرزاق (۲۰۱۵۶) عن طاؤس مرسلا۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۸۹۶) من طریق طاؤس عن ابن عباس موصولا۔

فوائد: اچھے اخلاق و آداب اپنانے اور گھٹیا عادات و حرکات نہ کرنے کی توفیق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے حسن اخلاق کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ آپ ﷺ حسن اخلاق کے لیے مندرجہ ذیل دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لَاحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لَاحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَ الْاَخْلَاقِ لَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ ”اے اللہ! اچھے اخلاق کی طرف تو ہی رہنمائی کرتا ہے۔ میری رہنمائی اچھے اخلاق کی طرف فرما اور برے اخلاق کو تو ہی دور

کرتا ہے۔ مجھ کو برے حالات سے دور فرما۔“ اس دعا کے علاوہ بھی سرکارِ دو عالم ﷺ حسن اخلاق کے لیے بے شمار دعائیں فرمایا کرتے تھے۔

خوش کلامی اور کھانا کھلانے کی ترغیب کا بیان

باب الحَضُّ بِحَسَنِ الْكَلَامِ وَبَذَلِ

الطَّعَامِ

ہانی سے روایت ہے، کہتے ہیں جب میں وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سی چیز جنت کو واجب کر دیتی ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھے کلام اور کھانا کھلانے کو لازم پکڑ۔

۹۵۔ عَنْ هَانِيٍّ أَنَّهُ لَمَّا وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ شَيْءٍ يُوجِبُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِحَسَنِ الْكَلَامِ، وَبَذَلِ الطَّعَامِ)). [الصحيحة: ۱۹۳۹]

تخریج: الصحيحة ۱۹۳۹۔ بخاری فی خلق افعال العباد (۲۳۶) کتاب الصمت لابن ابی الدنيا (۳۰۱) حاکم (۲۳/۱) ابن حبان (۳۹۰)

غلام اور باپ سے عورت کو پردے کرنا لازم نہیں ہے

ليس على المرأة ستر من الأب

والغلام

انس ﷺ سے مروی ہے، بے شک نبی ﷺ فاطمہ کے پاس ایک غلام لائے جو آپ نے اُن کو بہہ کیا تھا، انس کہتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ایک کپڑا تھا، جب اُس کے ساتھ سر ڈھانپتیں وہ اُن کے پاؤں تک نہیں پہنچتا تھا اور جب وہ اُس سے پاؤں ڈھانپتیں تو وہ اُن کے سر تک نہیں پہنچتا تھا۔ جب نبی ﷺ نے اُن کی پریشانی دیکھی تو فرمایا: تجھ پر کوئی حرج نہیں، یہاں تیرا باپ اور غلام ہی ہے۔

۹۶۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ أَتَى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ كَانَ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا، قَالَ: وَعَلَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا. ثَوْبٌ إِذَا قَنَعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا، وَإِذَا غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ: مَا تَلْقَى، قَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ بَأْسٌ، إِنَّمَا هُوَ أَبُوكَ وَغُلَامُكَ)).

[الصحيحة: ۲۸۶۸]

تخریج: الصحيحة ۲۸۶۸۔ ابو داود (۳۱۰۶) الضیاء فی المختارة (۹۱/۵) بیہقی (۹۵/۷)

صلہ رحمی اور نرمی کی فضیلت کا بیان

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، بے شک نبی ﷺ نے اُن سے کہا: جس کو نرمی سے حصہ دیا گیا، اُس کو دنیا و آخرت کی خیر سے حصہ دیا گیا۔ اور صلہ رحمی اچھا اخلاق، پڑوسی، اچھا سلوک، یہ چیزیں علاقوں کو آباد کرتی ہیں اور عمروں میں اضافہ کرتی ہیں۔

فضيلة الرفق و صلة الرحم

۹۷۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّهُ مَنْ أُعْطِيَ حَقَّهُ مِنَ الرَّفْقِ، فَقَدْ أُعْطِيَ حَقَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ، وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَحُسْنُ الْجَوَارِ يَعْمُرَانِ

الدِّيَارَ وَيَزِيدَانِ لِي الْأَعْمَارَ)).

[الصحيحه: ۵۱۹]

تخریج: الصحيحه ۵۱۹۔ احمد (۱۵۹/۶) بغوی فی شرح السنه (۳۴۹۱) ابو یعلیٰ (۴۵۳۰) ابو نعیم فی الحلیه (۱۵۹/۹) الروایات مطوله و مختصره

التخويف من التهمة

الزام سے ڈرنے کا بیان

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے کچھ تقسیم کیا تو میں نے کہا: اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول ﷺ ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس کے ان سے زیادہ حق دار تھے۔ آپ نے فرمایا: بے شک انہوں نے میرے لیے دو ہی راستے رہنے دیئے تھے۔ یا تو مجھ سے بدتمیزی سے مانگیں یا مجھے بخیل کہیں۔ سو میں بخیل نہیں۔

۹۸۔ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَسَمًا قَفَلْتُ: وَاللَّهِ يَارَسُولَ اللَّهِ لَغَيْرِ هَؤُلَاءِ كَانَ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُمْ؟ قَالَ: ((إِنَّهُمْ خَيْرٌ لِّي [بَيْنَ] أَنْ يَسْأَلُونِي بِالْفَحْشِ، أَوْ يُخْلُونِي، فَلَسْتُ بِبَاخِلٍ)).

[الصحيحه: ۳۵۸۹]

تخریج: الصحيحه ۳۵۸۹۔ مسلم (۱۰۵۶) احمد (۳۵۲۰/۱) حاکم (۴۶/۱) ابو یعلیٰ (۱۳۲۷)

فوائد: یعنی مانگنے والوں نے اس قدر مجبور کر دیا کہ یا تو وہ بدتمیزی پر اتر آتے یا آپ پر بخل کی تہمت لگاتے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں باتوں سے پہلے اُن کو دے دیا۔ ظاہر ہے ایسی صورت حال صاحب اخلاص صحابہ کرام کی تو نہیں ہو سکتی، البتہ جو بظاہر کلمہ گو لیکن منافق تھے یا جاہل بدو تھے یا نئے مسلمان ہوئے تھے اور آداب نبوت سے بے خبر تھے وہی ایسا انداز اپنا سکتے ہیں۔

کم حسبك من الغيبة؟

کتنی بات غیبت کے لیے تجھ کو کافی ہے؟

عمر بن شعیب اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے، وہ معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا اور کہا: جب تک اُسے کھلایا نہ جائے وہ کھاتا نہیں اور جب تک اُسے سوار نہ کیا جائے وہ سوار نہیں ہوتا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تم نے اُس کی غیبت کی ہے۔ صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! جو اُس میں ہے وہی ہم نے بیان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: غیبت کے لیے تجھے یہی کافی ہے کہ تو اپنے بھائی کی اس بات کا ذکر کرے جو اُس میں ہے۔

۹۹۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ [عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ] أَنَّهُمْ ذَكَرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا فَقَالُوا: لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُطْعَمَ، وَلَا يَرْحَلُ حَتَّى يَرْحَلَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اغْتَبِمُوا)) فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا حَدَّثَنَا بِمَا فِيهِ، قَالَ ((حَسْبُكَ إِذَا ذَكَرْتَ أَخَاكَ بِمَا فِيهِ)). [الصحيحه: ۲۶۶۷]

تخریج: الصحيحه ۲۶۶۷ ابو الشیخ فی التوبیخ (۱۸۸) اصباحی فی الترغیب (۵۸۰) بیہقی فی الشعب (۶۷۳) بغوی فی التفسیر (۲۱۶/۳)

فوائد: صحابہ کرام کی مراد یہ تھی کہ وہ شخص خود محنت اور کوشش نہیں کرتا بلکہ اس کی نگاہیں لوگوں کی طرف ہوتی ہیں۔ کوئی اُسے کھلائے یا سوار کرے۔ مگر چونکہ یہ اُس کی خامی صحابہ کرام نے اُس کی عدم موجودگی میں بیان کی جس کو رسول اللہ نے غیبت قرار دیا۔ آج ہمیں بھی اپنے مسلمان بھائی کی عزت و حرمت کو پامال کرنے سے حدودِ رجاء احتیاط کرنی چاہیے۔

حب العائشة من الرسول الله سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دلکش

انداز

۱۰۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي لَا عَرِفْتُ غَضَبَكَ وَرِضَاكَ)) قَالَتْ: قُلْتُ: وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: إِنَّكَ إِذَا كُنْتَ رَاضِيَةً، قُلْتُ: بَلَى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتَ سَاخِطَةً، قُلْتُ: ((لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ)) قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ! لَا أَهْجُرُ، إِلَّا اسْمَكَ. [الصحيحه: ۲: ۳۳۰]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تیری ناراضی اور خوشی کو پہچانتا ہوں۔ کہتی ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ، یہ آپ کیسے پہچان لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب تو راضی ہوتی ہے تو کہتی ہے کیوں نہیں، رب محمد کی قسم اور جب تو ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے، نہیں اور رب ابراہیم کی قسم۔ عائشہ کہتی ہیں میں نے کہا: ہاں! میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔

تخریج: الصحيحه ۳۳۰۲ بخاری (۵۲۲۸/۶۰۷۸) والادب المفرد (۲۰۳) مسلم (۲۳۳۹) احمد (۶۱/۲۱۳)

فوائد: میاں بیوی کا رشتہ وفا، پیار اور محبت کا رشتہ ہے۔ نیک بیوی اپنے خاوند کی مطیع و فرمانبردار اور اسی طرح اچھا شوہر بھی اپنی بیوی کے جائز مطالبات کو پورا کرتے ہوئے اُس کی نیک خواہشات کو پورا کرتا ہے۔ دونوں طرف سے خیر خواہی، رواداری اور ایک دوسرے کا احساس ہو تو میاں بیوی کے رشتہ سے جنت کی خوشبو آتی ہے ورنہ یہی رشتہ ایک عذاب بن جاتا ہے۔ اس حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مزاج سے اچھی طرح متعارف تھے۔ خوشی اور ناراضی کے جذبات اُن کے چہرے اور بولنے سے فوراً پڑھ لیتے۔

جنتیوں اور جہنمیوں کا بیان

باب من أهل الجنة والنار۔

۱۰۱۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ مَلَأَ اللَّهُ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ خَيْرًا، وَهُوَ يَسْمَعُ وَأَهْلُ النَّارِ مِنْ مَلَأَ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ شَرًّا، وَهُوَ يَسْمَعُ)) [الصحيحه: ۱۷۴۰]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت والا وہ شخص ہے، جس کے کانوں میں اللہ تعالیٰ اچھی تعریف لوگوں کی طرف سے ڈالتا ہے۔ اور وہ سن رہا ہوتا ہے۔ اور جہنم والا وہ شخص ہے جس کے کانوں میں اللہ تعالیٰ لوگوں کی طرف سے شر ڈالتا ہے اور وہ سن رہا ہوتا ہے۔

تخریج: الصحيحه ۱۷۴۰۔ ابن ماجه (۲۲۲۳) طبرانی فی الکبیر (۱۲۷۸۷) ابو نعیم فی الحلیۃ (۸۰/۳) بیہقی فی الشعب

(۷۰۱۸)

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ صحیح العقیدہ، نیک سیرت مسلمانوں کا کسی کی تعریف کرنا، اُس کے لیے رحمت اور باعثِ دخول جنت ہے۔ اور اسی طرح کسی کے متعلق اُس کے غلط کردار کی وجہ سے اُس کے شر کا ذکر کرنا یہ موجبِ لعنت و جہنم ہے۔ اس لیے کہتے ہیں آوازِ خلق کو نفاہِ خدا سمجھو۔

اللہ سے حیاء کرنے کا بیان

الحیاء من اللہ

۱۰۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَوْصِنِي قَالَ: ((أَوْصِيكَ أَنْ تَسْتَحْيِيَ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ كَمَا تَسْتَحْيِي رَجُلًا مِنْ صَلَاحِي قَوْمِكَ)). [الصحيحه: ۷۴۱]

سعید بن زید انصاری رحمہ اللہ سے مروی ہے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: میں تجھے نصیحت کرتا ہوں، کہ تو اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیاء کر جس طرح تو اپنی قوم کے نیک شخص سے حیاء کرتا ہے۔

تخریج: الصحيحه ۷۴۱۔ احمد فی الزهد (۲۳۸) بیہقی فی الشعب (۷۷۳۸) خرائطی فی مکارم الاخلاق (۲۹۹)

فوائد: ہمہ وقت ہر مسلمان کو یہ تصور ذہن و قلب میں تروتازہ رکھنا چاہیے کہ مجھے میرا اللہ بڑے پیار سے دیکھ رہا ہے، میری طرف میرے خالق و مالک کی پوری توجہ ہے، اس تصور کی برکت سے آدمی ہر قسم کی برائی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ جس طرح کسی بزرگ مالک یا استاذ کی موجودگی میں آدمی تاز یا حرکات کرنے سے شرماتا ہے اگر اسی طرح ذاتِ باری تعالیٰ پر یقین ہو کہ میں اُس کے احاطہ قدرت سے باہر نہیں ہوں تو یقیناً ہر شخص گناہ اور منکرات کرنے سے شرم محسوس کرے۔ آپ ﷺ کی یہ وصیت حد درجہ قیمتی اور برائیوں سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

باب: راستے کے آداب

باب: من آداب الطريق

۱۰۳۔ عَنْ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَا كُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الصُّعَدَاتِ (وَلَفِي رَوَايَةٍ: الطَّرِيقِ) فَإِنْ كُنْتُمْ لَابُدَّ فَأَعْلَيْنَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قِيلَ: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَإِرْشَادُ الضَّالِّ)).

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستے میں بیٹھنے سے بچو، اگر ایسا ضرور کرنا پڑے تو راستے کو اُس کا حق دو، کہا گیا، اُس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نگاہ کو نیچا رکھنا اور سلام کا جواب دینا اور نادانف کی رہنمائی کرنا۔

تخریج: الصحيحه ۲۵۰۱۔ ابوداؤد (۳۸۱۷) طحاوی فی مشکل الآثار (۵۸/۱) البزار (الكشف ۲۰۱۸) (البحر الزخار: ۳۳۸)۔

فوائد: چوکوں، چوراہوں اور گزرگاہوں پر کھڑے ہونا شریف لوگوں کے شایانِ شان نہیں، عام گزرنے والے کے علاوہ بالخصوص گزرنے والی معزز خواتین تکلیف محسوس کرتی ہیں، اور اجنبی شخص خوف بھی محسوس کر سکتا ہے۔ اس لیے گزرگاہوں اور چوکوں سے ہٹ کر کسی کھلے میدان یا بیشک میں تسلی سے گفتگو کریں۔ بوجہ مجبوری چوکوں، چوراہوں پر مجلس اُجماعے والے احباب کو ارشادِ نبوی کے مطابق تربیت کرنا چاہیے۔

بکریوں کو چرانے والے پیغمبروں کا بیان

عبدہ بن حزن ؓ سے مروی ہے کہتے ہیں: اونٹ والوں اور بکری والوں نے بڑھ چڑھ کر (مفاخرانہ) باتیں کیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے، وہ بکریاں چرانے والے تھے۔ داؤد علیہ السلام بھیجے گئے وہ بھی بکریاں چرانے والے تھے۔ اور میں بھی مبعوث کیا گیا، اور میں مکہ کے اجیاد محلہ میں بکریاں چراتا تھا۔

باب راعی الغنم من الأنبياء

۱۰۴۔ عَنْ عَبْدِ بْنِ حَزْنٍ، قَالَ: تَفَاخَرُ أَهْلُ الْإِبِلِ وَأَصْحَابُ الشَّاءِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بُئِيَكَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. وَهُوَ رَاعِي غَنَمٍ وَبُئِيَكَ دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ رَاعِي غَنَمٍ، وَبُئِيَكَ أَنَا وَأَنَا رَاعِي غَنَمٍ بِأَجْيَادٍ)).

[الصحيحة: ۳۱۶۷]

تخریج: الصحیحة ۳۱۶۷۔ بخاری فی التاریخ (۱۱۳/۹)۔ والادب المفرد (۵۷۷) والادولابی فی الکنی (۹۲/۱) نسائی فی الکبری (۱۱۳۲۳)

باب: صلہ رحمی کے حصول کے لیے قلیل ترین عمل

سوید بن عامر انصاری ؓ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: صلہ رحمی کو تروتازہ رکھو، اگرچہ سلام کے ذریعہ ہی ہو۔

باب: أقل ما يحصل به صلة الرحم

۱۰۵۔ عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيِّ مَرْفُوعًا: ((بَلُُّوا أَرْحَامَكُمْ وَلَوْ بِالسَّلَامِ)).

[الصحيحة: ۱۷۷۷]

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۷۔ وکیع فی الزهد (۳۰۹) ابن حبان فی الثقات (۳۲۳/۳) القضاعی فی مسند الشہاب (۶۵۳) ابن المبارک فی البر والصلة (۱۱۷)

فوائد: یعنی اگر کسی سے مزاج نہیں ملتا، یا کسی کی طبیعت ناپسند ہے، تو قطع رحمی و بے تعلقی کی بجائے اپنے تعلقات محدود کر لینے چاہیں اور کم از کم سلام و دعا ضرور رکھنی چاہے۔ دین ہماری یہی تربیت اور رہنمائی کرتا ہے۔

اس چیز کا بیان جو لوگوں کو کثرت کے ساتھ جنت اور

اکثر ما يدخل الناس الجنة والنار

جہنم میں داخل کرے گی

ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے اُس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا جو بہت زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ڈر اور اچھا اخلاق اور سب سے زیادہ جو چیز لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی وہ منہ اور شرم گاہ ہے۔

۱۰۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَكْثَرِ مَا يَدْخُلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ: ((تَقْوَى اللَّهِ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَكَثْرُ مَا يَدْخُلُ النَّاسَ النَّارَ الْفُحْمُ وَالْفَرْجُ)). [الصحيحة: ۹۷۷]

تخریج: الصحیحة ۹۷۷۔ ترمذی (۲۰۰۳) ابن ماجہ (۳۲۳۶) احمد (۲۹۱/۲) ۲۹۲

فوائد: دنیا میں ایمان لانے کے بعد جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ نرمی سے پیش آتے ہیں۔ اور ہر معاملہ میں حسن سلوک

کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اُن کے حساب میں نرمی فرماتے ہوئے، اُن کو جنت عطا فرمائے گا۔ آپ ﷺ نے بڑی صراحت سے فرمایا کہ جو مجھے زبان اور شرم گاہ کی ضمانت دے کہ ان دونوں کا ناجائز استعمال نہیں کرے گا، میں اُسے جنت کی بشارت و ضمانت دیتا ہوں۔ یاد رہے! جو لوگ اپنی زبان کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے حرام کاری کو اپنا محبوب مشغلہ بنا لیتے ہیں، یہی لوگ آگ میں جلائے جائیں گے۔

اہل خیر اور شر میں سے تین تین آدمیوں کا بیان

فضالہ بن عبید سے مرفوعاً روایت ہے، آپ نے فرمایا: تین آدمیوں کے بارے میں تو نہ پوچھ (یعنی ان پر کس قدر عذاب ہوگا) (۱) ایسا آدی جس نے جماعت کو چھوڑ دیا اور امام کی نافرمانی کی اور اسی حالت میں مر گیا۔ (۲) لونڈی یا غلام میں سے کوئی بھاگ گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔ (۳) ایسی عورت کہ اُس سے اُس کا شوہر غائب ہوا اور اس نے اُسے دنیا کے اخراجات کافی دیئے۔ پھر وہ بن سنور کر باہر نکلی۔ اور اسی طرح تین اور آدی (۱) ایسا آدی جس نے اللہ سے اُس کی چادر کو چھینا اور اُس کی چادر کبریائی ہے اور اُس کا ازار عزت ہے۔ (۲) اور ایسا آدی جس نے اللہ کے حکم میں شک کیا۔ (۳) ایسا شخص جو اللہ کی رحمت سے ناامید ہو گیا۔

ثلاث من اهل الخير والشر

۱۰۷۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ مَرْفُوعًا: ((ثَلَاثَةٌ لَا تَسْأَلُ عَنْهُمْ: رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ، وَعَصَى إِمَامَهُ وَمَاتَ عَاصِيًا، وَأَمَةٌ أَوْ عَبْدٌ أَبَقَ فَمَاتَ، وَامْرَأَةٌ غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا قَدْ كَفَّاهَا مَوْتَهُ الدُّنْيَا، فَتَبَرَّجَتْ بَعْدَهُ، فَلَا تَسْأَلُ عَنْهُمْ. وَثَلَاثَةٌ لَا تَسْأَلُ عَنْهُمْ: رَجُلٌ نَارَعَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ رِدَاءَهُ الْكِبْرِيَاءَ، وَإِزَارَهُ الْفِرْعَوْنَ، وَرَجُلٌ شَكَّ فِي أَمْرِ اللَّهِ وَالْقَنُوطُ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ)).

[الصحيحة: ۵۴۲]

تخریج: الصحيحة ۵۳۲۔ الادب المفرد (۵۹۰) احمد (۱۹/۶) ابن حبان (۳۵۵۹) المحاکم (۱۱۹/۱)

فوائد: امام سے مراد خلیفہ وقت یعنی حکمران ہے۔ ہمارے ہاں مذہبی جماعتوں کے رہنما مسلمان خلیفہ کی امارت اور اُس کی اطاعت کی فضیلت و اہمیت کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث کو اپنے اپنے لیڈروں پر چسپاں کرتے رہتے ہیں جو کہ سراسر جہالت ہے۔ ان مذہبی جماعتوں کے امیروں کی کوئی شرعی حیثیت نہیں اور نہ ان کی نافرمانی و بغاوت سے گناہ لازم آتا ہے۔ اسی طرح خاوند کی عدم موجودگی میں اپنی عفت و پاکدامنی اور شرم و حیاء کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر نہ رکھنے والی عورت بھی گنہگار ہے۔

تین افراد کی طرف اللہ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی (ایسے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُن کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ (۱) ماں باپ کا نافرمان۔ (۲) شراب کا عادی۔ (۳) اپنے دیئے پر احسان جتانے والا۔ اور تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ (۱)

ثلاثة لا ينظر الله إليهم يوم القيامة

۱۰۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْفَاعِقُ لَوَالِدَيْهِ، وَمُذْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْمَنَانُ عَطَاءَهُ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: الْفَاعِقُ لَوَالِدَيْهِ، وَالذُّيُوثُ، وَالرَّجِلَةُ)).

[الصحيحة: ۳۰۹۹] ماں باپ کا نافرمان (۲) دیوث اور (۳) مردوں کی مشابہت کرنے والی عورت۔

تخریج: الصحيحة ۳۰۹۹۔ البزار (الكشف: ۱۸۷۵) و (البحر الزخار: ۶۰۵۰) ابن عدی فی الكامل (۶/۲۱۳۴)

فوائد: مراد ظر رحمت ہے، کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی طرف ظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے بلکہ ان کی خباثتوں اور بد اعمالیوں کی وجہ سے سخت عذاب میں مبتلا فرمادیں گے۔ دیوث بے حیاء اور بے غیرت کو کہتے ہیں۔ اہل لغت دیوث کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: هُوَ الَّذِي يُفْرِغُ الْخَبْثَ فِي أَهْلِهِ جَوَافِئِهِمْ (یعنی گندگی و بے حیائی) کو بدنامہ مانے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں هُوَ الَّذِي لَا غَيْرَةَ لَهُ عَلَى أَهْلِهِ جس کو باوجود خباثت و بے حیائی کے اپنے گھر والوں پر غیرت نہ آئے۔ مختصر یہ کہ آمرہ لغت، آمرہ محدثین اور آمرہ فقہانے دیوث کی جو تعریف کی ہے اُس کی روشنی میں مندرجہ ذیل افراد دیوث ہیں (۱) جو اپنی خواتین یا غیر عورتوں سے بدکاری کروائے یا اُس کے علم میں ہو اور وہ منع کرتے ہوئے اُن سے براءت نہ کرے۔ (۲) بے حیاء عورتوں کا تاج، مجر اور ڈانس کروانے والا۔ (۳) کیبل پر گندے اور فحش پروگرام دیکھنے والا، بالخصوص وہ شخص تو حد درجہ دیوث اور بے غیرت ہے جو اپنی ماں، بہن، بیوی، بیٹی یا بہو کے ساتھ بیٹھ کر ایسے مناظر دیکھے۔ (۴) اپنی ماں، بیوی، بیٹی، بہن، بہو یا کسی عزیزہ کو بے پردہ اور نامناسب لباس میں بازاروں کی زینت بنائے۔ (۵) جو اپنے گھروں میں غیر محرم مردوں کا آنا جانا عام کر دے۔ یعنی گھریلو خواتین اُن غیر محرم مردوں کے ساتھ مل جل کر معاملات کریں۔ ایسے لوگوں کو اپنے ایمان اور انجام کی فکر کرنی چاہیے۔ یاد رہے! اصل زندگی غیرت مند باحیاء شخص کی ہے، بے غیرت اور دیوث کی کوئی زندگی نہیں، ایسا شخص جہاں دنیا میں لعنتی و مردود ٹھہرتا ہے وہاں روز حساب قبر الہی کا مستحق بنے گا۔ اعاذ باللہ منہ

حیاء ایمان کا حصہ ہے

الحیاء من الایمان

ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں ہے۔ فحش گوئی گنوار پن سے ہے اور گنوار پن آگ میں ہے۔

۱۰۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ((الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبُذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ)).

تخریج: الصحيحة ۳۹۵۔ ترمذی (۲۰۰۹) احمد (۲/۵۰۱) ابن حبان (۶۰۸) حاکم (۱/۵۲-۵۳)

رحمت کا دل میں نہ ہونا سراسر نقصان ہے

عدم رحمة فی القلب خسران

عمرو بن حبیب سے روایت ہے انہوں نے سعید بن خالد بن عمرو بن عثمان سے کہا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا بندہ ناکام و نامراد ہوا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لیے نرمی نہیں رکھی۔

۱۱۰۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَبِيبٍ أَنَّهُ قَالَ لِسَعِيدِ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ: أَمَا عَلِمْتَ؟ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((خَابَ عَبْدٌ وَخَسِرَ، كَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ تَعَالَى فِي قَلْبِهِ رَحْمَةً لِلْبَشَرِ)).

تخریج: الصحيحة ۳۵۶۔ الدولابی فی الکنی (۱/۱۷۳) تاریخ دمشق (۳۹/۲۳)

عدم اجتماع الخصلتين في منافق

۱۱۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ: حُسْنُ سَمْتٍ، وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّينِ)).

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۸۔ ترمذی (۲۶۸۳) عقیلی فی الضعفاء (۲/۳۲) والہروی فی ذم الکلام (۹۳)

دین کی سمجھ اور اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے بہت اچھے ہیں۔

فضل الحسن الخلق الفقه في الدين

۱۱۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خِيَارُكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا)).

[الصحیحۃ: ۲۸۶]

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۲۔ بخاری (۶۰۳۵) والادب المفرد (۲۷۱) ومسلم (۲۳۲۱) ترمذی (۱۹۷۵) طیبی السی (۲۲۳۶)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے، تم میں سے اسلام کے اعتبار سے وہ لوگ بہترین ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے بہت اچھے ہیں۔ جب وہ دین میں سمجھ حاصل کریں۔

۱۱۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((خِيَارُكُمْ إِسْلَامًا أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا إِذَا فُقِهُوا)). [الصحیحۃ: ۱۸۴۶]

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۳۶۔ الادب المفرد (۲۸۵) احمد (۲/۳۶۷-۳۶۹) ابن حبان (۹۱) واصلہ فی الصحیحین

لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو کھانا کھلائے

حمزہ بن صہیب سے مروی ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے کہا: تو کیسا اچھا آدمی ہے، اگر تجھ میں تین باتیں نہ ہوں۔ صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کیا ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے کیت رکھی ہے، حالانکہ تیرا کوئی لڑکا نہیں۔ اور تو نے اپنی نسبت عرب کی طرف کی ہے اور تو رومی ہے اور تو لوگوں کو بہت زیادہ کھلاتا ہے۔ صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کا یہ کہنا کہ تو نے کیت رکھی ہے تیرا کوئی لڑکا نہیں، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے میری کیت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ہے، اور آپ کا یہ کہنا کہ تو نے عرب کی طرف نسبت کی ہے، حالانکہ تو ان میں سے نہیں، بلکہ رومی ہے، پس میں قبیلہ نمر بن قاسط سے

خير الناس من اطعم الطعام

۱۱۴۔ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِصُهَيْبٍ: أَيُّ رَجُلٍ أَنْتَ، لَوْلَا خِصَالُ ثَلَاثٍ فَبِكَأَنَّكَ قَالَ: وَمَاهِنْ؟ قَالَ: أَكُنَيْتَ وَلَيْسَ لَكَ وَلَدٌ، وَانْتَمَيْتَ إِلَى الْعَرَبِ وَأَنْتَ مِنَ الرُّومِ وَفَبِكَ سَرَفَ فِي الطَّعَامِ۔ قَالَ: أَمَّا قَوْلُكَ: أَكُنَيْتَ وَلَمْ يُؤْلَدْكَ: فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كُنَانِي أَبَا بَكْرٍ وَأَمَّا قَوْلُكَ: انْتَمَيْتَ إِلَى الْعَرَبِ وَلَسْتُ مِنْهُمْ، وَأَنْتَ رَجُلٌ مِنَ الرُّومِ، فَإِنِّي رَجُلٌ مِنَ النَّمْرِ بْنِ قَاسِطٍ فَسَبَّيْتُ الرُّومَ مِنَ الْمُؤَصِّلِ بَعْدَ إِذْ أَنَا غَلَامٌ عَرَفْتُ نَسَبِي، وَأَمَّا

ہوں، موصول سے رومیوں نے مجھے قید کر لیا جب کہ میں جوان تھا، اور اپنے نسب کو جانتا تھا اور آپ کا یہ کہنا کہ تو کھانا بہت کھلاتا ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے، تم میں سے بہترین شخص وہ ہے، جو کھانا کھلائے۔

قَوْلُكَ: فَبِكَ سَرَفَ فِي الطَّعَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((خَيْرَ كُمْ مَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ)). [الصحيحه: ٤٤]

تخریج: الصحيحه ۳۴۔ رواه رزين في احاديثه (۲/۲۵) ابن عساكر (۱۶۵/۲۶) الضياء المقدسي في المختارة (۸/۷۶) والمحافظ ابن حجر في الاحاديث العالیات (۲۵) احمد (۱۶/۶)

حقوق العباد کی اہمیت کا بیان

ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ایسے آدمی پر رحم کرے جس کے ذمہ کسی دینی بھائی کا حق تھا، آبرو کا یا مال کا، تو وہ اُس کے پاس آیا اور معافی مانگ لی۔ اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے کہ اُس کا مواخذہ ہو اور نہ اُس کے پاس دینار ہوں نہ درہم۔ اگر اُس کی نیکیاں ہوں گی تو اُس کی نیکیاں لے لی جائیں گی۔ اور اگر اُس کے نامہ اعمال میں نیکیاں نہیں ہوں گی، تو لوگوں کی برائیاں اُس کے نامہ اعمال میں ڈال دی جائیں گی۔

باب الاہمیة من حقوق العباد

۱۱۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مَرْفُوعًا: ((رَحِمَ اللَّهُ عَبْدًا كَانَتْ لِأَخِيهِ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ فِي عَرْضٍ أَوْ مَالٍ، فَجَاءَهُ فَاسْتَحْلَهُ قَبْلَ أَنْ يُوْخَذَ وَلَيْسَ تَمَّ دَيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ، أُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ، حُمِلُوا عَلَيْهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ)).

[الصحيحه: ۳۲۶۵]

تخریج: الصحيحه ۳۲۶۵۔ ترمذی (۲۳۱۹) ابن جریر طبری (۲۱۰/۱) ابو یعلیٰ (۲۵۳۹) بهذا اللفظ بخاری (۲۳۳۹) بالفاظ متقاربة

فوائد: اپنے مسلمان بھائی کے خلاف زبان چلاتے ہوئے یا اُس پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے، پہلے سو بار سوچنا چاہیے۔ اگر میں دنیا میں ظاہری وسائل کے بل بوتے پر غالب بھی آ گیا تو روز قیامت اللہ کی عدالت کے انصاف سے کبھی نہیں بچ پاؤں گا۔ روز حساب کی فکر سے آدمی کا فخر و غرور ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے اور وہ کسی مسلمان کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں پہنچاتا۔

والد کی رضا مند اور ناراضی کی اہمیت کا بیان

عبداللہ بن عمروؓ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی خوشی باپ کی خوشی میں ہے، اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں۔

باب الاہمیة من رضی الوالد و سخطه

۱۱۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ)). [الصحيحه: ۵۱۶]

تخریج: الصحيحه ۵۱۶۔ ترمذی (۱۸۹۹) ابن حبان (۳۲۹) حسن بن سفیان فی الاربعین (ق ۲/۶۹) مرفوعاً ترمذی (۱۸۹۹) ب' والادب المفرد (۲) موقوفاً علی عبد اللہ بن عمروؓ۔

فوائد: بیٹے پر لازم ہے کہ اپنے باپ کا دل و جان سے احترام کرے اور اُس کی خدمت بھی کرے۔ دنیاوی معاملات میں اپنے باپ کے تجربات سے بھرپور فائدہ اٹھائے۔ لیکن! اگر والد بے دین ہے اور وہ بے دینی کی طرف بلاتا ہے یا دین کی راہ میں رکاوٹ

ڈالتا ہے تو ایسی صورت میں اگر باپ کی بات کو چھوڑ دیا جائے تو یہ نافرمانی کے ضمن میں نہیں آئے گا۔

رحمت اور صلہ رحمی کی فضیلت کا بیان

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحم کرے گا۔ زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ اور رحم رحم کی شاخ ہے۔ جس نے اُس کو ملایا اللہ اُس کو ملا دے گا اور جس نے اُس کو کاٹا اللہ اُس کو کاٹ دے گا۔

فضل الرحمة و صلة الارحام

۱۱۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعًا: ((الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى. اِرْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمَكُمُ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَالرَّحِمُ شَجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللَّهُ))

تخریج: الصحیحة ۹۲۵۔ ابو داود (۳۹۴۱) ترمذی (۱۹۳۳) احمد (۱۶۰/۲) حمیدی (۵۹۱) (۱۵۹/۳)

حقیقی غنی تو دل کا غنی ہے

الغنی غنی النفس

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے چھ باتوں کے بارے میں پوچھا اور وہ گمان کرتے تھے کہ یہ ان کے لیے خالص ہیں، اور ساتویں کو حضرت موسیٰ پسند نہیں کرتے تھے (۱) موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! تیرا کون سا بندہ بہت زیادہ متقی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو مجھے یاد رکھتا ہے اور بھولتا نہیں۔ (۲) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تیرا کون سا بندہ بہت زیادہ ہدایت یافتہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو (آسانی) ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔ (۳) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تیرا کون سا بندہ بہترین منصف ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو لوگوں کے لیے اسی طرح فیصلہ کرتا ہے جس طرح اپنی ذات کے لیے فیصلہ کرتا ہے۔ (۴) پھر کہا تیرا کون سا بندہ زیادہ علم والا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: جو علم سے سیر نہیں ہوتا، لوگوں کے علم کو اپنے علم کی طرف اکٹھا کرتا ہے۔ (۵) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تیرا کون سا بندہ زیادہ معزز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: جو غلبہ پالینے کے بعد معاف کر دے۔ (۶) کہا تیرا کون

۱۱۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ: ((سَأَلَ مُوسَى رَبَّهُ عَنْ سِتِّ خِصَالٍ كَانَ يَطْنُ أَنَّهَا لَهُ خَالِصَةٌ، وَالسَّابِعَةُ لَمْ يَكُنْ مُوسَى يُحِبُّهَا. ۱. قَالَ: يَا رَبِّ أَيُّ عِبَادِكَ أَتَقِي؟ قَالَ: الَّذِي يَذْكُرُ وَلَا يَنْسَى. ۲. قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَعْلَى؟ قَالَ: الَّذِي يَتَّبِعُ الْهُدَى. ۳. قَالَ: أَيُّ عِبَادِكَ أَحْكَمُ؟ قَالَ: الَّذِي يَحْكُمُ لِلنَّاسِ كَمَا يَحْكُمُ لِنَفْسِهِ. ۴. قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَعْلَمُ؟ قَالَ: الَّذِي لَا يَشْبَعُ مِنَ الْعِلْمِ، يَجْمَعُ عِلْمَ النَّاسِ إِلَى عِلْمِهِ. ۵. قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَعَزُّ؟ قَالَ: الَّذِي إِذَا قَدَّرَ غَفَرَ. ۶. قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَغْنَى؟ قَالَ: الَّذِي يَرْضَى بِمَا يُؤْتَى. ۷. قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَفْقَرُ؟ قَالَ: صَاحِبٌ مَنْقُوصٌ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لَيْسَ الْغْنَى عَنْ ظَهْرِ إِنَّمَا الْغْنَى غِنَى النَّفْسِ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا، جَعَلَ

غِنَاهُ فِي نَفْسِهِ، وَتَقَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ
بِعَبْدٍ شَرًّا جَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ)).

[الصحيحة: ۳۳۵۰]

سا بندہ بہت زیادہ مالدار ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: جو اپنے دیئے گئے حصے پر راضی ہو جائے۔ (۷) کہا تیرا کونسا بندہ سب سے زیادہ فقیر ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: ایسا مالدار جو غنی انفس سے محروم ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غنی مال سے نہیں ہوتی، غنی تو دل سے غنی ہے۔ جب اللہ کسی بندے کے حق میں بھلائی چاہتا ہے تو اُس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اُس کے دل میں تقویٰ پیدا کر دیتا ہے۔ جب کسی بندے کے حق میں شر کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کی آنکھوں کے سامنے اُس کا فقر رکھتا ہے (وہ ہر وقت غریبی کا رونا روتا رہتا ہے)۔

تخریج: الصحيحة ۳۳۵۰۔ ابن حبان (۲۲۱۷) خرائطی فی المکارم (۳۳۳) دیلمی (۳۳۱۹) ابن عساکر (۱۰۱/۶۳)

ذم السباب والقتال بالمسلم

مسلمان کو گالی دینے اور لڑائی کرنے کی مذمت کا بیان

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کا اپنے بھائی کو گالی دینا فسق ہے اور اُس کو قتل کرنا کفر ہے اور اس کے مال کی حرمت اُس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔

۱۱۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَبَابُ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ، وَحُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ)).

تخریج: الصحيحة ۳۹۳۷۔ احمد (۳۳۶/۱) ابو نعیم فی الحلیۃ (۳۳۳/۷) وابو یعلیٰ (۵۱۱۹) طبرانی فی الکبیر (۱۰۳۱۲)

باب: من تواضعه ﷺ وحسن خلقه

باب: نبی ﷺ کی تواضع اور حسن خلق کا بیان

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے اور ہم ابھی چھوٹے بچے تھے، آپ نے فرمایا: السلام علیکم اے بچو!

۱۲۰۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ صِبْيَانٌ، فَقَالَ: ((الْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا صِبْيَانُ)). [الصحيحة: ۲۹۵۰]

تخریج: الصحيحة ۲۹۵۰۔ ابن ابی شیبہ (۳۳۵/۸) احمد (۳۳۶/۳) ابن السنی فی عمل الیوم والليلة (۲۲۸) وابو نعیم فی الحلیۃ (۳۷۸/۸)

فوائد: چھوٹے بچوں سے پابندی کے ساتھ سلام کیا جائے تو وہ بڑے ہو کر سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کے پابند ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ بچوں سے سلام کرنے میں غفلت نہیں برتتے تھے۔ مگر آج اکثر کالج اور سکولوں میں پروفیسر حضرات اور اساتذہ کرام بذات خود آپس میں سلام کا اہتمام نہیں کرتے اور نہ ہی کلاس روم میں جاتے ہوئے پابندی سے بچوں کو سلام کہتے ہیں۔ بلکہ ہاتھ اور آنکھ کے اشاروں پر اکتفا کرتے ہوئے اس عظیم عمل سے محروم رہتے ہیں۔ ہم بڑی معذرت اور ادب سے والدین اور بالخصوص اساتذہ کی خدمت عالیہ میں گزارش کریں گے کہ وہ ہر جگہ اور ہر دفعہ کلاس روم میں آتے جاتے وقت بچوں کو لازماً سلام

تخریج: الصحیحة ۳۳۲۲ ابن جریر الطبری فی تہذیب الآثار (۳۹۳/ ۹۲۶ الجزء المفقود) طبرانی فی الاوسط (۱۳۲)

باب: العدل بین الاولاد الذکور

والاناث حتی فی التقبیل

۱۲۴۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ، فَجَاءَ ابْنُ لَهُ فَقَبَّلَهُ وَأَحْلَسَهُ عَلَى فَخْذِهِ، ثُمَّ جَاءَ ثَابِتٌ بِنْتُ لَهُ فَأَجْلَسَهَا إِلَى جَنْبِهِ، قَالَ: ((فَهَلَّا عَدَلْتُ بَيْنَهُمَا؟))

باب: اولاد میں لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان یکساں

سلوک کرنے کا بیان حتی کہ بوسہ لینے میں بھی

انسؓ سے مروی ہے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک آدمی تھا، اُس کے پاس اُس کا بیٹا آیا، اُس نے اُس کو بوسہ دیا اور اپنی ران پر بٹھالیا، پھر اُس کی بیٹی آگئی، اُس نے اُس کو اپنے پہلو میں بیٹھا لیا، آپ نے فرمایا: تو نے ان دونوں کے درمیان انصاف کیوں نہیں کیا؟

تخریج: الصحیحة ۳۰۹۸۔ طحاوی فی شرح المعانی (۲۳۶/۲) ابن عساکر (۲۲۰/۱۵)

فوائد: اس حدیث سے واضح ہوا کہ بیٹی اور بیٹے کے پیار میں معمولی سا فرق بھی اسلام میں انصاف کے خلاف ہے۔ ہمارے ہاں لڑکیوں کو زندہ درگور تو نہیں کیا جاتا مگر بنظر حقارت دیکھتے ہوئے اُن کے حقوق میں تقصیر ضرور کی جاتی ہے۔ بلکہ بعض والدین تو اپنی بیٹی کو علی الاعلان کہتے ہیں کہ وراثت میں سے حصہ لے لویا اپنا جہیز لے لو۔ کئی بیٹیوں کو جہیز دینے کی بنا پر حق وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے جو کہ سراسر ظلم ہے۔ ایسا کرنا شریعت مطہرہ میں قطعاً جائز نہیں۔ اللہ کی رحمت کے حصول کے لیے گھر کی رونق کو دوبالا کرنے والی ننھی سی رحمت اپنی پیاری بیٹی کو عزت و پیار کی نظر سے دیکھنا بہت ضروری ہے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ صحابی رسول نے اپنے بیٹے کو چوم کر اپنی ران پر بٹھایا، لیکن جب بیٹی آئی، تو اُس کو بغیر بوسہ دیئے اپنے پہلو میں بٹھا لیا تو رسول اللہ ﷺ کو یہ فرق بھی پسند نہ آیا۔ اس لیے بیٹے سے محبت ضرور ہونی چاہیے۔ لیکن بیٹی کے پیار میں بھی کمی نہیں رکھنی چاہیے۔

باب: منافع کی نشانیاں

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: منافع میں تین خامیاں ہوتی ہیں، جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۹۸۔ بخاری فی التاريخ الكبير (۳۸۶/۸) بزار (الکشف: ۸۷) طبرانی فی الاوسط (۷۹۱۲)

باب: من علامات المنافق

۱۲۵۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَرْفُوعًا: ((فِي الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اتَّيَمَنَ خَانَ.))

صلہ رحمی کی اہمیت کا بیان

ابو سلمہؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں: ابورداد لیشی بیمار ہو گئے تو عبدالرحمن بن عوفؓ نے اُن کی عیادت کی تو کہا: تو صحابہ میں سے سب سے بہتر ہے، اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا

اهمية صلة الارحام

۱۲۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: اشْتَكَى أَبُو الرَّدَادِ اللَّيْثِيُّ قَعَاذَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، فَقَالَ: خَيْرِهِمْ وَأَوْصَلُهُمْ، وَمَا عَلِمْتَ أَبَا مُحَمَّدٍ؟

ہے اے ابو محمد تو نے کیا جانا؟ عبدالرحمن نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اللہ بھی ہوں اور میں رحمن بھی ہوں۔ میں نے رحم کو پیدا کیا اور اپنے نام سے اُس کا اشتقاق کیا۔ جس نے اُس کو ملایا میں اُس کو ملا دوں گا اور جس نے اُس کو کاٹا میں اُس کو کاٹ دوں گا۔

قَالَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: ((قَالَ اللَّهُ، وَأَنَا الرَّحْمَنُ، خَلَقْتُ الرَّحِمَ، وَشَقَقْتُ لَهَا مِنْ اسْمِي، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَتْهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَّ)). [الصحيحة: ۵۲۰]

تخریج: الصحيحة ۵۲۰۔ ابوداؤد (۱۶۹۳) ترمذی (۱۹۰۷) احمد (۱۹۳/۱) ابن حبان (۳۳۳)

باب: قیلولہ کا حکم

باب: الامر بالقیلولہ

انس سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیلولہ کرو کیونکہ شیاطین قیلولہ نہیں کرتے۔

۱۲۷۔ عَنْ أَنَسٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قِيلُوا قَبَانَ الشَّيَاطِينُ لَا تَقِيلُوا)). [الصحيحة: ۱۶۴۷]

تخریج: الصحيحة ۱۶۴۷۔ ابونعیم فی الطب (۱/۱۲) وفی اخبار اصحابان (۱/۱۹۵) طبرانی فی الاوسط (۲۸)

یتیم کی کفالت کرنے کی فضیلت

فضل کفالة الیتیم

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے یتیم کی یا کسی غیر کے یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اللہ سے ڈرنے والا ہو، امام مالک رحمہ اللہ نے سبابہ اور وسطی انگلی سے اشارہ کیا۔

۱۲۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((كَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لغيرِهِ. أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ إِذَا اتَّقَى اللَّهَ. وَأَشَارَ مَا لَكَ بِالسَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى)). [الصحيحة: ۹۶۲]

تخریج: الصحيحة ۹۶۲۔ مسلم (۲۹۸۳) احمد (۳۷۵/۲) بیہقی فی الشعب (۱۱۰۳۰)

شعر آپ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ تھے

كان ابغض الحديث اليه الشعر

نوفل بن ابو عقرّب سے مروی ہے، کہتے ہیں: عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کے پاس شعر سنے جاتے تھے۔ انہوں نے کہا: وہ آپ کے نزدیک سب سے زیادہ نفرت والی بات تھی۔

۱۲۹۔ عَنْ نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ، قَالَ: قِيلَ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ يُتَسَامَعُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الشِّعْرُ؟ قَالَتْ: ((كَانَ أَبْغَضَ الْحَدِيثِ إِلَيَّ)).

تخریج: الصحيحة ۳۰۹۵۔ طیبی السی (۱۳۹۰) بیہقی (۲۳۵/۱۰) ابن ابی شیبہ (۵۳۳/۸) احمد (۱۳۳/۶) ۳۰۰۳۔

فوائد: بے مقصد اور شرکیہ کلام پر مبنی اشعار شریعت میں مذموم ہیں۔ البتہ اصلاحی و فکری اشعار پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ ویسے بھی عام طور پر اشعار میں تخیل ہی تخیل اور غلو کی حد تک پہنچا ہوا مبالغہ ہوتا ہے جس کی کوئی مضبوط دلیل نہیں ہوتی، شاعر آدمی کسی کی تعریف کرنے بیٹھے، تو اُسے آسمان پر چڑھا دیتا ہے اور اگر کسی کی جھوٹ توہین پر اتر آئے تو اُسے دنیا کی بدترین مخلوق ثابت کر دیتا ہے۔ غرض کہ کسی کی گھڑی اچھا لانا، فتنہ فساد کی آگ بھڑکانا اور ناجائز مدح سرائی کرنا دنیا دار شاعروں کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے۔ ایسے مذموم اور فضول اشعار سے گریز کرتے ہوئے توحیدی گیت یا عقیدہ توحید کے مطابق رسالت مآب کی عزت و عظمت میں کہی گئی نعمتیں پڑھنا

درست ہے۔ اشعار کے ذریعے اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنا، نیکی کی ترغیب دینا، گناہوں کی مذمت کرنا یا غیر مسلم لوگوں کا جواب دینا دین کی روشنی میں درست ہے۔ جن اشعار سے نفرت کی گئی ہے وہ لایعنی اور بے مقصد اشعار ہیں کہ جن میں کہیں محبوبہ سے شکایتیں ہوتی ہیں اور کبھی شاعر اپنے رقیبوں پر برس پڑتا ہے اور بلا مقصد تخیل کے گھوڑے دوڑاتا رہتا ہے۔

باب: من آداب الاستئذان

۱۳۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَ إِذَا جَاءَ الْبَابَ يَسْتَأْذِنُ لَمْ يَسْتَقْبِلُهُ يَقُولُ: يَمْشِي مَعَ الْحَائِطِ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ فَيُؤْذَنُ لَهُ أَوْ يَنْصَرِفُ)).

[الصحيحه: ۳۰۰۳]

باب: اجازت لینے کا طریقہ
نبی کریم ﷺ کے ساتھی عبداللہ بن بسر سے مروی ہے کہتے ہیں: جب آپ دروازے کے پاس آتے تو اجازت طلب کرتے اور سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ عبداللہ بن بسر کہتے ہیں: آپ دیوار کے ساتھ چلتے، یہاں تک کہ اجازت طلب کرتے، پس آپ کو اجازت دی جاتی یا پھر آپ واپس چلے جاتے۔

تخریج: الصحيحه ۳۰۰۳۔ احمد (۱۸۹-۱۹۰/۳) الادب المفرد (۱۰۷۸) ابو داود (۵۱۸۶)

کیف مشیہ

۱۳۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: ((كَانَ إِذَا مَشَى مَشَى أَصْحَابَهُ أَمَامَهُ، وَتَرَكُوا ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ)).

تخریج: الصحيحه ۲۰۸۷۔ ابن ماجه (۲۳۶) والحاكم (۲۸۱/۳)

آپ ﷺ کا چلنا کیسا تھا
جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ جب چلتے تو آپ کے صحابہ آپ کے آگے چلتے، آپ کی پچھاڑی کو فرشتوں کے لیے چھوڑ دیتے۔

كان أرحم الناس بالعيال والصبيان

آپ ﷺ اہل و عیال اور بچوں پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے تھے

۱۳۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ((كَانَ أَرْحَمَ النَّاسِ بِالْعِيَالِ وَالصَّبِيَّانِ)).

تخریج: الصحيحه ۲۰۸۹۔ عثمان بن محمد ابو عمرو فی حدیثہ (۱/۲۰۸) ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۶۵) بغوی فی الانوار فی شمائل النبی المختار (۲۵۳) و مسلم (۲۳۱۶) بالفاظ متقاربه۔

فوائد: اگر غور کیا جائے تو آدمی کی شفقت اور محبت کے سب سے پہلے مستحق اس کے اہل و عیال ہیں، پھر اس کے بعد یہ معصوم بچوں کا حق ہے، آنجناب ﷺ ہر ایک کو رحم و کرم کی نظر سے دیکھتے لیکن بالخصوص اپنے اہل و عیال اور بچوں کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آتے۔ اپنے اہل و عیال کے ساتھ سختی سے پیش آنا اور بچوں کو ناجائز ڈانٹ ڈپٹ کرنا سیرت نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔

ومن آداب الاستئذان أن يضرع
آہستہ دروازہ کھٹکھٹانا اجازت کے آداب میں سے ہے

البلب بالخفیه

۱۳۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ((كَانَ بَابُهُ يُقْرَعُ بِالْأَظْفَارِ)). [الصحيحه: ۲۰۹۲]

انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دروازہ ناخنوں کے ساتھ کھٹکھٹایا جاتا تھا۔

تخریج: الصحيحه ۲۰۹۲۔ بخاری فی الادب المفرد (۱۰۸۰) وفی التاريخ (۲۲۸/۱) وابونعیم فی اخبار اصبهان (۱۱۰/۲)

فوائد: اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دروازہ درمیانی آواز سے ہی کھٹکھٹانا چاہیے تاکہ گھر والے کسی قسم کی کوئی ایمر جنسی یا خطرہ محسوس نہ کریں۔ دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے آواز نہ بہت مدہم ہونی چاہیے اور نہ ہی حد درجہ اونچی ہونی چاہیے کہ گھر والے تشویش محسوس کریں۔ جب ناخنوں اور پوروں کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹایا جائے تو بڑی گہری مدہم آواز پیدا ہوتی ہے

تفسیر الآیۃ: یاایہا الذین آمنوا ان

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے

تو تحقیق کر لیا کرو..... کی تفسیر کا بیان

جاء کم

۱۳۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سے روایت ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنو مصطلق کی طرف صدقات لینے کے لیے بھیجا جب انہیں ان کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ بہت خوش ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے قاصد کے استقبال کے لیے باہر نکلے اور جب ولید کو ان کے استقبال کے طور پر باہر نکلنے کا بتلایا گیا تو وہ واپس رسول اللہ کے پاس لوٹ آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! بنو مصطلق نے صدقہ روک لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا۔ ابھی آپ ان کے خلاف جہاد کا دل میں سوچ ہی رہے تھے کہ (بنو مصطلق) کا وفد آپ کے پاس آ گیا۔ اور انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں پتہ چلا کہ آپ کا قاصد آدمی راستہ سے لوٹ آیا ہے اور ڈر گئے کہ ہمیں ہم پر غصہ ہونے کی وجہ سے انہیں رقعہ لکھ کر واپس بلایا ہو۔ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غصہ سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان سے ناراض ہو گئے اور ان کے خلاف جنگ کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا عذر قرآن مجید میں نازل فرمایا۔ ”اے ایمان والو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی ابھی طرح تحقیق

۱۳۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ بَعَثَ الْوَلِيدَ بْنَ عَقْبَةَ ابْنِ أَبِي مُعَيْطٍ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ لِيَأْخُذَ مِنْهُمْ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّهُ لَمَّا أَتَاهُمُ الْخَبِيرُ فَرَحُوا، وَخَرَجُوا يَتَلَقَّوْنَهُ رَجَعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ بَنِي الْمُصْطَلِقِ قَدْ مَنَعُوا الصَّدَقَةَ. فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ غَضَبًا شَدِيدًا فَبَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُ نَفْسَهُ أَنْ يَغْزَوْهُمْ إِذْ أَتَاهُ الْوَفْدُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا حَدَّثْنَا أَنَّ رَسُولَكَ رَجَعَ مِنْ يَصِفِ الطَّرِيقَ، وَإِنَّا خَشِينَا أَنْ يَكُونِ إِنَّمَا رَدَّهُ كِتَابٌ جَاءَهُ مِنْكَ لِعُصَبٍ غَضِبْتَهُ عَلَيْنَا، وَإِنَّا نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ! وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ اسْتَعْتَبَهُمْ وَهُمْ بِهِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَذْرَهُمْ فِي الْكِتَابِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾))

[الحجرات: ۶] [الصحيحة: ۳۰۸۸]

کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا دو پھر اپنے کئے پر پشیمانی اٹھاؤ۔“

تخریج: الصحيحة ۳۰۸۸ ابن جریر الطبری فی التفسیر (۲۵/۷۸) بیہقی (۵۳/۵۵)

فوائد: اس واقعہ اور آخر میں مذکورہ آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دے رہے ہیں کہ فاسق کی خبر پر اعتماد نہ کرو جب تک پوری طرح تحقیق و تفتیش سے اصل حقیقت کی نقاب کشائی نہ ہو جائے اور تم تتبع اور جستجو سے معاملات کی خبر اور اس کی صحت و سقم سے روشناس نہ ہو جاؤ۔ یہ واقعہ اور آیت اس بات کی قوی اور صریح دلیل ہے کہ قبول اخبار میں حد درجہ احتیاط سے کام لینا نہایت ضروری ہے اور پھر جب عام اخبار و اقوال میں تحقیق کا حکم ہے تو رسول اللہ کی احادیث میں احتیاط سے کام لینا بدرجہ اولیٰ بہت ضروری ہے۔ اس لیے محدثین کرام نے وہ رجال کہ جن کی احادیث کو قبول کیا ہے ان کے کردار و احوال کے متعلق بہت کڑی قیود و شروط تحریر فرمائی ہیں۔ اصول حدیث کے اکثر قوانین و ضوابط اسی آیت کریمہ کی روشنی میں وضع کئے گئے ہیں۔ اور یہ بات بھی واضح ہوئی کہ فن مصطلح الحدیث بدعت نہیں بلکہ اس کی اصل قرآن و حدیث میں موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ انتہائی رحم کرنے والے تھے

کان رسول اللہ رحیمًا

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیشہ رحم کرنے والے تھے، جو بھی آپ کے پاس آتا اُس سے وعدہ فرما لیتے اور اگر آپ کے پاس کچھ ہوتا تو فوراً پورا کرتے۔ ایک دفعہ آپ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور آپ کے کپڑوں کو پکڑا اور کہا میری تھوڑی سی ضرورت ہے اور مجھے خدشہ ہے کہیں میں بھول نہ جاؤں۔ چنانچہ آپ اُس کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اُس کی ضرورت سے فارغ ہوئے، پھر تشریف لائے اور نماز پڑھی۔

۱۳۵۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ رَحِيمًا، كَانَ لَا يَأْتِيهِ أَحَدٌ إِلَّا وَعَدَهُ، وَانْجَزَهُ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ. وَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَخَذَ بِنُوبِهِ، فَقَالَ: إِنَّمَا بَقِيَ مِنْ حَاجَتِي يَسِيرَةٌ، وَأَخَافُ وَأَنْسَاهَا، فَقَامَ مَعَهُ حَتَّى فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ فَصَلَّى)).

[الصحيحة: ۲۰۹۴]

تخریج: الصحيحة ۲۰۹۴۔ بخاری فی الادب المفرد (۲۷۸) والتاریخ (۳/۲۱۱) طیبالسی (۲۱۱۵)

فوائد: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، بحیثیت مسلم ہم سب پر لازم ہے کہ ہم دوسرے مسلمان بھائی کی ہر ضرورت کا خیال رکھیں۔ اور اگر ہماری وجہ سے کسی کا فائدہ ہو جائے تو پھر ذرہ برابر تاخیر نہ کریں۔ آنجناب ﷺ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے غریب، فقیر اور حاجت مندوں کے ہمیشہ کام آیا کرتے تھے، باوجود مصروفیت کے غریب کے ساتھ چلنا اور اُس کا کام کرنا سعادت سمجھتے تھے۔ آج ہمیں بھی اپنے مفادات سے بالاتر رہتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے کام آنا چاہیے مگر افسوس کہ ہم بغیر طمع و لالچ کے کسی ضرورت مند کے لیے ایک قدم اٹھانا بھی گوارا نہیں کرتے۔

نرمی ایک زینت ہے

باب الرفق زانة

حضرت مقدم بن شریح ؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ سے صحرا کے متعلق سوال کیا کہ وہاں جانا اور ٹھہرنا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ ان نالوں کی طرف صحرا میں جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے صحرا کی طرف جانے کا ارادہ کیا، تو میری طرف آپ نے صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی بھیجی جس پر ابھی تک کسی نے سواری نہیں کی تھی۔ اور مجھے کہا: عائشہ! نری کر، جس چیز میں بھی نری ہوتی ہے، وہ اُس کو مزین کر دیتی ہے اور جس چیز سے بھی نری چھین لی جائے وہ اُس کو عیب دار بنا دیتی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۲۳۔ ابو داود (۲۳۷۸) احمد (۵۸/۶) مسلم (۲۵۹۳) الادب المفرد (۳۶۹) ۴۷۵/۴ مختصراً

فوائد: اس حدیث طیبہ کا مقصود یہ ہے کہ نری سے معاملات سدھرتے اور سنورتے ہیں، ماحول پر سکون اور خوشگوار رہتا ہے۔ بڑے بڑے گھڑے معاملات میں بھی نری کی وجہ سے کوئی نہ کوئی خیر کا پہلو ضرور نکل آتا ہے۔ تلخی، درشتی اور سختی کی وجہ سے معاملات گھڑتے چلے جاتے ہیں، وہی سکون برباد ہو جاتا ہے، نفرتیں پروان چڑھتی ہیں اور آدمی ناجائز سختی کی بنا پر ہٹ دھرم اور ظالم و سرکش بن جاتا ہے۔

آپ کا خادم سے سوال کرنا کہ تیری کوئی ضرورت ہے؟

نبی ﷺ کے خدمت گزار مرد یا عورت سے روایت ہے، اُس نے کہا آپ ﷺ کی اُن باتوں میں سے جو آپ ﷺ خادم کو کہا کرتے تھے، یہ بات تھی آپ ﷺ فرماتے: تیری کیا حاجت ہے.....؟ حتیٰ کہ ایک دن کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میری ایک حاجت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تیری کیا حاجت ہے؟ کہا: میری حاجت یہ ہے کہ آپ ﷺ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تجھے کس نے بتلایا ہے؟ اُس نے کہا: میرے پروردگار نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! تو سجدوں کی کثرت کے ساتھ میری مدد کر۔

سؤاله للخادم ألك حاجة؟

۱۳۷۔ عَنْ خَادِمٍ لِلنَّبِيِّ رَجُلٍ أَوْ امْرَأَةٍ قَالَ: ((كَانَ مِمَّا يَقُولُ لِلْخَادِمِ: أَلَيْكَ حَاجَةٌ؟ قَالَ: حَتَّى كُنْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! حَاجَتِي قَالَ: وَمَا حَاجَتُكَ؟ قَالَ: حَاجَتِي أَنْ تَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: وَمَنْ ذَلِكَ عَلَى هَذَا؟ قَالَ: رَبِّي قَالَ: أَمَّا لَا، فَأَعْنِي بِكَثْرَةِ السُّجُودِ)). [الصحیحۃ: ۲۱۰۲]

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۰۲۔ احمد (۵۰۰/۳)

فوائد: اس حدیث سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) اپنے خادموں کی ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے اور گاہے گاہے اُن سے سوال

کرتے رہنا چاہیے اور اگر خادم جائز ضرورت کا مطالبہ کرے اور وہ آپ کے اختیار میں بھی ہو، تو اُس کی ضرورت کو فوراً پورا کر دینا چاہیے۔ اعلیٰ ظرف لوگ اپنے خادموں کا ہمیشہ خیال رکھتے ہیں۔ (۲) خادم رسول ﷺ آخرت کے اس قدر فکر مند تھے کہ اگر مطالبہ کیا ہی ہے تو روز قیامت کی شفاعت کا کیا ہے (سبحان اللہ) آج ہمیں بھی اپنی توجہ صرف دنیاوی فرمائشوں کی طرف نہیں رکھنی چاہیے بلکہ اپنی آخرت کو ترجیح دینی چاہیے۔ (۳) آپ کی شفاعت کے لیے فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نوافل کا اہتمام ضروری ہے۔ محض محفل نعت کروانے، آپ کی ولادت کا جشن منانے اور عاشق رسول ﷺ کا لیل لگانے سے آپ کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ بلکہ آپ کی شفاعت کے لیے عقیدہ و عمل کی درستی کے ساتھ ساتھ سجدوں کا شائق ہونا ضروری ہے۔

کان لا یدفع الناس عنه آپ ﷺ سے لوگوں کو روکا نہیں جاتا تھا

۱۳۸۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ لَا يَدْفَعُ عَنْهُ النَّاسُ، وَلَا يُضْرَبُونَ عَنْهُ)) [الصحيحة: ۲۱۰۷] ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ ﷺ سے لوگوں کو دھکیلا جاتا تھا اور نہ ہی مارا جاتا تھا۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۰۷۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۲۳۸) ابو داود (۱۸۸۵) احمد (۱/ ۲۹۷-۲۹۸) طیالسی (۲۶۹۷) اخرجه مسلم (۱۲۶۳) بمعناه

فوائد: یعنی جس طرح عام دنیا دار قائدین کے حواری اپنے قائد کے نزدیک کسی کو نہیں آنے دیتے بلکہ عقیدت سے قریب ہونے والے کو دھکے کھانے پڑتے ہیں، ہر طرف سے ہٹو بچو کی صدا میں ہوتی ہیں، آپ ﷺ کے صحابہ اس طرح لوگوں کو نہیں دھکیلتے تھے۔ بلکہ ہر آنے والے شخص کو حسن ادب سے آپ ﷺ سے ہم کلام ہونے کا موقع میسر آتا تھا۔

تخلفه ليز جى الضعيف کمزور (اونٹ) کو چلانے کے لیے آپ کا پیچھے رہنا

۱۳۹۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: ((كَانَ اِتَّخَلَّفَ فِي الْمَسِيرَةِ فَيُزْجِي الضَّعِيفَ، وَيُرْدِفُ وَيَدْعُو لَهُمْ)) [الصحيحة: ۲۱۲۰] جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ آپ ﷺ چلنے میں پیچھے رہتے، کمزور کو چلاتے اور اپنے پیچھے بٹھاتے اور صحابہ کے لیے دعا کرتے۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۲۰۔ ابو داود (۲۶۳۹) حاکم (۱۱۵/۲) بیہقی (۵/ ۲۵۷)

فوائد: اختیارات، قوت، حکومت اور کثیر خدام ہونے کے باوجود لوگوں کی خدمت کو سعادت سمجھنا نبوی مشن ہے۔ اکثر لوگ سہولتیں پا کر نازک مزاج اور حدودِ آرام پسند بن جاتے ہیں۔ یہ حدیث بھی اس بات پر دلیل ہے کہ آنجناب اپنے صحابہ کے لیے حد درجہ نرم، متواضع اور خیر خواہی کرنے والے تھے۔ اگر آج بھی آپ ﷺ کی تعلیمات اور کردار کو اپنانے والا نیک دل، خیر خواہ اور متواضع قائد امت کو نصیب ہو جائے تو انقلاب کی راہیں ہموار ہو سکتی ہیں۔

باب من تواضعه آپ ﷺ کی عاجزی کا بیان

۱۴۰۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ يَجْلِسُ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَعْتَقِلُ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ جایا کرتے تھے اور زمین پر بیٹھ کر ہی کھاتے تھے، بکری کا دودھ دھو

الشَّاءَ، وَيَجِبُ دَعْوَةُ الْمَمْلُوكِ عَلَى خَيْرِ الشُّعْرِ)). [الصحيحہ: ۲۱۲۵]
 لیتے اور غلام جو کی روٹی پکا کر آپ ﷺ کی دعوت کرتا آپ وہ بھی قبول فرما لیتے۔

تخریج: الصحيحہ ۲۱۲۵۔ طبرانی فی الكبير (۱۲۳۹۳) ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۶۳) بغوی فی شرح السنة (۲۸۴۱) وفی الانوار (۳۸۳)

فوائد: یہ ہے ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ کی سادگی، درویشی اور آپ ﷺ کا عظیم کردار، جو قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ اور کامیابی و بلندی کا ضامن ہے۔ آپ ﷺ کی ہر ادا سادگی سے مزین اور تکلفات سے پاک ہوتی تھی اور اسی لیے آپ ﷺ صحابہ کے دلوں پر حکمرانی کرتے تھے اور صحابہ کرام آپ کے بلند کردار کی وجہ سے آپ کے اشارے پر اپنی جانیں قربان کرنا فخر سمجھتے تھے۔ مگر آج غلامان مصطفیٰ تکلفات کی ایسی دلدل میں دھنسے ہوئے ہیں کہ ہزاروں کے فیشن اور لاکھوں کی ڈیکوریشن سے بھی دل کو قرار نہیں ملتا اور اکثر حضرات گھریلو کام کاج کو اپنی عزت اور شخصیت کے خلاف سمجھتے ہیں۔

۱۴۱۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ: ((كَانَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيَخْصِفُ النَّعْلَ وَيَرْفَعُ الْقُمِصَّ وَيَقُولُ: مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)).
 ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ گدھے پر سوار ہوتے اور جوتے کو سیٹے اور قمیض کو خود ہی پیوند لگا لیا کرتے تھے اور فرماتے: جس نے میرے طریقے سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔

[الصحيحہ: ۲۱۳۰]

تخریج: الصحيحہ ۲۱۳۰۔ ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۱۲۸) السہمی فی تاریخ جرجان (۳۱۵)

فوائد: حتی الوح ذاتی کام کاج خود کرنا سنت نبوی ﷺ ہے، باوجود کثیر ازواج اور خدام کے بھی آپ ﷺ اپنا کام خود کیا کرتے تھے، آج سارا بوجھ بیوی اور خادموں پر ڈالنے والے آپ ﷺ کی وعید پر غور کریں۔

۱۴۲۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: ((كَانَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ (وَفِي رِوَايَةٍ: يَوْمَ الْخُنْدَقِ) يَنْقُلُ مَعَنَا التَّرَابَ، وَلَقَدْ وَارَى التَّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: شَعَرَ صَدْرِهِ) [وَكَانَ رَجُلًا كَثِيرَ الشَّعْرِ] وَهُوَ [يَرْتَجِزُ بِرَجَزِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ] وَهُوَ:

حضرت براء بن عازب نے کہا: آپ ﷺ غزوہ احزاب (اور ایک روایت میں ہے غزوہ خندق) کے دن ہمارے ساتھ مٹی اٹھا رہے تھے اور مٹی نے آپ ﷺ کے پیٹ مبارک کی سفیدی کو اور ایک روایت میں ہے سینہ مبارک کے بالوں کو چھپا دیا تھا (آپ ﷺ بہت زیادہ بالوں والے تھے) اور آپ ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اشعار پڑھ رہے تھے۔

”اللہ کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں ہدایت نہ ملتی، ہم صدقہ کرتے اور نہ ہی نماز پڑھتے، ہم پر سکینت نازل فرما، اور ہمارے پاؤں کو جماوے جب دشمن سے ہماری ٹڈ بھڑ ہو، بے شک ظالموں نے ہم پر زیادتی کی ہے

(اور وہ انہیں بلند آواز سے کہتے) جب وہ ہمیں دین سے پھیرنا

وَاللَّهُ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
 وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
 فَأَنْزِلْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
 وَكَبِّتِ الْأَفْدَامَ إِنْ لَا قِيَامَ
 إِنَّ الْأَمْلَى قَدْ أَبْوَا (وَفِي رِوَايَةٍ: بَعُوا) عَلَيْنَا

چاہیں گے، تو ہم ایسا نہیں کریں گے۔“

إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةَ آبِنَا [ابننا]

وَيَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ).

تخریج: الصحیحہ ۳۲۳۲۔ بخاری (۲۲۳۰، ۳۱۰۶، ۲۸۳۷) مسلم (۱۸۰۳) احمد (۲/۲۸۲، ۲۸۵) دارمی (۲۳۵۹)

باب: نبی ﷺ کی اپنی بیویوں کو تادیب

باب: من ادبه ﷺ مع نسائه

حضرت صفیہ بنت حبیبہ جی سے روایت ہے بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے اپنی عورتوں کے ساتھ حج کیا، پس آپ ﷺ کہیں راستہ میں تھے کہ ایک آدمی اترا اس نے ان کو چلایا اور جلدی کی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس طرح شیشوں کو لے کر چلتے ہیں، پس اسی دوران کہ وہ چل رہے تھے، حضرت صفیہ کا اونٹ بیٹھ گیا (صفیہ کی سواری سب سے اچھی تھی) وہ رو پڑیں، جب آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ تشریف لائے اور ان کے آنسوؤں کو اپنے ہاتھ سے پونچھ رہے تھے، آپ ﷺ ان کو رونے سے منع فرما رہے تھے اور وہ زیادہ رورہی تھیں، جب صفیہ رضی اللہ عنہا نے بہت زیادہ رونا شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور لوگوں کو اترنے کا حکم دیا اور وہ اتر گئے، حالانکہ آپ ﷺ اترنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے، کہتی ہیں، صحابہ کرام اپنی سواریوں سے اتر آئے اور آپ کے ہاں میری باری تھی، جب صحابہ اترے تو نبی ﷺ کا خیمہ بنا دیا گیا، آپ اس میں داخل ہو گئے۔ کہتی ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ میں کیسے اچانک آپ کے پاس پہنچ جاؤں اور مجھے ڈر تھا کہ آپ کے دل میں میری طرف سے کوئی ناراضی ہو، کہتی ہیں میں عائشہ کی طرف گئی اور اسے کہا کہ تو جانتی ہے کہ میں اپنے دن کا سودا نہیں کرتی، رسول اللہ سے کسی چیز کے بدلے کبھی بھی اور میں تجھے اپنی باری اس شرط پر ہبہ کرتی ہوں کہ تو میری طرف سے رسول اللہ کو راضی کرے، اس نے کہا ٹھیک ہے۔ کہتی ہیں، سیدہ عائشہ نے اپنی زعفران میں رنگی ہوئی چادر پکڑی اور اس پر پانی چھڑکا تا کہ اس کی خوشبو تروتازہ ہو جائے، پھر اپنے کپڑے

۱۴۳۔ عَنْ صَفِيَّةِ بِنْتِ حَبِيبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ حَجَّ بِنِسَائِهِ، فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ، نَزَلَ رَجُلٌ فَسَاقَ بِهِمْ فَأَسْرَعَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَذَلِكَ سَوْفَكَ بِالْقَوَارِيرِ)) فَبَيْنَمَا هُمْ يَمِيرُونَ بَرَكَ بِصَفِيَّةِ بِنْتِ حَبِيبٍ حَتَّى جَمَلَهَا، وَكَانَتْ مِنْ أَحْسَنِ ظَهْرًا فَبَكَتْ. وَجَاء رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أُخْبِرَ بِذَلِكَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ دُمُوعَهَا بِيَدِهِ، وَجَعَلَتْ تَزْدَادُ بُكَاءً وَهُوَ يَنْهَاهَا، فَلَمَّا أَكْثَرَتْ زَبْرَهَا وَانْتَهَرَهَا، وَأَمَرَ النَّاسَ بِالنُّزُولِ فَنَزَلُوا، وَلَمْ يَكُنْ يُرِيدُ أَنْ يَنْزِلَ، قَالَتْ: فَتَزَلُّوا، وَكَانَ يَوْمِي، فَلَمَّا نَزَلُوا ضَرَبَ حَبَاءُ النَّبِيِّ ﷺ وَوَدَخَلَ فِيهِ، قَالَتْ: فَلَمْ أَدْرِ عَلَامَ أَهْمُهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَخَشِيتُ أَنْ يَكُونُ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ مِنِّي! قَالَتْ: فَأَنْطَلَقْتُ إِلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا: تَعْلَمِينَ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَبِيعُ يَوْمِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِشَيْءٍ أَبَدًا وَإِنِّي قَدْ وَهَبْتُ يَوْمِي لَكَ عَلَى أَنْ تُرَضِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِّي! قَالَتْ: نَعَمْ قَالَتْ: فَأَخَذَتْ عَائِشَةُ حِمَارًا لَهَا قَدْ تَرَدَّتْهُ بِزَعْفَرَانٍ، فَرَشَتْهُ بِالْمَاءِ لِيُدْثَكِي رِيحُهُ، ثُمَّ لَبَسْتُ ثِيَابَهَا، ثُمَّ أَنْطَلَقْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَرَفَعَتْ طَرَفَ الْحَبَاءِ، فَقَالَ لَهَا: ((مَا لَكَ يَا عَائِشَةُ؟ إِنَّ هَذَا لَيْسَ بِيَوْمٍ لِي)) قَالَتْ: ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ

پہننے پھر رسول اللہ کی طرف چلی اور خیمہ کا پردہ اٹھایا۔ آپ نے اسے کہا: اے عائشہ تجھے کیا ہے؟ یہ تیرا دن نہیں، انھوں نے کہا یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے وہ دیتا ہے، آپ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ دوپہر کا آرام کیا، پھر جب شام کا وقت ہوا تو آپ نے زینب بنت جحش کو کہا کہ اے زینب اپنی بہن صفیہ کو اونٹ مستعار دے دو اور ان کے پاس زیادہ سواریاں تھیں، زینب نے کہا میں تیری یہودیہ کو مستعار دے دوں، پس آپ نے جب یہ سنا تو ناراض ہو گئے اور اس کو چھوڑ دیا، کلام تک نہ کی حتیٰ کہ مکہ آئے اور ایام منیٰ میں حتیٰ کہ مدینہ لوٹ آئے۔ محرم و صفر کا مہینہ بھی گزر گیا، آپ زینب کے پاس نہ گئے اور نہ ہی اس کے لیے باری تقسیم کی۔ وہ آپ سے ناامید ہو گئیں۔ جب ربیع الاول کا مہینہ تھا تو آپ اس کے ہاں داخل ہوئے۔ زینب نے آپ کو دیکھا اور کہا البتہ یہ رسول اللہ کا سایہ ہے، اور نبی تو میرے پاس نہیں آتے، یہ کون ہے؟ چنانچہ نبی کریم داخل ہوئے، جب زینب نے آپ کو دیکھا تو کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ کے آنے کی مجھے اتنی خوشی ہوئی ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی میں کیا کروں۔ کہتی ہیں اس کی ایک لونڈی تھی جس کو نبی سے چھپا کر رکھتی تھیں۔ اُس نے کہا فلاں لونڈی میں نے آپ کو دی۔ نبی کریم ﷺ حضرت زینب کی چارپائی کی طرف چلے، اُسے اٹھا دیا گیا تھا، اُس کو اپنے ہاتھ سے بچھایا پھر اپنی اہلیہ سے مباشرت کی اور اُن سے راضی ہوئے۔

يَسْأَلُ فَقَالَ: مَعَ أَهْلِهِ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الرُّوْحِ، قَالَ لِرَبِّ بْنِ جَحْشٍ: ((يَا رَبِّبُ! أَفْقِرِي أُخْتِكَ صَفِيَّةَ جَمَلًا)) وَكَانَتْ مِنْ أَكْثَرِ هِنَ ظَهْرًا، فَقَالَتْ: أَنَا أَفْقَرُ يَهُودِيَّتِكَ! فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ سَمِعَ ذَلِكَ مِنْهَا، فَهَجَرَهَا فَلَمْ يَكْلَمْهَا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ وَأَيَّامَ مِنَى فِي سَفَرِهِ، حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَالْمَحْرَمُ وَصَفَرُ، فَلَمْ يَأْتِهَا وَلَمْ يَقْسِمَ لَهَا، وَتَيَسَّتْ مِنْهُ فَلَمَّا كَانَ شَهْرُ رَبِيعِ الْأَوَّلِ، دَخَلَ عَلَيْهَا، فَرَأَتْ ظِلَّهُ، فَقَالَتْ: إِنَّ هَذَا لَظِلُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا يَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَمَنْ هَذَا؟ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا أَذْرى مَا أَصْنَعُ حِينَ دَخَلْتُ عَلَى؟ قَالَتْ: وَكَانَتْ لَهَا جَارِيَةٌ وَكَانَتْ تُحِبُّهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: فَلَانَةُ لَكَ، فَمَسَى النَّبِيُّ ﷺ إِلَى سَرِيرِ زَيْنَبَ وَكَانَ قَدْ رَفَعَ قَوْضَعَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ أَصَابَ أَهْلَهُ، وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔

[الصحيحہ: ۳۲۰۵]

تخریج: الصحيحہ ۳۲۰۵۔ احمد (۶/۳۳۷-۳۳۸) ابن الاثیر فی اسد الغابۃ (۵/۴۹۱) من حدیث صفیہ رضی اللہ عنہا احمد (۶/۱۳۱-۱۳۲) ابوداؤد (۲/۳۶۰۲) ابن ماجہ (۱۹۷۳) بیعضہ من حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

فوائد: اس واقعہ سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) نبی ﷺ اپنی بیویوں کے حق میں حد درجہ نرم تھے، جب اونٹ چلانے والے نے تیزی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیشیوں کو اس طرح لے کر چلتے ہیں؟ یعنی عورت کی نزاکت کو شیشوں سے تشبیہ دی، جس طرح شیشے کو حد درجہ احتیاط سے سنبھال سنبھال کر نرمی سے رکھا جاتا ہے، اسی طرح اپنی بیوی سے لطف و کرم اور شفقت والا معاملہ ہی کرنا چاہیے۔ (۲) بعض عورتوں کی فطرت و عادت ہوتی ہے کہ انہیں رونے سے منع کیا جائے تو اُن کے جذبات اور بھڑک اٹھتے ہیں اور اُن کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے، جبکہ یہ اچھی عادت نہیں۔ خاتون خانہ کو اس قدر حساس اور نازک مزاج نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہمت، حوصلے

اور جرأت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور خواتین کو دنیاوی معاملات پر رونے کی بجائے خوفِ خدا اور فکرِ آخرت کی یاد میں جی بھر کر آنسو بہانے چاہیے۔ (۳) کسی دوسرے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، کسی کو حقیر سمجھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ آدمی کے گناہ گار اور شریر ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ کسی دوسرے مسلمان بھائی کو حقیر جانے اور اس حدیث سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب کے حقارت آمیز جواب کو اس قدر ناپسند کیا کہ کئی ماہ تک اُن سے کلام تک نہ کیا، جس برے عمل پر آپ جیسا رحیم و شفیق شخص بھی اس قدر ناراض ہو جائے تو وہ یقیناً کوئی چھوٹا گناہ نہیں، حد درجہ کبیرہ گناہ ہے۔ اس لیے کسی کو حقیر جاننا چاہیے نہ کسی نو مسلم کو اُس کے سابقہ مذہب کا طعنہ دینا چاہیے۔ (۴) عام مسئلہ تو یہی ہے کہ آپس میں اختلاف ہو جانے پر تین کے دن کے اندر اندر صلح صفائی کرتے ہوئے اپنے دل کو پاک اور صاف کر لینا چاہیے جو شخص تین دن سے زیادہ ناراض رہتا ہے اُس کے لیے شریعت میں سخت وعید ہے لیکن کسی مصلحت و حکمت کے پیش نظر یا کسی کو اس کی غلطی کا احساس دلانے کے لیے کئی دنوں تک اُس سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور اُس سے قربت نہ رکھنا بالکل جائز اور درست ہے۔ جس طرح کہ اس حدیث سمیت دیگر دلائل سے واضح ہے۔ (۵) بعض لوگ آپ ﷺ کے سایہ کے مکر ہیں حالانکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور انسان تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلسلہ انسانیت سے ہی پیدا فرمایا آپ کا باپ بھی تھا اور ماں بھی۔ آپ کے چچا، پھوپھی، دادا وغیرہ رشتے دار تھے۔ آپ کی آل اولاد تھی۔ اس لیے آپ کو دائرہ انسانیت سے معاذ اللہ خارج کرتے ہوئے آپ کے سائے کا انکار درست نہیں اور یہ حدیث اس بات پر واضح دلیل ہے کہ آپ کا سایہ مبارک موجود تھا۔ اسی طرح مستدرک حاکم میں روایت موجود ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات نبی ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور نماز کی حالت میں اچانک اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ پھر جلدی سے پیچھے کر لیا۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول، آج خلاف معمول ایسا کیوں ہوا؟ آپ نے فرمایا: بات یہ تھی کہ میرے سامنے جنت پیش کی گئی جب میں نے اس میں عمدہ پھل دیکھے تو چاہا کہ اس میں سے اُچک لوں، لیکن فوراً حکم ملا کہ پیچھے ہٹ جاؤ، پھر میں پیچھے ہٹ گیا، پھر مجھ پر جہنم پیش کی گئی ﴿حَتَّى رَأَيْتُ ظِلِّي وَظِلَّكُمْ﴾ یہاں تک کہ میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا۔ اس روایت کے علاوہ دیگر روایات اور عقلی دلائل سے بھی آپ ﷺ کے سایہ مبارک کا ثبوت ملتا ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی نبی کریم ﷺ کے سائے سے انکار کرتے ہوئے آپ کو نور کہتا ہے اور آپ کے بشر ہونے سے انکاری ہے تو ہم اس کے لیے ہدایت کی دعا کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

حکمت والے امور کا بیان

باب من أمور الحکمة

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بچوں کو عشاء کی تاریکی کے وقت (گھروں میں) روکو۔ اور رات کو قصہ گوئی سے بچو، جب آمد و رفت کم ہو جائے تم نہیں جانتے اللہ اپنی مخلوق میں سے کس کو زمین پر پھیلا دیتے ہیں۔ اپنے دروازوں کو بند کرو اور چراغ بجھا دو اور برتن الٹے کر دو اور مشکیزے کا منہ بند کر دو۔

۱۴۴ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُفُّوا صَبِيَانَكُمْ عِنْدَ فُحْمَةِ الْعِشَاءِ وَإِيَّاكُمْ وَالسَّمَرِ بَعْدَ هَذَاةِ الرَّجُلِ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ مَا يَبِئُتُ اللَّهُ مِنْ خَلْقِهِ؟ فَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَأُطْفِئُوا الْمَصْبَاحَ وَأَكْفِتُوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ)). [الصحيحه: ۳۲۵۴]

تخریج: الصحيحه ۳۳۵۴۔ حمیدی (۱۲۷۳) مسلم (۲۰۱۳) ابوداؤد (۲۶۰۴) احمد (۳۱۲/۳)

فوائد: اس حدیث طیبہ میں گھریلو زندگی کے آداب بیان کئے گئے ہیں۔ (۱) رات کو سوتے وقت دروازے کو اچھی طرح بند کر لینا چاہیے۔ سوتے وقت دروازہ کھلا چھوڑنے سے کئی نقصانات کا سامنا ہو سکتا ہے۔ دروازہ بند کرنے سے جہاں چوروں کے لیے مایوسی اور تنگی ہوتی ہے وہاں حشرات الارض اور درندے وغیرہ بھی داخل نہیں ہوتے اور سونے والا ان تمام چیزوں کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ (۲) مصباح سے مراد چراغ ہے، عصر نبوی میں آج کل کی طرح لائٹوں کا اہتمام نہیں تھا، دیئے میں تیل وغیرہ جلا کر روشنی حاصل کی جاتی تھی۔ سوتے وقت چراغ کو بجھا دینے میں ایک تو فائدہ یہ ہے کہ آدی فضول خرچی سے بچ جاتا ہے اور بسا اوقات سوتے وقت چراغ جل رہا ہو تو چوبیا وغیرہ بتی کھینچ کر پورے گھر کو آگ لگا سکتی ہے۔ بلکہ ایسا واقعہ کتب میں موجود ہے کہ صحابی رسول چراغ بجھائے بغیر سو گئے اور چوہیا نے بتی کھینچ کر سامان پر پھینک دی جس سے کافی نقصان ہوا۔ نیز اگر کسی مصلحت یا ضرورت کے پیش نظر ٹیوب یا بلب وغیرہ سوتے وقت جلانا پڑے تو اُس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ چراغ کوند بجھانے میں جو نقصانات ہیں وہ ٹیوب اور بلب وغیرہ میں نہیں۔ (۳) پانی بہترین غذا ہے، صاف ستھرا، شفاف اور جراثیم سے پاک پانی صحت کے لیے حد درجہ مفید ہے اور سنگینوں کا منہ بند کرنے اور برتنوں کو الٹا دینے سے جہاں کیڑے کوڑے ان میں داخل نہیں ہوتے وہاں ڈھانپنی ہوئی چیز ہر طرح کے جراثیم سے پاک رہتی ہے۔

بچوں کے ساتھ نرمی کرنے کا بیان

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عشاء پڑھ رہے تھے، اچانک حسنین کریمین آ کر آپ کی پشت پر چڑھ گئے، جب آپ سر مبارک اٹھاتے، تو پیچھے سے اُن دونوں کو بڑے پیار سے پکڑ لیتے اور بڑے ہی پیار سے اُن کو زمین پر رکھ دیتے۔ پھر جب آپ سجدہ کرتے تو وہ سوار ہو جاتے۔ یہاں تک کہ آپ نے نماز مکمل کی اور اُن کو اپنی ران پر بٹھایا۔ ایک کو ادھر کو ایک ادھر۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں آپ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں ان دونوں کو ان کی ماں کے پاس نہ لے جاؤں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اتنے میں اچانک تیز بجلی چمکی تو آپ نے فرمایا: تم دونوں اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ۔ پس وہ دونوں روشنی میں چلتے رہے یہاں تک کہ اپنی ماں کے پاس چلے گئے۔

باب الرفقة مع الصبيان

۱۴۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ((كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ الْعِشَاءَ، فَإِذَا سَجَدَ وَكَبَّ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى ظَهْرِهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اخَذَهُمَا [بِيَدِهِ مِنْ خَلْفِهِ أَخَذًا رَفِيقًا] فَوَضَعَهُمَا وَضْعًا رَفِيقًا فَإِذَا عَادَ عَادَا فَلَمَّا صَلَّى [وَضَعَهُمَا عَلَى فَخْذَيْهِ] وَاحِدًا هُنَا وَوَاحِدًا هُنَا، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَبَجْنَتْهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا أَذْهَبُ بِهِمَا إِلَى أُمِّهِمَا؟ قَالَ: لَا فَبَرَقَتْ بَرَقَةً فَقَالَ: الْحَقَّا بَأَمْرِكُمَا، فَمَا زَالَا يَمْشِيَانِ فِي صَوْبِهَا حَتَّى دَخَلَا [إِلَى أُمِّهِمَا]). [الصحيحه: ۳۳۲۵]

تخریج: الصحيحه ۳۳۲۵۔ احمد (۵۱۳/۲) و فضائل الصحابة (۱۳۰۱) حاکم (۱۶/۳) بیہقی فی الدلائل (۷۶/۱) طبرانی فی الکبیر (۲۶۵۹)

فوائد: یہاں سے بالعموم پتہ چلا کہ مسجد میں آنے والے بچوں کو ڈانٹ کر مسجد سے نکالنے کی بجائے پیار محبت سے اُن کو سمجھانا چاہیے اور اگر وہ حالت نماز میں کندھے یا کمر وغیرہ پر چڑھ جائیں تو پھینکنے کی بجائے آرام سے ہٹا لینا چاہیے۔ اور اس حدیث سے بالخصوص سیدین حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عزت و عظمت اور مقام واضح ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر محبت اور کیا ہو سکتی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے حالت نماز میں بھی ان کا خیال رکھا، نرمی سے پکڑا، اٹھایا، بٹھایا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد سیدہ فاطمہ کو ڈانٹا نہیں کرتا تو ان کو نماز کے وقت میرے پاس کیوں بھیجتی ہے، بلکہ وہ صحابہ کرام کہ جنہوں نے حسین کو ہٹانے کی کوشش کی۔ اور ایک صحیح روایت میں کہ آپ نے صحابہ کو مخاطب کر کے کہا ان کو کچھ نہ کہو، چھوڑ دو اور فرمایا کہ میں تمہارے لیے اور بعد میں آنے والے سب مسلمانوں کے لیے یہ اعلان کر رہا ہوں کہ جس کو مجھ سے محبت ہے، چاہت ہے، عقیدت ہے، وہ گلستان رسالت کے ان پھولوں سے ضرور ضرور پیار کرے اور ان کا خیال رکھے۔ اللہ ہمیں حکم رسول پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

من افضل الناس مخموم القلب و
صاف دل سچ بولنے والا لوگوں میں سب سے زیادہ
افضل ہے۔

۱۴۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قِيلَ: يَارَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ، صَدُوقِ اللِّسَانِ، قَالُوا: صَدُوقِ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟ قَالَ: التَّقِيُّ النَّفْسِ لَا إِيْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيٍ وَلَا غِلٍّ وَلَا حَسَدٍ)). [الصحيحة: ۹۴۸]

عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے، کہا: کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہر مخموم دل والا سچی زبان والا، صحابہ نے کہا سچی زبان والے کو تو ہم پہچانتے ہیں، مخموم القلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایسا دل جو صاف ہو اور اُس میں اللہ کا ڈر ہو، اُس میں گناہ، بغاوت، خیانت اور حسد کا کوئی دھبہ نہ ہو۔

تخریج: الصحيحة ۹۴۸۔ ابن ماجہ (۴۲۱۶) ابن عساکر (۳۱۹/۲۳) خرائطی فی مکارم (۳۵) بیہقی فی الشعب (۳۸۰۰)

فوائد: دل و زبان کی طہارت و صفائی سے آدمی افضل ترین انسان بن جاتا ہے۔ جب دل میں نیک جذبات ہوں اور آدمی کا دل ”قلب سلیم“ ہو تو زبان بھی جھوٹ اور خرافات سے محفوظ رہتی ہے اور اس طرح آدمی درجہٴ افضلیت پر فائز ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ وگرنہ جو شخص دل میں کینہ رکھے اور زبان کو جھوٹ اور فحش گوئی سے آلودہ رکھے تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی نصرت و رحمت سے عموماً محروم رہتا ہے۔

اهمية من حق الجار
پڑوسی کے حقوق کی اہمیت کا بیان

۱۴۷۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((كَمْ مِنْ جَارٍ مُتَعَلِّقٍ بِجَارِهِ يَقُولُ: يَا رَبِّ اسْلُ هَذَا لِمِ اَعْلَقَ عَنِّي بَابُهُ وَمَنْعَنِي فَضْلُهُ؟)). [الصحيحة: ۲۶۴۶]

ابن عمر سے مرفوعاً روایت ہے، کتنے پڑوسی اپنے پڑوسی سے لٹکے ہوئے ہوں گے، پڑوسی کہے گا اے میرے رب! اس سے پوچھ اس نے میرے لیے اپنا دروازہ کیوں بند کیا اور اپنا بچا ہوا مال مجھ سے کیوں روکا۔

تخریج: الصحيحة ۲۶۴۶۔ ابن ابی الدنیا فی مکارم الاخلاق (۳۳۵) اصباحی فی الترغیب (۸۴۸) الادب المفرد (۱۱۱)

فوائد: اسلام میں پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ پڑوسی کی ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے اُس کے ساتھ فراخ دلی اور اعلیٰ ظرفی سے پیش آنا چاہیے۔ ضرورت سے زائد چیز ناواقف بھی طلب کرے تو وہ دینے میں گریز نہیں کرنا چاہیے، چہ

جائے کہ پڑوسی کو انکار کر دیا جائے۔ ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: جب سالن تیار کرو تو اُس کا شور بڑھا لو تا کہ پڑوسی بھوکا نہ رہے۔ مزید آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو پڑوسی سے اچھا سلوک تم پر لازم ہے۔ اس حدیث میں بھی اُس شخص کے لیے سخت وعید ہے جو اپنے پڑوسی کی جائز ضرورت بھی باوجود ہمت و طاقت اور بساط کے پوری نہ کرے۔

لعنت کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے

اللعنة من الکبائر

۱۴۸۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: ((كُنَّا إِذَا رَأَيْنَا الرَّجُلَ يَلْعَنُ أَخَاهُ رَأَيْنَاهُ أَلْ قَدْ أَتَى بَابًا مِنَ الْكِبَائِرِ)). [الصحيحه: ۲۶۴۹]

سلمہ بن اکوع ؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں، جب ہم کسی آدمی کو دیکھتے کہ وہ اپنے بھائی پر لعنت کر رہا ہے تو ہم یہ خیال کرتے کہ اس نے کبیرہ گناہ کیا ہے۔

تخریج: الصحيحه ۳۲۹۔ طبرانی فی الاوسط (۲۶۷۰) والکبیر کما فی المجمع (۷۳/۸) وجامع المسانید لابن کثیر (۳۶۱/۵)

فوائد: کسی عام مسلمان کو بھی لعن طعن کرنا قطعاً جائز نہیں چہ جائے کہ بھائی یا والدین کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے۔ دین اسلام میں ماں باپ کو گالی گلوچ کرنا یا اُن کو لعن طعن کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

تکبر و غرور کا گناہ

اثم الکبر والعزة

۱۴۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعِزَّةُ إِزَارِي فَمَنْ نَارَعَ عَيْنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا أَلْقَيْهِ فِي النَّارِ)). [الصحيحه: ۵۴۱]

ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: تکبر میری چادر ہے، عزت میرا زار ہے، جس نے ان دونوں میں سے کوئی چیز مجھ سے جھینی میں اُس کو آگ میں پھینکوں گا۔

تخریج: الصحيحه ۵۴۱۔ احمد (۲/۳۲۸) ابو داود (۳۰۹۰) ابن ماجہ (۴۱۷۳) مسلم (۲۲۳۰) والادب المفرد (۵۵۲)

فوائد: جب اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں اور خوبیوں سے نوازیں تو انسان کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار اور اس کے بندوں کا قدردان بننا چاہیے مگر جب آدمی خود کو بالاتر اور دوسروں کو کم تر، حقیر، ذلیل، بے وقعت اور بے حیثیت سمجھنا شروع کر دے اور اس کو تکبر کہا جاتا ہے، آپ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ جس دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ صحابہ کرام نے پوچھا تکبر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "بطور الحق و غمط الناس" حق کو ٹھکانا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔ اگر آدمی عزت و عظمت پا کر دوسروں کو حقیر سمجھنا چھوڑ دے اور اپنی چال و حال میں تواضع رکھے تو وہ بے شمار رحمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے، کئی گنا ہوں سے بچ جاتا ہے۔ اکثر گناہ تکبر ہی کی پیدوار ہیں اور تکبر ہی تمام تر فتنوں کی جڑ ہے۔ آدمی کو اپنی خوبصورتی و حسن، مال و دولت، تعلیم و ملازمت اور دیگر کمالات پر فخر کرنے کی بجائے شکر کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی تکبر کی حد درجہ مذمت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبٍ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارًا﴾ "جتنے مغرور اور سرکش ہیں، اللہ ان کے دلوں پر اسی طرح مہر لگا دیتا ہے۔" ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ "اللہ اس کو پیار نہیں کرتا جو مغرور اور بہت فخر کرنے والا ہو۔" ﴿الَّذِينَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ﴾ "کیا جہنم میں مغروروں کا ٹھکانا نہیں؟" ﴿فَبِئْسَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ﴾ "تکبرین کا ٹھکانہ بہت برا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کبر کی بو سے محفوظ فرمائے۔

ای الناس ملعون؟

۱۵۰۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ، لَعَنَ اللَّهُ مَنْ غَيَّرَ تَحْوِمَ الْأَرْضِ، لَعَنَ اللَّهُ مَنْ كَمَمَ الْأَعْمَى عَنِ السَّبِيلِ، لَعَنَ اللَّهُ مَنْ سَبَّ (وَفِي رِوَايَةٍ: عَقَى) وَالِدَيْهِ، لَعَنَ اللَّهُ مَنْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ (لَعَنَ اللَّهُ مَنْ وَقَعَ عَلَى بَهِيمَةٍ) لَعَنَ اللَّهُ مَنْ عَمَلَ عَمَلَ قَوْمٍ لُوطٍ (لَعَنَ اللَّهُ مَنْ عَمَلَ عَمَلِ قَوْمٍ لُوطٍ، لَعَنَ اللَّهُ مَنْ عَمَلَ عَمَلِ قَوْمٍ لُوطٍ)) [الصحيحة: ۳۶۶۲]

کون سے لوگ ملعون ہیں

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا، اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے زمین کے نشانات بدلے۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے اندھے کو رستے سے بھٹکایا۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی یا گالی دی۔ اللہ ایسے غلام پر لعنت کرے جس نے اپنے آقا کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا مالک بنایا۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے چوپائے سے بد فعلی کی۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے قوم لوط والا عمل کیا۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے قوم لوط والا عمل کیا۔

تخریج: الصحيحة ۳۶۶۲۔ احمد (۱/ ۲۱۷، ۳۰۹، ۳۱۷) نسائی فی الکبریٰ (۴۳۴، ۴۳۸) حاکم (۳/ ۳۵۶) بیہقی (۲۳۱/ ۸) ابو یعلیٰ (۲۵۳۹)

فوائد: ”لعنت“ یہ دھنکار اور پھنکار کا عربی نام ہے اور اس کا مطلب اللہ کی رحمت سے دوری، بھلائی اور بہتری سے محرومی اور لوگوں کی طرف سے بیزاری و ملامت ہے۔ جس شخص پر اللہ اور اس کے رسول کی لعنت ہو اس کی دنیوی و اخروی ذلت و رسوائی میں قطعاً کوئی شک و شبہ نہیں اور وہ خسارے میں ہے۔ امام ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وَأَصْلُ اللَّعْنِ، الطَّرْدُ وَالْبُعَادُ مِنَ اللَّهِ ”لعنت کا اصل مفہوم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری اور پھنکار ہے۔“ مذکورہ حدیث میں سات ایسے افراد کا ذکر کیا گیا ہے جو اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے اللہ سے دور کر دیئے جاتے ہیں اور لعنت کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی غیر کے نام پر جانور ذبح کرنے والے۔ اور اس کی دو صورتیں ہیں: (i) کہ ذبح کرتے وقت اللہ کے علاوہ کسی غیر کا نام لیا جائے، جس طرح مشرکین اپنے بتوں کا نام لیتے تھے۔ (ii) ذبح کرتے وقت نام تو اللہ کا لیا جائے لیکن اُس سے مقصود اللہ کے علاوہ کسی غیر کا تقرب ہو جس طرح کہ آج کل ہمارے ہاں اولیا اللہ کے تقرب کے لیے یا گیارہویں والے پیر صاحب کو راضی کرنے کے لیے جانوروں کے نذرانے پیش کیے جاتے ہیں۔ ایسے شرکیہ اعمال سے آدمی اللہ کی رحمت سے دور کر دیا جاتا ہے۔ (۲) زمین کے نشانات بدلنے والے پر لعنت کی گئی ہے، سرزمین عرب کو جب دیکھا جائے تو دو مفہوم سمجھ آتے ہیں۔ (i) عرب کے صحراء میں سفر کرنے کے لیے مستقل سڑکیں تو نہیں تھیں، مسافروں کی سہولت کے لیے راستوں پر نشانات اور مینار لگائے جاتے تھے، جس سے مسافروں کو سفر کی درست سمت پانے میں آسانی ہوتی اور وہ بالآخر منزل مقصود تک پہنچ جاتے لیکن عرب کے لیرے اور بڑن نشانات اور میناروں کا رخ بدلتے ہوئے دیران و بے آباد

صحراء کی طرف کر دیتے اور جب مسافر وہاں پہنچتا تو اسے لوٹ لیتے۔ (ii) جتنی زمین کسی کی ملکیت ہوتی یا قاعدہ طور پر وہاں تک حد بندی کی جاتی اور نشانات لگائے جاتے مگر غاصب لوگ زیادتی کرتے ہوئے حدیں بدل دیتے اور اپنے مطلب و مقصد کی خاطر نشانات آگے پیچھے کر دیتے تو آپ ﷺ نے زمین کے نشانات اور حدیں تبدیل کرنے والے پر لعنت فرمائی۔ اور اسی طرح اندھے کو غلط راستہ بتلانا، ماں باپ کو گالہ مگوچ کرنا، جانور یا کسی انسان کے ساتھ بد فعلی کرنا حد درجہ کبیرہ گناہ ہیں۔ جن کے ارتکاب سے آدمی اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے اور اُس کی لعنت اور پھکار کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ”وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ

انفسهم“ کا شان نزول

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بلاشبہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے تنگی اور فاقہ پیش آیا ہے۔ آپ نے اپنے گھر پیغام بھیجا تو آپ ﷺ کی ازواج نے کہا: اُس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے ہمارے ہاں سوائے پانی کے کچھ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: جو شخص اس کی مہمان نوازی کرے گا اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائیں گے۔ ایک انصاری صحابی نے کہا: جس کو ابوظلمہ کہا جاتا ہے، میں مہمان نوازی کروں گا۔ چنانچہ وہاں سے لے کر اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے کہا: رسول اللہ کے مہمان کی عزت کرنا اور کچھ ذخیرہ نہ کرنا۔ بیوی نے کہا: اللہ کی قسم ہمارے ہاں صرف بچوں کے لیے کھانا ہے۔ ابوظلمہ نے کہا: تو اپنا کھانا تیار رکھ اور دیا جلا کہ رکھ اور جب بچے شام کے کھانے کا ارادہ کریں تو انہیں سلا دے۔ چنانچہ اُس نے اپنا کھانا تیار کیا، چراغ جلایا اور بچوں کو سلا دیا۔ پھر کھڑی ہوئی، گویا کہ وہ چراغ کو ٹھیک کر رہی تھی، اُس نے اُس کو بچھا دیا، اور دونوں میاں بیوی مہمان کو یہ باور کروا رہے تھے کہ وہ بھی اسکے ساتھ کھا رہے ہیں۔ چنانچہ مہمان نے کھانا کھایا اور وہ دونوں بھوکے سو گئے۔ جب صبح کی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا: جو تم دونوں نے رات کو اپنے مہمان کے ساتھ معاملہ کیا اللہ تعالیٰ اس پر ہنسے اور خوش ہوئے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل

باب: سبب نزول قولہ تعالیٰ

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ انْفُسِهِمْ.....﴾ الآية

۱۵۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ [فَقَالَ: أَصَابَنِي الْحُجْدُ (وَفِي رِوَايَةٍ: إِنِّي مَجْهُودٌ)] فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ، فَقُلْنَ: [وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ] مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ يَضُمُّ أَوْ يَضِيفُ هَذَا يَرْحَمُهُ اللَّهُ)) (۹) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ [يُقَالُ لَهُ: أَبُو طَلْحَةَ] أَنَا فَانْطَلِقْ بِهِ إِلَى امْرَأَتِي فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ [لَا تَنْدَجِرِي شَيْئًا] فَقَالَتْ: [وَاللَّهِ] مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوْتٌ لِلصَّيَّانِ! فَقَالَ: هَبْنِي طَعَامَكَ، وَأَصْلِحِي سِرَاجَكَ، وَنَوِّمِي صَبِيَّانَكَ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً، فَهَيَّأْتُ طَعَامَهَا، وَأَصْلَحْتُ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمْتُ صَبِيَّانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَُا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَاطْفَانَهُ وَجَعَلَا يُرِيَانِيهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ: [وَأَكَلَ الضَّيْفُ] وَبَاتَا طَوَائِينَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَقَدْ ضَحِكَ اللَّهُ أَوْ عَجَبَ مِنْ فِعَالِكُمَا [بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ] وَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ انْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ

[الصحيحة: ۳۲۷۲]]

فرمائی، ”اور وہ ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں پر، اگرچہ اُن کو سخت بھوک ہو اور جو اپنے نفس کی بخیلی سے بچ گیا، وہی لوگ کامیاب ہو گئے ہیں۔“

تخریج: الصحيحة ۳۲۷۲۔ بخاری (۳۷۹۸، ۳۸۸۹) والادب المفرد (۷۴۰) مسلم (۲۰۵۳) ترمذی (۳۳۰۳) مختصراً نسائی فی الکبریٰ (۱۱۵۸۲)

فوائد: جب انسان حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے سب کچھ قربان کرتے ہوئے لذت، خوشی اور فخر محسوس کرتا ہے۔ مہمان اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتا ہے، گھر آئی اللہ کی رحمت کو اپنے لیے بوجھ سمجھنے کی بجائے اُس کو نعمت و غنیمت سمجھتے ہوئے اُس کی قدر کرنی چاہیے۔ اچھے مسلمان اچھے مہمان نواز بھی ہوتے ہیں۔ مہمان کی عزت مفادات کے پیش نظر نہ ہو بلکہ عزت و خدمت سے مقصود خوشنودی الہی ہونا ضروری ہے۔ صحابی رسول سیدنا ابوطحہ ؓ نے مہمان نوازی کی جو عظیم مثال پیش کی ہے، قیامت تک آنے والے لوگ اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتے۔ آج ہمیں بھی ان نفسِ قدسیہ کی پیروی کرنی چاہیے۔ یاد رہے.....!! لازمی نہیں کہ اُسی مہمان کی عزت کی جائے جو رشتہ دار، قریبی یا واقف ہو، بلکہ ناواقف مہمان کی خدمت میں بھی کمی و کوتاہی نہ کرنا مخلص مسلمان کی پہچان ہے۔

قطع تعلقی حرام ہے۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دو آدمی اسلام میں داخل ہوں، اور ایک دوسرے سے قطع تعلقی کر لیں تو اُن میں سے ایک اسلام سے نکل جاتا ہے۔ یہاں تک کہ قطع تعلقی سے باز آجائے۔ (یعنی ظلم کرنے والا اسلام سے نکل جاتا ہے)

تحریم الہتجار

۱۵۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ رَجُلَيْنِ دَخَلَا فِي الْإِسْلَامِ فَاهْتَجَرَا لَكَانَ أَحَدُهُمَا خَارِجًا مِنَ الْإِسْلَامِ حَتَّى يَرْجِعَ، يَعْنِي: الظَّالِمَ)).

تخریج: الصحيحة ۳۲۹۲۔ بزار (الكشف: ۲۰۵۰) و (البحر الزخار: ۱۷۷۳) حاکم (۱/۲۲-۲۱) ابو نعیم فی الحلیة (۳/۱۷۳) والطبرانی فی الکبیر (۸۹۰۳) موقوفا علی ابن مسعود ؓ

نماز پڑھنے والے کے لیے سترے کا استحباب

ابوسعید خدری کہتے ہیں، بے شک رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور میں آپ کے پیچھے تھا، آپ نے قرأت فرمائی تو آپ پر قرأت گراں ہو گئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: کاش کہ تم مجھے اور ابلیس کو دیکھتے، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں اُس کا گلا گھونٹتا رہا یہاں تک کہ میں نے

استحباب السترة للمصلی

۱۵۳۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فَصَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ وَهُوَ خَلْفَهُ، فَقَرَأَ، فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: ((لَوْ رَأَيْتُمُونِي وَإِبْلِيسَ فَاهْوَيْتُ بِيَدِي، لَمَّا زِلْتُ أُخْفِقُهُ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ

اُس کے لعاب کی ٹھنڈک اپنی دو انگلیوں کے درمیان پائی۔ انگوٹھا اور وہ انگلی جو اس کے ساتھ ہے۔ اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ بندھا ہوا ہوتا، مدینے کے بچے اُس کے ساتھ کھیلتے۔ تم میں سے (جو طاقت رکھے کہ اس کے) اور قبلے کے درمیان کوئی حائل نہ ہو تو وہ ضرور ایسا کرے۔ یعنی اپنے سامنے سے گزرنے نہ دے۔

لُعَابِهِ بَيْنَ إصْبَعَيْ هَاتَيْنِ: الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا، وَلَوْلَا دَعْوَةُ أَخِي سُلَيْمَانَ، لَأَصْبَحَ مَرْبُوطًا بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ يَتَلَاعَبُ بِهِ صِبْيَانُ الْمَدِينَةِ، فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَحُولَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ أَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ)).

[الصحيحة: ۳۲۵۱]

تخریج: الصحيحة ۳۲۵۱۔ احمد (۳/۸۲-۸۳) ابو داود (۱۹۹) مختصرًا عبد بن حمید (۹۳۹) مختصرًا

اس شخص کی مذمت کا بیان کہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں ہے

ذم الذي لا يأمن جاره غوائله

انس بن مالک سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مومن نہیں، جس کی شرارتوں سے اُس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔

۱۰۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا: ((لَيْسَ بِمُؤْمِنٍ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ غَوَائِلَهُ)).

تخریج: الصحيحة ۲۱۸۱۔ محمد بن نصر المروزی فی الصلاة (۲۳۵) حاکم (۳/۱۶۵)

ان امور کا بیان جو جزاء و سزا کی جلدی کا سبب ہیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے جن احکام کی اطاعت کی جاتی ہے اُن میں صلہ رحمی سے جلد، کسی شے کو بدلہ نہیں ملتا اور ظلم اور قطع رحمی سے جلد، کسی چیز پر سزا نہیں ملتی اور چھوٹی قسم، علاقوں کو ویران کر دیتی ہے۔

من الامور اعجل ثوابا وعقابا

۱۰۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ شَيْءٌ أَطِيعَ اللَّهُ فِيهِ أَعْجَلَ ثَوَابًا مِنْ صَلَةِ الرَّحِمِ وَلَيْسَ شَيْءٌ أَعْجَلَ عِقَابًا مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ وَالْيَمِينُ الْفَاجِرُ تَدْعُ الدِّبَارَ بِلَفْعٍ)) [الصحيحة: ۹۷۸]

تخریج: الصحيحة ۹۷۸۔ بیہقی (۳۵/۱۰) طبرانی فی الاوسط (۱۹۹۲) قضاعی من مسند الشہاب (۹۷۸) خرائطی فی المکارم (۳۳)

باب: بڑے کا چھوٹے سے اور چھوٹے کا بڑے سے

باب: ادب الكبير مع الصغير

ادب

والصغير مع الكبير

انس بن مالک کہتے ہیں، ایک بوڑھا نبی ﷺ کے پاس آیا تو لوگوں نے اُس کو جگہ دینے میں تاخیر کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

۱۰۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ شَيْخٌ يُرِيدُ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَبْطَأَ الْقَوْمُ عَنْهُ أَنْ يُوسِعُوا لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيُوقِرْ كَبِيرَنَا)). [الصحيحة: ۲۱۹۶]

تخریج: الصحیحة ۲۱۹۶۔ ترمذی (۱۹۱۹) ابو یعلیٰ (۳۲۳۱/۳۲۳۲) بیہقی فی الشعب (۱۰۹۸۲) من حدیث انس رضی اللہ عنہ الادب المفرد (۳۵۸) احمد (۲/۲۰۷) من حدیث عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

فوائد: اسلام شفقت، محبت، احترام اور لحاظ کرنے کا دین ہے، اس میں چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام فرض قرار دیا گیا ہے۔ جو شخص چھوٹے پر شفقت اور بڑے کی عزت نہیں کرتا، وہ مکمل مسلمان نہیں ہو سکتا۔ ہر اچھے عمل اور نیکی کے باوجود وہ ناقص اور نامکمل مسلمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام نے عبادات کے ساتھ ساتھ احترام انسانیت کا بھی درس دیا ہے اور آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں جہاں بے شمار ارشادات و فرمودات جاری فرمائے۔ وہاں عملاً چھوٹے سے شفقت اور بڑے کی قدر و منزلت کو واضح فرمایا۔ اس حدیث میں مشہور حدیث کا شان و رور بیان کیا گیا ہے کہ جب صحابہ نے بزرگ شخص کے احترام اور اس کی تکریم میں غفلت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا جو بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔ نیز فلیس منا کی مکمل تفصیل کتاب الایمان والنذور میں ملاحظہ فرمائیں۔

باب: کراهية النخامة في المسجد **باب: مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور اسے خوشبو سے**

وتخليقه

مزین کرنے کا بیان

انس سے مروی ہے، بے شک نبی ﷺ نے مسجد کے قبلہ میں کھگار دیکھا، تو آپ ﷺ کو سخت غصہ آیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ ایک انصاری عورت آئی۔ اُس نے اُس کو کھرچ دیا اور اُس کی جگہ خوشبو لگا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کتنا اچھا ہے۔

۱۵۷۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْهَهُ، فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَحَكَّتْهَا، وَجَعَلَتْ مَكَانَهَا خُلُوقًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا أَحْسَنَ هَذَا)). [الصحیحة: ۳۰۵۰]

تخریج: الصحیحة ۳۰۵۰۔ نسائی (۷۲۸) ابن ماجہ (۷۲۳) ابن خزيمة (۱۲۹۲)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت مسجد میں خوشبو لگائی جاسکتی ہے۔

الخوف من ثلاث على امته

آپ کا اپنی امت پر تین چیزوں سے ڈرنا

ابو الاور رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی امت سے صرف تین چیزوں سے ڈرتا ہوں، (۱) تنگ دلی اور بخیلی جس کا تقاضا پورا کیا گیا (۲) خواہش نفس جس کی پیروی کی گئی (۳) اور گمراہی کا امام

۱۵۸۔ عَنْ أَبِي الْأَعْوَرِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي إِلَّا ثَلَاثًا شُعْ مُطَاعٌ، وَهَوًى مُتَّبَعٌ، وَإِمَامٌ ضَلَالٍ)). [الصحیحة: ۳۲۳۷]

تخریج: الصحیحة ۳۲۳۷۔ البزار (الكشف: ۱۶۰۲) الدولابی فی الكنى (۱۶/۱) ابن منده فی المعرفة (۳۶۲/۲) ابن عساکر (۳۸/۳۸) ابو نعیم فی المعرفة (۵۰۷)

وہ کام جو تکبر کی نفی کرتے ہیں

منه الامور التي ينفي الكبر

ابو ہریرہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ

۱۵۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

فخص متکبر نہیں جس کے ساتھ اُس کے خادم نے کھانا کھایا اور وہ گدھے پر سوار ہو کر بازار گیا۔ اور بکری کی ٹانگ کو اپنی پنڈلی اور ران کے درمیان باندھ کر اُس کا دودھ دھویا۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۱۸۔ الادب المفرد (۵۵۰) دیلمی (۳/۳۳) بیہقی فی الشعب (۸۱۸۸)

منافقین کی مذمت کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں نہیں میں گمان کرتی فلاں اور فلاں کو کہ وہ اُس دین کو ذرہ بچھانتے ہوں، جس پر ہم ہیں۔ ابن عوف نے زیادہ کیا ہے، کہ لیث نے کہا: کہ وہ دونوں آدمی منافق تھے اور یحییٰ نے اُس کے شروع میں اضافہ کیا ہے کہ نبی ایک دن میرے پاس آئے اور آپ نے فرمایا کہ میرے گمان کے مطابق فلاں فلاں شخص ہمارے دین کے متعلق جس پر ہم ہیں کچھ نہیں جانتے۔

جواز ذم المنافقین

۱۶۰۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((مَا أَظُنُّ فَلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِينِنَا [الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ شَيْئًا]) زَادَ ابْنُ عُفَيْرٍ: ((قَالَ اللَّيْثُ: كَانَا رَجُلَيْنِ مُنَافِقَيْنِ)) وَزَادَ يَحْيَى فِي أُوْلَاهُ: دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: ((مَا أَظُنُّ فَلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِينِنَا [الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ شَيْئًا])). [الصحیحة: ۳۰۷۷]

تخریج: الصحیحة ۳۰۷۷۔ بخاری (۶۰۶۷) (۶۰۶۸)

نرمی تو رحمت ہے

عبید اللہ بن حمر سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو گھر بھی نرمی کی دولت سے ہمکنار ہوتا ہے نرمی اُن کو فائدہ دیتی ہے اور جو گھر بھی نرمی سے محروم کیا گیا، سختی اُن کو نقصان دیتی ہے۔

الرفق رحمة

۱۶۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْمَرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَا أُعْطِيَ أَهْلُ بَيْتِ الرَّفْقِ إِلَّا نَفْعُهُمْ، وَلَا مُنْعُوهُ إِلَّا ضَرُّهُمْ)).

تخریج: الصحیحة ۹۳۲۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳۲۶۱) ابن مندہ فی المعرفة (۱/۲۹)

مبلغ کے لیے ایک نصیحت کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں جب آپ کو کسی آدمی کے متعلق ناگوار بات پہنچتی تو آپ اس طرح نہ کہتے کہ فلاں کو کیا ہے کہ وہ اس طرح کہتا ہے۔ بلکہ آپ فرماتے لوگوں کو کیا ہے؟ وہ اس طرح کہتے ہیں۔

النصيحة للمبلغ

۱۶۲۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ إِذَا بَلَغَهُ عَنِ الرَّجُلِ شَيْءٌ لَمْ يَقُلْ: ((مَا بَالُ فَلَانٍ يَقُولُ)) وَلَكِنْ يَقُولُ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا؟)). [الصحیحة: ۲۰۶۴]

تخریج: الصحیحة ۲۰۶۳۔ ابوداؤد (۴۷۸۸) بیہقی فی الدلائل (۱/۲۳۷) ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۷۱) و مسلم (۲۳۵۶) و احمد (۳۵/۶) بمعناه۔

فوائد: اصلاح و تربیت کرتے ہوئے آپ غلطی کرنے والے خاص شخص کو نشانہ نہیں بناتے تھے بلکہ اجتماعی طور پر بالعموم تمام لوگوں کو مخاطب کرتے تاکہ غلطی کرنے والے کی حوصلہ شکنی بھی نہ ہو اور دوسرے افراد بھی متنبہ رہیں۔ اور یہ کامیاب داعی و مبلغ کا بہترین اصول ہے۔

پہلوان وہ ہے جو اپنے غصے کو کنٹرول کرے

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے میں بے اولاد کے شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے کہا: جس کا کوئی بچہ نہ ہو، آپ نے فرمایا: ایسا شخص بے اولاد نہیں، بلکہ بے اولاد وہ ہے، جس نے اپنی اولاد میں سے آگے کچھ نہ بھیجا۔ پھر فرمایا: تم اپنے میں پہلوان کے شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے کہا: جسے کوئی آدمی پچھاڑ نہ سکے۔ آپ نے فرمایا: ایسا شخص پہلوان نہیں بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر کنٹرول کرے۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۰۶۔ مسلم (۲۶۰۸) الادب المفرد (۱۵۳) احمد (۱/۳۸۲) بیہقی (۲/۶۸)

جو سلام نہیں کرتا وہ سب سے بڑا بخیل ہے

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ فلاں کا میرے باغ میں کھجور کا درخت ہے، اور اس نے مجھے تنگ کیا ہے اور اس کے کھجور کے درخت کی جگہ مجھ پر بڑی گراں ہے۔ آپ نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور کہا فلاں کے باغ میں جو تیرا درخت ہے وہ مجھے فروخت کر دے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے ہبہ کر دے۔ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا: جنت میں کھجور کے درخت کے بدلے مجھے بیچ دے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے تجھ سے بڑھ کر بخیل شخص نہیں دیکھا، مگر جو سلام میں بخل کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۸۳۔ احمد (۳/۲۳۸) بزار (الکشف: ۲۰۰۰) عبد بن حمید (۱۰۳۵) حاکم (۲/۲۰)

آپس میں صلح اور اچھا اخلاق اور نماز افضل اعمال میں

الصرعة الذی یملک نفسه عند الغضب

۱۶۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا تَعْدُونَ الرَّقُوبَ فِيكُمْ؟)) قَالَ: قُلْنَا: الَّذِي لَا يُؤَدُّ لَهُ. قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكَ بِالرَّقُوبِ وَلَكِنَّهُ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ يَقْدِمْ مِنْ وَلَدِهِ شَيْئًا)) قَالَ: ((فَمَا تَعْدُونَ الصَّرْعَةَ فِيكُمْ؟)) قَالَ: قُلْنَا: الَّذِي لَا يُصْرِغُهُ الرِّجَالُ، قَالَ: ((لَيْسَ بِذَلِكَ، وَلَكِنَّهُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)).

هو أبخل الذی لا یسلم

۱۶۴۔ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ لِفُلَانٍ فِي حَائِطِي عَدُوًّا، وَإِنَّهُ قَدْ آذَانِي وَشَقَّ عَلَيَّ مَكَانَ عِدْقِهِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((بِعْنِي عِدْقَكَ الَّذِي فِي حَائِطِ فُلَانٍ)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((فَهَبْنِي لِي)) قَالَ: لَا. قَالَ: ((فَبِعْنِي بِعِدْقِي فِي الْحَبْنَةِ)) قَالَ: لَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا رَأَيْتُ الَّذِي هُوَ أَبْخَلُ مِنْكَ، إِلَّا الَّذِي يَبْخُلُ بِالسَّلَامِ)).

[الصحیحة: ۳۳۸۳]

ومن افضل الاعمال الصلاة و صلاح

ذات البین و خلق حسن

۱۶۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَاعَمِلُ ابْنِ آدَمَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنَ الصَّلَاةِ، وَصَلَاةِ ذَاتِ الْبَيْنِ وَخُلُقٍ حَسَنٍ)).

[الصحيحة: ۱۴۴۸]

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۳۸۔ بخاری فی التاریخ الکبیر (۱/ ۶۳) بیہقی فی الشعب (۱۱۰۹۱)

سے ہیں

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: آدم کے بیٹے کا کوئی عمل نماز، آپس کے تعلقات کی درستی اور اچھے اخلاق سے زیادہ افضل نہیں۔

و من ابغض الاعمال الکذب

۱۶۶۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((مَا كَانَ خُلُقُ أَبِغْضَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ مِنَ الْكُذْبِ وَمَا أَطْلَعَ مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَيَسْخُلُ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنْ [قَدْ] أَحْدَثَ تَوْبَةً)).

[الصحيحة: ۲۰۵۲]

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۵۲۔ ابن سعد (۱/ ۳۸۷) ابن ابی الدنیا فی المکارم (۱۳۵) وفی الصمت (۳۷۹) احمد (۱۵۲/ ۶)

جھوٹ بدترین کام ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں جھوٹ سے بڑھ کر کوئی عادت رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ نفرت و بغض والی نہ تھی۔ آپ صحابہ کے بارے میں کسی کے متعلق اس کی خبر پاتے تو آپ کا رویہ اس کے بارے میں بدل جاتا، حتیٰ کہ معلوم ہو جاتا کہ اس نے توبہ کر لی ہے۔

ان من اعجل العقوبة قطيعة الرحم

جلدی سزا دلانے والے کاموں میں سے قطع رحمی بھی

ہے

ابو بکرؓ سے مرفوعاً روایت ہے، کوئی بھی گناہ سرکشی اور قطع رحمی سے بڑھ کر اس لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے کرنے والے کو دنیا میں سزا دینے میں جلدی کرے اور آخرت میں بھی اس کے لیے عذاب جمع رکھے۔

۱۶۷۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ مَرْفُوعًا: ((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللَّهُ تَعَالَى لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدْخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ. مِنَ الْبُغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ)).

[الصحيحة: ۹۱۸]

تخریج: الصحیحۃ ۹۱۸۔ ابو داود (۳۹۰۲) ترمذی (۲۵۱۱) ابن ماجہ (۳۲۱۱) الادب المفرد (۸۹۳) احمد (۳۸۳۶/ ۵)

اس بخیل کی مذمت کہ جو رشتہ دار کو نہیں دیتا

جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: کوئی رشتہ دار اپنے کسی رشتہ دار کے پاس آتا اور اس سے زائد چیز کا سوال کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اُسے عطا فرمائی ہے اور وہ اس کو دینے میں بخل کرتا ہے تو اس کے لیے قیامت کے دن جہنم

ذم البخيل الذي لا ينفق على ذي رحم

۱۶۸۔ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ ذِي رَحِمٍ يَأْتِي رَحِمَهُ فَيَسْأَلُهُ فَضْلًا أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ فَيَسْخُلُ عَلَيْهِ إِلَّا أُخْرِجَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ جَهَنَّمَ حَيْثُ يَقَالُ لَهَا: سُخَّاجٌ)).

يَتَلَمَّظُ فَيَطْوِقُ بِهِ)). [الصحيحة: ۲۵۴۸]
سے سانپ نکالا جائے گا جس کو شجاع کہا جائے گا: وہ بل کھاتا
جائے گا اور اس کے گلے میں اس کا طوق ڈال دیا جائے گا۔

تخریج: الصحيحة ۲۵۳۸۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳۳۳) والاولیٰ وسط (۵۵۸۹)

فوائد: آج دنیا کی دولت پر سانپ بن کر بیٹھنے والے اور قریبی رحم کے رشتہ دار کی ضرورت کو باوجود فراخی و خوشحالی کے پورا نہ کرنے والے قیامت کے روز حد درجہ ذلیل و خوار کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ایسے خود غرض کینے شخص کے گلے میں جہنمی سانپ کا طوق ڈالیں گے۔ اس سخت وعید سے بچنے کے لیے ضرورت سے زائد مال اپنے والدین، بہن بھائیوں اور دیگر اقربا پر خرچ کرتے ہوئے ہاتھ تنگ نہیں کرنا چاہیے۔

ذم التعاطم فی نفسه

۱۶۹۔ عَنْ يُونُسَ بْنِ الْقَاسِمِ التَّمَامِيِّ، أَنَّ عِكْرَمَةَ بْنَ خَالِدٍ بْنَ سَعِيدٍ بْنَ الْعَاصِ الْمُخَزُومِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ لَقِيَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! إِنَّا بَنُو الْمُغِيرَةَ قَوْمٌ فِينَا نَحْوَةٌ فَهَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي ذَلِكَ شَيْئًا؟ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَائِمٌ رَجُلٌ يَتَعَاطَمُ فِي نَفْسِهِ، وَيَتَخَالُ فِي مَشِيَّتِهِ، إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ)).

تخریج: الصحيحة ۲۲۷۲۔ الادب المفرد (۵۳۹) احمد (۱۱۸/۲) حاکم (۱/۱)

فضل الحب فی الله

۱۷۰۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوعًا: ((مَائِمٌ رَجُلَيْنِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ يَظْهَرُ الْغَيْبُ، إِلَّا كَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَى اللَّهِ أَشَدَّهُمَا حُبًّا لِصَاحِبِهِ)).

تخریج: الصحيحة ۳۲۷۳۔ طبرانی فی الارسط (۵۲۷۵)

فضل زیارة اخیه فی الله

۱۷۱۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: ((مَائِمٌ عَبْدٌ أَتَى أَخَاهُ يَزُورُهُ فِي اللَّهِ نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ:

اپنے آپ میں بڑا بننے کی مذمت

یونس بن قاسم یمامی سے روایت ہے، بے شک عکرمہ بن خالد بن سعید بن عاص مخزومی نے ان سے بیان کیا کہ وہ عبد اللہ بن عمر بن خطاب سے ملا اور اسے کہا اے ابو عبد الرحمن ہم بنو مغیرہ ایسی قوم ہیں کہ ہم میں غرور ہے۔ کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق کچھ سنا۔ عبد اللہ بن عمر نے اسے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے جو شخص بھی اپنے آپ میں بڑا بنتا ہے اور اکثر کر چلتا ہے وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر سخت غضبناک ہوگا۔

اللہ کے لیے محبت کرنے کی فضیلت کا بیان

ابودرداء سے مرفوعاً روایت ہے، جب دو آدمی غائبانہ آپس میں اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں تو ان دونوں میں سے زیادہ محبوب اللہ کے ہاں وہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھی سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

اللہ کے لیے اپنے بھائی کی زیارت کی فضیلت

انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، جب کوئی آدمی اپنے بھائی سے اللہ کے لیے ملاقات کرتا ہے تو آسمان سے پکارنے والا فرشتہ

پکارتا ہے تم سدا خوش رہو اور جنت تجھے مبارک ہو۔ اور اللہ بھی اپنے عرش کی بادشاہی میں کہتا ہے، میرے بندے نے میری وجہ سے ملاقات کی ہے، میرے اوپر اس کی مہمان نوازی لازم ہے اور اس کے لیے جنت سے کم مہمان نوازی میں پسند نہیں کرتا۔

أَنْ طِبْتَ وَطَابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ، وَإِلَّا قَالَ اللَّهُ هِيَ مَكْكُوتٌ عَرْشُهُ: عَبْدِي زَارَ فِئِّي وَعَلَى قَرَاهُ فَلَمْ أَرْضَ لَهُ بِقَرَى دُونَ الْجَنَّةِ)).

[الصحيحه: ۲۶۳۲]

تخریج: الصحيحه ۲۶۳۲ ابو یعلیٰ (۳۱۳۰) البزار (الكشف: ۱۹۱۸) ابو نعیم فی الحلیه (۳/ ۱۰۷) الضیاء فی المختارہ (۲۶۷۹)

وہ کام کہ جو جنت میں داخلے کا سبب ہوں گے

ومن الأمور التي يدخل الجنة

مالک بن مرثد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، ابو ذر نے کہا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی چیز بندے کو آگ سے نجات دلاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ایمان کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے اُس کو جو رزق دیا ہے، وہ اُس میں سے دے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر وہ فقیر ہو، دینے کی طاقت نہیں رکھتا؟ آپ نے فرمایا: وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر وہ عاجز ہو۔ نیکی کا حکم دینے کی اور برائی سے منع کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ آپ نے فرمایا: وہ جاہل کو ہنر سکھا دے۔ میں نے کہا اگر وہ جاہل ہو، کچھ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ آپ نے فرمایا: مظلوم کی مدد کرے۔ میں نے کہا: اگر وہ ضعیف ہو، مظلوم کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ آپ نے فرمایا: تو اپنے بھائی میں کوئی بھلائی نہیں چھوڑنا چاہتا؟ تو لوگوں سے تکلیف نہ دے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب کسی نے ایسا کیا تو وہ جنت میں داخل ہو گیا؟ آپ نے فرمایا: جب کوئی مسلمان ان خوبیوں میں سے کوئی ایک خوبی اپنائے گا تو وہ اُس کو ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں داخل کر دے گی۔

۱۷۲۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَاذَا يُنْجِي الْعَبْدَ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: ((الْإِيمَانُ بِاللَّهِ)) قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنَّ مَعَ الْإِيمَانِ عَمَلٌ؟ قَالَ: ((يَرْضَخُ مِمَّا رَزَقَهُ اللَّهُ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فَقِيرًا لَا يَجِدُ مَا يَرْضَخُ بِهِ؟ قَالَ: ((يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَنِيًّا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَأْمُرَ بِمَعْرُوفٍ وَلَا يَنْهَى عَنِ مُنْكَرٍ؟ قَالَ: ((يَصْنَعُ لَأُخْرَقَ)) قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أُخْرِقَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَصْنَعَ شَيْئًا؟ قَالَ: ((يُعِينُ مَغْلُوبًا)) قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ ضَعِيفًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُعِينَ مَظْلُومًا؟ فَقَالَ: ((مَاتَرِيدُ أَنْ تَتْرَكَ فِي صَاحِبِكَ مِنْ خَيْرٍ يُمِسُّكَ الْأَذَى عَنِ النَّاسِ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِذَا فَعَلَ ذَلِكَ دَخَلَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((مِمَّنْ مُسْلِمٍ يَفْعَلُ خَلَّةً مِنْ هَؤُلَاءِ إِلَّا أَخَذَتْ بِيَدِهِ حَتَّى تُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ)). [الصحيحه: ۲۶۶۹]

تخریج: الصحيحه ۲۶۶۹۔ طبرانی فی الکبیر (۱۶۵۰) بیہقی فی الشعب (۳۳۲۸) ابن حبان (۳۷۳) حاکم (۱/ ۶۳)

اس کی مذمت کہ جس نے اپنے والدین کو پایا پھر بھی

ذم الذي من ادرك والديه ثم دخل

جہنم میں داخل ہو گیا

ابی بن مالک سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین کو پایا یا اُن میں سے کسی ایک کو پایا اس کے باوجود وہ آگ میں داخل ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو اپنی رحمت سے بہت دور کر دیا۔

النار

۱۷۳۔ عَنْ أَبِي بِن مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا، ثُمَّ دَخَلَ النَّارَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ وَأَسْحَقَهُ)).

[الصحيحة: ۵۱۵]

تخریج: الصحيحة ۵۱۵۔ احمد ۳۳۳۔ ۲۹/۵ طرابلسی (۱۳/۲۱) بخاری فی التاريخ (۲/۳۰) بیہقی فی الشعب (۷۸۸۵)

مومن کو خوش کرنا افضل اعمال میں سے ہے

ومن افضل الاعمال ادخال السرور

على المؤمن

سفیان بن عیینہ، ابن منکدر سے روایت کرتے ہیں اور وہ اس کو نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، مومن کو خوش کر دینا، اُس کا قرض اتار دینا، اُس کی ضرورت کو پورا کر دینا، اُس کی مصیبت کو دور کرنا، یہ تمام کام افضل اعمال میں سے ہیں۔ سفیان کہتے ہیں، ابن منکدر سے کہا گیا اور کوئی چیز باقی رہ گئی ہے، جو لذیذ ہو؟ انہوں نے کہا: بھائیوں پر ایثار کرنا۔

۱۷۴۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ إِدْخَالُ السُّرُورِ عَلَى الْمُؤْمِنِ تَقْضِي عَنْهُ دَيْنًا تَقْضِي لَهُ حَاجَةً نَفْسٍ لَهُ كُحْبَةً)) قَالَ سُفْيَانٌ: وَقِيلَ لِابْنِ الْمُنْكَدِرِ: فَمَا بَقِيَ مِمَّا سَأَلْتُ؟ قَالَ: الْإِفْضَالُ عَلَى الْإِخْوَانِ۔ [الصحيحة: ۲۲۹۱]

تخریج: الصحيحة ۲۲۹۱۔ شعب الايمان (۷۶۷۹)

اس شخص کی مذمت کہ جس نے کسی مسلمان کا مال جھوٹی قسم اٹھا کر حاصل کیا

ذم الذي من اقتطع مال امرى مسلم

بيمين كاذبة

ابو امامہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: جس شخص نے جھوٹی قسم کے ساتھ کسی مسلمان کا مال حاصل کیا، اُس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ہوگا، جس کو قیامت تک، کوئی چیز تبدیل نہیں کر سکتی۔

۱۷۵۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَقْطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، بِبَيْمَيْنِ كَاذِبَةٍ، كَانَتْ نَكْثَةً سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ، لَا يَغَيِّرُهَا شَيْءٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

[الصحيحة: ۳۳۶۴]

تخریج: الصحيحة ۳۳۶۴۔ حاکم (۳/۲۹۳) طبرانی فی الکبیر (۸۰۱)

پڑوسی کے ساتھ احسان کرنے کا حکم

الامر باحسان الجار

ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے، جس نے عمارت بنائی، تو اپنے پڑوسی کی دیوار پر عمارت بنا لے، اور ایک روایت کے لفظ ہیں، جس سے اُس کے پڑوسی نے سوال کیا، کہ وہ اُس کی دیوار پر عمارت بنائے، وہ بنانے دے۔

۱۷۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا: ((مَنْ بَنَى فَلْيَدْعُمَهُ حَائِطَ جَارِهِ وَفِي لَفْظٍ: مَنْ سَأَلَهُ جَارُهُ أَنْ يَدْعُمَ عَلَى حَائِطِهِ فَلْيَدْعُهُ)).

تخریج: الصحیحة ۲۹۴۔ ابن ماجہ (۲۳۳۷) احمد (۲۵۵۲۳۵/۱) طبرانی (۱۱۷۳۶) بیہقی (۶۹/۶)

اپنے آپ میں بڑا بننے کی مذمت کا بیان

ذم التعظم فی نفسه

ابن عمرؓ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے آپ میں بڑا بنایا کر کر چلا، وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اُس پر سخت غضبناک ہوگا۔

۱۷۷۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَعَظَّمَ فِي نَفْسِهِ أَوْ اخْتَالَ فِي مِشْرِئِهِ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانْ)).

تخریج: الصحیحة ۵۳۳۔ الادب المفرد (۵۳۹) احمد (۱۱۸/۲) حاکم (۶۰/۱) بیہقی فی الشعب (۸۱۶۷)

جس نے اللہ کے لیے عاجزی کی اللہ اس کو اتنا ہی بلند کرے گا

من تواضع لله رفعه الله

ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے: جس نے اللہ کے لیے عاجزی کی، اللہ اُس کو بلند کرے گا۔

۱۷۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ)). [الصحیحة: ۲۳۲۸]

تخریج: الصحیحة ۲۳۲۸۔ ابو نعیم فی الحلیۃ (۳۶/۸) واللفظ له۔ مسلم (۲۵۸۸) ترمذی (۲۰۲۹)

اللہ کے راستے میں بوڑھا ہونے کی فضیلت

فضل شبیۃ فی سبیل اللہ

فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے، بے شک نبی ﷺ نے کہا: جو اللہ کی راہ یا اسلام میں بوڑھا ہوا، اُس کے لیے قیامت کے روز نور ہوگا۔ اس موقع پر ایک آدمی نے کہا، بلاشبہ کئی لوگ، سفید بالوں کو نوج لیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جو چاہے وہ اپنے نور کو نوج لے۔

۱۷۹۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَابَ شَبِيۡهَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي الْإِسْلَامِ) كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ: رَجُلٌ عِنْدَ ذَلِكَ: فَإِنْ رَجُلًا يَنْتَفُونَ الشَّيْبَ؟ فَقَالَ: ((مَنْ شَاءَ فَلْيَنْتَفِ نُوْرَهُ)).

[الصحیحة: ۳۳۷۱]

تخریج: الصحیحة ۳۳۷۱۔ احمد (۲۰/۶) طبرانی فی الکبیر (۳۰۵-۳۰۴/۱۸) والایوسط (۵۳۸۹) البزار (۲۹۷۳)

جس نے مدینہ کی تکلیف پر صبر کیا اس کی فضیلت

فضل من صبر علی شدة المدينة

ابن عمرؓ سے روایت ہے، اُن کی لوثی اُن کے پاس آئی اور

۱۸۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ مَوْلَاهُ لَهُ أَتَتْهُ فَقَالَتْ:

اَشْتَدَّ عَلَيَّ الزَّمَانُ وَاَنِّي اُرِيدُ اَنْ اُخْرَجَ اِلَى
الْعِرَاقِ؟ قَالَ: فَهَلَّا الشَّامُ اَرْضَ الْمَنْشَرِ (وَفِي
(التَّارِيخِ)) الْمَحْشَرِ؟ اَصْبِرْ لِكَاغِ فَاِنِّي
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: ((مَنْ صَبَرَ عَلَى
شِدَّتِهَا وَلَا وَنَهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا اَوْ شَفِيعًا يَوْمَ
الْقِيَامَةِ)) يَعْنِي: الْمَدِينَةَ وَفِي لَفْظٍ: ((لَا يَصْبِرُ
عَلَى وَلَا وَنَهَا وَلَا وَنَهَا اَحَدًا اِلَّا كُنْتُ.....)).

تخریج: الصحیحہ ۳۰۷۳ ترمذی (۳۹۱۸) ابن عساکر (۱/ ۱۳۶) احمد (۲/ ۱۵۵) مسلم (۱۳۷۷) ترمذی (۳۹۱۷) ابن ماجہ (۳۱۱۲)

اثم الذي من كذب على رسول الله

۱۸۱۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ عَلَى
مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَبْتَغُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) وَرَدَّ مِنْ
حَدِيثٍ جَمَعَ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
بِهَذَا اللَّفْظِ: عُمَانُ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَبْدِ اللَّهِ بْنُ
عُمَرَ، عَقَبَةُ بْنُ عَامِرٍ، الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَامِ، سَلَمَةُ
بْنُ الْأَكْوَعِ، ابْنُ عُمَرَ، وَائِلَةُ بْنُ الْأَسْقَعِ، أَبِي
مُوسَى الْغَافِقِيِّ۔ [الصحیحہ: ۳۱۰۰]

جس نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھا اس کا گناہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری طرف ایسی بات منسوب
کی جو میں نے نہیں کی، اُس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا، یہ
روایت انہی الفاظ سے صحابہ کی ایک جماعت سے منقول ہے جن
میں عثمان، ابو ہریرہ، عبد اللہ بن عمرو، عقبہ بن عامر، زبیر بن عوام،
سلمہ بن اکوع، وائلہ بن اسقع، ابو موسیٰ غافقی رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔

تخریج: الصحیحہ ۳۱۰۰۔ (۱) عثمان رضی اللہ عنہ: احمد (۱/ ۶۵) والبزار (۲۰۵) والبخاری فی التاریخ (۲/ ۲۰۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: ابن
ماجہ (۳۳) ابن حبان (۲۸) الادب المفرد (۲۵۹) (۳) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ: احمد (۲/ ۱۷۱) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ: احمد
(۳/ ۱۵۹) (۲۰۱) طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۳۰۱) (۵) الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ: ابن حبان (۲۹۸۲) حاکم (۳/ ۳۶۱) (۶) سلمہ بن
الاکوع رضی اللہ عنہ: بخاری (۱۰۹) (۷) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ: البزار (۲۱۱) (۸) وائلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ: بخاری (۳۵۰۹) طبرانی فی
الشمسین (۱۰۵۳) (۹) ابو موسیٰ الغافقی رضی اللہ عنہ: احمد (۳/ ۳۳۳) طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۲۹۵)

ذم الذي ادخل بصره قبل الاذن

۱۸۲۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
((مَنْ كَشَفَ سِتْرًا فَأَدْخَلَ بَصَرَهُ فِي الْبَيْتِ
قَبْلَ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ، فَرَأَى عَوْرَةَ أَهْلِهِ، فَقَدْ أَتَى
حَدًّا لَا يَجْعَلُ لَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ لَوْ أَنَّهُ حِينَ أَدْخَلَ

اس شخص کا گناہ کہ جس نے اجازت سے پہلے جھانکا
ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے (گھر
کا) پردہ اٹھایا اور اجازت ملنے سے پہلے اپنی نظر کو گھر میں داخل کیا
اور گھر والوں کے پردے کو دیکھا تو اس نے ایسا قابل سزا کام کیا
جو اس کے لیے حلال نہیں تھا، اگر جس وقت اُس نے اپنی آنکھ کو

گھر میں داخل کیا تھا، آگے سے کوئی شخص اُس کی آنکھ کو پھوڑ دیتا، میں اُس پر کوئی عیب نہ لگاتا اور اگر کوئی شخص ایسے دروازے سے گزرا جو کھلا اور بے پردہ ہے اور اُس نے اندر جھانک لیا، تو اُس کے ذمہ کوئی غلطی نہیں، غلطی گھر والے کی ہے۔

بَصَرُهُ اسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ فَقَفَا عَيْنَهُ مَا عَيَّرَتْ عَلَيْهِ، وَإِنْ مَرَّ الرَّجُلُ عَلَى بَابٍ لَا يَسْتُرُهُ غَيْرُ مُغْلَقٍ فَظَنَرَ فَلَا خَطِيئَةَ عَلَيْهِ، إِنَّمَا الْخَطِيئَةُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ)). [الصحيحه: ۳۴۶۳]

تخریج: الصحيحه ۳۳۶۳- ترمذی (۲۷۰۷) احمد (۱۸۱/۵)

ایک سال تک اپنے بھائی کو چھوڑے رکھنے کا گناہ

ابو خراش سلمی سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے، جس نے ایک سال اپنے بھائی کو چھوڑے رکھا، وہ اُس کا خون کرنے کے مترادف ہے۔

اثم هجر اخيه بسنة

۱۸۳- عَنْ أَبِي خِرَاشٍ السَّلْمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفِكَ دَمِهِ)). [الصحيحه: ۹۲۸]

تخریج: الصحيحه ۹۲۸- ابو داؤد (۳۹۱۵) الادب المفرد (۳۰۵/۳۰۳) احمد (۳۲۰/۳) حاکم (۱۶۳/۳)

مؤمن اور فاجر کی صفت کا بیان

ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن بھولا بھالا بزرگی والا ہوتا ہے اور گناہ کا عادی مکار کمینہ ہوتا ہے۔

صفة المؤمن والفاجر

۱۸۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْمُؤْمِنُ غَرُورٌ كَرِيمٌ وَالْفَاجِرُ خَبٌ لَيْسَمٌ))

تخریج: الصحيحه ۹۳۵- ابو داؤد (۳۷۹۰) ترمذی (۱۹۶۳) الادب المفرد (۳۱۸) حاکم (۶۳/۱)

ابن عمر ؓ سے مرفوعاً روایت ہے، مؤمن مانوس اونٹ کی طرح عاجزی والے، نرم ہوتے ہیں۔ اگر اُس کو چلایا جائے تو وہ چلتا ہے، اگر اُس کو پیچھے سے ہانکا جائے تو بھی چلتا ہے اور اگر تو اُس کو چٹان پر بیٹھا دے تو وہ بیٹھ جاتا ہے۔

۱۸۵- عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((الْمُؤْمِنُونَ هَيَّيُونَ لَيِّنُونَ، وَمِثْلُ الْجَمَلِ الْأَلْفِ الَّذِي إِنْ قِيلَ انْقَادَ، وَإِنْ سِيقَ انْسَاقٌ وَإِنْ أُنْخِطَ عَلَى صَخْرَةٍ اسْتَنَاحَ)). [الصحيحه: ۹۳۶]

تخریج: الصحيحه ۹۳۶- عقیلی فی الضعفاء (۲۷۹/۱) قضاوی فی مسند الشہاب (۱۳۹) بیہقی فی الشعب (۸۱۲۹)

مکر اور دھوکے آگ میں ہیں

آپ ﷺ نے فرمایا: مکر اور دھوکا آگ میں ہیں، یہ حدیث قیس بن سعد، انس بن مالک، ابو ہریرہ، عبد اللہ بن مسعود، مجاہد اور حسن ؓ سے روایت کی گئی ہے۔

المکر والخدع فی النار

۱۸۶- قَالَ ﷺ: ((الْمَكْرُ وَالْخَدِيعَةُ فِي النَّارِ)) رَوَى مِنْ حَدِيثِ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، وَأَنْسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، وَمُجَاهِدٌ وَالْحَسَنُ- [الصحيحه: ۱۰۵۷]

تخریج: الصحيحه ۱۰۵۷- ابن عدی فی الکامل (۵۸۳/۲) حاکم (۲۰۷/۳) بزار (۱۰۳) ابن حبان (۵۶۷) ابن وہب فی الجامع (۳۸۷) ابن المبارک فی البر والصلة (۱)

فوائد: دھوکا دینا شیطانی کام ہے، سب سے پہلا دھوکا شیطان نے ہمارے بابا آدم علیہ السلام اور اماں حوا سے کیا۔ اس لیے شیطان کی راہ پر چلنے کی بجائے دین کے مطابق خیر خواہی، ہمدردی اور حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ دین اسلام نے ہر معاملہ میں مکر و فریب اور دھوکا کو حرام قرار دیا ہے۔ اپنے نفع اور فائدے کے لیے جھوٹ بولنا، جعل سازی کرنا، دوسرے چیز دینا اور اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ دھوکا و فریب کرنا حد درجہ کبیرہ گناہ ہے۔ کئی دکاندار دھوکا و فراڈ کرنے کے بعد بہت خوش ہوتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ہم نے گاہک کو دھوکا دے کر بڑا میدان مار لیا ہے حالانکہ یہ حد درجہ بے برکتی، نخوت اور بتائی کا ذریعہ ہے۔ دوسروں سے ہیرا پھیری اور فراڈ کرنے والا بڑا فکار یا ہوشیار نہیں بلکہ حرام خور، لعنتی اور سخت سزا جہنم کا مستحق ہے۔

غلام کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے غلام تیرا بھائی ہے، جب تیرے لئے کھانا تیار کرے، اُسکو اپنے ساتھ بٹھا، اگر اُس نے بیٹھنے سے انکار کیا تو اُس کو کھانا کھلا دے اور اُنکے چہروں پر نہ مارو۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۲۷۔ طیبالسی (۲۳۶۹) احمد (۵۰۵/۲) بیہقی فی الشعب (۸۶۷۷)

انصار کی فضیلت کا بیان

عاصم بن سوید بن یزید بن جاریہ انصاری سے روایت ہے، کہتے ہیں: مجھ کو یحییٰ بن سعید نے انس بن مالک سے روایت بیان کی، انہوں نے کہا: اسید بن خضیر جو بنو عبد الاشعل قبیلہ کے سردار تھے، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بنو نضیر کے گھر والوں کے متعلق بات کی اور اُن کی عام عورتیں ہی تھیں (یعنی مرد کم تھے) پس رسول اللہ نے بنو نضیر کے لیے کچھ مال دیا، جو آپ نے لوگوں کے درمیان تقسیم کیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلے تو تو نے ہم سے رابطہ نہیں کیا، حتیٰ کہ جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ ختم ہو گیا، اب جب تو غلہ کے متعلق سنے وہ میرے پاس آیا ہے، تو میرے پاس آنا اور ان گھر والوں کے بارے میں ذکر کرنا، پس جتنا اللہ کو منظور ہوا، حضرت اسید ٹھہرے رہے، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس خیر سے غلہ آیا، جس میں جو اور کھجوریں تھیں۔ نبی نے لوگوں میں تقسیم فرمایا: راوی نے کہا: پھر انصار میں تقسیم فرمایا اور بہت زیادہ دیا اور

الحض یا احسان المملوك

۱۸۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((الْمَمْلُوكُ أَخَوْكَ، فَإِذَا صَنَعَ لَكَ طَعَامًا فَأَجْلِسْهُ مَعَكَ، فَإِنْ أَبَى فَأَطْعِمْهُ، وَلَا تَضْرِبُوا وُجُوهَهُمْ)).

فضيلة الأنصار

۱۸۸۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُورَيْدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَنَّى أَسِيدُ بْنُ الْخَضِيرِ النَّفِيبُ الْأَشْهَلِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فَكَلَّمَهُ فِي أَهْلِ بَيْتِ مَنْ بَنَى ظَفَرِ عَامَّتُهُمْ نِسَاءً، فَقَسَمَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ قَسَمَهُ بَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَرَكْنَا يَا أَسِيدُ! حَتَّى ذَهَبَ مَا فِي أَيْدِينَا، فَإِذَا سَمِعْتَ بِطَعَامٍ قَدْ آتَانِي فَأَتِنِي فَأَذْكُرْ لِي أَهْلَ ذَاكَ الْبَيْتِ، أَوْ أَذْكُرْ لِي ذَاكَ)) فَمَكَتْ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَعَامٌ مِنْ خَبِيرٍ شَعِيرٍ وَتَمْرٍ، فَقَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ فِي النَّاسِ، قَالَ: ثُمَّ قَسَمَ فِي الْأَنْصَارِ فَأَجْزَلَ، قَالَ: ثُمَّ قَسَمَ فِي أَهْلِ ذَلِكَ الْبَيْتِ

پھر بنو ظفر کے گھروالوں میں تقسیم فرمایا اور انہیں بھی بہت زیادہ دیا۔ حضرت اُسیدؓ نے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ آپ کو عمدہ اور بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اُسید کو کہا: اے انصار کی جماعت، اللہ تمہیں بھی عمدہ اور بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ کیونکہ تم جہاں تک میرے علم میں ہے، پاک دامن اور صبر کرنے والے ہو اور عنقریب میرے بعد مال کی تقسیم اور حکومت میں حق تلفی دیکھو گے، پس تم صبر کرو، یہاں تک کہ تم حوض پر مجھے ملو۔

فَأَجَزَلْ، فَقَالَ لَهُ أَسِيدُ شَاكِرًا لَهُ: حَزَاكَ اللَّهُ أَي رَسُولَ اللَّهِ! أَطِيبَ الْحَزَاءِ- أَوْ خَيْرًا يَشْكُ عَاصِمٌ- قَالَ: فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَأَنْتُمْ مَعَشَرَ الْأَنْصَارِ! فَجَزَاكُمْ اللَّهُ خَيْرًا. أَوْ: أَطِيبَ الْحَزَاءِ. فَإِنَّكُمْ مَا عَلِمْتُ. إِعْفَ صَبْرًا، وَسَتَرُونَ بَعْدِي أَثَرَهُ فِي الْقِسْمِ وَالْأَمْرِ، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)).

• [الصحيحہ: ۳۰۹۶]

تخریج: الصحيحہ ۳۰۹۶۔ ابن حبان (۷۲۷۷) حاکم (۷۹/۳) بیہقی فی فضائل الصحابة (۲۳۰) بیہقی فی الشعب (۹۱۳۶)

علامات قیامت کا بیان

ومن علامات الساعة

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ بے حیائی اور بخل ظاہر ہو جائے گا، امانت دار کو خائن اور خائن کو امین بنایا جائے گا، و عول ہلاک ہو جائیں گے اور تحتو ظاہر ہوں گے، صحابہ نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ، و عول اور تحتو کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: و عول سردار اور معزز لوگ ہیں اور تحتو وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے پاؤں تلے تھے، اُن کو کوئی نہیں جانتا تھا۔

۱۸۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَظْهَرَ الْفُحْشُ وَالْبُخْلُ، وَيَخُونُ الْأَمِينُ، وَيُوْتَمَنَ الْخَائِنُ، وَيَهْلِكَ الْوَعُولُ، وَتَظْهَرَ التُّحُوتُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا الْوَعُولُ وَمَا التُّحُوتُ؟ قَالَ: الْوَعُولُ: وَجُوهُ النَّاسِ وَأَشْرَافُهُمْ، وَالتُّحُوتُ، الَّذِينَ كَانُوا تَحْتَ أَقْدَامِ النَّاسِ لَا يَعْلَمُ بِهِمْ)).

تخریج: الصحيحہ ۳۲۱۱۔ بخاری فی التاريخ (۹۸/۱) ابن حبان (۶۸۳۳) حاکم (۵۳۷/۳)

فوائد: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ظہور قیامت سے قبل عام ہونے والی برائیوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ (۱) بے حیائی: یعنی قریب قیامت بے حیائی عام ہو جائے گی، بلاشبہ اس وقت فحاشی و عریانی اور بے حیائی اپنے عروج پر ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے فحاشی اور عریانی کو گھر گھر پہنچایا جا رہا ہے۔ افسران سے لے کر معمولی درجہ کے ملازم تک اکثر لوگ موسیقی سے اپنا جی بھلاتے ہیں۔ ۲۰۰۶ء میں حکومت پاکستان نے تحفظ حقوق نسواں بل کی آڑ میں فحاشی کی راہوں کو مزید ہموار بنا دیا ہے۔ بل کا نام ”تحفظ حقوق نسواں“ رکھا مگر پس پردہ زنا کاری کو عورت کا حق قرار دیا گیا یعنی زنا جرم نہیں بلکہ آزاد عورت کا حق ہے۔ اگر وہ بخوشی منہ کالا کرے تو اُس کی راہ میں رخنہ نہیں ڈالا جائے گا۔ حقوق نسواں کی تمام شقوں میں زنا کے مواقع آسان کیے گئے ہیں اور اس بل کی اکثر شقیں

سراسر کتاب وسنت کے صریح احکام کے خلاف ہیں۔ (۲) اسی طرح معاشرے میں بخیل افراد کی بھی کوئی کمی نہیں، ہر طرف بخل کا جال بچھا ہوا ہے، بھوکوں کو کھانا، تنگوں کو پہنانا، محتاجوں کو دینا، قیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کرنا اور مفلس مسلمانوں کی حتی المقدور مدد کرنا یہ خوبیاں مسلم معاشرہ کی پہچان ہوتی تھیں، مگر آج ایسے مسلمان شاید چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہ ملیں۔ تقریباً ہر شخص صرف اپنے مفادات کی حد تک مخلص ہے۔ (۳) جہاں تک خیانت و بددیانتی کا ذکر ہے، یہ ہر شعبہ میں عام نظر آ رہی ہے۔ نااہل لوگوں کی حوصلہ افزائی اور منصب کے لائق ممتاز لوگوں کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ ایوان صدر سے لے کر منبر رسول تک تقریباً ہر جگہ جاہل، نالائق اور دنیا کے حریص لوگوں کا غلبہ اور قبضہ ہے۔ ظہور قیامت سے قبل رونما ہونے والی نشانیاں ہر زعمہ ضمیر شخص کے سامنے ہیں۔ ایسے حالات میں خدا خوف مسلمان کو اپنے ایمان اور اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔ تاکہ مرتے وقت یا روز قیامت ذلت و خواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

والدین اور بیوی بچوں کے لیے محنت کرنے کی فضیلت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: جبکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک نوجوان گھائی کی طرف سے آیا، جب ہم نے اُس کو دیکھا تو ہم نے کہا کاش یہ نوجوان اپنی جوانی اور چستی و طاقت کو اللہ کی راہ میں وقف کرتا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہماری یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لی اور آپ نے فرمایا: کیا اللہ کی راہ میں وہی ہے جو قتل کیا گیا ہو؟ جس نے اپنے ماں باپ کے لیے محنت کی وہ بھی اللہ کی راہ میں، جس نے اپنے اہل و عیال کے لیے محنت کی وہ بھی اللہ کی راہ میں، جس نے اپنے لیے محنت کی تاکہ وہ سوال کرنے سے بچے، وہ بھی اللہ کی راہ میں اور جس نے مال زیادہ اکٹھا کرنے کے لیے محنت کی وہ شیطان کی راہ میں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ طاعوت کی راہ میں ہے۔

فضل السعی علی والدیہ و عیالہ

۱۹۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا شَابٌ مِنَ الثَّنِيَّةِ فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ (وَفِي رَوَايَةٍ: رَمَيْنَاهُ) بِأَبْصَارِنَا، قُلْنَا: لَوْ أَنَّ هَذَا الشَّابَّ جَعَلَ شَبَابَهُ وَنَشَاطَهُ وَقُوَّتَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ فَسَمِعَ مَقَالَتَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَمَا سَبِيلُ اللَّهِ إِلَّا مَنْ قُتِلَ؟ مَنْ سَعَى عَلَى وَالِدَيْهِ، وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَنْ سَعَى عَلَى عِيَالِهِ، وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَمَنْ سَعَى عَلَى نَفْسِهِ لِيُعِفَّهَا، وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَمَنْ سَعَى عَلَى التَّكَاثُرِ وَفِي سَبِيلِ الشَّيْطَانِ وَفِي رَوَايَةٍ الطَّاعُوتِ)). [الصحيحه: ۳۲۴۸]

تخریج: الصحيحه ۳۲۴۸۔ البزار (الكشف: ۱۸۷۱) طبرانی فی الاوسط (۳۲۳۶) ابو نعیم فی الحلیہ (۶/ ۱۹۶، ۱۹۷) بیہقی (۹/ ۲۵) **فوائد:** حدیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے اہل و عیال کے لیے رزق حلال تلاش کرتا ہے اور اُس کے لیے محنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو ہر قدم کے بدلے جہاد کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ جتنی دیر تک وہ رزق حلال کی تلاش میں رہتا ہے اُسے فی سبیل اللہ تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ اُس شخص کے لیے ہے جو عبادات کا پابند ہو اور بقدر کفاف یعنی ضرورت کے مطابق رزق اکٹھا کرے۔ جو لوگ مال کی حرص اور اُس کو جمع کرنے کے چکروں میں عبادات تک سے اعراض کرتے ہیں وہ فی سبیل اللہ نہیں بلکہ فی سبیل الشیطان یعنی شیطان کی راہ پر چلتے ہیں۔ آنجناب ﷺ نے کیا خوب ارشاد فرمایا: اُس زیادہ مال سے جو اللہ کی یاو سے غافل کردے وہ تھوڑا مال بہتر ہے جس میں آدمی اپنے اللہ کو یاد رکھ سکے۔

والد کی فضیلت کہ وہ جنت کا درمیانی دروازہ ہے
ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے، باپ جنت کے دروازوں میں سے بہترین (درمیانی) دروازہ ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۱۳۔ طیبالسی (۹۸۱) احمد (۵/۱۹۶) ابن ماجہ (۲۰۸۹) ترمذی (۱۹۰۰) حاکم (۳/۱۵۲)

نیت کی اہمیت کا بیان

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، کسی عمل پر کوئی اجر نہیں ملتا جب تک اُس میں اللہ سے ثواب حاصل کرنے کی نیت نہ ہو اور نہ ہی کوئی عمل بغیر نیت کے قبول ہوتا ہے۔

اہمیت النیۃ

۱۹۲۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعًا: ((لَا أَجْرَ إِلَّا عَنْ حُسْبَةٍ، وَلَا عَمَلٌ إِلَّا بِنِيَّةٍ)).

[الصحیحۃ: ۲۴۱۵]

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۱۵۔ دیلمی (۳/۲۰۶) ابن المبارک فی الزہد (۱۵۲) عن القاسم مرسلًا

جو مہمان نوازی نہیں کرتا، اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے

لا خیر فیمن لا یضیف

عقبہ بن عامر سے مرفوعاً روایت ہے، مہمان نوازی نہ کرنے والے میں کوئی بھلائی نہیں۔

۱۹۳۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوعًا: ((لَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يُضِيفُ)). [الصحیحۃ: ۲۴۳۴]

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۳۳۔ احمد (۳/۱۵۵) الرویا فی سندہ (۱۷۶) ابن عدی فی الکامل (۳/۱۳۶۶)

فوائد: مہمان نوازی سے جی چرانا بھلائی سے محروم ہونے کا باعث ہے۔ مہمان ہمیشہ خیر و برکت کا باعث ہوتا ہے۔ فراخ دلی سے خوشنودی الہی کے لیے مہمان کی خدمت کرنے والا شخص کبھی فقیر اور محتاج نہیں ہوتا بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کے لیے رزق کے تمام دروازے کھول دیتا ہے۔ اس لیے کبھی مہمان کے لیے سیدہ نگ نہیں کرنا چاہیے۔

والدین کے ساتھ نیکی کرنا اگرچہ وہ فاسق ہی ہوں

بر الوالدین ولو کان فاسقا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابی ابن سلول کے پاس سے گزرے۔ وہ چھپر کے سائے تلے تھا، اُس نے کہا، ابن ابی کبشہ نے ہم پر گردوغبار اڑایا ہے۔ اُس کے بیٹے عبد اللہ بن عبد اللہ نے کہا: قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت دی اور آپ پر کتاب نازل کی! اگر آپ چاہتے ہیں تو میں اُس کا سر آپ کے پاس لے آتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: نہیں، لیکن تو اپنے باپ سے نیکی کر اور اچھا سلوک کر۔

۱۹۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلُولٍ، وَهُوَ فِي ظِلِّ أَحْمَةٍ فَقَالَ: قَدْ غَيَّرَ عَلَيْنَا ابْنُ أَبِي كَبْشَةَ! فَقَالَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: وَالَّذِي أَكْرَمَكَ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ! إِنْ شِئْتَ لَا تَيْتُكَ بِرَأْسِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا وَلَكِنْ بَرَّ أَبَاكَ وَأَحْسِنُ صُحْبَتَهُ)). [الصحیحۃ: ۳۲۲۳]

تخریج: الصحیحة ۳۲۲۳۔ ابن حبان ۲۳۸ البزار (۲۷۰۸)

لا یتیم بعد احتلام

۱۹۵۔ عَنْ ذِيَالِ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي حَنْظَلَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَتِيمٌ بَعْدَ احْتِلَامٍ، وَلَا يَتِيمٌ عَلَى جَارِيَةٍ إِذَا هِيَ حَاضَتْ)). [الصحیحة: ۳۱۸۰]

بلوغت کے بعد یتیمی نہیں ہے

ذیال بن عبید سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے اپنے دادا حنظلہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلوغت کے بعد یتیمی نہیں۔ اور لڑکی بھی یتیم نہیں رہتی جب اُس کو حیض آجائے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۸۰۔ طبرانی فی الکبیر (۳۵۰۲) ابو نعیم فی المعرفة (۲۲۳۶) عبد الباقي بن قانع فی معجم الصحابة (۳۲۲)

ذم الکبر

۱۹۶۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: زَعَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَنْظَلَةَ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ مَرَّ فِي السُّوقِ، وَعَلَيْهِ حُزْمَةٌ مِنْ حَطَبٍ، فَقِيلَ لَهُ: أَلَيْسَ اللَّهُ قَدْ أَغْنَاكَ عَنْ هَذَا؟ قَالَ: بَلَى، وَلَكِنْ أُرَدْتُ أَنْ أَدْفَعَ بِهِ الْكِبَرَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ عُرْدَلٍ مِنْ كِبَرٍ)).

تکبر کی مذمت کا بیان

قاسم بن محمد سے روایت ہے، انہوں نے کہا: کہ عبد اللہ بن حنظلہ کا خیال ہے کہ عبد اللہ بن سلام ایدھن کا گٹھا اٹھائے بازار سے گزرے، اور انہیں کہا گیا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بے پروا نہیں کیا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ لیکن میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنے سے تکبر کو دور کروں۔ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا، ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۵۷۔ عبد الله بن احمد فی زوائد الزهد (۱۰۱۷) الاصبهانی فی الترغیب (۲۰۰) طبرانی فی الکبیر (۱۳/۱۳) حاکم (۳۱۲/۳)

ذم الحسد

۱۹۷۔ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَتَحَاسَدُوا)). [الصحیحة: ۳۳۸۶]

حسد کی مذمت کا بیان

ضمرة بن ثعلبہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ ہمیشہ بھلائی سے رہیں گے۔ جب تک انہوں نے حسد نہ کیا۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۸۶۔ طبرانی فی الکبیر (۷۱۵۷) ابن ابی عاصم فی الاحاد والمثنائی (۱۳۸۳) ابو نعیم فی المعرفة (۳۹۱۲)

فوائد: اسلام میں رشک تو جائز ہے حسد جائز نہیں۔ رشک یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ اے میرے پروردگار جس طرح تو نے میرے بھائی پر اپنا کرم و فضل فرمایا ہے اسی طرح مجھ پر بھی اپنے کرم و فضل کے دروازے کھول دے تاکہ میں بھی اپنے بھائی کی طرح بڑھ چڑھ کر دین کی خدمت کر سکوں۔ اور حسد یہ ہے کہ آدمی کسی دوسرے کی قابلیت و اہلیت، علم و ہنر، مال و دولت اور مقام و مرتبہ کو دیکھ کر اُس کا زوال چاہے، دل میں جلتا اور کڑھتا رہے، ایسا انسان کبھی اللہ کی رحمت حاصل نہیں کر سکتا۔ حسد سے بے شمار

برائیاں اور گناہ پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ انسانیت کا پہلا قتل ہی حسد کی وجہ سے ہوا تھا۔

ذم الذی لا یأمن جارہ بوائفہ اس شخص کی مذمت کہ جس کا پڑوسی اس کے شر سے

محفوظ نہیں

انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کا ایمان درست نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اُس کا دل درست ہو اور اس کا دل درست نہیں ہوتا یہاں تک کہ اُس کی زبان درست ہو جائے۔ اور ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جس کی شرارتوں سے اُس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔

۱۹۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَسْتَقِيمُ إِيْمَانُ عَبْدٍ حَتَّى يَسْتَقِيمَ قَلْبُهُ، وَلَا يَسْتَقِيمَ قَلْبُهُ حَتَّى يَسْتَقِيمَ لِسَانُهُ وَلَا يَدْخُلَ رَجُلُ الْجَنَّةِ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِفِهِ)). [الصحيحه: ۲۸۴۱]

تخریج: الصحيحه ۲۸۴۱۔ احمد (۱۹۸/۳) ابن ابی الدنيا فی الصمت (۹) خرائطی فی المکارم (۳۳۲) قضاعی فی مسند الشهاب (۸۸۷)

نبی ﷺ کی بیویوں کے ساتھ احسان کرنے کی

فضل الإحسان بازواج النبی

فضیلت

عبدالرحمن بن عوف ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: میرے بعد تمہارے ساتھ (یعنی آپ کی بیویاں) اچھا سلوک، صحیح العقیدہ، ثابت قدم لوگ ہی کریں گے۔ عبدالرحمن بن عوف ؓ نے کہا، میں نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو کوئی چیز (باغ) چالیس ہزار کی بیٹی اور میں نے وہ ساری رقم ان میں یعنی ازواج نبی ﷺ میں تقسیم کر دی۔ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔

۱۹۹۔ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَعْطَفُ عَلَيْكُنَّ بَعْدِي إِلَّا الصَّادِقُونَ الصَّابِرُونَ)) قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فَبِعْتُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ أَبِي سَرْحٍ شَيْئًا قَدَسَمَاءُ - بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا فَقَسَمْتُهُ بَيْنَهُنَّ. يَعْنِي: بَيْنَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَحِمَهُنَّ اللَّهُ. [الصحيحه: ۳۳۸۸]

تخریج: الصحيحه ۳۳۸۸۔ البزار (الكشف: ۲۵۹) (البحر الزخار: ۱۰۳۳) ابن عساکر (۱۹۶/۳۷) ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۱۲۱/۲)

دور خا یعنی امین نہیں ہوتا

ذوالوجهین لا یكون امیناً

الوہریرہ ؓ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: دور خا امانت دار نہیں ہو سکتا۔

۲۰۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْبَغِي لِذِي الْوُجْهِينِ أَنْ يَكُونَ أَمِينًا)). [الصحيحه: ۳۱۹۷]

تخریج: الصحیحة ۳۱۹۷۔ الادب المفرد (۳۱۳) خرائطی فی مساویء الاخلاق (۲۹۲) احمد (۳۶۵/۲) بیہقی (۲۳۶/۱۰)

مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا

ابن عمرؓ سے روایت ہے، وہ آپ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: مومن کے یہ لائق نہیں، کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو۔

المؤمن لا يكون لعناً

۲۰۱۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُعْنَى لِّلْمُؤْمِنِ اَنْ يُّكُونَ لَعَنًا)).

[الصحیحة: ۲۶۳۶]

تخریج: الصحیحة ۲۳۳۶۔ الادب المفرد (۳۰۹) ترمذی (۲۰۲۰) حاکم (۴۷/۱) بیہقی فی الشعب (۵۱۵۵)

اچھے اخلاق اور زیادہ خاموشی کی فضیلت

انسؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ابوذرؓ سے ملے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذرؓ کیا میں تجھے دو خوبیاں نہ بتاؤں، جو کرنے میں ہلکی اور ترازو میں بہت زیادہ بھاری ہیں؟ انہوں نے کہا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنے اوپر اچھا اخلاق اور زیادہ خاموش رہنا لازم کر، قسم ہے اُس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مخلوق کا کوئی دوسرا عمل ان کے برابر نہیں۔

فضل حسن الخلق و طول الصمت

۲۰۲۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَبَا ذَرٍّ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى خَصْلَتَيْنِ هُمَا أَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ، وَأَثْقَلُ [فِي الْمِيزَانِ] مِنْ غَيْرِهِمَا؟)) قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِحَسَنِ الْخُلُقِ، وَطَوْلِ الصَّمْتِ قَوْلَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَاعَمِلُ الْخَلَاتِقِ بِمِثْلِهِمَا)). [الصحیحة: ۱۹۳۸]

تخریج: الصحیحة ۱۹۳۸۔ ابو یعلیٰ (۳۲۹۸) طبرانی فی الاوسط (۷۰۹۹) بیہقی فی الشعب (۴۹۳۱)

شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ شفقت کرنا

زوجہ نبی ﷺ عائشہؓ سے روایت ہے، کہ: جبشی لڑکے مسجد میں داخل ہوئے اور وہ کھیل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے کہا اے حمیراء کیا تو انہیں دیکھنا پسند کرتی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! پھر آپ ﷺ دروازے پر کھڑے ہوئے گئے اور میں آئی اور میں نے اپنی ٹھوڑی آپ ﷺ کے کندھے پر رکھی اور اپنا چہرہ آپ ﷺ کے رخسار کے ساتھ لگایا، عائشہؓ کہتی ہیں: اُن کے اُس دن کے اشعار میں یہ بھی تھا ”اے ابوقاسم ﷺ! اللہ تجھے پاکیزہ زندگی عطا کرے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہؓ بس؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ جلدی نہ کریں۔ پھر آپ ﷺ میرے

رفقة الزوج مع زوجته

۲۰۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، دَخَلَ الْحَبَشَةُ الْمَسْجِدَ يَلْعَبُونَ، فَقَالَ لِي: ((يَا حَمِيرَاءُ! أَلَيْحَبِّبْنَ اَنْ تَنْظُرِي إِلَيْهِمْ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَامَ عَلَى الْبَابِ، وَجِئْتُهُ، فَوَضَعْتُ ذَقْنِي عَلَى عَاتِقِهِ فَأَسْنَدْتُ وَجْهِي إِلَى خَدِّهِ، قَالَتْ وَمِنْ قَوْلِهِمْ يَوْمَئِذٍ أَبَا الْقَاسِمِ طَيِّبًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((حَسْبُكَ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَا تَعْلَلْ فَقَامَ لِي، ثُمَّ قَالَ: ((حَسْبُكَ؟)) فَقُلْتُ: لَا تَعْلَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَتْ: وَمَالِي

لیے کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے پھر فرمایا: کیا اب کافی ہے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ جلدی نہ کریں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، مجھے اُن کی طرف دیکھنے کا شوق نہ تھا، لیکن میں پسند کرتی تھی کہ عورتوں کو میرے لیے حضور کے کھڑا رہنے اور آپ کی نگاہ میں میری قدر کا پتہ چلے۔

حَبُّ النُّظَرِ إِلَيْهِمْ، وَلَكِنَّی أَحْبَبْتُ أَنْ يَلْغَ النَّسَاءُ مَقَامَهُ لِي، وَمَكَانِي مِنْهُ۔

[الصحيحه: ۳۲۷۷]

تخریج: الصحيحه ۳۲۷۷۔ نسائی فی الکبریٰ (۸۹۵۱) طحاوی فی مشکل الآثار (۱/ ۱۱۷)

گانا گانے کا جواز

جواز الغنی

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا تو اسے جانتی ہے؟ اُس نے کہا نہیں اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بنی فلاں کی مغنیہ ہے، کیا تو پسند کرتی ہے کہ وہ تیرے لیے گائے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہاں! چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اُس کو تھال پکڑایا، اُس نے اُس پر گایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تحقیق شیطان نے اس کے نتھنوں میں پھونکا ہے۔

۲۰۳۔ عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! اَتَعْرِفِينَ هَذِهِ؟)) قَالَتْ: لَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ! قَالَ: ((هَذِهِ قَيْنَةٌ بِنَى فُلَانٍ، تُجَسِّسُ أَنْ تُغَيِّبَكَ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: فَأَعْطَاهَا طَبَقًا فَعَفَّتْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَدْ نَفَخَ الشَّيْطَانُ فِي مَنْحَوْرَيْهَا)). [الصحيحه: ۳۲۸۱]

تخریج: الصحيحه ۳۲۸۱۔ (۳/ ۳۳۹) نسائی فی الکبریٰ (۸۹۶۰) طبرانی فی الکبیر (۶۶۸۶)

نوائد: (۱) شیخ الاسلام علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنے فہم کے مطابق اس حدیث کو صحیح میں نقل کیا ہے، جبکہ ایک قول کے مطابق یہ روایت ضعیف ہے اور درجہ صحت تک نہیں پہنچتی۔ (۲) بعض روشن خیال محققین اپنی ذہنی عیاشی کو جلا بخشنے کے لیے اس سے محفل موسیقی و غنا کا ثبوت پیش کرتے ہیں، حتیٰ کہ ایک آزاد فکر جریدہ ماہنامہ ”اشراق“ مارچ ۲۰۰۴ء صفحہ نمبر ۳۳ نے یہاں تک لکھ دیا کہ ”بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہر فن مغنی اور مغنیات، رقص اور رقاصائیں عرب میں موجود تھیں اور نبی ﷺ ان کے فن سے لطف اندوز ہونے کو معیوب نہیں سمجھتے تھے۔“ (انا للہ وانا الیہ راجعون) روشن خیال محقق صاحب نے الفاظ کی جادوگری اور مینا کاری میں رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ سیرت کا بھی خیال نہ کیا۔ کہ شب و روز تلاوت قرآن اور رکوع و سجود میں سکون محسوس کرنے والا عظیم پیغمبر کس طرح رقاصوں کے ناچ گانے کو معیوب نہ سمجھتا ہوگا.....؟ روشن خیال محقق صاحب نے علمی بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہلے لفظ ”قینہ“ کی غلط تفسیر کی اور کہا کہ وہ ماہر فن پیشہ ور مغنیہ تھی حالانکہ قینہ سے مراد لونڈی ہے۔ کسی قبیلے کی عام گھریلو لونڈی کو ماہر فن رقاصہ یا مغنیہ کہنا حد درجہ جہالت یا تمہیل عارفانہ ہے۔ (۲) کیونکہ دیگر روایات میں بھی صراحت ہے کہ وہ پیشہ ور مغنیہ نہ تھی، بعد میں رسول اللہ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا: ((قَدْ نَفَخَ الشَّيْطَانُ فِي مَنْحَوْرَيْهَا)) کہ شیطان نے اس کے نتھنوں میں پھونکا ہے۔ عظیم سیرت نگار علامہ سلیمان ندوی رحمہ اللہ بھی فرماتے، کہ اس قسم کے گانے کو آپ نے بذلیہ مکروہ سمجھا ہے۔“ (سیرت عائشہ صفحہ ۴۹) یاد رہے! کئی قرآنی آیات اور صریح احادیث نبویہ سے محفل موسیقی و غنا اور آلات موسیقی کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمِنْ

النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ” کچھ لوگ کھیل تماشے اور غافل کر دینے والی چیز خریدتے ہیں تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کر دیں۔“ کتب تفسیر کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام سے لے کر آج تک کے تمام اہل علم نے اس سے موسیقی و غنا اور آلات موسیقی مراد لیے ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَمْ يَكُنْ مِنْ أُمَّيِّ أَقْوَامٍ يَسْتَحِلُّونَ الْجَرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَافِرَ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو شرمگاہ (زنا) ریشم، شراب اور سازوں کو حلال کر لیں گے۔“ اور ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: صَوْتَانِ مَلْعُونَانِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِزْمَارٌ عِنْدَ نَعْمَةٍ وَرَكَّةٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ ”دو آوازیں ایسی ہیں جو دنیا و آخرت میں ملعون ہیں۔ ایک نعمت (خوشی) کے وقت مزار، دوسری مصیبت کے وقت چیخنے چلانے کی آواز۔ بلکہ ایک روایت میں تو رسول اللہ نے فرمایا: کہ جب لوگوں میں موسیقی، آلات موسیقی اور گانے بجانے والیاں عام ہو جائیں گی تو پھر لوگوں کے چہروں کو سوخ کر دیا جائے گا اور ان کو زمین میں وھسا دیا جائے گا۔ ان روایات سمیت دیگر وہ روایات جن میں موسیقی و غنا کی سخت ممانعت ہے ایسی احادیث آوارہ مزاج روشن خیال لوگوں کی زندگی میں کانٹے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس لیے وہ آئے دن ان احادیث کے راویوں کے متعلق موشگافیاں کرتے رہتے ہیں، تاکہ ان کی انسانی حیثیت کو کمزور بنا دیا جائے۔ جبکہ تمام اعتراضات صرف مغالطات ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین حنیف کی صحیح سمجھ اور اخلاص عطا فرمائے۔

الرفق خير من الله

۲۰۴۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهَا: (يَا عَائِشَةُ ارْجِعِي، فَإِنَّ اللَّهَ إِذَا أَرَادَ بِأَهْلٍ بَيْتٍ خَيْرًا دَلَّاهُمْ عَلَى بَابِ الرَّفْقِ)).

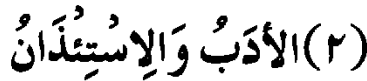
نرمی اللہ کی طرف سے بھلائی ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے اُسے فرمایا: اے عائشہ! تو نرمی کر۔ بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی گھر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو انہیں نرمی کا رستہ دکھا دیتے ہیں۔

[الصحيحة: ٥٢٣]

تخريج: الصحيحة ٥٢٣- أحمد (١٠٣/٦) من طريق عطاء بن يسار عن عائشة رضي الله عنها أحمد (٤١/٦) بخارى فى التاريخ الكبير (٣١٦/١) يهقى فى الشعب (٦٥٢٠) عن طريق هشام عن عائشة عن ابيه رضي الله عنه بزار (الكشف: ١٩٦٥) من حديث جابر رضي الله عنه





محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَقُلْتُ: أَيُّكُمْ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: فَإِنَّمَا أَنْ يَكُونَ
أَوْمًا إِلَى نَفْسِهِ وَإِنَّمَا أَنْ يَكُونَ أَشَارًا إِلَيْهِ الْقَوْمُ،
قَالَ: فَإِذَا هُوَ مُحْتَبَبٌ بَرْدَةً قَدْ وَقَعَ هُدُوبُهَا عَلَى
قَدَمَيْهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَجْفُو عَنْ
أَنْبِيَاءٍ فَعَلَّمَنِي قَالَ: ((اتَّقِ اللَّهَ. عَزَّ وَجَلَّ. وَلَا
تُحَقِّرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَفْرُغَ مِنْ
دَلُوكَ فِي إِنَاءِ الْمُسْتَسْقَى، وَإِيَّاكَ وَالْمَخِيلَةَ
فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ، وَإِنْ
أَمَرُوا شَتَمَكَ وَغَيَّرَكَ بِأَمْرٍ يَعْلَمُهُ فِيكَ، فَلَا
تَبْعِرُهُ بِأَمْرٍ تَعْلَمُهُ فِيهِ، فَيَكُونَ لَكَ أَجْرُهُ
وَعَلَيْهِ إِئْمَةٌ وَلَا تَشْتِمَنَّ أَحَدًا)).

[الصحيحة: ۷۷۰]

کون ہے؟ جواباً آپ ﷺ نے خود اپنی طرف یا لوگوں نے آپ کی
طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ گھٹنوں اور کمر کے گرد چادر باندھ کر اور
گھٹنے کھڑے کر کے سرین کے بل بیٹھے تھے چادر کا کنارہ آپ
ﷺ کے پاؤں پر لگ رہا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول!
میں کچھ چیزوں کے بارے میں تدمزاج ہوں آپ مجھے سکھا
دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ سے ڈر جا، کسی نیکی کو حقیر مت
جان۔ اگرچہ وہ پانی مانگنے والے کے برتن میں پانی ڈالنے کی
صورت میں ہی کیوں نہ ہو۔ تکبر سے اجتناب کر، کیونکہ اللہ تعالیٰ
تکبر کو پسند نہیں کرتا، اگر کوئی آدمی تجھے گالی دے اور تیرے کسی
عیب جسے وہ جانتا ہے پر تجھے عار دلائے تو تو اسے اس برائی کی
بنا پر عار مت دلا جسے تو جانتا ہے اس طرح کرنے سے اس کا اجر
تجھے ملے گا اور اس کے گناہ کا وبال اسی پر ہوگا اور (یہ بھی یاد رکھ
کہ) کسی کو گالی نہیں دیتا۔“

تخریج: الصحيحة ۷۷۰۔ احمد (۵/۶۳) ابن المبارک فی الزهد (۱۰۱۷) نسائی الکبریٰ (۹۶۸) الادب المفرد (۱۱۸۲)
فوائد: جس طرح قطرے مل کر دریا اور کنکر مل کر پہاڑ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اسی طرح چھوٹی چھوٹی نیکیاں مل کر پہاڑوں کی صورت
اختیار کر لیتی ہیں اسی حقیقت کے پیش نظر رسول کائنات ﷺ نے بارہا ایسی باتوں کی طرف توجہ دلائی حتیٰ کہ ایک حدیث میں فرمایا کہ مسکرا کر
بھائی سے ملنے کو بھی حقیر نہ سمجھو (مقبوم) نیز گالی یا عار دلانے کے جواب میں گالی یا عار دلا سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ بندہ خاموش رہے کیونکہ جب
تک بندہ خاموش رہے گا تو ایک فرشتہ اس کی طرف سے جواب دیتا ہے گا اور ویسے بھی کہات ہے کہ برتن سے وہی پھلکتا ہے جو اس میں ہو۔

اهمية الصلاة وما ملكت ايما نكم

۲۰۷۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ
يَقُولُ فِي مَرَضِهِ: ((اتَّقُوا اللَّهَ فِي الصَّلَاةِ وَمَا
مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ)) وَجَعَلَ يُكْرِرُهَا۔

[الصحيحة: ۸۶۸]

نماز اور غلاموں کے ساتھ احسان کی اہمیت کا بیان
سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت
کے دوران فرمایا: ”نماز اور اپنے غلاموں (اور مالوں) کے
بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔“ آپ ﷺ نے یہ کلمات
بار بار دہرائے۔

تخریج: الصحيحة ۸۶۸۔ خطیب فی تاریخ بغداد (۱۰/۱۶۹) طحاوی فی المشکل (۳/۲۳۵، ۲۳۶) احمد (۶) نسائی فی
الکبریٰ (۷۱۰۰) ابن ماجہ (۱۶۳۵)

فوائد: نماز اور غلاموں کے بارے میں تقویٰ سے مراد ہے کہ نمازوں کو پابندی سے اگے اوقات میں ادا کیا جائے کیونکہ جہاں نماز کا قیام

عظیم اجر کا باعث ہے وہاں اس کا ضیاع اور وقت سے مؤخر کر کے بڑھنا گناہ کا باعث ہے۔ اور غلاموں کو انسان سمجھتے ہوئے ان سے انسانیت کے دائرے میں رہتے ہوئے کام لینا ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ہی تقویٰ ہے۔

احب الطعام إلى الله

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کھانے کا بیان

۲۰۸۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعًا: ((أَحَبُّ الطَّعَامِ إِلَى اللَّهِ مَا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الْأَيْدِي)).

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب کھانا وہ ہے جس کو کھانے والے زیادہ

[الصحيحة: ۸۹۵] ہوں۔“

تخریج: الصحيحة ۸۹۵۔ ابو یعلیٰ (۲۰۳۵) ابو نعیم فی اخبار اصحابہ (۹۶/۲) طبرانی فی الاوسط (۷۳/۳)

فوائد : بڑے برتنوں میں مل بیٹھ کر کھانا یہ شریعت کا مطلوب ہے اس سے جہاں آپس میں الفت بڑھتی ہے وہاں اللہ کی محبت بھی حاصل ہوتی ویسے بھی شریعت کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں اور آج سائنس بھی اس بات کا اعتراف کرتی ہے کہ کھانے سے کئی بیماریوں کا سدباب ہوتا ہے۔

ومن الناس احب إلى الله

اللہ کے نزدیک محبوب ترین لوگوں کا بیان

۲۰۹۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: (أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ؟ وَأَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ، وَأَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ سُرُورٌ يَدْخُلُهُ عَلَى مُسْلِمٍ، أَوْ يُكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً، أَوْ يَقْضِي عَنْهُ دَيْنًا أَوْ يَطْرُدَ عَنْهُ جُوعًا، وَلَئِنْ أَمْسَى مَعَ أَخٍ فِي حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ (يَعْنِي: مَسْجِدَ الْمَدِينَةِ) شَهْرًا وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ كَظَمَ غَيْظَهُ وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمِضِيَهُ أَمْضَاهُ مَلَأَ اللَّهُ قَلْبَهُ رِجَاءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ مَشَى مَعَ أَخِيهِ فِي حَاجَةٍ حَتَّى تَنْهَيْتَهُ لَهُ، أَثَبَّتَ اللَّهُ قَدَمَهُ يَوْمَ تَزُولُ الْأَقْدَامُ، وَإِنَّ سُوءَ الْخُلُقِ يُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کون سے لوگ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں اور کون سے اعمال اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں جو دوسرے لوگوں کے لئے سب سے زیادہ فائدہ مند ہوں اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال یہ ہیں: مسلمان کا اپنے بھائی کو خوش کرنا، اس سے کسی تکلیف کو دور کرنا، اس کا قرضہ ادا کر دینا اور اسے کھانا کھانا۔ (دیکھیں) مجھے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کے ساتھ چلنا اس مسجد نبوی میں ایک ماہ کے اعتکاف سے زیادہ محبوب ہے۔ جس نے اپنے غضب کو روک لیا اللہ تعالیٰ اس کی خامیوں پر پردہ ڈالے گا جو آدمی اپنے غم کو نافذ کرنے کی طاقت کے باوجود بی گیا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کے دل کو امیدوں سے بھر دے گا۔ جو اپنے بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت پوری کرنے کے لئے چلا اللہ تعالیٰ اس کو اُس دن ثابت قدم رکھے گا جس دن قدم ڈگمگ جائیں گے اور

يُفْسِدُ الْخَلْعَ الْعُسْلَ)). [الصحيحة: ۹۰۶]

بدخلی اعمال کو ایسے تباہ کرتی ہے جس طرح سرکہ شہد میں بگاڑ پیدا کر دیتا ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۹۰۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳۶۳۶) والصغیر (۳۵/۲) ابن عساکر (۶۷/۱۴۲-۱۴۳) الشجرى فی الامالی (۱۷۷/۲)

فوائد: رفاه عامہ کے کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے ساتھ ساتھ بندے کی اپنی ضروریات پورا ہونے کے بھی باعث ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ”اللہ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے“ ظاہری بات ہے اللہ کی مدد شامل حال ہو تو کسی کام کے رہ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور آپؐ نے کئی احادیث میں غصہ کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ غصہ کسی خرابی کا باعث تو بن سکتا ہے مگر اس کے سبب بھلائی کی امید کم ہی ہے۔

باب: مکارم اخلاق کا بیان

باب: من مکارم الاخلاق

۲۱۰۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أُسَيْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((أَحَبُّ لِلنَّاسِ مَا تَوْحِبُ لِنَفْسِكَ)).

سیدنا یزید بن اسید ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”لوگوں کے لئے وہی کچھ پسند کر جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۷۲۔ بخاری فی التاريخ الکبیر (۲/۳۹۸/۸) عبد الله بن احمد فی زوائد المسند (۷۰/۳) عبد الله بن حميد (۳۳۳) ابن سعد (۷/۳۲۸)

فوائد: یہ ایک ایسی جامع نصیحت ہے کہ اس کے بعد حقوق العباد پر مزید رہنمائی کی ضرورت نہیں کیونکہ اس پر عمل پیرا ہو کر بندہ کسی کے لئے فائدے کا باعث تو بن سکتا ہے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

قال (نیک شگون) لینے کا جواز

جواز الفال

۲۱۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَمِعَ كَلِمَةً فَأَعَجَبَهُ، فَقَالَ: ((أَخَذْنَا قَالِكَ مِنْ فَيْلِكَ)). [الصحيحة: ۷۲۶]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایسی بات سنی جو آپ ﷺ کو پسند آئی، سن کر فرمایا: ”ہم نے تیرے منہ سے نیک شگون حاصل کیا ہے“

تخریج: الصحيحة ۷۲۶۔ ابو داود (۳۹۱۷) احمد (۲/۳۸۸) ابن السنی (۲۶۸) ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (۷۲۶)

فوائد: بد شگون لینا حرام ہے بہت سی احادیث میں اس سے روکا گیا ہے لیکن نیک شگون بندہ لے سکتا ہے اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔

دخول الاذن بالسلام

السلام علیکم کے ساتھ داخل ہونے کی اجازت لینا

نبی کریم ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے بنو عامر قبیلہ کے ایک آدمی نے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا: میں اندر آ جاؤں؟ آپ ﷺ نے (اپنے خادم) سے فرمایا: ”اس شخص کے پاس جاؤ اور اسے اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ اور اسے بتلاؤ کہ ان الفاظ کے

۲۱۲۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتٍ فَقَالَ: أَلَيْحَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أُخْرِجْ إِلَى هَذَا بَعْلَمَهُ الْإِسْتِئْذَانُ، فَقُلْ لَهُ: قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَذْخُلُ؟)) فَسَمِعَهُ

ساتھ اجازت طلب کرنی چاہئے: السلام علیکم کیا میں اندر آجاؤں؟۔ اس آدمی نے یہ ساری بات سن لی اور (عمل کرتے ہوئے) کہا: السلام علیکم میں اندر آسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے اسے اجازت دی اور وہ اندر آ گیا۔

الرَّجُلُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَذْخُلُ؟ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ۔ [الصحيحہ: ۸۱۹]

تخریج: الصحيحہ ۸۱۹۔ ابوداؤد (۵۱۷۷) بیہقی (۳۴۰/۸) وانظر الحديث الآتي

فوائد: اجازت لینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ”السلام علیکم“ کہہ کر اجازت لے کر داخل ہوا جائے اگر تین دفعہ ”السلام علیکم“ کہنے سے جواب نہیں ملا تو واپس پلٹ جانا چاہیے۔

بنو عامر قبیلہ کا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا: میں اندر آجاؤں؟ آپ ﷺ نے اپنے خادم کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: ”اس آدمی کا اجازت طلب کرنے کا انداز اچھا نہیں ہے۔ اس کے پاس جا کر اسے بتاؤ کہ یوں کہہ کر (اجازت طلب کیا کر): السلام علیکم، کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟“ (یعنی اندر آ سکتا ہوں؟)

۲۱۳۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَلَيْحُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَادِيهِ: ((أُخْرِجْنِي إِلَيْهِ، فَإِنَّهُ لَا يُحْسِنُ الْاسْتِئْذَانَ، فَقُولِي: لِقَيْلٍ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَذْخُلُ؟)). [الصحيحہ: ۱۱۷۰]

تخریج: الصحيحہ ۱۱۷۰۔ احمد (۳۶۸-۳۶۹) ابوداؤد (۵۱۷۷) بیہقی (۳۴۰/۸) نسائی عمل اليوم والليلة (۳۱۹)

اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام

اخنع اسم عند الله

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”سب سے برا نام جس پر روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں شرمندگی ہوگی یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو ”مَلِكُ الْأَمْلاكِ“ (شہنشاہ) کہلوائے۔“

۲۱۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَخْنَعُ اسْمٌ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تَسْمَى مَلِكُ الْأَمْلاكِ)). [الصحيحہ: ۹۱۵]

تخریج: الصحيحہ (۹۱۵)۔ احمد (۲/۳۳۳) حمیدی (۱۱۲۷) بخاری (۶۳۰۶) مسلم (۲۱۳۳) ابوداؤد (۴۹۶۱)

فوائد: شہنشاہ یا اس جیسا دوسرا نام جس سے رب کی کبریائی کی مشابہت ہوتی ہو ایسے نام رکھنا حرام ہے اگر بڑوں کی جہالت سے ایسا نام رکھا بھی جائے تو تبدیل کرنا ضروری ہے۔

قال کے مستحب ہونے کا بیان

استحباب الفال

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میری طرف پیغام رساں بھیجو تو خوش رو اور خوش اسم آدمی کا انتخاب کرو۔“

۲۱۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا أُرِدْتُمْ إِلَيَّ بِرِيدٍ فَأَبْعُوهُ حَسَنَ الْوَجْهِ حَسَنَ الْإِسْمِ)).

[الصحيحہ: ۱۱۸۶]

تخریج: الصحیحة ۱۱۸۲۔ البزار (الكشف: ۱۹۸۵) و (البحر الزخار: ۳۳۸۳) من حدیث بریدة رضی اللہ عنہ البزار (۱۹۸۶) طبرانی فی الاوسط (۷۷۳) ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۴۷۶) من حدیث ابی ہریرة رضی اللہ عنہ۔

فوائد: اچھے نام اور چہرے کو اللہ کے نبی کریم ﷺ نے اس لئے اہمیت دی تاکہ اس سے آپ اچھا شگون لے سکیں کیونکہ آپ اچھے نام سے بھی شگون لیا کرتے تھے۔

۲۱۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعًا: ((إِذَا أَبْرَدْتُمْ إِلَى بَرِيدًا فَأَبْعَثُوهُ حَسَنَ الْوُجْهِ، حَسَنَ الْأَسْمِ)). [الصحیحة: ۴۰۳۴]

عبد اللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میری طرف پیغام رساں بھیجو تو خوبصورت چہرے اور خوبصورت نام والی شخصیت کو بھیجو۔“

تخریج: الصحیحة ۴۰۳۴۔ انظر الحديث السابق (۲۱۵) / الصحیحة ۱۱۸۶

فضل القول مرحباً

۲۱۷۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الضُّعَاكِيِّ بْنِ قَيْسٍ الْفِهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا أَتَى الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَقَالُوا: مَرْحَبًا فَمَرْحَبًا بِهِ يَوْمَ يَلْقَى رَبَّهُ وَإِذَا أَتَى الرَّجُلُ الْقَوْمَ، فَقَالُوا: لَهْ قُحْطًا لَهْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

خوش آمدید کہنے کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابوسعید خضامک بن قیس فہری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب کوئی آدمی کسی قوم کے پاس جائے اور وہ (رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے) اسے خوش آمدید کہیں تو جس دن یہ آدمی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اس دن بھی اسے خوش آمدید کہا جائے گا۔ اور اگر کوئی آدمی کسی قوم کے پاس جائے اور وہ (ناخوشگوار) کا اظہار کرتے ہوئے اسے دھکار دیں تو روز قیامت بھی اسے دھکار دیا جائے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۱۸۹۔ حاکم (۵۲۵/۳) طبرانی فی الکبیر (۸۱۳۶) والاوسط (۲۵۳۵)

فوائد: چونکہ آدمی کے رویے کے مطابق اس سے سلوک کیا جاتا ہے اب جس بندے کا رویہ لوگوں سے مشفقانہ ہوگا لوگ بھی اس سے ہمدردانہ سلوک کریں گے اور جو لوگوں کیلئے تنگی کا باعث ہوگا اسے کوئی بھی خوش آمدید کہنے کیلئے تیار نہ ہوگا۔ اصل میں لوگوں کا رویہ آدمی کے کردار پر شہادت ہوتی ہے۔ جسے اللہ قبول کرے اس کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں۔

الأمر بتكریم الشرفاء

۲۱۸۔ قَالَ ﷺ: ((إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمٌ قَوْمٍ فَآكُرْ مَوْهَ)) رَوَى مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، وَحَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحِمْصِيِّ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، وَأَبِي رَاشِدٍ

معزز لوگوں کی تکریم کرنے کا حکم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارے پاس کوئی معزز آدمی آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔“ یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عمر، سیدنا جریر بن عبد اللہ الحمصی، سیدنا جابر بن عبد اللہ، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا عدی بن حاتم، سیدنا ابو راشد عبد الرحمن بن عبد اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ، وَأَنْسُ بْنُ مَالِكٍ۔

[الصحيحہ: ۱۲۰۵]

تخریج: الصحيحہ ۱۲۰۵۔ ابن ماجہ (۳۷۱۲) عن ابن عمر 'طبرانی (۲۳۵۸) عن جریر۔ حاکم (۲۹۱/۳) عن جابر بنز (۱۹۵۹) عن ابی ہریرۃ (۲۷۳۹) عن عبد اللہ بن زمرۃ (۱۱۸۱) عن ابن عباس طبرانی (۲۰/۲۰۲) ابن عدی (۱۵۲۶/۳) عن معاذ قضاعی فی مسند الشہاب (۷۶۰) عن عدی بن حاتم۔ دولابی فی الکنی (۳۱/۲) عن ابی راشد قضاعی (۷۶۳) ابن ابی حاتم فی العلل (۲۳۲/۲) عن انس رضی اللہ عنہ

محبوب کو اپنی محبت کے متعلق آگاہ کرنے کا حکم

الأمر بتعليم المحبوب بأنه يحبه

سیدنا مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے چاہئے کہ اسے بتلا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔“

۲۱۹۔ عَنْ الْمُقَدِّمِ بْنِ مَعْدِي كَرِبٍ مَرْفُوعًا: ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُعَلِّمْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ)). [الصحيحہ: ۴۱۷]

تخریج: الصحيحہ ۴۱۷۔ الادب المفرد (۷۹) ابو داود (۵۱۲۳) ترمذی (۲۳۹۳) ابن حبان (۵۷۰) احمد (۱۳۰/۳)

فوائد: محبت دل میں پیدا ہونی چاہت کا نام ہے اور اللہ کیلئے دو مسلمانوں کا ایک دوسرے سے محبت کرنا اس کو اسلام میں بڑی اچھی نظر سے دیکھا گیا ہے حتیٰ کہ ایسے بندے سے اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کو مقربین والا سلوک کریں گے۔ ایک دوسرے بندے سے اچھا سلوک مختلف وجوہات کی بناء پر ہو سکتا ہے کسی کے حقوق کا پاس کرتے ہوئے یا کسی مفاد کے حصول کیلئے۔ غرض مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں تو اس لئے حکم دیا گیا کہ بندہ اپنے بھائی کو آگاہ کر دے کہ میں تم سے اللہ کیلئے محبت کرتا ہوں صحابہ کرام اپنی محبت کے بارے میں اپنے بھائی کو آگاہ کر دیا کرتے تھے لیکن ایک مسلمان کا محبوب صالح اور پرہیزگار مومن ہونا چاہیے کیونکہ آپ کا فرمان ہے کہ (المراء مع من احب) بندے کا حشر قیامت کو اس کے محبوب کیساتھ ہوگا۔

سیدنا ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے ساتھی سے محبت کرے تو وہ اس کے گھر جائے اور اسے بتلا دے کہ وہ اس سے اللہ عزوجل کے لیے محبت کرتا ہے۔“

۲۲۰۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعًا: ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ صَاحِبَهُ فَلْيُخْبِرْهُ فِي مَنْزِلِهِ، فَلْيُخْبِرْهُ بِأَنَّهُ يُحِبُّهُ لِلَّهِ. عَزَّ وَجَلَّ)).

[الصحيحہ: ۷۹۷]

تخریج: الصحيحہ ۷۹۷۔ ابن المبارک فی الزہد (۷۱۲) ابن وہب فی الجامع (۲۳۲) احمد (۱۳۵/۵)

مجاہد تابعی بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی رسول کی مجھ سے ملاقات ہوئی اس نے پیچھے سے میرے کندھے کو پکڑا اور کہا: آگاہ رہو! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے کہا: وہ ذات تجھ سے محبت کرے جس نے مجھے تیرا محبوب بنا دیا۔ صحابی نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث نہ سنی ہوتی تو تجھے اپنی محبت پر مطلع نہ کرتا:

۲۲۱۔ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: ((لَقِيتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ، فَأَخَذَ بِمَنْكَبِي مِنْ وَرَائِي، قَالَ: أَمَا إِنِّي أُحِبُّكَ، قُلْتُ: أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ، فَقَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ

”جب کسی آدمی کو کسی سے محبت ہو تو وہ اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔“ پھر صحابی رسولؐ مجاہد پر ایک رشتہ پیش کرتے ہوئے کہنے لگا کہ ہمارے پاس ایک بچی ہے اور ہے وہ کانی۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۸۔ الادب المفرد (۷۹) کتاب الاخوان لابن ابی الدنيا (۶۸/۶۹) مرسل عن مجاهد (۶۷) من قوله فوائد: کسی کم درجے آدمی جو آپ سے مرتبے میں کم ہو اس سے اگر اللہ کیلئے محبت ہو جائے تو اس کے اظہار میں تکبر یا کسی اور چیز کو حائل نہیں ہونے دینا چاہیے بلکہ اس سے محبت کا اظہار کر دے جیسا کہ یہاں صحابی ایک تابعی سے محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔

دعا کے آداب کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں: جب کوئی آدمی (اللہ تعالیٰ سے) سوال کرنے لگے تو وہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا جو اس کے لائق ہے بیان کرے پھر نبیؐ پر درود بھیجے اس کے بعد دعا کرے۔ اس طرح کرنے سے ممکن ہوگا کہ وہ کامیاب ہو جائے (اور اپنی مطلوبہ چیز پالے)۔ یہ موقوف حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۰۳۔ عبد الرزاق (۱۹۶۳۲) طبرانی فی الکبیر (۸۷۸۰) ترمذی (۵۹۳) احمد (۱/۳۳۵)

اجازت طلب کرنے کے آداب کا بیان

ابو سعید وغیرہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوسعیدؓ نے کہا: میں انصاریوں کی محفل میں بیٹھا تھا اچانک سیدنا ابوموسیٰؓ جو خوفزدہ اور سہمے ہوئے تھے وہاں پہنچے اور کہا: میں نے سیدنا عمرؓ کے پاس جانے کے لئے تین دفعہ اجازت طلب کی لیکن مجھے اجازت نہ دی گئی اس لئے میں واپس چل ویا۔ سیدنا عمرؓ نے پوچھا: تجھے کس چیز نے روک دیا ہے؟ میں نے کہا: میں نے تین دفعہ اجازت طلب کی لیکن مجھے اجازت نہ دی گئی اس لئے واپس چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی (کسی سے) تین دفعہ اجازت طلب کرے اور اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے۔“ سیدنا عمرؓ نے کہا: بخدا! تجھے اس حدیث پر شاہد پیش کرنا پڑے گا (وگرنہ.....)۔ اب تم یہ بتاؤ کہ کیا کسی نے یہ

ومن آداب الدعاء

۲۲۲۔ عن عبد الله بن مسعود قال: ((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَسْأَلَ فَلْيَدْعُ بِالْمَدْحَةِ وَالنِّسَاءِ عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ لِيَسْأَلَ بَعْدَ فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يَنْجَحَ)) مَوْقُوفٌ فِي حُكْمِ الْمَرْفُوعِ - [الصحيحة: ۳۲۰۴]

ومن آداب الاستئذان

۲۲۳۔ عن أبي سعيد وغيره، قال أبو سعيد كنت في مجلس من مجالس الأنصار، إذ جاء أبو موسى كأنه مدعور، فقال: استأذنت على عمر ثلاثاً فلم يؤذن لي، فرجعت، فقال: ما منعك؟ قلت: استأذنت ثلاثاً فلم يؤذن لي فرجعت، وقال رسول الله ﷺ: ((إِذَا اسْتَأْذَنْ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، فَلْيَرْجِعْ)) فقال: واللّٰه! لتقيسنّ عليه بيّنة، أميّنكم أحد سمعته من النبي ﷺ؟ فقال أبو بن كعب: واللّٰه! لا يقوم معك إلا أضغر القوم، فكنت أضغر القوم، فخبرت عمر أنّ النبي ﷺ قال

حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی ہے؟ سیدنا ابی بن کعب ؓ نے کہا: اللہ کی قسم! اس مجلس میں سے تیرے ساتھ وہی کھڑا ہوگا جو سب سے چھوٹا ہے۔ میں (ابوسعید) سب سے چھوٹا تھا۔ میں ان کے ساتھ گیا اور سیدنا عمر ؓ کو بتلایا کہ میں نے بھی یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی تھی۔

تخریج: الصحيحۃ ۳۳۷۴، بخاری (۶۲۳۵)، مسلم (۲۱۵۳)، ابوداؤد (۵۱۸۰)، ترمذی (۲۱۹۰)، ابن ماجہ (۳۷۰۶)

فوائد: اجازت کا اصول یہی ہے کہ تین دفعہ اجازت مانگی جائے جواب نہ آنے کی صورت میں بندہ خاموشی سے پلٹ جائے اب اجازت کا مسئلہ یہ عام اور مشہور مسئلہ تھا اسی لئے ابی بن کعب ؓ نے ابو موسیٰ ؓ کو کہا کہ اس کی گواہی قوم کا سب سے چھوٹا آدمی دے گا مطلب ان کا یہ تھا کہ یہ مسئلہ تو قوم کا بچہ بچہ جانتا ہے لیکن عمر ؓ جو کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے اور مسائل کے بارے بہتر علم رکھنے کے باوجود اس عام مسئلے سے لاعلم تھے۔ تو ممکنات کی دنیا میں ایسا ہو جانا کوئی بعید بات نہیں اس لئے کوئی جیسا بھی ”تبحر فی العلوم“ ہو اس سے علم کا رہ جانا یا کسی مسئلے میں غلطی ہو جانا یہ قرین قیاس ہے۔ لیکن اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود بعض لوگوں کا رویہ یہ ہے کہ وہ کسی خاص امام کو اپنی عقیدت کا مرکز بنا کر اس کی ہر صحیح و غلط کو اپنے مذہب کا حصہ بنالیتے ہیں اگرچہ قرآن و حدیث سے اس کے برعکس مفہوم نکلتا ہو۔ (العیاذ باللہ)۔ بعض لوگ جو فرد واحد کی حدیث کو حجت نہیں سمجھتے وہ بھی اس سے دلیل لیتے ہیں کہ دیکھو حضرت عمرؓ نے ایک بندے کی بات کو قابل اعتبار نہیں سمجھا جب تک اسکی تصدیق نہیں کروالی۔ جبکہ ان کی یہ بات درست نہیں ہے اس حدیث کی حد تک تو مسئلہ واضح ہے کہ اجازت کی بات اتنی عام سی بات تھی کہ حضرت عمر ؓ کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ مجھے اس بات کا علم نہ ہو اس لئے انہوں تصدیق لازمی سمجھی ورنہ حضرت عمر ؓ خود فرد واحد کی خبر کو حجت سمجھتے تھے اور دین میں بھی یہ حجت جیسا کہ بہت سی احادیث اس پر دال ہیں۔

لینے کے آداب کا بیان

ومن آداب الاستلقی

۲۲۴۔ عن جابر قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ))
إِذَا اسْتَلْقَى أَحَدُكُمْ عَلَى ظَهْرِهِ فَلَا يَضَعُ
إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى)).
سیدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی پیٹھ کے بل چٹ لیٹا ہوا ہو تو ایک ٹانگ کو دوسری پر نہ رکھے۔“

[الصحيحۃ: ۱۲۵۵]

تخریج: الصحيحۃ ۱۲۵۵۔ ترمذی (۲۷۶۶)، طحاوی فی شرح المعانی (۳۶۰/۲) بزار (الکشف: ۲۰۷۲)، البحر الزخار (۳۶۸۵)، مسلم (۲۰۹۹) بمعناہ

فوائد: جب بے پردگی کا خطرہ ہو تو اس طرح ایک ٹانگ کو دوسری پر رکھ لینا جائز نہیں ورنہ جائز ہے جیسا ”متفق علیہ“ حدیث میں ہے کہ آپ مسجد میں ایک ٹانگ کو دوسری پر رکھے لیے ہوئے تھے امام بیہقی، بخوی اور دوسرے محدثین اسی کے قائل ہیں۔

کثرت کے ساتھ سلام کرنے کی ترغیب کا بیان

باب الحض علی کثرة السلام

سیدنا ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو مسلمان آدمی اکٹھے جا رہے ہوں اور (چلتے چلتے) کوئی درخت یا کوئی پتھریا کوئی مکان (یا ٹیلہ) ان کے درمیان حائل ہو جائے تو وہ (جو بھی دوبارہ ملیں) ایک دوسرے سے سلام کا تبادلہ کریں۔“

تخریج: الصحیحة ۳۹۲۲- بیہقی فی شعب (۸۸۶۰) ابن شاہین فی فضائل الاعمال (۳۹۰)

ومن آداب السلام

سلام کرنے کے آداب کا بیان

مصعب بن شبہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی کسی مجلس میں پہنچے اور اس کے لئے وسعت پیدا کر دی جائے تو وہ بیٹھ جائے بصورت دیگر دیکھے کہ کون سی جگہ زیادہ وسیع ہے وہاں جا کر بیٹھ جائے۔“

۲۲۶- عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَبِيَّةٍ عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعًا: ((إِذَا أَتَيْتَ مَجْلِسًا أَوْ مَجْلِسًا إِلَى الْمَجْلِسِ فَإِنْ وَسِعَ لَكَ فَلْيَجْلِسْ وَإِلَّا فَلْيَنْظُرْ أَوْسَعَ مَكَانٍ يَرَاهُ فَلْيَجْلِسْ فِيهِ)). [الصحیحة: ۱۳۲۱]

تخریج: الصحیحة ۱۳۲۱- السلفی فی الطیوریات (۱/۶۵) ابن عساکر (۲۵/۱۶۹) طبرانی (۷۱۹۷) بیہقی فی الشعب (۸۲۳۳)
فوائد: مجلس میں کسی کو اٹھا کر بیٹھنا یا ایسے دو آدمیوں میں گھس جانا قبیح حرکت ہے چاہے تو یہ کہ مجلس میں بیٹھے ہوئے آنوالے کیلئے جگہ بتائیں جیسا کہ آپؐ نے فرمایا ”تفسحوا وتوسعوا“ (بخاری) کھلے کھلے ہو جاؤ لیکن اگر اہل مجلس اس میں کوتاہی کریں تو آپؐ کو انہیں ٹک کر نکالنا نہیں چاہیے۔

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور جب اٹھ کر جانے لگے تب بھی سلام کرے اس لئے کہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ فائق نہیں ہے (بلکہ دونوں کی اہمیت برابر ہے)۔“

۲۲۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا: ((إِذَا أَتَيْتَ مَجْلِسًا أَوْ مَجْلِسًا إِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيَسَلِّمْ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ فَلْيَسَلِّمْ، فَلْيَسَلِّمِ الْأُولَى بِأَحَقِّ مِنَ الْآخِرَةِ)). [الصحیحة: ۱۸۳]

تخریج: الصحیحة ۱۸۳- ابو داود (۵۲۰۸) ترمذی (۲۷۰۶) الادب المفرد (۱۰۰۷) احمد (۲/۳۳۰) ۲۸۷

وجوب الإذان اذا تناجى اثنان

جب دو افراد علیحدہ گفتگو کر رہے ہوں تو اجازت طلب کرنا ضروری ہے۔

سعید مقبری کہتے ہیں: ایک آدمی سیدنا ابن عمرؓ سے گفتگو کر رہا تھا میں بھی وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ ابن عمرؓ نے اپنا ہاتھ میرے سینے میں مارا اور کہا: کیا تجھے علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو آدمی علیحدہ گفتگو کر رہے ہوں تو بلا اجازت ان کے پاس نہ

۲۲۸- عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ، قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى ابْنِ عَمْرٍو وَمَعَهُ رَجُلٌ يُحَدِّثُهُ، فَدَخَلْتُ مَعَهُمَا: فَضَرَبَ بِيَدِهِ صَدْرِي وَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَنَاجَى اثْنَانِ فَلَا

بیٹھیں۔“

تَجْلِسُ إِلَيْهِمَا حَتَّى تَسْتَأْذِنَهُمَا)).

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۹۵- احمد (۱۱۳/۲) الدارقطنی فی العلل (۴/ ورقہ ۷۳) ابو نعیم فی الحلیۃ (۸/ ۱۹۸)

فوائد: سرگوشی کرنا ایک مباح کام ہے لیکن یہ اس وقت قبیح صورت اختیار کر لیتی ہے جب مجلس میں صرف تین آدمی ہوں اور دو آپس میں تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی شروع کر دیتے ہیں یہ صورت منع ہے حدیث میں ہے (اذا كنتم ثلثة فلا یسنا جی النان دون الآخر) (مسلم)

سرگوشی کرنے والے چونکہ راز داری برت رہے ہوتے ہیں اس لئے ان راز کی ٹوہ لگانا یہ جرم ہے بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ جو اس طرح کسی کی بات سنے تو قیامت کو اللہ اسکے کانوں میں سیسہ پھلا کر ڈالیں گے۔ اسی طرح دو بندے آپس میں راز و نیاز کر رہے ہوں تو تیسرے کو اجازت لے کر ان میں دخل اندازی کرنی چاہیے یہی حدیث کا مطلب اور اخلاقیات کا تقاضا ہے۔

باب: من ادب الكعبة فی الصلاة باب: نماز اور غیر نماز میں کعبہ کی تعظیم کا بیان

و خارجها

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھی اور اسے سنگ ریزے کے ساتھ کھرچ کر فرمایا: ”اگر کوئی آدمی (نماز میں) تھوکے تو وہ اپنے چہرے کے سامنے والی سمت میں نہ تھو کے اور نہ دائیں طرف“ اسے چاہئے کہ وہ بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے۔“

۲۲۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ: (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى بَلْغَمًا فِي جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاولَ خِصَاةً فَحَكَّهَا ثُمَّ قَالَ: ((إِذَا تَنَخَّعَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّعَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلْيُبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ الْيُسْرَى)).

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۷۴- احمد (۵۸/۳) بخاری (۳۰۸/۴) مسلم (۵۳۸) ابن ماجہ (۷۱۱)

فوائد: نماز کے اندر ایسی حرکت جو نماز میں درنگی کا باعث ہو کی جاسکتی ہے اس سے نماز میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا بلکہ اسے انجام نہ دینے کی وجہ سے نماز میں خرابی کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا کہ نماز میں زہریلی چیز نظر آ جائے تو نماز توڑے بغیر اسے مار دو یا کوئی آگے سے گزرنے کی کوشش کرے تو اسے روکو اگر نہ رکے تو اس سے لڑائی کرو (بخاری) اسی طرح اگر نماز میں تھوک پریشان کر رہا ہو تو اسے نکال دینے سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا لیکن تھوکتے وقت خیال رکھا جائے کہ سامنے اور دائیں جانب تھوکا جائے کیونکہ بندہ اللہ کی جانب رخ کئے کھڑا ہوتا ہے اور اسکے دائیں جانب رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں لیکن بائیں جانب سے چونکہ شیطان وارد ہوتا ہے اس لیے ادھر تھوکنے کی اجازت دی گئی ہے پہلے مساجد کی تھیں صحابہ کرام زمین پر ہی نماز ادا کرتے تھے کوئی چٹائی وغیرہ مسجد میں استعمال نہیں کرتے اس لئے ایسی کوئی جگہ ہو تو بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوکا جاسکتا ہے۔

مجلس کی گفتگو امانت ہے

المجالس بالامانة

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی بات کرے پھر ادھر ادھر دیکھنے لگے (کہ

۲۳۰- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَرْفُوعًا: ((إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ بِالْحَدِيثِ ثُمَّ التَفَتَ فَيَهَيَّ

کوئی سن تو نہیں رہا) تو اس کی بات امانت ہوگی۔“

أمانة)).

تخریج: الصحیحہ ۱۰۹۰۔ ابو داود (۳۸۶۸) ترمذی (۱۹۵۹) احمد (۳/ ۳۲۳، ۳۵۲) ابویعلیٰ (۲۲۱۲)

اچھے خواب کا ذکر کرنا مستحب ہے۔ جبکہ برے خواب کا ذکر کرنا ممنوع ہے

استحباب ذکر الرویا الصالح

ولا السؤ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اسے بیان کرے اور اس کی تعبیر کی بھی وضاحت کر دے اور اگر ناپسندیدہ خواب دیکھے تو نہ اسے بیان کرے اور نہ اس کی تعبیر کی وضاحت کرے۔“

۲۳۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا تُعْجِبُهُ فَلْيَذْكُرْهَا، وَلْيُفَسِّرْهَا، وَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا تَسُوُّهُ، فَلَا يَذْكُرْهَا، وَلَا يُفَسِّرْهَا)).

تخریج: الصحیحہ ۱۳۳۰۔ ابن عبد البر فی التمهید (۱/ ۲۸۸، ۲۸۷) ابن ماجہ (۳۹۰۶، ۳۹۱۰) ترمذی (۲۲۹۱) بمعناه

فوائد: خوابوں کی حقیقت افراد کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے مثلاً انبیاء: انکے خواب سچے ہوتے ہیں (۲) صالحین انکے خواب عموماً سچے ہوتے ہیں (۳) عوام کے خواب ان میں برابر توقع ہوتی ہے۔ انسان جس قدر سچا ہوگا اس کا خواب بھی اسی قدر سچائی کے قریب ہوگا۔ (مسلم) بشرطیکہ خواب کا تعلق پرانندہ خیالات سے نہ ہو جنہیں شریعت میں ”اضغاف الاحلام“ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جیسا کہ ایک بندہ اللہ کے نبی کریم ﷺ کے پاس آتا اور کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے آپ نے فرمایا کہ جب شیطان تمہارے ساتھ خواب میں کھلے تو وہ اسے بیان نہ کرے (مسلم) اور خواب کو بیان کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ خواب صرف کسی چاہنے والے سمجھ دار بندے کو بیان کیا جائے کیونکہ خواب کی جیسی تعبیر کر دی جائے یہ ویسے ہی وقوع پذیر ہو جاتا ہے جیسا کہ ترمذی کی حدیث سے واضح ہوتا ہے آپ نے فرمایا (لا تحدث الا حیياً اولیاً)

جب کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو کیا کرے؟

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ پہلو کو بدل لے (جس پر وہ لیٹا ہو) اور تین دفعہ بائیں جانب تھو کے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر کا سوال کرے اور اس (کو اب) کے شر سے اس کی پناہ طلب کرے۔“

ما يفعل اذا رأى رؤيا مكروها

۲۳۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَتَحَوَّلْ، وَلْيَتَّقِلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَسْأَلِ اللَّهَ مِنْ خَيْرِهَا، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا)).

[الصحیحہ: ۱۳۱۱]

تخریج: الصحیحہ ۱۳۱۱۔ ابن ماجہ (۳۹۱۰) عن ابی ہریرۃ ؓ مسلم (۲۲۶۲) ابو داود (۵۰۲۲) عن جابر ؓ

فوائد: اگر خواب میں کوئی ایسی چیز نظر آئے کہ جسے دیکھ کر بندہ پریشان ہو جائے تو اس کا بہترین حل جیسا کہ حدیث میں ہے کہ بندہ اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھو کے شیطان کے شر سے پناہ مانگتے ہوئے اور کروٹ بدل کر سو جائے۔ ایک حدیث کے الفاظ میں (ولا يحدث به احدا فانها لن تضره) (متفق علیہ) وہ اس خواب کو بیان نہ کرے تو یہ اسے کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا۔

باب: ملاقات کے آداب

باب: من آداب زیارة الاخوان

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی اپنے بھائی کی زیارت کے لئے جائے اور اس کے پاس بیٹھ جائے تو وہاں سے بلا اجازت نہ اٹھے۔“

۲۳۳۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا زَارَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَجَلَسَ عِنْدَهُ، فَلَا يَقُومَنَّ حَتَّى يَسْتَأْذِنَهُ)). [الصحيحه: ۱۸۲]

تخریج: الصحيحه ۱۸۲۔ ابوالشیخ فی تاریخ اصہبان (۲/ ۲۰۵-۲۰۶) دیلمی (۱۲۰۰)

کھانے پینے میں تفتیش نہ کرنے کا استحباب

استحباب عدم التفتیس للطعام

والشراب

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کے پاس جائے اور وہ اسے کھانا کھلائے تو وہ کھانا کھالے اور اس کے بارے میں مت پوچھے اسی طرح اگر وہ کوئی مشروب پیش کرے تو وہ پی لے اور اس کے بارے میں پوچھے نہیں۔“

۲۳۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، فَأَطْعَمَهُ مِنْ طَعَامِهِ، فَلْيَأْكُلْ وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ وَإِنْ سَقَاهُ مِنْ شَرَابِهِ فَلْيَشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ، وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ)). [الصحيحه: ۶۲۷]

تخریج: الصحيحه ۶۲۷۔ احمد (۲/ ۳۹۹) حاکم (۳/ ۱۲۶) ابویعلیٰ خطیب فی التاريخ (۳/ ۸۸۸۷)

فوائد: تو اگر کوئی آدمی جو کہ حلال کاروبار سے منسلک ہو تو اس کی دعوت قبول کرنے اسکے ہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ اس کے بارے میں پتہ ہو کہ اس کے کاروبار میں حرام کا بھی دخل ہے جیسا کہ آپؐ نے ایک یہودیہ کی دعوت قبول کی جس نے آپؐ کو زہری بکری کھلا دی تھی۔ مگر آپؐ نے اسکے رزق کے بارے میں تحقیق نہیں فرمائی کہ یہ دعوت جو تیار کی گئی ہے حلال روزی سے ہے یا اس کے برعکس کیونکہ یہودی کاروبار بھی کرتے تھے اور سود کا لین دین بھی ان میں عروج پر تھا۔ لیکن اگر کسی کا ذریعہ آمدن ہی صریحاً حرام ہے مثلاً وہ بینک ملازم ہے یا اس کی گزراوقات جوئے یا سود سے حاصل ہونے والی آمدن پر ہے تو اس سے احتراز برتنا ہی بہتر ہے۔

ذم المداحين

مبالغہ آرائی پر مبنی تعریف کرنے والوں کی مذمت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اپنی تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی پھینکو۔“ یہ حدیث سیدنا مقداد بن اسودؓ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ سیدنا ابو ہریرہؓ اور سیدنا عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے۔

۲۳۵۔ قَالَ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَاحِينَ فَاحْثُوا فِي وَجُوهِهِمُ التُّرَابَ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيثِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ۔ [الصحيحه: ۹۱۲]

تخریج: الصحيحه ۹۱۲۔ (۱) مقداد: مسلم (۳۰۰۲) ابوداؤد (۳۸۰۳) ابن عمر: الادب المفرد (۳۲۰) (۳) ابوہریرہ: ترمذی (۲۲۹۳) (۴) عبادہ بن عمر: ابن عساکر (۲۸/ ۱۳۵)

فوائد: معلم انسانیت جنہوں نے فرد سے لے کر معاشرے تک کی تعلیم و تربیت کے اصول وضع کئے اور سلطانوں کو آداب سلطانی سکھلائے

وہیں پر بگاڑ کے ایک بہت بڑے ذریعے کی اس صورت میں حوصلہ شکنی کی کہ کوئی ناجائز مقاصد کے حصول کیلئے خوشامد و چالپوی کو ذریعہ نہ بناسکے تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ ایسے باطل پرست لوگوں نے خوشامد کے ذریعے حکمرانوں کی قربت حاصل کر کے ملت اسلامیہ کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے۔ اس لئے اگر کوئی خوشامدی اس قسم کی حرکت کا مرتکب ہو تو اسکے منہ پر خاک ڈالنی چاہیے اگرچہ وہ سچی تعریف کر رہا ہو۔

سیدھے ہاتھوں سے دعا کرنے کا بیان

الدعاء ببطون أكف

سیدنا مالک بن یسار سکونی عوفیؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم (ہاتھ اٹھا کر) اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو سیدھے ہاتھوں سے سوال کیا کرو نہ کہ الٹے ہاتھوں سے۔“

۲۳۶۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ يَسَارٍ السَّكُونِيِّ الْعُوفِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسَأَلُوهُ بِطُيُونِ أَكْفُكُمْ وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا)). [الصحيحة: ۵۹۵]

تخریج: الصحيحة ۵۹۵۔ ابوداؤد (۱۳۸۶) ابن ابی عاصم فی الأحاد والمثنی (۲۳۵۹) طبرانی فی مسند الشامیین (۱۶۳۹) فوائد: ہاتھ اٹھا کر اور بغیر ہاتھ اٹھائے دونوں طرح دعا کرنا جائز و درست ہے مختلف اوقات میں پڑھی جانے والی مختلف دعائیں وہ تو عام طور پر بغیر ہاتھ اٹھائے مانگی جاتی ہیں لیکن جب بندہ رب سے خصوصاً کسی چیز کے مانگنے کا ارادہ کرے تو ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اس طرح کہ ہاتھوں کی اندرونی جانب کو چہرے کی جانب کیا ہوا ہودھیت سے اس کا فائدہ معلوم ہوتا ہے جس میں ہے کہ اللہ بندے سے شرم محسوس کرتا ہے کہ جب وہ اسکی طرف ہاتھ اٹھائے کہ انہیں خالی ہونا دے (ترمذی وغیرہ)

رات کو کتے اور گدھے کی آواز سن کر اللہ کی پناہ پکڑنے

التعوذ بالله من نباح الكلب و نهيق

کا بیان

الحمير بالليل

سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب تم رات کو کتے کی بھونک یا گدھے کی رینگ سنو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے، جب لوگ سو جائیں تو باہر نہ نکلا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ رات کے اس وقت میں اپنی مرضی کے مطابق مختلف مخلوقات کو منتشر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دروازوں کو بند کر دیا کرو کیونکہ شیطان اس دروازے کو نہیں کھولتا جسے اللہ کا نام لے کر بند کیا گیا ہو اور گھڑوں کو ڈھانک دیا کرو برتنوں کو اوندھا کر دیا کرو اور مشکیزوں کو ڈوری سے باندھ دیا کرو۔“

۲۳۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ نَبَاحَ الْكَلْبِ بِاللَّيْلِ أَوْ نَهَاقَ الْحَمِيرِ، فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ، فَإِنَّهُمْ يَرَوْنَ مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَقْلُوا الْخُرُوجَ إِذَا هَدَّاتِ الرَّجُلُ، فَإِنَّ اللَّهَ يَبْتُ فِي لَيْلِهِ مِنْ خَلْقِهِ مَا يَشَاءُ وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا أَجِيفَ وَذَكِّرْ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَغَطُّوا الْجِرَارَ، وَكُفِّتُوا الْآيَةَ، وَأَوْكُوا الْقَرْبَ)). [الصحيحة: ۳۱۸۴]

تخریج: الصحيحة ۳۱۸۴۔ ابویعلیٰ (۲۳۲۷) ابن حبان (۵۵۱۷) احمد (۳۰۶/۳)

فوائد: کہنے کے بھونکنے اور گدھے کے آواز نکالنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کنایہ فرما دیا کہ یہ شیطان کو دیکھ کر آوازیں نکالتے ہیں اس لئے ایسے وقت میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے جبکہ دوسری حدیث میں واضح الفاظ ہیں کہ جب تم ان کی آوازیں سنو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے (متفق علیہ)

خادم کو اپنے ساتھ کھلانے کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارا خادم تمہارے لئے کھانا تیار کرتا ہے تو وہ گرمی برداشت کرتا ہے اور مشقت اٹھاتا ہے اس لئے آدمی کو چاہئے کہ اسے بلائے تاکہ وہ اس کے ساتھ کھائے اگر کوئی اس طرح نہیں کرتا تو اسے کھانے کے لئے کچھ پکڑا دے۔“

دعا الخادم للطعام معه

۲۳۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((إِذَا صَنَعَ خَادِمٌ أَحَدَكُمْ طَعَامًا قَوْلِي حَرَّةً وَمُشَقَّتَهُ فَلْيَذْعُهُ، فَلْيَاكُلْ مَعَهُ فَإِنْ لَمْ يَذْعُهُ فَلْيُتَنَاوِلْهُ مِنْهُ)). [الصحيحه: ۲۵۶۹]

تخریج: الصحيحه ۲۵۶۹۔ احمد (۲/ ۳۸۳) مسلم (۱۶۶۳) ابو داود (۳۸۴۶)

فوائد: خادم کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرنا یا کم از کم اسے کھانے میں سے کوئی لقمہ دے دینا یہ انتہائی پسندیدہ عمل ہے جبکہ تکبر اور جھوٹی اتا میں یہ بات سمجھنے ہی نہیں دیتی بلکہ خادم کو ساتھ بٹھاتا تو ایک طرف اگر ننگے ہاتھوں کھانا لائے تو اسے بھی قبول نہیں کیا جاتا اس کے ہاتھوں پر دستانے چڑھا دیئے جاتے ہیں بڑے ہوٹلوں اس کا مشاہدہ عام کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ آپ نے فرمایا کہ غلام کو بھی ساتھ کھلائے یہ نہیں کہ سائیز پر بٹھا کر اسے روٹی تمہارے بلکہ ایک حدیث کے الفاظ میں (فلیقعه معہ فلیاکل) (مسلم) کہ اسے ساتھ بٹھا کر کھلائے۔ اور ایک روایت میں ہے (فمن كان اخوه تحت يده فليطعمه مما ياكل وليلبسه مما يلبس ولا تكلفوهم ما يغلبهم فان كلفتموهم ما يغلبهم فاعينوهم) (بخاری) اگر اللہ بندے کے بھائی کو اس کے ماتحت کر دے یعنی خادم بتا دے تو اسے اپنے کھانے میں کھلائے اور اپنے کپڑوں میں سے پہنائے اور اگر کوئی کام اس کی طاقت سے زیادہ ہو تو اسکی مدد کر دے، اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کو انسانیت کے مرتبے پر پر فائز کرتا ہے اور ہر انسان سے انسانیت کے مطابق سلوک کا حکم دیتا ہے۔ حتیٰ کہ غلام، خادم کے بارے میں کہا کہ اسے اپنے ساتھ کھانا، پلانا اور پہنانا ہے حتیٰ کہ کام اگر زیادہ ہو تو اس کے ساتھ ملکر کر دانا ہے۔

مارنے کے لیے چہرے سے اجتناب کرنے کا بیان

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی کسی کی پٹائی کرے تو چہرے پر مارنے سے اجتناب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔“

الإجتناب من الوجه بالضرب

۲۳۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فَإِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ)). [الصحيحه: ۸۶۲]

تخریج: الصحيحه ۸۶۲۔ احمد (۲/ ۲۴۳) و مسلم (۲۶۱۲) مختصراً۔ ابو داود (۴۳۹۳) الأجرى فى الشريعة (ص ۳۱۳۰) بیہقی فی الاسماء (ص: ۲۹۰)

فوائد: چہرہ انسان کے اعضاء میں سے سب سے زیادہ شرف والا عضو ہے کیونکہ انسان کو عطا کی جانوالی عظیم خوبیوں میں سے زیادہ کا تعلق انسان کے چہرے کے ساتھ ہے مثلاً منہ، ناک، کان، آنکھیں وغیرہ اسکے ساتھ ساتھ سب سے بڑی فضیلت جو اسے عطا ہوئی وہ اسکا اللہ تبارک

وتعالیٰ کی صورت پر ہوتا ہے اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے دوسرے فضائل کے تذکرہ کو عبث سمجھا چرے کی اس تکریم کے باعث اس پر مارنے کو حرام قرار دیا گیا ہے لڑائی میں بھی احتیاط کو لازم پکڑنا جیسا کہ حدیث میں ہے آپؐ نے فرمایا (اذا قاتل احدکم اخاه فلیجنب الوجه) (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے (فلا یطمئن الوجه) (مسلم) چرے پر تھپڑ نہ مارے۔ "اخواہ" کے لفظ سے سمجھ آتی ہے کہ یہ تکریم فقط مسلم کے چرے کو حاصل ہے کافر، بے دین لوگ اس تکریم کے مستحق نہیں انکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا۔ (فاضربوا فوق الاعناق) (انفال) مفسرین اس کا معنی یوں کرتے ہیں کہ "فوق" اوپر والے حصے کو کہتے ہیں تو اس سے مراد ہے ان کے چہروں پر مارو انکی کھوپڑیاں اڑاؤ۔

لا یشمت العاطس اذا لم یحمد اللہ
چھینکنے والا جب تک الحمد للہ نہ کہے تو اس کو جواب نہ دیا جائے

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو بنت ام الفضل کے گھر میں تھے جب مجھے چھینک آئی تو ابو موسیٰ نے مجھے (یَرْحَمُکَ اللہ کہہ کر) دعا نہیں دی لیکن جب بنت ام الفضل کو چھینک آئی تو انھوں نے اسے دعائیہ جواب دیا۔ جب وہ میری ماں کے پاس گئی تو اسے اس واقعہ کی خبر دے دی۔ جب ابو موسیٰ میری ماں کے پاس گئے تو ماں نے پوچھا: جب میرے بیٹے نے چھینکا تو تو نے "یَرْحَمُکَ اللہ" نہیں کہا اور فلاں کو چھینک آئی تو تو نے اسے دعادی (اس فرق کی کیا وجہ ہے)؟ انھوں نے کہا: تیرے بیٹے نے چھینکا تو تھا لیکن اس نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" نہیں کہا تھا اس لئے میں نے دعائیہ کلمات نہیں کہے اور ام الفضل کی بیٹی نے چھینکا اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہا اس لئے میں نے "یَرْحَمُکَ اللہ" کہا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جب کسی کو چھینک آئے اور وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" بھی کہے تو تم (یَرْحَمُکَ اللہ کہہ کر) اسے دعا دو اور اگر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" نہیں کہتا تو تم بھی اسے دعا نہ دو۔" (یہ حدیث سن کر) اس نے کہا: تو نے اچھا کیا بہت اچھا کیا۔

۲۴۰۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى فِي بَيْتِ ابْنَةِ أُمِّ الْفَضْلِ، فَعَطَسْتُ وَلَمْ يُسَمِّتْنِي وَعَطَسْتُ فَسَمَّيْتُهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى أُمِّي فَأَخْبَرْتُهَا، فَلَمَّا جَاءَهَا قَالَتْ: عَطَسَ ابْنِي عِنْدَكَ فَلَمْ تُسَمِّتْهُ، وَعَطَسْتُ فَسَمَّيْتُهَا؟ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَكَ عَطَسَ فَلَمْ يَحْمِدِ اللَّهَ تَعَالَى فَلَمْ أُسَمِّتْهُ وَإِنَّهَا عَطَسَتْ وَحَمِدَتِ اللَّهَ فَسَمَّيْتُهَا، وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللَّهَ فَسَمِّتُوهُ)) فَقَالَتْ: أَحْسَنْتُ أَحْسَنْتُ۔ [الصحيحه: ۳۰۹۴]

تخریج: الصحيحه ۳۰۹۴۔ ابن ابی شیبہ (۸/ ۳۹۵۔ ۳۹۶) مسلم (۲۹۹۲) الادب المفرد (۹۳۱) احمد (۴۱۲/۳)
فوائد: اسلام نے مسلمان کے مسلمان کے ذمے چھ حقوق بتائے ہیں۔ ان میں سے ایک جب چھینکنے والا "الحمد للہ" یا "الحمد لله رب العالمین"

(ترمذی) کہے تو اسے جواب دینا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (اِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلْيَقُلْ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَإِذَا قَالَ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بِالْكَمِ) (بخاری) جب کوئی تم میں سے چھینکے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی کی یا ساتھی جواب دے ”یرحمک اللہ“ اور جب وہ ”یرحمک اللہ“ کہے تو وہ (سہلا) ”یہدیکم اللہ ویصلح بالکم“ ہاں اگر کوئی ”الحمد للہ“ نہ کہے تو اسے جواب نہیں دیا جائیگا حدیث میں ہے ”(وَأَنْ لَّمْ يَحْمَدِ اللَّهَ فَلَا تَشْمُتُوهُ) (مسلم) اور اسی طرح اگر کوئی بار بار آپ کے سامنے چھینکے تو اسے بھی جواب نہیں دیا جائیگا حدیث میں ہے (عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ تَمَّ عَطَسُ أُخْرَى فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلُ مَرْكُومٌ) (مسلم) کسی آدمی نے آپ کے پاس چھینک ماری تو آپ نے یرحمک اللہ کہا اس نے دوبارہ چھینکا تو آپ نے کہا کہ آدمی کو زکام ہے ”ایک آدھ چھینک چونکہ نعت کا باعث ہے اس لئے اس پر ”الحمد للہ“ اور اس کے جواب کا ذکر کیا گیا لیکن زیادہ چھینکیں چونکہ زکام کی علامت ہیں اس لئے اسے جواب دینے کی بجائے انکی بیماری کی طرف اشارہ کر دیا۔ اسی طرح اگر کسی کافر کو چھینک آئے تو وہ ”الحمد للہ“ کہے تو جواب میں ”یرحمک اللہ“ نہیں کہا جائیگا جیسا کہ یہودی آپ کے پاس چھینکیں مارتے انکی کوشش ہوتی آپ ان کے لئے دعا کریں ”یرحمک اللہ“ کہیں ”مرآپ“ ”یہدیکم اللہ ویصلح بالکم“ کے ساتھ انہیں جواب دیتے (ترمذی وغیرہ) چھینکتے وقت بندہ خیال رکھے کہ آواز کو جس قدر دبا سکتا ہے دبائے اور منہ پر کپڑا یا ہاتھ وغیرہ رکھ لے حدیث میں ہے (كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا عَطَسَ غَطَّى وَجْهَهُ بِيَدِهِ أَوْ ثَوْبِهِ وَغَضَّ بَهْ صَوْتَهُ) (ابوداؤد) آپ جب چھینکتے تو چہرے پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لیتے اور اس کے ساتھ آواز کو پست کرتے ”تو چھینکتے وقت ان آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

یرحمک اللہ کہنے کے آداب کا بیان

ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی چھینکے تو اس کا ہم نشین (یَرْحَمُكَ اللَّهُ کہہ کر) اسے دعا دے اگر اسے تین سے زیادہ چھینکیں آئیں تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) اسے زکام ہے ایسی صورت میں وہ (یَرْحَمُكَ اللَّهُ) نہ کہے۔“

ومن آداب التشمیت

۲۴۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْمِئْهُ جَلِيسُهُ، فَإِنْ زَادَ عَلَى ثَلَاثٍ فَهُوَ مَرْكُومٌ، وَلَا يَسْمِئْ بَعْدَ ذَلِكَ)).

[الصحيحة: ۱۳۳۰]

تخریج: الصحيحة ۱۳۳۰۔ ابن السنی فی عمل الیوم والليلة (۲۵۱) ابن عساکر (۱۹۰۱۸) دیلمی (۱/۱/۶۷)

فوائد: دوسری چھینک پر ہی جواب میں ”مرکوم“ کہا جاسکتا ہے لیکن جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ اگر تین دفعہ سے زیادہ چھینکے تو یہ الفاظ کہے جائیں تو یہ بھی درست ہے حالات کے مطابق بندہ خود فیصلہ کر سکتا ہے پچھلی حدیث کی تشریح میں جیسا کہ حدیث ہے اس کے مطابق دوسری بار یا اس کے بعد ”مرکوم“ کہا جاسکتا ہے۔

جو عزت کا اہل نہیں اس کی عزت کرنے کی ممانعت

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے منافق کو ”اے میرے سردار“ کہہ کر بلایا اس نے اپنے رب کو ناراض کر دیا۔“

النهی عن التکریم بما کم یکن أہله

۲۴۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيدَةَ عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعًا: ((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلْمُنَافِقِ يَا سَيِّدَ فَقَدْ أَغْضَبَ رَبَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى)). [الصحيحة: ۱۳۳۰]

تخریج: الصحیحة ۱۳۸۹۔ حاکم (۳/۱۱۱) ابو نعیم فی اخبار اصہبان (۲/۱۹۸) خطیب فی تاریخ بغداد (۵/۳۵۳) **فوائد:** کسی منافق کو سردار یا آقا کہہ کر مخاطب کرنا ممنوع ہے کیونکہ یہ لوگ اسلام کو دل سے تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے جو انکو احترام آدمیت حاصل تھا اس سے محروم ہو چکے ہیں اور یہ لوگ دین کو نقصان پہنچانے کے اعتبار سے کافروں سے بھی برے ہیں اس لئے آخرت میں ان کے لئے عذاب بھی کفار و مشرکین سے زیادہ ہوگا جیسا کہ قرآن میں ہے (ان المنافقین فی الدلوک الاسفل من النار) (النساء) کہ بے شک منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہونگے۔ نبی کریم ﷺ ان کو قتل کرنے سے بھی اسی لئے باز رہے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے اور کسی نئے فتنے کا باعث بن جائے۔ اس لئے انکو آقا یا میرے سردار کہہ کر احترام دینا شریعت کی منشاء کے خلاف ہے۔

اذا قام احدکم من مجلسه ثم رجع
الیہ فهو احق بہ
جب کوئی اپنی نشست سے اٹھ جائے دوبارہ لوٹنے پر
وہی اس کا زیادہ حق دار ہے۔

۲۴۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ)). [الصحیحة: ۳۹۷۵]
سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس سے اٹھے پھر واپس آجائے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا۔“

تخریج: الصحیحة ۳۹۷۵۔ مسلم (۲/۲۱۷) الادب المفرد للبخاری (۱۱۳۲) ابوداؤد (۳۸۵۳) ابن ماجہ (۳۷۱۷) **فوائد:** اگر کوئی بندہ کسی مجلس میں بیٹھا ہو اور کسی حاجت کی بنا پر اسے جانا پڑ جائے تو واپسی پر وہ اسی جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا بہتر یہ ہے کہ اٹھنے والا اٹھے وقت وہاں پر اپنی کوئی نشانی چھوڑ جائے جو اس کے واپس آنے پر دلالت کرے جیسا کہ اللہ کے نبی کریم ﷺ کا طریقہ تھا لیکن ایک بندہ کسی مقام پر بیٹھا نہیں ہے لیکن وہ نشانی رکھ کر جگہ روک لیتا ہے کہ تھوڑی دیر بعد اھر آ کر بیٹھوں گا یہ درست نہیں جیسا کہ مساجد میں بسا اوقات کیا جاتا ہے۔

باب: مجلس اور بحث کے آداب

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(جب امام جمعہ کے دن خطبہ دے رہا ہو اور) تو باتیں کرنے والے لوگوں کو کہے کہ چپ ہو جاؤ“ تو یہ تیرا لغو اور بیہودہ کام شمار ہوگا۔“

باب: من آداب المجالسة والمباحثة

۲۴۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا قُلْتُ لِلنَّاسِ: انصَبُوا وَهُمْ يَتَكَلَّمُونَ، فَقَدْ أَلْغَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ [يَعْنِي: يَوْمَ الْجُمُعَةِ])). [الصحیحة: ۱۷۰]

تخریج: الصحیحة ۱۷۰۔ احمد (۲/۳۱۸) عبد الرزاق (۵۳۱۸) صحیفة ہمام بن منبہ (۱۲۱) والحديث متفق عليه بالفاظ متقاربة **فوائد:** نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے اہتمام کا خصوصی حکم دیا اور ساتھ ساتھ اس سے فضائل کا تذکرہ بھی کیا جس سے اس کی شان کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے جمعہ کے اندر جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے وہ ہے اس کا خطبہ۔ جیسا کہ سمجھ آتی ہے فرائض جو کہ اللہ کے تقرب کا انتہائی اہم ذریعہ ہیں انکی تعداد بھی ظہر کے مقابلے میں آدمی کر دی گئی ہے تو یہ اس خطبے کی اہمیت کی بناء پر ہی ہے اس لئے دوران خطبہ ایسا کام جو غفلت کا باعث بنتا ہو انکی انتہائی بیغ طریقے سے روک تھام کی گئی ہے۔ مثلاً حدیث میں ہے لا یغتسل رجل یوم الجمعة ویطهر بما

استطاع من ظهر ويدهن من دهنه اور يمس من طوب يبتنه ثم يروح الى المسجد ولا يفرق بين اثنين ثم يصلي ما كتب له ثم ينصت للامام اذا تكلم، الا غفر له من الجمعة الاخرى ما لم يغش الكبائر (بخاری) ”جو آدمی جمعہ کے غسل کرتا ہے اور استطاعت کے مطابق اچھی طرح وضو کرتا ہے اور تیل یا خوشبو لگاتا ہے اور پھر مسجد میں پہنچ جاتا ہے اور دو آدمیوں میں تفریق نہیں کرتا اور جو اس کیلئے مقدر ہے نماز پڑھتا ہے پھر امام کے خطبہ میں خاموش رہتا ہے تو اگلے جمعے تک اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں بشرطیکہ بڑے گناہوں کا ارتکاب نہ کرے“ اور ”موطا امام مالک رحمہ اللہ“ کی ایک حدیث میں پہلے وقت میں پہنچنے والے کو اونٹ پھر گائے اسی طرح ہاتر تیب بیٹے کے صدقے کا ثواب ملتا ہے“ لیکن ان سب فضائل کو بندہ تب حاصل کر سکتا ہے جب خطبے میں ”لغو“ حرکت نہ کرے مثلاً نکلریوں سے کھیلنا بولنا حتیٰ کہ کسی کو خاموش بھی نہیں کروا سکتا غرض ہر وہ کام جو ساعت میں غفلت کا سبب بنے ناجائز ہے اور جمعے کے ثواب کو ضائع کر دینے والا ہے۔ حدیث ہے (من مس الحصى فقد لغا، ومن لغا فلا جمعة له) (ابوداؤد) جس نے نکلریوں کو چھوا اس نے لغو حرکت کی اور جس نے لغو حرکت کی اس کا کوئی جمعہ نہیں۔

کچھ دھوپ اور کچھ سایہ میں بیٹھنے کی کراہت کا بیان

کراہية الجلوس في بعض الظل

والشمس

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی سائے میں بیٹھا ہو اور سایہ سمٹ جانے کی وجہ سے اس کے بعض وجود پر دھوپ آ جائے اور بعض پر سایہ پڑے وہ وہاں سے اٹھ جائے۔“

۲۴۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الظُّلِّ، فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ وَصَارَ بَعْضُهُ فِي الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ فِي الظِّلِّ فَلْيَقُمْ)) (الصحيحة: ۸۳۷)

تخریج: الصحيحة ۸۳۷۔ ابوداؤد (۳۸۲۲) حمیدی (۱۱۳۸) بیہقی (۳/۲۳۶، ۲۳۷) احمد (۲/۲۸۲)

دو کا آپس میں سرگوشی کرنا تیسرے کو چھوڑ کر مکروہ ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تین آدمی اکٹھے ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔“

کراہية التناجی اثنين دون الثالث

۲۴۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ جَمِيعًا فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ)) (الصحيحة: ۱۴۰۲)

تخریج: الصحيحة ۱۴۰۲۔ احمد (۳/۳۵۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بخاری (۶۲۸۸) والادب المفرد (۱۱۶۸) مسلم (۲۱۸۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

فوائد: اس حدیث کی شرح حدیث نمبر (228) کے تحت گزر چکی ہے۔

باب: بچوں کی تربیت

باب: من تربية الاطفال

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب رات کے آنے کا وقت قریب ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک

۲۴۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَرْفُوعًا: ((إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ، فَكُفُّوا صَبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ

لیا کرو؛ کیونکہ اس وقت شیطان منتشر ہو رہے ہوتے ہیں اور تاریکی کا ابتدائی حصہ بیت جانے کے بعد انھیں چھوڑ دیا کرو۔“

تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلَوْهُمْ)). [الصحيحة: ٤٠]

تخریج: الصحیحة ۳۰۔ بخاری (۳۲۸۰) مسلم (۲۰۱۲/۹۷) ابو داود (۳۷۳۳) احمد (۳۸۸/۳)

فوائد: شام کا وقت چونکہ شیاطین کے پھیلنے کا وقت ہوتا اس لئے اس وقت بچوں کو باہر نکالنا درست نہیں بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا (لا تترسلوا مواشیکم وصیانکم... الخ) (مسلم) کہ اپنے مویشی اور بچوں کو نہ چھوڑو، ہاں رات کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد ان کو باہر نکالنے میں کوئی حرج نہیں امام ابن جوزیؒ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس وقت شیاطین نجاست کے ساتھ اپنی پناہ گاہوں کی طرف پلت رہے ہوتے ہیں اور بچے چونکہ دفاع کیلئے انہیں مخصوص اذکار یاد نہیں ہوتے، اس لئے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔

براخواب لوگوں کو بیان کرنے کی کراہت کا بیان

کراہیۃ التحذیر برویا المکروہ

۲۴۸۔ أَبُو سَفِيَانٍ [عَنْ جَابِرٍ] قَالَ: أُنْثِيَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ - فِيمَا رَأَى النَّاسُ - كَأَنَّ عُنُقِي ضُرِبَتْ وَسَقَطَ رَأْسِي [فَتَذْخَرُجُ] فَاتَّبَعْتُهُ، فَأَخَذَتْهُ فَاعْدَتْهُ؟ [فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ] فَقَالَ: ((إِذَا لَعَبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِي مَنَامِهِ، فَلَا يَحْدُثُ بِهِ النَّاسُ)). [الصحيحة: ۳۹۶۸]

سیدنا ابوسفیانؓ سیدنا جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اس حال میں کہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! گزشتہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میری گردن قلم کر دی گئی، سر گر پڑا اور لڑھک گیا، میں اس کے پیچھے چلا، اس کو پکڑا اور اسے اس کی جگہ پر لوٹا دیا، (اس خواب کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے) جواباً نبی کریم ﷺ مسکرائے اور فرمایا: جب شیطان کسی کے ساتھ نیند میں کھیلے تو وہ اسے لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۹۶۸۔ مسلم (۲۲۶۸/۱۶) ابن ماجہ (۳۹۱۲) احمد (۳۱۵/۳) ابو یعلیٰ (۲۲۷۴)

فوائد: (231) نمبر حدیث کے تحت اس کی شرح گزر چکی ہے۔

السلام علیکم کثرت سے کہنے کی ترغیب کا بیان

الحض علی کثرة السلام

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو ملے تو اسے سلام کہے پس اگر ان کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے پھر اسے ملے تو اسے چاہئے کہ پھر سلام کرے۔“

۲۴۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ حَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَبْرٌ نَمَّ لِقَايَهُ فَلْيَسَلِّمْ عَلَيْهِ أَيْضًا)). [الصحيحة: ۱۸۶]

تخریج: الصحیحة ۱۸۶۔ ابو داود (۵۲۰۰) الادب المفرد (۱۰۱۰) ابو یعلیٰ (۲۳۵۰)

فوائد: مسلمان کے مسلمان کے ذمے بنیادی چھ حقوق میں سے ایک ”سلام“ ہے یہ اس قدر اہل اور بابرکت عمل ہے کہ قرآن وحدیث کے اندر اس کی بہت زیادہ ترغیب دلائی گئی قرآن میں ہے (فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیة من عند اللہ مبارکة طیبہ) جب

تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے نفسوں میں سلام کہو یہ اللہ کی طرف سے پاک برکت والا تحفہ ہے۔ سابقہ امتوں میں بھی یہ سلام چلتا آیا ہے حتیٰ کہ آدم علیہ السلام کو پید کرنے کے بعد انہیں فرشتوں کی ایک جماعت کے پاس بھیجا اور کہا کہ انہیں سلام کہو اور جو وہ جواب دیں وہ تیرا اور تیری اولاد کا تحفہ ہوگا تو انہوں نے ”السلام علیکم“ کہا جواب میں فرشتوں السلام علیک ورحمۃ اللہ کہا اور رحمتہ اللہ کا اضافہ کیا (متفق علیہ) آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک مسلمانوں کا یہ شعار ہے حتیٰ کہ جنت میں بھی سلام سلام کی آوازیں ہر جانب سے آئیں گی ایک حدیث میں تو ”السلام علیکم“ کو جنت کا حقیقت قرار دیا آپ نے فرمایا لا تمدخلوا الجنة حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تعابوا اولادکم علی شی اذا فعلتموه تعابتم؟ افشوا السلام بینکم) (مسلم) تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ ایمان لے آؤ اور تم مومن نہیں بن سکتے یہاں تک کہ آپس میں محبت کرنے لگو کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو تم آپس میں محبت کرنے لگو آپس سلام عام کر دو۔ تو گویا جنت میں لے جانے والا ایمان۔ اور ایمان پیدا ہوگا آپس کی محبت سے اور محبت سلام کو عام کرنے سے۔ کیا آسان اور مختصر راستہ ہے اسی وجہ سے صحابہ کرام آپس میں بکثرت سلام کیا کرتے تھے بلکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو فقط بازار میں سلام کر نیکی غرض سے جایا کرتے تھے جیسا کہ منوط مالک میں صحیح سند سے ثابت ہے۔ اس لئے اپنے بھائی کو ملنے اور جدا ہوتے وقت سلام لازمی کہنا چاہیے اگر چلتے ہوئے کوئی اوٹ راستے میں آجائے تو اسے باہر کر کے دوبارہ ملے تو پھر سلام کہیے صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی معمول تھا۔

فرق السلام للحیة والمماتة

۲۵۰۔ عَنْ أَبِي تَبِيْمَةَ الْهَجَمِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، قَالَ: طَلَبْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ، فَحَلَسْتُ، فَبَاذَا نَفْرَهُوْ فِيْهِمْ، وَلَا أَعْرِفُهُ، وَهُوَ يُصَلِّحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا قَرَعَ قَامَ مَعَهُ بَعْضُهُمْ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((إِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ تَحِيَّةَ الْمَيِّتِ)) ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: ((إِذَا لَقِيَ الرَّجُلُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ فَلْيَقُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ)) ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ)) [الصحيحه: ۱۴۰۳]

زندوں اور مردوں کے سلام میں فرق کا بیان
ابو تیمہ جعفی اپنی قوم کے ایک آدمی جو صحابی تھے سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو تلاش کیا، لیکن کامیاب نہ ہو سکا میں بیٹھ گیا، اچانک ایک گروہ پر میری نظر پڑی اس میں آپ ﷺ بھی تھے، لیکن میں تو آپ کو پہچانتا نہیں تھا اور آپ ہی ان کے درمیان صلح کروا رہے تھے جب آپ ﷺ فارغ ہو کر چلے تو بعض لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل دیئے جب انھوں نے ”یا رسول اللہ!“ کہا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی رسول اللہ ہیں۔ میں نے کہا: عَلَيْكَ السَّلَامُ (آپ پر سلامتی ہو) اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”عَلَيْكَ السَّلَامُ کے الفاظ کے ذریعے مردوں کو سلام کہا جاتا ہے۔“ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”جب کوئی آدمی اپنے بھائی سے ملے تو کہے: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ“ پھر آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا: ”اور تجھ پر سلام ہو اور اللہ

کی رحمت ہو، اور تجھ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت ہو، اور تجھ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳۰۳۔ ترمذی (۲۷۲۱) احمد (۵/۶۳) ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (۲۳۳) نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۳۱۹)

فوائد: سلام کرنے کے مستحب الفاظ ”السلام علیکم“ ہیں اور صحیح احادیث کی روشنی میں اس میں ”ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ تک کے الفاظ کا اضافہ کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (فقال السلام علیکم، فرد علیہ ثم جلس، فقال النبی ﷺ ”عشر“ تم جاء آخر فقال السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته فرد علیہ فجلس فقال ثلاثون) (ابوداؤد، ترمذی) اس نے آکر السلام علیکم کہا آپ نے جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا آپ نے کہا ”دس“ پھر دوسرا آیا اس نے ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ کہا آپ نے جواب دیا وہ بھی بیٹھ گیا آپ نے کہا ”بیس“ پھر تیسرا آیا اس نے کہا ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ آپ نے جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا آپ نے کہا ”تیس“ یعنی پہلے کو دس نیکیاں ملیں دوسرے کو بیس اور تیسرا تیس نیکیوں کا مستحق قرار پایا۔ یہی مسنون طریقہ ہے اس سے زائد الفاظ مثلاً بعض اسکے آگے ”ومغفرته“ کا اضافہ بھی کرتے ہیں جو کہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتے اس لئے انہی الفاظ پر اکتفا کرنا چاہیے۔

باب: مشرکین سے ملاقات کا طریقہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مشرکوں (اور ایک روایت کے مطابق اہل کتاب) کو ملو تو انھیں سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔ اور اگر کسی راستے میں ان سے ملاقات ہو جائے تو انھیں تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو۔“

باب: الادب عند لقاء المشرکین

۲۵۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا لَقِيتُمُ الْمُشْرِكِينَ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَهْلَ الْكِتَابِ) فَلَا تَبْدُوهُمْ بِالسَّلَامِ، وَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاصْطَرُّوهُمْ إِلَى أَضْفِقِهِا)). [الصحیحة: ۱۶۱۱]

تخریج: الصحیحة ۱۳۱۱۔ مسلم (۳۱۶۷) ابوداؤد (۵۲۰۵) احمد (۲/۳۳۶-۳۵۹) ابن السنی (۲۳۷)

فوائد: سلام چونکہ مسلمانوں کا شعار ہے اور ایک مسلمان کی دوسرے کیلئے سلامتی کی دعا ہوتی ہے اس لئے کفار کو سلام کہنے میں پہل نہیں کرنی چاہیے اگر وہ پہلے کہہ دیں تو جواب میں ”وعلیکم“ پر اکتفا کرنا چاہیے کیونکہ ان سے کسی بھی وقت شرکی امید ہو سکتی ہے حدیث میں ہے ”اے النبی ﷺ اناس من اليهود فقالوا السلام علیک یا ابا القاسم قال وعليکم۔۔ الخ) (مسلم) آپ کے پاس کچھ یہودی آئے تو انہوں نے کہا ”السلام علیک“ اے ابوالقاسم“ آپ نے فرمایا اور تم پر۔ عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم پر ”سام وڈام“ ہو آپ نے کہا اے عاصم سخت کلامی نہ کرو تو کہنے لگیں آپ نے انکی بات نہیں سنی تو آپ نے فرمایا میں نے ”وعلیکم“ کہہ کر ان کی بات کو لوٹا دیا ہے۔ یہودیوں نے آپ کے لیے ”السلام“ کی بجائے ”السام“ کا لفظ بولا تھا جس کا معنی ”موت“ ہے تو آپ نے انتہائی سادگی سے ان کو مت توڑ جواب دے دیا۔ لیکن اگر کہیں پر مجلس برپا ہے اور اس میں مسلمان اور کافر مشترک ہیں تو انکو سلام کہا جاسکتا ہے جیسا کہ ایک ”متفق علیہ“ حدیث میں مذکور ہے کہ آپ ایک مجلس کے پاس سے گزرے اس میں مسلمان مشرک اور یہودی ملے جلے تھے آپ نے ان سب پر سلام کہا۔ کفار کو مسلمانوں کی عظمت اور غلبے کا احساس ہر وقت رہے اس کیلئے آپ نے حکم دیا اگر کافر کہیں راستے میں چلتے ہوں تو انہیں خود سائیڈ پر ہو کر راستہ فراہم نہیں کرنا بلکہ راستے کے درمیان چلنا

ہے اور انہیں مجبور کرنا ہے کہ وہ ایک جانب سے ہو کر گزریں اور مسلمانوں کے مقابلے میں اپنی کم مانگی کا بھرپور احساس رکھیں۔

سلام کے آداب کا بیان

ومن آداب السلام

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کچھ لوگ کسی قوم کے پاس سے گزریں اور گزرنے والوں میں سے ایک سلام کہہ دے اور بیٹھے والوں میں سے ایک جواب دے تو ان سے بھی کفایت کر جائے گا اور ان سے بھی۔“

۲۵۲۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا مَرَّ رَجُلٌ بِقَوْمٍ فَسَلَّمَ رَجُلٌ عَنِ الَّذِينَ مَرُّوا عَلَى الْجَالِسِينَ، وَرَدَّ مِنْ هَؤُلَاءِ وَاحِدٌ، أَجْزَأُ عَنْ هَؤُلَاءِ وَعَنْ هَؤُلَاءِ)). [الصحيحه: ۱۴۱۲]

تخریج: الصحيحه ۱۴۱۲۔ ابو نعیم فی الحلیۃ (۸/۲۵۱) ابن السنی (۲۳۳)

فوائد: اگر کوئی جماعت گزر رہی ہو تو ان میں سے ایک سلام کہہ دے اور اسی طرح اگر کوئی جماعت بیٹھی ہو اور اس کو سلام کہہ دے اور ان میں سے ایک جواب دے تو یہ سب کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے جیسا کہ اس سے بھی واضح حدیث جو کہ اس معنی کی تائید کرتی ہے آپ نے فرمایا (یحزی عن الجماعة اذا مروا ان يسلم احدهم ويحزي عن الجلوس ان يرد احدهم) (بیہقی وابوداؤد) جماعت میں سے ایک سلام کر دے جب وہ گزرے تو کافی ہے ایسے ہی بیٹھوں میں سے ایک جواب دے دے تو سب کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے۔

باب: غیر مسلم کے سلام کے جواب میں کیا کہا جائے؟

باب: بماذا يجيب الكافر اذا سلم؟

سیدنا ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم یہودیوں کے پاس سے گزرو تو انہیں سلام نہ کہو اور اگر وہ تمہیں سلام کہیں تو جواب میں صرف ”وَعَلَيْكُمْ“ (اور تم پر بھی ہو) کہو۔“

۲۵۳۔ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغَفَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا مَرَرْتُمْ بِالْيَهُودِ فَلَا تَسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ وَإِذَا سَلَّمُوا عَلَيْكُمْ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ)). [الصحيحه: ۲۲۴۲]

تخریج: الصحيحه ۲۲۴۲۔ یعقوب بن سفیان الفسوی (۲/۳۹۱) مسند احمد (۶/۳۹۸) طحاوی (۳/۳۳۲) نسائی فی عمل اليوم والليلة (۳۸۸)

فوائد: اس کی شرح حدیث نمبر (۲۵۱) کے تحت گزر چکی ہے۔

سوتے وقت چراغ بجھا دینے کا بیان

اطفاء السرج عند النوم

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک چوہیا آئی اور چراغ کی بتی کو کھینچنے لگی، ایک بچی اسے دھتکارنے اور بھگانے لگی، آپ ﷺ نے اس بچی سے فرمایا: ”اسے چھوڑ دے۔“ وہ چوہیا بتی لے کر آئی اور اسے اس چٹائی پر ڈال دیا، جس پر آپ ﷺ بیٹھے تھے ایک درہم کے بقدر چٹائی جل گئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب

۲۵۴۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((جَاءَتْ فَارَةً فَأَخَذَتْ تَحْرُ الْقَيْلَةَ، فَلَهَبَتِ الْحَارِيَّةُ تَرْجُرُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: دَعِيهَا، فَجَاءَتْ بِهَا فَأَلْقَتْهَا بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا قَاعِدًا، فَأَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ

مَوْضِعِ دِرْهِمٍ، فَقَالَ ﷺ: ((إِذَا نُمْتُ فَاطْفِئُوا سُرُجَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هَذِهِ عَلَى هَذَا فَيَحْرِقُكُمْ)). [الصحيحة: ۱۴۲۶]

تم سوؤ تو چراغ بجھا دیا کرو؛ کیونکہ شیطان اس قسم کے جانوروں کو ایسی (شرارتیں) کرنے پر اکساتا ہے اور اس طرح یہ تمھیں جلا دیں گے۔“

تخریج: الصحيحة ۱۳۲۶۔ مسند احمد (۵/ ۲۵۰) (۲۵۸) الادب المفرد (۱۶۳) طبرانی (۸۰۵۷)

فوائد: رات کو دیا یا چراغ وغیرہ جلتا چھوڑ کر سونا یہ خلاف سنت اور خلاف مصلحت ہے جیسا کہ حدیث سے ہی واضح ہے چوہیا دیے کی جتنی کھینچ کر آپؐ نے سامنے چٹائی پر پھینک گئی اس طرح اگر رات کو سوتے ہوئے حادثہ ہو جائے تو انتہائی نقصان کا باعث بن سکتا ہے لیکن اب چونکہ چراغوں دیوں کی جگہ لمب اور دوسری لائٹوں نے لے لی ہے اب وہ پہلے والے خطرات تو اگرچہ نہیں ہیں مگر فضول بجلی کا ضیاع اور مختلف وجوہات کی بناء پر اشیاء کا جل جانا، ان نقصانات کے پیش نظر لائٹوں کو رات کو سوتے وقت بند کر دینا بہتر ہے خاص کر بیٹر جو کہ بہت سے نقصانات باعث بن چکا ہے اور دم گھٹنے سے کئی ہلاکتیں بھی ہو چکی ہیں اس لئے انکو بند کر دینا ضروری جو کہ شریعت اور مصلحت دونوں کا تقاضا ہے۔

اربی الربا شتم الأعراض سب سے بڑی زیادتی کسی مسلمان کی آبروریزی کرنا ہے

۲۵۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ مَرْفُوعاً: ((أَرْبَى الرَّبَا شَتْمُ الْأَعْرَاضِ)). [الصحيحة: ۱۴۳۳]

سیدنا سعید بن زید ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بڑی زیادتی یہ ہے کہ کسی (مسلمان) کی آبروریزی کی جائے۔“

تخریج: الصحيحة ۱۳۳۳۔ الہشم بن کلیب فی المسند (۲۰۸) ابوداؤد (۳۸۷) احمد (۱۹۰/۱) طبرانی (۳۵۷) حاکم (۱۵۷/۳) بیہقی فی الشعب (۲۷۱۰) نحوه

فوائد: کسی مسلمان کی عزت سے کھیلتا سب زیادتیوں سے بڑی زیادتی ہے اصل میں کسی کی بے عزتی کرنا خود کو اس سے برتر سمجھ رہا ہوتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو کبھی بھی وہ اس سے مذاق نہ کرے اور یہ کبر انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے حدیث میں ہے۔ (لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر) (مسلم) ایسا بندہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور ”کبر“ کی تعریف (بطر الحق و غمط الناس) ہے یعنی حق کا انکار اور لوگوں کو حقیر جانا۔ حالانکہ قرآن میں ہے (لا يسخر قوم من قوم عسى ان يكونوا خيرا منهم) (حجرات) کوئی قوم کسی قوم سے مذاق نہ کرے ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔ اس قدر وعید کسی کے مذاق اڑانے پر ہے تو بہتر یہی ہے کہ ذرا سے زبان کے مختارے کی خاطر بندہ اپنی عاقبت کو خراب کر لے اور ایک مسلمان کی منزل کھوٹی ہو جائے اس سے بہتر ہے کہ اس زبان کو لگام ڈال لی جائے۔

اهمية السلام عند الدخول داخل ہوتے وقت سلام کرنے کی اہمیت کا بیان

۲۵۶۔ عَنْ كَلْدَةَ بِنْتِ خَبَلٍ، قَالَ: إِذَا صَفَوَا بَنَ أُمِّيَّةَ بَعَثَهُ بَلْبَنٌ وَلَبَّاءُ، وَضَعَا يَسْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّبِيُّ ﷺ بِأَعْلَى الْوَادِي، قَالَ: فَذَخَلْتُ عَلَيْهِ

کلدہ بن خبل کہتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے مجھے دودھ پھیس اور چھوٹے کھیرے دے کر نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا، آپ ﷺ وادی کے اوپر والے حصے میں تھے میں سلام کہے اور اجازت

طلب کئے بغیر آپ ﷺ کے پاس چلا گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”واپس لوٹ جا اور اس طرح کہہ: السلام علیکم کیا میں اندر آ جاؤں؟“

وَلَمْ أَسْلَمْ وَلَمْ أَسْتَأْذِنْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِرْجِعْ فَقُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَذْخُلُ؟))

[الصحيحة: ۸۱۸]

تخریج: الصحيحة ۸۱۸۔ احمد (۳/۴۱۳) ابوداؤد (۵۱۷۲) ترمذی (۲۷۶۰)

فوائد: سلام کہہ کر اجازت مانگی جائے پھر کسی کے گھر داخل ہوا جائے یہی مسنون طریقہ ہے اس پر بحث حدیث نمبر ۲۲۳ میں گزر چکی ہے۔

اہمیت انجاء الحوائج بالکتمان

۲۵۷۔ قَالَ ﷺ: ((اسْتَعِينُوا عَلَىٰ إِنْجَاحِ الْحَوَائِجِ بِالْكَتْمَانِ، فَإِنَّ كُلَّ ذِي نِعْمَةٍ مَحْسُودٌ)) رَوَى مِنْ حَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي بَرَّةٍ مُرْسَلًا۔ [الصحيحة: ۱۴۵۳]

چپکے سے ضروریات پوری کرنے کی اہمیت کا بیان رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مخفی انداز میں (اپنی) ضرورتیں پوری کرو کیونکہ ہر خوشحال آدمی پر حسد کیا جاتا ہے۔“ یہ حدیث سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا علی بن ابوطالب، سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحيحة ۱۴۵۳۔ (۱) معاذ: طبرانی فی الکبیر (۴۰/۹۴) والصغیر (۲/۱۳۹) (۲) خطیب فی التاريخ (۵۶/۸) (۳) ابوہریرہ: ابن حبان فی روضة العقلاء (ص: ۱۸۷) السہمی فی تاریخ جرجان (ص: ۱۸۲)

فوائد: بسا اوقات بندہ کسی کام کی ابتداء کرتا ہے جو کہ اس پر کامیابی کے دروازے کھولنے والا ہوتا ہے لیکن ابھی وہ اپنے کام کی ابتداء میں ہوتا ہے کہ اس کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیتا ہے۔ اس میں کامیابی چونکہ یقینی ہوتی ہے اس لئے اس کے سینے میں خوشحالی کی آرزوؤں کا سمندر موجزن ہو جاتا ہے مگر شہرت کی بناء پر اس کا کام کسی حاسد کی نظر ہو جاتا ہے جو اسکے راستے میں روڑے اٹکا دیتا ہے یا ویسے ہی اس کی نظر بد اسکے خوشحالی کے سفر کو سبوتاژ کر دیتی ہے اور وقت سے پہلے شور مچانے کی وجہ سے اس کی امیدوں کا محل زمین بوس ہو جاتا ہے اس لئے کام کے پورا ہونے سے پہلے مکمل رازداری برتنی چاہیے۔

اہمیت النعال

۲۵۸۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي غَزْوَةِ غَزَوَاتِهَا: ((اسْتَكْبِرُوا مِنَ النَّعَالِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا اتَّعَلَّ)).

[الصحيحة: ۳۴۵]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک غزوہ میں یہ فرماتے سنا: ”زیادہ تر جوتوں میں ہی چلا کر کیونکہ جب تک آدمی جوتے پہن کر رکھتا ہے وہ ایک قسم کا سوار ہوتا ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۳۴۵۔ مسلم (۲۰۹۱) ابوداؤد (۴۱۳۳) احمد (۳/۳۳۷) (۳۶۰)

فوائد: جس طرح سوار آدمی کو کمانے پھراور زمین پر چلنے والے کسی موذی جانور کا خوف نہیں ہوتا اسی طرح جوتا پہنے ہونے سے بندہ ان مصائب سے بچا رہتا ہے اسی لیے جوتے والے کو سوار سے تشبیہ دی گئی ہے۔

الخالة بمنزلة الأم

۲۵۹۔ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا خَرَجْنَا مِنْ مَكَّةَ اتَّبَعَتْنَا ابْنَةُ حُمْرَةَ فَتَادَتْ: يَا عَمَّ! يَا عَمَّ! فَاتَّخَذَتْ بَيْدَهَا فَنَازَلَتْهَا فَاطِمَةُ قُلْتُ: ذُوْنِكَ ابْنَةُ عَمَلِكِ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، اخْتَصَمْنَا فِيْهَا اَنَا وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، فَقُلْتُ: اَنَا اُتَّخَذْتُهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي، وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ اُخِي، وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي، وَخَالَتْهَا عِنْدِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِّجَعْفَرٍ: ((اَشْبِهَتْ خَلْقِي وَخُلُقِي)) وَقَالَ لِّزَيْدٍ: ((اَنْتَ اُخُوْنَا وَمَوْلَانَا)) وَقَالَ لِيْ: ((اَنْتَ مَنِيْ)) وَاَنَا مِنْكَ اِدْفَعُوْهَا اِلَى خَالَيْهَا، فَاِنَّ الْخَالََةَ اُمٌّ)) فَقُلْتُ: اَلَا تَرَوْنَهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اِنَّهَا ابْنَةُ اُخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ)).

[الصحيحة: ۱۱۸۲]

خالہ ماں کے قائم مقام ہے

سیدنا علیؑ کہتے ہیں کہ جب ہم مکہ سے نکلے تو سیدنا حمزہؑ کی بیٹی کے تعاقب میں چل پڑے اس نے آواز دی: اے میرے چچا جان! اے میرے چچا جان! میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور سیدہ فاطمہؑ کو تنہا کو تھاتے ہوئے کہا: اپنی چچا زاد بیٹی کو اپنے پاس رکھو۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو اس کے بارے میں میں زید اور جعفرؑ جھگڑنے لگے۔ میں نے کہا: میرے چچا کی بیٹی ہے اور میں اسے لے کر آیا ہوں۔ زید نے کہا: یہ تو میرے بھائی کی بیٹی ہے اور جعفر نے کہا: میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جعفر سے کہا: ”تو پیداؤشی اور اخلاقی اوصاف میں میرا مشابہ ہے۔“ زید سے کہا: ”تو ہمارا بھائی اور دوست ہے۔“ اور مجھے کہا: تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔ اس طرح کرو کہ اسے اس کی خالہ کے حوالے کر دو کیونکہ خالہ بھی ماں ہی ہوتی ہے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے رضاعی بھائی (سیدنا حمزہؑ) کی بیٹی ہے۔“

سیدنا حمزہؑ نسب کے لحاظ سے آپ ﷺ کے چچا تھے لیکن دودھ پیتے بھائی بھی تھے۔

تخریج: الصحيحۃ ۱۱۸۲۔ ابو داود (۲۴۸۰) احمد (۱۱۵۹۸/۱) حاکم (۱۲۰/۳) ابویعلیٰ (۵۲۶)

فوائد: نبی کریم ﷺ حضرت حمزہؑ کے بھتیجے تھے لیکن بچپن ان دونوں نے ایک عورت کا دودھ پیا تھا اس اعتبار سے اللہ کے نبی ﷺ حمزہؑ کے رضاعی بھائی تھے اسی لئے حضرت حمزہؑ کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کو چچا چچا کہہ کر آوازیں دے رہی تھی۔ حضرت علیؑ اور جعفرؑ دونوں ابو طالب کے بیٹے ہیں جو کہ حمزہؑ کے بھائی تھے اس لئے دونوں کہتے کہ یہ میری چچا زاد ہے جبکہ حضرت زیدؑ حضرت حمزہؑ کے مواخات کی بناء پر بھائی تھے اس لئے وہ کہتے کہ یہ میری بھتیجی ہے اور ہر کوئی لڑکی کو حاصل کرنا چاہتا تھا مگر حضرت جعفرؑ کے گھر چونکہ لڑکی کی خالہ تھیں اس لئے آپ نے اسے حضرت جعفرؑ کے حوالے کر دیا اور بتادیا کہ خالہ ماں کے مرتبے میں ہوتی ہے اور آپ کی شادی نہ کرنے کی وجہ لڑکی کا آپ کی رضاعی بھتیجی ہونا تھی۔

الأجر بالشفاعة

سفارش کرنے سے اجر ملتا ہے

۲۶۰۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَيِّدَنَا مُعَاوِيَةَ بْنَ سُفْيَانَ ﷺ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

قَالَ: ((اشْفَعُوا تَوْجَرُوا، فَإِنِّي لَأُرِيدَ الْأَمْرَ فَاَوْخَرَهُ كَيْمَا تَشْفَعُوا فَتَوْجَرُوا)).

”سفارش کیا کرو تمہیں اجر دیا جائے گا۔ کوئی کام کرنے کا میرا ارادہ تو ہوتا ہے، لیکن میں اس میں تاخیر کرتا ہوں تاکہ تم سفارش کرو اور تمہیں اجر دیا جائے۔“ [الصحيحہ: ۱۶۶۴]

تخریج: الصحيحہ ۱۳۶۳۔ ابو داود (۵۱۳۲) نسائی (۲۵۵۸) خرائطی فی المکارم (ص: ۷۵) طبرانی (۳۳۸/۲)

فوائد: جائز کام میں سفارش کر دینی چاہیے کام تو اللہ کی رضامندی سے ہی وقوع پذیر ہوتا ہے مگر بندے کو اسکی سفارش کا اجر مل جاتا ہے اور کام بھی بن جائے تو اس جائز کام کے ثواب میں بندہ حقدار ٹھہرے گا جب تک وہ ہوتا رہے۔ اسی لیے آپ صحابہ کو یہ تلقین کرتے کہ جس کو لائق سمجھو اس کی سفارش کر دیا کرو۔ لیکن سفارش کرتے ہوئے دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ (۱) سفارش کسی حلال کام سے روکنے یا برے کام کی نہ ہو جیسا کہ حدیث میں ہے (من حالت شفاعة دون حد من حدود الله فهو مضار الله في امره) (احمد، صحیح) جس کی سفارش میں اللہ کی حد درمیان میں حائل ہوگی تو وہ اللہ کی مخالفت کر نیوالا ہے۔ (۲) اگر سفارش کرنے کے بدلے ہدیہ ملے تو اسے قبول نہ کرے فرمان رسول ﷺ ہے (من شفع لاحد شفاعة فاهدى له هدية فقبلها فقد انى بابا عظما من ابواب الربوا) (ابوداؤد، صحیح) جس نے کسی کی سفارش کی اور بدلے میں اسے ہدیہ دیا گیا اور اس نے قبول کر لیا تو وہ سود کے ایک عظیم دروازے کو آیا ہے۔ اس لئے کسی غلط کام کی سفارش نہ کی جائے اور سفارش کے بدلے تحفہ نہ لیا جائے۔

فضل السلام والطعام

۲۶۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اعْبُدُوا الرَّحْمَنَ، وَأَطِعُوا الطَّعَامَ، وَأَفْشُوا السَّلَامَ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)).

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رحمن کی عبادت کرتے رہو، کھانا کھلاتے رہو اور سلام عام کر دو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“

تخریج: الصحيحہ ۵۷۱۔ الادب المفرد (۹۸۱) ترمذی (۱۸۵۵) ابن ماجہ (۳۶۹۳) احمد (۱۹۶۱/۲)

فوائد: جنت میں داخل کیلئے جن بڑے بڑے اعمال کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ جب بدلہ جنت کی صورت میں اتنا بڑا ہے تو لازماً اس کا سبب بننے والے اعمال بھی عظیم ہوں گے تو ان میں عبادت کے ساتھ ساتھ ایک کھانا کھلانا اور سلام کو عام کرنا ہے۔ یہ تینوں کام ہی بڑی اہمیت کے حامل ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے (وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون) (الذاریات) میں نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا اسی کھانا کھلانے کے متعلق ارشاد ربانی ہے (ويطعمون الطعام على حبه مسكينا ويتيمما واسيرا) (الدھر) وہ اللہ کی محبت میں یتیموں مسکینوں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ اور بھی کئی مقامات پر اللہ کھانا کھلانے کی فضیلت بیان کرتے ہیں لیکن یہ کھانا امیروں کو اپنی برادری اکٹھا کر کے ان کو نہ کھلایا جائے بلکہ قرآن میں ہے غریبوں کو کھلا کر ان کی ضرورتوں کو پورا کیا جائے۔ سلام کے بارے میں پچھلی احادیث میں تفصیل سے بحث گزر چکی ہے۔

كراهية العجز بالدعاء

۲۶۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((أَعْجَزُ النَّاسِ سَيِّدَا الْبُؤْهَرِيَّةِ ﷺ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دعا سے عاجز آ جانے کی کراہت کا بیان

”سب سے زیادہ بے بس وہ ہے جو دعا کرنے سے عاجز آ جائے اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کہنے میں بخل سے کام لے۔“

تخریج: الصحیحة ۶۰۱۔ عبد الغنی المقدسی فی الدعاء (۲۰) طبرانی فی الاوسط (۵۵۸۷) والدعاء (۲۰) بیہقی فی الشعب (۸۷۶۷)

فوائد: جب ہر طرف سے امیدیں کٹ جائیں اور بندہ بھاگ دوڑ کر کے عاجز آ جائے تو بے اختیار اور پر کو نظر اٹھاتا ہے اور اوپر والی بستی کو اپنی امیدوں کا مرکز بنا کر پکارنا شروع کرتا ہے یہاں سے اس کی عاجزی کو ایک نئی امید کی کرن نظر آتی ہے اور وہ دوبارہ عمل پر آمادہ ہو جاتا ہے مگر کس قدر عاجز ہے وہ انسان جو اس سے بھی عاجز آ جائے اور مایوسیوں کی اتھار گہرائیوں میں گر جائے اسی لئے ایسے بندے کو سب سے زیادہ عاجز قرار دیا گیا ہے۔ اور سلام جو کہ بغیر مشقت انسان کو کثیر ثواب کا مستحق بنادیتا ہے جو اس میں بھی کوتاہی کرے اور بخل سے کام لے اس سے زیادہ بخیل کون ہو سکتا ہے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قصہ

القصة سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنا واقعہ اپنی زبانی سنایا انہوں نے فرمایا: میں اصہبان والوں سے ایک فارسی آدمی تھا، ایک بستی کے رہنے والوں سے تھا، جس بستی کا نام جی تھا اور میرا باپ اپنی بستی کا بہت بڑا کسان تھا اور میں اپنے باپ کے ہاں اللہ کی مخلوق سے زیادہ محبوب تھا۔ تو اس کی میرے ساتھ محبت ہمیشہ رہی حتیٰ کہ اس نے مجھے گھر میں بند کر دیا یعنی آگ کے پاس ہمیشہ رہنے والا، جیسے لڑکی لونڈی کو بند کیا جاتا ہے اور میں نے مجسیت میں خوب محنت کی حتیٰ کہ میں آگ کا قطن عقیق بن گیا جو آگ جلایا کرتا ہے، اس کو ایک لمحہ بھی مدہم نہیں ہونے دیتا اور میرے باپ کی بہت بڑی جاگیر تھی، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دفعہ میرا باپ اپنی ایک عمارت تعمیر کرنے میں مشغول رہا تو مجھے کہنے لگا اے میرے بیٹے! میں آج ایک عمارت کی تعمیر میں مشغول ہو گیا اپنی جاگیر سے غافل رہا لیکن تو جا اس کی دیکھ بھال کر اور اس میں جو وہ کرنا چاہتا تھا مجھے اس کا حکم دیا چنانچہ میں نکلا۔ اپنے باپ کی جاگیر میں جانے کا ارادہ رکھتا تھا تو میں عیسائیوں کے گرجوں سے ایک گرجے کے پاس سے گذرا۔ میں نے اس گرجے میں ان کی آوازوں کو سنا اور وہ نماز پڑھ رہے

۲۶۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ثَنَا سَلْمَانَ الْفَارِسِيُّ، حَدِيثُهُ مِنْ فِيهِ، قَالَ: ((كُنْتُ رَجُلًا فَارِسِيًّا مِنْ أَهْلِ (اصْبَهَانَ) مِنْ أَهْلِ قَرْيَةٍ مِنْهَا يُقَالُ لَهَا: (جَبِي) وَكَانَ أَبِي دِهْقَانُ قَرْيَتِهِ، وَكُنْتُ أَحَبَّ خَلْقِي لِلَّهِ إِلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ حُبُّهُ إِيَّايَ حَتَّى حَبَسَنِي فِي بَيْتِهِ. أَيْ مَلَأَ النَّارَ. كَمَا تُحْبَسُ الْحَارِيَّةُ، وَأَجْهَدْتُ فِي الْمُجُوسِيَّةِ حَتَّى كُنْتُ قَاطِنَ النَّارِ الَّذِي يُوقَدُهَا لَا يَتْرُكُهَا تَخْبُوسَاعَةً، قَالَ: وَكَانَتْ لِأَبِي ضَيْعَةٌ عَظِيمَةٌ، قَالَ: فَشَغَلَ فِي بُيُوتَانِ يَوْمًا، فَقَالَ لِي: يَا بَنِي! إِنِّي شَغَلْتُ فِي بُيُوتَانِ هَذَا الْيَوْمَ عَنْ ضَيْعَتِي، فَادْهَبْ فَاطْلِعْهَا وَأَمَرَنِي فِيهَا بِبَعْضِ مَا يُرِيدُ، فَخَرَجْتُ، أُرِيدُ ضَيْعَتَهُ، فَمَرَرْتُ بِكَيْسِيَّةٍ مِنْ كَنَائِسِ النَّصَارَى، فَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ فِيهَا وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَكُنْتُ لَا أَدْرِي مَا أَمْرُ النَّاسِ لِحَبْسِ أَبِي إِيَّايَ فِي بَيْتِهِ، فَلَمَّا مَرَرْتُ بِهِمْ

تھے اور میں نہیں جانتا تھا لوگوں کا حل و معاملہ کیا ہے، کیونکہ میرے باپ نے مجھے گھر میں بند کر رکھا تھا۔ تو جب میں ان عیسائیوں کے پاس سے گزرا اور میں نے ان کی آوازوں کو سنا تو میں ان کے پاس گرجے میں چلا گیا کہ اس کو دیکھوں جو وہ کر رہے ہیں۔ سلمان فارسی نے فرمایا تو جب میں نے ان کو دیکھا تو ان کی نماز مجھے عجیب و بھلی لگی اور میں نے ان کے کام میں رغبت کی اور میں نے کہا واللہ (اللہ کی قسم) یہ اس دین سے بہتر ہے جس پر ہم ہیں تو اللہ کی قسم میں نے ان کو نہ چھوڑا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور میں نے اپنے باپ کی جاگیر میں جانا چھوڑ دیا اور وہاں نہ گیا تو میں نے ان عیسائیوں سے پوچھا اس دین کا اصل کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا شام میں۔ پھر میں اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا حالانکہ میرے باپ نے میری تلاش میں بھیج رکھا تھا اور میں نے اپنے باپ کو اس کے کام سے مشغول کئے رکھا۔ سلمان فارسی نے فرمایا: تو جب میں اس کے پاس آیا تو اس نے پوچھا اے میرے پیارے بیٹے! تو کہاں تھا؟ کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا جو میں نے حکم دیا، سلمان فارسی نے فرمایا: اے میرے باپ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا وہ گرجے میں نماز پڑھ رہے تھے تو میں نے جو ان کا دین دیکھا وہ مجھے پسند آیا تو اللہ کی قسم میں ان کے پاس ہی رہا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تو اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اس دین میں کوئی خیر نہیں، تیرا دین اور تیرے آباؤ اجداد کا دین اس سے بہتر ہے۔ سلمان فارسی کہتے ہیں میں نے کہا ہرگز نہیں، اللہ کی قسم وہ ہمارے دین سے بہتر ہے۔ سلمان فارسی نے کہا وہ مجھ سے ڈر گیا (کہ یہ کہیں ان کے دین میں نہ چلا جائے) تو اس نے میری ٹانگ میں بیڑی ڈال دی پھر مجھے گھر میں بند کر دیا۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں میں نے عیسائیوں کو پیغام بھیجا جس میں میں نے ان سے کہا جب

وَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ، دَخَلْتُ عَلَيْهِمْ أَنْظُرُ مَا يَصْنَعُونَ، قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ أَعْجَبَنِي صَلَاتُهُمْ، وَرَغِبْتُ فِي أَمْرِهِمْ، وَقُلْتُ: هَذَا وَاللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدِّينِ الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ، فَوَاللَّهِ مَا تَرَكْتُهُمْ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَتَرَكْتُ صَبِيحَةَ أَبِي، وَلَمْ أَتِهَا، فَقُلْتُ لَهُمْ: أَيُّنَ أَصْلُ هَذَا الدِّينِ؟ قَالُوا: بِالشَّامِ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى أَبِي، وَقَدْ بَعَثَ فِي طَلْبِي، وَشَغَلْتُهُ عَنْ عَمَلِهِ كُلِّهِ، قَالَ: فَلَمَّا جِئْتُهُ قَالَ: أَيُّ بَنِي آيْنٍ كُنْتَ؟ أَلَمْ أَكُنْ عَهْدْتُ إِلَيْكَ مَا عَهَدْتُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَتِ! مَرَرْتُ بِنَاسٍ يُصَلُّونَ فِي كَنِيسَةٍ لَهُمْ، فَأَعْجَبَنِي مَا رَأَيْتُ مِنْ دِينِهِمْ، فَوَاللَّهِ مَا زِلْتُ عَنْدَهُمْ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: أَيُّ بَنِي آيْنٍ فِي ذَلِكَ الدِّينِ خَيْرٌ، دِينُكَ وَدِينُ آبَائِكَ خَيْرٌ مِنْهُ. قَالَ: قُلْتُ كَلَّا وَاللَّهِ، إِنَّهُ خَيْرٌ مِنْ دِينِنَا، قَالَ: فَخَافَنِي فَجَعَلَ فِي رِجْلِي قِيدًا ثُمَّ حَبَسَنِي فِي بَيْتِهِ، قَالَ: وَبَعَثْتُ إِلَى النَّصَارَى فَقُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَدِمَ عَلَيْكُمْ رَكْبٌ مِنَ الشَّامِ تَجَارَ مِنْ النَّصَارَى، فَأَخْبِرُونِي بِهِمْ، قَالَ: فَجِئْتُ النَّصَارَى، قَالَ: فَأَخْبِرُونِي بِهِمْ، قَالَ: قُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَصَّوْا حَوَائِجَهُمْ، وَأَرَادُوا الرُّجْعَةَ إِلَى بِلَادِهِمْ فَأَذِّنُونِي بِهِمْ، فَلَمَّا أَرَادُوا الرُّجْعَةَ إِلَى بِلَادِهِمْ أَخْبَرُونِي بِهِمْ، فَالْقَيْتُ الْحَدِيدَ مِنْ رِجْلِي، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِمْتُ الشَّامَ، فَلَمَّا قَدِمْتُهَا قُلْتُ: مَنْ

تہارے پاس شام سے عیسائیوں کا کوئی تاجر قافلہ آئے تو مجھے اس کی اطلاع دینا۔ انہوں نے فرمایا تو ان کے پاس شام سے عیسائیوں کا ایک تاجر قافلہ آگیا تو انہوں نے مجھے اسکی خبر کر دی۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا جب قافلہ والے اپنے کام کاج سے فارغ ہو جائیں اور اپنے شہروں کی طرف واپس جانے کا ارادہ کریں تو مجھے اطلاع دینا، جب انہوں نے اپنے شہروں کی طرف جانے کا ارادہ کیا انہوں نے مجھے خبر کر دی تو میں نے (بیڑی) لوہے کو اپنی ٹانگ سے اتارا پھر میں ان کے ساتھ نکل پڑا حتیٰ کہ میں شام میں آ گیا۔ جب میں شام میں آیا تو میں نے پوچھا اس دین والوں سے کون افضل ہے؟ انہوں نے کہا گرجے میں پادری! سلمان فارسی فرماتے ہیں: میں اس پادری کے پاس آیا۔ میں نے کہا بلاشبہ میں نے اس دین میں رغبت رکھی ہے اور میں نے پسند کیا ہے کہ آپ کے ساتھ رہوں آپ کے گرجے میں آپ کی خدمت کروں اور آپ سے علم حاصل کروں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ اس پادری نے کہا داخل ہو جائیے تو میں اس کے ساتھ داخل ہو گیا۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں وہ برا آدمی تھا ان کو صدقے کا حکم دیتا اور ان کو صدقے کی ترغیب دلاتا تو جب وہ اس کے پاس صدقے کی چیزیں جمع کر لیتے تو وہ ان کو اپنی ذات کے لئے کنز و خزانہ بنا لیتا اور وہ صدقہ مساکین کو نہ دیتا حتیٰ کہ اس نے سونے چاندی کے سات منکے جمع کر لئے۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں جب میں نے اسے یہ کام کرتے دیکھا تو میں اس سے شدید قسم کا بغض رکھنے لگا۔ پھر وہ مر گیا تو عیسائی اس کے پاس جمع ہوئے کہ اسے دفن کریں تو میں نے ان سے کہا یہ برا آدمی تھا تمہیں صدقہ کا حکم دیتا تھا اور تمہیں صدقے کی ترغیب دلایا کرتا تھا، تو جب تم صدقہ اس کے پاس لے آتے تو وہ اس کو اپنی ذات کے لیے خزانہ بنا لیتا تھا اور مساکین کو اس سے

أَفْضَلُ أَهْلِ هَذَا الدِّينِ؟ قَالُوا: الْأَسْقَفُ فِي الْكَنِيسَةِ قَالَ: فَجِئْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ رَغِبْتُ فِي هَذَا الدِّينِ، وَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ وَأُصَلِّيَ مَعَكَ.

قَالَ: فَادْخُلْ فَدَخَلْتُ مَعَهُ، قَالَ: فَكَانَ رَجُلٌ سَوْءٍ يَأْمُرُهُم بِالصَّدَقَةِ وَيَرْغَبُهُمْ فِيهَا، فَإِذَا جَمَعُوا إِلَيْهِ مِنْهَا أَشْيَاءَ اكْتَنَزَهَا لِنَفْسِهِ وَلَمْ يُعْطِ الْمَسَاكِينَ، حَتَّى جَمَعَ سَبْعَ قِلَالٍ مِنْ ذَهَبٍ وَوَرَقٍ، قَالَ: وَأَبْغَضْتُهُ بَغْضًا شَدِيدًا لِمَا رَأَيْتُهُ يَصْنَعُ، ثُمَّ مَاتَ، فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ النَّصَارَى لِيَدْفِنُوهُ، فَقُلْتُ لَهُمْ: إِنَّ هَذَا كَانَ رَجُلٌ سَوْءٍ، يَأْمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيَرْغَبُكُمْ فِيهَا، أَخْدِمُكُمْ فِي كَنِيسَتِكَ، وَاتَّعَلَّمُ مِنْكَ، فَإِذَا جِئْتُمُوهَا بِهَا، اكْتَنَزَهَا لِنَفْسِهِ وَلَمْ يُعْطِ الْمَسَاكِينَ مِنْهَا شَيْئًا. قَالُوا: وَمَا عَلِمْتُكَ بِذَلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا أَذِلُّكُمْ عَلَى كَنْزِهِ. قَالُوا: فَدَلَّنَا عَلَيْهِ. قَالَ: فَأَرَيْتُهُمْ مَوْضِعَهُ، قَالَ: فَاسْتَخَرَجُوا مِنْهُ سَبْعَ قِلَالٍ مَمْلُوءَةٍ ذَهَبًا وَوَرَقًا، قَالَ: فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا: وَاللَّهِ لَأَنْدَفِنَهُ أَبَدًا. فَصَلُّوهُ ثُمَّ رَجَمُوهُ بِالْحِجَارَةِ، ثُمَّ جَاوُوا بِرَجُلٍ آخَرَ فَجَعَلُوهُ بِمَكَانِهِ. قَالَ: يَقُولُ سَلْمَانٌ: فَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا لَا يُصَلِّي الْخُمْسَ أَرَى أَنَّهُ أَفْضَلُ مِنْهُ، أَرْهَدَ فِي الدُّنْيَا وَلَا أَرْغَبَ فِي الْآخِرَةِ، وَلَا أَذَابَ لَيْلًا وَنَهَارًا مِنْهُ، قَالَ: فَأَحْبَبْتُهُ حُبًّا لَمْ أَحِبَّهُ مِنْ قَبْلِهِ، وَأَقَمْتُ مَعَهُ زَمَانًا ثُمَّ حَضَرَتْهُ الْوُفَاةُ، فَقُلْتُ

کچھ بھی نہ دیتا تھا، انہوں نے کہا تجھے اس کا علم کیسے ہے؟ میں نے کہا میں تمہیں اس کا کنز و خزانہ بتائے دیتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا پھر ہمیں بتائیے تو میں نے ان کو اس کے خزانے کی جگہ بتادی۔ انہوں نے وہاں سے سونے چاندی کے بھرے ہوئے سات منگے نکال لیے۔ جب انہوں نے ان منگوں کو دیکھا تو وہ کہنے لگے اللہ کی قسم ہم اس کو کبھی دفن نہیں کریں گے، پھر انہوں نے اس کو سولی دی، پھر پتھر مار مار کر سنگسار کر دیا۔ پھر انہوں ایک اور آدمی کو لا کر اس کی جگہ متعین کر دیا۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں میں نے پانچ نمازیں نہ پڑھنے والا اس سے افضل دنیا سے زیادہ بے رغبتی کرنے والا اور آخرت میں زیادہ رغبت رکھنے والا نہیں دیکھا اور نہ ہی شب و روز اس سے زیادہ قیام کرنے والا دیکھا۔ میں نے اس کو بہت زیادہ محبوب بتالیا۔ اس سے پہلے میں نے ویسی محبت کسی سے نہیں کی اور کافی عرصہ میں نے اس کے پاس قیام کیا۔ پھر اس کا آخری وقت قریب آ گیا تو میں نے اس سے کہا: فلاں صاحب، یقیناً آپ کے ساتھ رہا اور میں نے آپ سے ایسی محبت کی جو میں نے آپ سے پہلے کسی سے نہیں کی اور آپ کے پاس اللہ کا امر حاضر ہو گیا جو آپ دیکھ رہے ہیں تو آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں اور مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم میں آج کسی کو نہیں جانتا جو اس دین پر ہو جس دین پر میں تھا۔ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں اور انہوں نے تبدیلیاں کر لی ہیں اور جس دین پر وہ تھے اس کی اکثر چیزیں انہوں نے چھوڑ دی ہیں۔ ہاں ایک آدمی شہر موصل میں ہے اور وہ فلاں ہے۔ وہ اسی دین پر ہے جس دین پر میں تھا۔ آپ اس کے پاس چلے جائیے۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں جب وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں شہر موصل والے بزرگ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے کہا فلاں صاحب

لَهُ: يَا فَلَانُ! إِنِّي كُنْتُ مَعَكَ، وَأَحْبَبْتُكَ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ مِنْهُ قَبْلَكَ، وَقَدْ حَضَرَكَ مَاتَرِي مِنْ أَمْرِ اللَّهِ، فَإِلَى مَنْ تُوصِي بِي؟ وَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيُّ بَنِيَّ وَاللَّهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا الْيَوْمَ عَلَى مَا كُنْتُ عَلَيْهِ، لَقَدْ هَلَكَ النَّاسُ وَبَدَلُوا وَتَرَكُوا أَكْثَرَمَا كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا رَجُلًا ((الْمُوصِلُ)) وَهُوَ فَلَانٌ، فَهُوَ عَلَى مَا كُنْتُ عَلَيْهِ فَالْحَقُّ بِهِ. قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغِيبَ، لَحِقْتُ بِصَاحِبِ ((الْمُوصِلِ))، فَقُلْتُ لَهُ: يَا فَلَانُ! إِنَّ فَلَانًا أَوْصَانِي عِنْدَ مَوْتِهِ أَنْ أَلْحَقَ بِكَ وَأَخْبِرَنِي أَنَّكَ عَلَى أَمْرِهِ. قَالَ: فَقَالَ لِي: أَفَمِنْ عِنْدِي. فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ، فَوَجَدْتُهُ خَيْرَ رَجُلًا عَلَى أَمْرِ صَاحِبِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَاتَ، فَلَمَّا حَضَرْتُهُ الْوَفَاةَ قُلْتُ لَهُ: يَا فَلَانُ! إِنَّ فَلَانًا أَوْصَى بِي إِلَيْكَ، وَأَمَرَنِي وَاللَّحُوقَ بِكَ، وَقَدْ حَضَرَكَ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا تَرَى، فَإِلَى مَنْ تُوصِي بِي؟ وَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيُّ بَنِيَّ وَاللَّهِ مَا أَعْلَمُ رَجُلًا عَلَى مِثْلِ مَا كُنَّا عَلَيْهِ إِلَّا رَجُلًا (نَصِيبِينَ) وَهُوَ فَلَانٌ، فَالْحَقُّ بِهِ. قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغِيبَ، لَحِقْتُ بِصَاحِبِ (نَصِيبِينَ) فَجِئْتُهُ، فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبْرِي وَمَا أَمَرَنِي بِهِ صَاحِبِي، قَالَ: فَأَقَمْتُ عِنْدِي. فَأَقَمْتُ مَعَ خَيْرِ رَجُلٍ، فَوَاللَّهِ مَا لَيْتَ أَنْ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ، فَلَمَّا حَضَرَ؟ قُلْتُ لَهُ: يَا فَلَانُ! إِنَّ فَلَانًا كَانَ أَوْصَى بِي إِلَى فَلَانٍ، ثُمَّ أَوْصَى بِي فَلَانٌ إِلَيْكَ، فَإِلَى

مَنْ تُوَصَّى بِى؟ وَمَا تَأْمُرْنِی؟ قَالَ: اِیُّ بَنِی
وَاللّٰهِ مَا نَعْلَمُ اَحَدًا یَّبْقٰی عَلٰی اَمْرِنَا اَمْرًا اَنْ
تَاْتِیَهُ اِلَّا رَجُلًا (عُمُورِیَّة) فَاِنَّهُ یَمِثِلُ مَا نَحْنُ
عَلَيْهِ، فَاِنْ اَحْبَبْتَ فَاْتِیْهِ، قَالَ: فَاِنَّهُ عَلٰی اَمْرِنَا.
قَالَ فَلَمَّا مَاتَ وَغِیْبٌ لَّحِقْتُ بِصَاحِبِ
(عُمُورِیَّة) وَاخْبَرْتُهُ خَبْرِی فَقَالَ: اَقِمْ عِنْدِی
فَاَلْقَمْتُ مَعَ رَجُلٍ عَلٰی هَدٰی اَصْحَابِهِ
وَاَمْرِهِمْ، قَالَ: وَانْكَسَبْتُ حَتّٰی كَانَ لِیْ
بَقَرَاتٌ وَغَنِیْمَةٌ، قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ بِهٖ اَمْرُ اللّٰهِ فَلَمَّا
حَضَرَ قُلْتُ لَهُ: یَا فُلَانُ! اِنِّیْ كُنْتُ مَعَ فُلَانٍ،
فَاَوْصٰی بِى فُلَانٌ اِلٰی فُلَانٍ، وَاَوْصٰی بِى فُلَانٌ
اِلٰی فُلَانٍ، ثُمَّ اَوْصٰی بِى فُلَانٌ اِلَیْكَ، فَاِلٰی مَنْ
تُوَصَّى بِى؟ وَمَا تَأْمُرْنِی؟ قَالَ: اِیُّ بَنِی! مَا
اَعْلَمَهُ اَصْبَحَ عَلٰی مَا كُنَّا عَلَیْهِ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ
اَمْرًا اَنْ تَاْتِیَهُ، وَلِكِنَّهُ قَدْ اَظْلَمَلَكَ زَمَانٌ نَبِیٌّ
هُوَ مَبْعُوثٌ بِدِیْنِ اِبْرَاهِیْمَ، یَخْرُجُ بِارْضِ
الْعُرَبِ مُهَاجِرًا اِلٰی اَرْضِ بَيْنَ حَرَّتَیْنِ بَيْنَهُمَا
نَحْلٌ، بِهٖ عَلَامَاتٌ لَا تَخْفٰی، یَاْكُلُ الْهَدِیَّةَ، وَلَا
یَاْكُلُ الصَّدَقَةَ، بَيْنَ كَتِفَیْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، فَاِنْ
اَسْطَعْتَ اَنْ تُلْحَقَ بِتِلْكَ الْبِلَادِ فَاَفْعَلْ، قَالَ:
ثُمَّ مَاتَ وَغِیْبٌ، فَمَكْتُ فِی (عُمُورِیَّة) مَا
شَاءَ اللّٰهُ اَنْ اَمُكَّتْ، ثُمَّ مَرَّبٰی نَفَرٌ مِنْ كُلِّ
تُجَّارٍ فَقُلْتُ لَهُمْ: تَحْمِلُونِی اِلٰی اَرْضِ
الْعُرَبِ وَاُعْطِیْكُمْ بِقِرَاتِیْ هٰذِهِ وَغَنِیْمَتِیْ
هٰذِهِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَاُعْطِیْتُهُمُوهَا، وَحَمَلُونِی،
حَتّٰی اِذَا قَدِمُوا بِى وَاِدٰی الْقُرٰی ظَلَمُونِی،

یقیناً فلاں نے اپنی موت کے قریب مجھے وصیت کی تھی کہ آپ
کے پاس آ جاؤں اور مجھے بتایا تھا کہ آپ اسکے امر و دین پر ہیں تو
اس نے مجھ سے کہا میرے پاس قیام فرمائیے۔ چنانچہ میں نے
اس کے پاس قیام اختیار کر لیا تو میں نے اسے اس کے ساتھی کے
امر و دین پر بہتر آدمی پایا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ فوت ہو گیا تو
جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے کہا بلاشبہ فلاں نے مجھے
آپ کے پاس آنے کی وصیت کی تھی اور مجھے آپ کے پاس
رہنے کا حکم دیا تھا اور آپ کے پاس اللہ کی طرف سے وہ وقت
آ گیا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں تو آپ مجھے کس کے پاس جانے
کی وصیت فرماتے ہیں اور مجھے کیا حکم دیتے ہیں تو اس نے کہا:
اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم مجھے کوئی آدمی معلوم نہیں جو
اس جیسے دین پر ہو جیسے دین پر ہم ہیں۔ ہاں نصیبین میں ایک
آدمی ہے اور وہ فلاں ہے اس کے پاس پہنچ جائیے۔ سلمان فارسی
فرماتے ہیں: جب وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں
نصیبین والے بزرگ کے پاس پہنچ گیا۔ جب میں اس کے پاس
آیا تو اس کو اپنے واقعہ کی خبر دی اور اس کی بھی جس کا مجھے میرے
ساتھی نے حکم دیا تھا تو اس نے کہا میرے پاس قیام کیجئے۔ میں
نے اس کے پاس اقامت اختیار کر لی۔ میں نے اس کو اس کے
ساتھی کے امر و دین پر پایا تو میں بہترین آدمی کے پاس رہنے لگا
اللہ کی قسم! تھوڑی دیر کے بعد اس پر موت اتر پڑی۔ جب اس کا
آخری وقت قریب تھا میں نے اس سے کہا فلاں صاحب! فلاں
نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی تھی پھر فلاں نے مجھے
آپ کے پاس آنے کی وصیت کی تھی تو آپ مجھے کس کے پاس
جانے کی وصیت فرماتے ہیں اور مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ اس نے
کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم میں کسی کو نہیں جانتا جو
ہمارے امر و دین پر باقی ہو جس کے پاس جانے کا میں آپ کو حکم

دوں۔ ہاں عموریہ میں ایک آدمی ہے وہ اس جیسے امر و دین پر ہے، جس پر ہم ہیں اگر آپ پسند کرتے ہیں تو اس کے پاس آجائیے اس نے کہا کہ وہ ہمارے امر و دین پر ہے۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ جب وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں عموریہ والے بزرگ کے پاس پہنچ گیا اور اس کو اپنی خبر سنائی۔ اس نے کہا میرے پاس قیام فرمائیے۔ چنانچہ میں ایک ایسے آدمی کے پاس رہنے لگا جو اپنے ساتھیوں کی سیرت اور ان کے امر و دین پر تھا۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں میں نے کچھ کسب و کام بھی شروع کر دیا حتیٰ کہ میرے پاس کچھ گائیں اور تھوڑی سی بکریاں جمع ہو گئیں۔ فرماتے ہیں پھر اس بزرگ پر اللہ کا امر اتر پڑا تو جب اس کا آخری وقت آیا تو میں نے اس سے کہا: اے فلاں! میں فلاں کے ساتھ تھا تو فلاں نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی اور فلاں نے فلاں کے پاس جانے کی پھر فلاں نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی تو آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں اور مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! میں لوگوں سے کسی کو نہیں جانتا جو اس امر و دین پر ہو جس پر ہم ہیں کہ تجھے اس کے پاس جانے کا حکم دوں۔ لیکن نبی کا زمانہ سایہ فگن ہونے والا ہے وہ دین ابراہیم کے ساتھ مبعوث کیا جائے گا عرب کی سرزمین میں آئے گا ایک ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کرنے والا ہوگا جو سرزمین دو پتھریلے میدانوں کے درمیان ہے ان دونوں کے درمیان کھجور کے درخت ہیں اس کے ساتھ ایسی علامات و نشانیاں ہیں جو مخفی اور اوچھل نہیں۔ وہ ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا، اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔ اگر تم استطاعت رکھتے ہو تو ان شہروں علاقوں میں چلے جاؤ۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں: پھر وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا، تو میں عموریہ میں جتنا اللہ کو منظور

فَبَاغُرْنِي مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ عَبْدًا، فَكُنْتُ عِنْدَهُ، وَرَأَيْتُ النَّحْلَ، وَرَجَوْتُ، أَنْ تَكُونَ الْبَلَدُ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، وَلَمْ يُحَقِّقْ لِي فِي نَفْسِي، فَيَسِمَا أَنَا عِنْدَهُ قَدِمَ عَلَيْهِ ابْنُ عَمِّ لَهٍ مِنَ الْمَدِينَةِ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ، فَابْتَاغَنِي مِنْهُ، فَاحْتَمَلَنِي إِلَى الْمَدِينَةِ، فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُهَا فَعَرَفْتُهَا بِصَفَةِ صَاحِبِي، فَاقْبَضْتُ بِهَا. وَبَعَثَ اللَّهُ رَسُولَهُ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ مَا أَقَامَ، لَا أَسْمَعُ لَهُ يَذْكُرُ مَعَ مَا أَنَا فِيهِ مِنْ شُغْلِ الرُّقَى، ثُمَّ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَوَاللَّهِ إِنِّي لَفِي رَأْسِ عَذْقٍ لَيْسَ يَدِي أَعْمَلُ فِيهِ بَعْضُ الْعَمَلِ، وَسَيِّدِي جَالِسٌ إِذَا أَقْبَلَ ابْنُ عَمِّ لَهٍ حَتَّى وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: فَلَّان! قَاتَلَ اللَّهُ بَنِي قَيْلَةَ، وَاللَّهِ إِنَّهُمْ الْآنَ لَمُجْتَمِعُونَ (قُبَاءً) عَلَى رَجُلٍ قَدِمَ عَلَيْهِمْ مِنْ مَكَّةَ الْيَوْمَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَبِيٌّ. قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُهَا أَخَذَتْنِي الْعُرَوَاءُ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنِّي سَأَسْقُطُ عَلَى سَيِّدِي، قَالَ: وَنَزَلْتُ عَنِ النَّحْلَةِ فَجَعَلْتُ أَقُولُ لِابْنِ عَمِّهِ ذَلِكَ: مَاذَا تَقُولُ؟ مَاذَا تَقُولُ؟ قَالَ: فَفَضِبَ سَيِّدِي فَلَكَمَنِي لَكَمَةً شَدِيدَةً، ثُمَّ قَالَ: مَا لَكَ وَلِهَذَا؟ أَقْبَلُ عَلَى عَمَلِكَ، قَالَ: قُلْتُ: لَا شَيْءَ إِلَّا مَا أَرَدْتُ أَنْ أُسْتَبَيَّ عَمَّا قَالَ وَقَدْ كَانَ عِنْدِي شَيْءٌ قَدْ جَمَعْتُهُ، فَلَمَّا أَمْسَيْتُ أَخَذْتُهُ ثُمَّ ذَهَبْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ أَوْهَبَ (قُبَاءً) فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ، وَمَعَكَ أَصْحَابٌ لَكَ غُرَبَاءُ

تھا ٹھہرا۔ پھر میرے پاس سے بنو کلب کے کچھ تاجر گزرے تو میں نے ان سے کہا: مجھے عرب کی سرزمین کی طرف لے چلو اور میں تمہیں اپنی یہ گائیں اور تھوڑی سی بکریاں دے دوں گا؟ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے! تو میں نے ان کو گائیں اور بکریاں دے دیں، اور وہ مجھے ساتھ لے آئے حتیٰ کہ جب وہ مجھے لے کر وادی القری میں آئے تو انہوں نے مجھ پر ظلم کیا کہ انہوں نے مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا تو میں اس یہودی کے پاس تھا اور کھجور کے درخت بھی میں نے دیکھے اور میں امید کرنے لگا کہ یہ علاقہ وہی ہو جو میرے ساتھی نے بیان کیا تھا اور یہ بات میرے نفس میں حق و ثابت نہ ہوئی تھی تو اسی دوران کہ میں اس یہودی کے پاس تھا تو اس کے پاس مدینہ سے اس کے چچا کا بیٹا آیا جو بنو قریظ سے تھا تو اس نے مجھے اس یہودی سے خرید لیا اور مجھے مدینہ لے آیا تو اللہ کی قسم جو نبی میں نے مدینہ کو دیکھا تو اس کو پہچان گیا کہ یہ تو میرے ساتھی کی بیان کردہ صفات والی جگہ ہے۔ چنانچہ ہمیں نے وہاں اقامت اختیار کر لی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول و پیغمبر کو مبعوث فرمادیا اور آپ مکہ میں جتنا عرصہ رہنا تھا رہے۔ میں آپ کا ذکر تک نہیں سنتا تھا، ساتھ ہی غلامی کی مشغولیت میں بھی تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اللہ کی قسم! میں اپنے مالک کے درخت کھجور کی چوٹی پہ تھا، اس میں کچھ کام کر رہا تھا اور میرا مالک بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے مالک کے چچا کا بیٹا آیا اور اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا تو اس نے کہا، فلاں! اللہ بنو قریظ کو کفر کرے اللہ کی قسم! وہ اس وقت قباء میں جمع ہونے والے ہیں ایک آدمی پر جو ان کے پاس آج ہی مکہ سے آیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ نبی ہے۔ سلمان فارسی کہتے ہیں تو جب میں نے یہ الفاظ سنے تو مجھے لکچکی نے آ لیا حتیٰ کہ میں نے خیال کیا میں اپنے مالک پر گر پڑوں گا۔ انہوں نے کہا: میں

ذَوُّ حَاجَةٍ، وَهَذَا شَيْءٌ كَانَ عِنْدِي لِلصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُكُمْ أَحَقَّ بِهِ مِنْ غَيْرِكُمْ، قَالَ: فَقَرَّبْتُهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ لِأَصْحَابِهِ: «كُلُوا» وَأَمْسَكَ يَدَهُ فَلَمْ يَأْكُلْ، قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هَذِهِ وَاحِدَةٌ ثُمَّ انْصَرَفْتُ عَنْهُ، فَجَمَعْتُ شَيْئًا، وَتَحَوَّلَ رَسُولُ اللَّهِ إِلَى الْمَدِينَةِ، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُكَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ أَكْرَمْتُكَ بِهَا، قَالَ: فَأَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ مِنْهَا، وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَكَلُوا مَعَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: فِي نَفْسِي هَاتَانِ اثْنَتَانِ، ثُمَّ جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ وَهُوَ بِبَيْعِ الْغُرَقَةِ، قَالَ: وَقَدْ تَبِعَ جَنَازَةً مِنْ أَصْحَابِهِ، عَلَيْهِ شِمْلَتَانِ لَهُ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي أَصْحَابِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَدْرْتُ أَنْظُرُ إِلَى ظَهْرِهِ، هَلْ أَرَى الْخَاتَمَ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اسْتَدْرَتُهُ، عَرَفْتُ أَنِّي اسْتَبْتُ فِي شَيْءٍ وَصَفَ لِي، قَالَ: فَأَلْقَى رِذَاءَ عَنْ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ فَعَرَفْتُهُ، فَاَنْكَبْتُ عَلَيْهِ أَقْبَلُهُ وَأَبْكِي، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «(تَحَوَّلْ)» فَتَحَوَّلْتُ، فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ حَدِيثِي. كَمَا حَدَّثَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! قَالَ: فَأَعْجَبَ رَسُولُ اللَّهِ أَنْ يَسْمَعَ ذَلِكَ أَصْحَابَهُ. ثُمَّ شَغَلَ سَلْمَانَ الرَّقْ حَتَّى فَاتَهُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ بِدَرٍّ وَاحِدًا، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ: «(كَاتِبُ يَا سَلْمَانُ!)» فَكَاتَبْتُ صَاحِبِي عَلَى ثَلَاثِ مِئَةِ نَحْلَةٍ أَحْيَيْهَا لَهُ بِالْفَقِيرِ، وَبَارِئِ عَيْنٍ

کھجور کے درخت سے اترا تو اس کے چچا کے اس بیٹے سے کہنے لگا: تو کیا کہتا ہے تو کیا کہتا ہے؟ وہ فرماتے ہیں: میرا مالک غصے میں آ گیا تو اس نے مجھے زور سے ہاتھ مارا پھر اس نے کہا: تجھے اور اس کو کیا ہے؟ اپنے کام پر توجہ دھیان کر۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا: کوئی بات نہیں میں نے صرف اس کی کہی ہوئی بات کی تحقیق کا ارادہ کیا تھا۔ میرے پاس کچھ شے تھی جس کو میں نے جمع کر رکھا تھا تو جب میں نے شام کی میں اس شے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ قباء میں تھے میں آپ کے پاس گیا تو میں نے آپ سے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ نیک آدمی ہیں اور آپ کے ہمراہ مسافر حاجت مند ساتھی ہیں اور یہ چیز میرے پاس صدقہ کے لیے تھی تو میں آپ کو دوسروں سے زیادہ حقدار سمجھتا ہوں۔ میں نے وہ چیز آپ کے قریب کر دی، تو رسول اللہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کھاؤ اور اپنے ہاتھ کو روک لیا اور خود نہ کھایا۔ سلمان فارسی کہتے ہیں: میں نے اپنے جی ہی میں کہا: یہ ایک نشانی ہے۔ پھر میں وہاں سے واپس چلا آیا تو کچھ چیز میں نے اور جمع کی اور رسول اللہ ﷺ بھی مدینہ آ گئے۔ پھر میں آپ کے پاس وہ چیز لے کر آیا تو میں نے کہا: میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے اور یہ ہدیہ ہے اس کے ساتھ میں آپ کی تکریم کر رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اس سے کھایا اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تو انہوں نے بھی آپ کے ساتھ کھایا۔ وہ کہتے ہیں! میں نے اپنے جی میں کہا: یہ دو نشانیاں ہیں۔ میں پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ یقع الغرقہ قبرستان میں تھے، اپنے ساتھیوں میں سے کسی کے جنازہ میں آئے تھے۔ آپ پر دو چادریں تھیں اور آپ اپنے ساتھیوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ سے سلام لیا پھر میں گھوما کہ آپ کی پشت دیکھوں۔ کیا وہ مہر دیکھتا ہوں جو میرے ساتھی نے بیان کی تھی۔

أَوْفِيَّةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((أَعِينُوا أَخَاكُمْ)) فَأَعَانُونِي بِالنَّخْلِ، الرَّجُلُ بِثَلَاثِينَ وَدِيَّةً وَالرَّجُلُ بِعِشْرِينَ، وَالرَّجُلُ بِخَمْسٍ عَشْرَةَ، وَالرَّجُلُ بِعِشْرٍ يَغْنَى: الرَّجُلُ بِقَدَرٍ مَا عِنْدَهُ. حَتَّى اجْتَمَعَتْ لِي ثَلَاثٌ مِثَّةٍ وَدِيَّةٌ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ: ((اذْهَبْ يَا سَلْمَانُ! فَفَقِرْ لَهَا، فَإِذَا فَرَعْتَ فَأَيِّنِي أَكُونُ أَنَا أَصْعَمُهَا بِيَدِي)) فَفَقِرْتُ لَهَا، وَأَعَانَنِي أَصْحَابِي، حَتَّى إِذَا فَرَعْتُ مِنْهَا جَنَّتْ فَأَخْبَرْتُهُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ مَعِيَ إِلَيْهَا، فَجَعَلْنَا نَقْرُبُ لَهُ الْوُدَى، وَيَصْعَعُ رَسُولُ اللَّهِ بِيَدِهِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ، مَا مَاتَتْ مِنْهَا وَدِيَّةٌ وَاحِدَةٌ، فَأَذْبَيْتُ النَّخْلَ وَبَقِيَ عَلَى الْمَالِ، فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ بِمِثْلِ بَيْضَةِ الذَّجَاجَةِ مِنْ ذَهَبٍ مِنْ بَعْضِ الْمُغَارِي، فَقَالَ: ((مَا فَعَلَ الْفَارِسِيُّ الْمُكَابُّ؟)) قَالَ: فَدَعَيْتُ لَهُ. فَقَالَ: ((خُذْ هَذِهِ فَأَذْبِهَا مَا عَلَيْكَ يَا سَلْمَانُ)) فَقُلْتُ: وَإِنَّ تَقَعُ هَذِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِمَّا عَلَيَّ؟ قَالَ: ((خُذْهَا، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ سَيُودِي بِهَا عَنْكَ)) قَالَ: فَأَخَذْتُهَا، فَوَزَنْتُ لَهُمْ مِنْهَا. وَالَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ. أَرْبَعِينَ أَوْفِيَّةً، فَأَوْفَيْتُهُمْ، حَقَّهُمْ، وَعَتَقْتُ، فَشَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ الْخَنْدَقَ، ثُمَّ لَمْ يَفْتَنِي مَعَهُ مَشْهَدٌ)).

[الصحيحه: ۹۸۴]

جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں آپ کے گرد گھوم رہا ہوں ہوں تو آپ نے جان لیا کہ میں کسی چیز کی تحقیق کر رہا ہوں، جو مجھے بتائی گئی ہے۔ آپ نے اپنی چادر کو اپنی پشت سے اتار دیا تو میں نے مہربوت دیکھ لی۔ میں نے اس کو پہچان لیا تو میں اس پر ٹوٹ پڑا اس کو بوسہ دینے اور رونے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا: پیچھے ہٹ جا۔ میں پیچھے ہٹ گیا، اور آپ سے اپنا سارا واقعہ بیان کیا: جیسے اے ابن عباس! میں نے تجھے اپنا قصہ سنایا ہے تو رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بھلی لگی کہ آپ کے ساتھیوں نے یہ واقعہ سنا۔ پھر سلمان فارسی کو غلامی نے مشغول کئے رکھا، حتیٰ کہ رسول اللہ کے ساتھ بدر و احد میں شمولیت ان سے رہ گئی۔ سلمان کہتے ہیں: پھر مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سلمان! مکاتبت کر لے (مال دے کر آزاد ہونے کی بات طے کر لے) تو میں نے اپنے مالک سے تین سو کھجور کے درختوں پر مکاتبت کر لی کہ میں انہیں دو رسمیت چالیس اوقیوں (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) کے ساتھ لاؤں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو تو آپ کے ساتھیوں نے کھجور کے درختوں کے ساتھ میری مدد کی۔ کسی آدمی نے تین چھوٹے پودوں کے ساتھ تو کسی نے بیس چھوٹے پودوں کے ساتھ اور کسی نے پندرہ کے ساتھ اور کسی نے دس کے ساتھ یعنی جس شخص کے پاس جتنے پودے تھے اس نے ان کے ساتھ میری مدد کی حتیٰ کہ میرے پاس تین سو کھجور کے چھوٹے پودے جمع ہو گئے تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سلمان جا تو ان پودوں کی طرف تو رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ ان درختوں کی طرف نکلے تو ہم کھجوروں کے پودے آپ کے قریب کرتے اور رسول اللہ اپنے ہاتھ سے اس پودے کو دور میں لگا دیتے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! ان پودوں میں سے ایک پودا بھی نہیں مرا۔ تو میں نے کھجوروں کے درخت ادا کر دیئے اور

مال مجھ پر باقی رہ گیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس بعض غزوات سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا فارسی مکاتب نے کیا کیا؟ سلمان فارسی کہتے ہیں: مجھے آپ کے پاس بلایا گیا، تو آپ نے فرمایا: یہ لے لو جو تمہارے ذمہ ہے۔ سلمان! اسے ادا کر دو تو میں نے کہا یہ تھوڑا سا سونا میرے ذمہ مال کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے، اے اللہ کے پیغمبر! آپ نے فرمایا: اس کو لے لے یقیناً اللہ عز و جل اس کے ساتھ ہے جو تجھ پر ہے ادا کر دے گا تو میں نے وہ تھوڑا سا سونا لے لیا تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! میں نے انہیں اس سے چالیس اوقیہ تول کر دیئے۔ ان کا حق پورا ادا کر دیا اور میں آزاد ہو گیا تو رسول اللہ کے ساتھ غزوہ خندق میں حاضر ہوا پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہونے کوئی جگہ مجھ سے فوت نہیں ہوئی (پھر میں آپ ﷺ کے ساتھ تمام مشاہد و غزوات میں حاضر ہوا)۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۸۳۔ احمد (۴۳۱/۵) ابن سعد (۵۳/۲) ۵۷۔ حاکم (۱۶/۲)

فوائد: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اگر نیک نیتی اور جذبہ صادق کے ساتھ کسی کام پر کمر ہمت ہلانے لے اور پھر حالات کی سنگینیوں پر گھبرائے نہ تو آخر منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے قرآن میں ہے (وان یس للانسان الامامی) (النجم) انسان کو اس کی کوشش کے مطابق مل کر رہتا ہے۔

افشاء السلام رحمۃ

سلام کرنا رحمت ہے۔

۲۶۴۔ عَنْ الْبَرَاءِ مَرْفُوعًا: ((أَفْشُوا السَّلَامَ سَيَدْنَا بَرَاءُ)) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سلام عام کر دو سلامتی سے رہو گے۔“ [الصحیحۃ: ۱۴۹۳]

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۹۳۔ الادب المفرد (۱۲۶۲/۳) احمد (۲۸۶/۳) ابو یعلیٰ (۱۸۸۷) ابن حبان (۳۹۱)

فوائد: سلام اصل میں بھائی کو انتباہ ہے کہ تو میری طرف سے سلامتی والا اور محفوظ ہے اور اللہ سے دعا بھی کہ وہ تجھے سلامت رکھے اس سے حاصل ہونیوالی سلامتی اور برکات کا نزول جب معاشرے پر ہوتا ہے تو معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

۲۶۵۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَكُونُوا إِخْوَانًا)) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سلام عام کر دو کھانا کھلایا کرو اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے

مطابق بھائی بھائی بن جاؤ۔“

کَمَا أَمَرَكَمُ اللَّهُ)). [الصحيحة: ۱۵۰۱]

تخریج: الصحیحة ۱۵۰۱۔ نسائی فی الکبریٰ (۵۹۲۹) ابن ماجہ (۳۲۵۲) احمد (۱۵۲/۲) بیہقی فی الشعب (۸۷۵۰)

فوائد: سلام والی احادیث کے اندر اسکی تفصیل گزری ہے۔

نقصان پہنچانے والے جانوروں کو قتل کرنے کا بیان

ومن قتل دواب المهلكة

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سانپوں اور کتوں کو قتل کرو اور (بالخصوص) دو دھاریوں والے اور چھوٹی دموں کے موڑی سانبوں کو قتل کرو کیونکہ یہ نظر اچک لیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔“ یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

۲۶۶۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((اُقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَالْكَلابَ، وَاقْتُلُوا ذَا الطُّفَيْنِ وَالْأَبْتَرِ، فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَالِي)) وَرَدَّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُم۔ [الصحيحة: ۳۹۹۱]

تخریج: الصحیحة ۳۹۹۱۔ بخاری (۳۲۹۷) مسلم (۲۲۳۳/۱۲۹) ابوداؤد (۵۲۵۲) ترمذی (۱۳۸۳) ابن ماجہ (۳۵۲۵) من

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما بخاری (۳۲۰۸) ابن ماجہ (۳۵۳۳) من حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

فوائد: نبی کریم ﷺ نے سانپ اور کتے کو قتل کرنے کا حکم دیا مگر اس میں چند چیزوں کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔
(۱) کتا: کتے کے قتل کا حکم اس حدیث میں عام ہے مگر دوسری حدیث قتل کا حکم صرف سیاہ رنگ کے کتے کے ساتھ خاص کرتی ہے حدیث میں ہے (لامرنا رسول اللہ ﷺ بقتل الکلاب حتی ان المرأة تقدم من البادية بكلبها فنقلته ثم نهى رسول الله ﷺ عن قتلها وقال عليكم بالاسود البهيم ذی النقطتين فانه شيطان) (مسلم) حضرت جابر کہتے ہیں کہ آپ نے ہمیں کتوں کے قتل کا حکم دیا حتی کہ اگر کوئی عورت گاؤں سے کتے کے ساتھ آئی تو ہم اسے بھی قتل کر دیتے پھر آپ نے اسکے قتل سے روک دیا اور کہا تم سیاہ دو نقطوں والے کتے کو لازم پکڑو۔ تو اس سے پتہ چلا کہ ہر کتے کو قتل نہیں کرنا بلکہ سیاہ کتے کو مارنا ہے خاص کر جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے بنے ہوں۔ اور ایک حدیث میں ہے (امر بقتل الکلاب الا کلب صید او کلب غنم او ماشیة) (متفق علیہ) آپ نے شکاری یار پوز کے علاوہ باقی کتوں کے قتل کا حکم دیا۔ اور ایک حدیث میں بھی والے کتے کا بھی استثناء ہے۔

ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شکار، ریوڑ یا کھیتی کیلئے کتا رکھنا جائز ہے اس کے علاوہ جتنے کتے ہیں سب کو قتل کیا جاسکتا ہے خاص کر سیاہ کتے کو۔ دوسرے کتوں کو چھوڑا بھی جاسکتا ہے مگر سیاہ کتے کے بارے میں آپ نے فرمایا اسے لازم پکڑو۔

(۲) سانپ: سانپ ایک موڑی جانور اس کو قتل کرنا ضروری ہے جیسا کہ حدیث سے واضح ہے اور خاص کر وہ جس کے پھن پر دو نقطے بنے ہوں اور دم کٹا (چھوٹا ہوئیگی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا اس کی دم نہیں ورنہ وہ صحیح سالم سانپ ہوتا ہے) کیونکہ یہ انتہائی زہریلے سانپ ہیں لیکن ان تمام سانپوں میں سے آپ نے گھروں میں آباد سانپوں کو مستثنیٰ کر دیا۔ کہا کہ انہیں فوری قتل نہیں کرنا بلکہ تین دن تک مہلت دینی ہے اگر چلے جائیں تو ٹھیک ورنہ مارڈالو کیونکہ یہ اکثر جن ہوتے ہیں جیسا کہ خندق میں ایک صحابی کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا اس لئے حدیث میں ہے (نهی عن قتل الجنان التي تكون في البيوت الا الابتر وذی الطفین) (مسلم) آپ نے ایسے سانپوں کو جو گھروں میں آباد ہوں انہیں فوری قتل کرنے سے روکا مگر دم کٹے اور دو نقطوں والے کو (فوری) قتل کیا جاسکتا ہے۔ مسلم ہی کی ایک حدیث میں ہے آپ نے فرمایا انہیں تین دن اجازت دو (فاذلوہ ثلاثۃ ایام) اگر چلے جائیں تو ٹھیک ورنہ انہیں قتل کرڈالو۔

لوگوں کے سو جانے کے بعد (رات کو) نکلنے کی کراہت

کراهية الخروج بعد هداة الرجل

کا بیان

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کے سو جانے کے بعد باہر نکلنا کم کر دیا کرو کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی بعض مخلوقات کو زمین میں پھیلاتا ہے۔“

۲۶۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَرْفُوعاً: ((أَقْلُوا الْخُرُوجَ بَعْدَ هِدَاةِ الرَّجُلِ، فَإِنَّ لِلَّهِ ذَوَابَّ يَبْشَهُنَّ فِي الْأَرْضِ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ)).

[الصحيحة: ۱۵۱۸]

تخریج: الصحيحة ۱۵۱۸۔ الادب المفرد (۱۲۳۳) ابو داؤد (۵۱۰۳) احمد (۳/۳۵۵)

فوائد: رات کو جب لوگ آرام کر رہے ہوں اس وقت باہر نکلنا درست نہیں کیونکہ اس وقت جن و شیاطین کے نکلنے کا وقت ہوتا ہے اس لئے گھر سے بلا ضرورت نہ نکلا جائے۔ ہاں اس سے سفر کرنے کی ممانعت نہیں احادیث سے رات کو سفر کرنا ثابت ہے آپ نے فرمایا (علیکم باللدجة فان الارض تطوى بالليل) (ابو داؤد) رات کو سفر کرو رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔ (سفر جلدی طے ہوتا ہے)

باب: بے اولاد کا کنیت رکھنے کا بیان

باب: التكنی ممن ليس له ولد

ہشام اپنے باپ نے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے علاوہ آپ کی تمام بیویوں کی کنیتیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اپنے بیٹے عبد اللہ (جو زبیر کا بیٹا ہے) کے نام پر ام عبد اللہ کنیت رکھ لے۔“ اس کے بعد ان کی وفات تک انھیں ام عبد اللہ کہا جاتا رہا، ان کی اپنی اولاد نہیں تھی۔

۲۶۸۔ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كُلُّ نِسَائِكَ لَهَا كُنْيَةٌ غَيْرِي! فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اُكْنِي بِابْنِكَ عَبْدَ اللَّهِ. يَعْنِي: ابْنُ الزُّبَيْرِ) أَنَّ أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ)) قَالَ: فَكَانَ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ عَبْدِ اللَّهِ حَتَّى مَاتَتْ، وَلَمْ تَلِدْ قَطُّ۔ [الصحيحة: ۱۳۲]

تخریج: الصحيحة ۱۳۲۔ احمد (۶/۱۵۱، ۱۸۶) الادب المفرد (۸۵۰) ابو داؤد (۳۹۷۰) ابویعلیٰ (۳۵۰۰)

یاد رہے کہ سیدہ عائشہ ؓ عبد اللہ بن زبیر ؓ کی خالہ تھیں اس لئے انھیں ام المومنین کا بیٹا کہا گیا۔

فوائد: عرب میں کنیت کا عام رواج تھا اور اسے عزت و شرف کا باعث سمجھا جاتا اگر کسی معزز بندے کو بلانا ہوتا تو نام کی بجائے کنیت سے پکارا جاتا تھا اس لئے آپ نے اپنی زندگی میں اپنا نام رکھنے کی اجازت تو دے دی مگر کنیت سے روک دیا۔ اور خالہ چونکہ ماں کے مرتبے میں ہوتی ہے اس لئے آپ نے حضرت عائشہ ؓ کو ان کے بھانجے حضرت عبد اللہ بن زبیر ؓ کے نام پر کنیت رکھنے کی اجازت دی۔

زبان کی حفاظت کی اہمیت کا بیان

اهمية حفظ اللسان

شقیق بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ ؓ نے صفا پہاڑی پر تبلیہ پڑھا اور کہا: اے زبان! خیر و بھلائی پر مشتمل کلام کر کے غنیمت حاصل کر لے۔ تو خاموش رہا کڑ تاکہ سلامت رہے اور ندامت

۲۶۹۔ عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ: لَبَّى عَبْدُ اللَّهِ ﷺ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الصَّفَا، ثُمَّ قَالَ: يَا لِسَانَ قُلْ خَيْرًا تَغْنَمْ، أَسْكُتْ تَسْلَمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَنْدَمْ،

قَالُوا: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! هَذَا شَيْءٌ أَنْتَ تَقُولُهُ
أَمْ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: لَا: بَلْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ: ((أَكْثَرُ خَطَايَا ابْنِ آدَمَ فِي لِسَانِهِ)).

[الصحيحة: ۵۳۴]

ہی نہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابو عبد الرحمن! یہ کلمات تو اپنی
طرف سے کہہ رہا ہے یا کسی سے سنے ہیں؟ انھوں نے کہا: کسی
سے نہیں سنے ہاں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ضرور سنا ہے: ”ابن
آدم کی اکثر خطائیں اس کی زبان کی وجہ سے ہوتی ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۵۳۴۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۳۲۶) ابو الشیخ فی احادیثہ (۲/۱۰) ابن عساکر (۵۷/۳۱۶-۳۱۷) بیہقی
فی الشعب (۳۹۳۳)

فوائد: زبان انسان کے جسم کا اہم جزو ہے اسکی اہمیت کا اندازہ اس بات سے آسانی سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس زبان کی ایک لغزش آپ کو
ذلت کی پستیوں میں گرا دیتی ہے اور ایک عمدہ بات آپ کو پورفتوں سے ہمکنار کر سکتی ہے بینہ آخرت کا معاملہ ہے کہ کچھ لوگ تو اس کے سبب جہنم
کی اتھاہ گہرائیوں اور کچھ جنت کے اعلیٰ درجات کے مالک بن جائیں گے فرمان رسول ﷺ ہے (من یضمن لی ما بین لحييه وما بین
رجليه اضمن له الجنة) (بخاری) جو مجھے دو جڑوں کے درمیان اور دو ٹانگوں کے درمیان موجود چیز کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت
دیتا ہوں۔ یعنی اس کا محتاط استعمال دخول جنت کا سبب بن سکتا ہے۔ زبان کا ایک ایک کلمہ کس قدر اہمیت کا حامل ہے؟ یہ حدیث اس کی وضاحت
کیلئے کافی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا (ان العبد لیکنکلم بالکلمۃ من رضوان اللہ لا یلقى لها بالا یرفع اللہ بها درجات وان العبد
الغی) (بخاری) بندہ اللہ کی رضامندی کا کلمہ بولتا ہے اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا اللہ اس کے ذریعے اس کے درجات بلند کر دیتا اور یقیناً بندہ اللہ کی
ناراضگی والا کلمہ بولتا ہے اور اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا مگر اس کے سبب وہ جہنم میں گر جاتا ہے۔ بلکہ ایک روایت میں ہے کہ جہنم میں مشرق سے
مغرب جتنا دور گرتا ہے یہی زبان بندے جہنم میں جانے کا بڑا سبب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جو عورتوں کی کثیر تعداد جہنم میں دیکھی اسکا بھی یہی
سبب بیان فرمایا کہ (یکفرون العشر ویکثرون اللعن) ایک لعنت بہت کرتی ہیں دوسرا خاوند کی ناشکری کرتی ہیں۔ ان دونوں باتوں کا تعلق
بھی زبان کے ساتھ ہے۔ زبان کی انہی خرابیوں سے حفاظت کیلئے آپؐ نے فرمایا (الصمت حکمة وقلیل فاعلها) خاموشی حکمت ہے مگر
کرنیوالے تھوڑے ہیں۔ یہی خاموشی زبان کی آفات سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

حقیقی مومن، مسلمان، مجاہد اور مہاجر کا بیان

ومن المؤمن الصادق والمسلم

والمجاهد والمهاجر

سیدنا فضالہ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ
الوداع کے موقع پر فرمایا: ”کیا میں تمھیں مومن کے بارے نہ
بتلاؤں کہ وہ کون ہوتا ہے؟ (یاد رکھو!) مومن وہ ہے کہ جس سے
لوگ اپنے مالوں اور جانوں پر امن میں رہیں مسلمان وہ ہے کہ
جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں، مجاہد وہ ہے جو اللہ
تعالیٰ کی اطاعت کے سلسلے میں اپنے نفس سے لڑے اور مہاجر وہ

۲۷۰۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ
بِالْمُؤْمِنِ؟ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ
وَأَنْفُسِهِمْ، وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ
لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي
طَاعَةِ اللَّهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا

وَالذُّنُوبُ)). [الصحيحة: ۵۴۹]

ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو ترک کر دے۔“

تخریج: الصحيحة ۵۴۹۔ احمد (۲/۲۱) ابن ماجہ (۳۹۳۳) ابن حبان (۳۸۲۲) حاکم (۱/۱۱۱۰)

فوائد: حضرت عمر بن خطابؓ سے بخاری و مسلم میں ایک حدیث مروی ہے جسے حدیث جبرائیل علیہ السلام کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جس میں جبرائیل علیہ السلام کا جواب دیتے ہوئے آپؐ پانچ چیزیں (۱) کلمہ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) حج (۵) زکوٰۃ کو شمار کرتے ہیں اور اسے اسلام کا نام دیتے ہیں اور پھر اللہ، فرشتوں کتابوں، رسولوں، آخرت اور تقدیر پر ایمان لانے کو ایمان قرار دیتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام اسکی تصدیق کرتے ہیں جبکہ اس حدیث میں ہے کہ آپؐ نے کہا جس سے لوگوں کا جان و مال محفوظ ہو وہ مومن ہے اور زبان اور ہاتھ کے ساتھ نقصان نہ پہنچائے تو وہ مومن ہے۔ اسکا مطلب ہے کہ جب بندہ ان چیزوں کو قبول کر کے اپنی زندگی کا منشور بنالے گا تو وہ مسلمان یا مومن بن جائیگا اور نقصان پہنچانے سے بچا اس کے حقیقی مسلم یا مومن ہونے کی نشان دہی کیونکہ ان چیزوں پر دل سے ایمان لے آنے کے بعد کسی کیلئے ممکن نہیں کہ وہ کسی کجک یا اے نقصان پہنچانے کا سوچے یہ بھی ممکن ہے جب یہ چیزیں اس کے دل میں راسخ ہو چکی ہوں۔ اور نفس کو اللہ کی اطاعت میں کھپا دینا یہ مجاہدہ کوشش ہے ایسے بندے کیلئے مجاہد کا لفظ استعمال ہوا مگر یہاں پر یہ نفوی معنی میں ہے۔

من خیر الناس منزلةً

مقام کے اعتبار سے سب سے بہتر انسان کا بیان

۲۷۱۔ عن ابن عباس: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ جُلُوسٌ، فَقَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلَةً؟ قُلْنَا: بَلَى قَالَ: رَجُلٌ مُّسْلِكٌ بِرَأْسِ قَرِيْبِهِ. أَوْ قَالَ: قَرَسٍ. فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَمُوتَ أَوْ يُقْتَلَ. قَالَ: فَأُخْبِرُكُمْ بِالَّذِي يَلِيهِ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ أُمِرُوا مُعْتَزِلٌ فِي شَعْبٍ، يَقِيْمُ الصَّلَاةَ، وَيُوْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْتَزِلُ النَّاسَ قَالَ: فَأُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً؟ قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: الَّذِي يُسْأَلُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَلَا يُعْطَى بِهِ)).

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک جگہ بیٹھے تھے رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں بتاؤں جو منزلت کے اعتبار سے سب سے بہتر ہے؟“ ہم نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ آدمی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے گھوڑے کا سر تھاما ہوا ہے“ (یعنی لڑنے کے لئے گھوڑے سمیت تیار ہے) حتیٰ کہ وہ مر جاتا ہے یا اسے شہید کر دیا جاتا ہے۔“ پھر فرمایا: ”اب کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں بتلاؤں جو اس کے بعد مرتبے والا ہے؟“ ہم نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ آدمی ہے جو کسی گھائی میں فروکش ہے نماز قائم کرتا ہے زکاۃ ادا کرتا ہے اور لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے۔“ پھر فرمایا: ”اب کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں بھی بتلا دوں جو مرتبے کے لحاظ سے سب سے برا ہے؟“ ہم نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہے جس سے اللہ جو عظمتوں والا ہے کے نام پر سوال کیا جائے لیکن وہ پھر بھی

[الصحيحة: ۲۵۵]

”دے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۵۵۔ نسائی (۲۵۷۰) دارمی (۲۳۹۵) ابن حبان (۲۰۳) احمد (۱/۳۱۹۲۳۷)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف لوگوں کو بہتر قرار دیا مثلاً کہیں آپؐ نے فرمایا (خیر کم من تعلم القرآن وعلمه) اور کہیں پرفرمایا اور (خیر کم: خیر کم لاهلہ) (ترمذی) کہ جو قرآن سیکھے اور سکھائے وہ تم میں سے بہتر ہے اور دوسری حدیث کے مطابق تم میں سے بہتر وہ ہے جو گھر والوں کے لئے بہتر ہو۔ غرض موقع کی مناسبت سے کبھی کسی اور کبھی کسی کو بہتر قرار دیا گیا ہے اصل میں یہ حالات پر منحصر ہے ایک بندہ نبی کریم ﷺ کے پاس جہاد پر جانکی اجازت مانگتا آپؐ نے پوچھا والدین زندہ ہیں اس نے کہا ہاں کہا ان میں ہی جہاد کر، لیکن اس سب کے باوجود احادیث کے مطالعے سے یہی بات سمجھ آتی ہے کہ جہاد کی صحابہ کرامؓ کے ہاں بڑی اہمیت تھی اور وہ جہاد کو ہر عمل سے بہتر سمجھتے تھے اسی لئے کسی عظیم کام کی خوشخبری دی جاتی تو صحابہؓ کا پہلا سوال جہاد کے بارے میں ہی ہوتا کہ کیا یہ جہاد سے بھی افضل ہے۔ اس سے سمجھ آتی ہے کہ جہاد ایک عظیم عمل ہے۔ اس کے قریب بنایا جانے والا عمل یہ ہے کہ آدمی لوگوں سے الگ تھک رہے نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے۔ اس بات کا تعلق فتنے کے دور کے ساتھ ہے کیونکہ آپؐ کی حدیث ہے (المؤمن الذی یخالط الناس ویصبر علی اذاهم خیر من المؤمن الذی لا یخالط الناس ولا یصبر علی اذاهم) (ترمذی) کہ وہ مؤمن جو لوگوں سے ملکر رہے اور انکی تکلیفوں پر صبر کرے بہتر ہے ایسے مؤمن سے جو لوگوں سے نہ ملے اور نہ انکی تکلیفوں پر صبر کرے۔ یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اس بات کا تعلق فتنے والے دور کے ساتھ ہے کیونکہ اس میں آپؐ نے فرمایا کہ بندہ پہاڑوں پر رہے اور بکریاں چرا کر گزارا کرے تو یہ اس کیلئے خیر کا باعث ہے۔

باب: نیک بیوی کی خصوصیات

سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں آگاہ نہ کر دوں کہ تم مردوں میں سے کون لوگ جنت میں جائیں گے؟“ نبی جنت میں جائے گا، صدیق جنت میں جائے گا، شہید جنت میں جائے گا، نابالغ بچہ جنت میں جائے گا اور وہ آدمی جنت میں جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے لئے شہر کے ایک کنارے میں بسنے والے بھائی سے ملاقات کرنے کے لئے جاتا ہے۔ رہا مسئلہ جنتی عورتوں کا تو وہ یہ ہیں: زیادہ محبت کرنے والی زیادہ بچے جنم دینے والے اور خاوند کے پاس بار بار آنے والی (اور خاوند کی اس قدر مطیع کہ) اگر وہ اس سے ناراض ہو جائے تو وہ اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھ کر کہتی ہے: جب تک آپ مجھ سے راضی نہیں ہوں گے میں کوئی ادنیٰ سی چیز بھی نہیں کھاؤں گی۔

باب: من صفات الزوجة الصالحة

۲۷۲۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِرَجَالِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ، وَالصَّادِقُ فِي الْجَنَّةِ، وَالشَّهِيدُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْمَوْلُودُ فِي الْجَنَّةِ، وَالرَّجُلُ يَزُورُ أَخَاهُ فِي نَاحِيَةِ الْمَصْرِ لَا يَزُورُهُ إِلَّا لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ. وَنِسَاؤُكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ: الْوَدُودُ الْوَلُودُ الْعَوُودُ عَلَى زَوْجِهَا، الَّتِي إِذَا غَضِبَ جَاءَتْ حَتَّى تَضَعَ يَدَهَا فِي يَدِ زَوْجِهَا وَتَقُولَ: لَا أَذُوقُ غَمًّا حَتَّى تَرْضَى)).

[الصحیحة: ۲۸۷]

تخریج: الصحیحة ۲۸۷۔ نسائی فی الکبریٰ (۹۱۳۹) تمام الرازی فی الفوائد (۱۳۱۱) ابن عساکر (۵/۳۵۷)

لایتن رجل عند امرأة ثيب

کوئی شخص کسی بیوہ عورت کے پاس ایک رات بھی نہ
گزارے

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگاہ رہو! کوئی آدمی کسی بیوہ عورت کے پاس رات نہ گزارے الا یہ کہ وہ اس کا خاوند ہو یا محرم۔“

۲۷۳- عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا لَا يَبِيتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثِيْبٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَاكِحًا أَوْ مُحْرَمًا)) [الصحيحه: ۳۰۸۶]

تخریج: الصحيحه ۳۰۸۲- مسلم (۲۱۷۱) نسائی فی الکبریٰ (۹۲۱۵) ابن ابی شیبہ (۳۰۹/۴) ابن حبان (۵۵۸۷)
فوائد: کسی بیوہ عورت کے پاس رات گزارنا منع ہے کنواری لڑکی تو چونکہ رہتی ہی اپنے گھروالوں کے ساتھ ہے اس کے پاس رات کو ٹھہرنا ہی ممکن ہے ہاں بیوہ عورت ہو سکتا کہ اس نے شادی نہ کی ہو اور اپنے بچوں کے ساتھ کسی مقام پر رہتی ہو ایسی صورت اس کے پاس جا کے قیام کرنا یہ خرابی کا باعث ہے اس لیے شریعت نے اس سے روک دیا۔

ایذا النبی ﷺ للمؤمن رحمة و زکاة

نبی کا کسی مومن کو تکلیف دینا رحمت اور پاکی ہے
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! میں تجھ سے ایک وعدہ لیتا ہوں تو اس کی مخالفت نہ کرنا میں تو محض ایک بشر ہوں میں نے جس مومن کو تکلیف دی یا برا بھلا کہا یا اس پر لعنت کی یا اسے کوڑے لگائے تو اس چیز کو اس کے لئے باعثِ رحمت یا باعثِ تزکیہ اور ذریعہ تقرب قرار دے جو اسے روزِ قیامت تیرے قریب کر دے۔“

۲۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَخِذْ عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِيهِ، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّ الْمُؤْمِنِينَ آذَيْتُهُ، شَتَمْتُهُ، جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ، صَلَاةً، وَزَكَاةً وَقُرْبَةً تَقْرُبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[الصحيحه: ۳۹۹۹]

تخریج: الصحيحه ۳۹۹۹- مسلم (۲۷۰۱) بخاری (۶۳۶۱) احمد (۴۳۹۲۳۳/۲) دارمی (۲۷۸)
فوائد: حقوق العباد چونکہ بندوں سے متعلق ہیں اس لئے جب تک اسے بندے معاف نہ کریں تو یہ معاف نہیں ہو سکتے اسی لئے نبی کریم ﷺ دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ اگر میں نے کسی کو مارا یا تکلیف دی ہو تو اللہ اسے اپنے پاس سے کچھ دے دلا کر میرا چھٹکارا کر دینا۔ کیونکہ یہ لازم ہے کہ بندہ معاف کرے اگر غلطی کرنے والا معافی نہیں مانگ سکا تو اللہ اسے اپنے پاس سے اجر عطا کر کے راضی کر دیں اور اس کی جان چھڑوا دیں تو بہتر درندہ اسے اپنے کیے کی سزا پہنچتی پڑے گی۔

باب: النظافة من الاسلام

باب: پاکیزگی اسلام کا حصہ ہے
سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”رسول اللہ ﷺ ملاقات کے لئے ہمارے گھر تشریف لائے ایک پرآگندہ حال آدمی جس کے بال بکھرے ہوئے تھے کو دیکھ کر فرمایا: ”کیا اس

۲۷۵- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ((أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَانِئًا فِي مَنْزِلِنَا قَرَأَى رَجُلًا شَعْنًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ، فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ يَجِدُ

هَذَا مَا يُسْكَنُ بِهِ شَعْرُهُ؟ وَرَأَى رَجُلًا آخَرَ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسَخَةٌ فَقَالَ: أَمَا كَانَ هَذَا يَجِدُ مَاءً يَغْسِلُ بِهِ تَوْبَهُ؟!! [الصحيحة: ٤٩٣]

کے پاس اتنی وسعت نہیں ہے کہ یہ اپنے بال ہی سنوار سکے؟“ اور دوسرے آدمی کے کپڑے میلے تھے کو دیکھ کر فرمایا: ”کیا اس کے پاس اتنی وسعت نہیں کہ یہ اپنے کپڑے دھو سکے؟“

تخریج: الصحيحة ۳۹۳۔ ابو داود (۳۰۶۲) نسائی (۵۲۳۸) احمد (۳۵۷/۲) حاکم (۱۸۶/۲)

فوائد: ہر وقت بن سنور کر رہنا جس طرح اسلام میں اسے مستحسن نہیں سمجھا گیا اسی طرح ہر وقت پرانگندہ رہنا بھی اچھی بات نہیں آپؐ نے فرمایا کہ ایک چھوڑ کر ایک دن کنگھی کی جائے حدیث میں ہے (انہی رسول اللہ ﷺ عن الرجل الاغبا) (ابوداؤد) آپؐ نے روزانہ کنگھی کرنے سے منع کیا۔ ہاں اگر بڑے گھنے بال ہیں تو روزانہ کنگھی کی جاسکتی ہے جیسا کہ آپؐ نے ابوقدّہ کو انکے لمبے بال ہونے کی وجہ سے روزانہ کنگھی کرنے کی اجازت دی (نسائی) اسی طرح لباس کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (والبابك فطهر) (المدثر) اور اپنی کپڑے پاک صاف رکھ۔

باب: گفتگو میں بڑوں کو مقدم کرنا

باب: تقديم الاكابر في الكلام

٢٧٦- عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((أَمْرُنِي جَبْرِيلُ أَنْ أَقْدِمَ الْأَكَابِرَ)). [الصحيحة: ١٥٥٥]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جبریل نے مجھے حکم دیا کہ میں عظیم لوگوں کو مقدم کیا کروں۔“

تخریج: الصحيحة ۱۵۵۵۔ ابوبکر الشافعی فی الفوائد الغیلانیات (۹۲۷) ابونعیم فی الحلیۃ (۱۷۳/۸) احمد (۱۳۸/۲) بخاری (۲۳۶) تعلیقاً

فوائد: بڑوں کو ہر کام میں انکا اکرام کرتے ہوئے آگے رکھنا چاہیے انکی وجہ سے اللہ کی برکات حاصل ہوتی ہیں آپؐ نے فرمایا (البرکۃ مع اکابرکم) (صحیح ابن حبان) بڑوں کے ساتھ برکت ہے اور آپؐ نے فرمایا (ان من اجلال الله اکرام ذی الشیئۃ المسلم) (ابوداؤد) بڑے مسلمان کی عزت کرنا اللہ کی عظمت کے اعتراف میں سے ہے۔ کافی احادیث ہیں جو کہ بڑوں کو آگے رکھنے اور انکی عزت کرنے پر دلالت کرتی ہیں لیکن نوجوان نسل تو اسے غیر ضروری خیال کرتی ہے جو کہ گمراہی کا باعث ہے۔

راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے

اماطة الاذى عن الطريق صدقة

٢٧٧- عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ قَالَ: ((أَمِيطِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، فَإِنَّهُ لَكَ صَدَقَةٌ)) [الصحيحة: ١٥٥٨]

سیدنا ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی عمل بتائیں کہ میں اسے انجام دے سکوں۔ آپؐ نے فرمایا: ”راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دیا کر یہ تیرے لئے صدقہ ہوگا۔“

تخریج: الصحيحة ۱۵۵۸۔ الادب المفرد (۲۲۸) احمد (۳۲۲/۳) ابن سعد (۲۹۹/۳)

فوائد: ایمان کی بہت سی شاخیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹا دیا جائے یہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں مل کر پہاڑوں کی صورت اختیار کر جاتی ہیں اس لئے انہیں حقیر مت سمجھیں۔

نجات والے امور میں سے زبان کی حفاظت اور
آوارگی نہ کرنا بھی ہے

ومن امور النجاة حفظ اللسان و
سعة بيت

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس عمل میں نجات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی زبان کو قابو میں رکھو تمہارا گھر تمہیں اپنے اندر سالا (یعنی بغیر ضرورت کے گھر سے نہ نکلو) اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔“

۲۷۸۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: ((أَمْلِكُ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعَكَ بَيْتُكَ، وَابْكُ عَلَى غَطِيَّتِكَ)). [الصحيحه: ۸۹۰]

تخریج: الصحيحه ۸۹۰۔ ترمذی (۲۳۰۶) احمد (۲۵۹/۵) ابن المبارک فی الزهد (۱۳۴) فوائد: (269) نمبر حدیث کے تحت اسکی تفصیل گزر چکی ہے۔

بھلائی کے علاوہ ہاتھ پھیلانے کی حرمت کا بیان

سیدنا اسود بن اسرم محاربی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے ہاتھ کو روک لے (اور ایک روایت میں ہے کہ) اپنا ہاتھ نہ پھیلا مگر خیر و فلاح کی طرف۔“

تحريم بسط اليد ر إلا إلى خير

۲۷۹۔ عَنْ أَسْوَدَ بْنِ أَسْرَمِ الْمُحَارِبِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَوْصِنِي: قَالَ: ((أَمْلِكُ يَدَكَ، وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تَبْسُطَ يَدَكَ إِلَّا إِلَى خَيْرٍ)). [الصحيحه: ۱۵۶۰]

تخریج: الصحيحه ۱۵۶۰۔ بخاری فی التاريخ (۱/۲۳۴) طبرانی فی الكبير (۸۱۸) ابن ابی الدنيا فی الصمت (۵) فوائد: قیامت کو جب اللہ تبارک و تعالیٰ منہ پر مہر لگا دیں گے تو پھر انسان کے اعضا بول بول کر اسکے خلاف گواہی دیں گے اس لئے انہیں استعمال سے پہلے سوچ لینا چاہیے کہ یہ کسی حرام کام کی طرف نہ بڑھ رہے ہوں۔

باب: رستے میں بیٹھنے کے آداب

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر انصاریوں کی ایک مجلس کے پاس سے ہوا آپ ﷺ نے انھیں فرمایا: ”اگر تم نے راستوں میں بیٹھنا ہی ہے تو مسافر کی رہنمائی کرو سلام کا جواب دو اور مظلوم کی مدد کرو۔“

باب: ادب الجلوس فی الطريق

۲۸۰۔ عَنْ الْبَرَاءِ، قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: ((إِنْ أَمِيتُمْ إِلَّا أَنْ تَجْلِسُوا فَأَهْدُوا السَّبِيلَ، وَرَدُّوا السَّلَامَ، وَأَعِينُوا الْمَظْلُومَ)). [الصحيحه: ۱۵۶۱]

تخریج: الصحيحه ۱۵۶۱۔ احمد (۲۸۲/۳) طحاوی فی المشکل (۱/۶۰) ابن حبان (۵۹۷) ترمذی (۲۷۲۶) فوائد: اسلام نے ہر چیز کے حقوق مقرر کئے ہیں جن میں سے ایک راستہ ہے صحابہ کرامؓ راستوں پر بیٹھ کر مجلس برپا کیا کرتے تھے تو آپ نے انہیں منع فرمایا چونکہ کئی ایک مفاسد تھے جیسا کہ بخاری کی حدیث میں پورا قصہ موجود ہے بخاری کے الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا (لایاکم والجلوس فی الطرقات قالوا مالنا من مجالسنا بد قال فاملکوا ابیتهم فاعطوا الطريق حقه، قالوا فما حق الطريق... الخ)

(بخاری) راستوں میں بیٹھنے سے بچو کہنے لگے ہمارے لئے تو اس کے بغیر چارہ نہیں تو آپؐ نے کہا اچھا نہیں ماننے تو اس کے حق ادا کیا کرو انہوں نے پوچھا جی حق کیا ہے تو آپؐ نے یہ حقوق ذکر فرمائے: (۱) نظر جھکا کر رکھنا (۲) تکلیف دور کرنا (۳) سلام کا جواب دینا (۴) نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا۔ اس حدیث کے مطابق راستہ بتانا ہے اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ اچھی بات کرنا۔ اگر ان حقوق کا خیال رکھا جائے پھر تو ٹھیک ہے ورنہ بیٹھنے سے احتراز ہی کرنا چاہئے۔

دلوں کو نرم کرنے والے امور کا بیان

ومن تلین القلوب

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی سنگ دلی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ”اگر تو دل کو نرم کرنا چاہتا ہے تو مسکین کو کھانا کھلایا کر اور یتیم پر دستِ شفقت رکھا کر۔“

۲۸۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَسْوَةَ قَلْبِهِ، فَقَالَ لَهُ: ((إِنْ أَرَدْتَ تَلِينَ قَلْبِكَ، فَأَطْعِمِ الْمُسْكِينَ، وَأَمْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ)). [الصحيحه: ۸۵۴]

تخریج: الصحيحه ۸۵۴۔ احمد (۲/ ۲۶۳) طبرانی فی مکارم الاخلاق (۱۰۷) بیہقی فی الشعب (۱۱۰۳۳)

فوائد: دل کی سختی انسان کی شخصیت کو عیب دار کر دیتی ہے اس لئے اس سے بچنے کا یہ بہترین نسخہ ہے کہ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے اور یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرا جائے۔ مسند احمد اور ترمذی میں حدیث ہے کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے سے اس کے ہر بال پر جس کے اوپر سے ہاتھ گزرتا ہے نیکیاں ملتی ہیں۔ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ اگرچہ نیکیاں نہ ہی ملیں لیکن دل کا نرم ہونا یہی ایک عظیم نعمت ہے جو کہ بہت سی خیر کا باعث ہے۔

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں میں سب سے بڑا مجرم وہ شاعر ہے جو پورے قبیلے کی مذمت کرتا ہے اور وہ آدمی ہے جو اپنے (حقیقی) باپ کا انکار کر دیتا ہے۔“

۲۸۲۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ جُرْمًا إِنْسَانٌ شَاعِرٌ يَهْجُو الْقَبِيلَةَ مِنْ أَسْرَهَا، وَرَجُلٌ، تَنَفَّى مِنْ أَبِيهِ)). [الصحيحه: ۷۶۳]

تخریج: الصحيحه ۷۶۳۔ الادب المفرد (۱۲۶) ابن ماجہ (۳۷۱) ابن حبان (۵۷۸۵)

فوائد: اشعار کلام کی طرح ہیں ان میں سے اچھے اچھے کلام کی طرح اور برے برے کلام کی طرح ہیں فرمان رسول ﷺ ہے (الشعر بمنزلة الكلام فحسنه كحسن الكلام وقبيحه كقبيح الكلام) (طبرانی اوسط حسن) بخاری حدیث میں ہے (ان من الشعر حکمة) یقیناً کچھ اشعار حکمت والے ہوتے لیکن برے اشعار کسی بھی قسم سے تعلق رکھتے ہوں انکی انتہائی مذمت کی گئی ہے حدیث میں (لان یمتلی جوف رجل فیحا یرہ خیر من ان یمتلی شعرا) کہ آدمی کا پیٹ پیپ جو کہ اسے خراب کر دے اس سے بھر جائے یہ بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھرے۔ اچھے اشعار جس طرح حکمت سے تعلق رکھتے ہیں برے اشعار اسی طرح مختلف خرابیوں کی جڑ ہیں انہی سے گانے وجود میں آتے ہیں جو کہ دلوں میں نفاق کے بیج بو دیتے ہیں جو کہ دلوں کیلئے انتہائی خطرناک بیماری ہے۔ اسی طرح اپنے باپ کی نفی کرنا یعنی اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف اپنے نسب کی نسبت کرنا یہ بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے حدیث میں آتا ہے۔ (من ادعی الی غیر ابیہ او نولی الی غیر موالیہ فعلیہ لعنة الله والملائكة والناس اجمعین لا یقبل منه صرف ولا عدل) جو اپنے باپ سے ہٹ کر کسی اور کی طرف نسبت کرے یا کسی اور کو اپنا مولیٰ قرار دے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس کا نہ فرض قبول ہوگا نہ نفل۔ اپنے نسب کو تبدیل

کرنا نہایت خطرناک گناہ ہے۔

ذم هجو الرجل

۲۸۳۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ فُرْيَةً، لِرَجُلٍ هَجَا رَجُلًا، فَهَجَا الْقَبِيلَةَ بِأَسْرِهِا، وَرَجُلٌ انْتَفَى مِنْ أَبِيهِ، وَزَنَى أُمَّهُ)). [الصحيحه: ۱۴۸۷]

کسی شخص کے عیب بیان کرنے کی مذمت کا بیان
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جھوٹا الزام لگانے میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو ایک آدمی کے عیوب بیان کرنا چاہتا ہے، لیکن وہ اس کے پورے قبیلے کی مذمت کر دیتا ہے اور وہ آدمی بھی ہے جو اپنے (حقیقی) باپ کا انکار کر کے اپنی ماں کو زانیہ قرار دیتا ہے۔“

تخریج: الصحيحه ۱۳۸۷۔ ابن ماجه (۳۷۶۱) بیہقی (۲۳۱/۱۰)

ذم البلیغ من الرجال

آدمیوں میں سے فصاحت و بلاغت جھاڑنے والے کی
مذمت

۲۸۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعًا: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبْغِضُ الْبَلِیْغَ مِنَ الرِّجَالِ، الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ تَخَلَّلَ الْبَاقِرَةَ يَلْسَانُهَا)). [الصحيحه: ۸۸۰]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ آدمیوں میں سے اس بلاغت جھاڑنے والے شخص کو سخت ناپسند کرتا ہے جو (منہ پھاڑ پھاڑ کر تکلف و تصنع سے گفتگو کرتے ہوئے) اپنی زبان کو گائے کے جگالی کرنے کی طرح بار بار پھیرتا ہے۔“

تخریج: الصحيحه ۸۸۰۔ ابو داود (۵۰۰۵) ترمذی (۲۵۸۳) احمد (۱۶۵/۲) ابن ابی شیبہ (۱۵/۹)

فوائد: بات کرنے کا احسن انداز یہ ہے کہ بندہ بتاؤں اور تکلف کو چھوڑ کر سادہ بات کرے سادگی کا بھی ایک اپنا حسن ہوتا ہے اگر زیادہ زور کلام کو بنانے اور ہم قافیہ الفاظ کی ادائیگی پر لگا دیا جائے تو کلام کا اصل مقصود دوسرے کی اصلاح یہ فوت ہو جاتا ہے بندہ اپنی علمیت کی دھاک تو بٹھا لیتا ہے مگر اصلاح کار سے محروم رہتا ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا (إِنَّا أَنْتُمْ بَشَرًا كَمْ؟ فَقَالَ هُمُ الشَّرَارُونَ الْمُتَشَدِّقُونَ) (احمد) تمہیں میں تم میں سے بدترین لوگوں کی خبر نہ دوں؟ کہا وہ فضول بولنے والے باچھیں کھول کر فصاحت کو اپنانے والے ہیں) یعنی سارا زور لفاظیت پر لگا دیں بات اگرچہ کسی کے پلے پڑے نہ پڑے۔

ذبح کے لیے عقیقہ کھانے کی کراہت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ”عقوق“ (یعنی بدسلوکی و نافرینی) کو ناپسند کرتا ہے۔“ ایسے معلوم

باب کراہیۃ اسم العقوق للنسک

۲۸۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْعَقِيقَةِ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْعُقُوقَ، وَكَانَتْ كِرَةً الْإِسْمَ)) قَالُوا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا نَسْأَلُكَ عَنْ أَحَدِنَا يُولَدُ لَهُ،
قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَنْسِكَ عَنْ وَلَدِهِ
فَلْيَفْعَلْ، عَنِ الْغُلَامِ شَتَانٍ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ
الْجَارِيَةِ شَاةٌ)). [الصحيحه: ۱۶۵۵]

ہوتا ہے کہ لفظ (عقیقہ) آپ ﷺ کو ناپسند ہے۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ ہم میں سے کسی کا بچہ پیدا ہوتا ہے (اس کے عقیقہ کی وضاحت کریں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنے بچے کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہتا ہے وہ کرے بچے کی طرف سے دو ہم پلہ بکریاں (یا بھیڑیں) مذکر ہوں یا مؤنث) اور بچی کی طرف سے ایک۔“

تخریج: الصحيحه ۱۶۵۵۔ ابو داود (۲۸۴۲) نسائی (۴۲۱۷) احمد (۱۸۲/۲) حاکم (۲۳۸/۳)

☆ دراصل لفظ ”عقیقہ“ کا مادہ (ع/ق/ق) ہے جس کا معنی بدسلوکی اور نافرمانی کے ہیں اس لئے اس لفظ کو پسند نہیں کیا گیا اس کا حکم اپنی جگہ پر برقرار ہے۔

نوائف: کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائیگا لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک۔ اسے اسلام میں عقیقہ کا نام دیا گیا ہے اس کے فرض یا سنت ہونے کے بارے میں اختلاف ہے عام علماء جمہور اس کے سنت مؤکدہ ہونے کے قائل ہیں جبکہ اہل ظاہر اسے واجب گردانتے ہیں کیونکہ حدیث ہے (کل غلام رھینۃ عن عقیقۃ یذبح عنہ یوم سابعہ ویسمی فیہ ویخلق راسہ) (ترمذی وغیرہ) ہر لڑکا اپنے عقیقہ کے بدلے گروی ہوتا ہے اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائیگا اور اس میں نام رکھا جائیگا اور اس کا سر موٹھا چائیکا۔ فرضیت کے قائلین کی یہ دلیل کہ جس طرح گروی چھروانا لازم ہے اسی طرح چونکہ بچہ گروی ہوتا ہے تو اس کی طرف سے قربانی ہوگی تو وہ گروی سے آزاد ہوگا۔ جبکہ مستحب کے قائل وہ اوپر متن والی حدیث ہی سے دلیل دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”جو پسند کرے“ معطل کو بندے کے سپرد کر دیا گیا ہے چاہے تو کرے یا نہ کرے۔ سمجھ یہی آتی ہے کہ عقیقہ سنت ہے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس کا معنی بیان کرتے ہیں کہ جب بچہ فوت ہو جائے اور اس کا عقیقہ نہ کیا گیا ہو تو وہ اپنے والدین کی سفارش نہیں کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ان الله يحب معالي الأمور واشرافها
۲۸۶۔ عن الحسين بن علي مرفوعاً: ((إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ مَعَالِيَ الْأُمُورِ وَأَشْرَافَهَا، وَيَكْرَهُ سَفْسَافَهَا)). [الصحيحه: ۱۶۲۷]

بلاشبہ اللہ تعالیٰ عزت و رفعت والے کام پسند کرتا ہے
سیدنا حسین بن علی رحمہ اللہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ رفعت و عزت والے امور کو پسند کرتا ہے اور کمینگی و ذلالت والے امور کو ناپسند کرتا ہے۔“

تخریج: الصحيحه ۱۶۲۷۔ طبرانی فی الکبیر (۲۸۹۳) ابن عدی فی الکامل (۸۷۹/۳) قضاعی فی مسند الشہاب (۱۰۷۶)

الاهمية تحديد الرويا للعالم
کسی خیر خواہ یا عالم کو خواب بیان کرنے کی اہمیت کا

بیان

أو الناصح

سیدنا انس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خواب“ تعبیر کے مطابق واقع ہوتی ہے۔ اس کی مثال یوں

۲۸۷۔ عن أنس، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الرُّؤْيَا تَقَعُ عَلَى مَا تَعْبَرُ، وَمَثَلُ ذَلِكَ مَثَلُ

سمجھیں کہ ایک آدمی نے اپنی ٹانگ اٹھائی اب وہ اس انتظار میں ہے کہ اسے کب زمین پر رکھے۔ جب کوئی آدمی خواب دیکھے تو اسے صرف کسی خیر خواہ یا اہل علم کے سامنے بیان کرے۔“

رَجُلٌ رَفَعَ رِجْلَهُ فَهُوَ يَنْتَظِرُ مَتَى يَضَعُهَا، فَإِذَا رَأَى أَحَدَكُمْ رُؤْيَا، فَلَا يُحَدِّثُ بِهَا إِلَّا نَاصِحًا أَوْ عَالِمًا. [الصحيحہ: ۱۲۰]

تخریج: الصحيحہ ۱۲۰۔ حاکم (۳/۳۹۱)

فوائد: (231) نمبر حدیث کے تحت اسکی تفصیل گزر چکی ہے۔

اپنے بھائی کی زیارت کرنے کی فضیلت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت کے لئے گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ بٹھادیا جو اس کا انتظار کرتا تھا جب وہ شخص اس کے پاس سے گزرا تو فرشتے نے پوچھا: تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا: اس بستی میں میرا بھائی رہتا ہے اس کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا: کیا اس کا تم پر کوئی احسان ہے؟ جس کی وجہ سے تم یہ تکلیف اٹھا رہے ہو اور اس کا بدلہ اتارنے جا رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ صرف اس لئے جا رہا ہوں کہ میں اس سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: میں تیری طرف اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہوں (اور یہ بتانے کے لئے آیا ہوں کہ) اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے جیسے تو اس سے صرف اللہ کے لئے محبت کرتا ہے۔“

فضل زیارۃ اخیه

۲۸۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ رَجُلًا زَارَ أَخَاهُ لَهُ فِي قَرْيَةٍ، فَأَرَصَدَ اللَّهُ تَعَالَى. عَلَى مَذْرَجَتِهِ مَلَكًا، فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ الْمَلَكُ قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أَزُورُ أَخَاهُ فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ: هَلْ لَهُ عَلَيْكَ مِنْ نِعْمَةٍ [تَرْبُهَا]؟ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللَّهِ، قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ. قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحَبَّتْهُ لَهُ)). [الصحيحہ: ۱۰۴۴]

تخریج: الصحيحہ ۱۰۴۴۔ ابوبکر الشافعی فی الفوائد (الغیلانیات) (۱۰۸۴) احمد (۲/۳۰۸) مسلم (۲۵۶۷)

فوائد: اللہ پر ایمان لانے کا تقاضا ہے کہ بندے کی محبت و نفرت اللہ کیلئے ہے کیونکہ اس کے بغیر بندے کا ایمان ناقص رہتا ہے جیسا کہ حدیث ہے (من احب لله و ابغض لله و اعطى لله و منع لله فقد استكمل الايمان) (ابوداؤد) جس نے اللہ کیلئے محبت کی اور اسی کیلئے نفرت اور اللہ کیلئے دیا اور اللہ کیلئے روک کر رکھا تحقیق اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔ اللہ کیلئے محبت ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہماری دوستی اللہ کے نیک صالح بندوں سے ہو اور کفار و منافقین جو کہ اللہ کے دشمن ہیں ان سے نفرت رکھیں کیونکہ دوست کا دوست دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن دشمن۔ یہ ایسا نام ہے کہ جس کی بناء پر اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے اور بندہ ایسے عظیم مراتب پر فائز ہو جاتا ہے جو کہ انبیاء اور شہدا کیلئے بھی رشک کا باعث ہونگے حدیث میں کہ عرش کے گرد نور کے منبر ہونگے ان پر ایسی قوم ہوگی جسکے لباس اور چہرے نور کے ہوں گے اور وہ انبیاء اور شہدا نہیں ہونگے مگر ان پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے (صحابہ) نے کہا ہمیں انکے بارے میں بتائیے آپ نے فرمایا (المتحابون فی اللہ و المتجالسون فی اللہ و المتزاورون فی اللہ) (نسائی۔ صحیح) اللہ کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرنیوالے اور اسی کی وجہ سے ایک دوسرے

سے مجلس اور ایک دوسرے کی زیارت کر نیوالے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ یہ دوستی اور محبت خالص اللہ کی رضا کیلئے ہو کسی دنیاوی غرض یا مقصد کیلئے نہ ہو۔

ذم أن يقال لا يغفر لفلان

۲۸۹۔ عَنْ جُنْدُبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَ: ((إِنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللَّهِ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ لِفُلَانٍ، وَإِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَى أَنْ لَا أُغْفِرُ لِفُلَانٍ؟ فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ، وَأَحْبَطْتُ عَمَلَهُ)) أَوْ كَمَا قَالَ۔ [الصحيحة: ۱۶۸۵]

اس قول کی مذمت کہ فلاں کو معاف نہیں کیا جائے گا

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کون ہے جو مجھ پر قسم اٹھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا؟ میں نے اس کو بخش دیا اور تجھ (قسم اٹھانے والے) کے اعمال ضائع کر دیئے۔“ یا جیسے اس نے کہا۔

تخریج: الصحيحة ۱۶۸۵۔ مسلم (۲۶۵۳) احمد (۲/۶۲۸ ۱۷۴۳) ابن جریر طبری (۶/۲۱۹)

فوائد: کسی کی ظاہری حالت کو دیکھ کر اس پر حکم لگانے کی جلدی نہیں کرنی چاہیے ہو سکتا جس کی بدکرداری کو دیکھ کر اسے راندہ درگاہ قرار دیں وہی کمال اس کا مقبول بندہ بن جائے اور ہم اپنے قول کی بناء پر پکڑے جائیں نیک کی نیکی دیکھ کر رشک اور بد کی بدی دیکھ کر اسے سمجھایا تو جاسکتا ہے مگر اللہ کی رحمت یا اس کی غضب کا اسکے بارے میں فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ جب اللہ نواز نے پر آتا ہے تو معمولی عمل پر بھی رحمت و مغفرت کی برسات کر دیتا ہے جیسا بنی اسرائیل کے ذوالکفل کا قصہ کہ ساری زندگی گناہ کرتا رہا، ایک دفعہ ایک عورت کو رقم کی ضرورت پڑی تو اس کے پاس آئی اس نے گناہ کا تقاضا کیا تو وہ مجبوراً مان گئی جب یہ تنہائی میں اس کے پاس گیا تو خوف سے رونے کا پھینے لگی تو اس کے دل میں بات آگئی اس نے کہا۔ (تفعلین انت هذا وما فعلته، اذهبی لک وقال لا والله، لا اعصى الله بعد هذا) (ترمذی) تو نے ابھی کچھ کیا نہیں تو تیری یہ حالت ہے جا یہ لے جا اور کہنے لگا اللہ کی قسم اب میں کبھی گناہ نہیں کروں گا۔ وہ اسی رات فوت ہو جاتا ہے اگلے دن اس کے دروازے پر لکھا ہوتا ہے (انا الله قد غفر لكفل) اللہ نے یقیناً کفل کو معاف کر دیا۔ اللہ کا یا پلٹنے پر آئے تو جہنم کے کنارے سے اٹھا کر جنت کی رونقوں کا مالک بنادے اس لئے کسی کی موت نے پہلے کسی کے بارے میں اسکے جنتی یا جہنمی ہونے کا قطعی فیصلہ نہیں دیا جاسکتا، اللہ چاہے تو بلعم باعور جیسے بنی اسرائیل کے عابد زہد کو موت کے قریب جہنم کا ایندھن بنادے اور فضیل بن عیاض جیسے ذاکو کو اپنے مقربین میں کر لے۔

کلام کی اہمیت کا بیان کہ وہ جنت بھی ہے اور جہنم بھی

سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی بات کرتا ہے اور اسے گمان نہیں ہوتا کہ یہ (یعنی اس کا اچھا اثر) کہاں تک پہنچے گا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لئے قیامت کے دن تک اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے اور آدمی (بعض دفعہ) اللہ کی ناراضی کا ایسا کلمہ بولتا ہے اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ (یعنی اس کا برا اثر)

باب من اهمية الكلام بانه جنة و نار

۲۹۰۔ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْزَلِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ، مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَّغَتْ، يَكْتُوبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ، مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَّغَتْ يَكْتُوبُ اللَّهُ

لَهَا سَخَطَةٌ إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاءُ)).

[الصحيحه: ۸۸۸] ملاقات کے دن تک اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔“

تخریج: الصحيحه ۸۸۸۔ مالک فی الموطا (۲/ ۹۸۵) ترمذی (۲۳۱۹) ابن ماجہ (۳۹۶۹) احمد (۳/ ۳۶۹)

فوائد: چھوٹی زبان سے ادا ہونے والے مختصر کلمات اس قدر اہمیت کے حامل ہیں کہ یا تو ساری زندگی حتیٰ کہ قیامت تک بندے کو محبوبانِ خدا میں شامل کر دیتے ہیں یا ہمیشہ کیلئے مردود ٹھہرا دیتے ہیں۔ مزید تفصیل حدیث نمبر (269) کے تحت دیکھیں۔

الأمر بإفشاء السلام

سلام کو عام کرنے کا حکم

۲۹۱۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ السَّلَامَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى. وَضَعَهُ فِي الْأَرْضِ، فَأَفْشَوْا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے اسمائے (حسنی) میں ایک نام ”سلام“ ہے جسے اللہ نے زمین میں نازل کیا لہذا تم آپس میں سلام کو عام کرو۔“

[الصحيحه: ۱۸۴]

تخریج: الصحيحه ۱۸۴۔ الادب المفرد (۹۸۹) من حدیث انس رضی اللہ عنہ ابو الشیخ فی الطبقات (۳۰۹/ ۹۲۱) من حدیث ابن مسعود عبد الرزاق (۲۰۱۱۷) طبرانی فی الاوسط (۳۰۳۲) فی حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

فوائد: (249) نمبر حدیث کے تحت اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

۲۹۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ السَّلَامَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ وَضَعَهُ اللَّهُ فِي الْأَرْضِ، فَأَفْشَوْهُ فَبَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى الْقَوْمِ فَرَدُّوا عَلَيْهِ تَكَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ فَضْلٌ دَرَجَةً، لِأَنَّهُ ذَكَرَهُمْ، فَإِنْ لَمْ يَرُدُّوا عَلَيْهِ رَدًّا عَلَيْهِ مِنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُمْ وَأَطْيَبُ)).

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سلام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جسے اس نے زمین میں نازل کیا اس کو آپس میں پھیلاؤ۔ جب آدمی لوگوں پر سلام کرتا ہے اور وہ اسے جواب دیتے ہیں تو سلام کرنے والے کو ان پر فضیلت حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ ان کو یاد کرتا ہے۔ اور اگر وہ جواب نہ دیں تو وہ (بندگانِ خدا) جواب دیتے ہیں جو ان سے بہتر اور پاکیزہ ہیں۔“

[الصحيحه: ۱۶۰۷]

تخریج: الصحيحه ۱۶۰۷۔ طبرانی (۱۰۳۹۱) ابو الشیخ فی الطبقات (۳۰۹/ ۹۲۱) بزار (الکشف: ۱۹۹۹) (البحر الزخار: ۱۷۷۱)

فوائد: ”السلام“ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اہل دنیا کو تحفہ ہے اور اللہ نے مسلمانوں کو یہ شعار (نشانی) کے طور پر عطا کیا ہے اور اسے زمین پر پھیلانے کا حکم دیا ہے جنت میں بھی اس کا خصوصی اہتمام ہوگا دو مسلمان جب آپس میں ملیں تو انکا ایک دوسرے پر حق ہے کہ وہ ایک دوسرے کو سلام کہیں ان میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کہے جیسا کہ حدیث میں ہے (ان اولی الناس باللہ من بدء بالسلام) (احمد، ترمذی) لوگوں میں سے اللہ کے زیادہ قریب وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔ اور بیعتی میں ہے (البادی بالسلام بری من الکبر) (ضعیف) پہلے سلام کرنے والا کبر سے بری ہے۔

کامیابی اور ناکامی میں گفتگو کی اہمیت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”بندہ ایک بات کرتا ہے اس میں غور و فکر نہیں کرتا اور وہ اس بات کی وجہ سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ جہنم کی آگ کی طرف گر جاتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۵۳۰۔ احمد (۲/ ۳۷۹۲۸۷) بخاری (۶۳۷۷) بزیادة مسلم (۲۹۸۸) ترمذی (۲۳۱۳)

فوائد: تفصیل گزر چکی ہے۔ (269) نمبر حدیث

باب: قبلہ رخ مجلس کی فضیلت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر چیز کا ایک سردار ہوتا ہے اور مجلس کا سردار وہ ہے جس کی طرف تمام (شرکائے مجلس) رخ کر کے بیٹھے ہوں۔“

تخریج: الصحیحة ۲۶۳۵۔ طبرانی فی الاوسط (۲۳۷۵) طبرانی فی الاوسط (۸۳۵۷) و ابن عدی فی الکامل (۷/ ۷۸۵) من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما

فوائد: نبی کریم ﷺ مجلس کے اندر سب کے ساتھ تشریف فرما ہوتے آپ کے لئے کوئی خاص مسند وغیرہ نہیں لگائی جاتی تھی۔ مجلس کے افراد آپ کی طرف رخ کر کے بیٹھ جاتے جس سے پتہ چلتا کہ امیر مجلس کون ہے۔

مصافحہ کرنے کی فضیلت کا بیان

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب ایک مومن دوسرے مومن کو ملتا ہے اسے سلام کہتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے تو اس کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔“

فضل المصافحة

۲۹۵۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا لَقِيَ الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَآخَذَ بِيَدِهِ فَصَافَحَهُ تَنَاضَرَتْ خَطَايَا هُمَا كَمَا تَنَاضَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ)).

[الصحیحة: ۲۶۹۲، ۵۲۶]

تخریج: الصحیحة ۵۲۶۔ طبرانی فی الاوسط (۲۳۷۷) ابن وهب فی الجامع (۱۸۲) ابن شاہین فی فضائل الاعمال (۳۲۷)

فوائد: ”مصافحہ“ یہ باب ”صاحفِ صحاح“ سے مصدر ہے صفحہ پھیل کو کہتے ہیں تو مصافحہ کا معنی ہوا پھیلنے سے ملانا۔ تو ظاہر ہے کہ ایک ہاتھ کی پھیل دوسرے کے ہاتھ سے مل گئی تو مصافحہ ہو گیا اس میں دونوں ہاتھ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں کچھ لوگ کہتے ہیں مصافحہ کیلئے دونوں ہاتھ آگے کرنا ضروری ہیں دلیل اس کی یہ دیتے ہیں کہ آپ نے ایک بچے کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور اسے تعلیم دی۔ جبکہ وہ ایک

خاص حالت تھی آپ اس کے ساتھ مصافحہ نہیں کر رہے تھے بلکہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے تعلیم دے رہے تھے جیسا کہ کوئی استاد اپنے چاہتے ہوئے کر سکتا ہے اسے مصافحہ کیلئے دلیل کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔ بخاری ادب المفرد اور ابوداؤد صحیح سند سے حضرت انس سے نقل کرتے ہیں کہ سب سے پہلے اہل یمن نے آکر مصافحہ کے ساتھ سلام کیا۔ اس طرح پھر نبی کریم ﷺ سے مصافحہ کی سنت جاری ہو گئی۔ مصافحہ چونکہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے اس لئے اسے کثرت سے کرنا چاہئے۔

دین اور عمل صالح فضیلت والے امور میں سے ہیں

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی کا نسب کے اندر عیب جوئی کرنا کسی کے حق میں کوئی عیب والی بات نہیں ہے کیونکہ تم سب کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے مگر دین اور عمل صالح کی بنا پر۔ آدمی کے (برا ہونے کے لئے) یہی کافی ہے کہ وہ فحش گو ہو بد کلام اور بد اخلاق ہو بخیل اور بزدل ہو۔“

الدین والعمل الصالح من الامور الفضيلة

۲۹۶۔ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ مَسَابِكُمْ هَذِهِ وَلَيْسَتْ بِمَسَابٍ عَلَى أَحَدٍ، وَإِنَّمَا أَنْتُمْ وَلَدُ آدَمَ طُفُفِ الصَّاعِ لَمْ تَمْلُؤُوهُ، لَيْسَ لِأَحَدٍ عَلَى أَحَدٍ فَضْلٌ إِلَّا بِدِينٍ، أَوْ عَمَلٍ صَالِحٍ، حَسِبَ الرَّجُلُ أَنْ يَكُونَ فَاحِشًا بَذِيئًا بَوَحِيلًا جُبَانًا)). [الصحيحة: ۱۰۳۸]

تخریج: الصحيحة ۱۰۳۸۔ ابن وهب في الجامع (۳۱) طحاوی فی المشکل (۳/۳۶۵) احمد (۳/۱۳۵) ابن حجر فی التفسیر (۸۹/۲۹)

فوائد: اسلام کے اندر اگر کوئی فضیلت کا معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے جیسا کہ جتہ الوداع کے مشہور خطبے کے اندر آپ نے اعلان کیا کہ کسی گورے کو کالے پر یا کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں اگر فوقیت کا کوئی معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے۔

اشعار اور بیان کی اہمیت

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بدو نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور انتہائی واضح انداز میں کلام کیا (مسند احمد کی روایت میں ہے کہ وہ آپ ﷺ کی تعریف بیان کرنے لگا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بعض فصیحانہ کلام تو جادو کا اثر رکھتے ہیں اور بعض اشعار حکمت و دانائی سے لبریز ہوتے ہیں۔“

اهمية البيان والشعر

۲۹۷۔ عَنْ بَنِي عَبَّاسٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ بَيِّنٍ (وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ: فَجَعَلَ يَتَنَبَّأُ عَلَيْهِ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْبَيِّنِ سِحْرًا، وَإِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمًا)). [الصحيحة: ۱۷۳۱]

تخریج: الصحيحة ۱۷۳۱۔ بخاری فی الادب المفرد (۸۷۲) ابوداؤد (۵۵۰۱۱) ابن ماجہ (۳۷۵۶) احمد (۱/۲۶۹) ۲۷۳

فوائد: جادو مد مقابل کے دماغ کو کنٹرول کر کے اس سے اپنی مرضی کا کام لے لینے کو کہتے ہیں یا آنکھوں پر جادو کر کے اس کو وہ چیز دکھائی جائے جو کہ اصل واقعہ نہ ہو جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں فرعون کے جادو گروں نے کیا تھا قرآن میں (قَالَ الْقَوَا فَلَمَّا الْقَوَا سَحَرُوا عَيْنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءَ وَبَسَحَرُ عَظِيمٍ) موسیٰ علیہ السلام نے کہا والو۔ پس جب ان جادو گروں نے ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور ان پر ہیبت طاری کر دی اور وہ عظیم جادو لے کر آئے۔ جادو گروں نے اصل میں رسیاں پھینکی تھیں جو کہ حقیقت میں رسیاں ہی رہیں مگر انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر ایسا جادو کیا کہ انہیں رسیاں حرکت کرتی نظر آئیں اور وہ انہیں سانپ سمجھ کر ڈرنے لگے تو جادو سے اشیاء کی

حقیقت تو نہیں بدلتی مگر انسان کے اعضاء اسکے دماغ پر ایسا کنٹرول کیا جاتا ہے کہ وہ چیز حقیقت کے برعکس نظر آتا شروع ہو جاتی ہے۔ یہی حال بیان، تقریر کا ہے کہ ایک فصیح و بلیغ خطیب زور بیان سے ایسا نقشہ کھینچتا ہے کہ گھر سے نکلنے والا پراسن بندہ اسکے اشارے پر جان سے گزرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض اشعار اس قدر پر حکمت ہوتے ہیں کہ لمبی چوڑی بات چند الفاظ میں سودیتے ہیں اور آدھے گھنٹے کے خطاب سے بھی نہ سمجھ آنے والی بات ایک لمحے میں سمجھ آ جاتی ہے اسی طرح برہنہ کیا گیا ہے کہ شعر مد مقابل کو گنگ کر دیتا ہے۔ ثناء اللہ امرتسری بھٹہ کا واقعہ ہمارے استاذ سناتے ہیں کہ ایک دفعہ انکا عیسائی پادری سے مناظرہ تھا مولوی صاحب وقت پر اسٹیج پر پہنچ گئے عوام بھی جمع تھی تھوڑی دیر بعد پادری بھی تشریف لے آتا ہے اس دور میں انگریزوں نے مبلغوں کو ”سیمیں“ فراہم کی ہوئی تھیں پادری سیاہ چمچ زدہ منہ کے ساتھ گاڑی سے اتر اور ساتھ انکے گوری جنی میم تو مولانا صاحب کھڑے ہوئے اور برجستہ شعر پڑھ دیا۔

لگور کی آغوش میں حور خدا کی قدرت ہے

زارغ (کوا) کی چونچ منہ میں انگور خدا کی قدرت ہے

لوگوں نے شور مچا دیا اور پادری انہی قدموں پر واپس بھاگ گیا۔

۲۹۸۔ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ مِنْ الشُّعْرِ حِكْمَةً)) [الصحيحه: ۲۸۵۱]

سیدنا ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بعض اشعار حکمت و دانائی پر مشتمل ہوتے ہیں۔“

تخریج: الصحيحه ۲۸۵۱۔ بخاری (۲۱۳۵) والادب المفرد (۸۵۸) ابوداود (۵۰۱۰) ابن ماجہ (۳۷۵۵) احمد (۳۵۶/۳)

فوائد: شرح اوپر گزر چکی ہے۔

سلام عام کرنا عمدہ گفتگو کرنا بخشش کو واجب کر نیوالے

ان من موجبات المغفرة بذل السلام

امور ہیں

و حسن الكلام

۲۹۹۔ سیدنا ہانی بن یزید ؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سلام عام کرنا اور اچھا کلام کرنا ایسے اعمال ہیں جو بخشش کو واجب کر دیتے ہیں۔“

۲۹۹۔ عَنْ هَانِي بْنِ يَزِيدٍ: قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، فَقَالَ: ((إِنَّ مِنْ مَوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ: بَذْلُ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ)). [الصحيحه: ۱۰۳۵]

تخریج: الصحيحه ۱۰۳۵۔ خرائطی فی مکارم الاخلاق (۱۳۱) قضاعی فی مسند الشہاب (۱۱۳۰) طبرانی فی الکبیر (۱۸۰/۲۲)

فوائد: سلام کی بحث گزر چکی ہے کہ کس طرح سلام بندے کو مومن بنا کر جنت کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اسی طرح اچھا کلام جو کہ اچھے اخلاق کا نتیجہ ہوتا ہے یہ دونوں ملکر بندے کو مغفرتوں سے ہمکنار کر کے جنت کا پکا وارث بنا دیتے ہیں ”قولوا للناس حسنا“ کی طرح بہت سی آیات اچھی کلام کے وجوب پر دال ہیں۔

اللہ تعالیٰ بدزبانی کو پسند نہیں کرتا

ان الله لا ينعم الفحش

سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور (السلام علیکم کی بجائے) کہا: اے محمد! اَلْسَا!

۳۰۰۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ دَخَلَ يَهُودِيٌّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ!

عَلَيْكُمْ (یعنی آپ پر موت اور ہلاکت ہو)۔ آپ ﷺ نے یوں جواب دیا: ”وَعَلَيْكَ (اور تجھ پر بھی ہو)۔“ سیدہ عائشہؓ کہتی ہیں: میں نے بات تو کرنا چاہی لیکن مجھے معلوم تھا کہ آپ ﷺ ناپسند کریں گے اس لئے میں خاموش رہی۔ ایک دوسرا یہودی آیا اور کہا: اَلْسَامُ عَلَيْكُمْ (آپ پر موت اور ہلاکت پڑے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وَعَلَيْكَ (اور تجھ پر بھی ہو)۔“ اب کی بار بھی میں نے کچھ کہنا چاہا لیکن آپ ﷺ کے ناپسند کرنے کی وجہ سے (خاموش رہی)۔ پھر تیسرا یہودی آیا اور کہا: اَلْسَامُ عَلَيْكُمْ۔ مجھ سے صبر نہ ہوسکا اور میں بول اٹھی: بندرو اور خزیرو کے بھائیو! تم پر ہلاکت ہو! اللہ کا غضب ہو اور اس کی لعنت ہو۔ جس انداز میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو سلام نہیں دیا، کیا تم وہ انداز اختیار کرنا چاہتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ بدزبانی اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا“ انھوں نے ”اَلْسَامُ عَلَيْكَ“ کہا اور ہم نے بھی (بدگوئی سے بچتے ہوئے) میں صرف ”وَعَلَيْكَ“ کہہ کر جواب دے دیا۔ دراصل یہودی حاسد قوم ہے اور (ہماری کسی) خصلت پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا کہ سلام اور آمین پر کرتے ہیں۔“

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَعَلَيْكَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَهَمَمْتُ اَنْ اُتَكَلَّمُ، فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذَلِكَ، فَسَكَتُ ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ: ((وَعَلَيْكَ)) فَهَمَمْتُ اَنْ اُتَكَلَّمُ، فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذَلِكَ، ثُمَّ دَخَلَ الثَّالِثُ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ: فَلَمْ اُصْبِرْ حَتَّى قُلْتُ: وَعَلَيْكَ السَّامُ وَعَظَبَ اللَّهُ وَلَعَنَتْهُ اِخْوَانُ الْفِرْدَوْسِ وَالْخَنَازِيرِ! اَتَحْيَوْنَ رَسُولَ اللَّهِ بِمَا لَمْ يُحِبِّهِ اللَّهُ؟! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ، قَالُوا قَوْلًا فَرَدَدْنَا عَلَيْهِمْ، اِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ حَسَدٌ، وَاِنَّهُمْ لَا يَحْسُدُوْنَا عَلَى شَيْءٍ كَمَا يَحْسُدُوْنَا عَلَى السَّلَامِ، وَعَلَى ((آمین))۔

[الصحيحہ: ۶۹۱]

تخریج: الصحيحہ ۶۹۱۔ ابن خزيمة (۵۴۳) ابن ماجہ (۸۵۶) الادب المفرد (۹۸۸) احمد (۱۳۴/۹) (۱۳۵)
فوائد: (251) نمبر حدیث کے تحت اسکی تفصیل گزر چکی ہے۔

باب: عورتوں کی غیرت کا بیان

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا ابوسلمہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو (ان کی بیوی) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ مجھے کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: اے اللہ! بیشک تو ام سلمہ کے حق میں مجھ سے بہتر ہے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ کو پیغام نکاح بھیجا۔ انھوں نے جواباً کہا: میری عمر زیادہ ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

باب: غیرۃ النساء

۳۰۱۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا سَلَمَةَ الْوَفَاةَ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِلَى مَنْ تَكَلِّفُنِي؟ فَقَالَ: اَللَّهُمَّ! إِنَّكَ لَأُمُّ سَلَمَةَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ. فَلَمَّا تَوَفَّى، خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي كَبِيرَةٌ السِّنِّ، قَالَ: ((أَنَا أَكْبَرُ مِنْكَ سِنًا وَالْعِيَالُ عَلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَأَمَّا الْغَيْرَةُ، فَأَرْجُو اللَّهَ

أَنْ يَذْهَبَهَا)) فَتَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأُرْسِلَ إِلَيْهَا، بِرَحَائِلَ وَحَرَّةٍ لِلْمَاءِ!- [الصحيحه: ۲۹۳]

”میں تجھ سے بڑا ہوں تیرے بچے اللہ اور اس کے رسول کے سپرد اور رہا مسئلہ جوش و ناگواری (اور غصے میں آ جانے کا) تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ختم کر دے گا۔“ بالآخر رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کر لی اور ان کی طرف دو چکیاں اور پانی کا ایک گھڑا بھیجا۔

تخریج: الصحيحه ۲۹۳۔ ابو یعلیٰ (۳۱۶۱) ضیاء المقدسی فی المختارہ (۲۰۸/۷) من حدیث انس رضی اللہ عنہ احمد (۳۰۷/۶) عبد الرزاق (۱۰۶۳۳) نسائی (۳۲۵۶) من حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا

فوائد: ابوسہ اکا نام عبداللہ بن عبدالاسد تھا یہ آپ کے رضائی بھائی تھے یہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور اسلام کی پہلی لڑائی بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں بھی۔ احد میں زخمی ہو گئے تھے پھر پانچ یا سات ماہ بعد وفات پا گئے تو انکی وفات کے بعد شوال میں رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کر لی سن 4 ہجری میں اور یہ اسٹھ (61) ہجری کے آخر میں فوت ہوئیں۔ صحابہ کرام جنگوں میں شریک ہوئے انہوں نے کبھی بھی جہاد پر جاتے ہوئے پچھلوں کی فکر نہ کی انکا غیر ہی توکل تھا جب انکی وفات کا وقت قریب آیا تو ام سلمہ نے دریافت کیا کہ کس کے سہارے چھوڑے جارہے ہیں تو کہا یا اللہ تو ام سلمہ کیلئے مجھ سے بہتر ہے چنانچہ انکے فوت ہونے کے بعد اللہ نے انکو نبی کریم ﷺ کے عقد میں پہنچا دیا۔ ام سلمہ کو شادی کے نام پر غیرت آ رہی تھی کہ لوگ کہیں گے خاوند فوت ہوا تو دوسرا نکاح کر لیا ایک حدیث میں ہے آپ نے کہا کہ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں وہ تمہاری غیرت کو دور کر دے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جھگڑا چھوڑ دینے کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس شخص کے لئے جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دیا (اپنے حق سے دستبردار ہو گیا) اور اس شخص کے لئے جنت کے درمیان میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے مزاح کے طور پر بھی جھوٹ نہیں بولا اور اس شخص کے لئے جنت کے بلند ترین حصے میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس کا اخلاق اچھا ہوا۔“

فضل ترك المراء

۳۰۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعًا: ((أَنَا زَعِيمٌ بَيِّنٌ فِي رُبُضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُوَحِّقًا وَبَيِّنٌ فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكُذْبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا وَبَيِّنٌ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَنَ خُلُقَهُ)). [الصحيحه: ۲۷۳]

تخریج: الصحيحه ۲۷۳۔ ابوداود (۳۸۰۰) ابن عساکر (۹۲/۱۰) دولابی فی الکنی (۱۳۳/۲)

فوائد: حق پر ہوتے ہوئے پیچھے ہٹ جانا اور جھگڑا چھوڑ دینا یہ آسان کام نہیں اسی لئے اس پر جنت کی بشارت دی گئی ہے لوگ جھوٹ پر ہونیکے باوجود اپنی بات کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتے یہ تو بھر سچائی پر ہے اس کیلئے کس قدر دشوار ہوگا اسی ہنسی مزاح کے وقت جھوٹ سے بچنا جانا اور اچھے اخلاق کو اپنانا انتہائی دشوار کام ہے اس لئے انکی فضیلت بھی زیادہ اور بدلے میں جنت کا وعدہ ہے خاص کر حسن اخلاق کے مالک کو زبان رسالت سے بہترین بندہ ہونیکا اعزاز ملا ہے حدیث میں ہے (ان من خيارکم احسنکم اخلاقا) (شفق علیہ) یقیناً تم میں سے بہترین وہ

ہے جسکا اخلاق سب سے اچھا ہے۔ ایک جگہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں (ان من احبکم الی احسنکم اخلاقاً) (بخاری) تم میں سے سب سے زیادہ محبوب مجھے وہ ہے جو تم میں سے اخلاقاً اچھا ہے۔ اور قیامت کو ترازو میں بھی یہ انتہائی ثقیل ہوگا۔

قابل ستر چیزوں کو دیکھنے کی حرمت کا بیان

تحريم رقبة العورة

۳۰۳۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ صَخْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّا نُهَيِّئُ أَنْ تُرَى عَوْرَاتُنَا)).
سیدنا جابر بن صخرؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”ہمیں منع کیا گیا ہے کہ ہمارے قابل ستر اعضائے جسم کو دیکھا جائے۔“ [الصحيحہ: ۱۷۰۶]

تخریج: الصحيحہ ۱۷۰۶۔ حاکم (۳/۲۲۳) بیہقی فی الشعب (۷۷۵۲) ابن ابی حاتم فی العلل (۲/۲۷۶) ابونعیم فی المعرفة (۱۳۷۲)

فوائد: ستر یعنی پردے والی جگہ کو دیکھنا حرام ہے مرد اور عورت کے ستر میں فرق ہے مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (لاتبرز فخذك ولا تنظر الى فخذ حبي ولا ميت) (ابوداؤد) اپنی ران ظاہر نہ کر اور نہ کسی زندہ یا مردہ کی ران کی طرف دیکھ۔ یہ حدیث شواہد کی بناء پر صحیح ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی کی ران بھی پردے والی جگہ میں شامل ہے جبکہ اسکے برعکس عورت کا سارا جسم عورت یعنی پردے کے لائق ہے آپؐ نے فرمایا (لا يقبل الله صلاة حائض الا بخمار) (احمد وغیرہ) اللہ بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں کرتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ عورت کو سارا جسم ڈھانکنے کا حکم ہے آپؐ نے عورت کو ہاتھ اور چہرہ چھو کر سارا جسم ڈھانپنے کا حکم دیا۔ ستر والے اعضاء کو ہر وقت ڈھانپ کر رکھنا یہ حیا اور ایمان کا حصہ ہے حتیٰ کہ بندہ اکیلا بھی ہوا ہے تب بھی جسم کو ڈھانپ کر رکھنے کا حکم ہے آپؐ نے فرمایا (اللہ تبارک وتعالیٰ احق ان يستحيٰ منه) (احمد وغیرہ) اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔

یتیم کی کفالت کرنے کی فضیلت کا بیان

فضل كفالة اليتيم

۳۰۴۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ مَرْفُوعاً: ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَلِيلًا)).
سیدنا سہل بن سعدؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔“ پھر آپؐ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور ان کے درمیان معمولی فرق کیا۔ [الصحيحہ: ۸۰۰]

تخریج: الصحيحہ ۸۰۰۔ بخاری (۵۳۰۳) والادب المفرد (۱۳۵) ابوداؤد (۵۱۵۰) ترمذی (۱۹۱۸) احمد (۵/۳۳۳)

فوائد: اسلام نے یتیموں کی کفالت مسکینوں کو کھانا کھانا درد مندوں کی غمخواری کرنا اس کو بڑی اہمیت دی ہے قرآن میں بار بار اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیغمبروں کو اس بات کا حکم دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (فاما اليتيم فلا تقهر واما السائل فلا تنهر) (النحل) پس بہر حال یتیم پر سختی نہ کر اور سوالی کو نہ جھڑک۔ یتیموں کے ساتھ نرمی اور ملاحظت کا خصوصی حکم دیا گیا اور اسے ایمان والوں کیلئے ضروری ٹھہرا دیا جبکہ یتیموں پر سختی اور ان سے ترش روی اختیار کرنا یہ ایسے بندوں کا کام قرار دیا جن میں ایمان نام کی کوئی چیز نہیں قرآن میں ہے۔ (ارایت الذی یکنذب بالدين فذلک الذی یدع الیتیم ولا یحضر علی طعام المسکین) (الماعون) کیا ایسے بندے کو دیکھا ہے جو جزا کو جھٹلاتا ہے یہ وہی شخص ہے جو یتیموں کو دھکے دیتا اور مسکینوں کو کھانا کھانے پر ابھارتا نہیں ہے۔ ان آیات سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ یتیموں کی دیکھ بھال ان سے

مہربانہ سلوک اسلام میں کس قدر اہمیت کا حاصل ہے جسکا نبی کریم ﷺ کو انکی قیمتی کا دور یاد دلانا خصوصاً حکم دیا جا رہا ہے اور ان سے بے رحمانہ سلوک کرنیوالے سے کس طرح ایمان کی نفی کی گئی ہے مذکورہ حدیث سے اس کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے کہ انکا خیال کرنیوالا جنت میں نبی کریم ﷺ کا ساتھی ہوگا۔

تغییر اسم المکروه

نا پسندیدہ نام تبدیل کرنے کا بیان

۳۰۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ، وَقَالَ: ((أَنْتَ جَمِيلَةٌ))
سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ”عاصیہ“ کا نام تبدیل کر دیا اور فرمایا: ”تو جمیلہ ہے۔“

[الصحيحة: ۲۱۳]

تخریج: الصحيحۃ ۲۱۳۔ مسلم (۲۱۳۹) الادب المفرد (۸۲۰) ابوداود (۲۹۵۲) ترمذی (۲۸۳۸) ابن ماجہ (۳۷۳۳) احمد (۱۸/۲)

☆ عاصیہ کے معانی ”نافرمان عورت“ کے ہیں اس لئے نام تبدیل کیا گیا۔

فوائد : اولاد کا اچھا نام رکھنا یہ والدین کے ذمے انکی اولاد کا حق ہے کیونکہ ناموں کا شخصیت پر اثر پڑتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ کی عادت تھی کہ اگر آپ کے سامنے کوئی برنامہ آتا تو اسے تبدیل کر دیتے اور اسے نیا نام دے دیتے اگر بڑے جہالت و نادانی کے باعث ایسا نام رکھ دیں تو اسے پتہ چل جانے کے بعد تبدیل کر دینا چاہیے یہی سنت رسول ہے مسلم میں ہے کہ ایک لڑکی کا نام برہ (نیکی کار) تھا۔ آپ نے فرمایا (لا تزکوا انفسکم اللہ اعلم باھل البر منکم) اپنی پاکیزگیاں بیان نہ کرو اللہ تم سے زیادہ نیکیوں کو جانتا ہے۔ اسکا نام نضب رکھ دو۔ چنانچہ اسکا نام نضب رکھ دیا گیا۔ اسی طرح سعید بن مسیب ؓ اپنا قصہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دادا کا نام ”حزن“ (پریشانی) تھا وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے آپ نے پوچھا (ما اسمک قال اسمی حزن قال بل انت سهل قال ماانا بمغیر اسماً سمانیہ ابی) تیرا نام کیا ہے؟ کہا حزن آپ نے فرمایا نہیں بلکہ سهل (آسانی) ہے کہا میں تو اپنے باپ والا نام تبدیل نہیں کروں گا۔ ابن مسیب ؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہمیشہ ہمارے ہاں پریشانی نے ڈیرے ڈالے رکھے (بخاری) بے جاسد کی بناء پر جہالت پر ڈٹ جانا اور بڑوں کی غلطی کو تسلیم نہ کرنا یہ نقصان کا باعث ہے اگر کوئی ذی شعور سمجھدار آدمی بات سمجھائے اور اس کی بات بھی معقول ہو تو ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر نیکی بجائے اسے کھلے دل سے مان لینے میں ہی عافیت ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے عاصیہ کو جمیلہ سے بدل دیا اور اسے خوش دلی سے قبول کر لیا گیا۔

۳۰۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: حَزَنٌ قَالَتْ: ((أَنْتَ سَهْلٌ)) قَالَ: لَا، السَّهْلُ يُوطَأُ وَيَمْتَنُّ، قَالَ سَعِيدٌ: فَظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُصَيِّبُنَا بَعْدَهُ حَزُونَةٌ))۔ [الصحيحة: ۲۱۴]

سعید بن مسیب اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تیرا کیا نام ہے؟“ اس نے کہا: حزن۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو سہل ہے۔“ اس نے کہا: نہیں سہل تو بے وقعت ہوتا ہے اور اسے حقیر و معمولی سمجھا جاتا ہے۔ سعید نے کہا: میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہمیں سختیوں و درشتیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

تخریج: الصحيحۃ ۲۱۴۔ بخاری (۲۱۹۰) والادب المفرد (۸۳۱) ابوداود (۲۹۵۲) احمد (۵/۳۳۳)

☆ وزن کا معنی ”اکھڑ مزاج آدمی“ اور سہل کے معنی ”نرم مزاج آدمی“ کے ہیں۔

فوائد: پچھلی حدیث میں بات گزر چکی ہے۔

آپ ﷺ کا عیادت کے لیے جانا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہمیں اس صاحب بصیرت آدمی کے پاس لے چلو جو بنو واقف قبیلہ کا ہے تاکہ ہم اس کی تیمارداری کر سکیں۔“ یہ نابینا آدمی تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۲۱۔ ابن الاعرابی فی المعجم الشیوخ (۱۳۹۱) السلفی فی الطیوریات (ق ۱۷۳) بیہقی (۲۰۰/۱۰) بزار (۱۹۱۹)

فوائد: ”بصیر“ کا معنی دیکھنے والا ہے یہ بصارت آنکھوں کی بھی ہوسکتی ہے اور دل کی بھی، مومن چونکہ صاحب بصیرت ہوتا ہے ہوسکتا آپ کی بھی مراد ہو آپ نے اندھے کو اندھا کہنا مناسب نہیں سمجھا آپ ﷺ کہہ سکتے تھے آؤ اس اندھے کی زیارت کو چلیں مگر انہیں چونکہ ایک حقارت تھی اس لئے آپ نے ایسا جملہ ادا کیا کہ جس سے حقارت کا پہلو نہ لگتا ہو۔

جو دعوت کے لیے بغیر اجازت آجائے۔

سیدنا ابوسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ ایک انصاری آدمی جسے ابو شعیب کہا جاتا تھا کا غلام قصاب تھا۔ اس نے اپنے غلام سے کہا: کھانا تیار کرو میں رسول اللہ ﷺ کو پانچ آدمیوں سمیت دعوت دینے کے لئے جا رہا ہوں۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو پانچ افراد سمیت بلایا۔ ایک آدمی ان کے پیچھے چل پڑا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تو نے ہم پانچ افراد کو دعوت دی ہے یہ آدمی ہمارے پیچھے چلتا رہا“ اگر تیری مرضی ہو تو اسے اجازت دے دے اور اگر چاہت نہیں تو رہنے دے۔“ اس نے کہا: کیوں نہیں میں اسے (کھانا کھانے کی) اجازت دوں گا۔

من جاء الى الطعام بغیر إذن

۳۰۸۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلٌ يَقَالُ لَهُ: أَبُو شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَامٌ، فَقَالَ: اصْنَعْ لِي طَعَامًا أَدْعُو رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ، وَهَذَا رَجُلٌ قَدْ تَبَعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَذْنْتُ لَهُ، وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ. قَالَ: بَلْ أَذْنْتُ لَهُ)).

[الصحیحۃ: ۳۶۶۲]

فوائد: معلوم ہوا کہ صحابہ کرام ایک دوسرے کی دعوتیں کیا کرتے تھے دعوت کرنا اور نیک لوگوں کو کھانا کھانا اسلام میں یہ کام بڑی اہمیت کے حامل ہیں نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کونسا اسلام بہتر ہے آپ نے فرمایا (طعم الطعام وتقوى السلام على من عرفته وعلى من لم تعرف) (متفق علیہ) تو کھانا کھلائے اور پہچان رکھنے والے اور اجنبی کو سلام کہے۔ اور ایک حدیث میں جنت میں داخل کرنے والے امور کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ”واطعموا الطعام“ اور کھانا کھلاؤ۔ یہ انتہائی ستحسن کام اور انتہائی فضیلت کا حامل ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر کسی کی دعوت ہے تو اس کے ساتھ نہیں چل پڑنا چاہیے کیونکہ دعوت اسکو ہے آپکو نہیں اس میں خفت کا سامنا بھی کرنا پڑسکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسے مہمان مدعو

کے ساتھ آجائے تو مدعو پر لازم ہے کہ اس کی اجازت لے لے ورنہ اسے لوٹا دے اور میزبان بھی اگر کشادہ دلی کا مظاہرہ کرے اور ساتھ والے کو اجازت دے دے تو کوئی حرج والی بات نہیں کیونکہ حدیث میں ہے (طعام الاثنین کافی للثله وطعام ثلاثه کافی لاربیع) (تشفیق علیہ) دو کھانا تین اور تین کا چار کو کافی ہے۔ اس لئے وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ سے برکت کی امید رکھنی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک ایسا آدمی ہمارے پیچھے چتا رہا کہ تو نے جب ہمیں دعوت دی تھی اس وقت وہ موجود نہیں تھا اب اگر تو اسے اجازت دے دے تو وہ اندر آ جاتا ہے۔“ یہ حدیث سیدنا ابو مسعود بدری اور سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ یہ ابو مسعود بدری کی حدیث کے الفاظ ہیں (پوری روایت یوں ہے): سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جسے ابو شعیب کہا جاتا تھا اپنے قصاب غلام کے پاس آیا اور اسے حکم دیا کہ پانچ آدمیوں کے لئے کھانا تیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے محسوس کیا ہے کہ آپ بھوکے ہیں۔ اس نے کھانا تیار کیا پھر اس نے نبی ﷺ اور آپ کے ہم نشینوں کو بلا بھیجا جب نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے تو ایک آدمی ان کے پیچھے چل پڑا جو دعوت دیئے جانے کے وقت موجود نہیں تھا جب رسول اللہ ﷺ (داعی کے گھر کے) دروازے پر پہنچے تو گھر والے کو فرمایا: اس نے کہا: میں اسے اجازت دیتا ہوں وہ اندر آ جائے۔

۳۰۹۔ ((إِنَّهُ اتَّبَعَنَا رَجُلٌ لَمْ يَكُنْ مَعَنَا حِينَ دَعَوْنَا، فَإِنْ أَذْنَتْ لَهُ دَخَلَ)) جَاءَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ: عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ الْأَنْصَارِيِّ: قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُو شُعَيْبٍ - إِلَى غُلَامٍ لَهُ لَحَامٌ، فَقَالَ: اصْنَعْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةً، فَإِنِّي رَأَيْتُ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْجُوعَ قَالَ: فَصَنَعَ طَعَامًا ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَدَعَاَهُ وَجَلَسَا هُ الْذَيْنَ مَعَهُ، فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ اتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ حِينَ دَعُوا فَلَمَّا انْتَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْبَابِ، قَالَ: لِيَصَاحِبِ الْمَنْزِلَ فَذَكَرَهُ قَالَ: فَقَدْ أَذْنًا لَهُ، فَلْيَدْخُلْ - [الصحيحه: ۳۵۷۹]

تخریج: الصحیحة ۳۵۷۹۔ بخاری (۵۳۳۳/۵۳۶۱) مسلم (۲۰۳۶) ترمذی (۱۰۹۹) من حدیث ابی مسعود رضی اللہ عنہ (۲۰۳۶/۵۳۱۱) احمد (۳/۳۵۳) ابو عوانہ (۵/۳۷۵) من حدیث جابر رضی اللہ عنہ

فوائد: پچھل حدیث میں بحث گذر چکی ہے۔

ذم الذی یلحد فی حرم اللہ

اس شخص کی مذمت کہ جو بیعت اللہ کی بے حرمتی کرتا ہے اسحاق بن سعید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: ابن زبیر! اللہ تعالیٰ کے حرم میں الحاد سے گریز کر کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”عنقریب ایک قریشی آدمی بیت اللہ کی بے

۳۱۰۔ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: يَا ابْنَ الزُّبَيْرِ! إِنَّاكَ وَالْإِلْحَادُ فِي حَرَمِ اللَّهِ - تَبَارَكَ وَتَعَالَى - فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:

حرمی کرے گا، اگر (کسی ترازو پر) اس کے گناہوں کا، جن وائس کے گناہوں کے ساتھ وزن کیا جائے، تو اس کا پلڑا بھاری ہوگا۔“
اب غور و فکر کر لے کہیں تو ہی نہ ہو۔

((إِنَّهُ سَيَلْحَدُ فِيهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، لَوْ وَزَنَتْ ذُنُوبُهُ بِذُنُوبِ الثَّقَلَيْنِ لَرَجَحَتْ، قَالَ: فَأَنْظُرْ لَأَكُونَهُ)). [الصحيحه: ۳۱۰۸]

تخریج: الصحيحه ۳۱۰۸۔ احمد (۲/ ۱۳۶، ۱۹۶، ۲۱۹) تاریخ دمشق (۳۰/ ۱۹۸)۔ بزار (۱۱۷۳) حاکم (۲/ ۳۸۸)

فوائد: عبدالملک بن مروان کے دور میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے مکہ میں خلافت کا اعلان کر دیا عبدالملک کی حکومت چونکہ سارے عالم اسلام میں تسلیم کی جا چکی تھی حضرت عبداللہ کے پاس مکہ مدینہ اور حجاز کے کچھ علاقے تھے اب ظاہری بات ہے کوئی ملک اپنی قلم رو میں کسی باغی کو برداشت کرنے کا روادار نہیں ہوتا چاہے باغی کتنا ہی عالی مرتبت کیوں نہ ہو اسی لئے عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن زبیرؓ کو نصیحت کرتے ہیں اور حدیث ذکر کرتے ہیں کہ آپؐ کے فرمان کے مطابق قریش کا ایک آدمی اس میں الحادو بے دینی اختیار کرے گا اور اس کے گناہ جن وائس دونوں کے گناہوں سے بوجھل ہوں گے، حجاج بن یوسف ثقفی جو کہ مکہ کے اطراف میں جنگ کی نیت سے ڈیرے ڈال چکا تھا اسکا لازمی نتیجہ مکراؤ کی صورت میں نکلنے والا تھا جس سے مکہ کی گلیوں میں فساد ہوتا جو کہ الحاد کی نشانی بن سکتا تھا اور عبداللہ بن زبیرؓ میں بھی قریشی اس لئے عبداللہ بن عمرؓ انہیں اس کام سے احترازی وصیت کر رہے ہیں۔

حسن اور حسین نام نبی ﷺ نے رکھے

سم النبي ﷺ الحسن والحسين

۳۱۱۔ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّاهُ حَمْرَةً، فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّاهُ بِعَمِّهِ (جَعْفَرٍ) قَالَ: فَذَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أُخَيَّرَ اسْمَ هَذَيْنِ. فَقُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَسَمَّاهُمَا حَسَنًا وَحُسَيْنًا)).

[الصحيحه: ۲۷۰۹]

سیدنا علیؓ کہتے ہیں: کہ جب حسن پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام حمزہ رکھا اور جب حسین پیدا ہوا تو اس کے چچا جعفر کے نام پر اس کا نام رکھا۔ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے میں یہ دونوں نام تبدیل کر دوں۔“ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان کا نام حسن اور حسین رکھ دیا۔

تخریج: الصحيحه ۲۷۰۹۔ احمد (۱/ ۱۵۹) وفی فضائل الصحابة (۱۲۱۹) ابو یعلیٰ (۳۹۸) حاکم (۳/ ۲۷۷)

فوائد: جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے کہ قبیح نام جو کہ اچھا نہ ہو اسے لازماً تبدیل کر لینا چاہیے لیکن اگر اچھا نام بھی ہو تو اسے بھی بدلنا جائز و درست ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

عورتوں سے مصافحہ کرنے کی حرمت کا بیان

تحريم المصافحة بالنساء

سیدہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں چند عورتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی بیعت کرنے کے لئے آئی۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی اس بات پر بیعت کرتی ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری

۳۱۲۔ عَنْ أُمِّمَةَ بِنْتِ رَقِيقَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي نِسْوَةِ نَبَائِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَقُلْنَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَبَايَعُكَ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَا نَزْنِي، وَلَا نَقْتُلَ أَوْ

نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، بہتان نہیں تراشیں گی اور نیکی کے معاملے میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(ٹھیک ہے) لیکن استطاعت اور طاقت کے مطابق۔“ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہمارے نفوس کی نسبت ہم پر زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! اب آئیے (اور ہاتھ بڑھائیے) تاکہ ہم بیعت کر سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، میرا تو سوعورتوں سے قول و اقرار بھی ایک عورت سے قول و اقرار کی طرح ہے۔“

لَا ذَنَّا، وَلَا نَأْتِي بِبُهْتَانٍ نَفْتَرُ بِهِ بَيْنَ آبِدَانَا وَأَرْجُلِنَا، وَلَا نَعْصِيكَ فِي مَعْرُوفٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَقْضَيْتُمْ)) قَالَتْ: فَقُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا، هَلُمَّ نَبَايَعَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي لَا أَصَافِحُ النِّسَاءَ، إِنَّمَا قَوْلِي لِمِنَةِ أُمْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِأُمْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ)). [الصحيحه: ٥٢٩]

تخریج: الصحيحه ٥٢٩۔ مالک (٢/ ٩٨٢) نسائی فی الکبریٰ (٨٤١٣) احمد (١/ ٣٥٤) من طریق مالک به ترمذی (١٥٤٩) نسائی (٣/ ٢١٩٥) ابن ماجه (٢٨٤٢)

فوائد: بیعت کا طریقہ کار یہ تھا کہ صحابہؓ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے اور آپ ان سے اقرار کرواتے مگر عورتوں سے بیعت لینے کا طریقہ کار مختلف ہے آپ عورتوں سے صرف زبانی اقرار کرواتے انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہ لیتے بخاری کی حدیث ہے عائشہؓ فرماتی ہیں (کان رسول اللہ ﷺ يقول لمراء قد بايعتك كلاما يكلمها به والله ما مست يد يد امرأه قط في المبايعه) آپ کی بیعت عورتوں سے فقط کلام ہوتا آپ نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ اور نسائی کے الفاظ ہیں (انہی لا اصافح النساء) بے شک میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملا۔ یہ سب احادیث اس امر میں واضح ہیں کہ بیعت لیتے وقت عورتوں سے ہاتھ نہیں ملا یا جائیگا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا زبانی اقرار کروالیا جائیگا۔

مشرکین کی برائی کرنے کا جواز

سیدنا براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ والے دن سیدنا حسان بن ثابتؓ سے فرمایا: ”(اشعار کے ذریعے) مشرکوں کی مذمت کرو بیشک جبریل (علیہ السلام) تیرے ساتھ ہے۔“

جواز هجو المشركين

٣١٣۔ عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ: ((أَهْجُ الْمُشْرِكِينَ، فَإِنَّ جِبْرِيلَ مَعَكَ)). [الصحيحه: ٨٠١]

تخریج: الصحيحه ٨٠١۔ بخاری (٢٢٣) عقیقا احمد (٢/ ٢٨٦) ٣٠٣ بخاری (٣٢١٣) مسلم (٢٢٨٦) طيالسی (٤٣٠) احمد (٢/ ٢٩٩)

فوائد: اگلی حدیث ملاحظہ کیجئے۔

جنگ میں اشعار کی اہمیت کا بیان

سیدنا کعب بن مالکؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اهمية الشعر في الحرب

٣١٤۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا: ((أَهْجُوا

”شعروں کے ذریعے (مشرکین کی) مذمت کرو؛ بیشک مومن اپنی جان اور مال دونوں کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! گویا کہ تم (ان اشعار کے ذریعے) ان پر تیر برسار ہے ہو۔“

بِالشُّعْرِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ
وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، كَأَنَّمَا تَنْصَحُوهُمْ
بِالنَّبْلِ)). [الصحيحہ: ۸۰۲]

تخریج: الصحيحہ ۸۰۲۔ احمد (۳/۲۶۰)

فوائد: مسلمانوں کا کافروں سے مقابلہ صرف لڑائی کے میدان میں ہی ضروری نہیں بلکہ وہ جس جس محاذ پر اسلام کیلئے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں اس محاذ پر اہل اسلام پر تیاری کر کے انکا مقابلہ کرنا لازم ہے اگر وہ لڑائی کیلئے میدان میں نکل رہے ہیں تو ان سے لڑائی فرض ہے اگر وہ قلمی محاذ آرائی شروع کرتے ہیں تو اہل قلم پر ان کی سازشوں کا سدباب کرنا فرض ہے اگر وہ ثقافتی محاذ پر حملہ کریں تو ثقافتی محاذ پر انکا مقابلہ ضروری ہے جیسا کہ کفار جو شعر و شاعری میں بدطوئی رکھتے تھے نبی کریم ﷺ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو باقاعدہ مسجد میں منبر لگا کر دیتے کہ انکی مذمت کرو اور جبرائیل حسان کی مدد فرماتے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے اس لئے حمد و نعت کے ساتھ ساتھ کفار کی مذمت جہادی ترانے انکو بھی خصوصی اہمیت دینی چاہیے جو کہ جہاد کا حصہ ہیں اور نبی کریم ﷺ اسکا حکم دیا کرتے تھے۔

باب: نبی کریم ﷺ کی ایک نصیحت

باب: من وصایاہ ﷺ

سیدنا جرموز انجمی ؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ لعن طعن کرنے والا نہ بن جانا۔“

۳۱۵۔ عَنْ جُرْمُوزِ الْجَنْجَمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! أَوْصِنِي، قَالَ: ((أَوْصِيكَ أَنْ
لَا تَكُونَنَّ لَعَنًا)). [الصحيحہ: ۱۷۲۹]

تخریج: الصحيحہ ۱۷۲۹۔ احمد (۵/۷۰) طبرانی (۲۱۸۱) ابن ابی الدنيا فی الصمت (۲۶۲) بخاری فی التاريخ (۲/۲۳۸، ۲۳۷)

فوائد: ایک مصلح اور داعی کو عوام کا نبض شناس ہونا چاہیے تاکہ حالات کو دیکھ کر اور اشخاص کی نفسیات کو مد نظر رکھ کر لوگوں کی اصلاح کی جاسکے نبی کریم ﷺ کے پاس جب کوئی نصیحت کیلئے آتا تو بندے کے مزاج کے مطابق نصیحت کرتے جس کو جو بیماری ہوتی اسکو دیا ہی نسخہ تجویز کر دیتے جیسا کہ صحابی کہتے ہیں کہ مجھے وصیت کیجئے تو آپ نے اسے لعنت کرنے سے منع فرمایا۔ اسی طرح ایک صحابی آپ سے کہتا ہے کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے تو آپ نے فرمایا غصہ نہ کیا کر اس نے تین دفعہ کہا آپ نے تینوں دفعہ اسے غصہ کرنے سے منع فرمایا (بخاری) یہی اچھے داعی اور حکیم مصلح کی نشانی ہے۔

رات چھا جانے کے بعد گفتگو کرنے کی کراہت کا بیان

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کے چھا جانے کے بعد شب کی گفتگو سے بچو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات سے کیا کرنے والے ہیں۔“

کراہیۃ التسمیر بعد ہدایۃ اللیل

۳۱۶۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ ((إِيَّاكَ وَالسَّمَرَ بَعْدَ هَدَاةِ اللَّيْلِ
فَإِنَّكُمْ لَا تَذَرُونَ مَا بَيَّأَنِي اللَّهُ مِنْ خَلْقِهِ)).

تخریج: الصحيحہ ۱۷۵۲۔ حاکم (۳/۲۸۳)

فوائد: عشاء کی نماز ادا کر لینے کے بعد باتیں کرنا ناپسندیدہ فعل ہے آپؐ نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے ”السر“ کا معنی رات کی جانب والی گفتگو ہے ایک حدیث میں عشاء کے لفظ کا واضح تذکرہ ہے۔ ابو ہریرہؓ نے فرمایا (کان النبی ﷺ لا یحب النوم قبلہا ولا الحدیث بعدہا) (متفق علیہ) عشاء کا تذکرہ کرتے ہوئے ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ عشاء سے پہلے نیند اور اسکے بعد باتوں کو ناپسند کرتے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ رات سے مراد عشاء کے بعد ہے جبکہ ہمیں فرصت عشاء کے بعد ملتی ہے اور ساری باتیں اسی وقت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے چاہے فجر کی نماز رہ جائے۔ اس عادت کو اپنانے سے قیام اللیل کرنے میں بھی آسانی رہتی ہے کم از کم فجر کی نماز اسکو وقت پر ادا کیا جاسکتا ہے۔ اور آپؐ کے فرمان کے مطابق رات کا وقت چونکہ زہریلے جانوروں اور شیطین وغیرہ کے پھیلنے کا وقت ہوتا ہے اس لئے حفاظت کے نقطہ نظر سے بھی اس وقت ٹھکانا مجالس برپا کرنا یہ حکمت کے منافی ہے۔ لیکن اس میں سے تعلیم و تعلم اور مطالعہ کرنا مستثنیٰ ہے جیسا کہ اسید بن حنبلہؓ کا واقعہ ہے (بخاری مسلم) میں ہے کہ وہ رات سورۃ بقرہ پڑھ رہے تھے آسمان پر چھتری سی ظاہر ہوتی اور زمین کی طرف آنے لگتی۔۔۔ الخ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن یا حدیث کا مطالعہ اور قرآنی مجالس کے انعقاد کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

ایک و کل ما یعتذر منہ ہر اس بات سے بچو کہ جس پر معذرت کرنی پڑے

۳۱۷۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا: ((إِيَّاكَ سَيَدْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس بات سے گریز کر“ جس پر معذرت کرنا پڑتی ہے۔“ [الصحيحہ: ۳۵۴]

تخریج: الصحيحہ ۳۵۳۔ الضیاء المقدسی فی المختارۃ (۲/۱۹۹) دیلمی (۱/۷۵۵) مطولاً

فوائد: کہات ہے کہ ”پہلے تو پھر بولو“ یہ حدیث اس کہات کے سچا ہونے پر دلالت کرتی ہے حقیقت یہی ہے کہ دانائی کی جتنی باتیں ہیں انکی اصل قرآن و حدیث میں موجود ہے وہ الگ بات ہے کہ ہماری کوتاہ فہم عقلیں انکا ادراک نہ کر سکیں۔ بعض لوگوں کے دل زبان سے آگے ہوتے ہیں اور بعض کی زبانیں دلوں سے آگے ہوتی ہیں۔ ہمیں اپنی زبان کو دل کے پیچھے رکھنا چاہیے کہ پہلے دل سوچے پھر زبان بولے تاکہ بعد میں معذرت نہ کرنی پڑے۔

تعریف سے بچو

ایک و التمداح

۳۱۸۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ مَرْفُوعًا: ((إِيَّاكُمْ وَالتَّمَادُحْ، فَإِنَّهُ الدَّبْحُ)) [الصحيحہ: ۱۲۸۴]

سیدنا معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک دوسرے کی تعریف کرنے سے بچو یہ تو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔“

تخریج: الصحيحہ ۱۲۸۳۔ ابن ماجہ (۳/۷۳۳) احمد (۳/۹۳) مطولاً۔ ابن ابی شیبہ (۲/۷۵) ابن جریر طبری فی تہذیب الآثار (۱۳۵) مسند عمر

فوائد: حدیث کا مفہوم واضح ہے کہ کسی کی تعریف اسکے سامنے نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جسکے سامنے انکی تعریف کردی جائے تو وہ ممدوح اب اس کے بات کرنے سے پہلے سوچے گا اور اگر انکی اصلاح بھی کرنی چاہے گا تو وہ سوچے گا کہ کہیں یہ بات اسے ناگوار نہ گزرے۔ اور میری شخصیت کے بارے جو اس کا تاثر ہے وہ تبدیل نہ ہو جائے تو اس اعتبار سے یہ انتہائی نقصان دہ ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے آپؐ نے کہا اسکے منہ پر مٹی

آداب اور اجازت طلب کرنے کے مسائل
ذال دو جو تمہارے منہ پر تعریف کر رہا ہو۔

اہمۃ اللسان

زبان کی اہمیت کا بیان

سیدنا عدی بن حاتم ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر آدمی کی انتہائی بابرکت اور انتہائی منحوس چیز اس کی زبان ہے۔“

۳۱۹۔ عَنْ عَبْدِ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَيُّسُ أَمْرِي وَأَشَامَةُ مَا بَيْنَ لُحْيَيْهِ))۔ [الصحيحۃ: ۱۲۸۶]

تخریج: الصحيحۃ ۱۲۸۶۔ ابن حبان (۵۷۱۷) طبرانی (۸۵/۱۷)

فوائد: 269 نمبر حدیث کے تحت تفصیل گزر چکی ہے۔

سیدنا انس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(گناہ کی) دو اقسام ایسی ہیں کہ دنیا میں جلد ہی ان کی سزا دے دی جاتی ہے: تکبر و بغاوت اور نافرمانی و بدسلوکی۔“

۳۲۰۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَابَانِ مُعْجَلَانِ عُقُوبَتُهُمَا فِي الدُّنْيَا الْبُغْيُ وَالْعُقُوقُ))۔ [الصحيحۃ: ۱۱۲۰]

تخریج: الصحيحۃ ۱۱۲۰۔ حاکم (۱۷۷/۳) بخاری فی التاریخ (۱۶۶/۱) خطیب فی موضح الاوهام (۳۷/۱)

فوائد: بغاوت اختیار کرتے ہوئے انتہائی سرکش ہو جانا اور اللہ کے احکامات کی ذرہ برابر پرواہ نہ کرنا اور والدین کی نافرمانی یہ دونوں ہی کبیرہ گناہ ہیں۔ حدیث میں ہے (المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ) حقیقی مسلمان وہ ہے کہ جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اگر کوئی بندہ اسلام کی ان بنیادی شرائط سے دستکش ہو جائے دنیا والوں کیلئے پریشانی کا باعث بن جائے تو ایسے بندے کی عاقبت تو خراب ہونی ہی ہے لیکن دنیا پر کی گئی سرکشیوں کا بدلہ رسوائیوں کی صورت میں ضرور وصول کرتا ہے۔ نیز حقوق والدین انکی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ فرمایا قرآن میں ہے (ان لا تعبدوا الا اياه وبالوالدین احسانا) (الاسراء) کہ صرف اللہ کی تم عبادت کرو گے اور والدین کے ساتھ احسان کرو گے اور حدیث میں ہے (ان اللہ حرم عقوق الامہات) (متفق علیہ) یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام کر دی ہے۔ یہ ایسے عظیم گناہ ہیں کہ اللہ بھی ان گناہوں کی سزا دنیا میں بھی پکھاتا ہے آخرت میں تو عذاب ہونا ہی ہے۔

کراہیۃ الأکل متکثراً

ٹیک لگا کر کھانے کی کراہت کا بیان

سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے، ٹیک لگا کر کھالیا کریں کیونکہ اس میں آپ کے لئے زیادہ آسانی ہے۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ نے اپنا سر اس قدر جھکایا کہ قریب تھا کہ آپ کی پیشانی زمین کو چھونے لگے اور فرمایا: ”میں تو بندے کی طرح کھاؤں گا اور بندے کی طرح ہی بیٹھوں گا۔“

۳۲۱۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كُلْ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ مُتَكَبِّئًا، فَإِنَّهُ أَهْوَىٰ عَلَيْكَ فَأَخَذَنِي رَأْسُهُ حَتَّىٰ كَادَ أَنْ تُصِيبَ جَبْهَتُهُ الْأَرْضَ وَقَالَ: ((بَلْ أِكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ))۔ [الصحيحۃ: ۵۴۴]

تخریج: الصحیحة ۵۳۴۔ بغوی فی شرح السنة (۲۸۹) وفی الانوار (۴۱۳) ابن سعد (۱/۳۸۱) ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (۶۶)

فوائد: ایک لگا کر کھانا یہ معیوب عمل ہے کیونکہ یہ متکبرانہ انداز کسی مومن کے شایان شان نہیں ایک لگا کر کھانے سے ذہن میں تکبر پیدا ہوتا ہے عموماً اسی قماش کے لوگ ایسی حالت کو پسند کرتے ہیں۔ اسی لئے آپؐ نے فرمایا (لا اکل متکئاً) (بخاری) میں ایک لگا کر نہیں کھاتا۔ اور عائشہؓ نے جب آپ ﷺ کو کہا کہ ایک لگا کر کھالیا کریں تو آپؐ نے فرمایا میں عام بندوں کی طرح کھانا چاہتا ہوں۔ کھانے کے دوران مستحب یہ ہے کہ بندہ دوزانو ہو کر بیٹھے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کیلئے بکری حدیہ کی گئی (فجئنی علی رکتیہ فقال له اعرابی ما هذه الجلسة فقال ان الله جعلني عبداً كريماً ولم يجعلني جباراً عنيداً) (ابن ماجہ) تو آپؐ دوزانو ہو کر بیٹھے گئے اعرابی کہنے لگا یہ کیسا بیٹھنا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے معزز بندہ بنایا ہے کوئی سرکش نہیں بنایا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کھاتے وقت عاجزی سے بیٹھنا چاہیے اگر کریا تکلیف لگا کر بیٹھنا یہ سرکشوں کی علامت ہے۔

بزرگوں کی وجہ سے برکت ہوتی ہے

البركة مع اكابرکم

۳۲۲۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((الْبُرْكَهُ مَعَ أَكْبَابِكُمْ)) [الصحیحة: ۱۷۷۸]

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بزرگوں کی وجہ سے برکت ہوتی ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۸۔ ابن حبان (۵۵۹) حاکم (۱/۶۲) قضاعی فی مسند الشہاب (۳۶) ابونعیم فی الحلیۃ (۸/۱۷۲)

فوائد: (۲۷۱) نمبر حدیث کے تحت تفصیل گزر چکی ہے۔

صدقہ کا بیان

ومن أمور الصدقة

سیدنا ابو ذرؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تیرا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے برائی سے منع کرنا تیرے لیے صدقہ ہے بے آباد زمین جہاں کوئی قائد نہیں ملتا وہاں کسی آدمی کی رہنمائی کرنا صدقہ ہے کمزور نظر والے آدمی کو (راستہ) دکھانا صدقہ ہے راتے سے پتھر کاٹنا اور ہڈی (وغیرہ) دور کرنا صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے کسی بھائی کو پانی دے دینا صدقہ ہے۔“

۳۲۳۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعاً: ((تَسْمُكُ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَنَصْرُكَ الرَّجُلَ الرَّدِيءَ الْبَصِيرَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشُّوْكَهَ وَالْعِظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ)). [الصحیحة: ۵۷۲]

تخریج: الصحیحة ۵۷۲۔ ترمذی (۱۹۵۶) الادب المفرد (۱۲۸) ابن حبان (۳۷۴)

فوائد: صدقہ صرف پیسوں کے ساتھ خاص نہیں کہ انہیں سے صدقہ ہوتا ہو بلکہ جتنی چھوٹی چھوٹی نیکیاں ہیں سب صدقہ کے زمرہ میں آتی ہیں ایسی چھوٹی نیکیاں بندہ دن میں سینکڑوں کر سکتا ہے اور یہ ریزے قیامت کے دن پہاڑ بن کر ہمارے لئے خوشی کا باعث بنیں گے۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۹۵۔ ابویعلیٰ ۱۷۹۵۔ ابویعلیٰ (۳۲۵۶) بیہقی (۱۰/۱۰۳) بغیة الباحث عن زوائد سنہ الحارث (۸۶۸)
فوائد: ہر کام کو سوچ سمجھ کر تدبیر کے ساتھ کرنا اسکی کامیابی کی ضمانت ہوتا ہے جبکہ جلد باز انسان اکثر اپنے فیصلوں میں ٹھوکر کھاتا ہے۔ جس طرح اللہ کا ہر کام حکمت و تدبیر سے لبریز ہوتا ہے اسی طرح شیطان کا ہر کام جو کہ جلد بازی میں کیا گیا ہو وہ بے تدبیری کا مظہر ہوتا ہے جیسا کہ شیطان نے بغیر سوچے اللہ کے حکم کا انکار کر دیا آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکار کیا اور رائدہ درگاہ بن گیا اگر توقف سے کام لیتا تو ہو سکتا تھا کہ وہ کوئی بہتر فیصلہ کرتا اسی لئے جلد بازی کو شیطان کی طرف سے قرار دیا گیا ہے حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شیخ عبدالقیس کو مخاطب کر کے کہا کہ تجھ میں دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے (الحلم والاناۃ) ایک بروہاری دوسرا توقف۔ یہ اللہ کی پسندیدہ خصلت ہے۔ اور یقیناً یہ خیر سے خالی نہیں ہو سکتی ہاں نیکی کے کام میں توقف اختیار کرنا اور سوچ میں پڑ جانا یہ درست نہیں نیکی کا کام جلد کر لینا چاہیے۔ آپؐ نے فرمایا (التوعدۃ فی کل شیء خیر الا فی عمل الآخرة) (ابوداؤد) توقف ہر چیز میں بہتر ہے مگر آخرت کے کام میں۔ تو آخرت کے معاملے سوچنا انتظار کرنا یہ بہتر نہیں نیکی کا کام جلد سے جلد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے مگر دنیاوی کاموں میں ٹھہراؤ اور توقف یہ کامیابی کی ضمانت ہے۔

۳۲۷۔ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((التَّوَدُّةُ عَمَلٌ بَيِّنٌ يَبَيِّنُ لَكَ مَا يَكُونُ فِي كَلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي عَمَلِ الْآخِرَةِ)).
 اسحی بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر چیز میں متانت و سنجیدگی (اور ٹھہراؤ) ہونا چاہئے، سوائے آخرت کے۔“

[الصحیحة: ۱۷۹۴]

تخریج: الصحیحة ۱۷۹۳۔ ابوداؤد (۳۸۱۰) حاکم (۱/۶۲) بیہقی الشعب (۸۳۱۱)
فوائد: پیچھے گزر چکا ہے۔

تین چیزیں واپس نہ کی جائیں

ثلاث لا ترد

۳۲۸۔ عَنْ ابْنِ عُمرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ: الْوَسَائِدُ، وَالذُّهْنُ وَاللِّبَنُ)).
 سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین چیزوں کو واپس نہ کیا جائے: تکیہ، تیل، اور دودھ۔“

تخریج: الصحیحة ۲۱۹۔ ترمذی (۳۷۹۱) وفی الشرائع (۲۰۹) بغوی فی شرح السنة (۳۱۷۳) طبرانی (۱۳۲۷۹)
فوائد: تکیہ، تیل اور دودھ اگر یہ پیش کی جائیں تو انہیں قبول کر لینا چاہیے تکلف سے کام لیتے ہوئے انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ اشیاء ایسی ہیں کہ بندہ کہہ نہیں سکتا کہ مجھے ضرورت نہیں ایسے ہی بلا وجہ تکلف میں کوئی خیر بھی نہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے (کان لا یورد الطیب) (مسلم) آپ خوشبو نہیں لوناتے تھے۔ اور ”مسلم“ ہی کی روایت میں ہے کہ پھول کا تھنہ بھی آپؐ رد نہیں فرماتے تھے۔ اگر کوئی وجہ نہ ہو تو ان اشیاء کو بلا ہجک قبول کر لینا چاہیے۔

والدین کے نافرمان، عادی شراب نوش اور احسان

ذم العاق لوالديه و مومن الخمر و

جٹانے والے کی مذمت

المنان

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ روز قیامت تین قسم کے افراد کی طرف نہیں دیکھے گا:

۳۲۹۔ عَنْ ابْنِ عُمرَ مَرْقُوعًا: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْعَاقُ لِوَالِدَيْهِ، وَمُذْمَنٌ

والدین کا نافرمان، دوام سے شراب پینے والا اور اپنے دیئے پر احسان جتانے والا۔ اور تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: والدین کا نافرمان، دیوث (جسے اپنے اہل و عیال کے سلسلے میں غیرت و حمیت نہ ہو) اور مردوں سے مشابہت رکھنے والی عورتیں۔“

الْحَمِيرُ، وَالْمَنَانُ عَطَاءُهُ، وَكَلَانُهُ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: الْعَاقِ لَوْلَا إِلَهُ، وَالذَّيْوُثُ، وَالرَّجُلَةُ)).

[الصحيحة: ۱۳۹۷]

تخریج: الصحيحة ۱۳۹۷۔ البزار (۱۸۷۵) نسائی (۲۵۶۳) احمد (۱۳۴/۲) ابویعلیٰ (۵۵۵۶)

باب: مرد کے اکیلے سفر کی ممانعت کا سبب

باب: سبب النهی عن سفر الرجل

وحده

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: ایک آدمی خیبر سے نکلا، دو آدمی اس کے پیچھے چل پڑے اور ایک ان کے پیچھے جو انھیں کہتا تھا: لوٹ آؤ، لوٹ آؤ۔ (یہاں تک کہ) انھیں لوٹا دیا، پھر وہ پہلے آدمی کو جا ملا اور اسے بتایا کہ یہ دو شیطان تھے، میں ان کے ساتھ لگا رہا، حتیٰ کہ انھیں لوٹا دیا۔ جب تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ کو میرا سلام عرض کرنا اور بتلا دینا کہ میں یہاں صدقات جمع کر رہا ہوں، اگر آپ ﷺ کے لائق ہوں تو ہم بھیج دیں گے۔ وہ آدمی مدینہ میں پہنچا اور نبی ﷺ کو اس کا پیغام پہنچا دیا۔ اس وقت آپ ﷺ نے خلوت (تنہائی) سے منع کر دیا۔

۳۳۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ (خَيْبَرَ) فَاتَّبَعَهُ رَجُلَانِ، وَآخَرُ يَتْلُوهُمَا يَقُولُ: اِرْجِعَا اِرْجِعَا، حَتَّى رَدَّهُمَا، ثُمَّ لَحِقَ الْأَوَّلَ، فَقَالَ: إِنَّ هَذَيْنِ شَيْطَانَانِ، وَإِنِّي لَمْ أَزَلْ بِهِمَا حَتَّى رَدَدْتُهُمَا، فَإِذَا أَتَيْتُ، رَسُولَ اللَّهِ فَأَقْرِئَهُ السَّلَامَ، وَأُخْبِرْهُ أَنَا هَهُنَا فِي جَمْعٍ صَدَقَاتِنَا وَلَوْ كَانَتْ تَصْلُحُ لَهُ لَبَعَثْنَا بِهَا إِلَيْهِ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ الرَّجُلُ الْمَدِينَةَ أَخْبَرَ النَّبِيَّ فَعِنْدَ ذَلِكَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ عَنِ الْخِلْوَةِ))

[الصحيحة: ۳۱۳۴]

تخریج: الصحيحة ۳۱۳۴۔ حاکم (۱۰۲/۲) احمد (۲۹۹/۱) ابویعلیٰ (۲۵۸۹) بزار (۲۰۲۲)

فوائد: تنہا سفر سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ یہ بہت سی خرابیوں کی وجہ بن سکتا ہے نبی کریم ﷺ نے اس کی انتہائی سختی سے سے حوصلہ شکنی کی ہے کہ آدمی اکیلا سفر کرے ترمذی وغیرہ میں حدیث ہے آپ نے فرمایا (الراکب شیطان والراکبان شیطانان والثلاثة ركب) ایک سوار شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں جبکہ تین قافلہ ہیں۔ اتنے سخت الفاظ ادا کرنے کی وجہ بھی ایک دوسری حدیث سے معلوم ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا (لویعلم الناس ما فی الوحدة ما اعلم ما سار راكب لیل وحده) (بخاری) اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اکیلے (سفر) میں کیا (نقصان) ہے تو کوئی بھی سوار رات کو اکیلا نہ چلے۔ یعنی اکیلے پن کے نقصانات سے بچانے کیلئے آپ نے اکیلے یا دو بندوں کے سفر کے بارے میں انتہائی درست باتیں کہیں تاکہ اس کی حوصلہ شکنی نہ ہو جیسا کہ اس حدیث میں بھی نقصان واضح ہے۔

جنگ خندق کا بیان

ومن ذکر الخندق

عائشہ سے روایت ہے کہتی ہیں خندق والے دن میں لوگوں کا پوچھا

۳۳۱۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجْتُ يَوْمَ

الْخَنْدَقِ أَقْفُو آثارَ النَّاسِ - قَالَتْ: فَسَمِعْتُ وَبَيَدَ الْأَرْضِ وَرَائِي - يَعْنِي: حَسَّ الْأَرْضِ - قَالَتْ: فَالْتَفَتُ، فَإِذَا أَنَا بِسَعْدِ ابْنِ مُعَاذٍ وَمَعَهُ ابْنُ أُخِيهِ الْحَارِثُ بْنُ أُوسٍ يَحْمِلُ مَجَنَّةً قَالَتْ: فَجَلَسْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَمَرَّ سَعْدٌ وَعَلَيْهِ دِرْعٌ مِنْ حَدِيدٍ قَدْ خَرَجَتْ مِنْهَا أَطْرَافُهُ، فَأَنَا أَتَخَوَّفُ عَلَى أَطْرَافِ سَعْدٍ قَالَتْ: فَمَرَّ وَهُوَ يَرْتَجِرُ وَيَقُولُ:

لَبِثَ قَلِيلًا يُدْرِكُ الْهَيْجَا حَمَلًا

مَا أَحْسَنَ الْمَوْتَ إِذَا حَانَ الْأَجَلُ

قَالَتْ: فَهَمَمْتُ، فَاقْتَحَمْتُ حَدِيثَهُ فَإِذَا فِيهَا نَفَرٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَإِذَا فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ سَبْعَةٌ لَهُ - يَعْنِي: مَغِيرًا - فَقَالَ عُمَرُ: مَا جَاءَ بِكَ؟ لَعَمْرِي وَاللَّهِ إِنَّكَ لَحَرِيفَةٌ وَمَا يُؤْمِنُكَ أَنْ يَكُونَ بِلَاءٌ أَوْ يَكُونَ تَحَوُّزٌ؟ قَالَتْ: فَمَا زَالَ يُلْوُمُنِي حَتَّى تَمْنَيْتُ أَنَّ الْأَرْضَ انْشَقَّتْ لِي سَاعَتِيذٍ فَدَخَلْتُ فِيهَا فَلْتَشْرُفَ رَفَعِ الرَّجُلُ السَّبْعَةَ عَنْ وَجْهِهِ، فَإِذَا طَلَحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، فَقَالَ: يَا عُمَرُ! إِنَّكَ قَدْ أَكْثَرْتَ مُنْذُ الْيَوْمِ، وَأَيْنَ التَّحَوُّزُ أَوْ الْفَرَارُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَتْ: وَيَرْمِي سَعْدًا رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ قُرَيْشٍ - يُقَالُ لَهُ: ابْنُ الْعُرْقَةِ - بِسَهْمٍ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْعُرْقَةِ، فَأَصَابَ أَكْحَلَهُ فَفَقَطَعَهُ، فَدَعَا اللَّهَ - عَزَّ وَجَلَّ - سَعْدٌ فَقَالَ: اَللَّهُمَّ! لَا تَمِيتْنِي حَتَّى تُقَرَّ عَيْنِي مِنْ قُرَيْظَةَ - قَالَتْ: وَكَانُوا حُلَفَاءَ مَوَالِيهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَتْ: فَرَفَى كَلِمَةً - أَيْ: جَرَحَهُ - وَبَعَثَ اللَّهَ - عَزَّ وَجَلَّ - الرِّيحَ عَلَى

کرتے ہوئے نکلی۔ کہتی ہیں میں نے اپنے پیچھے زمین میں پاؤں کی چاپ یعنی زمین کی آہٹ سنی۔ میں نے جھانکا تو اچانک میرے سامنے سعد بن معاذ اور ان کے بھتیجے حارث بن اوس ڈھال اٹھائے ہوئے تھے۔ کہتی ہیں میں زمین سے لگ کر بیٹھ گئی تو سعد لوہے کی زرع پہنے ہوئے گزرے جس سے ان کی اطراف نکلی ہوئی تھیں تو مجھے سعد کے اطراف کا خوف محسوس ہوا۔ کہتی ہیں: وہ گزرے اور وہ شعر پڑھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ تھوڑی دیر پھر وہ کہ جنگ بھڑک اٹھے موت کس قدر اچھی ہے جب وقت ہو چکا ہو۔

کہتی ہیں: تب میں کھڑی ہوئی اور باغ میں داخل ہو گئی۔ اچانک وہاں مسلمانوں کا ایک گروہ تھا جس میں عمر بن خطابؓ تھے ایک اور آدمی جس پر سبقت یعنی خود تھا۔ تو عمرؓ کہنے لگے: تو کس لیے آئی ہے؟ اللہ کی قسم! تو بڑی جرأت والی ہے اور اگر کوئی آزمائش آپڑتی ہے یا شکست ہو جاتی ہے تو تو کیسے محفوظ رہے گی۔ کہتی ہیں: وہ مجھے مسلسل ملامت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے تمنا کی میرے لیے ابھی زمین پھٹے اور میں اس میں سما جاؤں کہتی ہیں: اس آدمی نے اپنے چہرے سے خود اٹھایا تو وہ طلحہ بن عبید اللہؓ تھے کہنے لگے: اے عمر! یقیناً آج تو آپ نے حد کردی اور سوائے اللہ عزوجل کے کدھر شکست یا فرار ہو کر جانا ہے؟ کہتی ہیں: مشرکین قریش میں سے کسی آدمی نے سعدؓ کو تیر مارا۔ اسے ابن العرقہ کہا جاتا تھا۔ پھر اسے کہنے لگا: لے اسے پکڑ اور میں ابن العرقہ ہوں تو وہ آپ کے کندھے کی رگ میں لگا اور اسے کاٹ ڈالا تو سعدؓ نے اللہ سے دعا کی کہنے لگے: اے اللہ! مجھے تو موت نہ دینا حتیٰ کہ تو میری آنکھیں قریظہ (کے انجم) سے ٹھنڈی کر دے۔ کہتی ہیں: وہ جاہلیت میں حلیف و دوست تھے کہتی ہیں: ان کا زخم بہنا بند ہو گیا اور اللہ عزوجل نے مشرکین پر ہوا بھیجی سو اللہ مومنوں کی

طرف سے لڑائی کو کافی ہو گیا اور اللہ قوت و غلبے والا ہے تو ہوسفیان اور اس کے ساتھی تہامہ جا ملے اور عیینہ بن بدر اور اس کے ساتھی نجد جا ملے اور بنو قریظہ والے پلٹے اور قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے اور رسول اللہ مدینہ کی طرف پلٹے اور اسلحہ اتار دیا اور چمڑے کے خیمے کا حکم دیا۔ وہ مسجد میں سعدؓ پر لگا دیا گیا۔ کہتی ہیں: جبریل علیہ السلام آئے اور ان کے اگلے دانتوں پر غبار پڑا ہوا تھا۔ انھوں نے کہا: کیا آپ نے اسلحہ اتار دیا ہے؟ اللہ کی قسم! فرشتوں نے ابھی تک نہیں اتارا۔ بنو قریظہ کی جانب نکلے اور ان سے لڑائی کیجئے۔ کہتی ہیں: رسول اللہ نے اپنی زرہ پہنی اور لوگوں میں کوچ کا اعلان کر دیا یہ کہ وہ نکلیں پس رسول اللہ ﷺ نکلے اور بنو غنم جو کہ مسجد کے گرد اس کے پڑوسی تھے کے پاس سے گزرے آپ نے پوچھا: تمہارے پاس سے کون گزرا ہے؟ انہوں نے کہا: دحیہ کلبی اور دحیہ کلبی کی داڑھی دانت اور چہرہ جبریل علیہ السلام کے مشابہ تھا۔ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں آئے اور پچیس راتوں تک ان کا محاصرہ کیے رکھا جب محاصرے نے شدت اختیار کی اور پریشانی بڑھ گئی تو انہیں کہا گیا: رسول اللہ کے فیصلے پر اتر آؤ تو انہوں نے ابولبابہ بن عبدالمذر سے مشورہ کیا تو انہوں نے ان کو اشارہ کیا کہ یہ ذبح ہے۔ کہنے لگے: ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اتریں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد بن معاذ کے حکم پر اتر آؤ۔ وہ اتر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ کو پیغام بھیجا تو وہ آپ کے پاس پتے کی کاٹھی والے گدھے پر آپ کے پاس آئے وہ اس پر سوار تھے اور آپ کی قوم نے آپ کو گھیرا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگے: اے ابو عمرو! آپ کے حلیف آپ کے دوست اور مصیبت زدہ ہیں اور جو آپ کو معلوم ہے آپ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا اور نہ ان کی طرف دیکھا حتیٰ کہ جب آپ ان کے محلے کے قریب ہوئے تو اپنی قوم کی جانب

الْمُشْرِكِينَ، فَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ، وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا، فَلَحِقَ أَبُو سُفْيَانَ، وَمَنْ مَعَهُ بِتَهَامَةَ، وَلَحِقَ عُيَيْنَةُ ابْنُ بَدْرٍ وَمَنْ مَعَهُ بَنَجْدٍ، وَرَجَعَ بَنُو قُرَيْظَةَ فَتَحَصَّنُوا فِي صَيَاصِيهِمْ، وَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَوَضَعَ السَّلَاحَ، وَأَمَرَ بِقُبَّةِ مِنْ أَدَمٍ فَضَرِبَتْ عَلَى سَعْدٍ فِي الْمَسْجِدِ قَالَتْ: فَجَاءَ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. وَإِنْ عَلَى ثَنَابَاهُ لَتَفْعُ الْعُبَارُ، فَقَالَ: أَوْ قَدْ وَضَعْتَ السَّلَاحَ؟ وَاللَّهِ مَا وَضَعْتَ الْمَلَابِكَةَ بَعْدَ السَّلَامِ، أَخْرَجَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَقَالَتْهُمْ. قَالَتْ: فَلَيْسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَمْرِي، وَأَذِنَ فِي النَّاسِ بِالرَّجُلِ أَنْ يَخْرُجُوا، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَرَّ عَلَى بَنِي غَنَمٍ، وَهُمْ جِيرَانُ الْمَسْجِدِ حَوْلَهُ، فَقَالَ: ((مَنْ مَرَّ بِكُمْ؟)) قَالُوا: مَرَبْنَا دَحِيَّةَ الْكَلْبِيِّ، وَكَانَ دَحِيَّةَ الْكَلْبِيِّ تُشَبِّهُ لُحْيَتَهُ وَسِنَّتَهُ وَوَجْهَهُ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَقَالَتْ: فَأَنَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَحَاصَرَهُمْ خَمْسًا وَعَشْرِينَ لَيْلَةً، فَلَمَّا اشْتَدَّ حَصْرُهُمْ وَاشْتَدَّ الْبَلَاءُ، قِيلَ لَهُمْ: انْزِلُوا عَلَى حُكْمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَاسْتَشَارُوا أَبُو لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ، فَاشَارَ إِلَيْهِمْ أَنَّهُ الذَّبِيحُ. قَالُوا: نَزِلَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((انْزِلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ)) فَتَزَلُّوا، وَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأَتَى بِهِ عَلَى جِمَارٍ عَلَيْهِ إِكَاثٌ مِنْ لَيْفٍ، وَقَدْ حُمِلَ عَلَيْهِ، وَخَفَّ بِهِ قَوْمُهُ، فَقَالُوا: يَا أَبَا عَمْرٍو!

جھانکا اور کہا: تحقیق مجھ پر ایسا وقت آیا ہے کہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کروں۔ کہتے ہیں: ابوسعیدؓ نے کہا: جب وہ رسول اللہ ﷺ پر ظاہر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: اپنے سردار کی جانب اٹھو اور انہیں اتار دو تو عمرؓ نے کہا: ہمارا سردار اللہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے (سعد کو) اتار دو تو انہوں نے آپ کو اتار لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: ان کے بارے میں فیصلہ کیجئے سعدؓ نے کہا: میں فیصلہ کرتا ہوں ان کے لڑائی کے قابل (مرد) قتل کر دیے جائیں اور بچے قیدی بنا لیے جائیں اور ان کے مال تقسیم کر دیے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اللہ اور اس کے رسول والا فیصلہ کیا ہے (سیدہ عائشہؓ) کہتی ہیں پھر سعدؓ نے دعا کی کہا: اے اللہ! اگر تو نے اپنے نبیؐ کی قریش کے ساتھ کوئی جنگ باقی رکھی ہے تو مجھے بھی باقی رکھ اس کے لیے اور اگر تو نے ان کے اور ان کے درمیان جنگ ختم کر دی ہے تو مجھے اپنی طرف پکڑ لے۔ کہتی ہیں: اس کا زخم پھوٹ پڑا جو کہ صحیح ہو چکا تھا حتیٰ کہ انگوٹھی کی مثل نظر آتا تھا اور جو رسول اللہ ﷺ نے اس پر خیمہ لگایا تھا۔ ادھر پلٹ آئے۔ عائشہؓ کہتی ہیں: اس کے پاس رسول اللہ، ابوبکر اور عمر آئے۔ کہتی ہیں: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے یقیناً میں عمرؓ کے رونے کو ابوبکرؓ کے رونے سے (الگ) پہچان رہی تھی حالانکہ میں اپنے حجرے میں تھی اور اللہ وہ (یعنی اصحاب رسول) کے اس قول (رحماء بینہم) کی مانند تھے۔ علقمہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا: اے ماں! رسول اللہ ﷺ کیا کر رہے تھے؟ کہتی ہیں: آپ کی آنکھ کسی پر آنسو نہیں بہاتی تھی بلکہ جب آپ کو غم ہوتا تو آپ اپنی داڑھی پکڑ لیتے تھے۔

حَلَفَاؤُكَ وَمَوَالِيكَ وَاهْلُ النُّكَايَةِ وَمَنْ قَدْ عَلِمْتَ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِمْ شَيْئًا وَلَا يَلْتَفِتْ إِلَيْهِمْ، حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْ دُورِهِمْ، لَتَفَتَ إِلَى قَوْمِهِ، فَقَالَ: قَدْ أَتَى لِي أَنْ لَا أَبَالِي فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَأَيِّمٍ، قَالَ: قَالَ: أَبُو سَعِيدٍ: فَلَمَّا طَلَعَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ فَانْزِلُوهُ» فَقَالَ عُمَرُ: سَيِّدُنَا اللَّهُ. عَزَّوَجَلَّ. قَالَ: «انْزِلُوهُ» فَانْزِلُوهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «(أُحْكُمُ فِيهِمْ)» قَالَ سَعْدٌ: فَإِنِّي أُحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ مَقَاتِلُهُمْ، وَتُسَبَى ذَرَارِيُّهُمْ، وَتُقَسَمَ أَمْوَالُهُمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «(لَقَدْ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللَّهِ. عَزَّوَجَلَّ. وَحُكْمِ رَسُولِهِ)» قَالَتْ: ثُمَّ دَعَا سَعْدٌ، قَالَ: اَللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ أَبْقَيْتَ عَلَى نَبِيِّكَ ﷺ مِنْ حَرْبٍ فَرِيضٍ شَيْئًا، فَأَبْقِنِي لَهَا، وَإِنْ كُنْتُ قَطَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ، فَأَبْقِضْنِي إِلَيْكَ. قَالَتْ: فَاَنْفَجَرَ كَلِمُهُ، وَكَانَ قَدْ بَرَى حَتَّى مَا يَرَى مِنْهُ إِلَّا مِثْلَ

الْخَرَصِ، وَرَجَعَ إِلَى قُبَّتِهِ الَّتِي ضَرَبَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحَضَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. قَالَتْ: فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بَيْنَهُ، إِنِّي لَأَعْرِفُ بُكَاءَ عُمَرَ مِنْ بُكَاءِ أَبِي بَكْرٍ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي، وَكَانُوا كَمَا قَالَ اللَّهُ. عَزَّوَجَلَّ. «رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ» قَالَ عَلْقَمَةُ: قُلْتُ: أَيْ أُمَّة! فَكَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ

آداب اور اجازت طلب کرنے کے مسائل

﴿يُصْنَعُ؟ قَالَتْ: كَانَتْ عَلَيْهِ لَا تَدْمَعُ عَلَى أَحَدٍ، وَلَكِنَّهُ كَانَ إِذَا وَجَدَ، فَإِنَّمَا هُوَ آخِذٌ بِلِحْيَتِهِ﴾

تخریج: الصحیحة ۶۷۔ احمد (۱۳۲/۶) ابن سعد (۳۲۱/۳) ابن حبان (۷۰۲۸) من حدیث عائشة رضی اللہ عنہا بخاری (۲۴۱۱) مسلم (۱۷۶۸) ابوداؤد (۵۲۱۵) من حدیث ابی سعید رضی اللہ عنہ

فوائد: اس سے بعض مسئلے ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ لڑائی کے وقت کسی تیسرے کو فیصل کرنا جائز ہے جیسا کہ آپؐ نے اپنے اور بنو قریظہ کے درمیان حضرت کو سعد رضی اللہ عنہ کو فیصل ٹھہرایا جیسا کہ خوارج نے حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان طے پانچوالے معاملے کو یہ کہہ کر بگاڑ دیا کہ (ان حکم الا للہ) فیصل صرف اللہ ہے ان کا اس آیت سے یہ استدلال درست نہیں تھا۔ دوسرا کسی معزز بندے کی آمد پر آگے بڑھ کر اس کا استقبال کرنا درست ہے۔ نبی کریم ﷺ کی جو حدیث ہے کہ (من سرہ ان يتمثل له الرجال قياما فليتبوا مقعده من النار) (ترمذی، ابوداؤد) جسے یہ بات اچھی لگے کہ لوگ اس کیلئے مورت کی طرح کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آگے بڑھ کر آپ استقبال نہیں کرنا چاہیے ایسے ہی کسی بڑے کے آنے پر کھڑے ہو گئے وہ بیٹھ گیا تو آپ بیٹھ گئے یہ صورت حرام ہے۔

باب: مسلمان کے مسلمان پر حقوق کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، دعوت قبول کرنا، جنازوں میں پیچھے چلنا، مریض کی بیمار پرسی کرنا اور چھیننے والے کی چھینک کا جواب دینا، بشرطیکہ وہ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کہے۔“

باب: من حق المسلم على المسلم

۳۳۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خَمْسٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ: رَدُّ التَّحِيَّةِ، وَاجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَشُهُودُ الْجَنَازَةِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمَدَ اللَّهَ)).

[الصحیحة: ۱۸۳۲]

تخریج: الصحیحة ۱۸۳۲۔ ابن ماجہ (۱۳۳۵) احمد (۳۳۲/۲) مسلم (۲۱۲۲) بخاری (۱۲۳۰) بمعناه

فوائد: مذکورہ حدیث میں مسلمان کے مسلمان کے ذمے پانچ حق بیان کئے گئے جن ادا کرنا مسلمان پر لازم ہے ورنہ وہ حقوق کا غاصب شمار ہوگا بخاری میں ایک حق مزید ہے (اذا استنصح احدكم اخاه فليصحه له) جب تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی سے نصیحت طلب کرے پس وہ اسے نصیحت کرے۔ ان حقوق کی ادائیگی میں غفلت کرنا انتہائی معیوب ہے اس لئے ان کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیے۔

باب: بہترین دوست اور پڑوسی

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ہاں ساتھیوں میں سب سے بہتر ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں بہتر ہو۔“

باب: خیر الاصحاب والجيران

۳۳۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَفُوعًا: ((خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ، وَخَيْرُ الْجِيرَانِ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرُهُمْ لَجَارِهِ)).

[الصحیحة: ۱۰۳]

تخریج: الصحیحہ ۱۰۳۔ ترمذی (۱۹۳۴) دارمی (۲۳۴۲) احمد (۱۶۸/۲) حاکم (۱۶۳/۴)

فوائد: اپنے ساتھی اور پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک خصوصاً پڑوسی کے ساتھ اس کی اسلام میں بہت تاکید کی گئی ہے مومنین میں سے اکثر واسطہ چونکہ پڑوسی سے پیش آتا ہے حتیٰ کہ رشتے داروں سے بھی میل ملاپ کے مواقع کم ملتے ہیں مگر پڑوسی وہ ہر وقت آتے جاتے ہیں ان سے ملاقات میل ملاپ ہوتا رہتا ہے اب جو فرد ایسے بندے کو خوش نہ رکھ سکے بلکہ اس کے لئے تنگی کا باعث بنے وہ معاشرے میں بھی اپنا مثبت کردار پیش کرنے سے قاصر رہے گا کیونکہ سب سے پہلے اس نے اپنے کردار کا عملی مظاہرہ ہمسائے کے ساتھ کرنا ہے اگر وہاں وہ ناکام ہو جاتا ہے تو باقی جگہ پر وہ کیا اچھائی کا باعث بنے گا۔ اسی لئے سب سے زیادہ ہمسائے سے اچھے سلوک پر زور دیا گیا ہے۔ قرآن میں ہے (وبالوالدین احسان وبذی القربی والیتمی والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب) (النساء) اور والدین کے ساتھ نیکی کا حکم دیا گیا ہے اور قریبی رشتہ دار اور یتیم اور مسکین اور قریبی رشتہ دار ہمسایہ اور ساتھ والا ہمسایہ اور ساتھ والا ساتھی۔ اس میں والدین عزیزوں کے خصوصاً پڑوسی اور ساتھی ہم مجلس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں ایمان والوں پر لازم ٹھہرایا گیا ہے کہ وہ ہمسائے کی عزت کریں حدیث میں ہے (من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم جاره) (بخاری) جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس وہ لازماً پڑوسی کی عزت کرے۔ اور بخاری کی حدیث کے ہی الفاظ ہیں۔ (فلا یوذ جارہ) پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔

سب سے بہترین مجلس وسیع ہوتی ہے

خیر المجالس أوسعها

عبدالرحمن بن ابوعمرہ انصاری کہتے ہیں: سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کو اس کی قوم کے ایک جنازے کی اطلاع دی گئی انھوں نے ذرا دیر کی تا کہ لوگ اپنی اپنی جگہ پر آجائیں۔ جب وہ آئے اور لوگوں نے دیکھا تو وہ آگے پیچھے ہونے لگے اور بعض افراد اس لئے کھڑے ہو گئے تا کہ ان کی نشست میں آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”وسیع مجلس سب سے بہتر ہوتی ہے۔“

۳۳۴۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عُمَرَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: ((أَوْدَنَ أَبُو سَعِيدٍ بَجَنَازَةٍ فِي قَوْمِهِ، فَكَانَتْ تَخْلُفُ حَتَّى أَخَذَ النَّاسُ مَجَالِسَهُمْ، ثُمَّ جَاءَ فَلَمَّا رَأَاهُ الْقَوْمُ تَسَرَّبُوا عَنْهُ، فَقَامَ بَعْضُهُمْ لِيَجْلِسَ فِي مَجْلِسِهِ، فَقَالَ: أَلَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: ((خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا)). [الصحیحہ: ۸۳۲]

تخریج: الصحیحہ ۸۳۲۔ الادب المفرد (۱۱۳۶) ابوداؤد (۴۸۴۰) احمد (۱۸/۳) حاکم (۲۶۹/۴)

فوائد: مجلس کے آداب میں سے یہ بھی ایک ادب ہے کہ اس میں بیٹھے افراد میں سے کسی کو اٹھا کر اسکی جگہ نہ بیٹھا جائے جیسا کہ حدیث ہے (لا یقیم الرجل الرجل من مجلسه ثم یجلس فیہ ولكن تفسحوا ولو مسعودا) (تفح علیہ) کوئی آدمی کسی کو اسکی جگہ سے کھڑا کر کے خود اس میں نہ بیٹھے لیکن کھل جاؤ وسیع ہو جاؤ۔ یہ اسلامی سبق ہے کہ کوئی مسکین ہے تو اسے کھڑا کر دیا جائے یا وہ خود کھڑا ہو جائے اور بڑے چوہدری حرکت ہی نہ کریں یہ درست نہیں سب کو چاہیے کہ تھوڑی حرکت کرے جگہ کشادہ کریں۔ ہاں اگر آپ کھڑے نہیں بھی کرتے تو کوئی خود اٹھ کے کھڑا ہو جاتا ہے تو پھر بھی اس کی جگہ نہیں بیٹھنا چاہیے جیسا کہ اس حدیث کے الفاظ ہیں کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ کھڑے ہونے والوں کی جگہ پر نہیں بیٹھے بلکہ مجلس میں وسعت اختیار کرنے کا اشارہ دیا۔ بلکہ اگر کوئی مجلس سے اٹھ کر گیا بھی ہے تو وہاں آنے پر وہ اپنی جگہ کا زیادہ حقدار ہے حدیث میں ہے۔ (من قام من مجلسه ثم رجع الیه فهو احق به) (مسلم) جو اپنی جگہ سے اٹھے اور پھر اسکی طرف پلٹ کر آئے تو وہ اسکا زیادہ حقدار

ہے۔ مجلس جہاں بھی برپا ہو وہاں اتنی گنجائش ہوتی ہے کہ ذرا حرکت سے ایک بندے کی جگہ بن جائے اس لئے کسی کو کھڑا کرنے یا اس کے کھڑے ہونے کی بجائے وسعت اختیار کرنی چاہیے۔

باب الدعاء للمیت

میت کے لیے دعا کرنے کا بیان

۳۳۵۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا: ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَقَدْ عَوَّهَ)).
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہتر ہو اور جب کوئی آدمی مر جائے تو اس (کا برائہ تذکرہ) ترک دیا کر دو۔“ [الصحيحہ: ۱۱۷۴]

تخریج: الصحيحہ ۱۱۷۴۔ دارمی (۲۲۶۵) ترمذی (۳۸۹۵) ابن حبان (۳۱۷۷)

فوائد: اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے دو باتیں بیان فرمائی ہیں (۱) تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے گھروالوں کیلئے بہتر ہے یعنی اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اسے اسکے کاموں میں مدد کرے اس سے دل لگی کرے آپ غلاموں کے بارے فرماتے ہیں کہ اگر ان پر کام زیادہ ہو تو انکی مدد کر دیا کرو بیویاں تو پھر ان سے کئی درجے افضل ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں (کان مہنۃ اہلہ) آپ اپنے گھروالوں سے تعاون کر دیا کرتے تھے۔ قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (وعاشروہن بالمعروف) انکے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارو انہیں اپنے ساتھ کھانا کھلائے کپڑے پہنائے اور اس کی ضروریات کا خیال رکھے۔ اور جب فوت ہونے والا فوت ہو جائے تو اس کے مرنے کے بعد اسکا برائہ تذکرہ نہ کیا جائے ہاں اگر اس کی محاسن ہیں تو انہیں ذکر کیا جاسکتا ہے۔ حدیث میں ہے (لاتسبوا الاموات فانہم قد افضوا انی ما قدموا) (بخاری) مردوں کو گالیاں نہ دو وہ اپنے کئے کو پہنچ چکے ہیں۔ اس لئے جس قدر ہو سکے انکی برائیاں یاد نہ جائیں۔ کیونکہ اگر وہ برا ہوا تو انکی سزا پالے گا اگر معافی مانگ چکا ہو تو اس کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے ہمارے ذکر کرنے سے اسے نقصان تو کوئی نہیں وہ گا ہاں ہمارا نامہ اعمال سیاہ ہو جائیگا۔

جواز اللعب فی المسجد

مسجد میں کھیلنے کا جواز

۳۳۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ، فَزَجَرَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((دَعُوهُمْ [يَا عُمَرُ] فَإِنَّهُمْ بَنُو أَرْفَدَةَ)).
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے اور حبشی لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے انھوں نے ان کو منع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمر! ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو یہ بنو ارفدہ (حبشی لوگ) ہیں۔“

[الصحيحہ: ۳۱۲۸]

تخریج: الصحيحہ ۳۱۲۸۔ نسائی (۱۵۹۷) ابن حبان (۵۸۶۷) احمد (۵۳۰/۲) طحاوی فی مشکل الآثار (۱۱۷/۱) واصلہ عند البخاری (۲۹۰۱) ومسلم (۸۹۳)

فوائد: مسجد میں اللہ کے گھر میں انہیں اللہ کی عبادت کیلئے تعمیر کیا جاتا ہے اس لئے ان میں سکون کا ہونا لازمی ہے تاکہ عبادت اچھے طریقے سے کی جاسکے لیکن اگر عبادت کا وقت نہ ہو تو کھیل کود جکا تعلق جہادی مشقتوں سے ہو کیا جاسکتا ہے اس بناء پر اگر مساجد میں شور بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ حبشی مسجد نبوی ﷺ میں جنگی مشقیں کیا کرتے تھے اور آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھایا کرتے تھے۔

وان من الناس لو أقسم على الله

لأبره

۳۳۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: عَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَلَمَّا دَنَا مِنْ مَنْزِلِهِ سَمِعَهُ يَتَكَلَّمُ فِي الدَّاحِلِ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ دَخَلَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرَأْ أَحَدًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَمِعْتُكَ تُكَلِّمُ غَيْرَكَ؟» قَالَ: «يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَقَدْ دَخَلْتُ الدَّاحِلَ اغْتِمَامًا بِكَلَامِ النَّاسِ مِمَّا بِي مِنَ الْحُمَى، فَدَخَلْتُ عَلَى دَاحِلٍ نَارًا رَأَيْتُ رَجُلًا قَطُ بَعْدَكَ أَكْرَمَ مَجْلِسًا وَلَا أَحْسَنَ حَدِيثًا مِنْهُ، قَالَ: ((ذَاكَ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَإِنَّ مِنْكُمْ لَرَجُلًا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يُقْسِمُ عَلَى اللَّهِ لَأَبْرَهُ)). [الصحيحة: ۳۱۳۵]

کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کو قسم دیں تو اللہ قسم کو پورا کر دے

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک انصاری آدمی کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے، جب اس کے گھر کے قریب پہنچے تو ایسے محسوس کیا کہ کوئی آدمی اندر باتیں کر رہا ہے لیکن جب اس سے اجازت طلب کی اور اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ (اس انصاری کے) علاوہ کوئی آدمی موجود نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”مجھے ایسے سنائی دیا کہ تو کسی آدمی سے گفتگو کر رہا تھا؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بخار کی وجہ سے لوگوں کی باتیں مجھے اچھی نہیں لگ رہی تھیں، اس لئے میں اندر آ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی میرے پاس آیا، وہ آپ ﷺ کے بعد بہترین مجلس والا اور عمدہ گفتگو والا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تو جبریل تھا، تم میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے دیں تو وہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۳۱۳۵- البزار (الكشف: ۲۸۱۱) والبحر الزخار: (۵۰۳۹) طبرانی فی الکبیر (۱۲۳۲۱) والاوسط (۲۷۱۷) ضیاء فی المختارة (۱۰/۱۰۷)

فوائد: نبی کائنات ﷺ نے اس انصاری کے تقویٰ و پرہیزگاری کی طرف اشارہ فرمایا کہ فرشتوں کا آنا یہ کسی عام بندے کے پاس نہیں ہوتا بلکہ یہ ایسے نیک لوگ ہوتے ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی اللہ پر قسم ڈال دیں تو وہ پوری ہو جاتی ہے جیسا کہ ایک واقعہ انس ابن مالک ؓ کا (بخاری مسلم) میں منقول ہے کہ انکی چھوٹی بھی سے انصاری ایک لڑکی کا دانت ٹوٹ گیا تو آپ نے قصاص کا حکم دے دیا تو انس بن نضر حضرت انس بن مالک کے چچا نے قسم اٹھائی کہ اللہ کی قسم ایسا نہیں ہوگا آپ نے فرمایا یہ تو اللہ کا حکم ہے ”قصاص“ تو مدعیوں نے دیت قبول کر لی تو اس وقت آپ نے فرمایا (من عباد الله من لو اقسام على الله لابره) (متفق علیہ) اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے ہیں کہ اگر اللہ پر قسم اٹھالیں تو اللہ انکی قسم پوری کر دے۔ یعنی اللہ اپنے ایسے نیک بندوں کی لاج رکھ لیتا اور انکا کہا پورا کر دیتا ہے۔

ذب المال والأعراض بالمال

۳۳۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((ذُبُّوا بِأَمْوَالِكُمْ عَنْ أَعْرَاضِكُمْ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ نَذُبُ بِأَمْوَالِنَا عَنْ أَعْرَاضِنَا؟ قَالَ: يُعْطَى

مال کے ذریعہ سے اپنی عزتوں اور مالوں کا دفاع کرنا

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے مالوں سے اپنی عزتوں کا دفاع کرو“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنی عزتوں کو مالوں کے ذریعے کیسے بچائیں؟

آداب اور اجازت طلب کرنے کے مسائل
الشَّاعِرَ وَمَنْ تَعَاْفُونَ مِنْ لُسَانِهِ)).

آپ ﷺ نے فرمایا: ”شاعر کو اور ان آدمیوں کو مال دیا جائے کہ جن کی زبانوں سے تمہیں (اپنی عزت کا) ڈر ہو۔“

[الصحيحۃ: ۱۴۶۱]

تخریج: الصحيحۃ ۱۳۶۱۔ السہمی فی تاریخ جرجان (۱۸۲) دہلی (۳۱۳۳) خطیب فی تاریخ ہنداد (۱۰۷/۹)
فوائد: اگر کسی زبان آور سے اپنی عزت کو خطرہ ہو تو اسے کچھ دے دلا کر اسکا منہ بند کر دیا جائے تو یہ جائز ہی نہیں بلکہ ایک مستحب کام ہے کیونکہ مؤمن کی عزت بڑی قیمتی چیز ہے ایسے بندے کو کوئی تجھے تحائف یا دیسے مال دے کر بندہ اس پر احسان کر دے تاکہ احسان کے بوجھ سے اسکا منہ بند ہو جائے کہات ہے کہ ”الاحسان یقطع اللسان“ احسان زبان کاٹ دیتا ہے تو ایسوں کی زبان کٹی ہی رہے تو بہتر ہے۔

اچھی بات کہنے یا پھر خاموش رہنے کی فضیلت

فضل القول الحسن والسکوت

حسن بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جس نے کوئی بات کی تو فائدہ مند بات کی اور اگر وہ خاموش رہا تو (کئی آفات سے) سلامت رہا۔“

۳۳۹۔ عَنِ الْحَسَنِ مَرْقُوعاً مُرْسَلًا: ((رَجَمَ اللَّهُ عَبْدًا قَالَ فَعَنِمَ، أَوْ سَكَتَ فَلَسِمَ)).

[الصحيحۃ: ۸۵۵]

تخریج: الصحيحۃ ۸۵۵۔ بغوی فی مرث کامل بن طلحة (۲/۳) قضاوی فی مسند الشہاب (۵۸۱) ابن المبارک فی الزہد (۳۸۰) مرسل، طبرانی فی الکبیر (۷۷۰/۷) عن ابی امامۃ ؓ

فوائد: ایسے بندے کیلئے آپ دعا فرما رہے ہیں کہ اللہ اس پر رحم کرے جو بات کرے تو اچھی کرے یا خاموش رہے۔ جس طرح بے جا بولنا حماقت ہے اسی طرح بولنے کے مقام پر خاموش رہنا اس سے بڑی حماقت ہے اگر بندے کے سامنے برائی ہو تو اسے گونا گونا گونا بننے کی بجائے اس سے روکنا ہوگا ورنہ اسے بات کرنے سے جو غنیمت حاصل ہوتا تھی اس سے محروم ہوائی ساتھ عذاب سے بھی دوچار ہونا پڑ سکتا ہے جیسا کہ نبی اسرائیل کا وہ گروہ جو کہتا تھا جو جہاں لگا ہے صبح لگا ہے تمہیں کیا اسکی طرح عذاب سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے۔

تین چیزوں میں جھوٹ بولنے کی رخصت کا بیان

رخصة الكذب في ثلاث

سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تین مواقع پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی: جنگ میں لوگوں کے مابین صلح کرانے کے لئے اور خاوند کا اپنی بیوی کا ساتھ بات کرنے میں اور ایک روایت میں ہے: آدمی کا اپنے بیوی سے اور بیوی کا اپنے خاوند کے ساتھ گفتگو کرنے میں۔

۳۴۰۔ عَنْ أُمِّ كَلثُومَ بِنْتِ عَقْبَةَ، قَالَتْ: ((رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْكُذْبِ فِي ثَلَاثٍ فِي الْحَرْبِ، وَفِي إِصْلَاحِ بَيْنِ النَّاسِ، وَقَوْلِ الرَّجُلِ لِمَرْأَتِهِ، وَفِي رِوَايَةٍ: وَحَدِيثِ الرَّجُلِ لِمَرْأَتِهِ وَحَدِيثِ الْمَرْأَةِ لِرَجُلِهَا)).

تخریج: الصحيحۃ ۵۳۵۔ احمد (۳۰۳/۶) ابوداؤد (۳۹۲۰) طبرانی فی الصغیر (۷/۷) و بخاری (۲۶۹۲) و مسلم (۲۶۰۵) نحوہ

فوائد: ان تین صفات پر جھوٹ بولنے کی اجازت ہے جھوٹ بولنا ایک بری عادت اور رذیل فعل ہے اس لئے اس کے مفاسد کے پیش نظر اسے سب برائیوں کی جڑ ام الخبائث قرار دیا گیا ہے ایک صحابی آیا کہ میں مسلمان تو ہو جاؤں لیکن میں اپنی عادات نہیں چھوڑ سکتا آپ نے اسے فرمایا فقہ جھوٹ چھوڑ دے جھوٹ چھوڑنے سے وہ تمام حرکتوں سے باز آ گیا استقدر عظیم گناہ ہو نیکی باوجود جن تین کاموں کیلئے اس کی اجازت دی گئی

اس سے سمجھ آتی ہے کہ یہ بہت اہمیت کے حامل افعال ہیں کہ جن کیلئے جھوٹ بولنا بھی حلال ہو گیا۔

(۱) جنگ: جسے جہاد کہا جاتا ہے اس میں دشمن کو دھوکہ دینے کیلئے اگر جھوٹ بول لیا جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں۔

(۲) صلح: لوگوں کی آپس میں صلح کروانا نارنگی کی زیادہ سے زیادہ مدت جیسا کہ حدیث میں ہے تین دن ہے اسکے بعد ناراض رہنا حرام ہے مگر کوئی حرام کا مرتکب ہو رہا ہو تو اسے اس سے بچانے کیلئے جھوٹ بولا جاسکتا ہے۔

(۳) میاں بیوی: نیک بیوی دنیا کا بہتری سامان ہے اگر کسی وجہ سے روٹھ جائے تو اسے منانے کیلئے بیوی کی جھوٹی تعریف کر دی جائے یا اس سے کوئی اور غلط بیانی کر دی جائے تو جائز ہے۔ کیونکہ اسلام خاندانی نظام کے استحکام کو بڑی اہمیت دیتا اور ہر صورت اسے مضبوط تر دیکھنا چاہتا ہے۔

اس لئے ان چیزوں کی حساسیت کے پیش نظر انہیں ہر حال میں درست رکھنا مقصود شریعت ہے اس میں کوتاہی بہت زیادہ نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔

خواب تین قسم کے ہوتے ہیں

الرویا ثلاث

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خواب تین قسم کے ہوتے ہیں: اللہ کی طرف سے خوشخبری، خیال اور شیطانی ڈراوا۔ جب کوئی آدمی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اسے بیان کر سکتا ہے اور اگر ناپسندیدہ خواب دیکھے تو کسی کو بیان نہ کرے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔“

۳۴۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعًا: ((الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ، فَأَلْبَشُرَى مِنَ اللَّهِ، وَحَدِيثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِيفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا تَعْجَبُهُ فَلْيَقْصَصْهَا إِنْ شَاءَ، وَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقْصِصْهُ عَلَى أَحَدٍ وَلْيَقُمْ يَصَلِّ)).

تخریج: الصحیحة ۳۳۱۔ احمد (۲/۳۹۵) ابن ماجہ (۳۹۰۶) ابن ابی شیبہ (۱۱/۷۵) مسلم (۲۲۶۳) بخاری (۷۰۱۷) فوائد: تفصیل گزر چکی ہے۔

کون آدمی زیادہ حق دار ہے ان امور کا

من الرجل الذی أحق بالأمور

عبداللہ بن یزید خطمی جو کوفہ پر گورنر تھے کہتے ہیں کہ ہم سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر آئے مؤذن نے نماز کے لئے اذان دی۔ ہم نے قیس کو کہا کہ کھڑے ہوں اور ہمیں نماز پڑھائیں۔ انھوں نے کہا: میں ایسے لوگوں کو نماز نہیں پڑھاؤں گا کہ جن کا میں امیر نہیں ہوں۔ ایک آدمی جو کم درجہ نہیں تھا اور جسے عبداللہ بن حظلہ غسیل رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی دوسروں کی نسبت اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ وہ اپنے جانور پر آگے بیٹھے اپنی مخصوص نشست گاہ کی دائیں جانب (یا اس کے سامنے والے حصے پر) بیٹھے اور

۳۴۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ. وَكَانَ أَمِيرًا عَلَى الْكُوفَةِ. قَالَ: أَتَيْنَا قَيْسَ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي بَيْتِهِ، فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ، وَفَلَّنَا لِقَيْسٍ، ثُمَّ فَضَّلَ لَنَا، فَقَالَ: لَمْ أَكُنْ لِأُصَلِّي بِقَوْمٍ لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِأَمِيرٍ، فَقَالَ رَجُلٌ لَيْسَ بِدُونِهِ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ حَنْظَلَةَ الْغَسِيلُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْكَرَجُلُ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَائِيَّتِهِ، وَصَدْرِ فَرَاشِهِ وَأَنْ يَوْمَ فِي رَحْلِهِ)) فَقَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عِنْدَ ذَلِكَ: يَا فُلَانُ. لِمَوْلَى لَهُ: ثُمَّ فَضَّلَى

اپنی رہائش گاہ پر امامت کروائے۔“ قیس بن سعد ؓ نے یہ حدیث سن کر اپنے غلام سے کہا: اوفلاں! کھڑے ہو اور نماز پڑھاؤ۔

لَهُمْ - [الصحيحه: ۱۵۹۵]

تخریج: الصحيحه ۱۵۹۵۔ دارمی (۲۶۶۹) البزار (۳۷۰) البحر الزخائر (۳۳۸) طبرانی فی الکبیر والاوسط (۹۱۷)

فوائد: نماز میں امامت کا صحیح حقدار حکمران اور پھر گھر کا مالک ہے حکمران اگر ایسے کاموں کا اہتمام نہ کرتے ہوں تو پھر جس کو وہاں پر مقرر کیا گیا ہے کسی شخص کو امام کی اجازت کے بغیر اس مصلے پر کھڑے ہونے کی اجازت نہیں جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے (لا یومن الرجل الرجل فی اہله ولا فی سلطانه) (مسلم) کوئی آدمی کسی آدمی کو اس کے گھر یا دائرہ اقتدار میں امامت نہ کروائے۔ اس حدیث میں گھر اور سلطانی کا لفظ واضح طور پر آ گیا کہ یہ کام جائز نہیں۔ لیکن اگر امام خود کسی کو آگے کر دے یا اجازت دے تو پھر اسے اجازت ہے کہ امامت کروالے جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر مالک مکان کی اجازت سے کروائے تو کوئی حرج نہیں اور اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے (المفتی) ابو مسعود کی ایک حدیث میں (الا باذنہ) کے الفاظ ملتے ہیں جس سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی وغیرہ) ان احادیث کے پیش نظر مہمان کا بلا اجازت امامت کروانا جائز نہیں اسی طرح کسی سواری پر سوار ہونا کسی کی خاص نشست پر بیٹھنا یہ ممنوع ہے اگر مالک اجازت دے دے تو کوئی حرج نہیں۔

مومن کو گالی دینے کا گناہ

اثم سباب المومن

سیدنا عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کو گالی دینا ہلاکت میں پڑنے والی بات ہے۔“

۳۴۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعًا: ((سَبَابُ الْمُؤْمِنِ كَالْمُشْرِفِ عَلَى هَلَكَةٍ)).

تخریج: الصحيحه ۱۸۷۸۔ البزار (الکشف: ۲۰۳۶)

فوائد: گالی جیسا قول شنیع کسی مومن کے شایان شان نہیں کیونکہ یہ ایک بد حرکت ہے اور بدوں کو ہی زیبا ہے کوئی معقول آدمی شرافت کا پیکر ایسی غلیظ بات کو زبان پر لانے سے دور بھاگتا ہے کہ بات ہے کہ ہر برتن اپنے اندر موجود سے کے ساتھ ہی چھلکتا ہے۔ یعنی برتن سے وہی نکلتا ہے جو اس میں ڈالا گیا ہے جس کے ذہن میں غلاظتیں بھری ہوں وہ کوئی اچھی بات منہ سے نہیں نکال سکتا گالی انسان کے بد تہذیب جاہل اور گنوار ہونے پر دلالت کرتی ہے جہاں یہ دنیا میں انسان کو ذلیلوں میں کرتی ہے وہاں آخرت میں بھی اس کو فاسقوں کی جماعت کا ممبر بنائے گی جیسا کہ حدیث میں ہے (سباب المسلم فسوق وقناله کفر) مسلمان سے لڑائی کفر اور اسے گالی دینا فسق ہے۔ تو ایسا کام جو پیشانی کا باعث بنے والا ہو اس سے حتی الوسع احتراز کرنا چاہیے۔

ننگے پن کی حرمت کا بیان

تحريم العریة

سلیمان بن زیاد حضرمی نے کہا: مجھے سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء زیدی ؓ نے بیان کیا کہ وہ اور اس کا ایک ساتھی امین سے گزرے کیا دیکھتے ہیں کہ قمیٹیوں کے ایک گروہ نے اپنی چادریں اتار دیں اور انھیں بٹ کر برہنہ حالت میں پنا کھینے لگے۔ عبداللہ ؓ کہتے ہیں کہ جب ہم ان کے پاس سے گزرے

۳۴۴۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ زِيَادٍ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءٍ الزُّبَيْدِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ مَرَّ بِصَاحِبٍ لَهُ بِلَاءُ (أَسْمَى) وَفَتَقَ مِنْ قُوْبَيْشٍ قَدْ خَلَّوْا أَرْزَهُمْ فَجَعَلُوْهَا مُخَارِقَ يَحْتَلِدُوْنَ بِهَا وَهُمْ عُرَاةٌ قَالَ: عَبْدُ اللَّهِ: فَلَمَّا مَرَرْنَا بِهِمْ قَالُوا:

تو وہ کہنے لگے کہ یہ ایک مذہب کے پیشوا لوگ ہیں، ان کو نظر انداز کر دو۔ اتنے میں وہاں رسول اللہ ﷺ آگئے جب انھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ منتشر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ غصے کی حالت میں لوٹے اور حجرے میں داخل ہو گئے، میں حجرے کے پیچھے کھڑا تھا، میں نے آپ ﷺ کو حجرے میں فرماتے سنا: ”سبحان اللہ! نہ اللہ تعالیٰ سے شرمائے اور نہ رسول اللہ ﷺ سے پردہ کیا۔ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس تھیں وہ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! ان کے لئے بخشش طلب کرو۔ سیدنا عبد اللہ ﷺ کہتے ہیں: کسی دشواری کی وجہ سے ان کے لیے بخشش طلب نہ کی۔“

تخریج: الصحیحة ۲۹۹۱۔ احمد (۱۹۱/۳) ابویعلیٰ (۱۵۳۰) بزار (الکشف: ۲۰۲۹)

احب الاسم إلى النبی حمزة

نبی ﷺ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نام حمزہ تھا سیدنا جابر بن عبد اللہ ﷺ کہتے ہیں: ایک آدمی کا بچہ پیدا ہوا۔ لوگ کہنے لگے کہ اس کا کیا نام رکھیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس کا وہ نام رکھو جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے یعنی حمزہ بن عبد المطلب۔“

۳۴۵۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: وَلَدَ لِرَجُلٍ هَذَا غُلَامًا، فَقَالُوا: مَا نَسَمِيهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَمُوهُ بِأَحَبِّ الْأَسْمَاءِ إِلَيَّ، حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)). [الصحیحة: ۲۸۷۸]

تخریج: الصحیحة ۲۸۷۸۔ حاکم (۱۹۱/۳) ابن عساکر (۵۵/۳)

فوائد: آپ ﷺ کو حمزہ نام بہت پسند تھا۔ جیسا کہ حدیث اس پر دلالت کر رہی ہے اسی لئے آپ ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ کا نام بھی حمزہ رکھا تھا جو کہ آپ ﷺ کو بہت محبوب تھے لیکن بعد میں اللہ کے حکم سے حسن رکھ دیا۔ یہ بھی پتا چلا کہ اگر اچھا نام بھی ہو تو کسی وجہ سے اسے بھی بدلا جاسکتا ہے۔

باب: السلام علیکم کہنے کی فضیلت

سیدنا عبد اللہ ﷺ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”سلام“ اللہ کا نام ہے جسے اس نے زمین میں اتارا سو تم آپس میں اسے عام کرو جب کوئی مسلمان آدمی کسی گروہ کے پاس سے گزرتا ہے اور ان پر سلام کرتا ہے اور وہ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں تو سلام دینے والے کو ان پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر وہ جواب نہ دیں تو اسے ایسی (ہستیاں) جواب دیتی ہیں جو ان سے

باب: فضل السلام علیکم

۳۴۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْسَّلَامُ إِسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ وَضَعَهُ فِي الْأَرْضِ، فَأَفْشَوْهُ بَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الرَّجُلَ الْمُسْلِمَ إِذَا مَرَّ بِقَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَرَدُّوا عَلَيْهِ، كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ [فُضْلٌ دَرَجَةٍ] فَإِنْ لَمْ يَرُدُّوا عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُمْ وَأَطْيَبُ)).

[الصحيحة: ۱۸۹۴] زیادہ بہتر اور پاکیزہ ہوتی ہیں۔“

تخریج: الصحيحة ۱۸۹۴۔ البزار (الكشف: ۱۹۹۹) (البحر الزخار: ۱۷۷۱) طبرانی فی الکبیر (۱۰۳۹۳) ابن حبان فی روضة مقلاء (ص: ۷۴)

واند: ”قد تقدم“

السلام قبل السؤال

۳۴۰۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْإِسْلَامُ قَبْلُ السُّؤَالِ، فَمَنْ بَدَأَكُمْ بِالسُّؤَالِ بَلَ السَّلَامِ فَلَا تُجِيبُوهُ)). [الصحيحة: ۸۱۶]

سوال کرنے سے پہلے سلام کرنا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوال کرنے سے پہلے سلام ہوتا ہے جس نے سلام سے پہلے سوال کرنا شروع کر دیا اس کی فرمائش پوری نہ کرو۔“

تخریج: الصحيحة ۸۱۶۔ ابن عدی فی الكامل (۱۹۲۹/۵) ابن السنی (۲۱۳) ابو نعیم فی الحلیۃ (۱۹۹/۸)

واند: سوال کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہیے آپ کا حکم ہے کہ اگر کوئی سلام کیے بغیر سوال شروع کر دیتا ہے تو اس کو جواب ہی نہ دیا جائے

یک حدیث میں ”کلام“ کا لفظ ہے کہ کلام کرنے سے پہلے سلام کہا جائے۔

الشعر بمنزلة الكلام

۳۴۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعًا: ((الشَّعْرُ مَنْزِلَةُ الْكَلَامِ، حَسَنُهُ كَحَسَنِ الْكَلَامِ، قَبِيحُهُ كَقَبِيحِ الْكَلَامِ)). [الصحيحة: ۴۴۷]

اشعار عام کلام کی طرح ہیں

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اشعار عام (نثر) کلام کی طرح ہیں یعنی اچھے اشعار اچھے کلام اور برے اشعار برے کلام کی طرح ہیں۔“

تخریج: الصحيحة ۴۴۷۔ الادب المفرد (۱۲۵) دارقطنی (۱۵۶/۳) طبرانی فی الاوسط (۷۶۹۲)

واند: ”قد تقدم“

اهمية تطهير الألفية

۳۴۲۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعًا: ((طَهَّرُوا أَلْفَبِيَّتَكُمْ فَإِنَّ الْيَهُودَ لَا تَطْهَرُ قُبَيْتَهَا)). [الصحيحة: ۲۳۶]

صحنوں کو صاف رکھنے کی اہمیت کا بیان

عامر بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے گھر کا صحن صاف رکھا کرو کیونکہ یہودی اپنے گھر کا صحن صاف نہیں رکھتے۔“

تخریج: الصحيحة ۲۳۶۔ طبرانی فی الاوسط (۴۰۶۹) بهذا اللفظ۔ ترمذی (۲۷۹۹) بزار (البحر الزخار: ۱۱۱۳) ابو یعلیٰ (۷۹۱) مطولا بمعناه

فوائد: شروع اسلام میں جب احکام پوری طرح نازل نہیں ہوئے تھے بلکہ وحی کا سلسلہ جاری تھا اور بتدریج احکام نازل ہو رہے تھے ایسی حالت اگر کسی کام کی سمجھ نہ آتی تو آپ اہل کتاب کو دیکھتے اور انکے طریقے کو لے لیتے مگر کیونکہ تمام آسمانی ادیان کی بنیاد ایک تھی اور کیے احکام بھی ملتے جلتے تھے لیکن جب اسلام مضبوط بنیادوں پر قائم ہو گیا اکثر اوامر و نواہی نازل ہو چکے اور مسلمان پہلے بیت المقدس کی جانب منہ کر کے

نماز ادا کرتے تھے وہ قبیلہ بھی تبدیل ہو گیا اور اہل کتاب تک دعوت بھی پہنچا دی گئی اور وہ ضد اور ہٹ دھرمی پر اتر آئے تو آپؐ نے بھی صحابہ کرامؓ کو یہودیوں کے بارے میں فرمایا جو کہ آپؐ کے قریب ہی بستے تھے کہ ان کی مخالفت کرو اور ہر وہ کام جن میں مخالفت ممکن تھی اس کا حکم دے دیا گیا ان میں سے ایک محنوں کی صفائی کا حکم بھی تھا آپؐ نے فرمایا وہ اپنے محنوں کی صفائی نہیں رکھتے تم انکی مخالفت کیا کرو اور انہیں صاف رکھا کرو۔ یہاں سے کچھ بے دین حضرات دلیل لیتے ہیں کہ جی کفار کی مخالفت کا حکم ہے اس لئے اب یہودیوں کی اور سکھوں کی داڑھی ہوتی ہے چنانچہ داڑھی منڈوانا چاہیے علیٰ هذا القیاس لیکن ان کی یہ بات بوہی ہے، فضول ہے کیونکہ داڑھی کا تو آپؐ نے حکم دیا اور اسلام میں یہ لازم ہے اصل میں یہ مخالفت کا مطلب غلط سمجھے ہیں مخالفت کا مطلب ہے ایسے کاموں میں مخالفت جہاں پر شریعت کا کوئی واضح حکم نہیں ہے اب اگر کہیں شریعت کا کوئی واضح حکم آ گیا ہے تو وہ عمل چاہے کفار کے موافق ہو یا مخالف ہو اس کو انجام دینا لازمی ہے۔ مگر جس جگہ اختیار ہے مخالفت ممکن ہے وہاں پر انکی مخالفت کی جائیگی اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر کافروں کے کچھ اعمال مسلمانوں کے اعمال سے میل کھاتے ہیں تو ان کو ترک کر دیا جائیگا نہیں یہ بات غلط ہے۔

شکر گزار کھانے والے کی فضیلت کا بیان

فضل الطاعم الشاکر

۳۵۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ)).
سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کھانا کھا کر شکر کرنے والا صبر کرنے والے روزے دار کی طرح ہے۔“

[الصحيح: ۶۵۵]

تخریج: الصحيح۶۵۵۔ ترمذی (۲۳۸۶) حاکم (۱۳۶/۳) احمد (۲۸۳/۲) ابویعلیٰ (۶۵۸۲)

فوائد: کھانا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرنا یہ انتہائی ثواب کا باعث ہے جو کہ ایک روزے دار کے ثواب کے برابر ہے جیسا کہ حدیث سے واضح ہے روزہ ایک ایسا عمل ہے جو کہ فقط اللہ کیلئے ہوتا ہے اس میں کسی قسم کا دکھلاوہ نہیں ہوتا اسی لئے اس کا ثواب بھی اللہ خود عطا کریں گے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہی اللہ نے ”الریان“ کے نام سے رکھ دیا جس میں سے روزے دار داخل ہوں گے شکر ادا کرنا اس قدر اہمیت کا حامل ہے لیکن اگر کسی نے آپؐ کی دعوت کی ہے آپؐ کی خدمت کی ہے تو سب سے پہلے اس کا شکریہ ادا کرنا لازم ہے حدیث میں ہے (من لم يشکر الناس لم يشکر الله) جس نے بندے کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ کا شکریہ بھی ادا نہیں کیا۔ اس لئے شکر گزاری سب سے پہلے بندوں کی ہوتا کہ بندہ اللہ کا شکر ادا کرنے قابل ہو جائے۔

صدقہ کی اقسام کا بیان

ومن أنواع الصدقة

سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔“ کسی نے پوچھا: اگر وہ صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ پائے؟ آپؐ نے فرمایا: ”اپنے ہاتھوں سے کام (محنت مزدوری) کرے اور (اجرت حاصل کر کے) اپنے نفس کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔“ پھر پوچھا

۳۵۱۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوعًا: ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ: قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: يَعْتَمِلُ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَصَدَّقُ قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ: يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ، قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ

گیا: اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مصیبت زدہ حاجت مند کی مدد کر دے۔“ پھر پوچھا گیا: اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نیکی یا بھلائی کا حکم کرے۔“ پوچھا گیا: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دوسروں کو نقصان پہنچانے سے باز رہے یقیناً یہ بھی صدقہ ہے۔“

تخریج: الصحیحہ ۵۷۳۔ بخاری ۱۴۳۵/۶۰۳۲ والادب المفرد (۲۲۵) مسلم (۱۰۰۸) نسائی (۲۵۳) احمد (۳/۳۹۵)

نوائد: اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندے کو بخشے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کے ذمے صدقہ لازم ہے اب یہ نہیں کہ اس کیلئے جان کو مشقت میں ڈالا جائے پیسے خرچ کئے جائیں اگرچہ یہ بھی صدقے کی ایک اعلیٰ قسم ہے لیکن اگر کوئی اتنی مشقت نہ کر سکے کہ کہا کہ برائی سے بچا رہی صدقہ بن جائے گا یعنی کرنا کچھ نہیں آرام سے بیٹھا ہے یا اپنے ذاتی کام میں مصروف ہے بس برائی نہیں کر رہا یہ بھی اللہ کے ہاں صدقہ شمار ہوگا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں سے اپنی حاجت پوری کرے یہ بھی نیکی ہے تو صحابہ نے پوچھا یہ تو اپنی حاجت پوری کر رہا نیکی کا یہاں کیا کام آپ نے فرمایا اگر یہ بندہ ناجائز جگہ پر اپنی حاجت پوری کرتا تو کیا اسے لٹا ہوتا تھا انہوں نے کہا ہاں! تو آپ نے فرمایا تو اب اسے ثواب بھی ہوگا۔ یعنی اللہ اپنے بندوں کے ساتھ اس قدر رحیم ہیں کہ وہ کام جو بندہ فی ضرورت کیلئے کر رہا ہے اسے بھی ثواب بنا دیا اس کو پیش نظر رکھ کے بندہ غور کرے تو ساری زندگی اجر کا باعث بن سکتی ہے اللہ کی اس قدر بے یاس رحمت کے باوجود بندہ برائیوں کے انبار لے کر جہنم میں چلا جائے تو اس سے بڑا بد بخت کون ہوگا۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہر روز جس میں سورج طلوع ہوتا ہے ہر نفس پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کیسے صدقہ کروں میرے پاس تو مال نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(صدقہ صرف مال کا خرچ کرنا ہی نہیں ہے بلکہ) یہ بھی صدقہ کی اقسام ہیں: ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہنا ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کہنا ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کہنا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنا ”أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ“ کہنا نیکی کا حکم دینا برائی سے منع کرنا لوگوں کی گزر رگا ہوں سے کاٹنا پتھر اور ہڈی ہٹانا نا بینے کی رہنمائی کرنا بہروں اور لوگوں کو اس اہل بنانا کہ وہ بات سمجھ سکیں رہنمائی طلب کرنے والے کسی ضرورت مند کی رہنمائی کرنا مدد کے لئے پکارنے والے مصیبت زدہ کی (مدد کرنے کے لئے) اس کی طرف دوڑ کر جانا کمزور آدمی کا بھرپور انداز میں تعاون کرنا۔ یہ صدقہ کی اقسام ہیں ان کے ذریعے تو اپنے آپ پر صدقہ کر سکتا

۳۵۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ مَرُّوْعًا: ((عَلَى كُلِّ نَفْسٍ كُلُّ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ صَدَقَةٌ مِنْهُ عَلَى سِوَاهِ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مِنْ أَيْنَ أَتَصَدَّقُ بَسَ لَنَا أَمْوَالٌ؟ قَالَ: لِأَنَّ مِنْ أَبْوَابِ الصَّدَقَةِ كَبِيرٍ، وَسَبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، وَتَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنْهَى الْمُنْكَرَ، وَتَعَزُّلُ الشُّوْكَةَ عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ مَظْلَمَةً وَالْحَجَرَ، وَتَهْدِي الْأَعْمَى، وَتُسْمِعُ مِمَّ وَالْأَبْكَمَ حَتَّى يَقْفَهُ، وَتَدُلُّ الْمُسْتَدِلَّ حَاجِفَهُ قَدْ عَلِمْتَ مَكَانَهَا، وَتَسْعَى بِشِدَّةٍ يَكُ إِلَى اللَّهْفَانِ، الْمُسْتَفِيفِ، وَتَرْفَعُ بِشِدَّةٍ عَلَيْكَ مَعَ الضَّعِيفِ، كُلُّ ذَلِكَ مِنْ أَبْوَابِ مَدَقَةٍ مِنْكَ عَلَى نَفْسِكَ وَلَكَ فِي جَمَاعِكَ

رَوَّجَكَ أَجْرًا. قَالَ أَبُو ذَرٍّ: كَيْفَ يَكُونُ لِي أَجْرٌ فِي شَهْوَتِي؟ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ وَلَدٌ فَأَدْرَكَ وَرَجَوْتَ خَيْرَهُ فَمَاتَ، أَكُنْتَ تَحْتَسِبُهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْتَ خَلَقْتَهُ؟ قَالَ: بَلَى اللَّهُ خَلَقَهُ. قَالَ: فَأَنْتَ هَدَيْتَهُ؟ قَالَ: بَلَى اللَّهُ هَدَاهُ. قَالَ: فَأَنْتَ تَرْزُقُهُ؟ قَالَ: بَلَى اللَّهُ تَمَنَّاهُ يَرْزُقُهُ. قَالَ: كَذَلِكَ فَضَعَهُ فِي حَلَا لِهِ وَجَنَّبَهُ حَرَامَهُ، فَإِنْ شَاءَ اللَّهُ أَحْيَاهُ وَإِنْ شَاءَ أَمَاتَهُ، وَلَكَ أَجْرٌ)).

ہے۔ اور بیوی سے جماع کرنے میں بھی اجر ہے۔“ سیدنا ابو ذرؓ نے کہا: جنسی شہوت پوری کرنے میں کون سا اجر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”ذرا بتاؤ کہ اگر تیرا بیٹا ہو وہ نوجوان ہو جائے اور تجھے اس کی خیر و بھلائی کی امید ہو لیکن وہ فوت ہو جائے تو کیا تو اس کی وفات پر ثواب کی توقع کے ساتھ صبر کرے گا؟“ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپؐ نے پوچھا: ”کیا تو نے اسے پیدا کیا؟“ میں نے کہا: نہیں، اسے تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ آپؐ نے پوچھا: ”کیا تو نے اسے ہدایت دی؟“ میں نے کہا: نہیں، اسے تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی۔ آپؐ نے پوچھا: ”کیا تو نے اسے رزق دیا؟“ میں نے کہا: نہیں، اللہ تعالیٰ نے اسے رزق دیا۔ آپؐ نے فرمایا: ”بس اسی طرح اپنے (عضو مخصوص) کو حلال جگہ کے لئے استعمال کر اور حرام سے بچا۔ اگر اللہ نے چاہا اسے زندہ رکھے گا اور چاہا تو اسے مار دے گا اور تجھے اجر ملے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۵۷۵۔ احمد (۵/ ۱۶۸-۱۶۹) نسائی فی الکبریٰ (۹۰۲۷) بیہقی فی الشعب (۱۱۱۷) ابن حبان (۳۷۷۷) فوائد: پچھل حدیث میں تفصیل گزر چکی ہے۔

اہل بیت کی تربیت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ”کوڑا وہاں لٹکاؤ جہاں سے گھر والوں کو نظر آئے۔“

ومن تربية اهل البيت

۳۵۳۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((عَلِّقُوا السَّوْطَ حَيْثُ يَرَاهُ أَهْلُ الْبَيْتِ)).

تخریج: الصحیحة ۱۳۶۶۔ ابونعیم فی الحلیة (۳۳۲/۷)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اسے زندگی کا مقصد بتلا کہ اگر یہ مقصد (وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون) (میں نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا)۔ یعنی عبادت حاصل ہو گیا تو پھر جنت کی صورت میں یہ انعامات ہیں لیکن اگر مقصد فوت ہو گیا تو میرے عذاب کو بھی مد نظر رکھنا اور اپنے عذاب کا تفصیلی نقشہ کھینچ کر سامنے رکھ دیا اس فلسفے سے یہ بات بخوبی سمجھی جاسکتی ہے کہ ترغیب کے ساتھ ساتھ جب تک تربیت نہ ہو بات ادھوری رہتی ہے اسی لیے گھر والوں کے ساتھ بہترین سلوک کی ہدایت کے ساتھ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ کوڑا بھی سامنے پر نظر آئے کہ جسے پیار کی سمجھ نہ آئے تو مار اس کے ذہن میں ہونا کہ معاملات خوش اسلوبی سے حل ہوتے چلے جائیں۔

سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے نبی کریمؐ نے فرمایا: ”ایسی جگہ پر کوڑا لٹکاؤ جہاں سے گھر والے افراد کو نظر آئے“

۳۵۴۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا: ((عَلِّقُوا السَّوْطَ حَيْثُ يَرَاهُ أَهْلُ الْبَيْتِ فَإِنَّهُ لَهُمْ

أَدَبُ)). [الصحيحة: ١٤٤٧]

کیونکہ یہ ان کے لئے باادب ہونے کا سبب ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۱۳۴۷۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۶۷۰) والاوسط (۴۳۷۹) خطیب (۲۰۳/۱۲) ابن عساکر (۲۴۷/۲۹) عبد الرزاق (۲۱۰۲۳)

فوائد: بچپن حدیث ملاحظہ کیجئے۔

حکمة تغطية الانا و بالليل

۳۵۵۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((عَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السَّقَاءَ، فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيهَا وَبَاءٌ فِيهَا وَبَاءٌ لَا يَمُتُّ بِإِنَاءٍ لَمْ يَغَطَّ وَلَا سَقَاءٍ لَمْ يَوْكُ، إِلَّا وَقَعَ فِيهِ مِنْ ذَلِكَ الْوَبَاءُ)).

[الصحيحة: ۳۰۷۶]

رات کو برتن ڈھانپنے کی حکمت کا بیان

سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”(رات کو) برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اور مشکیزوں کو ڈوری سے باندھ دیا کرو کیونکہ سال میں ایک ایسی رات ہوتی ہے جس میں ایک دبا نازل ہوتی ہے وہ جس برتن کو ڈھانپنا نہ گیا ہو اور جس مشکیزے پر ڈوری نہ باندھی گئی ہو اس کے پاس سے گزرتی ہے اس میں داخل ہو جاتی ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۳۰۷۶۔ احمد (۳۵۵/۳) بیہقی (۶۰۵۹) مسلم (۲۰۱۳) بغوی شرح السنة (۳۰۶۱) ابو عوانة (۳۳۴/۵)

فوائد: معلوم ہوا کہ سال میں ایک دفعہ وباء اترتی ہے اسے جو برتن کھلا پڑا مل جائے اسی میں اتر آتی پھر اس برتن کے استعمال کی صورت میں بندہ اس وباء کا شکار ہو جاتا ہے اس لئے برتن ڈھانک کر رکھے جائیں یا اوندھے کر دیئے جائیں اگر سیدھا رکھنا بھی ہو اور ڈھانکنے کیلئے کچھ نہ ملے تو کوئی چھوٹی موٹی چیز اس کے اوپر رکھ دی جائے تو وہ چیز وباء سے محفوظ رہے گی۔

بركة الطعام في الإجتماعية

۳۵۶۔ عَنْ وَحْشِيِّ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبِعُ؟ قَالَ: ((فَلَعَلَّكُمْ تَأْكُلُونَ مُتَفَرِّقِينَ، اجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى. عَلَيْهِ بَيَارُكُمْ لَكُمْ فِيهِ)). [الصحيحة: ۶۶۴]

کھانے کی برکت اجتماعیت میں ہے سیدنا وحشی ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے (کیا وجہ ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”شاید تم الگ الگ کھاتے ہو۔ کھانا اجتماعی طریقے سے اور بسم اللہ پڑھ کر کھایا کرو تمہارے لئے کھانے میں برکت ڈال دی جائے گی۔“

تخریج: الصحيحة ۶۶۴۔ ابو داود (۳۷۶۳) ابن ماجہ (۳۲۸۶) احمد (۵۰۱/۳) حاکم (۱۰۳/۲)

فوائد: کھانا اکٹھے کھانے میں انتہائی برکات ایک تو اسی حدیث سے واضح ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مل کر کھاؤ تو سب سیر ہو گے یعنی سب کا پیٹ بھرے گا مل کر کھانے کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ تھوڑا کھانا بھی کافی ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں وضاحت آتی ہے (اکلو جمعیا والا تنفر قوا فان طعام الواحد يكفي الاثنين وطعام الاثنين يكفي الاربعة) (طبرانی اوسط) سب مل کر کھاؤ الگ نہ ہوؤ بس یقیناً ایک کھانا دو کو اور دو کا چار کو کافی ہو جائے گا۔ یعنی اکٹھے کھانے سے برکات کا نزول ہوتا ہے اور دو بندوں کا کھانا چار مل کر آسانی سے کھا سکتے ہیں اور اللہ کو

ایسا کھانا بہت زیادہ محبوب ہے حدیث میں ہے (ان احب الطعام الى الله ما كثرت عليه الايدي) (طبرانی اوسط) اللہ کا محبوب کھانا وہ ہے جس میں ہاتھ زیادہ ہوں۔ جبکہ اس کے برعکس چھوٹے برتنوں میں ڈال کر کھانے کو اللہ کے نبی ﷺ معیوب سمجھتے اور اسے عجیبوں کا طریقہ بتاتے تھے۔ اور آج سائنس بھی اس بات کی معترف ہے کہ ملکر کھانے سے بندہ کئی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اسلام کے احکامات کے اندر جہاں دنیا کی برکات اور آخرت کی کامیابیاں ہیں وہاں انسان کو طبی طور پر بھی اسکے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ وقت ایسے حقائق سے رفتہ رفتہ پردہ ہٹا رہا ہے۔

علی سلامی ابن آدم صدقہ

۳۵۷۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا: ((فِي ابْنِ آدَمَ سِتُونَ وَثَلَاثَ مِئَةِ سَلَامِي أَوْ عَظْمٍ أَوْ مَفْصَلٍ، عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ، كُلُّ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ صَدَقَةٌ، وَعَوْنُ الرَّجُلِ أَخَاهُ صَدَقَةٌ، وَالشَّرْبَةُ مِنَ الْمَاءِ تَسْفِيهَا صَدَقَةٌ وَإِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ)).

[الصحيحه: ۵۷۶]

تخریج: الصحيحه ۵۷۶۔ الادب المفرد (۷۲) مسدد کما فی اتحاف الخیرہ (۲۸۳۰) ابویعلیٰ (۲۳۳۳) بزار (۹۳۶) نحوه

اللہ تعالیٰ کے فرمان مذکورہ کی تفسیر کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد باری تعالیٰ: ﴿ذَلِكَ أَذْنَىٰ أَنْ لَا تَعُولُوا﴾ (سورہ نساء: ۳) کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”(زیادہ قریب ہے کہ ایسا کرنے سے تم ظلم نہ کرو۔“

تخریج: الصحيحه ۳۲۲۲۔ ابن حبان (۳۰۲۹) ابن ابی حاتم فی التفسیر (۸۶۰/۳)

فعل النبي إذا أوى إلى فراشه ليلة

۳۵۹۔ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((إِنْ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ لَيْلَةً جَمَعَ فِيهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا، فَقَرَأَ فِيهِمَا: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يُبْدَأُ

آپ جب رات کو بستر پر آتے تو اس طرح کرتے سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو اپنے بستر پر آرام فرما ہوتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے ان میں پھونکتے اور ان میں یہ سورتیں پڑھتے: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پھر حسب استطاعت ان ہتھیلیوں کو جسم پر پھیر لیتے۔ اپنے سر پر چڑھتے

بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ، وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)).

اور جسم کے اگلے حصے سے ان کو پھیرنا شروع کرتے، ایسا تین مرتبہ کرتے۔

[الصحيحة: ۳۱۰۴]

تخریج: الصحيحة ۳۱۰۳۔ بخاری (۵۰۱۷) ابو داود (۵۰۵۶) ترمذی (۳۳۹۹) والشمائل (۲۱۸) احمد (۱۱۶/۶)

فوائد: رات کے سونے کے اذکار میں سے یہ تین قل بھی ہیں یعنی معوذتین اور سورۃ اخلاص۔ جب اللہ کے نبی ﷺ پر جادو ہو گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے دم کیلئے یہ تین سورتیں نازل کیں یہ ایسی مجرب سورتیں ہیں خصوصاً جب اللہ نے انہیں اتارا ہی ایسے موقع پر ہو جب نبی کریم ﷺ جو کہ اللہ کی سب سے محبوب ہستی تھیں ان پر جادو کا اثر ہوا تو انہیں دی گئیں یہ سورتیں جادو کے خلاف کس قدر مجرب ہوں گی ہر بندہ اس کا اندازہ بخوبی لگا سکتا ہے۔ اور یہ ایسی کارگر ثابت ہوئیں کہ آپ سے سارے شیطانی اثرات ختم ہو گئے۔ آج جب جہالت کی بناء پر جادو جو کہ کفر ہے عام ہو چکا ہے اور ایسے کفر کے اڈے جگہ جگہ کھل چکے ہیں تو ایسے حالات میں حاسدوں کے شر اور انکے جادوئی ہتھکنڈوں سے بچنے کیلئے لازم ہے کہ بندہ ان کو اپنا معمول بنائے رات کو سوتے وقت بستر پر بیٹھ کر تین دفعہ انکو پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک مار کر سارے جسم پر ہاتھ پھیر لیے جائیں انشاء اللہ اللہ ہر قسم کے شیاطین سے کافی ہو جائے گا۔

خوش خبری دینے کا حکم

الأمر بالتبشير

۳۶۰۔ عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: ((كَانَ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ قَالَ: بَشِّرُوا وَلَا تَنْفَرُوا، وَيَبْسُرُوا وَلَا تَعْسُرُوا)).

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب کسی صحابی کو اپنے بعض معاملات میں امیر بنا کر بھیجتے تو فرماتے: ”خوشخبریاں سنانا، تنفر نہ کرنا اور آسانیاں پیدا کرنا“ نہ کہ دشواریاں۔“

[الصحيحة: ۹۹۲]

تخریج: الصحيحة ۹۹۲۔ مسلم (۱۷۳۲) ابو داود (۳۸۳۵) احمد (۳۹۹/۳) فی اثناء الحديث۔ بغوی فی شرح السنة (۲۳۷۵)

فوائد: لوگوں کو جب اسلام کے بارے دعوت دی جائے اسکی تعلیمات سکھائی جائیں تو چھوٹے ہی ایسے احکام بتانے شروع کر دیے جائیں جس میں تھوڑی مشقت کرنی پڑتی ہو تھوڑا نفس پر جبر کرنا پڑتا ہو تو اس میں اندیشہ ہے کہ ایک کافر جو اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہوا ہے وہ ڈر کر بھاگ جائے اور اسلام سے تنفر ہو جائے تو ایسی صورتحال سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ حکمت عملی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے رفتہ رفتہ بتدریج اسلام کے احکام سے روشناس کروایا جائے جیسا کہ ایک بندہ اسلام قبول کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوتا ہے کہا میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں لیکن کچھ ایسی جاہلی عادات ہیں جن سے میں دخلش نہیں ہو سکتا مثلاً چوری، زنا وغیرہ تو آپ نے کہا ٹھیک ہے بس جھوٹ چھوڑ دو وہ مان گیا لیکن صرف جھوٹ چھوڑنے کی وجہ سے اس کی تمام بد عادات ختم ہو گئیں اگر آتے ہی سختی کی جاتی کہ نہیں یہ اسلام میں ضروری ہیں یہ برائیاں چھوڑنا پڑیں گی تو اندیشہ تھا کہ وہ قبول اسلام سے ہی منکر ہو جاتا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ یورپ کے ایک مشہور گلوکار کے ساتھ پیش آیا وہ بہت اعلیٰ موسیقار تھا اسلام سے متاثر ہو کر مسلمان بن گیا اور آہستہ آہستہ جب اسے گانے کی حرمت کا پتہ لگتا ہے تو وہ اس سے توبہ کر لیتا ہے اسکے اپنے الفاظ ہیں کہ میں گانے کا اس قدر شیدائی تھا کہ اگر ابتداء مجھے کوئی کہتا کہ تمہیں گانا چھوڑنا پڑے گا تو میں مسلمان بھی نہ ہوتا لیکن بعد میں جب اسلامی تعلیمات مجھ میں راسخ ہو گئیں اور مجھے پتہ چلا تو میں نے اس سے بخوشی توبہ کر لی۔ یہ اس حدیث کا مطلوب ہے۔

کسی بھی بات کو تین بار دہرانے کا استحباب

سیدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو تین مرتبہ اسے دہراتے حتیٰ کہ وہ خوب سمجھ لیتی جاتی اور جب کسی قوم کے پاس آتے اور انھیں سلام کرتے تو سلام بھی تین دفعہ کرتے۔

استحباب الاعادة بكلمة ثلاثا

۳۶۱۔ عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ: ((كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا، حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا)). [الصحيحة: ۳۴۷۳]

تخریج: الصحيحة ۳۴۷۳۔ بخاری (۹۳: ۹۵) ترمذی (۲۷۳: ۳۷۳) والشمائل (۱۹۲) احمد (۲۲۱/۳)

فوائد: نبی کریم ﷺ کی بہترین عادات میں سے ایک عادت یہ تھی کہ آپ ہر کلمہ الگ الگ اور تین دفعہ بولتے آپ ایسے ٹھہر ٹھہر کر الفاظ بولتے کہ اگر کوئی آپ کے الفاظ کو شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا تو بات ایسے کرنی چاہیے کہ سننے والے کو آسانی سے سمجھ آ جائے۔ یہی اسوۂ رسولؐ ہے۔

مجلس کے کفارہ کا بیان

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں تشریف رکھتے یا نماز پڑھتے تو کچھ کلمات کہتے تھے۔ میں نے ایک دن ان کلمات کے بارے میں دریافت کیا؟ جواباً آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی آدمی اُس مجلس میں خیر و بھلائی پر مشتمل کلام کرے گا تو یہ کلمات اس کے لئے روز قیامت تک مہر ثابت ہوں گے اور اگر کوئی اور (برا) کلام کرے گا تو یہ کفارہ بن جائیں گے۔ (وہ کلمات یہ ہیں:) سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ (تو پاک ہے اے اللہ! اپنی تعریفوں کے ساتھ، نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر تو ہی، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں)۔“

ومن كفارة المجلس

۳۶۲۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا: ((كَانَ إِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا أَوْ صَلَّى صَلَاةً تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ فَسَأَلَتْهُ عَائِشَةُ عَنِ الْكَلِمَاتِ؟ فَقَالَ: إِنْ تَكَلَّمَ بِخَيْرٍ كَانَ طَابِعًا عَلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ تَكَلَّمَ بِغَيْرِ ذَلِكَ كَانَ كَفَّارَةً لَهُ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ، وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)). [الصحيحة: ۳۱۶۴]

تخریج: الصحيحة ۳۱۶۳۔ نسائی فی عمل اليوم والليلة (۳۰۹: ۳۰۰) ابن حجر فی الفتح (۵۳۶/۱۳) احمد (۷/۷۷) بیہقی فی الشعب (۷۲۹)

فوائد: مجالس کے اندر بے دھیانی میں گناہ کا سرزد ہو جانا بعید نہیں اس لیے یہ دعا چونکہ مجلس کے تمام گناہ جو دانستہ ہوئے ہوں یا نادانستہ سب کا کفارہ بن جاتی ہے لہذا اسے معمول بنالیا چاہیے۔

گھر سے نکلنے کی دعا

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر

دعاء الخروج من البيت

۳۶۳۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا۔

قَالَ: ((كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَزِلَ (وَفِي رَوَايَةٍ: أَزَلَ أَوْ أُرِلَ بِالْأَفْرَادِ فِي الْأَفْعَالِ كُلِّهَا) أَوْ نُضِلَّ، أَوْ نُظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ، أَوْ نُجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا)).

[الصحيحه: ۳۱۶۳]

سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: ”بِسْمِ اللَّهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ، اللَّهُمَّ! إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَزِلَ، أَوْ نُضِلَّ أَوْ نُظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نُجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا۔ (اللہ کے نام کے ساتھ) میں نے اللہ پر توکل کیا اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس بات سے کہ ہم پھسل جائیں یا گمراہ ہو جائیں یا ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائیں یا ہم کسی سے جہالت سے پیش آئیں یا کوئی ہم سے جہالت سے پیش آئے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ صیغہ واحد متکلم کے ساتھ ہیں۔“

تخریج: الصحيحه ۳۱۶۳۔ ترمذی (۳۴۴۳) نسائی (۵۴۸۸) وعمل اليوم والليلة (۸۷) ابن ماجه (۳۸۸۳) احمد (۳۰۲/۲)

باب: مصافحہ میں نبی کریم ﷺ کا اسوہ حسنہ

سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سے مصافحہ کرتے تو اس وقت تک اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک وہ خود آپ ﷺ کا ہاتھ ترک نہ کرتا۔

باب: من هديه ﷺ في المصافحة

۳۶۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ((كَانَ إِذَا صَافَحَ رَجُلًا لَمْ يَتْرِكْ يَدَهُ، حَتَّى يَكُونَ هُوَ التَّارِكُ لِيَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)). [الصحيحه: ۲۴۸۵]

تخریج: الصحيحه ۲۴۸۵۔ خطیب فی الموضع (۲۲۵/۲) ترمذی (۲۳۹۰) ابن ماجه (۳۷۱۲) ابن سعد (۳۷۸/۱) **فوائد:** یہ حدیث آپ کی تواضع و عاجزی پر دلالت کرتی ہے ایک حدیث میں ہے کہ آپ اپنا چہرہ اٹکی طرف کئے رکھتے یہاں تک کہ وہ خود ہی اپنا چہرہ پھیر لیتا۔ آپ ملتے ہوئے انتہائی عاجزی اور محبت کا مظاہرہ کرتے کسی سے جان چھڑانے کی نہ کرتے۔

چھینکنے والے کو جواب کیسے دیا جائے گا

سیدنا عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب چھینکتے تو ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کہتے۔ جب جواباً ”يُرْحَمُكَ اللَّهُ“ کہا جاتا تو آپ فرماتے: ”يَهْدِيكُمُ اللَّهُ، وَيُصْلِحُ بِالْكُمُ (اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حالات کی اصلاح فرمائے)۔“

کیف يشمت العاطس؟

۳۶۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ ذِي الْجَنَاحَيْنِ: ((كَانَ إِذَا عَطَسَ حَمِدَ اللَّهَ، فَيَقَالُ لَهُ: يُرْحَمُكَ اللَّهُ، فَيَقُولُ: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بِالْكُمُ)). [الصحيحه: ۲۳۸۷]

تخریج: الصحيحه ۲۳۸۷۔ احمد (۲۰۳/۱) طبرانی فی الکبیر (۵۹/۱۳) الجزء المفقود والدعاء (۱۹۸۰) والبيهقي فی الشعب (۹۳۳۰)

فوائد: قد تقدم

معانقہ اور مصافحہ کرنے کا بیان

سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام باہمی ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو

ومن المعانقة والمصافحة

۳۶۶۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا تَلَاقَوْا تَصَافَحُوا وَإِذَا قَدِمُوا مِنْ سَفَرٍ

معافقہ کرتے۔

[الصحيحة: ۲۶۴۷]

تخریج: الصحيحة ۲۶۳۷۔ طبرانی فی الاوسط (۹۷) من حدیث انس رضی اللہ عنہ بیہقی (۱۰۰/۷) ابن ابی الدنیا فی الاخوان (۱۱۶) من حدیث الشعبي به

فوائد: جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے ”مصابی“ صفی (پھیلی) سے ہے یعنی پھیلی سے پھیلی ملانا اسے مصافحہ کہتے ہیں اس میں دونوں طرف سے ایک ہاتھ ہوتا ہی کافی ہے۔ ”معافقہ“ یہ عنق (گردن) سے ہے گردن سے گردن مل جائے اسے معافقہ کہا جاتا ہے ایک دفعہ ہی مل جائے کافی ہے یہ جو رواج ہے کہ تین دفعہ یہ ضروری نہیں۔ بس ایک دفعہ ہی گردن سے گردن مل جائے معافقہ مکمل ہو گیا یہ محبت میں اضافے اور گناہوں کے جھڑنے کا باعث ہے۔

صحابہ کرامؓ کا آپؐ کے آگے چلنے کا بیان

مشنی الصحابة امامه

۳۶۷۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((كَانَ أَصْحَابُهُ يَمْشُونَ أَمَامَهُ إِذَا خَرَجَ وَيَدْعُونَ ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ)). [الصحيحة: ۴۳۶]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ آپؐ کے سامنے چلتے تھے اور آپؐ کی پشت فرشتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۳۶۷۔ احمد (۳/۳۰۲) ابن ماجہ (۲۳۶) ابن حبان (۲۳۱۲) ابوالشیخ فی الاخلاق النبی ﷺ (ص: ۹۳)

فوائد: رحمت کائنات ﷺ بادشاہوں اور متکبروں کی طرح لوگوں کے آگے نہیں چلتے تھے بلکہ صحابہ کرامؓ آگے چلتے اور آپؐ متواضعانہ انداز میں ان کے پیچھے چلتے اور اس میں حفاظت کا پہلو بھی ہوتا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آگے اور فرشتے آپؐ کے پیچھے ہوتے۔

سورة العصر کی اہمیت کا بیان

اهمية سورة العصر

۳۶۸۔ عَنْ أَبِي مَدِينَةَ الدَّارِمِيِّ، قَالَ: ((كَانَ الرَّجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ إِذْ التَّقِيَالَمْ يَقْتَرِفَا حَتَّى يَقْرَأَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ: ﴿وَالْعَصْرِ﴾ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ)) [الصحيحة: ۲۶۴۸]

ابو مدینہ دارمی سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی دو صحابہ کی ملاقات ہوتی تو اس وقت تک وہ جدا نہ ہوتے تھے جب تک ایک دوسرے پر ﴿وَالْعَصْرِ﴾ انَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ نہ پڑھ لیتے۔ اس کے بعد ایک دوسرے کو سلام کہتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۲۶۳۸۔ طبرانی فی الاوسط (۵۱۴۰) بیہقی فی الشعب (۹۰۵۷)

فوائد: سورة العصر انتہائی جامع سورت ہے اس میں انسان کو انتہائی اختصار کے ساتھ انکی کامیابی و ناکامی سے اسے آگاہ کر دیا گیا امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”اگر قرآن کی یہی صورت نازل ہو جاتی باقی قرآن نہ اترتا تو انسان کی رہنمائی کیلئے کافی تھی۔“ جیسا کہ اس میں مومنین کی چار صفات کا تذکرہ ہے۔ (۱) ایمان (۲) عمل (۳) دعوت (۴) صبر۔ اخروی کامیابی انہیں چار اجزاء سے مرکب ہے جبکہ اس سے ہٹ کر گمراہی ہے اور زمانہ اس پر شاہد ہے۔ یہ انتہائی جامع نصیحت ہوتی جو صحابہ رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو کرتے اور سلام کہہ کر جدا ہو جاتے۔ ایسے نصیحتیں کرتے رہنے بے آخرت یاد رہتی ہے اور بندہ نیکیوں پر کمر بستہ رہتا ہے۔

ذم الاطلاع فی البیت بغیر اذن

۳۶۹۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: ((كَانَ قَائِمًا يُصَلِّي فِي بَيْتِهِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاطَّلَعَ فِي بَيْتِهِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَهْمًا مِنْ كُنَانَتِهِ فَسَدَدَهُ نَحْوَ عَيْنَيْهِ حَتَّى انْصَرَفَ)).

[الصحيحه: ۶۱۲]

بغیر اجازت گھر میں جھانکنے کی مذمت کا بیان

سیدنا انس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ایک آدمی نے (بلا اجازت) گھر میں جھانکا۔ رسول اللہ ﷺ نے ترکش سے تیر نکالا اور اس کی آنکھوں کو نشانہ بنایا، لیکن وہ پیچھے ہٹ گیا۔

تخریج: الصحيحه ۶۱۲۔ الادب المفرد (۱۰۶۹) احمد (۱۹۱/۳) ابو القاسم البغوی فی حدیث ہدیہ (۸۰) بخاری (۶۳۴۲) مسلم (۲۱۵۷) مختصراً۔

فوائد: جب کسی کے گھر آیا جائے تو سلام کہہ کر اجازت مانگی جائے۔ اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ تیسری دفعہ کے بعد پلٹ جانا چاہیے لیکن اگر اجازت مل جائے تو اندر جھانکنا اور داخل ہونا یہ آپ کے لئے جائز ہو گیا۔ لیکن اجازت لئے بغیر کسی کے دروازے سے اندر جھانکنا یہ حرام ہے اس کے بدلے میں گھر والا اس کی آنکھ بھی نکال دے تو کوئی حرج نہیں ہے اس کا قصاص نہیں لیا جائیگا نہ ہی دیت دی جائیگی ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ گھر بیٹھے کنگھی سے سر کھرچ رہے تھے کہ ایک آدمی نے سوراخ سے اندر جھانکا آپ ﷺ نے کہا کہ اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو ”لَطَعْتَ فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جَعَلَ الْإِسْتِذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ“ (متفق علیہ) میں تیری آنکھ میں دے مارتا اسی لئے آنکھ کی وجہ سے اجازت کو مقرر کیا گیا ہے۔ یعنی اجازت کا مقصد یہ ہے کہ کہیں غلط جگہ پر نظر نہ پڑے اگر یہ مقصد حاصل نہ ہو تو اجازت لینے کا فائدہ ہی کوئی نہیں۔ اس لئے اس حرام کام سے اجتناب کرنا چاہیے۔

باب: عید الفطر اور عید قربان مسلمانوں کی سالانہ عیدیں

باب: عید المسلمین السنوی الفطر

ہیں

والاضحی

سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ اہل جاہلیت نے سال میں کھیلنے کے لئے دو دن مقرر کر رکھے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو فرمایا: ”تمہارے دو دن تھے جن میں تم کھیلنے تھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دو بہترین دنوں کو ان کا بدل بنایا ہے اور وہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔“

۳۷۰۔ عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ لِأَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَانِ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ قَالَ: ((كَانَ لَكُمْ يَوْمَانِ تَلْعَبُونَ فِيهِمَا، وَقَدْ أَبَدَلَكُمْ اللَّهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا: يَوْمَ الْفِطْرِ، وَيَوْمَ الْأَضْحَى)).

[الصحيحه: ۲۰۲۱]

تخریج: الصحيحه ۲۰۲۱۔ نسائی (۱۵۵۷) احمد (۱۷۸۱۰۳/۳) طحاوی فی المشکل (۲۱۱/۲) حاکم (۲۹۴/۱)

فوائد: اسلام میں صرف دو عیدوں کا تصور ہے کہ انھیں کھیل کود کر خوش ہوا جائے اور شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے دلی ارمان پورے کئے جائیں۔ اب جو اسلام کے اندر کسی تیسری عید کو رواج دیں یا خوشی کے مزید تہوار کفار سے مستعار لے کر منانے شروع کر دیں تو گویا وہ

اللہ کی اس دین پر خوش نہیں اور اس کو تھوڑا خیال کرتے ہیں اور عید جو کہ ایک مذہبی تہوار ہے اس میں اضافہ کرتے ہوئے ان کی تعداد تین کر دیتے ہیں وہ ”نعوذ باللہ“ اس عقیدے کو تقویت دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیانت سے کام لیا اور ہماری خوشیاں پر ڈاکہ ڈالا کہ عیدیں دو نہیں آپ ﷺ نے انہیں دو کر دیا ہے یا وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اسلام آپ ﷺ کے دور میں مکمل نہیں ہوا بلکہ اسے ہم نے عیدوں کی تعداد پورا کر کے مکمل کیا ہے (العیاذ باللہ من ذلك الهفوات) ایسے گندے عقیدے تو بہ کر کے خالص اسلام کی طرف پلٹ آنا چاہیے حدیث کے الفاظ صاف ہیں کہ اسلام کے اندر کھیلنے خوشی منانے کے دو ہی دن ہیں جنہیں عید کا نام دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث ہے (اشہور اعیاد لا ینقصان رمضان وذو الحجة) متفق علیہ (عید کے دنوں میں نہ کمی والے نہیں ہوتے رمضان اور ذوالحجہ۔ معلوم ہوا کہ عید کے صرف دو مہینے ہیں رمضان و ذوالحجہ تیسرا کوئی مہینہ عید کا نہیں کہ جس میں عید منائی جاسکے ”فافہمو“)

باب: ادب رد السلام علی اہل
باب: اہل کتاب کے سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟

الکتاب

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یہودی لوگ آپ ﷺ کے پاس آکر (السلام علیکم کی بجائے) کہتے: السَّامُ عَلَیْکُمْ (تم پر ہلاکت اور موت واقع ہو)۔ آپ ﷺ جواباً فرماتے: ”وَعَلَیْکُمْ (اور تم پر بھی ہو)۔“ سیدہ عائشہ ان کی یہ بات سمجھ گئیں اور انہیں برا بھلا کہا (اور ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا: بلکہ تم پر ہلاکت اور مذمت ہو)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! رہنے دو نا پسندیدہ باتیں مت کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بدگوئی اور بدزبانی کو پسند نہیں کرتا۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو آپ کو یوں یوں کہہ رہے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں نے ان کو (اچھے انداز میں) جواب دے نہیں دیا؟“ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿اور جب وہ تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے ان لفظوں میں سلام کرتے ہیں جن لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا﴾..... آیت کے آخر تک (سورہ مجادلہ: ۸)

۳۷۱۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ نَاسٌ يَأْتُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْيَهُودِ، فَيَقُولُونَ: السَّامُ عَلَيْكَ! فَيَقُولُ وَعَلَيْكُمْ فَقَطَنَتْ بِهِمْ عَائِشَةُ فَسَيَّتَهُمْ، (وَفِي رَوَايَةٍ: قَالَتْ عَائِشَةُ: بَلْ عَلَیْکُمُ السَّامُ وَاللَّامُ) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَهْ يَا عَائِشَةُ لَا تَكُونِي فَاحِشَةً فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ؟ فَانْزَلَ اللَّهُ: عَزَّوَجَلَّ. ﴿وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ)).

(المجادلة: ۸)

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۲۔ اسحاق بن راہویہ فی مسنده (۱۳۵۹) مسلم (۲۱۶۵) احمد (۲۴۹/۶) ابن ماجہ (۳۶۹۸)

فوائد: قد تقدم

گھوڑی کا نام فرس رکھنے کا بیان
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑی کو

ومن تسمية الانثى من الخيل فرسا
۳۷۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَ يُسَمَّى الْأُنْثَى

”فَرَسٌ“ کہتے تھے۔

[الصحيحة: ۲۱۳۱]

تخریج: الصحيحة ۲۱۳۱۔ حاکم (۱۳۳/۲) ابو داود (۲۵۳۶) ابن حبان (۳۶۸۰) بیہقی (۳۳۰/۶)

فوائد: کھانے کے آداب میں سے ہے کہ کھانا اطراف سے کھایا جائے کیونکہ درمیان میں برکت اترتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ (البركة تنزل وسط الطعام، فكلوا من حافيته ولا تاكلوا من وسطه) (بخاری) کھانے کے درمیان برکت نازل ہوتی ہے سو اس کے اطراف سے کھاؤ اور اس کے درمیان سے مت کھاؤ۔ اس لئے ضروری ہے کہ بندہ اطراف سے کھاتا رہے اور درمیان سے آخر میں کھائے تاکہ زیادہ سے زیادہ برکت اتر آئے۔ نبی کریم ﷺ ہر وہ حالت جس میں تکبر کی بو تک بھی ہوتی اس سے انتہائی دور بھاگتے اس لئے یا تو آپ ﷺ صحابہ کے پیچھے چلتے جیسا کہ پیچھے حدیث میں گزر چکا یا پھر لوگوں کو دائیں بائیں لے کر چلتے اور پیچھے کسی کو نہ چلنے دیتے یہ آپ کی عاجزی پر دلالت کرتا رہے۔

اوپر سے کھانا لینے کی کراہت کا بیان

کراہیۃ الأخذ من رأس الطعام

سیدنا عبید اللہ بن علی بن ابورافع اپنی وادی سلمیٰ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ناپسند کرتے تھے کہ کھانے کی چوٹی سے کھانا کھایا جائے۔“

۳۷۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ جَدِّهِ سَلْمَى، قَالَتْ: ((كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ رَأْسِ الطَّعَامِ)). [الصحيحة: ۳۱۲۵]

تخریج: الصحيحة ۳۱۲۵۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳/۲۹۷)

فوائد: آپ ﷺ بچوں کا خصوصی خیال رکھتے ان کے ساتھ شفقت سے پیش آتے ان کی تربیت کا خاص خیال رکھتے انہیں محبت سے اپنے قریب کرتے تاکہ تربیت کرنے میں آسانی رہے کیونکہ کرخت اور درشت لہجے والے انسان سے لوگ کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ ایسے میں تربیت کرنے میں دشواری پیش آتی ہے آپ ﷺ کو سلام کہنا اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ انکی تربیت ایسی ہو کہ بچپن سے ہی سلام کا پتہ چلے اور وہ مانوس ہو جائیں۔

آپ ﷺ کے پیچھے چلنے کی کراہت کا بیان

کراہیۃ المشی من عقبه ﷺ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی ان کے پیچھے چلے لوگ آپ ﷺ کے دائیں بائیں چلتے تھے۔

۳۷۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْرَهُ أَنْ يَطَّأَ أَحَدٌ عَقْبَهُ، وَلَكِنْ يَمِينٌ وَشِمَالٌ)) [الصحيحة: ۱۲۳۹]

تخریج: الصحيحة ۱۲۳۹۔ حاکم (۲۷۹/۳) ابو داود (۳۷۷۰) ابن ماجہ (۲۳۳) احمد (۱۶۵/۲) نحوہ مختصراً۔

بچوں کو سلام کرنے کا بیان

من تسليم الغلمان

سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرتے انہیں سلام کہتے اور ان کے لئے برکت کی دعا کرتے۔

۳۷۵۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِيمَرُ بِالْغُلَمَانِ فَيَسَلِّمُ عَلَيْهِمْ وَيَدْعُو لَهُمُ بِالْبَرَكَةِ)). [الصحيحة: ۱۲۷۸]

تخریج: الصحیحة ۱۳۷۸- ابن عساکر (۱۸۹/۶۶) ابن عدی فی الکامل (۲۵۳۳/۳) املاء السمعانی (۳۳) بخاری (۲۶۳۷) مسلم (۲۱۶۸) من طریق آخر یذكر التعلیم فقط نسائی فی الکبری (۱۰۱۲۱)

باب: الخطبة الجذماء

۳۷۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَشَهُّدٌ، فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ)).

[الصحیحة: ۱۶۹]

باب: ناقص خطبہ
سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”ہر وہ خطبہ جس میں تشہد نہ ہو، کوڑھ زدہ ہاتھ کی طرح ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۶۹- ابو داود (۳۸۴۱) احمد (۳۰۲/۲) ابن حبان (۲۷۹۹) بیہقی (۲۰۹/۳)

کل نفس من بنی آدم سید

۳۷۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُّ نَفْسٍ مِنْ بَنِي آدَمَ سَيِّدٌ، فَالرَّجُلُ سَيِّدُ أَهْلِهِ وَالْمَرْأَةُ سَيِّدَةُ بَيْتِهَا)).

[الصحیحة: ۲۰۴۱]

بنو آدم کا ہر فرد سردار ہے
سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بنو آدم کا ہر فرد (کسی نہ کسی طرح) سردار ہے (مثلاً) آدمی اپنے اہل و عیال کا سردار ہے اور عورت اپنے گھر کی سردار ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۰۴۱- ابن السنی (۳۸۲) ابوبکر المقرئ الاصبہانی فی الفوائد (۱۳/۱۹۰/۱)
فوائد: آخر پر (متروک فوائد) کے تحت دیکھیں

باب: من آداب الطعام

۳۷۸- عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُّوا جَمِيعًا وَلَا تَتَفَرَّقُوا فَإِنَّ طَعَامَ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الْإِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ)).

باب: کھانے کے آداب
سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”مل کر کھاؤ تین تیرہ بارہ باٹ نہ ہو جاؤ کیونکہ ایک آدمی کا کھانا دو افراد کو اور دو کا چار افراد کو کفایت کر جاتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۶۹۱- طبرانی فی الاوسط (۷۳۳۰) والکبیر (۱۳۳۶) عقیلی فی الضعفاء (۱۸۵/۳)
فوائد: قد تقدم

باب: من آداب السلام وان رد الواحد

یجزی

۳۷۹- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: ((كُنَّا إِذَا أَتَيْنَاهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ

باب: سلام کے آداب نیز اگر جماعت میں سے ایک جواب دے تو کافی ہوگا

سیدنا جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں بیٹھ جاتے۔

يَنْتَهَى)) [الصحيحة: ۳۳۰]

تخریج: الصحيحة ۳۳۰۔ ابو داود (۳۶۳) نسائی (۲۹۳) ابن ماجہ (۶۲۸) احمد (۶/۳۵۵۱۳۵۶)

فوائد: مجلس کے اندر جہاں جگہ ملے بیٹھ جانا چاہیے اگر بندہ بعد میں آیا ہے تو اسے چاہئے مجلس کے آخر میں جہاں جگہ ہے بیٹھ جائے کیونکہ لوگوں کی گردنیں پھیلا لگنا چاہیے یہ ایک معیوب فعل ہے کیونکہ اس میں بیٹھے ہوؤں کو تکلیف ہوتی ہے جو کہ ناپسندیدہ فعل ہے۔ مجلس میں ہوسکا ہے کہ اسے جتنا ثواب ملے وہ لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کرنے کی وجہ سے اس سے زیادہ گناہ کا سزاوار بن جائے اس لئے اس سے احتراز ہی بہتر ہے۔

باب: زیادة ”ومغفرته“ فی رد

باب: سلام کے جواب میں ومغفرته کے اضافے کا

السلام

بیان

۳۸۰۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: ((كُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا النَّبِيَّ ﷺ عَلَيْنَا قُلْنَا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَمَغْفِرَتُهُ)).

سیدنا زید بن ارقم ؓ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ ہمیں سلام دیتے تو ہم جواباً کہتے: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ (اور آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو اس کی برکتیں ہوں اور اس کی مغفرت ہو)۔

[الصحيحة: ۱۴۴۹]

تخریج: الصحيحة ۱۴۳۹۔ بخاری فی التاريخ الكبير (۳۳۰/۱) بیہقی فی الشعب (۸۸۸۱) ابن عدی فی الكامل (۷/۲۵۸۴) والطبرانی فی الكبير (۵۰۱۵) وعند ليس عنده ”ومغفرته“ واللہ اعلم!

فوائد: قد تقدم

جواز الاكل و الشرب قائما و ماشيا

کھڑے کھانے پینے کی اجازت

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھڑے ہو کر (بھی) کھاپی لیتے تھے۔

۳۸۱۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: ((كُنَّا نَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامًا، وَنَأْكُلُ وَنَحْنُ نَمْشِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)). [الصحيحة: ۳۱۷۸]

تخریج: الصحيحة ۳۱۷۸۔ ابن ابی شیبہ (۲۰۵/۸) احمد (۲/۱۰۸) ترمذی (۱۸۸۰) دارمی (۲۱۳۱)

فوائد: ثابت ہوا کہ کھڑے ہو کر کھانا پینا جائز ہے ہاں جن احادیث کے اندر منع آیا ہے وہ تحریم کیلئے نہیں بلکہ استحباب بتانے کیلئے ہے کہ بیٹھ کر کھانا پینا مستحب ہے حرام نہیں ہے اگر کوئی مجبوری ہو تو کھڑے ہو کر کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں۔

ذم الشعر

شعر کہنے کی مذمت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کسی کا پیٹ پیپ سے لبا لب بھر جائے حتیٰ کہ اسے دکھائی دینے لگے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھرا ہوا ہو۔“ یہ حدیث کئی

۳۸۲۔ ثَابِتٌ: ((لَآنَ يَمْتَلِي جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَبِيحًا حَتَّى يَرِيَهُ خَيْرُكَ مِنْ أَنْ يَمْتَلِيَ شِعْرًا)) وَرَدَّ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ: أَبُو هُرَيْرَةَ،

صحابہ کرامؓ مثلاً سیدنا ابو ہریرہؓ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سید سعد بن ابوقاصؓ اور سیدنا ابوسعید خدریؓ وغیرہ سے مروی ہے۔
(شعروں سے مراد یہودہ اور لائینی اشعار ہیں)۔

وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، وَعُمَرُ وَغَيْرُهُمْ))۔

[الصحيحة: ۳۳۶]

تخریج: الصحيحة ۳۳۶۔ (۱) ابو ہریرہ: بخاری (۶۱۵۵) والادب المفرد (۸۶۰) مسلم (۲۲۵۷) ابوداود (۵۰۰۹) ترمذی (۲۸۵۲) ابن ماجہ (۲۷۵۹) ابن عمر: بخاری (۶۱۵۳) والادب المفرد (۸۷۰) (۳) سعد بن ابی وقاص: مسلم (۲۲۵۸) ترمذی (۲۸۵۱) ابن ماجہ (۳۷۶۰) (۴) ابوسعید: مسلم (۲۲۵۹) (۵) عمرؓ طحاوی فی شرح المعانی (۳/۲۹۵) (۶) ابوالدرداءؓ ابن عدی (۱/۳۰۶)

فوائد: تقدم

مسلمان کے مسلمان پر چار حق ہیں

سیدنا ابوسعودؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چار حقوق ہیں: جب وہ چھینکے اور (الْحَمْدُ لِلَّهِ کہے) تو اسے يَرْحَمُكَ اللَّهُ (اللہ تجھ پر رحم کرے) کہا جائے، جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کی جائے، جب وہ مرجائے تو اس کے جنازہ میں حاضری دے اور جب وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی تیمارداری کرے۔“

تخریج: الصحيحة ۳۱۵۳۔ الادب المفرد (۹۲۳) ابن ماجہ (۱۳۳۳) احمد (۵/۲۷۳) ابن حبان (۲۴۰)

فوائد: تقدم

غیبت کی مذمت کا بیان

سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب میرے رب نے مجھے معراج کرائی تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے وہ (ان سے) اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے میں نے پوچھا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (غیبت کرتے ہیں) اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے ہیں۔“

ومن ذم الغيبة

۳۸۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَمَّا عَرَجَ بِي رَبِّي. عَزَّوَجَلَّ. مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نَحَاسٍ يَخْمِشُونَ وَجْهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لَحْمَ النَّاسِ، وَيَقْعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ))۔

[الصحيحة: ۵۳۳]

تخریج: الصحيحة ۵۳۳۔ احمد (۳/۲۲۳) ابوداود (۳۸۷۸) ابن ابی الدنيا فی الصمت (۵۷۷) بیہقی فی الشعب (۶۷۶)
فوائد: کسی بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں ایسی بات کرنا جو کہ اس کے اندر موجود ہو یا کوئی خامی یا ایسا گناہ جس کا وہ ارتکاب

کر بیٹھا ہے اسے غیبت کہتے ہیں غیبت فقط زبان کا چسکا ہے پل بھر کے لئے ہم کسی کی خامی بیان کر کے ہنس لیتے ہیں مگر بعد میں اپنے رونے کا سامان کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ یہ وقتی ہنسنا بعد میں مستقل رونے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے سامنے آپ کی ایک زوجہ کو ”قصیرہ“ ٹھٹھکی کہہ دیا آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ اگر تیری یہ بات سمندر میں ڈال دی جائے تو تمام سمندر کڑوے ہو جائیں بظاہر بے ضرری بات ہے جو کہ ہمارے لئے لمحے کی لمبی مذاق ہوتی ہے جب کہ وہ ہماری عاقبت کے لئے کس قدر نقصان دہ ہوتی ہے اس حدیث سے آپ ﷺ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کسی کی غیبت کرنا یہ حقیقت میں اس کے گوشت کھانے کے مترادف ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سالن مانگنے والی حدیث میں ابھی آپ ﷺ پڑھ آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے معراج پر ان کا جو انجام دیکھا اسے پڑھ کے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ یہ کتنا بڑا اور خطرناک گناہ ہے (اعاذا باللہ منہ)

زبان کی تیزی کی مذمت کا بیان

ومن ذم حدة اللسان

زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان کو کھینچ رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: خلیفہ رسول! یہ کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: یہ مجھے ہلاکت گاہوں کی طرف لے جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسم کا ہر حصہ اللہ تعالیٰ سے زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔“

۳۸۵۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَطْلَعَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَهُوَ يَمُدُّ لِسَانَهُ، فَقَالَ: مَا تَصْنَعُ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ؟ فَقَالَ: هَذَا أُرْوِدُنِي الْمَوَادَّ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْجَسَدِ إِلَّا يَشْكُو إِلَى اللَّهِ اللِّسَانَ عَلَى حَدِّتِهِ)). [الصحيحه: ۵۳۵]

تخریج: الصحيحه ۵۳۵۔ ابو یعلیٰ (۵) ابن السنی (۷) ابن ابی فی الوریع (۹۲) بیہقی فی الشعب (۴۹۳)

فوائد: زبان کی عمدگی یا اس کی تباہ کاریوں کا ذکر پیچھے حدیث میں گزر چکا ہے کہ ایک تو ہر عضو اللہ سے زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے دوسری طرف زبان سے عرض پرداز ہوتا ہے کہ تو سیدھی رہی تو ہم سیدھے رہیں گے اگر تو تیزھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

لیس للنساء وسط الطريق

عورتوں کے لیے راستے کے درمیان چلنا درست نہیں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں کے لئے راستے کے درمیان میں چلنا درست نہیں۔“

۳۸۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((لَيْسَ لِلنِّسَاءِ وَسَطُ الطَّرِيقِ)). [الصحيحه: ۸۵۶]

تخریج: الصحيحه ۸۵۶۔ ابن حبان (۵۱۰۱) ابن عدی (۱۳۲۱ / ۳) بیہقی فی الشعب (۷۸۴۳)

فوائد: دور نبوی میں عورتیں مسجد میں نماز ادا کرنے آیا کرتی تھیں۔ نماز کے اختتام کے بعد صحابہ نے لکھنا ہوتا تو ساتھ صحابیات تو عورتوں اور مردوں کے اختلاط سے پریشانی ہوئی تو آپ ﷺ نے عورتوں کو راستے کے درمیان چلنے سے روک دیا تو حدیث میں ہے کہ عورتیں اس طرح دیوار کے چٹ کر چلتیں کہ ان کے کپڑے دیوار سے لپٹ جاتے یعنی اس قدر وہ اوامر و نواہی پر عمل کرنے میں حریص تھیں۔

وہ مؤمن نہیں کہ جس کا پڑوسی بھوکا ہو.....

لیس المؤمن الذی یشبع وجارہ جائع

۳۸۷۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَانِعٌ إِلَيَّ جُنْبِهِ)). [الصحيحة: ۱۴۹]

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن وہ نہیں ہوتا جو خود تو سیر ہو جائے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔“

تخریج: الصحيحة ۱۴۹۔ احمد (۱۶/۶) دارمی (۲۷۸۰) مسلم (۲۹۹۹)

فوائد: اسلام پڑوسی کو انتہائی زیادہ حقوق دیتا ہے اسلام کا مقصود افراد کی تربیت کر کے ایک صحت مند معاشرہ تشکیل دینا ہے جو کہ افراد کا معاشرے میں پائے جانے والے دوسرے لوگوں کی ضروریات پوری کرنا اور انکا بھلائیوں پر تعاون اور برائیوں سے روکنا اور ان کے ساتھ معاملات کو خوش اسلوبی سے طے کرنا تاکہ معاشرہ ایک صالح معاشرہ بن جائے اس کی ابتداء پڑوسی سے ہوتی ہے یہ وہ پہلا بندہ ہے جس سے آدمی کا رابطہ ہوتا ہے اگر وہ اس سے معاملات خوش اسلوبی سے طے کر لیتا ہے تو ایسا شخص باقی لوگوں کے لئے فائدے کا باعث بن سکتا ہے اگر وہ یہاں ناکام ہو جائے تو اگلے میدان اس کا کامیابی حاصل کرنا انتہائی دشوار ہے اس لئے اسلام کے اندر پڑوسی کے حقوق کو انتہائی اہمیت دی گئی حدیث میں ہے (ما زال جبرائیل یوصینی بالجوار حتی طنت انہ مسورثہ) (بخاری) جبریل مجھے ہمیشہ وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے خطرہ پیدا ہوا کہ وہ اسے وارث بنا ڈالیں گے۔ اور قرآن کے اندر بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ پڑوسی کا خصوصاً حکم آیا ہے کہ اس کے ساتھ احسان کیا جائے (نساء) اگر اس کے حقوق کا پاس نہ کیا جائے تو ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے جیسا کہ حدیث کے واضح الفاظ ہیں۔ اس لئے خود کھاتے وقت پڑوسی کا خیال رکھا جائے کہ اس کے گھر بھی کچھ پکا ہے کہ نہیں بلکہ پتہ کئے بغیر ہی اسے کچھ بھیج دیا جائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم شور بے والا سالن پکاؤ تو اس شور بڑھا لو اور پڑوسی کا خیال رکھو۔

مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہے

لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن طعن زنی کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا اور فحش بکنے والا ہوتا ہے نہ فضول گوئی و زبان درازی کرنے والا۔“

۳۸۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا بِاللَّعَّانِ، وَلَا بِالْفَاحِشِ، وَلَا بِالْبَذِيءِ)).

[الصحيحة: ۳۲۰]

تخریج: الصحيحة ۳۲۰۔ احمد (۱/۱) دارمی (۳۰۵) (۳۰۴) الادب المفرد (۳۳۲) ترمذی (۱۹۷۷) حاکم (۱۲۸)

فوائد: لعن طعن فضول باتیں گندی باتیں یہ مومن کی علامت نہیں یہ دونوں چیزیں ایک دوسری کی ضد ہیں ایمان ہوگا تو بیہودہ گوئی نہیں ہوگی۔ بیہودہ گوئی ہوگی تو ایمان نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ سونیں کہیں اکٹھی ایک گھر میں بیکر نہیں کر سکتیں۔

سلام کرنے کے آداب کے بارے میں

ومن آداب السلام

سیدنا عبدالرحمن بن شبل ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”سوار پیدل چلنے والے کو پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو اور قلیل تعداد والے کثیر تعداد والوں کو سلام دیں۔ جس نے سلام کا

۳۸۹۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شُبَلٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لِيَسْلَمْ الرَّاحِلُ عَلَى الرَّاحِلِ وَلِيَسْلَمْ الرَّاحِلُ عَلَى الْقَاعِدِ وَلِيَسْلَمْ

جواب دیا تو اسے ثواب ملے گا اور جس نے جواب نہ دیا تو وہ اجر سے محروم رہے گا۔“

الْأَقْلُ عَلَى الْأَكْثَرِ فَمَنْ أَحْبَبَ السَّلَامَ فَهُوَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يُجِبْ فَلَا شَيْءَ لَهُ)).

[الصحيحة: ۲۱۹۹]

تخریج: الصحيحة ۲۱۹۹۔ الادب المفرد (۹۹۲) عبد الرزاق (۱۹۳۳) احمد (۳/۳۴۳)
فوائد: تقدم

باب: مہمان کا حق اور اس کے مطالبے کا جواز

سیدنا ابوکریمہ شامی ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہمان کی پہلے دن کی ضیافت ہر (میزبان) مسلمان پر حق ہے کسی کے گھر آنے والا مہمان (کا حق) اس پر قرض ہوتا ہے یہ مہمان کی مرضی ہے کہ وہ اپنے حق کا مطالبہ کرے یا نہ کرے۔“

باب: حق الضیف وجواز مطالبہ بہ

۳۹۰۔ عَنْ أَبِي كُرَيْمَةَ الشَّامِيِّ مَرْفُوعاً: ((لَيْلَةَ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ أَصْبَحَ بِفَنَائِهِ فَهُوَ عَلَيْهِ دَيْنٌ إِنْ شَاءَ أَقْتَضَى وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ)). [الصحيحة: ۲۲۰۴]

تخریج: الصحيحة ۲۲۰۴۔ الادب المفرد (۷۳۳) ابو داود (۳۷۵۰) ابن ماجہ (۳۶۷۷) احمد (۳/۱۳۰-۱۳۲)

فوائد: مہمان کی مہمان نوازی کرنی لازم ہے یہ ایمان کی علامت ہے اور جو بندہ مہمان نوازی میں پس و پیش سے کام لیتا ہے اس کا ایمان مشکوک ہے حدیث رسول ﷺ ہے۔ (مَنْ كَانَ يَوْمًا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَكْرِمْ ضَيْفَهُ جَانِزَةً يَوْمَ وَلِيلَةٍ وَالْفِيَاظَةَ لثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ) (متفق علیہ) جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے دستوراً لازمی ایک دن اور ایک رات تین دن تک مہمانی ہے جو اس کے بعد ہو وہ صدقہ ہے۔ ایک دن مہمان نوازی کرنا اسے اچھا کھانا کھانا اور اس کے لئے خصوصی اہتمام کرنا ضروری ہے اور بعد تین دن تک عام اپنے ساتھ کھانا اپنے پاس ٹھہرانا ہے اس کے بعد صدقہ کریں تب بھی درست ہے ورنہ گناہ کوئی نہیں لیکن اگر کوئی ایک دن بھی مہمان نوازی نہ کرے تو مہمان کو جائز ہے کہ وہ اپنا حق بزور بازو لے لے جیسا کہ حدیث میں (إِلَّا أَنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْفَا مَرَوْا لَكُمْ يَمَانِيغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخَلُّوا مِنْهُمْ حَقَّ ضَيْفِ الذِّي يَنْبَغِي مِهِمْ) (متفق علیہ) اگر تم کسی قوم کے پاس آؤ اور وہ تمہاری مناسب مہمان نوازی کریں تو قبول کرلو۔ اگر ایسا نہ کریں جتنا مہمان کا مناسب حق ہے اس سے چھین لو۔ یہ مہمان کا حق ہے پیار سے دے دیں تو فہماور نہ چھین کر لینا اس میں کوئی حرج نہیں ہاں اگر تم تقاضا نہیں کرنا چاہتے تو چھوڑ دو تو یہ مہمان کو اختیار ہے چاہے تو حق لے لے یا معاف کر دے۔

نقل اتارنے کی کراہت کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک مرد کی موجودگی میں ایک عورت کی نقل اتارنے لگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقلی کروں“ اگرچہ اس کے عوض میں مجھے بہت کچھ دیا جائے۔“

کراہیۃ الإحکاء

۳۹۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ذَهَبْتُ أَحْكِي امْرَأَةً وَرَجُلًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا جُبَّ إِلَيَّ حَكِيْتُ أَحَدًا وَأَنْ لِي كَذَا وَكَذَا)). [الصحيحة: ۹۰۱]

تخریج: الصحیحة ۹۰۱۔ ابن المبارک فی الزهد (۷۴۲) ترمذی (۲۵۰۳) ابونعیم فی اخبار اصبهان (۲/۲۷۸)
فوائد: کسی کی تحقیر و توہین کرنے کے لئے اس کی نقل اتارنا درست نہیں ہاں کسی کی اچھی عادت کی نقل کرنا اور اس نقل کو اپنا لینا اگر اس میں خرابی نہ ہو تو پھر صحیح ہے۔

فضل الحب فی اللہ

اللہ کے لیے محبت کرنے کی فضیلت کا بیان

۳۹۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعًا: ((مَا أَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلَّهِ إِلَّا أَكْرَمَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ)).
 سیدنا ابوامامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ”جب بھی کوئی بندہ کسی سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت عطا کرتا ہے۔“ [الصحیحة: ۱۲۵۶]

تخریج: الصحیحة ۱۲۵۲۔ احمد (۲۵۹/۵) ابن قدامة فی المتحاین فی اللہ (۱/۱۰۷) ابن ابی الدنیا فی الاخوان (۲۰)
فوائد: جیسا کہ پیچھے حدیث میں گزر چکا ہے کہ دو آپس میں اللہ کے لئے محبت کرنے والے اللہ کے محبوب ہیں اللہ اپنے ان محبوبوں کو عرش کے سائے تلے جگہ دے گا جو کہ اس دن انتہائی عزت کا باعث ہوگی۔ تو قیامت کو عزت تو ہے ہی مگر اللہ اسے دنیا میں عزت عطا کرتا ہے۔

۳۹۳۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: ((مَاتَ حَبَابٌ رَجُلَانِ فِي اللَّهِ، إِلَّا كَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَشَدَّهُمَا حُبًّا لِصَاحِبِهِ)). [الصحیحة: ۴۵۰]
 سیدنا انس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بھی دو آدمی آپس میں اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتے ہیں تو ان میں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب وہ ہوتا ہے جو اپنے دوست سے اس کی نسبت زیادہ محبت کرنے والا ہوتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۵۰۔ الادب المفرد (۷۹) ابن حبان (۵۶۶) حاکم (۱۷۱/۳) خطیب فی التاریخ (۳۴۱/۱۱)
فوائد: معلوم ہوا کہ جو جتنا محبت میں آگے ہوگا زیادہ محبت کریگا اللہ کا وہ اس قدر زیادہ محبوب بن جائیگا بشرطیکہ یہ محبت خالص لوجہ اللہ ہو۔

کراهية الأكل متکنا

ٹیک لگا کر کھانے کی کراہت کا بیان

۳۹۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ((مَارَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ مَتَكًا قَطُّ وَلَا يَطْأُ عَقِيَّةَ رَجُلَانِ)). [الصحیحة: ۲۱۰۴]
 سیدنا عبد اللہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ کو ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہوئے دیکھا گیا اور (نہ یہ دیکھا گیا کہ) دو آدمی آپ ﷺ کے پیچھے چل رہے ہوں (آپ ﷺ ان کے آگے)۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۰۴۔ ابوداؤد (۳۷۷۱) احمد (۲/۱۶۵) ابن سعد (۱/۳۸۰) ابوالشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۲۱۳)
فوائد: تقدم

فضيلة الصبر

صبر کی فضیلت کا بیان

۳۹۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((مَا رَزَقَ عَبْدٌ خَيْرًا لَهُ وَلَا أَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ)). [الصحیحة: ۴۴۸]
 سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ”بندے کو کوئی ایسی چیز عطا نہیں کی گئی جو اس کے لئے صبر کی نسبت زیادہ بہتر اور وسعت والی ہو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۸۔ حاکم (۲/ ۴۱۴) من حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قضاعی فی مسند الشہاب (۷۷۹) احمد (۳/ ۲۷)۔
عن حدیث ابی سعید رضی اللہ عنہ

فوائد: سورۃ العصر جس میں اللہ تعالیٰ نے بندے کی زندگی کا خلاصہ نکال دیا اس میں کامیاب بندے کی چار صفات کا تذکرہ ہے جس میں سے ایک صبر ہے یہ اللہ کی ایسی عظیم نعمت ہے جس کو یہ مل جائے اس کے لئے دونوں جہانوں کی کامیابیاں آسان ہو گئیں قرآن مجید میں ہے (وبشر الصابرين) (البقرۃ) خوشخبری کس بات کی آیت میں آگئے ہے کہ ان کے لئے اللہ کی رحمتیں، نوازشیں اور رہنمائیاں ہیں۔ تو صبر پر اس قدر عظیم بشارتیں بلا سبب نہیں اگر یہ نوازشیں عظیم ہیں تو یقیناً صبر بھی ایک عظیم چیز ہوگی صبر دو طرح کا ہوتا ہے ایک پہنچنے والی مصیبتوں پر صبر اور دوسرا اپنے آپ کو گناہوں سے روک لینا یہ بھی صبر کے زمرے میں ہی آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کو ایک روشنی قرار دیا ہے فرمایا (الصبر ضیاء) (مسلم) اس روشنی کے نتیجے میں سفر کی صعوبتیں آسان ہو جاتی ہیں رستے پر چلنا آسان ہو جاتا ہے بسا اوقات یہ صبر اللہ بندے کو انعام میں دے دیتا ہے ورنہ یہ خود حاصل کرنا پڑتا ہے اسی حدیث کے پچھلے الفاظ جو کہ (بخاری) میں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (من يتصبر يصبره الله) جو صبر کی کوشش کرے اللہ اسے صبر عطا کر دیتا ہے۔ صبر جس طرح انتہائی مشکل کام ہے اسی طرح اس پر انعام بھی بے شمار ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (انما يوفى الصابرون اجرهم بغير حساب) (الزمر) صابرون کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائیگا۔ مصیبتوں کے نازل ہونے پر کامیاب وہ ہے جو صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے مصیبتیں جب پڑتی ہیں تو بندے کے دوراستے ہیں یا وہ صبر کرے گا اور اسے اجر ملے گا یا اسے صبر آجائے گا لیکن ہاتھ کچھ نہیں آئے گا کیونکہ بندہ رو سکتا ہے یا چلا سکتا ہے لیکن آخر کب تک!

باب: کراہتہ صلی اللہ علیہ وسلم **باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات کے لیے لوگوں کے**

قیام کرنے کو ناپسند فرمانا

قیام الناس له

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دنیا میں کوئی ایسی شخصیت نہیں تھی کہ جس کا دیدار کرنا صحابہ کرام کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ صحابہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرنے کو ناپسند کرتے ہیں۔

۳۹۶۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((مَا كَانَ فِي الدُّنْيَا شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ رُؤْيَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانُوا إِذَا رَأَوْهُ، لَمْ يَقُومُوا لَهُ، لِمَا كَانُوا يَعْلَمُونَ مِنْ كَرَاهَتِهِ لَذَلِكَ)).

[الصحیحۃ: ۳۵۸]

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۸۔ الادب المفرد (۹۴۶) ترمذی (۲۷۵۳) احمد (۳/ ۱۳۲) ابویعلیٰ (۳۷۸۳)

فوائد: اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اور کون محبوب ہو سکتا ہے یا ان کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون معزز ہو سکتا ہے مگر صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے پر بھی مجلس میں کھڑے نہیں ہوتے تو بلکہ اسی طرح بیٹھ رہتے کیونکہ آپ کو یہ بات ناپسند تھی۔ بقیہ تفصیل گزر چکی ہے۔

ہر حال میں اللہ سے ڈرنے کا بیان

اتقاء اللہ فی کل حال

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خلوت میں ایسا کام نہ کر جس کے بارے میں تیرا خیال

۳۹۷۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ مَرْفُوعًا: ((مَا كَرِهَتْ أَنْ يَرَاهُ النَّاسُ فَلَا تَفْعَلْهُ إِذَا

ہے کہ لوگ تجھے ایسا کرتا نہ دیکھیں۔“

[الصحیحة: ۱۰۵۵]

تخریج: الصحیحة ۱۰۵۵۔ ابن حبان فی (۴۰۳) و فی روضة العقلاء (ص: ۱۲-۱۳) الضیاء فی المختارة (۱۳۹۳) الفلاکی فی الفوائد (۱/۹۰)

فوائد: مومن کی جلوت، غلوت ظاہر و باطن ایک سا ہوتا ہے وہ جو نظر آتا ہے حقیقت میں بھی وہی ہوتا ہے، بیٹھ کے روپ میں بیٹھتا نہیں ہوتا اس لئے ضروری ہے کہ ہم ایمان کو اپنے اندر سونے کے لئے اپنے باطن کو ظاہر کی طرح پاک صاف رکھیں۔

باب: گھوڑے پالنے کی فضیلت

شرحیل بن مسلم خولانی کہتے ہیں کہ روح بن زباع، تمیم داری کی زیارت کے لئے ان کے پاس گئے دیکھا کہ وہ گھوڑے کے لئے جو صاف کر رہے تھے اور ان کے اہل و عیال ان کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ روح نے کہا: کیا (آپ کے اہل خانہ میں) کوئی ایسا فرد نہیں جو یہ کام کر سکے؟ سیدنا تمیم ؓ نے کہا: کیوں نہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو مسلمان اپنے گھوڑے کے لئے جو صاف کر کے اسے کھلائے گا“ اس کے لئے ہر دانے کے بدلے نیکی لکھی جائے گی۔“

باب: فضل تربیة الخیل

۳۹۸۔ عَنْ شُرَحْبِيلِ بْنِ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ: أَنَّ رَوْحَ بْنَ زُبَاعٍ زَارَ تَمِيمًا الدَّارِيَّ فَوَجَدَهُ يُنْقِي شَعِيرًا لِفَرَسِهِ قَالَ: وَحَوْلَهُ أَهْلُهُ، فَقَالَ لَهُ رَوْحٌ: أَمَا كَانَ فِي هَؤُلَاءِ مَنْ يَكْفِيكَ؟ قَالَ تَمِيمٌ: بَلَى، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ أَمْرِئٍ مُسْلِمٍ يُنْقِي لِفَرَسِهِ شَعِيرًا ثُمَّ يَلْعَقُهُ عَلَيْهِ، إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ حَبَّةٍ حَسَنَةً)).

[الصحیحة: ۲۲۶۹]

تخریج: الصحیحة ۲۲۶۹۔ احمد (۱۰۳/۴) طبرانی فی مسند الشاميين (۵۵۳) بیہقی فی الشعب (۴۲۷۳)

فوائد: پچھلے وقتوں میں جنگ و جدال جہاد و قتال میں گھوڑوں کو استعمال کیا جاتا تھا اور عام سواری کے لئے بھی یہی گھوڑا ہی استعمال کیا جاتا ہے اس لئے اس دور میں اس جانور کو بڑی فضیلت حاصل تھی لوگ ان کو چاہت سے پالتے ان کے چارے اور صحت کا خیال رکھتے اسلام میں اس سواری کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ حدیث میں (الخیل، معقود بنو اسیہا الخیر الی یوم القیامة الاجر والغنیمۃ) (مسلم) گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر باندھ دی گئی ہے اجر اور غنیمت، یعنی مسلمانوں کے لئے قیامت تک گھوڑوں میں خیر ہی خیر ہے وہ خیر کیا ہے ایک اجر و ثواب اور دوسرا غنیمت۔ اجر اور غنیمت کے اکٹھے ذکر سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے یعنی ایسا گھوڑا جو کہ جہاد و قتال کے لئے فی سبیل اللہ رکھا گیا یہ گھوڑا اجر کا باعث ہے تو ایسے گھوڑے کو کھانا پلانا اس کا پیشاب اور لید یہ تمام اجر کا باعث ہونگے حدیث میں ہے (من احتسب فرسا فی سبیل اللہ ایماناً باللہ و تصدیقا بوعده فان شعبه وریہ وروثه و بولہ فی میزانه یوم القیامة) (بخاری) جس نے اللہ کی راہ میں اللہ پر ایمان اور اس کے وعدے کی تصدیق میں گھوڑا پالا تو اس کا کھانا پینا، لید و پیشاب قیامت والے دن ترازو میں رکھا جائیگا ایک ایک دانے یا ایک ایک بوٹے کے بدلے جو اللہ اجر عطا فرمائیں گے تو وہ ایسے گھوڑے ہیں جو فی سبیل اللہ رکھے گئے ہیں اور یہ آج بھی ممکن ہے کیونکہ آج بھی گھوڑوں کا استعمال جنگوں میں ترک نہیں ہوا ویسے بھی اللہ نیت کا بھی ثواب عطا کر دیتے ہیں۔

مصافحہ کرنے کی فضیلت کا بیان

فضل المصافحة

سیدنا براء بن عازب ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو دو مسلمان باہم ملاقات کریں اور مصافحہ کریں تو قبل اس کے کہ وہ جدا ہوں ان کو بخش دیا جاتا ہے۔“

۳۹۹۔ عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا)).

[الصحيحه: ۵۲۵]

تخریج: الصحيحه ۵۲۵۔ ابو داود (۵۲۱۲) ترمذی (۲۷۲۷) ابن ماجہ (۳۷۰۳) احمد (۳/۲۸۹/۳۰۳)

فوائد: تقدم

مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں

سیدنا نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومنوں کی مثال آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے میں ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرنے میں اور ایک دوسرے کے ساتھ شفقت و نرمی کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے۔ جب اس کا کوئی ایک عضو درد کرتا ہے اس کا سارا جسم اس کی وجہ سے بیدار ہوتا ہے اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔“

المسلمون جسد واحد

۴۰۰۔ عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ مَرْفُوعًا: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادُّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمَى)).

[الصحيحه: ۱۰۸۳]

تخریج: الصحيحه ۱۰۸۳۔ مسلم (۲۵۸۶) بخاری (۶۰۱۱) احمد (۷۰/۷۰) طبرانی (۷۹۰)

فوائد: مومن آپس میں ایک جسم کی مانند ہیں اگر کسی ایک کو تکلیف پہنچے تو سبھی تکلیف محسوس کرتے ہیں ایک حدیث میں ہے (کالبیان يشد بعضها بعضا) کہ عمارت کی طرح کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے یہ ایک دوسرے کا خیال کرنا ان کی مدد کو پہنچنا اور ایک دوسرے کو تقویت پہنچانا یہ ایمان کا حصہ ہے لیکن ہم اگر ایک دوسرے کی مدد کی بجائے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے لگیں باہم رحم و محبت رکھنے کی بجائے آپس میں نفرت و کینہ و کدورت رکھنے لگیں تو سمجھو ایمان رخصت ہوا اور نفاق نے اپنے دروازے وا کر لئے ہیں۔ جو کہ دنیا و عاقبت دونوں کے لئے نقصان دہ ہے۔

مسلمانوں کو ان کے راستوں کے معاملہ میں تکلیف

ذم اداء المسلمین فی طرقهم

دینے کی مذمت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مسلمانوں کو ان کے راستوں کے معاملے میں تکلیف دی تو اس پر ان کی لعنت ثابت ہو جائے گی۔“ یہ حدیث سیدنا محمد بن حنفیہ سیدنا حذیفہ بن اسید اور سیدنا ابو ذر ؓ سے مروی ہے۔

۴۰۱۔ قَالَ ﷺ: ((مَنْ آذَى الْمُسْلِمِينَ فِي طُرُقِهِمْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ لَعْنَتُهُمْ)) يَرْوَى مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ، وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ۔ [الصحيحه: ۲۲۹۴]

تخریج: الصحيحه ۲۲۹۴۔ ابوبکر الشافعی فی مسند موسی بن جعفر الهاشمی (۲/۷۱) طبرانی فی الکبیر (۳۰۵۰)

وابونعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۱۲۹) من حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ

فوائد: اسلام میں ہر وہ کام جو کسی کے لئے تکلیف کا باعث ہو حرام ہے خصوصاً مسلمانوں کے راستے میں کوئی تکلیف دہ چیز پھینک دینی جس سے گزرنے والوں کو پریشانی لاحق ہو ایسا کام لعنت کا سبب ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ایک حدیث میں تکلیف دہ چیزوں کے نام لے کر بتایا اور انہیں لعنت کا مستحق قرار دیا فرمایا (اتقوا الملاعن الثلاثة البراز فی الموارد وقارعة الطريق والظل) (مستدرک حاتم) تین لعنت والی چیزوں سے بچو (۱) گھٹ (۲) درمیانہ راستہ (۳) سایہ میں پاخانہ کرنے سے بچو۔ اب یہ ایسی جگہیں ہیں جہاں لوگوں کا آنا جانا لگ رہا ہے یا مجالس برپا کی جاتی ہیں اگر کوئی پاخانہ کر جائے تو انتہائی کوفت کا باعث بنتا ہے اور ہر کوئی تکلیف محسوس کرتا ہے ایک بندہ کئی لوگوں کی تکلیف کا باعث بن جاتا ہے۔ اور یہ کبیرہ گناہ کے زمرہ میں آتا ہے تو تھوڑی سی غلطی جو اتنے بڑے نقصان کا سبب بنتی ہو اس سے حدود درجہ احتیاط ضروری ہے۔

تحذیر ثنعت کی فضیلت

فضل تحدیث النعمة

۴۰۲۔ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أُبْلِغَ بَلَاءً فَذَكَرَهُ فَقَدْ شَكَرَهُ، وَإِنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ)). [الصحيحه: ۶۱۸]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جسے کسی انعام سے نوازا گیا اور اس نے اس کا ذکر کیا تو اس نے اس کا شکریہ ادا کر دیا اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی۔“

تخریج: الصحيحه ۶۱۸۔ ابو داود (۳۸۱۳) ابونعیم فی اخبار اصبهان (۱/ ۲۵۹) ابن ابی حاتم فی العلل (۲۳۴۸/ ۲۳۴۸)

فوائد: بعض بندوں کی عادت ہوتی ہے خصوصاً عورتوں کی کہ وہ مصیبت کا ذکر تو ہر کسی سے کرتی ہیں مگر اللہ کوئی فراخی کر دے اپنی جناب سے نواز دے تو انکے منہ لگ ہو جاتے ہیں اور اس کا ذکر تک کرنا مناسب نہیں سمجھتیں جب کہ حدیث کے مطابق اس کا ذکر کرنا شکر اور اس نعمت کو چھپانا کفران نعمت یعنی ناشکری کے اندر آتا ہے اور اللہ نے فرمایا (ولئن شكرتم لازيدنكم) اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں مزید نوازیں گا۔ بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ اگر اللہ نوازیں تو اس کے اثرات کو بندے پر دیکھنا اللہ پسند کرتے ہیں (ان الله يحب ان يری اثر نعمته علی عبده) (ترمذی) یقیناً اللہ بندے پر اپنی نعمت کے اثرات کو دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ نعمتوں کو ظاہر کیا جائے تاکہ ہم شکر گزاروں میں سے بن جائیں اور اللہ کی مزید نوازشوں کے مستحق ٹھہریں ورنہ ناشکری نقصان کا باعث بھی بن سکتی ہے۔

تحريم القيام للناس تمثلا

لوگوں کیلئے بت بن کر کھڑے ہونے کی حرمت کا بیان

ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ایک گھر جس میں سیدنا عبد اللہ بن زبیر اور سیدنا عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہما تھے میں داخل ہوئے۔ ابن عامر کھڑے ہو گئے اور ابن زبیر جو زیادہ سنجیدہ اور باوقار تھے بیٹھے رہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن عامر! بیٹھ جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر

۴۰۳۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: دَخَلَ مُعَاوِيَةُ بَيْتًا فِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ، فَقَامَ ابْنُ عَامِرٍ وَتَبَتِ ابْنُ الزُّبَيْرِ، وَكَانَ أَدْرَبَهُمَا، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اجْلِسْ يَا ابْنُ عَامِرٍ! فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ النَّاسُ قِيَامًا فَلْيَبْغُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

[الصحيحة: ۳۵۷] لے۔“

تخریج: الصحيحة ۳۵۷۔ الادب المفرد (۹۷۷) ابوداود (۵۲۹) ترمذی (۲۷۵۵) احمد (۹۳/۳) طحاوی فی المشکل (۳۰/۲) فوائد: تقدم

الاهمية بصلة اخوان ابیه بعده

والد کے دوستوں سے اس کی وفات کے بعد صلہ رحمی کی اہمیت کا بیان

۴۰۴۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَانِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ: أَتَدْرِي لِمَ أَتَيْتُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصِلَ أَبَاهُ فِي قَبْرِهِ، فَلْيَصِلْ إِخْوَانَ أَبِيهِ بَعْدَهُ)) وَإِنَّهُ كَانَ بَيْنَ أَبِي عُمَرَ وَبَيْنَ أَبِيكَ إِخَاءٌ وَوَدٌّ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُصِلَ ذَلِكُ۔ [الصحيحة: ۱۴۳۲]

سیدنا ابوبردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں مدینہ میں آیا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور پوچھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کے پاس کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جو اپنے فوت شدہ باپ سے حسن سلوک کرنا چاہتا ہے وہ اس کے بعد اس کے (اسلامی) بھائیوں سے صلہ رحمی کے (تقاضے) پورے کرے۔“ میرے باپ عمر اور تیرے باپ کے مابین بھائی چارہ اور محبت تھی میں نے چاہا کہ اس کے تقاضے پورے کروں۔

تخریج: الصحيحة ۱۴۳۲۔ ابویعلیٰ (۵۶۶۹) ابن حبان (۳۳۲) مسلم (۲۵۵۲) الادب المفرد (۳۱) بلفظ مختلف فوائد: ایک انسان پر سب سے زیادہ احسان اس کے والدین کے ہوتے ہیں اس لئے سب سے زیادہ نیکی کا حکم بھی والدین سے ہے جیسا کہ صحابی رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی! میرے نیک سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں تیری ماں تین دفعہ فرمایا چوتھی دفعہ فرماتے ہیں تیرا باپ۔ جو بچپن میں اولاد کی ایک ایک ضرورت و سہولت کا خیال رکھتے ہیں اپنا آرام تنج کر سب کچھ بچے کیلئے قربان کر دیتے ہیں مشقتیں جھیلنے میں تواب بچے پر بھی فرض ہے کہ بڑھاپے میں جب وہ کچھ کرنے کے قابل نہ رہیں تواب یہ ان کی خوشیوں کا خیال رکھے اور ہر طرح سے آرام و سکون پہنچائے اب جو فرماں بردار بچہ والدین کے ساتھ انکے مرنے کے بعد بھی نیک سلوک، صلہ رحمی برقرار رکھنا چاہتا ہے کہ انکے مرنے کے بعد بھی انکو اس کی طرف سے ٹھنڈی ہواؤں کے جھوکے پہنچتے رہیں تو لازم ہے کہ یہ والدین کے عزیزوں سے صلہ رحمی کرے۔ جیسا کہ ایک اور حدیث میں ہے بنو سلمہ کا ایک آدمی آکر آپ سے پوچھتا ہے کہ کیا میرے والدین کے فوت ہو جانے کے بعد بھی کوئی نیکی ہے جو میں ان سے کر سکوں آپ نے فرمایا (نعم الصلوة علیہما والا ستغفار لہما وانفاذ عہد ہما من بعدہما وصلۃ الرحمۃ النبی لا توصل الا بہما واکرام صدیقہا) (ابوداؤد ترمذی) ہاں انکے لئے دعائے بخشش مانگنا انکے وعدے پورے کرنا اور انکے خاص رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا انکے دوست سہیلیوں کی عزت کرنا، یہ کام کرے بندہ انکی وفات کے بعد بھی انکے لئے ٹھنڈک کا سامان کر سکتا ہے۔

ایمان کو مکمل کرنے والے امور کا بیان

ومن استکمال الایمان

سیدنا ابوامامہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بغض رکھا اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ کے لئے روکا اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔“

۴۰۵۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ، فَقَدْ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ)).

[الصحيحة: ۳۸۰]

تخریج: الصحيحة ۳۸۰۔ ابوداؤد (۳۶۸۱) ابن عساکر (۱۲۰/۱۹) طبرانی فی الکبیر (۷۷۳)

فوائد: جس شخص کی محبت اور نفرت، عطا اور روکنے کا معیار اللہ کی ذات ہو ایسا شخص مکمل ایمان والا ہے اگر ہم دعویٰ اسلام کا کریں جبکہ ہماری محبت و نفرت وغیرہ کا معیار دولت پیسہ یا ذاتی مفاد ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ ہم نفاق کی وادیوں میں بھٹک رہے ہیں اور ہم صحیح راستے تک تب تک نہیں آسکتے جب تک ہم اپنے ہر کام میں معیار اللہ کی خوشنودی کو نہیں ٹھہرا لیتے اس لئے انتہائی سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی کو کوئی عطیہ دیا گیا اور وہ مالدار ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ بدلہ دے اور اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو وہ تعریف کر دے کیونکہ جس نے تعریف کی اس نے شکریہ ادا کر دیا اور جس نے چھپایا اس نے ناشکری کی اور وہ آدمی دو جہلی کپڑے پہننے والے کی طرح ہے جو (تکلف کرتے ہوئے) ایسی چیز کا اظہار کرتا ہے جو اسے عطا نہیں کی گئی۔“

۴۰۶۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْفِ فَإِنَّ مَنْ أَتَى فَقَدْ شَكَّرَ، وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ، وَمَنْ تَحَلَّى بِمَا لَمْ يُعْطَهُ كَانَ كَلَابِيسِ ثَوْبِي زُورٍ)). [الصحيحة: ۶۱۷]

تخریج: الصحيحة ۶۱۷۔ ابوداؤد (۳۸۱۳) الادب المفرد (۲۱۵) ترمذی (۲۰۳۳)

فوائد: تحفے تحائف دینا، لینا انتہائی محمود فعل ہے اسلامی معاشرے کے اندر شروع اسلام میں اس کا بہت زیادہ رواج تھا۔ محبت میں اضافے کا سبب بنتے رشتوں میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے رشتوں میں بگاڑ کم ہو جاتا ہے لیکن یہ ان تحائف کی بات ہے جو خالص لوجہ اللہ اپنے نبی یا دینی رشتوں کی مضبوطی کیلئے ایک دوسرے کو دینے جائیں نہ کہ اس میں کوئی ذاتی مفاد ہو کہ کسی سے اقتصادی فائدہ پہنچنے کی امید ہو یا کوئی مشکل حل ہو سکتی ہو۔ بلکہ اس سے دینی اغراض ہی وابستہ ہوں تو یہ انتہائی مستحسن اقدام ہے آپ کا یہ طریقہ کار تھا کہ آپؐ ہدیہ قبول کرتے امیر، فقیر کی تمیز کے بغیر اسکو اس کا بدلہ بھی دیتے حدیث میں ہے (يقبل الهدية ويشيب عليها) (بخاری) آپؐ ہدیہ قبول کرتے اور اس کا بدلہ بھی دیتے اور اس حدیث میں آپؐ نے تحفے کا بدلہ دینے کا بھی حکم دیا تاکہ اس بدلے سے اس نیک کام کی حوصلہ افزائی ہو کیونکہ ایک لیتا جائے اور سانپ کی طرح دبا جاتا جائے تو اگلا آدمی بھی مسلسل دے دے کر اکتا جائے گا ہاں اگر دینے کو کچھ نہیں تو اس صورت میں آپؐ نے فرمایا کہ اس کی تعریف کرے تاکہ تحفہ دینے والا بدلے میں اس نیک سلوک سے مطمئن رہے اور اکتائے نہیں۔ ایک حدیث میں ہے (من صنع اليه معروفًا فقال الفاعله جزاك الله خيرا فقد بلغ في الشاء) (ترمذی) جس کے ساتھ نیکی ہو اور وہ کر نیوالے کو جزا اللہ خیرا (اللہ تجھے بہتر بدلہ دے) کہہ دے تو اس نے انتہائی تعریف کر دی۔ تو اگر بدلہ دینے کو کچھ نہ ملے تو یہ الفاظ لازماً کہنے چاہئیں۔ ایک بات اور یاد رکھنے والی ہے کہ اگر آپ کے ساتھ کوئی نیکی کرتا ہے اور آپ اسے چھپا جاتے ہیں مثلاً آپ کو کوئی کپڑے دیتا ہے کہ اس کے کپڑے بوسیدہ پھٹے ہیں تو وہ آپ کو

کپڑوں کا جوڑا بدیہ کر دیتا ہے اب اس کے بعد بھی وہ آپ کو انہی پھٹے کپڑوں میں ہی دیکھتا ہے تو وہ پریشان ہوگا کہ اسے تو پرواہ ہی نہیں اپنی پہلی ڈگری چھوڑنے کو تیار نہیں یا اسے میرے ختے کی ضرورت، قدر نہیں تو وہ آئندہ ایسا کرنے سے باز آ جاتا ہے جیسا کہ پیچھے حدیث میں گزرا کہ اللہ بندے پر اپنی نعمت کے اثرات دیکھنا چاہتا ہے اسی طرح بندوں کی بھی یہی فطرت ہے اس لئے ختے میں کوئی چیز ملے تو اسے سنبھال کر رکھنے کی بجائے اسے استعمال بھی کرنا چاہیے جو کہ تھک دینے والے کو بھی نظر آئے۔ تیسری بات بندے کو اپنی اوقات میں رہنا چاہیے ایسے ہی اپنی پہنچ سے باہر کام کسی وقت شرمندگی کے باعث بھی بن سکتے ہیں جیسے بندہ ہزاروں کا مالک ہو اور وہ لاکھوں کی باتیں سنانا شروع کر دے یہ بندے جھوٹے کپڑے پہننے والے کی طرح ہے جو کہ حقیقت میں ننگا ہوتا ہے۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا آپ سے پوچھتی ہے کہ اپنی سون کو دکھانے کیلئے یہ ظاہر کر سکتی ہوں کہ میرا شوہر میرا بڑا خیال رکھتا ہے اور طرح طرح کی اشیاء بنا کر دیتا ہے تو آپ نے اسے جھوٹے کپڑے پہننے والے کی طرح قرار دیا۔

ظلم کے ساتھ اپنے بھائی کا مال کھانے کی حرمت

سیدنا مستور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان کا ناحق ایک لقمہ بھی کھایا تو اللہ تعالیٰ اسے اتنا ہی جہنم کا کھانا کھلائیں گے“ جس نے کسی مسلمان کا ناحق کپڑا پہنا تو اللہ تعالیٰ اسے اسی کے بقدر جہنم کا کپڑا پہنائیں گے اور جو کوئی کسی مسلمان کے ساتھ دکھلاوے والی جگہ پر کھڑا ہوگا تو اللہ اسے قیامت والے دن اس کے دکھلاوے والے مقام پر کھڑا کرے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۳۳ - حاکم (۳/ ۱۲۷ - ۱۲۸) ابن عساکر (۳۱/ ۳۲ - ۳۲) ابویعلیٰ (۲۸۵۸) الادب المفرد (۲۳۰) ابوداؤد (۳۸۸۱)

لہسن اور پیاز کھانے کی کراہت کا بیان

معاویہ بن قمرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو ان دو ناپسندیدہ (اور اذیت رساں) درختوں (پیاز اور لہسن) کا پھل کھائے وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اگر تم نے کھانا ہی ہے تو پکا کر ان کی بدبو کو زائل کر دیا کرو۔“

کراہیۃ الأهل بالثوم والبصل

۴۰۸ - عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ الْخَبِيثَتَيْنِ فَلَا يَغُفِّرَ بَنَ مُسْجِدَنَا، فَإِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ أَكْلِهِمَا فَأَمِيتُوهُمَا طَبْحًا)).

[الصحیحۃ: ۳۱۰۶]

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۰۶ - ابوداؤد (۳۸۲۷) نسائی فی الکبریٰ (۲۶۸۱) احمد (۱۹/ ۳) بیہقی (۷۸/ ۳)

فوائد: منہ سے بدبو آتا جہاں یہ انسان کے آجڑ، گنوار ہونے کی علامت ہے وہیں پر یہ ایک انتہائی کریہہ عمل ہے ایسے شخص کی بات لوگ سننا گوارا نہیں کرتے اگر مجبوراً سننا پڑ بھی جائے تو ایک فاصلے تک رہتے ہوئے اور جان چھڑانے کی کرتے ہیں ایسے شخص کے پاس پھٹکن بھی کوئی گوارا نہیں کرتا نتیجتاً اسے کئی مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے جس طرح یہ گندی اور کریہہ عادت بندوں کیلئے ناپسندیدہ ہے اسی طرح یہ فرشتوں

کیلئے بھی تکلیف کا باعث ہے اسی لئے آپؐ نے فرمایا (لولا ان اُشق علی امتی لا مرتهم بالسواک عند کل صلاة) اگر مجھے امت پر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کو لازم قرار دے دیتا۔ اس سے پتہ چلا کہ مسواک کس قدر اہم ہے صرف مشقت کے خدشے سے اس میں تخفیف کی گئی ورنہ یہ لازم کر دی جاتی مسواک میں یہ فائدہ ہے کہ اس سے منہ صاف ستھرا رہتا ہے بدبو پیدا نہیں ہوتی آپؐ خود اس قدر مسواک کا اہتمام کرتے کہ موت کے وقت عائشہؓ کے بھائی کے ہاتھ مسواک دیکھی تو اسے لیکر وہی کرنا شروع کر دی۔ اس قدر آپؐ منہ کی صفائی کا خیال رکھتے تاکہ کسی وقت بدبو نہ آئے۔ تو لہسن اور پیاز چونکہ انکی بھی ایک عجیب سی بو ہوتی ہے تو آپؐ نے اسے کھا کر مسجد میں آنے سے منع کر دیا کہ اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے پکاتے وقت چونکہ ان کی بو مر جاتی ہے اس لئے پکا کر کھالیا جائے تو ٹھیک ہے ورنہ نماز کے اوقات میں انکو کچا کھانے سے احتراز کرنا چاہیے۔

التعزى بعزى الجاهلية

جاہلیت والی نسبت کے ساتھ فخر کرنے کی کراہت کا

بیان

سیدنا ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو یوں کہتے ہوئے سنا: او فلاں کی آل!..... میں نے اشارۃً بات کئے بغیر اسے کہا: تو اپنے باپ کی شرمگاہ کو چبائے۔ (تو اسے ابو منذر نے کہا: تو تو فحش گو نہیں تھا (تجھے کیا ہوا)؟ میں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو جاہلیت والی نسبتوں کی طرف منسوب ہوا“ کوئی اشارہ کنایہ کئے بغیر اسے کہو کہ تو اپنے باپ کی شرمگاہ چبائے۔“

۴۰۹۔ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: يَا فُلَان! فَقَالَ لَهُ: أَعْضَضُ بِهِنَ أُيْلِكَ وَلَمْ يَكُنْ فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! مَا كُنْتُ فَحَاشًا! فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ تَعَزَّى بِعَزَى الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَعْضَوْهُ بِهِنَ أُيْلِهِ وَلَا تَكُونُوا)). [الصحيحه: ۲۶۹]

تخریج: الصحيحه ۲۳۹۔ الادب المفرد (۹۶۳/۹۶۳) نسائی فی الکبریٰ (۸۸۶۳) احمد (۱۳۶/۵) ابن حبان ۳۱۵۳

فوائد: تعصب ذاتی ہو یا وطنیت کا یا خاندان قبیلہ کا یہ اتحاد و اتفاق اجتماعیت کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے اسی وجہ سے اسلام میں اسکی انتہائی حوصلہ شکنی کی گئی تاکہ ملت بیضاء اس زہریت کا شکار ہو کر کہیں ٹکڑوں میں نہ بٹ جائے۔ کیونکہ اجتماعیت کی انتہا ذلت کی ابتداء ہوتی ہے اور کفار کی بڑی کوشش ہی یہ ہے کہ انہیں منتشر رکھ کر انہیں اپنے زیر دست رکھا جائے جیسا کہ تاریخ کا سبق بھی ہے کہ جب تک اہل اسلام متحد و متفق رہے غلبہ اور فتح ان کے گھر کی لوٹری رہی اور جب ان میں افتراق و انتشار آیا تو ذلت و رسوائی انکا مقدر ٹھہری لیکن ہمارے ذاتی مفادات و تعصبات ہمیں اس بارے میں غور کرنے کی اجازت ہی نہیں دیتے جیسا کہ آج کل کے حالات اس بات پر شاہد ہیں۔ اسی لئے پیغمبر زمانہ نے قوموں کے عروج و زوال کے اسباب کے بارے میں آگاہی رکھنے کے سبب اس بات کا حجتہ الوداع کے موقع پر انتہائی سختی سے رد کیا کہنا کہ آج کے بعد کسی کالے کو گورے پر گورے کو کالے پر عربی کو گنہگار یا گنہگار عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہاں اگر فضیلت ہے تو وہ تقویٰ کی بناء پر ہے اور اس حدیث میں بھی آپ ﷺ انتہائی پاکیزہ اخلاق کے مالک ہونے کے باوجود اس بات کا رد اس انداز سے کرتے ہیں کہ سننے والا تعجب کا اظہار کرتا ہے کہ اس قدر شدید الفاظ اور وہ بھی رحمت کائنات کی زبان سے۔ یہ فقط اس معاملے کی سنگینی کے سبب کہ اس بات کا تعلق افراد سے نہیں بلکہ قوموں کی ذلت و عظمت سے ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے بندے کو اشارہ کنایہ نہ کرو بلکہ سیدھے کہو کہ تمہیں باپ دادا کی شرافت

پر بڑا ناز ہے تو ان کی شرمگاہ منہ میں لے کر چوس۔ کس قدر سخت الفاظ ہیں کیونکہ معاملہ اس سے کہیں سخت ہے۔

قبلہ کی طرف تھوکنے کی کراہت کا بیان

سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قبلہ کی سمت میں تھوکا وہ روز قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کی تھوک اس کی آنکھوں کے درمیان ہوگی۔“

کراہیۃ التفل من تجاہ القبلة

۴۱۰۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ مَرْفُوعًا: ((مَنْ تَفَلَّ تَجَاهَ الْقِبْلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَتَفْلَتُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ)). [الصحيحة: ۲۲۲]

تخریج: الصحیحہ ۲۲۲۔ ابو داؤد (۳۸۲۳) ابن حبان (۱۲۳۹) ابن خزیمة (۱۳۱۳) بیہقی (۷۱/۳)

فوائد: اس بات کا تعلق نماز سے ہے جیسا پیچھے حدیث میں گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ نے بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکنے کی اجازت دی اور کہا کہ قبیلے کی جانب نہ تھوکا جائے اور قیامت کو ایسے بندے کا تھوک جو پتہ ہونے کے باوجود ادھر تھوک رہا ہے اس کی نظروں کے سامنے کر دیا جائیگا جو کہ اس کے لئے پشیمانی کا باعث بنتا رہے گا۔

غیبت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (بیٹھ پیچھے) کسی آدمی کی برائیوں کا ذکر کیا جو اس میں ہیں تو اس نے اس کی غیبت کی اور جس نے کسی آدمی کی ایسی برائیوں کا ذکر کیا جو اس میں نہیں ہیں تو اس نے اس پر جھوٹا الزام لگایا۔“

صفة الغيبة

۴۱۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ذَكَرَ رَجُلًا بِمَا فِيهِ فَقَدْ اغْتَابَهُ، وَمَنْ ذَكَرَهُ بِغَيْرِ مَا فِيهِ فَقَدْ بَهَتَهُ)). [الصحيحة: ۱۴۱۹]

تخریج: الصحیحہ ۱۴۱۹۔ ابو الشیخ فی الطبقات (۱۷۹) ابونعیم فی اخبار اصحابنا (۲۵/۲) ابن عدی (۲۷۵۱/۷) مسلم (۲۵۸۹) ترمذی (۱۹۳۳) مطولاً بمعناه

فوائد: تقدم

رحمت کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابو امامہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے رحم کیا..... اگرچہ چڑیا کو ذبح کرنے کا معاملہ ہو..... اللہ تعالیٰ روز قیامت اس پر رحم فرمائے گا۔“

فضل رحمة

۴۱۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ رَحِمَ وَلَوْ ذَبِيحَةَ عَصْفُورٍ رَحِمَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

تخریج: الصحیحہ ۲۷۔ الادب المفرد (۳۷۱) تمام الرازی فی الفوائد (۱۲۳۵) طبرانی (۷۹۱۵) ۷۹۱۳

فوائد: رحم کا تعلق چونکہ رحمان سے ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم صفت ہے اسی لئے رحمان اس عظیم جذبے کی بڑی قدر کرتا ہے اسی رحمت کے سبب ہی قیامت کو لوگوں کو جنت میں داخل کیا جائیگا انکو نعمتوں سے نوازا جائیگا اسی رحمت کے سبب جو لوگ دوسروں سے رحمانہ سلوک کرتے ہوں گے رحمت کے مستحق قرار پائیں گے ورنہ پکڑے جائیں گے حدیث میں آتا (من لا یرحم لا یرحم) (متفق علیہ) جو رحم نہیں کرتا اس پر رحمت نہیں کی جائیگی۔ اس لئے رحمت کے جذبے کے تحت کئے جانے والے کام کو حقیر نہ سمجھا جائے کہ ہو سکتا ہے یہی بخشش اور جنت کا سبب بن

جائے جیسا کہ آپؐ نے فرمایا کہ چڑیا بھی ذبح کرنی ہو تو رحمت کے دامن کو حجام کر رکھو یعنی کند چھری سے ذبح نہ کرو تیز چھری سے ذبح کرو تا کہ اسے زیادہ تکلیف نہ ہو اور وہ تڑپ کر جان نہ دے بلکہ آسانی سے نکل جائے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کی ایک بدکارہ کا قصہ ہے کہ اس نے کتے کو دیکھا جو پیاس سے ہلکان ہے اور کنویں کے پاس گیلی مٹی چاٹ رہا ہے تو اس نے اپنا جوتا اتار کر اس میں پانی بھر کر اسے پلا دیا تو اللہ نے اسی سبب انکی غلطیاں معاف کر کے اسے جنت کی وارث بنا دیا۔ اس لئے رحمت والے کسی کام کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے اگرچہ وہ دنیا کی حقیر مخلوق ہی کیوں نہ ہو۔

خاموشی میں نجات ہے

النجاة بالسكوت

۴۱۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ صَمَتَ نَجَا)).
سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”جو خاموش رہا وہ (اذیتوں سے) چھٹکارا پالے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۳۶۔ ترمذی (۲۵۰۱) احمد (۲/۱۵۹/۱۷۷) دارمی (۲/۱۷۷) فضاعی فی مسند الشہاب (۳۳۳)

فوائد: زبان کی حرکت کے پیچھے کس قدر ہلاکتیں یا لوگوں کی خامیاں چھپی ہوتی ہیں اس سے اکثر لوگ آگاہ ہوتے ہیں اس لئے وہ خاموشی اختیار کر کے ان زبان کے سبب امنڈ آنے والی خامیوں اور خرابیوں کو چھپائے رکھتے ہیں کیونکہ بسا اوقات اسکا ایک ایک جملہ حقائق کا خزانہ سمیٹے ہوتا ہے اور ایک ایک بات تلوار سے تیز اور بارود سے زیادہ تباہ کن ہوتی ہے جیسا کہ پیچھے حدیث میں تفصیل گزر چکی ہے لہذا خاموشی صد ہا درجے بہتر ہے۔

فطرت اسلام والی چیزوں کا بیان

ومن فطرة الاسلام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ چیزیں فطرت اسلام سے ہیں: جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا اور مونگھیں کاٹنا اور داڑھیاں چھوڑنا، کیونکہ مجوسی قوم مونگھیں چھوڑتی ہے اور داڑھیاں مونڈتی ہے سو تم ان کی مخالفت کرو اور مونگھیں کٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔“

۴۱۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مِنْ فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِسْتِنَانُ، وَاتِّخَاذُ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللَّحْيِ فَإِنَّ الْمَجُوسَ تَعْفَى شَوَارِبَهُمَا، وَتُحْفَى لَحَاهَا، فَخَالِفُوهُمْ: خَذُوا شَوَارِبَكُمْ، وَأَعْفُوا لِحَاكُمْ)). [الصحیحۃ: ۳۱۲۳]

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۲۳۔ ابن حبان (۱۲۱۹) بخاری فی التاريخ (۱/۱۳۹)

فوائد: ان تمام افعال کا تعلق فطرت سے ہے یعنی یہ باتیں انسان کی طبیعت میں شامل ہیں انسان کا ان کو دل کی آواز سمجھ کر ان کو اپنانے پر مجبور ہوتا ہے لیکن کوئی اسکے غلط ہونے کا دعویٰ کرے جی کہ ہماری فطرت میں تو یہ اشیاء داخل نہیں ہمارا دل تو ان افعال کو نہیں چاہتا تو اس کا سیدھا جواب ہے کہ آپ کی فطرت ہی بیمار ہو چکی ہے کیونکہ بخار چڑھا ہو تو بیٹھا پانی بھی کڑوا معلوم ہوتا ہے۔ اب اس میں پانی کا تو کوئی قصور نہیں قصور اصل میں طبیعت کا ہے۔ اب رسول معظم ﷺ فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں فطرت میں شامل ہیں تمہاری سمجھ میں نہ آتا ہو تو تمہاری سمجھ کا قصور ہے انکی بات غلط نہیں ہے۔ کیونکہ انکی خبر کا ذریعہ ہی ”لاریب“ ہے۔ اب داڑھی کا بڑھانا یہ فطرت میں شامل ہے پہلے لوگ داڑھی منڈانے

یہ کام نہیں کرتے تھے ذہنوں میں یہ بات رچی تھی فطرت کے مطابق تھی سبھی کو یہ اچھی لگتی تھی حضرت یوسف علیہ السلام جتنے پاس کائنات کا آدھا حسن تھا انکے چہرے پر داڑھی تھی داڑھی کو حسن کی علامت سمجھا جاتا تھا ایک شخص پر عورت فریفت ہوگئی اسے کسی طرح بہلا پھسلا کر گھر بلا لیا اور اسے دعوت گناہ دے ڈالی اس شخص نے تھوڑی دیر کیلئے بیت الخلاء جانے کی اجازت لی اور جاکر داڑھی مونڈ ڈالی باہر آیا جب عورت کی نظر اس کے چہرے پر پڑی تو نفرت سے اسے گھر سے بھگا دیا۔ یعنی بغیر داڑھی اسکی شکل دیکھنا گوارا نہ کی۔ اصل میں داڑھی مونڈ دانا چونکہ مجوس کا طریقہ تھا آپؐ نے مجوسی کے چہرے کی طرف دیکھنا گوارا نہ کیا اور وہ مونچھیں بڑھاتے تھے آپؐ نے کہا کہ انکی مخالفت میں مونچھیں نہ کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ یہ چیزیں فطرت کے عین مطابق ہیں اور اسلام دین فطرت ہے اس لئے اسلام میں ان چیزوں کا حکم دیا گیا ہے۔ انہیں اپنانا لازم ہے اور انکا ترک خلاف اسلام ہے۔

جس نے بستر پر لیٹتے ہوئے یہ دعا پڑھی

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی بستر پر لیٹے اور یہ دعا پڑھے: نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اسی کی ہے ساری تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے مگر اللہ کی توفیق سے اللہ پاک ہے اور ساری تعریف اسی کے لئے ہے اور نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔“

من قال حين يأوي إلى فراشه.....

۴۱۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ)) غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ. أَوْ قَالَ: خَطَايَاهُ، شَكَّ مَسْعَرٌ. وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبُحْرِ)). [الصحيحه: ۳۴۱۴]

تخریج: الصحيحه ۳۴۱۴۔ ابن حبان (۸۳۹) نسائی فی عمل اليوم والليلة (۸۱۱) ابن السنی (۷۱۶)

جھوٹی قسم اور قطع رحمی کے وبال کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قطع رحمی کی یا جھوٹی قسم اٹھائی وہ مرنے سے پہلے اس کا وبال دیکھ لے گا۔“

وبال قطع رحم و یمین فاجر

۴۱۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ قَطَعَ رَحْمًا، أَوْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَاجِرَةٍ رَأَى وَبَالَهٖ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ)). [الصحيحه: ۱۱۲۱]

تخریج: الصحيحه ۱۱۲۱۔ بخاری فی التاريخ (۲۰۷/۲) تعلیقاً بیہقی (۳۵/۱۰)

باب: (مردوں کے لیے) سونا اور ریشم پہننے کی حرمت

سیدنا ابوامامہ باہلی ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ ریشم پہننے نہ

باب: تحریم لبس الذهب والحریر

۴۱۷۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ،

سونا۔

فَلَا يَلْبَسُ حَرِيرًا وَلَا ذَهَبًا۔

[الصحيحة: ۳۳۷]

تخریج: الصحیحة ۳۳۷۔ حاکم (۱۹۱/۳) احمد (۲۶۱/۵) طبرانی فی الاوسط (۳۱۹۲) والکبیر (۷۷۶۹)

فوائد: سونا اور ریشم یہ دونوں چیزیں دنیا میں مردوں پر حرام ہیں انہیں یہ پہننا کسی صورت جائز نہیں ہاں اگر جسم میں بیماری کے سبب دوسرا لباس تکلیف دیتا ہو تو ریشم پہنا جاسکتا ہے جیسا کہ ایک صحابہ کو آپؐ نے جوؤں کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی (بخاری) ہاں عورتوں کے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں آپؐ نے فرمایا (احرم لباس الحریر والذهب علی زکور امتی واحل لانا نهم) (ترمذی) ریشمی لباس اور سونا میری امتوں کے مذکروں (مرد) پر حرام اور انکی مؤنہوں (عورتوں) پر حلال ہیں۔ مردوں پر یہ چیزیں قطعاً حرام ہیں اور اس سے بچنا مشکل بھی نہیں تو جان بوجھ کر بلاکت کا سودا نہیں کرنا چاہیے۔

باب: غصے اور زبان پر قابو پانے کی فضیلت

باب: فضل کف الغضب واللسان

سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے غصے پر قابو پایا، اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب روک لے گا۔ جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی، اللہ تعالیٰ اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ سے معذرت کی، وہ اس کا عذر قبول کرے گا۔“

۴۱۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا: ((مَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللَّهُ عَنْهُ عَذَابَهُ، وَمَنْ حَزَنَ لِسَانَهُ سَتَرَاللَّهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنِ اعْتَذَرَ إِلَى اللَّهِ قَبِلَ اللَّهُ عُذْرَهُ)). [الصحيحة: ۲۳۶۰]

تخریج: الصحیحة ۲۳۶۰۔ ابویعلیٰ (۳۳۳۸) الضیاء فی المختارة (۲۷۵۱) الدولابی فی الکنی (۱/ ۱۹۳ ۱۹۵)

فوائد: غصے کا انجام ندامت کی صورت میں ہوتا ہے غصہ خرابیوں غلطیوں کا پیش خیمہ ہوتا ہے اس لئے آپؐ نے فرمایا جو غصے کو روک لے تو اللہ اس سے اپنا عذاب روک لے گا غصے میں کئے گئے کام عموماً غلط ہوتے ہیں لہذا انجام کار کے لحاظ سے نہایت تباہ کن ہوتے ہیں یعنی دنیا میں بھی نتیجتاً نقصان اور آخرت میں عذاب اس میں چونکہ شر ہی شر ہے اس لئے اس قدر بچنے کا حکم دیا گیا ایک آپؐ کے پاس نصحیت طلب کرنے آیا تو آپؐ نے اسے تین بار پوچھنے پر تینوں دفعہ ”لا تغضب“ غصہ نہ کر“ یہی نصیحت کی۔ دوسری بات آپؐ نے زبان کے بارے میں فرمائی کہ زبان کا محفوظ استعمال پردہ پوشی کا باعث ہے۔ اور تیسری بات جو اللہ کی طرف عذر کرے اللہ اس کا عذر قبول کرتا یعنی غلطی کر کے اللہ سے معذرت کرے تو اللہ اسکے گناہوں کو بخشے ہوئی اسکی معذرت قبول کر لیتے ہیں اس سے بندوں کو بھی یہی حکم ہے کہ اگر کوئی پشیمان ہو کر معذرت کرتا ہے تو ناراضگی پر ڈانسنے کی بجائے اسے معاف کر دینا چاہیے۔

رحم کرنے کی اہمیت کا بیان

اهمية الرحمة

سیدنا جریر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو (مخلوق پر) رحم نہیں کرتا“ (اللہ کی طرف سے) اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ جو (مخلوق کو) معاف نہیں کرتا“ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے)

۴۱۹۔ عَنْ جَرِيرٍ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يَرْحَمُ، وَمَنْ لَا يَغْفِرُ لَا يُغْفَرُ لَهُ، وَمَنْ لَا يَتَّبِعْ لَا يَتَّبِعْ عَلَيْهِ)).

[الصحيحه: ۴۸۳] اسے نہیں بخشا جاتا اور جو (اللہ کی طرف) توبہ نہیں کرتا اسے (اس کی طرف سے) معاف نہیں کیا جاتا۔“

تخریج: الصحيحه ۳۸۳۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳۷۶) ابو الحسن الحریری فی الفوائد (۱/۱۵۵/۳) احمد (۳/۳۶۵) **فوائد:** جو کسی سے نیک سلوک نہ کرے نتیجہ میں وہ بھی نیک سلوک کی امید نہیں کر سکتا مکافات عمل اسی چیز کا نام ہے اب جو اللہ کے بندوں پر ۲ ہم نہیں کرتا اور ان کی غلطیوں کو معاف نہیں کرتا تو نتیجتاً اسے بھی اللہ کی طرف سے ان باتوں کا مستحق قرار نہیں دیا جاسکتا۔

التاکید بإحسان الحذم

غلاموں کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کا بیان
سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہارے غلام تمہاری (مرضی کے) موافق ہوں تو جو کچھ کھاتے ہو انہیں بھی کھلایا کرو اور جو کچھ پہنتے ہو انہیں بھی پہنایا کرو اور اگر تمہارے غلام تمہارے موافق نہ ہوں تو انہیں بیچ دیا کرو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دیا کرو۔“

۴۲۰۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعًا: ((مَنْ لَاءَ مَكْمٌ مِنْ خَدَمِكُمْ فَأَطِعْمُوهُمْ مِمَّا تَكُلُونَ وَالْبَسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ، وَمَنْ لَا يَلَا تَمَكُّكُمْ مِنْ خَدَمِكُمْ فَبِعُوهُ، وَلَا تَعَذِّبُوا خَلْقَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)).

[الصحيحه: ۷۳۹]

تخریج: الصحيحه ۷۳۹۔ احمد (۵/۱۶۸/۱۷۳) ابو داود (۵۱۶۱) بیہقی (۷/۷۰) بزار (۳۹۴۳) **فوائد:** غلاموں کو اسلام میں بہت سے حقوق حاصل ہیں یہاں تک کہ حدیث میں انکے بارے میں بھائی تک کے الفاظ آئے ہیں فرمایا کہ انہیں اپنے ساتھ کھانا پلانا ہے اور انہیں طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دینی یہاں تک کہ انہیں بلاوجہ مارا بھی نہیں جاسکتا آپ نے فرمایا (من ضرب غلاماً لم حد له ياتنه اولطمه فان كفارته ان يعتقه) (مسلم) جس نے اپنے غلام کو سزا دی جو کام اس نے کیا نہیں یا اسے تھپڑ مارا تو اس کا کفارہ اسے آزاد کرنا ہے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا بھی کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو مارا تو اللہ کے نبی ﷺ کے تنبیہ کرنے پر انہوں نے غلام کو آزاد کر دیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ غلام کو بلاوجہ مارنے کا کفارہ اسے آزاد کرنا ہے ہاں اگر قصور ہو بھی تو تھوڑی بہت سزا دی جاسکتی ہے اگر زیادہ تنگ کرے تو ایسے غلام کو فروخت کر دیا جائے جیسا کہ نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں۔

فضل كف اللسان و شرمابين رجلية

زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی فضیلت کا بیان
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان کے شر سے بچالیا جو اس کے دو جیزوں کے درمیان ہے اور اس شرمگاہ کے شر سے بچالے جو اس کے دو ٹانگوں کے درمیان ہے تو وہ جنت میں جائے گا۔“

۴۲۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ وَقَاهُ اللَّهُ شَرَّمَا بَيْنَ لُحْيَيْهِ وَشَرَّمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)). [الصحيحه: ۵۱۰]

تخریج: الصحيحه ۵۱۰۔ ترمذی (۲۳۰۹) ابویعلیٰ (۲۳۰۰) ابن حبان (۵۷۰۳)

اسکی فضیلت جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

فضل من یکن فی حاجة أخیه

۴۲۲۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَرْفُوعًا: ((مَنْ

يَكُنْ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ، يَكُنِ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ)).
 ”جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے۔“
 [الصحيحة: ۲۳۶۲]

تخریج: الصحيحة ۲۳۶۲۔ ابن ابی الدنيا فی قضاء الحوائج (۴۷) ابن عدی فی الکامل (۱/ ۲۴۴۳)

فوائد: انسانیت کی فلاح و بہبود کے کام کرنا اللہ کے پسندیدہ اعمال میں سے ہیں جیسے کوئی کسی کے عزیز کا کام کر دے تو وہ بندہ بھی خیال کرتا ہے کہ یہ ہمارا اتنا خیال کرتا ہے حتیٰ کہ میری وجہ سے میرے عزیزوں کے کام آتا ہے تو میں بھی اس کی ضروریات کا خیال رکھوں بیعہ اللہ تبارک و تعالیٰ بھی ایسے انسان کی ضروریات کو پورا فرماتے ہیں جو اللہ کی مخلوق اسکے بندوں کا خیال رکھے انکی ضروریات پورا کرے اور یہ ضروریات کب تک پوری کی جاتی ہیں ایک حدیث میں ہے (کان اللہ فی عون العبد کان العبد فی عون اخیه) اللہ بندے کی مدد میں جب تک رہتے ہیں جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔ آج ہم رونا روتے ہیں کہ پوری نہیں پڑتیں ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں تو اسکا آسان حل یہی ہے کہ لوگوں کی ضروریات پوری کرنا شروع کر دو تمہاری ضروریات خود بخود پوری ہونا شروع ہو جائیں گی کیونکہ جس کام کا بیڑا اللہ اٹھالے وہ پھر ادھر نہیں رہ سکتا۔

ومن خیر المؤمن الذی یخالط بالناس
 ۴۲۳۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ خَيْرٌ مِنَ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ)).
 بہترین مومن وہ ہے جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مومن لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی تکالیف پر صبر کرتا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو نہ تو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور نہ ان کی اذیتوں پر صبر کرتا ہے۔“
 [الصحيحة: ۹۳۹]

تخریج: الصحيحة ۹۳۹۔ الادب المفرد (۳۸۸) ترمذی (۲۵۰۷) ابن ماجہ (۴۰۳۲) احمد (۲/ ۲۳)

فوائد: تقدم

۴۲۴۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ مَرْفُوعًا: ((الْمُؤْمِنُ مَالِفٌ، وَلَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يَالِفُ وَلَا يُؤَلَّفُ)).
 ”مومن تو وہ ہے جو مانوس ہوتا ہے اور جس سے مانوس ہوا جاتا ہے وہ آدمی خیر و بھلائی سے محروم ہے جو نہ کسی سے مانوس ہوتا ہے اور نہ کوئی اس سے ہوتا ہے۔“
 [الصحيحة: ۴۲۵]

تخریج: الصحيحة ۴۲۵۔ احمد (۵/ ۳۳۵) خطیب فی التاريخ (۱۱/ ۳۷۶) طبرانی فی الکبیر (۵۷۴۳) بیہقی فی الشعب (۸۲۱۰)

فوائد: اس کا مطلب بھی بچھلی حدیث کی مانند ہی ہے کہ مل جل کر رہنے ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے سے ہی ایمان کی تکمیل ہوتی ہے کیونکہ مومن کو اللہ تعالیٰ نے ایک حساس دل دیا ہوتا ہے ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنی دنیا میں گمن رہے اور ارد گرد کو بھول جائے اور انسانیت سے اپنا تعلق ہی توڑ لے جیسا کہ بعض جاہل اور گمراہ صوفی یہ روش اپناتے ہیں وہ دنیا سے کٹ کے اپنے من کی بستی کو آباد کر لیتے ہیں اور انسانوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتے ایسے شخص کو آپ نے بے فیضا قرار دیا جبکہ بہترین بندہ وہ ہے جو لوگوں سے میل جول رکھے اور فلاح و بہبود کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ بلکہ جو انسانیت کو جتنا نفع پہنچائے گا وہ اسی قدر اعلیٰ مراتب پر فائز ہوتا جائے گا۔

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن (لوگوں سے) مانوس ہوتا ہے اور (لوگ اس سے) مانوس ہوتے ہیں۔ اس آدمی میں کوئی خیر نہیں جو نہ تو کسی سے مانوس ہوتا ہے اور نہ کوئی اس سے ہوتا ہے۔ لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو دوسرے لوگوں کے لئے زیادہ مفید ہو۔“

۴۲۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((الْمُؤْمِنُ يَأْلَفُ وَيُؤْلَفُ، وَلَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ، وَخَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ)).

[الصحيحه: ۴۲۶]

تخریج: الصحيحه ۳۲۲۔ طبرانی فی الاوسط (۵۷۸۳) بیہقی فی الشعب (۷۶۵۸) والقضاعي فی مسند الشهاب (۱۲۹)

راستوں کو صاف رکھنے کی فضیلت

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے عمل پر میری رہنمائی فرمائیں جس سے میں استفادہ کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دیا کر۔“

فضل المحافظة على نظافة الطرق

۴۲۶۔ عَنْ أَبِي بَرزَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ذَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ أَنْتَفِعَ بِهِ قَالَ: ((نَحْ الْأَذَى عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ)).

[الصحيحه: ۲۳۷۳]

تخریج: الصحيحه ۳۲۷۔ ابن ابی شیبہ (۲۸/۹) و فی الادب ابو یعلیٰ (۷۳۷۷) ابن حبان (۵۳۱) مسلم (۲۹۱۸) احمد (۳۲۰/۳) بمعناه

فوائد: جس طرح مسلمان کے راستے میں تکلیف دہ چیز پھینکنا لعنت کا باعث ہے اسی طرح اگر کوئی ایسی چیز پڑی ہے تو اسے دور کرنا بلندی درجات کا باعث ہے جیسا کہ صحابی نے نفع مند چیز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے راستے کو صاف کرنے کا حکم دیا۔

جس نے تکلیف پر صبر کیا فرشتے کا اس کی مدد کرنا

سعید بن مسیب کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے آپ ﷺ کے صحابہ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ایک آدمی نے سیدنا ابوبکر صدیق ؓ پر طعن کیا اور انھیں تکلیف دی۔ ابوبکر صدیق خاموش رہے اس نے دوسری دفعہ تکلیف دی ابوبکر خاموش رہے جب (وہ باز نہ آیا اور) اور تیسری دفعہ تکلیف دی تو ابوبکر صدیق نے بھی انتقام لیا۔ لیکن آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ سیدنا ابوبکر نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے میری بات محسوس کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا جو اس کو جھٹلاتا رہا جب تو نے انتقام لیا تو شیطان گھس آیا اب میں ایسی مجلس میں تو نہیں بیٹھ سکتا جس میں شیطان دخل اندازی کر رہا ہو۔“

انتصار الملك لمن صبر بالأذى

۴۲۷۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ، وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ، وَقَعَ رَجُلٌ بِأَبِي بَكْرٍ فَأَذَاهُ، فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ أَذَاهُ الثَّانِيَةَ، فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ، فَأَذَاهُ الثَّالِثَةَ، فَانْتَصَرَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ انْتَصَرَ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَوْجَدْتُ عَلَى يَارَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: ((نَزَلَ مَلَكٌ مِنَ السَّمَاءِ يَكْذِبُهُ بِمَا قَالَ لَكَ، فَلَمَّا انْتَصَرْتَ وَقَعَ الشَّيْطَانُ، فَلَمْ أَكُنْ لِأَجْلَسَ إِذْ وَقَعَ الشَّيْطَانُ)).

[الصحيحه: ۲۳۷۶]

تخریج: الصحیحہ ۲۳۷۶۔ ابو داود (۳۸۹۲، ۳۸۹۷) بغوی فی شرح السنۃ (۳۵۸۶) بیہقی فی الآداب (۱۷۰)

فوائد: گالی دینا انتہائی جاہلانہ اور قبیح حرکت ہے جو کہ معزز لوگوں کے شایان شان نہیں اور یہ فسق، نافرمانی کا سبب ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (سباب المسلم فسوق) مسلم کو گالی دینا فسق ہے۔ ہاں اگر آپ کو کوئی گالی دے تو یہ اسکی کمینگی کی علامت ہے آپ اس پر صبر کر لیں تو یہ آپ کیلئے بہتر ہے اور ایک فرشتہ آپ کی طرف سے جواب دے گا لیکن اگر بدلے میں گالی دیں تو یہ صورت بھی جائز ہے آپ ایسا کر سکتے ہیں جب تک آپ زیادتی کے مرتکب نہ ہوں جیسا کہ قرآن میں (فاعبدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم) تم ان پر اتنی زیادتی کر لو جتنی انہوں نے تم پر کی ہے۔ یعنی زیادتی کے بقدر جواب درست ہے اگر آپ مقررہ مقدار سے تجاوز کریں گے تو پھر آپ بھی گناہ گار ہو گئے ورنہ پہلا بندہ ہی دونوں اطراف کے گناہ کا مستحق تھا۔ اسی لئے آپ جب تک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ موجود تھا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے جواب دے رہا تھا مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جواب کی وجہ سے فرشتے کی جگہ شیطان نے لی کیونکہ اب جھگڑے اور بات کے بڑھنے کا امکان پیدا ہو گیا تو شیطان ایسے موقع پر کوتاہی کیسے کر سکتا ہے۔

۴۲۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ مَرْفُوعًا: ((نَهَى أَنْ يَجْلِسَ الرَّجُلُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا)).
سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بلا اجازت دو آدمیوں کے درمیان بیٹھنے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحہ ۲۳۸۵۔ ابوالحسن الحریری فی الثانی من الفوائد (۲/۱۵۹) بیہقی (۳/۲۳۲) ابو عبد اللہ بن منہ فی الامالی (۱/۲۰)

فوائد: تقدم

النہی عن الجلوس بین الضح والظل
۴۲۹۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((نَهَى أَنْ يَجْلِسَ بَيْنَ الضَّحِّ وَالظِّلِّ وَقَالَ: مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ)).
صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آدمی کو اس طرح بیٹھنے سے منع فرمایا کہ اس کے جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں ہو اور کچھ سائے میں اور فرمایا: ”اس طرح تو شیطان بیٹھتا ہے۔“

تخریج: الصحیحہ ۳۱۱۰، ۳۱۱۱۔ احمد (۳/۲۱۳، ۲۱۴) حاکم (۲/۲۷۱)

فوائد: تقدم

النہی عن وضع الرجل علی الرجل
۴۳۰۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((نَهَى أَنْ يَضَعَ وَفِي رَوَايَةٍ: يَرْقَعُ) الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى. زَادَ فِي الرُّوَايَةِ الْأُخْرَى. وَهُوَ مُسْتَلَقٌ عَلَى ظَهْرِهِ)). [الصحیحہ: ۳۵۶۷]
سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چت (یعنی پیٹھ کے بل) لیٹنے والے آدمی کو ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھنے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحہ ۳۵۶۷۔ ابو داود (۳۸۶۵) مسلم (۲۰۹۹) احمد (۳/۳۲۹) ابن عبد البر فی التمهید (۹/۲۰۳)

فوائد: جب لیٹ کر ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھنا اس سے آپؐ نے منع فرمایا لیکن یہ منع حرمت کیلئے نہیں بلکہ اولویت بتانے کیلئے ہے کیونکہ دوسری حدیث ایسے لیٹنا بھی ثابت ہے جیسا کہ پیچھے مفصلاً گزر چکا ہے۔

تحريم الصور في البيت والصناعة

گھروں میں تصویریں رکھنے اور بنانے کی حرمت کا

بیان

۴۳۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، يَزْعُمُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ((نَهَى عَنِ الصُّوْرِ فِي الْبَيْتِ وَنَهَى الرَّجُلُ أَنْ يَصْنَعَ ذَلِكَ)). [الصحيحه: ۴۲۴]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گھروں میں تصاویر رکھنے سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ آدمی تصویریں بنائے۔

تخریج: الصحيحه ۴۲۴۔ ترمذی (۱۷۴۹) احمد (۳۸۲۳/۳) ابن حبان (۵۸۴۲)

فوائد: جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے یہ کبیرہ گناہ ہے اور ایسا کرنے والے قیامت کو سخت ترین عذاب سے دوچار ہونگے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے (اشد الناس يوم القيامة الذين يضاھون بخلق الله) (متفق علیہ) قیامت کو لوگوں میں سے سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی مخلوق کی مشابہت کرتے ہوئے تصویریں بناتے ہیں۔ کس قدر سخت وعید ہے بلکہ ایک حدیث میں ہے مصوروں کو کہا جائیگا (احیوا ما خلقکم وقال ان البیت الذی فیہ الصوره لا تدخله الملائکۃ) (متفق علیہ) جو تم نے بنایا ہے انہیں زندہ کرو اور فرمایا ایسا گھر جس میں تصویر ہو فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ نہ بندہ ان تصویروں میں زندگی پھونک سکے اور نہ ہی عذاب سے چھٹکارہ حاصل کر سکے اور کس قدر یہ بے برکت کام ہے کہ بندہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے ظاہر بات ہے جس گھر میں فرشتہ نہیں آئیگا تو رب کی رحمت کیسے آسکتی ہے۔ اس لئے اس سے لازماً بچ جانا چاہیے ہاں اگر لازماً یہ کام کرنا ہو تو غیر جاندار اشیاء کی تصویریں بنائی جائیں جیسا کہ آپؐ نے فرمایا اگر ضروری کرنا چاہتے ہو تو (فاصنع الشجر وما لا روح فیہ) (متفق علیہ) تو درخت اور غیر جاندار اشیاء کی تصویر بنالو۔ یعنی درخت، پہاڑ، باغ غرض کوئی صورت منظر تخلیق کر لیا جائے رب کی کائنات حسین مناظر سے بھری پڑی ہے مگر صورت نہ تراشی جائے۔

باب: سفر کرنے اور سونے کے آداب

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تنہائی، یعنی آدمی کو اکیلا رات گزارنے اور اکیلا سفر کرنے سے منع فرمایا۔

باب: من أدب النوم والسفر

۴۳۲۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: ((نَهَى عَنِ الْوَحْدَةِ: أَنْ يَبِيتَ الرَّجُلُ وَحْدَهُ، أَوْ يُسَافِرَ وَحْدَهُ)). [الصحيحه: ۶۰]

تخریج: الصحيحه ۶۰۔ احمد (۹۱/۲)

قناعت کے مستحب ہونے کا بیان

شقیق کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک دوست سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، انھوں نے (بطور میزبان) روٹی اور کوئی نمکین چیز پیش

استحباب القناعة

۴۳۳۔ عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ: ((دَخَلْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي عَلَى سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

کی اور کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے تکلف سے منع نہ کیا ہوتا تو میں تمہاری خاطر تکلف کرتا۔ میرے دوست نے کہا: اگر نمکین ڈش میں پہاڑی پودینہ ڈال دیا جاتا (تو بہت اچھا ہوتا)۔ انھوں نے کوئی لوٹا نما برتن بطور گردی سبزی فروش کی طرف بھیجا اور پودینہ منگوایا۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو میرے دوست نے کہا: ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں اس رزق پر قناعت کرنے کی توفیق بخشی۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو نے اپنے رزق پر قناعت کی ہوتی تو میرا برتن سبزی فروش کے پاس گردی نہ پڑا ہوتا۔

فَقَرَّبَ إِلَيْنَا خُبْزًا وَمِلْحًا، فَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ((نَهَانَا عَنِ التَّكَلُّفِ)) لَتَكَلَّفْتُ لَكُمْ. فَقَالَ صَاحِبِي: لَوْ كَانَ فِي مِلْحِنَا سَعْتَرٌ، فَبَعَثَ بِمِطْهَرَتِهِ إِلَى الْبُقَالِ، فَرَهْنَهَا، فَجَاءَ بِسَعْتَرٍ، فَالْقَاهُ فِيهِ، فَلَمَّا أَكَلْنَا قَالَ صَاحِبِي: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي قَنَعَنَا بِمَا رَزَقْنَا. فَقَالَ سَلْمَانُ: لَوْ قَنَعْتُ بِمَا رُزِقْتُ لَمْ تَكُنْ مِطْهَرَتِي مَرْهُونَةً عِنْدَ الْبُقَالِ)). [الصحيحة: ۲۳۹۲]

تخریج: الصحيحة ۲۳۹۲۔ حاکم (۱۲۳/۳) ابن عدی (۱۱۰۶/۳) احمد (۲۴۱/۵) بیہقی فی الشعب (۹۵۹۸)

جانور پر شفقت کی فضیلت کا بیان

سیدنا معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بکری ذبح کرتا ہوں اور اس کے ساتھ شفقت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو نے بکری کے ساتھ شفقت کی ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔“

فضل رحمة الدابة

۴۳۴۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَأَذْبَحُ الشَّاةَ فَأَرْحِمُهَا، قَالَ: ((وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللَّهُ)). [الصحيحة: ۲۶]

تخریج: الصحيحة ۲۶۔ الادب المفرد (۳۷۳) احمد (۳۳۶/۳) حاکم (۵۸۶/۳) طبرانی فی الکبیر (۲۳/۱۵)

باب: مہربان کہلانے کا مستحق کون؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا مستحق صرف رحمدل بندے کو بناتا ہے۔“ اس نے کہا: ہم میں سے ہر کوئی رحم کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرا یہ مطلب نہیں کہ اپنے دوست کے حق میں رحمدل بن جاؤ بلکہ تمام لوگوں پر رحم کرنا ہوگا۔“

باب: من هو الرحيم؟

۴۳۵۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعاً: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يَصْعُقُ اللَّهُ رَحِمَتَهُ إِلَّا عَلَى رَحِيمٍ. قَالُوا: كُلُّنَا يَرْحَمُ قَالَ: لَيْسَ بِرَحْمَةٍ أَحَدُكُمْ صَاحِبَهُ، يَرْحَمُ النَّاسَ كُلَّهُ)). [الصحيحة: ۱۶۷]

تخریج: الصحيحة ۱۶۷۔ حافظ عراقی فی المجلس (۸۶) فی المالک (۲/۷۷) بیہقی فی الآداب (۳۵/۳۳) ابویعلیٰ (۳۵۸)

تحريم دخول البيت بغير اذن

بغير اجازت گھر میں داخل ہونے کی حرمت کا بیان

سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا اور بلا اجازت آپ کے پاس چلا جاتا تھا۔ ایک دن میں آیا اور سیدھا اندر چلا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹا! پیچھے چلو۔ نیا حکم نافذ ہو چکا ہے“ (آئندہ) اجازت کے بغیر اندر داخل نہیں ہونا۔“

۴۳۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ أُحْدِثُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَكُنْتُ أَدْخُلُ عَلَيْهِ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَجِئْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((وَرَاءَ لَكَ يَا بَنِي! إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ، فَلَا تَدْخُلْ عَلَيَّ إِلَّا بِإِذْنٍ)). [الصحيحه: ۲۹۵۷]

تخریج: الصحيحه ۲۹۵۷۔ الادب المفرد (۸۰۷) طحاوی (۳۹۳/۲) احمد (۳۰۹/۱۱۹)

ناپسندیدہ امور کا بیان

سیدنا ابوذر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ٹیک لگا کر نہیں کھانا، چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھانا، مسجد میں کوئی جگہ مقرر نہیں کرنا کہ اسی جگہ ہی نماز پڑھی جائے اور جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں نہیں پھلانگنا، وگرنہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت تجھے ان کے لئے پل بنا دے گا۔“

ومن امور المكروهه

۴۳۷۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَأْكُلْ مَتَكِنًا وَلَا عَلَى غُرْبَالٍ، وَلَا تَتَّخِذَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ مِصْلَى لَا تُصَلِّي إِلَّا فِيهِ، وَلَا تَحْطُ رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَجْعَلَكَ اللَّهُ لَهُمْ جَسَرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[الصحيحه: ۳۱۲۲]

تخریج: الصحيحه ۳۱۲۲۔ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۳۹۱/۱۳) ابن حبان فی الضعفاء (۳۰۱/۱) طبرانی کما فی المجموع (۱۷۹/۲)

جو سلام سے ابتدا نہ کرے اس کو اجازت دینے کی

النهی عن الاذن لمن لم یبدأ بالسلام

ممانعت

سیدنا جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اجازت نہ دو جو سلام سے ابتدا نہیں کرتا۔“

۴۳۸۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعًا: ((لَا تَأْذِنُوا لِمَنْ لَمْ يَبْدَأْ بِالسَّلَامِ)). [الصحيحه: ۸۱۷]

تخریج: الصحيحه ۸۱۷۔ ابونعیم فی اخبار اصبهان (۳۵۷/۱) ابویعلیٰ (۱۸۰۹)

یہود کو پہلے سلام کرنے کی ممانعت

النهی عن بدء السلام بالیهود

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اگر راستے میں کسی (یہودی یا عیسائی) کو ملو تو اسے تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو۔“

۴۳۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ مَرْفُوعًا: ((لَا تَبْدُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى بِالسَّلَامِ، وَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ، فَاصْطَرُّوهُمْ إِلَى أَصْفِهِ)). [الصحيحه: ۷۰۴]

تخریج: الصحیحة ۷۰۳۔ مسلم (۲۱۶۶) الادب المفرد (۱۱۰۳) ابوداود (۵۲۰۵) ترمذی (۱۶۰۲) احمد (۲/ ۲۶۳)

آپ کا نام اور کنیت اکٹھے رکھنے کی ممانعت کا بیان
سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”میرے نام (محمد) اور میری کنیت کو جمع نہ کرو میں ابو القاسم ہوں
اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔“

تخریج: الصحیحة ۲۹۴۲۔ الادب المفرد (۸۳۶) ترمذی (۲۸۳۳) احمد (۲/ ۲۳۳) ابن حبان (۵۸۱۳)

ناموں کو تبدیل کرنے کا جواز

جواز تغییر الاسم

محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں: میں سیدہ زینب بنت ابوسلمہ ؓ کے پاس گیا، انھوں نے مجھ سے میری بہن کا نام پوچھا۔ میں نے کہا:
اس کا نام ”بُرّة“ ہے۔ انھوں نے کہا: یہ نام تبدیل کر دو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جب سیدہ زینب بنت جحش سے شادی کی تو ان کا نام ”بُرّة“ تھا آپ ﷺ نے اسے تبدیل کر کے اس کا نام زینب رکھا۔ (واقعہ یوں ہے جیسا کہ سیدہ زینب نے بیان کیا:) آپ ﷺ نے جب سیدہ ام سلمہ سے شادی کی تو آپ ان کے پاس گئے میرا نام ”بُرّة“ تھا جب انھوں نے مجھے برہ کہہ کر پکارا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے آپ کا تزکیہ مت کرو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ تم میں سے کون صالح ہے اور کون فاجر؟ اس کا نام زینب رکھو۔“ سیدہ ام سلمہ نے کہا: اب یہ زینب ہے (نہ کہ بُرّة)۔ میں نے اسے کہا: میرا نام؟ اس نے کہا: تو بھی اسی طرح تبدیل کر دے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا یعنی اس کا نام زینب رکھ دے۔

۴۴۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، فَسَأَلَتْهُ عَنِ اسْمِ أُخْتٍ لَهُ عِنْدَهُ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: اسْمُهَا بُرَّةٌ. قَالَتْ: غَيْرَ اسْمِهَا، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَكَحَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ وَاسْمُهَا بُرَّةٌ فَغَيَّرَ اسْمَهَا إِلَى زَيْنَبَ، فَدَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ حِينَ تَزَوَّجَهَا وَاسْمِي بُرَّةٌ، فَسَمِعَهَا تَدْعُونِي بُرَّةً، قَالَ: ((لَا تَرْكُوبُوا أَنْفُسَكُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْبُرَّةِ مِنْكُمْ وَالْفَاجِرَةِ، سَمِيهَا زَيْنَبَ)) فَقَالَتْ (أُمُّ سَلَمَةَ) فَهِيَ زَيْنَبُ فَقُلْتُ لَهَا: اسْمِي؟ فَقَالَتْ: غَيْرِي إِلَى مَا غَيَّرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَمِيهَا زَيْنَبَ. [الصحیحة: ۲۱۰]

تخریج: الصحیحة ۲۱۰۔ الادب المفرد (۸۲۱) ابوداود (۳۹۵۳) مسلم (۲۱۴۲)

☆ ”بُرّة“ کے معنی ”نیک خاتون“ کے ہیں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنے آپ کو نیک ظاہر کرنا چاہتی ہے اسی بنا پر اس نام کو تبدیل کر دیا گیا۔

زندوں اور مردوں کے سلام میں فرق کا بیان

الفرق بین سلام الحیة والمماتة

سیدنا ابو جری جابر بن سلیم ؓ کہتے ہیں: میں نے ایک ایسا آدمی دیکھا کہ لوگ اس کی رائے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے تھے۔ وہ

۴۴۲۔ عَنْ أَبِي جَرِيٍّ جَابِرِ بْنِ سَلِيمٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَصْطُرُّ النَّاسَ عَنْ رَأْيِهِ لَا يَقُولُ شَيْئًا،

جو کچھ بھی کہتا، وہ اسے تسلیم کر لیتے۔ میں نے پوچھا: یہ آدمی کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے دو دفعہ کہا: اے اللہ کے رسول! علیک السلام۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”علیک السلام مت کہہ یہ تو مردوں کا سلام ہے (زندوں کو سلام دینے کے لئے) السلام علیک کہا کر۔“ میں نے کہا: کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایسے اللہ کا رسول ہوں کہ جب تجھے تکلیف ہو اور تو اسے پکارے تو وہ تجھ سے تکلیف دور کر دے اور اگر تمہیں قحط سالی آئے تو تیرے مانگنے سے وہ تیرے لیے (انگوریاں) اگائے اور جب بے آب و گیاہ صحراء میں تیری اونٹنی گم ہو جائے تو تیرے مانگنے سے وہ تجھے لوٹا دے۔“ میں نے کہا: مجھے کوئی وصیت ہی فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کسی کو گالی نہیں دینا، کسی نیکی کو حقیر و معمولی نہیں سمجھنا، اگرچہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ کلام کرنے کی صورت میں ہو اپنی چادر کو پٹلی کے نصف تک بلند رکھنا، اگر تو ایسا نہ کرے تو ٹخنوں تک رکھ لینا، ٹخنوں سے نیچے چادر (اور شلوار وغیرہ) لٹکانے سے بچنا، کیونکہ ایسا کرنا غرور و تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ غرور کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کوئی آدمی تیرے کسی برے فعل جسے وہ جانتا ہے پر تجھے عار دلانے، تو تو اس عیب جسے تو جانتا ہے کی بنا پر اسے طعنہ نہ دینا، کیونکہ اس چیز کا وبال اس پر ہوگا۔“ ایک روایت میں ان الفاظ کی زیادتی بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کسی کو گالی نہ دینا“ تو ابو جری نے کہا: میں نے اس وصیت کے بعد کسی آزاد یا غلام بلکہ اونٹ یا بکری تک کو برا بھلا نہیں کہا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۰۹۔ ابو داود (۴۰۸۳) ترمذی (۲۷۲۲) دولابی فی الکنی (۷۹/۲)

باب: خواب کے آداب

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”صرف کسی عالم یا خیر خواہ کے سامنے اپنا خواب بیان کرو۔“

إِلَّا صَدَرُوا عَنْهُ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَرَّتَيْنِ، قَالَ: ((لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ، فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ تَحِيَّةَ الْمَيِّتِ، قُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكَ)) قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ: أَنَا رَسُولُ اللَّهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ وَدَعْوَتُهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَإِنْ أَصَابَكَ عَامٌ سَنَةِ دَعْوَتِهِ أَثْبَتَهَا لَكَ، وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ فُقْرَاءَ أَوْ فَلَاقَةٍ فَضَلَّتْ رَأْسُكَ فَدَعْوَتُهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ، قُلْتُ: أَعْهَدِلِي، قَالَ: ((لَا تَسْبِيَنَّ أَحَدًا، وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهَكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَارْفَعُ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أُمِيتَ فَالِي الْكُعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ، وَإِنْ أَمُرُؤُ شَتَمَكَ وَغَيْرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ فَلَا تُعِيرَهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ، فَإِنَّمَا وَبَالُ ذَلِكَ عَلَيْكَ)) وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ: لَا تَسْبِيَنَّ أَحَدًا، قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلَا عَبْدًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً۔

[الصحیحۃ: ۱۱۰۹]

باب: من آداب الرؤيا

۴۴۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ((لَا تَقْصُوا الرُّؤْيَا إِلَّا عَلَى عَالِمٍ أَوْ

نَاصِح))۔ [الصحيحة: ۱۱۹]

تخریج: الصحیحة ۱۱۹۔ ترمذی (۲۲۸۰) مطولاً دارمی (۲۱۵۳) طبرانی فی الصغیر (۳۹/۲)

الوزغ فویسق

۴۴۴۔ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: ((الْوَزْغُ فَوَيْسِقٌ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ۔ [الصحيحة: ۳۵۷۲]

چھکلی معمولی نقصان دینے والا جانور ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چھکلی معمولی قسم کا فاسق (موزی) جانور ہے۔“ یہ حدیث سیدہ عائشہ اور سیدنا سعد بن ابوقاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۷۲۔ عائشہ: بخاری (۱۸۳۱/۳۳۰۲) مسلم (۲۲۳۹) نسائی (۲۸۸۹) ابن ماجہ (۳۲۳۰) سعد بن ابی وقاص رحمۃ اللہ علیہ: مسلم (۲۲۳۸) ابوداؤد (۵۲۲۲)

تحريم التكریم لمن ليس بأهله

۴۴۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعاً: ((لَا تَقُولُوا لِلْمَنَافِقِ: سَيِّدَنَا، فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدُكُمْ فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ. عَزَّ وَجَلَّ)).

جو شخص عزت کا اہل نہیں اس کی تکریم کی حرمت کا بیان
عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”منافق کو سردار مت کہو اس لئے کہ اگر یہ شخص سردار بھی ہوا تو یقیناً تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کر لیا۔“

[الصحيحة: ۳۷۱]

تخریج: الصحیحة ۳۷۱۔ ابوداؤد (۳۹۷۷) الادب المفرد (۱۱۲) احمد (۵/۳۲۶/۳۷۷) ابن السنی (۳۸۵)

النهي عن لعنة الله

۴۴۶۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ: ((لَا تَلَاَعَنُوا بِلَعْنَةِ اللَّهِ، وَلَا يَغْضِبِهِ، وَلَا بِالنَّارِ وَفِي رِوَايَةٍ: بِجَهَنَّمَ)). [الصحيحة: ۸۹۳]

اللہ کی لعنت کرنے کی ممانعت کا بیان
سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم ایک دوسرے پر اللہ کی لعنت اس کے غضب اور جہنم کی آگ کے ساتھ لعن طعن نہ کرو۔“

تخریج: الصحیحة ۸۹۳۔ ابوداؤد (۳۹۰۶) ترمذی (۱۹۷۶) احمد (۵/۱۵) حاکم (۱/۳۸)

۴۴۷۔ عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا نَارَعَنَهُ الرَّيْحُ رِدَاءَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَعَنَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ: ((لَا تَلْعَنِ الرَّيْحَ فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ، وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ)).

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں ایک آدمی کی چادر ہوا سے اڑنے لگی اس نے ہوا کو لعن طعن کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہوا کو ملعون مت ٹھہرا یہ تو (اللہ کے حکم کی) پابند ہے (یاد رہے کہ) جس آدمی نے کسی ایسی چیز پر لعنت کی جو اس کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت پلٹ کر اسی پر پڑتی ہے۔“

[الصحيحة: ۵۲۸]

تخریج: الصحیحة ۵۲۸۔ ابوداؤد (۳۷۰۸) ترمذی (۱۹۷۸) ابن حبان (۵۷۳۵)

النهی عن النزول الطرق الجواد

۴۴۸۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعًا: ((لَا تَنْزِلُوا عَلَى جَوَادِ الطَّرِيقِ، وَلَا تَقْضُوا عَلَيْهَا الْحَاجَاتِ)).

[الصحيحة: ۲۴۳۳]

تخریج: الصحيحة ۲۴۳۳۔ ابن ابی شیبہ فی الادب (۱/۱۵۰) ابن ماجہ (۳۷۲) احمد (۳/۳۰۵)

تحريم ايداء الجار

۴۴۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ فُلَانَةَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ، وَتَفْعَلُ وَتَصَدَّقُ، وَتُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا خَيْرَ فِيهَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) قَالَ: وَفُلَانَةٌ تُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ وَتَصَدَّقُ بِأَنْوَارٍ [مِنَ الْأَقْطِ] وَلَا تُؤْذِي أَحَدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هِيَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ۱۹۰]

تخریج: الصحيحة ۱۹۰۔ الادب المفرد (۱۱۹) احمد (۲/۴۴۰) ابن حبان (۵۷۶۳) حاکم (۲/۱۶۶)

باب: من يجوز له السمر

۴۵۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مَرْفُوعًا: ((لَا سَمَرَ إِلَّا لِمُصَلٍّ أَوْ مُسَافِرٍ))

تخریج: الصحيحة ۲۴۳۵۔ ابوداود الطيالسی (۲۹۴) احمد (۱/۴۱۳) زوائد مسند الحارث (۸۶۳) عبد الرزاق (۲۱۳۰)

باب: النهی عن التكلف للضيف

۴۵۱۔ عَنْ سَلَمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَكَلَّفَنَّ أَحَدٌ لَضَيْفِهِ مَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ)).

تخریج: الصحيحة ۲۴۳۰۔ ابونعیم فی اخبار اصبهان (۱/۵۶) خطیب فی تاریخہ (۱۰/۲۰۵) حاکم (۲/۱۲۳)

ومن آداب المجلس

مجلس کے آداب کا بیان

عمدہ راستوں پر پڑاؤ ڈالنے کی ممانعت کا بیان

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمدہ راستوں (اہم شاہراہوں) پر پڑاؤ مت ڈالو اور نہ ہی ان پر اپنی ضرورتیں پوری کرنا شروع کرو۔“

پڑوسی کو تکلیف پہنچانے کی حرمت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت رات کو قیام کرتی ہے دن کو روزہ رکھتی ہے صدقہ و خیرات کرتی ہے اور دیگر امور خیر کرتی ہے لیکن ہمسائیوں کو اپنی زبان سے تکلیف دیتی ہے (ایسی عورت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسی عورت میں تو کوئی خیر نہیں، یہ تو جہنمی ہے۔“ اس کے بعد اس نے کہا: فلاں عورت صرف فرض نمازیں ادا کرتی ہے اور پیڑ کے ٹکڑوں کا صدقہ کرتی ہے لیکن کسی کو تکلیف نہیں دیتی (اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو جہنمی عورت ہے۔“

باب: کس کے لیے رات کو جاگنا جائز ہے

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بعد از نماز عشاء صرف نمازی اور مسافر ہی باتیں کر سکتے ہیں۔“

باب: مہمان کے لیے زیادہ تکلف کی ممانعت

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی مہمان کے لئے اپنی استطاعت سے بڑھ کر تکلف نہ کرے۔“

خطیب فی تاریخہ (۱۰/۲۰۵) حاکم (۲/۱۲۳)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی مجلس میں کسی آدمی اور اس کے بیٹے کے درمیان نہ بیٹھے۔“

۴۵۲۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَجْلِسُ الرَّجُلُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَابْنِهِ فِي الْمَجْلِسِ)).

تخریج: الصحیحة ۳۵۵۶۔ طبرانی فی الاوسط (۳۳۲۶) بغوی فی الجعديات (۲۹۳۷)

تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے قطع تعلقی کی حرمت کا بیان

تحريم الهجرة بأخيه المسلم فوق ثلاث

سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تین ایام سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق منقطع رکھے۔ جب تک وہ اس حرام کام کے مرتکب رہیں گے راہِ حق سے منحرف رہیں گے۔ جو (اپنے جرم سے) باز آنے میں سبقت کرے گا تو اس کا سبقت کرنا اس کے جرم کا کفارہ بن جائے گا۔ اگر اس نے سلام کیا لیکن دوسرے نے جواب نہ دیا تو اسے فرشتے جواب دیں گے اور دوسرے پر شیطان جواب دیں گے اگر وہ اسی قطع تعلقی کی صورت میں مر گئے تو کبھی بھی جنت میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔“

۴۵۳۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنَّهُمَا نَاكِبَانِ عَلَى الْحَقِّ مَا دَامَا عَلَى حَرَامِهِمَا، فَأُولَٰهُمَا فِتْنًا سَبَقَهُ بِالْفِي كُفَّارَةً، فَإِنْ سَلَّمَ وَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ سَلَامُهُ رَدَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ، وَرَدَّ عَلَى الْآخَرِ الشَّيْطَانُ، فَإِنْ مَاتَا عَلَى صِرَامِهِمَا لَمْ يَجْتَمِعَا فِي الْجَنَّةِ أَبَدًا)). [الصحیحة: ۱۲۴۶]

تخریج: الصحیحة ۱۲۳۶۔ الادب المفرد (۳۰۲) احمد (۲۰/۳) بیہقی فی الشعب (۶۶۲۱) ابویعلیٰ (۱۵۵۷)

چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا

لا يدخل الجنة قنات

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

۴۵۴۔ عَنْ حَذِيفَةَ بْنِ الْيَمَانِ مَرْفُوعًا: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَنَاتٌ)). [الصحیحة: ۱۰۳۴]

تخریج: الصحیحة ۱۰۳۳۔ بخاری (۶۰۵۶) مسلم (۱۰۵) ابوداؤد (۳۸۷۱) ترمذی (۲۰۲۶) احمد (۵/۳۸۲)

لوگوں کا شکر یہ ادا کرنے کی اہمیت کا بیان

اهمية شكر الناس

سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کا شکر ادا نہ کر سکنے والا اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتا۔“

۴۵۵۔ عَنْ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ مَرْفُوعًا: ((لَا يَشْكُرُ اللَّهُ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ)). [الصحیحة: ۴۱۶]

تخریج: الصحیحة ۴۱۶۔ احمد (۵/۲۱۲) خرائطی فی فضيلة الشكر (۷۹) ضیاء فی المختارة (۱۳۹۳)

باب: تحریم البهتان والكذب

۴۵۶۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوعًا: ((لَا يَعْصُهُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا)). [الصحيحه: ۲۴۴۳]

تخریج: الصحيحه ۲۴۴۳۔ طيالسی (۵۸۰) احمد (۵/۳۱۳، ۳۲۰) مسلم (۱۷۰۹/۲۳)

کراہیہ ان يقول زرع

۴۵۷۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: زَرَعْتُ، وَلَكِنْ لِيَقُلْ: حَرَنْتُ)) قَالَ مُحَمَّدٌ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ((أَلَمْ تَسْمَعُوا إِلَى قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرَثُونَ﴾. أَلَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ)).

[الصحيحه: ۲۸۰۱]

تخریج: الصحيحه ۲۸۰۱۔ ترمذی ۲۸۰۱۔ ترمذی (۲۵۳۷) طبرانی (۳۰۷۵) ابونعیم فی صفة الجنة (۳۲۳) ☆ یعنی اللہ تعالیٰ نے آیت میں بندوں کے لیے لفظ ”حَرَنْتُ“ اور اپنے لئے ”زَرَعْتُ“ استعمال کیا۔

کراہیہ أن يقول عبدی

۴۵۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: عَبْدِي فَكُلُّكُمْ عِبْدُ اللَّهِ، وَلَكِنْ لِيَقُلْ: فَتَاىَ، وَلَا يَقُلْ الْعَبْدُ: رَبِّى وَلَكِنْ لِيَقُلْ: سَيِّدِى)). [الصحيحه: ۸۰۳]

تخریج: الصحيحه ۸۰۳۔ مسلم (۲۲۲۹) احمد (۲/۳۶) والحديث عند البخارى (۲۵۵۳)

کراہیہ اقامة الرجل عن المجلس

۴۵۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ مَرْفُوعًا: ((لَا يَقُومُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ مِنْ مَجْلِسِهِ وَلَكِنْ اِفْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ)). [الصحيحه: ۲۲۲۸]

تخریج: الصحيحه ۲۲۲۸۔ احمد (۲/۳۸۳) بخارى فی التاريخ (۳۲۰/۱)

باب: بهتان بازی اور جھوٹ کی حرمت

سیدنا عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی کسی پر تہمت نہ لگائے۔“

یہ کہنے کی کراہت کہ میں نے زراعت کی ہے

محمد بن سیرینؒ سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(اگر کوئی آدمی عربی زبان میں یہ کہنا چاہتا ہے کہ میں نے فصل کاشت کی تو) وہ ”زَرَعْتُ“ نہ کہے ”حَرَنْتُ“ کہے۔“ پھر سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے کہا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا: ﴿اِحْصَا بَحْرَ لُحْيٍ﴾ اچھا پھر یہ بھی بتلاؤ کہ تم جو کچھ بولتے ہو۔ اسے تم ہی اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟ ﴿(سورۃ واقعہ: ۶۳، ۶۴)

یہ کہنے کی کراہت کہ یہ میرا بندہ ہے

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بھی اپنے غلام کو ”عَبْدِى“ (میرا بندہ) نہ کہے بلکہ ”فَتَاىَ“ (میرا خادم) کہے کیونکہ تم سارے اللہ کے بندے ہو۔ اسی طرح کوئی غلام اپنے آقا کو ”رَبِّى“ (میرا رب) نہ کہے بلکہ ”سَيِّدِى“ (میرا سردار) کہے۔“

کسی شخص کو اس کی مجلس سے اٹھانے کی کراہت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی کسی کے لئے اپنی نشست سے کھڑا نہ ہو بلکہ مجلس میں گنجائش پیدا کیا کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے وسعت پیدا کر دے گا۔“

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی جمعہ والے دن اپنے بھائی کو کھڑا کر کے اس کی نشست پر خود نہ بیٹھ جائے اسے کہنا چاہئے: مجلس میں وسعت پیدا کرو۔“

۴۶۰۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْثُوعًا: ((لَا يَقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ لِيُخَالِفَ إِلَى مَقْعَدِهِ فَيَقْعَدَ فِيهِ، وَلَكِنْ يَقُولُ: اِفْسَحُوا)).

[الصحيحة: ۱۳۰۲]

تخریج: الصحیحة ۱۳۰۲۔ مسلم (۲۱۷۸) احمد (۳۲۲/۳) بیہقی (۲۳۳/۳)

سلام عام کرنے اور کھانا کھلانے کی اہمیت کا بیان
زرارہ بن اوفی کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں آئے تو لوگ آپ ﷺ کی طرف اٹھ آئے اور کہا جانے لگا: رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں۔ میں بھی آپ کو دیکھنے کے لئے آیا۔ جب میں نے غور سے آپ کا چہرہ دیکھا تو تازہ لیا کہ یہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔ پہلی چیز جو آپ ﷺ نے فرمائی اور میں نے سنی یہ تھی: ”اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ لوگوں کو کھانا کھلاؤ رحموں کو ملاؤ (یعنی رشتہ داریوں کے حقوق ادا کرو) اور اس وقت اٹھ کر (تہجد کی) نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔“

اهمية افشاء السلام و اطعام الطعام
۴۶۱۔ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ قَالَ: ((لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ قَبْلَهُ وَقِيلَ: وَقَدْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (ثَلَاثًا) فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لَا أَنْظُرُ، فَلَمَّا بَيَّنْتُ وَجْهَهُ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ، فَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)). [الصحيحة: ۵۶۹]

تخریج: الصحیحة ۵۶۹۔ ترمذی (۲۳۸۵) ابن ماجہ (۱۳۳۳۵) احمد (۳۵۱/۵) حاکم (۱۳/۳)

عورتوں کے پاس اچانک اور رات کو آنے کی کراہت

کراہیۃ طرق النساء لیلًا

کا بیان

والإغتراءهن

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ سے واپس آئے اور فرمایا: ”لوگو! (جب سفر سے واپس آ رہے ہو تو) عورتوں کے پاس بوقتِ شب نہ آیا کرو اور انھیں مطلع کئے بغیر (اچانک) نہ آجایا کرو۔“

۴۶۲۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْبَلَ مِنْ غَزْوَةٍ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَطْرُقُوا النِّسَاءَ لَيْلًا وَلَا تَغْتَرُّوهُنَّ)). [الصحيحة: ۳۰۸۵]

تخریج: الصحیحة ۳۰۸۵۔ البزار (الکشف: ۱۳۸۵) والبحر الزخار (۵۸۵۱) مختصر بیہقی (۱۷۳/۹) ابو عوانہ (۱۱۷/۵)

بدترین انسان وہ ہے کہ جس کو لوگ اس کی بدگوئی کی

ومن شر الناس من تركه الناس اتقاء

فحشہ

۴۶۳۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: بِئْسَ ابْنُ الْعِشِيرَةِ أَوْ أَخُو الْعِشِيرَةِ، ثُمَّ أِذِنَ لَهُ فَأَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ فَلَمَّا خَرَجَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قُلْتُ لَهُ مَا قُلْتُ، ثُمَّ أَلَنَتْ لَهُ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ، أَوْ وَدَّعَهُ النَّاسُ، اتَّقَاءَ فُحْشِهِ)). [الصحيحہ: ۱۰۴۹]

وجہ سے چھوڑ دیں

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی آپ ﷺ (اسے دیکھ کر) فرمانے لگے: ”یہ آدمی اپنے خاندان کا برا فرد ہے۔“ پھر اسے اجازت دے دی اور اس کے ساتھ نرم برتاؤ کیا۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! پہلے تو آپ نے جو کچھ کہا وہ کہا، پھر اس کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا (اس کی کیا وجہ ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! بدترین لوگ وہ ہیں کہ دوسرے لوگ جن کے شر سے بچنے کے لئے ان سے لاتعلقی ہو جائیں۔“

تخریج: الصحيحہ ۱۰۴۹۔ بخاری (۶۰۳۲) مسلم (۴۵۹۱) ابو داود (۴۷۹۱) ترمذی (۱۹۹۶) احمد (۳۸/۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! بدزبانی سے بچو بدزبانی سے بچو۔ اگر ”بدزبانی“ کو مرد کا وجود دے دیا جاتا تو وہ برا مرد ہوتا۔“

۴۶۴۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا: ((يَا عَائِشَةُ! يَاكَ وَالْفُحْشُ! يَاكَ وَالْفُحْشُ! فَإِنَّ الْفُحْشَ لَوْ كَانَ رَجُلًا لَكِنَّ رَجُلٌ سَوِيًّا)). [الصحيحہ: ۵۳۷]

تخریج: الصحيحہ ۵۳۷۔ عقبی فی الضعفاء (۸۵/۳)

برائی کا بدلہ اچھائی کے ساتھ دینے کی ترغیب

فروہ بن مجاہد نخعی، سیدنا عقبہ بن عامر ؓ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ سے ملا آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”اے عقبہ بن عامر! اس آدمی سے صلہ رحمی سے پیش آیا کہ جو تجھ سے قطع رحمی کرے اس آدمی کو دیا کہ جو تجھے محروم رکھے اور اس کو معاف کر دیا کہ جو تجھ پر ظلم کرے۔“ (میں چلا گیا) اور جب بعد میں آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عقبہ بن عامر! اپنی زبان کو قابو میں رکھو تمہارا گھر تمہیں اپنے اندر سمالے (یعنی بغیر ضرورت کے گھر سے نہ نکلو) اور اپنی غلطیوں پر رو دیا کرو۔“ (میں چلا گیا اور) جب تیسری دفعہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”عقبہ بن عامر! کیا میں تجھے ایسی سورتیں نہ سکھاؤں جن کی مثل نہ تورات

الحض جزاء السيئة بالحسنة

۴۶۵۔ عَنْ فُرْوَةَ بْنِ مُجَاهِدٍ اللَّخْمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا عُقْبَةُ! بَنُ عَامِرٍ! صَلِّ مَنْ قَطَعَكَ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ، وَأَعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ)) قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا عُقْبَةُ! بَنُ عَامِرٍ! إِمْلِكْ عَلَىكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعَكَ بَيْتُكَ، وَابْكُ عَلَى خَطِيئَتِكَ)) ثُمَّ لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا عُقْبَةُ! بَنُ عَامِرٍ! أَلَا أُعَلِّمُكَ سُورًا مَا أَنْزَلْتُ فِي التَّوْرَةِ وَلَا فِي الزَّبُورِ، وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِنْهُنَّ؟

میں نازل ہوئی نہ زبور میں نہ انجیل میں اور نہ قرآن مجید (کے
بقیہ حصے) میں؟ ہر رات کو ان سورتوں کی تلاوت کیا کر: ﴿قُلْ هُوَ
اللَّهُ أَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ
النَّاسِ﴾۔ سیدنا عقبہ کہتے ہیں کہ میں ہر رات کو ان سورتوں کی
تلاوت کرتا ہوں اور حق بھی یہی ہے کہ میں انہیں ترک نہ کروں
کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے۔ فروہ بن مجاہد جب یہ
حدیث بیان کرتے تو کہتے: کتنے ہی لوگ ہیں جو نہ اپنی زبانوں
پر کنٹرول کرتے ہیں نہ اپنی خطاؤں پر روتے ہیں اور نہ ان کے
گھران کو سمونے رکھتے ہیں۔

لَا يَاتِيَنَّ عَلَيْكَ لَيْلَةٌ إِلَّا قَرَأْتَهُنَّ فِيهَا: ﴿قُلْ هُوَ
اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ﴿قُلْ
أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ قَالَ عَقْبَةُ: فَمَا أَتَتْ
عَلَى لَيْلَةٍ إِلَّا قَرَأْتَهُنَّ فِيهَا، وَحَقَّ لِي أَنْ لَا أَدْعَهُنَّ
وَقَدْ أَمَرَنِي بِهِنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ قَرُوءَهُ بَيْنَ
مُجَاهِدٍ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ:
الْأَقْرَبُ مَنْ لَا يَمْلِكُ لِسَانَهُ، أَوْ لَا يَبْكِي عَلَى
خَطِيئَةٍ وَلَا يَسْمَعُ بَيْتَهُ۔

تخریج: الصحیحة ۸۹۱۔ احمد (۱۵۸/۳)۔ (۱۵۹)

اهمية النظر إلى خطيئته

اپنے گناہوں کو دیکھنے کی اہمیت کا بیان
سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: ہر آدمی اپنے بھائی کی آنکھ میں پڑا ہوا
تیکا بھی دیکھ لیتا ہے اور اپنی آنکھ میں پڑا ہوا شہتیر بھی اسے نظر نہیں
آتا۔

۴۶۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْفُوقًا: ((يُبْصَرُ
أَحَدُكُمْ الْقَذَاةَ فِي عَيْنِ أَخِيهِ، وَيَنْسَى
الْجِدْعَ، أَوِ الْجَذَلَ، فِي عَيْنِهِ مَعْتَرِضًا))

[الصحیحة: ۳۳]

تخریج: الصحیحة ۳۳۔ زوائد الزهد لابن المبارك (۲۱۲) ابن حبان (۵۷۹۱) قضاعی فی مسند الشہاب (۶۱۰)

تصویر بنانے والے مشرک اور متکبر سرکش کے گناہ کا

اثم المصورين والمشرک والجبار

بیان

الهنید

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”روزِ قیامت آگ کی ایک گردن نکلے گی اس کی دو آنکھیں ہوں
گی جن سے وہ دیکھے گی اس کے دو کان ہوں جن کے ذریعے وہ
سنے گی اور ایک زبان ہوگی جس کے ذریعے وہ بولے گی۔ وہ کہے
گی: تین قسم کے آدمی میرے سپرد کر دیئے گئے ہیں: (۱) سرکش
اور متکبر (۲) جس نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو بھی پکارا

۴۶۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
((يَخْرُجُ عَنْقُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ
تَبْصِرَانِ، وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ،
يَقُولُ: إِنِّي وَكَلْتُ بِثَلَاثَةٍ: بَكْلَ جَبَّارٍ عَنِيدٍ،
وَبَكْلٍ مَنْ دَعَا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ،
وَبِالْمُصَوِّرِينَ)). [الصحیحة: ۵۱۲]

اور (۳) تصویر بنانے والا۔“

تخریج: الصحیحة ۵۱۲۔ ترمذی (۲۵۷۳) احمد (۳۳۶/۲) بیہقی فی الشعب (۶۳۱۷)

سلام کرنے کے آداب

سیدنا زید بن اسلم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے گا اور جماعت میں سے ایک آدمی کا سلام کرنا سب کو کفایت کر جائے گا۔“

ومن آداب السلام

۴۶۸۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّائِيْبُ عَلَى الْمَاشِي، وَإِذَا سَلَّمَ مِنَ الْقَوْمِ أَحَدٌ أَجْزَأُ عَنْهُمْ)).

[الصحيحه: ۱۱۴۸]

تخریج: الصحيحه ۱۱۳۸۔ مالك في الموطا (۹۵۹/۲) التمهيد (۲۸۷/۵)

سیدنا عبد الرحمن بن شبل ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”سوار پیدل چلنے والے کو پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور قلیل تعداد والے کثیر تعداد والوں کو سلام کریں گے۔ جس نے سلام کا جواب دیا اسے اجر ملے گا اور جس نے جواب نہ دیا اسے اجر نہیں ملے گا۔“

۴۶۹۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شُبَلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّائِيْبُ عَلَى الرَّاجِلِ، وَالرَّاجِلُ عَلَى الْجَالِسِ، وَالْأَقْلُ عَلَى الْكَثَرِ، فَمَنْ أَحَابَ السَّلَامَ كَانَ لَهُ وَمَنْ لَمْ يُجِبْ فَلَا شَيْءَ لَهُ)).

[الصحيحه: ۱۱۴۷]

تخریج: الصحيحه ۱۱۳۷۔ الادب المفرد (۹۹۳) احمد (۳۴۳/۳)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوار پیدل چلنے والے کو پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں گے۔“

۴۷۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((يُسَلِّمُ الرَّائِيْبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)).

[الصحيحه: ۱۱۴۵]

تخریج: الصحيحه ۱۱۳۵۔ بخاری (۲۳۳۳) الادب المفرد (۹۹۳) مسلم (۲۱۶۰) ابو داود (۵۱۹۹) احمد (۳۲۵/۲)

سیدنا جابر ؓ کہتے ہیں: سوار پیدل چلنے والے پر پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے پر سلام کرے گا اور دو چلنے والوں میں سے جو سلام کرنے میں پہل کرے گا وہ افضل ہوگا۔

۴۷۱۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((يُسَلِّمُ الرَّائِيْبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْمَاشِيَانِ إِتْمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَهُوَ أَفْضَلُ)).

[الصحيحه: ۱۱۴۶]

تخریج: الصحيحه ۱۱۳۶۔ الادب المفرد (۹۸۳) موقوفاً علی جابر ؓ ابن حبان (۳۹۸) والبیزار (۲۰۰۶) مرفوعاً

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چھوٹا بڑے کو چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور قلیل تعداد والے کثیر تعداد والوں کو سلام کریں۔“

۴۷۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)).

[الصحيحه: ۱۱۴۹]

تخریج: الصحيحه ۱۱۳۹۔ بخاری (۲۳۳۱) ابو داود (۵۱۹۸) ترمذی (۲۷۷۳) احمد (۳۱۳/۲)

سیدنا فضالہ بن عبید اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”سوار پیدال چلنے والے کو پیدل چلنے والا بیٹھنے والے اور کم تعداد
والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں گے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۱۵۰۔ الادب المفرد (۹۹۹) ترمذی (۲۷۰۵) احمد (۱۹/۶) نسائی فی العمل (۳۳۸)

اللہ تعالیٰ کا دو افراد پر ہنسنے کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”اللہ تعالیٰ ان دو آدمیوں پر ہنستے ہیں جن میں ایک دوسرے کو قتل
کرتا ہے اور وہ دونوں جنتی ہوتے ہیں۔ (اس کی صورت یوں
ہے کہ) ایک آدمی اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور شہید ہو
جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے قتل کرنے والے کو توبہ کی توفیق دیتا ہے
وہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہوا
شہید ہو جاتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۰۷۴۔ مالک فی الموطا (۴۶۰/۲) بخاری (۲۸۳۶) مسلم (۱۸۹۰) نسائی (۳۱۶۸)



۴۷۳۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عَبْدِ مَرْفُوعًا: ((يُسَلِّمُ
الْفَارِسُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ
وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). [الصحیحة: ۱۱۵۰]

ضحك الله على رجلين

۴۷۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((يَضْحَكُ اللَّهُ
إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كِلَاهُمَا فِي
الْجَنَّةِ، يَقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ. عَزَّوَجَلَّ.
فَيَسْتَشْهِدُ، ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَى الْقَاتِلِ
فَيُسَلِّمُ، فَيَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. عَزَّوَجَلَّ.
فَيَسْتَشْهِدُ)). [الصحیحة: ۱۰۸۴]

کتاب الاذان والصلوة

اذان اور نماز

فرضیة الصلاة

۴۷۵۔ عَنْ حَرِيرٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُبَايِعُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَبْسُطْ يَدَكَ حَتَّى أَبَايِعَكَ، وَاشْتَرِطْ عَلَيَّ فَأَنْتَ، أَعْلَمُ، قَالَ: ((أَبَايِعُكَ عَلَى أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ، وَتَقِيْمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَنَاصِحَ الْمُسْلِمِينَ، وَتُفَارِقَ الْمُشْرِكَ)). [الصحيحۃ: ۶۳۶]

نماز کی فرضیت کا بیان

سیدنا جریر ؓ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اس حال میں کہ آپ ﷺ بیعت لے رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہاتھ پھیلائیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں اور آپ مجھ پر شرط لگائیں، کیونکہ آپ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تجھ سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا، نماز قائم کرے گا، زکاۃ ادا کرے گا، مسلمانوں سے ہمدردی کرے گا اور مشرکوں سے علیحدگی اختیار کرے گا۔“

تخریج: الصحيحۃ ۶۳۶۔ نسائی (۳۱۸۲) احمد (۳۶۵/۳) بیہقی (۱۳/۹)

فوائد: نماز اسلام کا بنیادی اور انتہائی اہم رکن ہے یہ خام خیالی ہے کہ نماز کے بغیر اسلام کی عمارت قائم رہ سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (سورہ روم: ۳۱) یعنی: ”نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ“ ارشاد نبوی ہے: ((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)) [صحیح مسلم] یعنی: ”(مسلمان) آدمی اور شرک و کفر کے درمیان (فرق) نماز کا چھوڑنا ہے۔“ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سات سال کے بچے کو نماز پڑھنے کا حکم دینا شروع کر دو اور اگر وہ دس سال کا ہو جائے اور نماز میں سستی کرے تو اس (جرم) پر اسے سزا دو۔ (ابوداؤد) مذکورہ بالا حدیث میں جہاں نبی کریم ﷺ نے بیعت لینے وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کی شرط لگائی وہاں نماز کی ادائیگی کا حکم بھی دیا، یعنی بیعت برقرار رکھنے کے لئے جن امور کی ضرورت ہے ان میں نماز کو بھی اہم مقام حاصل ہے۔ توحید و نماز کے ضمن میں زکاۃ، مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی اور مشرکوں سے علیحدگی اختیار کرنے کی شرط لگانے سے ان تین امور اسلام کی اہمیت کا علم ہوتا ہے۔

فضيلة الصلاة

نماز کی فضیلت کا بیان

۴۷۶۔ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَلٍ، مَطْلَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَلٍ بَيَانُ كَرْتِهِ فِي سَيِّدِنَا عَبْدِ اللَّهِ

بن عمرو ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ خبر پر چڑھے اور فرمایا: ”میں قسم اٹھاتا ہوں، میں قسم اٹھاتا ہوں، میں قسم اٹھاتا ہوں۔“ پھر آپ ﷺ منبر سے اتر آئے اور فرمایا: ”خوش ہو جاؤ، خوش ہو جاؤ، جس آدمی نے پانچ نمازیں ادا کیں اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا، وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہو جائے گا۔“ مطلب نے کہا: ایک آدمی نے عبد اللہ بن عمرو سے سوال کیا کہ کیا تو نے خود رسول اللہ ﷺ کو ان کلمات کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا؟ انھوں نے کہا: ہاں ”(کبیرہ گناہ یہ ہیں:) والدین کی نافرمانی کرنا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، کسی جان کو (بلا وجہ) قتل کرنا، پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا، یتیم کا مال کھا جانا، میدان جنگ سے فرار اختیار کرنا اور سود کھانا۔“

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَنْبَرِ قَالَ: ((لَا أَقْسِمُ، لَا أَقْسِمُ، لَا أَقْسِمُ)). ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: ((أَبَشِّرُوا، أَبَشِّرُوا، إِنَّهُ مَنْ صَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَاجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ، دَخَلَ مِنْ أَيْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ)). قَالَ الْمُطَّلَبُ: سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْأَلُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو: أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُهُنَّ؟ قَالَ: نَعَمْ: ((عَقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَالشُّرْكُ بِاللَّهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ وَآكُلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَآكُلُ الرِّبَا)) [الصحيحة: ۳۴۵۱]

تخریج: الصحيحة ۳۳۵۱۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳/۳)

فوائد: آدمی نماز ترک کرنے کی وجہ سے جہاں کئی دنیوی و اخروی وعیدوں کا مستحق ٹھہرتا ہے وہاں اس فریضہ کی ادائیگی پر اسے کئی بشارتوں کا مژدہ سننے کا شرف بھی حاصل ہوتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے نماز کی ادائیگی اور چند کبیرہ گناہوں سے باز رہنے کی وجہ سے جنت کی عظیم بشارت سنائی ہے۔ نیز سیدنا ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من صلی البردین دخل الجنة) [صحیح بخاری، صحیح مسلم] یعنی: جو آدمی دو ٹھنڈی نمازیں (یعنی نماز عصر اور نماز فجر) ادا کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ معلوم ہوا کہ نماز جنت میں لے جانے والا عظیم عمل ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ شرک اور والدین کی نافرمانی جیسے کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے۔

نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی، لوٹنے والے لوٹ گئے اور بیٹھنے والے بیٹھے رہے۔ آپ ﷺ جلدی میں تشریف لائے آپ کا سانس پھولا ہوا تھا اور آپ نے اپنے گھٹنوں سے کپڑا اٹھایا ہوا تھا، آپ نے فرمایا: ”خوش ہو جاؤ، تمہارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھولا اور فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتے ہوئے فرمایا: میرے بندوں کی طرف دیکھو، ایک فریضہ ادا کر چکے ہیں اور دوسرے کے

فضیلة انتظار الصلاة

۴۷۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمَغْرِبَ، فَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ، وَعَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُسْرِعًا قَدْ خَفَزَهُ النَّفْسُ، وَقَدْ حَسَرَ عَنْ رُكُوبِهِ فَقَالَ: ((أَبَشِّرُوا، هَذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ يَأْهِى بِكُمْ الْمَلَائِكَةُ يَقُولُ: انْظُرُوا إِلَى عِبَادِي، قَدْ قَضَوْا فَرِيضَةً، وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ

انتظار میں بیٹھے ہیں۔“

آخری۔ [الصحيحة: ۶۶۱]

تخریج: الصحيحة ۶۶۱۔ ابن ماجہ (۸۰۱) احمد (۱۸۶/۲)

فوائد: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت و وحدانیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت و نبوت کا اقرار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کے سامنے عاجزی و انکساری کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے جیسا کہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (يعجب ربك من راعي غنم في راس شظية بجبل يؤذن للصلاة ويصلي، فيقول الله عز وجل: انظروا الى عبدى هذا يؤذن ويقيم للصلاة، يخاف مني، قد غفرت لعبدى وادخلته الجنة.) [ابوداؤد نسائي] یعنی: تمہارا رب بکریوں کے ایسے چرواہے پر تعجب کرتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر (بکریاں چرا رہا ہوتا ہے جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو) وہ اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (اس کے اس عمل کو دیکھ کر) کہتے ہیں: میرے بندے کی طرف دیکھو اذان دیتا ہے اور نماز کے لئے اقامت کہتا ہے (پھر نماز ادا کرتا ہے) یہ مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔ شریعت مطہرہ نے اس وقت کو بھی نماز کے وقت میں شامل کر دیا ہے جس میں آدمی نماز کا انتظار کر رہا ہوتا ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لا يزال احدكم في صلاة ما دامت الصلاة تحبسه، لا يمتنع ان ينقلب الى اهله الا الصلاة.) [صحیح بخاری صحیح مسلم] یعنی: جب تک آدمی نماز (کا انتظار کرنے) کی وجہ سے رکا رہتا ہے تو وہ نماز (کے حکم) میں ہی ہوتا ہے جب اسے اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹنے سے روکنے والی چیز نماز ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں اسی فضیلت و عظمت کا ذکر ہے کہ جو لوگ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد نماز عشاء کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اس صفت کی بناء پر فرشتوں کے سامنے فخریہ انداز میں ان کا یوں تذکرہ حسنہ کرتے ہیں کہ یہ لوگ میرا فریضہ تو ادا کر چکے ہیں لیکن دوسرے فریضے جس کا ابھی تک وقت نہیں ہوا کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

مسجد بنانے کی اہمیت

اہمیت المسجد

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”موسیٰ کے چھپر کی طرح مسجد ہو۔“ یہ حدیث حسن بصری، سالم بن عطیہ، زہری اور راشد بن سعد سے مرسلہ اور سیدنا ابو درداء اور سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے موصول روایت کی گئی ہے۔

۴۷۸۔ قَالَ ﷺ ((ابْنُوهُ عَرَبِيًّا كَعَرَبِيٍّ مُوسَى)) يَعْني: مَسْجِدَ الْمَدِينَةِ. رَوَى مُرْسَلًا عَنْ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، وَسَلَامِ بْنِ عَطِيَّةٍ وَالزُّهْرِيِّ، وَرَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ وَمَوْصُولًا عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ. [الصحيحة: ۶۱۶]

تخریج: الصحيحة ۶۱۶۔ ابن ابی الدنيا فی قصر الامل (۳/۲۵/۲) ابن ابی شیبہ (۳۰۹/۱) بیہقی (۳۳۹/۲)

فوائد: مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہ ہے اس سلسلے میں یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ اپنے گھروں کی پر شکوہ اور پر جلال عمارتوں سے اللہ تعالیٰ کے گھروں کا کوئی تقابل اور موازنہ نہ کیا جائے۔ چونکہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اس لئے اس کے ڈیزائن اور بناوٹ کی ترتیب کا تعین بھی وہی کرے گا۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ما امرت بتشيد المسجد) [ابوداؤد] یعنی: میں (محمد ﷺ) کو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ مساجد کی تزئین و آرائش کروں۔ پھر

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا: تم مساجد کو اس طرح مزین کرو گے جیسے یہود و نصاریٰ نے (اپنی عبادت گاہوں کو) کیا تھا۔ [ابوداؤد] لہذا ہمیں چاہئے کہ مساجد کی تزئین و آرائش کر کے انھیں فخر و ریاکاری کا باعث نہ بنائیں بلکہ نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے سادگی کو ترجیح دیں۔ اگر خیر و بھلائی اور تقویٰ و طہارت کا مرکز مسجد نبوی کو چھپر کی مانند پیش کیا جا رہا ہے تو ہمیں بھی غور و خوض کر کے مساجد کو آباد کرنے کی فکر کرنی چاہئے نہ کہ ان کو خوبصورت سے خوبصورت بنانے کی۔

اللہ کے فرائض میں سے پانچ نمازیں بھی ہیں

ابوادریس خولانی کہتے ہیں: میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں بیٹھا تھا ان میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ انھوں نے نماز وتر (کے حکم پر) بحث کی بعض نے کہا: وتر واجب ہے جبکہ بعض نے اسے سنت قرار دیا۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے (اپنی رائے پیش کرتے ہوئے) کہا: میں تو گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل آئے اور کہا: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا ہے کہ: میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جو آدمی وضو اوقات اور سجود (وغیرہ) سمیت ان کا پورا حق ادا کرے گا اس سے میرا عہد ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو آدمی ان کی ادائیگی میں کمی کرے مجھے ملے گا تو اس کے لئے میرے ہاں کوئی عہد نہیں ہے چاہوں تو عذاب دوں اور چاہوں تو رحم کر دوں۔“

ومن فرائض الله خمس صلوات

۴۷۹۔ عَنْ أَبِي أُدْرِيسٍ الْخَوْلَانِيِّ، قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِيهِمْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، فَذَكَرُوا الْوِتْرَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: وَاجِبٌ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: سُنَّةٌ. فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ: أَمَّا أَنَا فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَتَانِي جَبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى. فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ لَكَ: إِنِّي قَدْ فَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، مَنْ وَافَاهُنَّ عَلَى وَضُوءِهِنَّ، وَمَوَاقِيْتِهِنَّ، وَسُجُودِهِنَّ، فَإِنَّهُ لَهُ عِنْدِي بِهِنَّ عَهْدًا أَنْ أَدْخُلَهُ بِهِنَّ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَقِيَنِي قَدْ أَنْقَصَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا. أَوْ كَلِمَةً تَشَبَّهَهَا. فَلَيْسَ لَهُ عِنْدِي عَهْدٌ، إِنْ شِئْتُ عَذَّبْتُهُ وَإِنْ شِئْتُ رَحِمْتُهُ)). [الصحیحة: ۸۴۲]

تخریج: الصحیحة ۸۴۲۔ ابوداؤد طیالسی (۵۷۳) ابونعیم فی الحلیة (۵/ ۱۲۶، ۱۲۷) ابوداؤد (۱۳۲۰) نسائی (۳۶۰) ابن ماجہ (۱۳۰۱) بمعناه

فوائد: غور فرمائیں کہ جو آدمی ارکان اور شروط کو مد نظر رکھ کر نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرنے کا اس سے عہد و پیمان کرتے ہیں لیکن جو نماز کی ادائیگی میں کم و کاست سے کام لیتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا کوئی معاہدہ نہیں رہتا ہے وہ چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے۔ اب جو لوگ باقاعدگی سے نماز نہیں پڑھتے یا سرے سے نہیں پڑھتے وہ اپنے انجام کی فکر کریں۔ نیز اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نماز وتر سنت اور نفل ہے نہ کہ واجب اور فرض۔ امام احمد امام شافعی امام مالک اور جمہور علماء کا بھی یہی مسلک ہے کہ وتر کا حکم سنت مؤکدہ کا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فرض نمازوں کی طرح وتر حتیٰ و لازمی نہیں ہے بلکہ یہ سنت ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا۔ [ابوداؤد نسائی ابن ماجہ] نیز سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: کان رسول اللہ ﷺ

صبح علی الراحلة قبل ای وجه توجه ویوتر علیہا غیر انه لا یصلی علیہا المکسوبة۔ [صحیح مسلم] یعنی: رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نفل نماز پڑھتے تھے جس جہت کی طرف وہ متوجہ ہوتی (آپ ﷺ اس چیز کی کوئی پروا نہ کرتے تھے) اور آپ ﷺ نماز وتر بھی سواری پر ادا کر لیتے تھے لیکن فرض نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز وتر فرض یا واجب نہیں ہے۔

نماز ہلکی پڑھنے کا بیان

ومن تخفیف الصلاة

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو عشا کی نماز پڑھائی اور لمبا قیام کیا۔ ایک آدمی پیچھے ہٹ گیا، علیحدہ نماز پڑھ لی (اور چلا گیا)۔ جب سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو اس کے بارے میں بتایا گیا تو انھوں نے کہا کہ ایسا کرنے والا منافق ہو سکتا ہے۔ جب اُس آدمی کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کو بتایا کہ معاذ نے میرے بارے میں اس قسم کی باتیں کی ہیں۔ آپ ﷺ نے معاذ کو فرمایا: ”معاذ! کیا تو قنہ باز بننا چاہتا ہے؟ جب تو لوگوں کو امامت کرائے تو ﴿وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا﴾، ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى﴾ اور ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ جیسی سورتیں پڑھا کر۔“ یہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے ان سے روایت کرنے مختلف راویوں کے مختلف الفاظ ہیں جو طویل اور مختصر روایات پر مشتمل ہیں۔ یہ الفاظ ابو زبیر کے ہیں جو ان سے لیث بن سعد نے روایت کئے ہیں۔

۴۸۰۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - قَالَ: صَلَّى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ لِأَصْحَابِهِ الْعِشَاءَ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ، فَأَنْصَرَفَ رَجُلٌ مِنَّا [فَصَلَّى] فَأَخْبَرَ مُعَاذَ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلُ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ مُعَاذٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَرِيدُ أَنْ تَكُونَ قَتَانًا يَا مُعَاذُ؟ إِذَا أَمَمْتَ النَّاسَ فَأَقْرَأْ ﴿وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا﴾ و ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ و ﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى﴾ و ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾)) هُوَ مِنْ حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - وَرَوَاهُ عَنْهُ جَمْعٌ بِالْفَافِ مُخْتَلِفَةً، مِنْهُمْ الْمُطَوَّلُ، وَمِنْهُمْ الْمُخْتَصَرُ، وَهَذَا لَفْظُ أَبِي زُبَيْرٍ، يَرْوِيهِ عَنْهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ - [الصحيحه: ۳۱۷۱]

تخریج: الصحيحه ۳۱۷۱۔ مسلم (۲۶۵) بخاری (۷۰۱، ۷۰۵) نسائی (۹۹۹) ابن ماجہ (۹۸۱) ابو عوانہ (۱۷۳/۲)

فوائد: نماز باجماعت سب مسلمہ کا شعار اور کار ثواب ہے جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (صلاة الجماعة تفضل على صلاة الفرد بسبع و عشرين درجة)۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم] یعنی: باجماعت نماز اکیلے فرض کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ افضل ہے۔ لیکن اس ضمن میں امام کو مقتدیوں کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی عدم حکمت اور عدم مصلحت کی وجہ سے مسجد غیر آباد ہو جائے یا لوگ اس کو مورد طعن سمجھنا شروع کر دیں۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إذا ام احدكم الناس فليخفف فان فيهم الصغير والكبير والضعيف وذو الحاجة، فاذا صلى وحده فليصل كيف شاء)۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم] یعنی: جب تم میں سے کوئی امامت کرائے تو اسے قراوت میں تخفیف کرنی چاہئے اس لئے کہ مقتدیوں میں بچے، بوڑھے، کمزور اور حاجت مند لوگ بھی ہوتے ہیں ہاں جب تنہا نماز

پڑھے تو جس طرح چاہے (لمبی کر کے) پڑھے۔ چونکہ سیدنا معاذ بن جبل ؓ نمازِ عشاء میں امامت کے دوران طویل قراءت کرتے تھے اس لئے آپ ﷺ نے انھیں ایسا کرنے سے منع فرمادیا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی رہنمائی کرتے ہوئے بطور مثال چند ایک سورتیں بھی ذکر کر دیں۔ لیکن اس موقع پر عوام الناس کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ نماز میں کس قدر اختصار کیا جائے اس کا فیصلہ بھی شریعت خود کرے گی کہ مقتدیوں کی صورتحال کو دیکھ کر نماز مختصر بھی ہو اور مکمل بھی، یعنی اعتدال اور سکون کے ساتھ اس کے ارکان کی ادائیگی کی جائے۔

الامر بصلاة الخمس

پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم

۴۸۱۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ: ((اتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا حَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ)). [الصحيحة: ۸۶۷]

سیدنا ابو امامہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے سنا آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ کے دوران فرما رہے تھے: ”اپنے رب سے ڈر جاؤ پانچ نمازیں ادا کرو اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے امراء کی اطاعت کرو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۸۶۷۔ ترمذی (۲۱۶) احمد (۵/ ۲۵۱ ۲۶۲) ابن حبان (۳۵۶۳) حاکم (۱/ ۳۸۹ ۳۸۹)

فوائد: نماز جنت کی کنجی ہے اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے جنت میں داخلے کا سبب بننے والے جن پانچ امور کا تذکرہ کیا ہے ان میں نماز بھی شامل ہے مزید وضاحت حدیث نمبر (۲۷۵) اور (۲۷۶) میں گزر چکی ہے۔

ومن إتمام الصفوف ولإستواء

صفوں کو سیدھا اور مکمل کرنے کا بیان

۴۸۲۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوْجِّهُهُ حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ، فَقَالَ: ((اتَّمُوا الصَّفُوفَ (وَفِي رَوَايَةٍ: اسْتَوُوا، اسْتَوُوا) [وَتَرَاصُّوا] فَإِنِّي أَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِي [كَمَا أَرَاكُمْ بَيْنَ يَدَيَّ]). [الصحيحة: ۳۹۵۵]

سیدنا انس ؓ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”صفوں کو مکمل کرو (اور ایک روایت میں ہے: سیدھے ہو جاؤ سیدھے ہو جاؤ) اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہو میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے سے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے دیکھتا ہوں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۵۵۔ مسلم (۲۳۴) ابو عوانہ (۲/ ۴۳) احمد (۳/ ۱۸۳ ۲۶۲ ۲۶۸)

فوائد: نماز باجماعت کے دوران صفوں کو سیدھا کرنا اور مل کر کھڑے ہونا ضروری ہے جیسا کہ سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (سوا صفوفکم) فان تسوية الصفوف من اقامة الصلاة. (صحیح بخاری صحیح مسلم) یعنی اپنی صفیں برابر کرو کیونکہ صفوں کو برابر کرنا نماز قائم کرنے کا حصہ ہے۔ معلوم ہوا کہ صفوں کی درستگی کے بغیر نماز میں نقصان لازم آئے گا سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اقیموا الصفوف و حاذوا بین المناكب و سدوا الخلل

ولینوا بایدی اخوانکم ولا تذروا فرجات للشیطان ومن وصل صفا وصله الله و من قطع صفا قطعه الله. [ابوداؤد]
یعنی: صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو برابر کرو، خلا کو پر کرو، اپنے بھائیوں کے لئے نرم ہو جاؤ، شیطان کے لئے (صف میں) خالی جگہیں
مت چھوڑو، جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے۔ اتنی زیادہ تاکیدات کے باوجود
اکثر مساجد میں صف بندی کی طرف توجہ نہیں دی جاتی، شاید یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام فرقوں میں بٹ کر رہ گئے ہیں، جیسا کہ سیدنا
نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (عباد اللہ! لتسون صفوفکم او لیخالفن اللہ بین
وجوہکم.) [صحیح مسلم] یعنی: اللہ کے بندو! تم ضرور اپنی صفوں کو برابر کرو گے یا پھر اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے درمیان مخالفت
ڈال دیں گے۔) نیز اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ایک معجزہ ہے کہ نماز کے دوران مقتدیوں کی کیفیت آپ ﷺ کو نظر آتی تھی۔

ان لوگوں کا بیان کہ جن کی نماز قبول نہیں کی جاتی

ومن الذین لا تقبل صلاتهم

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: ”دو آدمی ایسے ہیں کہ ان کی نماز ان کے سروں سے تجاوز
نہیں کرتی: اپنے آقاؤں سے بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ لوٹ
آئے اور اپنے خاوند کی نافرمانی کرنے والی عورت یہاں تک کہ
وہ باز آ جائے۔“

۴۸۳۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((اِنَّهُنَّ لَا تَجَاوِزُ
صَلَاتَهُمَا رُؤُوسَهُمَا: عَبْدٌ اَبَقَ مِنْ مَوْلَاهُ
حَتَّى يَرْجِعَ اِلَيْهِمْ، وَامْرَاةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا
حَتَّى تَرْجِعَ)). [الصحيح: ۲۸۸]

تخریج: الصحيح ۲۸۸۔ طبرانی فی الصغیر (۱/ ۱۷۲) والوسط (۲۰۷۲) حاکم (۳/ ۱۷۳)

فوائد: قبول کے دو معانی ہیں: (۱) کفایت کرنا، (۲) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ثواب ملنا۔ اس حدیث میں دوسرا معنی مراد ہے، یعنی
ایسا غلام اور بیوی نماز کے ثواب سے محروم رہتے ہیں اگرچہ فریضہ نماز ادا ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر وہ نماز ظہر ادا کرنے سے اس
فرض سے بریء الذمہ ہو جائیں گے اور انھیں نماز ترک کرنے کا گناہ نہیں ملے گا، لیکن اس کے اجر و ثواب سے محروم رہیں گے۔ عصر
حاضر میں غلاموں کا تو کوئی وجود نہیں، البتہ بیویوں کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوندوں کی فرمانبرداری کیا کریں، کیونکہ خاوند کی نافرمانی جہاں
’اس کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے وہاں ایسی بیوی اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی عتاب کی مستحق ٹھہرتی ہے۔ جرم کی تنگی کا اندازہ کیجئے کہ نماز جیسے
’عظیم عمل کے ثواب سے محروم کیا جا رہا ہے۔

کم بین الاذان والاقامة

اذان اور اقامت کے درمیان کتنا وقفہ ہونا چاہیے؟
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ
کرو کہ قضائے حاجت کرنے والا آرام سے اپنی حاجت سے
فارغ ہو جائے اور کھانا کھانے والا اطمینان سے اپنے کھانے سے
فارغ ہو جائے۔“ یہ حدیث سیدنا ابی بن کعب، سیدنا جابر بن عبد
اللہ، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا سلمان فارسی ؓ سے روایت کی گئی

۴۸۴۔ قَالَ ﷺ: ((اجْعَلُ بَيْنَ اَذَانِكَ وَاِقَامَتِكَ
نَفْسًا قَدَرًا يَقْضِي الْمُعْتَصِرُ حَاجَتَهُ فِي
سَهْلٍ، وَقَدَرًا يَفْرُغُ الْاَكِلُ مِنْ طَعَامِهِ فِي
مَهْلٍ)) رَوَى مِنْ حَدِيثِ اَبِي بِنِ كَعْبٍ، وَجَابِرِ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَابِي هُرَيْرَةَ، وَسَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ)).

[الصحيحة: ۸۸۷] ہے۔

تخریج: الصحيحة ۸۸۷۔ (۱) ابی بن کعب: عبد اللہ بن احمد فی زیادات المسند (۵/ ۱۳۳) (۲) جابر: ترمذی (۱۹۵) بیہقی (۱/ ۳۲۸) (۳) بیہقی (۱/ ۳۲۸)

فوائد: سبحان اللہ! جہاں اللہ تعالیٰ نے نماز باجماعت کو ضروری قرار دیا وہاں اپنے بندوں کا خیال رکھتے ہوئے اذان کے ذریعے نماز کے وقت کا اعلان کروایا اور پھر لوگوں کی فطرتی ضروریات اور حاجات کو مد نظر رکھا تاکہ تمام لوگ نماز باجماعت کا شرف حاصل کر لیں۔ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اذان اور جماعت کے درمیان تقریباً پندرہ بیس منٹ کا وقفہ ہونا چاہئے۔

اس گھر کی مذمت کہ جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی

ذم البيت الذي لا تصل فيها

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اپنی نمازوں کا کچھ حصہ گھروں میں بھی ادا کیا کرو ان کو قبرستان نہ بنا دو جیسا کہ یہودیوں اور نصاریٰ نے اپنے گھروں کو قبرستان بنا دیا تھا بیشک جس گھر میں قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے وہ اہل آسمان کو ایسے نظر آتا ہے جیسے اہل زمین کو ستارے نظر آتے ہیں۔“

۴۸۵۔ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اجْعَلُوا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ، وَلَا تَجْعَلُوهَا عَلَيْكُمْ قُبُورًا، كَمَا اتَّخَذَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فِي بُيُوتِهِمْ قُبُورًا، وَإِنَّ الْبَيْتَ لَيَتَلَى فِيهِ الْقُرْآنُ، فَيَتَرَاءَى لِأَهْلِ السَّمَاءِ كَمَا تَتَرَاءَى النُّجُومُ لِأَهْلِ الْأَرْضِ)). [الصحيحة: ۳۱۱۲]

تخریج: الصحيحة ۳۱۱۲۔ الذہبی فی السیر (۸/ ۲۷۷) احمد (۶/ ۶۵) ابو یعلیٰ (۳۸۶۷)

فوائد: نمازی حضرات کو چاہئے کہ وہ نفل نماز کی ادائیگی کے لئے اپنے گھروں کا انتخاب کریں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اتَّخَذَ حُجْرَةً. قَالَ: حَبِيبُ اللَّهِ قَالَ: مِنْ حَصِيرٍ. فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى فِيهَا لَيْلًا، فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ ﷺ: ((قَدْ عَرَفْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةَ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْنُونَةَ)) (صحیح بخاری) یعنی: رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان میں چٹائی لگا کر حجرہ سا بنا لیا اور اس میں چند راتیں قیام کرتے رہے جب صحابہ کو پتہ چلا تو انہوں نے بھی آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنا شروع کر دی جب آپ ﷺ کو صحابہ کے اس عمل کا علم ہوا تو آپ ﷺ غائب ہو گئے صحابہ آپ ﷺ کو آگاہ کرنے کے لئے کھانسنے اور آواز بلند کرنے لگے) بالآخر آپ ﷺ ان کے پاس آئے اور فرمایا: مجھے تمہاری ساری کاروائی کا علم ہو گیا ہے لوگو! اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھو کیونکہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض نمازوں سے پہلے اور بعد والی سنتیں تہجد اور دوسری عام نفل نماز گھر میں ادا کرنا اور فرض نمازیں مسجد میں ادا کرنا افضل ہے آجکل بعض لوگ مکمل نماز مسجد میں اور بعض مکمل نماز اپنے اپنے گھروں میں ادا کر لیتے ہیں نبوی منہج کو اپناتے ہوئے اول الذکر لوگوں کو چاہئے کہ سنتیں اور نوافل گھروں میں ادا کریں اور مؤخر الذکر لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مساجد کی تعمیر فرض نمازوں کی ادائیگی کے لئے کی گئی ہے نبی کریم ﷺ نے بغیر عذر کے گھر میں فرضی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی گھروں میں فرائض کی ادائیگی عورتوں کا کام ہے مردوں کا نہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: أَيُّمَا أَفْضَلُ؟ الصَّلَاةُ فِي بَيْتِي أَوْ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ؟ قَالَ

ﷺ: «الَا تَرَى إِلَى بَيْتِي؟ مَا أَقْرَبَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ! فَلَا تَأْخُذْ بِأَمْرِ مَنْ أَمَرَ بِكَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَلَاةً مُكْتَوِبَةً» (ابن ماجہ) یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میرا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے گھر کو نہیں دیکھتے؟ وہ مسجد کے بہت زیادہ قریب ہے، لیکن پھر بھی مجھے مسجد میں نماز پڑھنے کی نسبت گھر میں نماز ادا کرنا زیادہ محبوب ہے، سوائے فرض نماز کے (وہ مسجد میں ہی ادا کرنی چاہئے)۔ معلوم ہوا کہ فرض نمازوں کے علاوہ باقی تمام نمازوں کا گھروں میں اہتمام کرنا چاہئے، یہ عمل گھروں میں رحمت و برکت کے نزول کا سبب ہوگا۔ جن گھروں میں نفلی نماز یا تلاوت قرآن کا اہتمام نہیں کیا جاتا ان کو قبور سے تشبیہ دینے کی وجہ سے یہ سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ جو لوگ تمام قسم کی نمازیں مساجد میں ہی ادا کرتے ہیں، وہ یہود و نصاریٰ سے مشابہت اختیار کرتے ہیں لہذا ایسا کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس اہل خانہ کی فضیلت و عظمت کا اندازہ کریں کہ جن کا گھر نفلی نماز اور تلاوت قرآن کی وجہ سے آسمان والوں کو ستاروں کی طرح چمکتا نظر آتا ہے۔ نماز اور تلاوت کے معدوم ہونے کی وجہ سے گھر کو قبر کے ساتھ تشبیہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ (۱) مردوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں یعنی قبروں میں نماز نہیں پڑھ سکتے یا (۲) جو آدمی اپنے گھر میں نماز نہیں پڑھتا، وہ یوں سمجھے کہ وہ مردہ ہے اور اس کا گھر قبر ہے۔ یہ بھی پتہ چلا کہ قبرستان میں تلاوت قرآن اور نماز ادا نہیں کی جاسکتی۔

دو نمازوں میں وقفہ کی اہمیت کا بیان

ایک صحابی رسول سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر پڑھائی (سلام کے بعد) ایک آدمی نے فوراً نماز پڑھنا شروع کر دی، سیدنا عمرؓ نے اسے دیکھا اور کہا: بیٹھ جا، اہل کتاب اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں میں وقفہ نہیں ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابن خطاب نے اچھا کیا۔“

اہمیت الفصل بین الصلاتین

۴۸۶۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى الْعَصْرَ، فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّي قَرَأَهُ عُمَرُ، فَقَالَ لَهُ: اجْلِسْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِمَصَلَاتِهِمْ فَضْلٌ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَحْسَنَ ابْنُ الْخَطَّابِ))

[الصحيحہ: ۲۵۰۴۹]

تخریج: الصحيحہ ۲۵۴۹۔ احمد (۳۶۸/۵) ابویعلیٰ (۷۱۶۶) عبد الرزاق (۳۹۷۳) من طریق عبد اللہ بن رباح بهذا الاسناد ابوداود (۱۰۰۷) حاکم (۲۷۰/۱) من طریق الازرق عن ابی رمشة فذكره

فوائد: اگلی حدیث کی شرح میں دیکھیں۔

عبد اللہ بن رباح ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر پڑھائی، ایک آدمی نماز کے بعد فوراً مزید نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ سیدنا عمرؓ نے اسے دیکھا۔ اس کی چادر یا کپڑے کو پکڑا اور کہا: بیٹھ جا، اہل کتاب اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں میں وقفہ نہیں ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابن خطاب نے ٹھیک کیا ہے۔“ اور ایک روایت میں

۴۸۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رِبَاحٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى الْعَصْرَ، فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّي [بَعْدَهَا] قَرَأَهُ عُمَرُ فَأَخَذَ بِرِدَائِهِ أَوْ بِثَوْبِهِ فَقَالَ لَهُ: اجْلِسْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِمَصَلَاتِهِمْ فَضْلٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَحْسَنَ وَفِي

روایۃ: (صَدَقَ) ابْنُ الْخَطَّابِ)). ہے: ”(ابن خطاب) سچے ہیں۔“

[الصحيحہ: ۳۱۷۳]

تخریج: الصحيحہ ۳۱۷۳۔ انظر تخریج الحديث السابق

فوائد: معلوم ہوا کہ فرض نماز اور اس کے بعد ادا کی جانے والی نفل نماز کے درمیان کچھ وقفہ ہونا چاہئے۔ نیز یہ حدیث نماز عصر کے بعد نفل نماز پر بھی دلالت کرتی ہے۔ اس کا واضح ثبوت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے جو بیان کرتی ہیں: ما ترک رسول اللہ ﷺ رکعتین بعد العصر عندی قط (صحیح بخاری صحیح مسلم) وفی رواية البخاری قالت: والذی ذہب بہ ما ترکہما حتی لقی اللہ۔ یعنی: رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاں عصر کے بعد دو رکعتیں کبھی بھی ترک نہیں کیں اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے: اس ذات کی قسم جس نے رسول اللہ ﷺ کو فوت کیا، آپ ﷺ نے ان دو رکعتوں کو ترک نہیں کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو جا ملے۔ اعتراض: عام طور پر کہا جاتا ہے کہ عصر کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے، مسئلہ کی وضاحت ہونی چاہئے۔ جواب: آپ ﷺ نے جہاں نماز عصر کے بعد نفل نماز سے علی الاطلاق منع کیا ہے وہاں درج ذیل فرمان کے ساتھ قید لگا کر نماز پڑھنے کی اجازت بھی دی ہے: سیدنا علیؑ کہتے ہیں: نہی رسول اللہ ﷺ عن الصلاة بعد العصر الا ان تكون الشمس بیضاء نقیة مرتفعة۔ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہاں (عصر کے بعد) جب تک سورج سفید صاف اور بلند ہو (تو نماز پڑھی جا سکتی ہے)۔ آپ ﷺ کے قول اور فعل سے معلوم ہوا کہ عصر کے بعد جب تک سورج سفید اور بلند ہو اس وقت تک نماز پڑھنا درست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام سنتوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

باب: خطبہ جمعہ سننے کے آداب

باب: من آداب خطبة الجمعة

سیدنا سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”خطبہ جمعہ میں حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب بیٹھا کرو بلاشبہ آدمی (بے رغبتی کرتے ہوئے) دور ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ بھی اسے جنت میں مؤخر کر دیتے ہیں اگرچہ وہ جنت میں داخل ہو جائے۔“

۴۸۸۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أُحْضِرُوا الذِّكْرَ، وَأَذِنُوا مِنَ الْإِمَامِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَإِنْ زَالَ يَتْبَاعِدُ حَتَّى يُوْخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا)). [الصحيحہ: ۳۶۵]

تخریج: الصحيحہ ۳۶۵۔ ابو داود (۱۱۰۸) احمد (۱۱/۵) حاکم (۲۸۹/۱) بیہقی (۲۳۸/۳)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے اور جو لوگ خیر و بھلائی کے کاموں سے غفلت کرتے ہیں ان کے لئے وعید ہے۔ جمعہ المبارک کا دن امت مسلمہ کا امتیاز ہے حدیث نبوی کے مطابق جب اہل کتاب پر یہ دن فرض کیا گیا تو وہ اختلاف میں پڑ گئے، یہودیوں نے سچر وار کا انتخاب کر لیا جبکہ عیسائیوں نے اتوار کا، اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر خاص احسان کرتے ہوئے انہیں جمعہ کے دن کو منتخب کرنے کی توفیق دی۔ یاد رہے کہ ہفتے کے سات دنوں میں پہلا جمعہ کا دن ہے دوسرا سچر وار کا اور تیسرا اتوار کا، مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ کیلندروں میں جمعہ کے روز کو ادریت و فوقیت دیں نہ کہ ہفتہ یا اتوار کو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص کو قنبرہ قبر سے محفوظ رکھے گا جو جمعہ کی رات یا دن کو فوت ہوگا۔“ (مسند احمد: ۲/۱۶۹، ترمذی: ۱۰۷۴۳) سبحان اللہ! جمعہ کے روز مرنا

انسان کے اختیار یا بس کی بات تو نہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اس دن کی برکتوں کی وجہ سے ایسے انسان کی قدر کی ہے۔ نماز جمعہ جمعہ کے دن کی مخصوص عبادتوں میں سے ہے جس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ جمعہ کی نماز میں ترک کرنے سے باز نہیں آتے اللہ تعالیٰ (اس جرم کی وجہ سے) ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا جس کی بناء پر وہ غافل ہو جائیں گے۔“ (صحیح مسلم: ۸۶۵) اور جو شخص اس عظیم عبادت کو کما حقہ ادا کرتا ہے اس کو ملنے والے ثواب کا اندازہ متن میں مذکورہ حدیث سے لگایا جاسکتا ہے نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اچھی طرح غسل کرتا ہے یعنی سر اور بدن کو احسن انداز میں دھوتا ہے، اول وقت میں پہنچ کر شروع سے خطبہ سنتا ہے (مسجد کی طرف) پیدل جاتا ہے نہ کہ سواری پر، امام کے قریب ہو کر بیٹھتا ہے، غور سے خطبہ سنتا ہے، کوئی لغو اور فضول کام نہیں کرتا، تو ایک ایک قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور ایک سال کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔“ (ابوداؤد: ۳۳۵، ترمذی: ۴۹۶، ابن ماجہ: ۱۰۸۷، نسائی: ۱۳۸۲) اس حدیث کو مد نظر رکھ کر اپنے معمولات کا جائزہ لیں کیا آپ نے اپنی سابقہ زندگی میں اس بشارت کا حقدار بننے کے لئے اپنے آپ کو موقع دیا ہے؟ میں قارئین سے عاجزانہ التماس کروں گا کہ جمعہ کی جماعت کے انتظار میں گھر بیٹھے رہنے کو یا اپنے کام کاج میں مصروف رہنے کو اپنے حق میں سکون تصور نہ کریں بلکہ یہ کارروائی محض اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا احسانات سے محرومی کا دوسرا نام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ خطبہ کو بھی چاہئے کہ وہ چند اختلافی مسائل کو اپنی گفتگو کا محور و مرکز نہ بنائیں بلکہ عوام کی تعلیم و تربیت پر توجہ دیں اور حدیث کے مطابق اپنے خطبے کو مختصر کریں۔ حدیث کے متن پر غور کریں کہ جہاں جمعہ کی نماز کی ادائیگی اور خطبہ سننے کے لئے وقت پر آنا باعث ثواب و برکت ہے وہاں اس کے سلسلے میں معمولی غفلت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا سبب بن سکتی ہے اور اگر ایسے آدمی کے حق میں جنت کا فیصلہ ہو جاتا ہے تو اس کا بلی کی وجہ سے داخلے کی اجازت میں تاخیر ہوگی۔

الأمر بحضرة النساء للعیدین

۴۸۹۔ عَنْ حَفْصَةَ، قَالَتْ: فَسَأَلْنَا أُمَّ عَطِيَّةَ: هَلْ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ بَابًا. وَكَانَتْ إِذَا حَدَّثَتْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: بَابًا. سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَخْرَجُوا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، فَلْيُشْهَدَنَّ الْعَيْدَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ وَيُعْتَزَلْ الْحَيْضُ مُصَلِّي الْمُسْلِمِينَ)). [الصحيحه: ۶۰۰]

عیدین کے لیے عورتوں کو حاضر ہونے کا حکم
سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نے سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: کیا تو نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں میرے باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ وہ جب بھی حدیث بیان کرتیں تو کہتی تھیں کہ میرے باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”جوان عمر اور پردہ نشیں عورتوں کو نکالو انھیں چاہئے کہ وہ عید میں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں اور حائضہ عورتیں مسلمانوں کی جائے نماز سے علیحدہ ہو کر بیٹھیں۔“

تخریج: الصحيحه ۶۰۰۔ حمیدی (۳۶۲) بخاری (۹۸۰) مسلم (۸۹۰)

معلوم نہیں کہ بعض لوگ قرآن و سنت کی واضح نصوص کے باوجود عورتوں کو عید گاہ میں جانے سے کیوں روکتے ہیں؟

باب: کلیساؤں کی بربادی اور وہاں

باب: تکسیر البیع و تحویلہا

مساجد

مسجدوں کی آبادی

سیدنا طلق بن علی ؓ سے روایت ہے کہ ہم وفد کی صورت میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے ہم نے آپ ﷺ کی بیعت کی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ ﷺ کو بتایا کہ ہماری زمین میں ہمارا ایک گرجا گھر ہے (ہم وہاں مسجد بنانا چاہتے ہیں اس لئے) ہم نے آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی طلب کیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوا یا وضو کیا، کلی کی اور اسے ایک برتن میں ڈال دیا اور ہمیں حکم دیتے ہوئے فرمایا: ”چلے جاؤ جب اپنی زمین میں پہنچو تو گرجا گھر کو سہار کر دینا“ وہاں یہ پانی چھڑکنا اور اسے مسجد بنانا لینا۔“ انھوں نے کہا: ہمارا علاقہ بہت دور ہے اور شدید گرمی پڑ رہی ہے یہ پانی تو خشک ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(راستے میں) اس میں مزید پانی ملائے جانا“ وہ اس کی پاکیزگی میں اضافہ ہی کرے گا۔“ ہم نکل پڑے حتیٰ کہ اپنے علاقے میں پہنچ گئے، ہم نے گرجا گھر گرا دیا“ وہاں پانی چھڑکا اور اسے مسجد کا روپ دے دیا۔ پھر ہم نے وہاں اذان دی۔ قبیلہ بنو طے کے ایک پادری نے اذان سن کر کہا: یہ تو دعوت حق ہے۔ پھر وہ ایک ٹیلے کی طرف نکل گیا اور اس واقعہ کے بعد ہم اسے نہ دیکھ پائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۸۲۔ نسائی (۷۰۲) ابن حبان (۱۱۳۰) احمد (۲۳/۳) طبرانی (۸۲۳۱)

الاتیان الصلاة بوقار و سکينة

نماز کے لیے وقار و سکون کے ساتھ آنے کا بیان

سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نماز کے لئے آؤ تو وقار اور سکینیت کے ساتھ آؤ جو نماز (امام کے ساتھ) مل جائے وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کر لو۔“

۴۹۱۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَتَيْتَ الصَّلَاةَ فَاتَّهَافًا بِوَقَارٍ وَسَكِينَةٍ، فَصَلِّ مَا أَدْرَكْتَ، وَأَقْضِ مَا قَاتَكَ)). [الصحیحۃ: ۱۱۹۸]

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۹۸۔ طبرانی فی الاوسط (۱۳۵۷)

فوائد: جب نمازی نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد کی طرف جا رہا ہو تو اسے اطمینان و سکون اور وقار کے ساتھ چل کر جانا چاہئے اور جلدی اور غلبت نہیں کرنی چاہئے سیدنا ابو ہریرہ ؓ کی روایت کردہ حدیث میں اس کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے: (فان احدکم اذا کان

يعمد الى الصلاة فهو في الصلاة)۔ [صحیح مسلم] یعنی: جب کوئی آدمی نماز کی طرف قصد کرتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔

باب: جس نے فجر اور عصر کی پہلی رکعت پالی (قبل از

باب: لا تدرک صلاة الفجر والعصر

طلوع وغروب آفتاب) تو اس نے نماز پالی

الا بادراك السجدة الاولى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم میں سے کوئی سورج غروب ہونے سے پہلے نماز عصر کی پہلی رکعت پڑھے کہ تو وہ اپنی نماز کو (جاری رکھتے ہوئے) مکمل کر لے (اسی طرح) جو آدمی سورج طلوع ہونے سے پہلے نماز فجر کی پہلی رکعت ادا کر لے تو وہ بھی اپنی نماز کو (جاری رکھتے ہوئے) اسے مکمل کر لے۔“ یعنی ان صورتوں میں نماز ادا ہوگی نہ کہ قضا۔

۴۹۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ [أَوَّلَ] سَجْدَةٍ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَلَيْتُمْ صَلَاتَهُ، وَإِذَا أَدْرَكَ [أَوَّلَ] سَجْدَةٍ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَلَيْتُمْ صَلَاتَهُ)). [الصحيحة: ۶۶]

تخریج: الصحيحة ۲۶۔ بخاری (۵۵۶) نسائی (۵۱۷) بیہقی (۳۶۸/۱) بغوی فی شرح السنة (۳۰۲)

فوائد: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر غروب آفتاب سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت پڑھ لی جائے تو نمازی کو چاہئے کہ وہ اپنی نماز جاری رکھے ایسی نماز ادا ہوگی نہ کہ قضا اور اسے کفایت کرے گی۔ یاد رہے کہ عصر کی نماز کو لیٹ کر ناپسندیدہ عمل ہے جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تلك صلاة المنافق يجلس يرقب الشمس حتى اذا اصبغت وكانت بين قرني الشيطان قام فنقر اربعاً لا يذكر الله فيها الا قليلاً)۔ [مسلم] یعنی: یہ تو منافق کی نماز ہوئی کہ وہ (نمازی) سورج کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ وہ زرد ہونے لگے اور شیطان کے دو سیٹگوں کے بیچ میں آگیا اور اوپر وہ اٹھا اور چار ٹھونگیں ماریں اور اللہ تعالیٰ کا قلیل ذکر کیا۔ ہاں اگر کسی سے کسی عذر کی بنا پر اس قدر تاخیر ہو جاتی ہے کہ وہ اب بقیہ وقت میں صرف ایک رکعت ہی پڑھ سکتا ہے تو وہ مکمل نماز پڑھے اس کی نماز درست ہوگی۔ یہی حال باقی تمام نمازوں کا ہے۔

باب: طلوع شمس سے پہلے پہلی رکعت پانے پر نماز فجر

باب: صحة صلاة الصبح بادراك

کا درست ہونا

الرکعة الاولى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تجھے طلوع آفتاب سے پہلے نماز فجر کی ایک رکعت مل جائے (اور اس کے بعد سورج طلوع ہو جائے) تو اس کے ساتھ دوسری رکعت بھی ادا کر لے۔“

۴۹۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَدْرَكَتْ رَكْعَةٌ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَلَيْتُمْ صَلَاتَهُ)). [الصحيحة: ۲۴۷۵]

تخریج: الصحيح ۲۴۷۵۔ طحاوی (۲۳۲/۱) احمد (۲۸۹۲۳۶/۲) بیہقی (۳۷۹/۱)

فوائد: سابقہ حدیث میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

باب: التعجيل باذان المغرب

۴۹۴۔ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَذْنَتِ الْمَغْرِبَ فَأَحْدَرْهَا مَعَ الشَّمْسِ حَذْرًا)) [الصحيحة: ۲۲۴۵]

تخریج: الصحيحة ۲۲۴۵۔ طبرانی فی الکبیر (۶۷۴۳)

باب: مغرب کی اذان کہنے میں جلدی کرنا

سیدنا ابو محذورہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”جب تو مغرب کی اذان دے تو سورج کے غروب ہوتے ہی جلدی جلدی دے دے۔“

فوائد: نماز مغرب کے وقت کا آغاز غروب آفتاب سے ہوتا ہے جیسا کہ سیدنا سلمہ بن اکوع ؓ بیان کرتے ہیں: اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ. [صحیح بخاری صحیح مسلم] یعنی: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نماز مغرب اس وقت پڑھتے تھے جب سورج غروب ہوتا تھا۔ احادیث کے ساتھ ساتھ پوری امت کا اس حقیقت پر اجماع ہو چکا ہے کہ غروب آفتاب سے نماز مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ عصر حاضر میں غروب آفتاب کے بعد اذان اور انطاری کے لیے مزید انتظار کرنے کی کیا وجہ ہے؟

كيف اذن المرء والمرأة اذا صليا

عورت اور مرد کیسے اجازت دیں گے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے ہوں

رہے ہوں

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اس سے اجازت طلب کی جائے تو وہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کہہ کر اجازت دے دے اور جب عورت نماز پڑھ رہی ہو اور اس سے اجازت طلب کی جائے تو وہ تالی بجا کر اجازت دے۔“

۴۹۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَوْدِنَ عَلَى الرَّجُلِ وَهُوَ يُصَلِّي فَإِذْنُهُ التَّسْبِيحُ، وَإِذَا اسْتَوْدِنَ عَلَى الْمَرْأَةِ وَهِيَ تَصَلِّي، فَإِذْنُهَا التَّصْفِيقُ)). [الصحيحة: ۴۹۷]

تخریج: الصحيحة ۴۹۷۔ بیہقی (۲/ ۲۳۷) احمد (۲/ ۲۹۰) والحديث متفق عليه بلفظ آخر: بخاری (۱۲۰۳) مسلم (۳۲۲)

فوائد: سبحان اللہ! جہاں اس حقیقت پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ دانستہ طور پر کلام کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے نماز میں صبر و تحمل، خشوع و خضوع اور عاجزی و انکساری کو برقرار رکھنے کے لئے جن امور کی اجازت دی ہے ان میں ایک کا بیان اس حدیث مبارکہ میں ہے کہ نماز میں مرد سبحان اللہ کہہ کر اور عورت تالی بجا کر اجازت لینے والے آدمی پر اپنی کیفیت واضح کر سکتے ہیں۔ اس حدیث میں نمازی اور اجازت لینے والے دونوں کی مصلحت کا خیال رکھا گیا ہے اور وہ اس طرح کہ نمازی دوران نماز سبحان اللہ کہہ کر اجازت طلب کرنے والے کو اجازت دے کر اپنی نماز کو سکون کے ساتھ جاری رکھے اور اجازت لینے والے کو بھی انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

نماز سے پہلے کھانا کھانے کا مستحب ہونا

استحباب بدء الطعام قبل الصلاة

سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۴۹۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَأَحَدُكُمْ صَائِمٌ، فَلْيَبْدَأْ بِالْعِشَاءِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، وَلَا تَعَجِّلُوا عَنْ عِشَائِكُمْ)).
 فرمایا: ”جب (مغرب کی) نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے اور تم میں سے کوئی روزے دار ہو تو وہ نمازِ مغرب سے پہلے کھانا کھالے۔ (ایسی صورت میں) کھانا کھانے سے پہلے کوئی کام نہ کرو۔“ [الصحيحة: ۳۹۶۴]

تخریج: الصحيحة ۳۹۶۳۔ ابن حبان (۲۰۶۸) طبرانی فی الاوسط (۵۰۷۵) بخاری (۶۷۲) مسلم (۵۵۷) بالفاظ متقاربة
فوائد: نماز مکمل توجہ اور انہماک کی متقاضی ہے اور یہ صرف اس وقت ممکن ہے جب انسان طبعی ضروریات جو اس وقت پوری ہو سکتی ہوں پوری کر کے نماز پڑھے، یہی وجہ ہے کہ روزے دار کو نمازِ مغرب سے پہلے کھانا کھانے کی تعلیم دی گئی ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ نماز ادا کر رہا ہو اور اس کے نفس کا میلان کھانے پینے کی طرف ہو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا صلاة بحضرة طعام ولا هو يدافعه الا بخنان [صحیح مسلم] یعنی: ”اس وقت نماز نہیں ہوتی جب کھانا حاضر ہو اور جب دو خبیث چیزیں (یعنی پیشاب اور پچا خانہ) مدافعت کر رہی ہوں۔“ لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو اطمینان کے ساتھ نماز ادا کرنے کے تمام اسباب مہیا کریں۔

امام کو نماز ہلکی پڑھانے کا حکم

الأمر بتخفيف الصلاة للامام

۴۹۷۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، قَالَ: أَخْبَرُ مَا عَهَدَ بِهِ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أُمِّمْتَ قَوْمًا، فَأَخِفْ بِهَا الصَّلَاةَ)). [الصحيحة: ۳۹۶۵]
 سیدنا عثمان بن ابوالعاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آخری بات یہ ارشاد فرمائی کہ: ”جب تو کسی قوم کی امامت کرائے تو نماز میں تخفیف کرنا۔“

تخریج: الصحيحة ۳۹۶۵۔ مسلم (۳۶۸) ابو عوانہ (۹۶/۲) ابن ماجہ (۹۸۸) احمد (۲۲/۳)

فوائد: امام کو چاہئے کہ وہ حکمت و مصلحت سے کام لیتے ہوئے اپنے مقتدیوں کے حالات کو مد نظر رکھ کر نماز میں اختصار کرے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إِذَا أُمِّمَ أَحَدُكُمْ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الصَّغِيرَ وَالْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَلِكَ الْحَاجَّةَ، فَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ) [صحیح بخاری صحیح مسلم] یعنی: جب تم میں سے کوئی امامت کرائے تو اسے قراءت میں تخفیف کرنی چاہئے اس لئے کہ مقتدیوں میں بچے بوڑھے، کمزور اور حاجت مند لوگ بھی ہوتے ہیں ہاں جب تنہا نماز پڑھے تو جس طرح چاہے (لمبی کر کے) پڑھے۔ چونکہ سیدنا معاذ بن جبلؓ جن کی حدیث پہلے گزر چکی ہے نمازِ عشاء میں امامت کے دوران طویل قراءت کرتے تھے اس لئے آپ ﷺ نے انھیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی رہنمائی کرتے ہوئے بطور مثال چند ایک سورتیں بھی ذکر کر دیں۔ لیکن اس موقع پر عوام الناس کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ نماز میں کس قدر اختصار کیا جائے اس کا فیصلہ بھی شریعت خود کرے گی کہ مقتدیوں کی صورتحال کو دیکھ کر نماز مختصر بھی ہو لیکن مکمل بھی یعنی اعتدال اور سکون کے ساتھ اس کے ارکان کی ادائیگی کی جائے۔

آمین کہنے کی فضیلت کا بیان

من فضل التأمين

۴۹۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَيِّدُنَا أَبُو هُرَيْرَةَؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ: ((إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمَّنُوا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَوْمِنُ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينَهُ تَأْمِينُ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). [الصحيحة: ۱۲۶۳]

”جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ (اس وقت) فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کرے گی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۲۶۳۔ بخاری (۶۳۰۲) نسائی (۹۳۶) ابن ماجہ (۸۵۱) مسلم (۴۹/۳۱۰)

فوائد: نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد ”آمین“ کہنے کی اہمیت عیاں ہو رہی ہے نیز اس حدیث سے امام کا پاواز بلند آمین کہنا ثابت ہو رہا ہے درج ذیل اور دیگر احادیث کی روشنی میں مقتدی اور امام دونوں کو جہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہنی چاہئے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَا حَسَدَتْكُمْ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى آمِينَ، فَأَتَخَذُوا مِنْ قَوْلِ آمِينَ۔ (ابن ماجہ صحیح ابن خزیمہ) ”جس قدر یہودی آمین سے چڑتے ہیں اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے بلکہ اتم کثرت سے آمین کہنا۔“ سیدنا واکل بن جبرہؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کے بعد بلند آواز سے ”آمین“ کہتے تھے۔ (ابوداؤد ترمذی) امام ابو حنیفہؒ کے استاد امام عطاء بن ابورباہؒ کہتے ہیں: میں نے دوسو (200) صحابہؓ کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتا تو سب بلند آواز سے ”آمین“ کہتے۔ (بیہقی) نعیم جبرؒ کہتے ہیں: سیدنا ابورہیرہؓ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز پڑھائی۔ پھر نعیم اس طریقے کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انھوں نے آمین کہی اور جو لوگ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے انھوں نے بھی آمین کہی۔ (نسائی)

الإمساك عن الصلاة عند طلوع

سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہوتے وقت نماز نہ

پڑھنے کا بیان

الشمس و غروبها

۴۹۹۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((إِذَا بَدَأَ (وَفِي لَفْظٍ طَلَعَ) حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَأَتَخَرَّوْا الصَّلَاةَ حَتَّى تَبْرُزَ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَأَتَخَرَّوْا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ)).

سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو تو اس کے مکمل نمایاں ہونے تک نماز نہ پڑھو اسی طرح جب سورج کا کنارہ غروب ہونا شروع ہو جائے تو اس کے مکمل غروب ہونے تک نماز نہ پڑھو۔“

تخریج: الصحیحة ۳۹۶۶۔ بخاری (۵۸۳۲، ۳۲۷۴) مسلم (۸۲۹) نسائی (۵۷۴) ابوعوانہ (۱/۳۸۳)

فوائد: دن کے دورانیے میں کل پانچ اوقات ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنا منع ہے: (۱) نماز فجر کے بعد (۲) طلوع آفتاب کے وقت (۳) زوال کے وقت (۴) عصر کے بعد (۵) غروب آفتاب کے وقت۔ عصر کے بعد کچھ وقت تک نقلی نماز ادا کرنا جائز ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۴۸۷ کے فوائد میں ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ طلوع آفتاب کی تکمیل کے بعد کراہت کا وقت ختم ہو جاتا ہے لیکن اس مسئلے میں درج ذیل تفصیل کو سامنے رکھا جائے: سیدنا عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین اوقات میں نماز پڑھنے اور میت کو دفنانے سے منع فرمایا (ان میں ایک گھڑی یہ ہے: ”حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع۔“ [مسلم] یعنی: جب سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔ جبکہ سیدنا عمرو بن عبسہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”..... ثم اقصر حتى تطلع الشمس فترتفع فیس دُفِعَ او دُمِعَ.....“ [ابوداؤد] یعنی: پھر نماز ادا کرنے سے رک جا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور ایک دو نیزے بلند ہو جائے۔ تو ان احادیث کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ

نفل نماز کا آغاز طلوع آفتاب کے فوراً بعد نہیں کرنا چاہئے بلکہ مذکورہ بالا حد کا انتظار کیا جائے۔

كفارة التنخم في المسجد

مسجد میں تھوکنے کا کفارہ

۵۰۰۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَمْسِهَا، لَا تُصَبُّ جِلْدَةً مُؤْمِنٍ أَوْ ثَوْبَهُ ثَوْبِهِ)). [الصحيحه: ۱۲۶۵]

سیدنا سعد بن ابودقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں تھوکے تو اس کو وہاں ڈھانک دے تاکہ وہ کسی مسلمان کے جسم یا کپڑے پر لگ کر اسے تکلیف نہ پہنچائے۔“

تخریج: الصحيحه ۱۲۶۵۔ احمد (۱/۱۷۹) ابن ابی شیبہ (۲/۳۶۷) ابن خزيمة (۱۳۱۱) ابویعلیٰ (۸۴۳)

فوائد: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: امر رسول اللہ ﷺ ببناء المساجد في الدور ان تنظف و تطيب۔ [ابوداؤد ترمذی] یعنی: رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مساجد کی تعمیر اور انہیں پاکیزہ و خوشبودار رکھنے کا حکم دیا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (البصاق في المسجد خطيئة وكفارتها دفنها)۔ [بخاری مسلم] یعنی: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ تھوک کو دفن کرنا ہے۔ لیکن صفائی کے لئے تھوک کو دفن کرنے کے حکم کا تعلق مکی زمین والی مسجد سے ہے عصر حاضر میں کپڑے وغیرہ سے تھوک کو صاف کیا جائے گا یا پھر پانی سے دھویا جائے گا۔ ان احادیث سے یہ استدلال کرنا بھی درست ہے کہ آدمی کو کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہئے جس سے مسجد کی صفائی متاثر ہوتی ہو۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی مؤمن کو کوئی تکلیف نہیں دینی چاہئے جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده)۔ [بخاری مسلم] یعنی: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ مذکورہ بالا حدیث میں مسجد سے تھوک کے اثرات کو ختم کرنے کی وجہ مسلمان کے جسم اور اس کے لباس کی حفاظت ہے اس سے مسلمان کی حرمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

جواز الصلاة مرتين

نماز کو دو مرتبہ پڑھنے کا جواز

۵۰۱۔ عَنْ بُسْرِ بْنِ مَخْجَنٍ، عَنْ أَبِيهِ مَخْجَنٍ: أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَذَّنَ بِالصَّلَاةِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى، ثُمَّ رَجَعَ، وَبِمَخْجَنٍ فِي مَجْلِسِهِ لَمْ يُصَلِّ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ؟ أَلَسْتُ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ؟ فَقَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَكِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ، وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ)). [الصحيحه: ۱۳۳۷]

بسر بن مخجن اپنے باپ مخجن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مجلس میں شریک تھے نماز کے لئے اذان دی گئی آپ ﷺ نے اٹھ کر نماز پڑھی اور جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو دیکھا کہ مخجن وہیں بیٹھا ہے اس نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”کس چیز نے تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے روک رکھا؟ کیا تو مسلمان نہیں ہے؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں (میں مسلمان ہوں، دراصل بات یہ ہے کہ) میں نے اپنے گھر میں نماز ادا کر لی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو

آئے (اور لوگ نماز پڑھ رہے ہوں) تو ان کے ساتھ نماز ادا کر لیا کر اگرچہ تو نماز پڑھ چکا ہو۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳۴۔ مالک فی الموطا (۱/۱۳۲) نسائی (۸۵۸) احمد (۳/۳۲) حاکم (۱/۲۳۲)
فوائد: غور فرمائیں کہ نبی کریم ﷺ کو جس آدمی کے بارے میں یہ شبہ ہوا کہ اس نے نماز نہیں پڑھی اس کے اسلام کی نفی کر دی۔ معلوم ہوا کہ نماز اسلام کا بنیادی ستون ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بنی الاسلام علی خمس: شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله واقام الصلاة ايتاء الزكاة والحج وصوم رمضان)۔ [بخاری، مسلم] یعنی: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ اس حدیث میں جو مسئلہ سمجھانا مطلوب ہے کہ نظم کا خیال رکھتے ہوئے جماعت کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھ لینی چاہئے جیسا کہ گھر میں نماز پڑھ لینے والے دو آدمیوں سے فرمایا: (اذا صليتما في رحالكما ثم ادركما الامام ولم يصل فصليا معه فانها لكم نافلة) [ابوداؤد، ترمذی، نسائی] یعنی: اگر گھروں میں نماز پڑھ چکے کے بعد امام کو اس حال میں پاؤ کہ اس نے ابھی تک نماز نہ پڑھائی ہو تو اس کے ساتھ تم بھی نماز پڑھ لو یہ (دوسری دفعہ والی نماز) تمہارے لئے نفل ہو جائے گی۔

باب: جمع المقيم بين الصلاة

باب: مقيم کا مجبوری کے تحت دو نمازوں کو جمع کرنا

کثیر بن قارون کہتے ہیں کہ ہم نے سالم بن عبد اللہ سے ان کے باپ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی سفری نماز کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کو ایسا معاملہ درپیش ہو جس کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو وہ اس طریقے سے نماز پڑھ لیا کرے (یعنی دو نمازوں کو جمع کر لیا کرے)۔“

۵۰۲۔ عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَارُونَ، قَالَ: سَأَلْنَا سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ صَلَاةِ أَبِيهِ فِي السَّفَرِ؟ فَأُخْبِرَ، عَنْ أَبِيهِ [ابْنِ عُمَرَ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمْ الْأَمْرُ يُخْشَى قَوْتُهُ فَلْيَصِلْ هَذِهِ الصَّلَاةَ [يَعْنِي: الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ]) [الصحیحة: ۱۳۷۰]

تخریج: الصحیحة ۱۳۷۰۔ نسائی (۵۸۹) طبرانی فی الکبیر (۱۳۲۳)

فوائد: جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں وہاں سفر کی صعوبتوں اور مجبوریوں کی بنا پر ظہر و عصر کو اور مغرب و عشاء کو تقدیم و تاخیر کے ساتھ جمع کرنے کی بھی رخصت دی ہے، معلوم ہوا کہ سفر کے دوران ظہر اور عصر کو زوال آفتاب کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک اور مغرب اور عشاء کو غروب آفتاب سے نصف رات تک ادا کیا جاسکتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب زوال آفتاب سے پہلے سفر کا آغاز فرماتے تو نماز ظہر کو مؤخر کرتے، یہاں تک نماز عصر کا وقت ہو جاتا۔ پھر سواری سے نیچے تشریف لاتے اور ظہر و عصر دونوں کو اکٹھا ادا فرما لیتے اور اگر سفر کی ابتدا سے پہلے سورج زوال پذیر ہو جاتا تو نماز ظہر ادا کر کے سفر پر روانہ ہو جاتے۔ [بخاری، مسلم] جبکہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ زوال آفتاب کے

بعد سفر کا ارادہ فرماتے تو ظہر و عصر کو اکٹھا ادا فرما لیتے تھے۔ [ابوداؤد ترمذی] جب سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ کو سفر میں جانے کی جلدی ہوتی تو مغرب و عشاء کو شفق (سُرخ) کے غائب ہونے (یعنی مغرب کا وقت ختم ہو جانے کے بعد) ادا کرتے اور کہتے: جب رسول اللہ ﷺ کو سفر میں جانے کی جلدی ہوتی تھی تو آپ ﷺ مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے تھے۔ [بخاری، مسلم]

مسجد کی طرف نکلنے کی فضیلت کا بیان

فضل الخروج إلى المسجد

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مسلمان مسجد کی طرف نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتے ہیں اور ایک برائی معاف کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔“

۵۰۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا خَرَجَ الْمُسْلِمُ إِلَى الْمَسْجِدِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ خَطَاَهَا حَسَنَةً، وَمُحِىَ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةٌ، حَتَّى يَأْتِيَ مَقَامَهُ)).

[الصحيحہ: ۱۰۶۳]

تخریج: الصحيحہ ۱۰۶۳۔ ابن نصر المروزی فی الصلاة (۱۰۲) ابو عیید فی الطہور (۱۲)

فوائد: انسان کا وجود محض اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور احسان ہے، لیکن جب آدمی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کرتا ہے تو اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس سلسلے کی ایک کڑی نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد کی طرف جانا ہے۔ سیدنا بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بشروا المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام يوم القيامة۔) [ابوداؤد ترمذی] یعنی: اندھیرے میں مساجد کی طرف چل کر آنے والوں کو روز قیامت مکمل نور دیئے جانے کی بشارت دے دو۔ جبکہ سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من تطهر فی بیتہ، ثم مضی الی بیت من بیوت اللہ، ليقضی فريضة من فرائض اللہ، كانت خطواته، احداها تحط خطیئة والاخری ترفع درجته) [مسلم] یعنی: جو آدمی طہارت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کا فریضہ ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف جاتا ہے تو اس کے ایک قدم سے اس کا گناہ معاف ہوتا ہے اور دوسرے قدم سے ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ بلکہ سیدنا ابو ہریرہ ؓ کی دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من غدا الی المسجد او راح، اعد الله له فی الجنة نزلًا كلما غدا او راح.) [بخاری، مسلم] یعنی: جو مسجد کی طرف جاتا ہے اور واپس آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے میزبانی کا سامان تیار کرتے ہیں، جب بھی وہ جاتا اور واپس آتا ہے۔ لہذا ہمیں یہی بات زیب دیتی ہے کہ ہم ایسی سعادتوں سے محروم نہ رہیں جو معمولی کوشش سے ہمارا مقدر بن سکتی ہیں۔

مسجد کی طرف نکلتے وقت عورتوں کو

تحريم الطيب للنساء عند الخروج

خوشبو لگانا حرام ہے

إلى المسجد

سیدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی عورت مسجد کی طرف جائے تو ہرگز خوشبو نہ لگائے۔“

۵۰۴۔ عَنْ زَيْنَبِ الثَّقَفِيَّةِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا خَرَجَتْ أَحَدًا كُنَّ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا تُغْرِبْنَ طِيْبًا)). [الصحيحہ: ۱۰۹۴]

تخریج: الصحيحہ ۱۰۹۴۔ احمد (۳۶۳/۲) نسائی (۵۱۳۶) ابن سعد (۲۹۰/۸) مسلم (۲۳۳)

فوائد: بلاشبہ عورتوں کا گھر میں نماز ادا کرنا افضل ہے لیکن نبی کریم ﷺ نے انھیں مسجد میں آکر نماز ادا کرنے کی رخصت دی ہے جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اِذَا اسْتَاذَنْكُمْ لِمَسَاجِدِكُمْ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسَاجِدِ فَادْنُوا لَهَا)۔ [بخاری مسلم] یعنی: اگر تمہاری عورتیں رات کو مسجد میں جانے کے لئے تم سے اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دیا کرو۔ نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لَا تَمْنَعُوا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ)۔ [ابوداؤد] یعنی: اللہ تعالیٰ کی بندویں کو اللہ کی مسجدوں سے مت روکو۔ جبکہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک شرط کی قید لگاتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اِذَا شَهِدْتَ احَدًا كُنَ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمْسُ طَبِیْعًا) [مسلم] یعنی: جب تم میں کوئی عورت مسجد میں حاضر ہونا چاہے تو وہ خوشبو مت لگائے۔ مزید برآں نبی کریم ﷺ کے عصر مبارک میں خواتین مسجد میں نماز ادا کیا کرتی تھیں لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ بسا اوقات عورتوں کو اس قسم کی رخصت پر عمل پیرا ہونے کا موقع دیں اور ان پر مکمل اور سخت پابندی نہ کریں اگرچہ گھروں میں ان کا نماز پڑھنا افضل ہے۔

۵۰۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْتَغْسِلْ مِنَ الطِّيبِ كَمَا تَغْسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ)). [الصحيحہ: ۱۰۳۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب عورت مسجد کی طرف جائے تو خوشبو (کا اثر ختم کرنے کے لئے) جنابت کے غسل کی طرح نہائے۔“

تخریج: الصحيحہ ۱۰۳۱۔ نسائی (۵۱۳۰) ابوداؤد (۳۱۷۳) بیہقی (۱۱۳۳/۳) ابن ماجہ (۳۰۰۲)

فوائد: سابقہ حدیث میں مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ عورت خوشبو لگا کر مسجد میں نہیں جاسکتی اور اگر اس نے خوشبو لگائی ہوئی ہو تو اس کا اثر ختم کرنے کے لئے اس حدیث پر عمل کرے۔ اگر جسم یا کپڑے کے ایسے حصے پر لگائی ہوئی ہو جس کے اثرات کو غسل کے بغیر مکمل طور پر زائل کیا جاسکتا ہو تو (ان شاء اللہ العزیز) اتنا ہی کافی ہوگا نہانا ضروری نہیں ہوگا۔

باب: حدیث الشفاعۃ وانہا تشمل

تارکی الصلاۃ من المسلمین

۵۰۶۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ وَأَمِنُوا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ) مَا مُجَادَلَةٌ أَحَدِكُمْ لِصَاحِبِهِ فِي الْحَقِّ يَكُونُ لَهُ فِي الدُّنْيَا بِأَشَدِّ مِنْ مُجَادَلَةِ الْمُؤْمِنِينَ لِوَلَدِهِمْ فِي إِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ أُدْخِلُوا النَّارَ. قَالَ: يَقُولُونَ: رَبَّنَا! إِخْوَانُنَا كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا، وَيَصُومُونَ

باب: حدیث شفاعت کا بیان اور یہ تارکین صلاۃ کی بھی ہوگی

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مومن جہنم کی آگ سے بچ جائیں گے اور مطمئن ہو جائیں گے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ وہ جہنم میں داخل ہونے والے اپنے مومن بھائیوں کے بارے میں اپنے رب سے خوب زور شور سے بحث و مباحثہ کریں گے جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنے ساتھی کے دنیوی حق کو حاصل کرنے کے لئے جھگڑتا ہے۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب!

ہمارے بھائی جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے، روزے رکھتے، حج ادا کرتے اور جہاد کرتے تھے تو نے ان کو آگ میں داخل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے: جاؤ، جن کو پہچانتے ہو انہیں باہر نکال لاؤ۔ وہ ان کے پاس جائیں گے انہیں ان کی صورتوں سے پہچانیں گے کیونکہ آگ ان کی شکلوں یعنی چہروں کو نہیں جلائے گی کسی پر آگ کا اثر نصف پنڈلی تک ہوگا اور کسی پر گھٹنوں تک وہ وہاں سے بہت سے انسانوں کو نکال لائیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے رب! جن کے بارے میں تو نے حکم دیا تھا ہم ان کو نکال لائے ہیں۔ وہ پھر وہی بات کریں گے (کہ ہمارے بھائی جہنم میں ہیں) جواب میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جس کے دل میں دینار کے وزن کے بقدر ایمان ہے اسے بھی نکال لاؤ۔ وہ جائیں گے اور بہت ساری خلقت کو نکال لائیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے رب! تو نے جن کو نکالنے کا حکم دیا ہم نے ان میں کسی کو نہیں چھوڑا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: سہ بارہ چلو اور جس کے دل میں نصف دینار کے وزن کے بقدر ایمان ہے اسے جہنم سے باہر نکال لاؤ۔ وہ بہت سے لوگوں کو نکال کر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! تو نے جن کا حکم دیا ہم نے ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑا..... حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے اسے بھی نکال لاؤ۔ وہ بہت سے لوگوں کو نکال لائیں گے۔ سیدنا ابوسعید خدری کہتے ہیں: جو آدمی اس حدیث کی تصدیق نہ کرے وہ یہ آیت پڑھے: ﴿اللہ تعالیٰ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا، اگر (کسی کی) کوئی نیکی ہوگی تو وہ اسے کئی گنا بڑھا دے گا اور اپنی جناب سے اجر عظیم عطا کرے گا۔﴾ پھر وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! تیرے حکم کے مطابق ہم (ذرہ برابر ایمان والے) لوگوں کو بھی جہنم سے نکال لائے ہیں اب وہاں کوئی بھی ایسا نہیں رہا جس کے دل میں کوئی خیر ہو۔ اس وقت

مَعْنَا، وَيُخْرِجُونَ مَعْنَا، [وَيُجَاهِدُونَ مَعْنَا] فَأَذْخَلْنَاهُمْ النَّارَ. قَالَ: فَيَقُولُ: اذْهَبُوا فَأَخْرِجُوا مَنْ عَرَفْتُمْ مِنْهُمْ، فَيَأْتُونَهُمْ، فَيَعْرِفُونَهُمْ بِصُورِهِمْ، لِأَنَّهُمْ أَكَلُوا النَّارَ صُورَهُمْ [لَمْ تَفْسُدِ الْوُجْهَ] فَيَمْنَهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ النَّارُ إِلَى أَنْصَافِ مَسَافِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ إِلَى كَعْبِيهِ [فَيَخْرِجُونَ مِنْهَا بَشَرًا كَثِيرًا] فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا! قَدْ أَخْرَجْنَا مِنْ أَمْرَتِنَا. قَالَ: ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَتَكَلَّمُونَ [يَقُولُ: أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ دِينَارٍ مِنَ الْإِيمَانِ. فَيَخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا] ثُمَّ يَقُولُونَ: رَبَّنَا! لَمْ نَذَرْ فِيهَا أَحَدًا مِمَّنْ أَمَرْتَنَا. ثُمَّ يَقُولُ: ارْجِعُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ وَزَنُّ نِصْفِ دِينَارٍ [فَأَخْرِجُوا، فَيَخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا، ثُمَّ يَقُولُونَ: رَبَّنَا! لَمْ نَذَرْ فِيهَا مِمَّنْ أَمَرْتَنَا.....] حَتَّى يَقُولَ: أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ. [فَيَخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا] قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَمَنْ لَمْ يَصْدَقْ بِهَذَا الْحَدِيثِ فَلْيَقْرَأْ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ إِنْ تَكَ حَسَنَةً يَضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [النساء: ۴۰] قَالَ: فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا! قَدْ أَخْرَجْنَا مِنْ أَمْرَتِنَا، فَلَمْ يَبْقَ فِي النَّارِ أَحَدٌ فِيهِ خَيْرٌ. قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ: شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ، وَشَفَعَتِ الْأَنْبِيَاءُ، وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُونَ، وَبَقِيَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ. قَالَ: فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ. أَوْ قَالَ: قَبْضَتَيْنِ. نَاسًا لَمْ يَعْمَلُوا خَيْرًا

قَطُّ، قَدْ احْتَرَقُوا حَتَّى صَارُوا حَمَمًا. قَالَ: قِيُوتِي بِهِمْ إِلَى مَاءٍ يُقَالُ لَهُ: (الْحَيَاةُ) فَيَصَبُّ عَلَيْهِمْ، فَيَنْتَوْنَ كَمَا تَنْتَبِثُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ [قَدْ رَأَيْتُمُوهَا إِلَى جَانِبِ الصَّخْرَةِ، وَإِلَى جَانِبِ الشَّجَرَةِ، فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ، وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ] قَالَ: فَيُخْرِجُونَ مِنْ أَجْسَادِهِمْ مِثْلَ اللُّوْلُؤِ، وَفِي أَعْنَاقِهِمُ الْخَاتَمُ عِتْقَاءَ اللَّهِ. فَيَقَالُ لَهُمْ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا تَمَنَيْتُمْ وَرَأَيْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ لَكُمْ، قَالَ: فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا أَعْطَيْنَا مَا لَمْ نَعْطِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ، قَالَ: فَيَقُولُ فَإِنَّ لَكُمْ عِنْدِي أَفْضَلَ مِنْهُ، فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا وَمَا أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ: رِضَائِي عَنْكُمْ، فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ أَبَدًا.

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: فرشتے سفارش کر چکے، انبیاء سفارش کر چکے اور مومنوں نے بھی سفارش کر لی۔ اب صرف الرَّاحِمِينَ باقی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ خود جہنم سے ایسے لوگوں کی ایک یا دو مٹھیاں بھرے گا جنہوں نے کوئی نیک عمل نہیں کیا ہوگا۔ وہ جل جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ ان کو ”حیاء“ نامی پانی کے پاس لا کر ان پر یہ پانی بہایا جائے گا، ان کا جسم سیلاب کے کوڑا کرکٹ میں اگنے والے دانے کی طرح اگے گا۔ تم لوگوں نے کسی چٹان یا درخت کے پاس ایسا دانہ اگتا ہوا دیکھا ہوگا، سورج کی سمت میں اگنے والے بونے سبز اور سائے میں اگنے والے سفید ہوتے ہیں۔ اس پانی کے بہانے سے ان کے جسم موتی کی طرح ہو جائیں گے اور ان کی گردنوں میں ”عِتْقَاءُ اللَّهِ“ یعنی اللہ تعالیٰ کے آزاد شدہ کی مہر ہوگی۔ انہیں کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ جو کچھ تمنا کرو گے اور جو کچھ دیکھو گے، وہ اور مزید اس کی مثل تمہیں دیا جائے گا۔ اہل جنت کہیں گے: یہ لوگ رحمن کے آزاد شدہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر کسی عمل اور بغیر کسی خیر و بھلائی کے جنت میں داخل کر دیا ہے۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا ہے جو جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے پاس تمہارے لئے اس سے بھی افضل چیز ہے۔ وہ پوچھیں گے: اے ہمارے رب! وہ افضل چیز کون سی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں تم سے راضی ہو گیا ہوں، اب تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۵۳۔ عبد الرزاق (۲۰۷۷) ومن طریقہ احمد (۳/ ۹۳) نسائی (۵۰۱۳) ترمذی (۲۵۰۸) ابن ماجہ (۶۰) بخاری (۷۳۳۹) و مسلم (۱۸۳) من طریق زید بن اسلم: الروایات مطولة و مختصرة

فوائد: حدیث مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے، لیکن اس میں باب سے مطابقت رکھنے والی بہت سخت یہ وعید بیان کی گئی ہے کہ نمازی روزے دار حاجی اور مجاہد لوگ بھی اپنے جرائم کی بنا پر جہنم میں داخل ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ انہیں محض اپنی رحمت کی بناء پر یا کسی نبی یا مومن کی سفارش جو اس کی رحمت کا ہی ایک انداز ہوگا، کا بہانہ بنا کر جہنم سے نکال کر جنت میں داخلہ نصیب فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ برائیوں سے بچنے والا نیکو کار بنادیں۔ آمین!

باب من جاز الدب إلى الركوع

اس شخص کا بیان کہ جس نے رکوع کی طرف آہستہ
آہستہ چل کر آنے کو جائز قرار دیا

عطا کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر ؓ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو اور لوگ رکوع کی حالت میں ہوں تو داخل ہوتے ہی (نماز شروع کر کے) رکوع کرے اور رکوع کی حالت میں آہستہ آہستہ چل کر صفت میں داخل ہو جائے۔ ایسا کرنا سنت ہے۔

۵۰۷۔ عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ رُكُوعٌ، فَلْيَرْكَعْ حِينَ يَدْخُلُ، ثُمَّ يَدْبُ رَاكِعًا حَتَّى يَدْخُلَ فِي الصَّفِّ، فَإِنَّ ذَلِكَ السُّنَّةُ)). [الصحيحہ: ۲۲۹]

تخریج: الصحيحہ ۲۲۹۔ طبرانی فی الاوسط (۷۰۱۲) حاکم (۲۱۳/۱) بیہقی (۱۰۶/۳)

فوائد: جبکہ سیدنا ابوبکر ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں (مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے) گیا تو آپ ؐ رکوع کی حالت میں تھے میں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی (نماز شروع کر کے) رکوع کر دیا اور پھر چل کر صف میں مل گیا۔ جب آپ ؐ کو پتہ چلا تو آپ ؐ نے فرمایا: (زادک اللہ حرصاً ولا تعد)۔ [بخاری] یعنی: اللہ تیری حرص میں اضافہ کرے آئندہ ایسے نہ کرنا۔ سیدنا ابن زبیر ؓ اور سیدنا ابوبکر ؓ کی حدیث میں بظاہر تعارض ہے ابن زبیر کی حدیث میں جس عمل کو سنت کہا جا رہا ہے ابوبکر کی حدیث سے اس سے روکا جا رہا ہے۔ امام البانی ؒ نے [صحیحہ: ۱/۳۵۷ حدیث: ۳۳۰ میں] طویل بحث کرتے ہوئے ان دو احادیث مبارکہ میں یہ تطبیق دی ہے: دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ مختلف احادیث کو مد نظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ سیدنا ابوبکر کی حدیث میں نماز کی طرف جلدی چل کر آنے سے منع کیا گیا نہ کہ صف سے پہلے رکوع کر کے صف کے ساتھ ملنے سے کیونکہ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ؐ نے ابوبکر کے جوتوں کی آواز سنی وہ رکوع پانے کے لیے دوڑ رہے تھے جب آپ ؐ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ دوڑنے والا کون تھا؟..... لہذا سیدنا ابن زبیر کی حدیث میں بیان کردہ صورت واقعی سنت ہے اور ابوبکر کی حدیث میں اس سے منع نہیں کیا بلکہ نماز کی طرف دوڑ کر آنے سے منع کیا گیا۔ (مزید دیکھیے: صحیحہ: ایضاً)

جمعہ کے دن غسل کے استحباب کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر ؓ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے ایک آدمی (اور ایک روایت کے مطابق سیدنا عثمان ؓ) مسجد میں داخل ہوئے سیدنا عمر ؓ نے پوچھا: تم لوگ نماز کے معاملے میں تاخیر کیوں کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے جونہی اذان سنی وضو کر کے آ گیا۔ سیدنا عمر ؓ نے کہا: کیا آپ نے نبی کریم ؐ کی یہ حدیث نہیں سنی کہ: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو غسل کرے۔“

استحباب غسل الجمعة

۵۰۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ (وَفِي رَوَايَةٍ: عُثْمَانُ) فَقَالَ عُمَرُ: لِمَ تَحْبِسُونِي عَنِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ النَّدَاءَ تَوَضَّأْتُ! فَقَالَ: أَلَمْ تَسْمَعُوا النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَلْيَغْتَسِلْ)). [الصحيحہ: ۳۹۷۱]

تخریج: الصحیحة ۳۹۷۱۔ بخاری (۸۸۳) مسلم (۸۳۵/۳) ابن ابی شیبہ (۹۳/۲) احمد (۳۶/۱)

فوائد: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جمعہ مبارک کے روز غسل کر کے جمعہ کی ادائیگی کے لئے آنا چاہئے، سیدنا ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الغسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم۔) [بخاری، مسلم] ہر بالغ پر جمعہ کا غسل واجب ہے۔ یہ غسل باعث اجر عظیم ہے جیسا کہ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے روز اچھی طرح غسل کیا (یعنی اپنے سر کو بھی دھویا) اور (جمعہ کی ادائیگی کے لئے) جلدی اور پیدل آیا نہ کہ سوار ہو کر اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا خطبہ سنا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اسے اس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے عمل یعنی ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی تہجد کا ثواب ملے گا۔ [ابوداؤد] لیکن جمعہ کے دن غسل کرنا درج ذیل حدیث کی بنا پر واجب اور فرض نہیں، افضل و مستحب ہے: سیدنا سرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من توضأ يوم الجمعة فيها ونعمت ومن اغتسل فالغسل افضل۔) [ابوداؤد ترمذی نسائی] یعنی: جمعہ کے دن جس نے وضو کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل اور بہترین ہے۔

باب: اندھے پر بھی باجماعت نماز

ضروری ہے

باب: وجوب صلاة الجماعة حتى

على الضرير

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں اذان تو سنتا ہوں لیکن میرے پاس کوئی ایسا رہنما نہیں (جو مجھے مسجد میں لے آئے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو اذان سنے تو اللہ تعالیٰ کے داعی (کی پکار پر) لبیک کہہ۔“

۵۰۹۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ: أَنَّ أَعْمَى اتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْمَعُ النَّدَاءَ وَلَعَلِّي لَا أَجِدُ قَائِدًا؟ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتَ النَّدَاءَ، فَاجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ)).

[الصحیحة: ۱۳۵۴]

تخریج: الصحیحة ۱۳۵۳۔ دار قطنی (۸۷/۲) ابونعیم فی اخبار اصحابہ (۱۲۲/۲) بیہقی (۵۷۷/۳) ۵۸

فوائد: جہاں نماز باجماعت عظیم کا ثواب ہے وہاں اس کا اہتمام کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا بَأْسَلَتِهِمْ﴾ [سورۃ نساء: ۱۰۲] یعنی: ”(اے محمد!) جب آپ ان میں ہوں اور ان کی نماز کھڑی کر دو تو چاہئے ان (مجاہدین صحابہ) کی ایک جماعت آپ کے ساتھ اپنے ہتھیار لئے کھڑی ہو۔“ ذرا سوچئے کہ دشمنان اسلام سے خوف کی حالت میں بھی نماز باجماعت کا حکم دیا جا رہا ہے اس سے امن کی حالت میں جماعت کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (والذى نفسى بيده! لقد هممت ان آمر بحطب فيحطب، ثم آمر بالصلاة) [بخاری، مسلم] یعنی: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے یہ ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم ہوں پھر کسی کو کہوں کہ وہ نماز پڑھائے پھر میں خود ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو جلاؤں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (من سمع النداء فلم يأت فلا صلاة له الا من عذر۔) [ابوداؤد ابن ماجہ] یعنی: جو آدمی اذان سننے کے باوجود نماز جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے تو

اس کی کوئی نماز نہیں، الایہ کہ کوئی عذر ہو۔ نیز نماز باجماعت سے جو روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے اکیلے نماز پڑھنے والا آدمی اس سے کوسوں دور ہے، جماعت کے بہانے مسلمان کا زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزر جاتا ہے، فجر کی نماز کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ آپ بادھو ہو کر گھر میں یا مسجد میں سنتیں ادا کر کے جماعت کے انتظار میں ذکر میں مصروف ہو کر بیٹھ جاتے ہیں پھر جماعت میں تقریباً چالیس پچاس آیات یا اس سے بھی زیادہ تلاوت کی جاتی ہے سلام پھرنے کے بعد آدمی دوسروں کو دیکھ کر پھر کچھ ذکر کرنے لگتا ہے اس طرح تقریباً گھنٹہ پون گھنٹہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزرتا ہے اور دن کی حسین انداز میں ابتدا ہو جاتی ہے اس کے برعکس منفرد آدمی کیسے نماز پڑھتا ہے اس کا کتنا وقت صرف ہوتا ہے اس کو کتنی تسکین نصیب ہوتی ہے؟ ان سوالات کے جوابات آپ پر قرض ہیں۔

۵۱۰۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُنَادِيَ يَتَوَبَّ بِالصَّلَاةِ فَقُولُوا كَمَا يَقُولُ))۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
سہل بن معاذ اپنے باپ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مؤذن کو نماز کے لئے اذان دیتے سنو تو وہی کلمات دہراؤ جو وہ کہہ رہا ہو۔“

[الصحيحه: ۱۳۲۸]

تخریج: الصحيحه ۱۳۲۸۔ احمد (۳/۳۳۸) طبرانی فی الکبیر (۲۰/۱۹۲، ۱۹۵) ابن عدی (۳/۱۰۱۱)
فوائد: اذان اہل اسلام کا عظیم شعار ہے اور کسی بستی میں مسلمانوں کے موجود ہونے یا نہ ہونے کی علامت ہے۔ اذان دینا بہت بڑا کارِ ثواب ہے، بہر حال ایک مسجد میں ایک آدمی جو خوش الحان ہو وہی اذان دے سکتا ہے، لیکن اذان سننے والوں کے لئے اذان کے الفاظ دہرانا ہر مسلمان کے لئے ممکن اور فضیلت والا عمل ہے، جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمْ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)۔ [مسلم]
یعنی: (مفہومی ترجمہ) جو شخص مؤذن کے تمام کلمات کا جواب صدقِ دل سے دے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یاد رہے کہ ”حی علی الصلاۃ“ اور ”حی علی الفلاح“ کے جواب میں ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ (یعنی: برائی بچنے کی طاقت نہیں ہے اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے) مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے) کہنا چاہئے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ مکمل توجہ اور انتہاک کے ساتھ مؤذن کے کلمات سنیں اور ان کا صدقِ دل سے جواب دیں۔

باب: جب کوئی سہو وغیرہ ہو جائے تو کم تعداد پر یقین

باب: وجوب البناء علی الاقل فی

کیا جائے

السہو وغیرہ

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی نماز میں بھول جائے اور وہ یہ نہ جان سکے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو؟ تو ایک پر اپنی نماز کی بنیاد رکھے اور جب اسے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ دو پڑھی ہیں یا تین؟ تو دو پر بنیاد رکھے اور اسی طرح جب تین اور چار میں شک ہو جائے تو تین کو یقینی سمجھے اور (اس حساب سے نماز مکمل کر کے) سلام سے

۵۱۱۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمْ يَدْرِ وَاحِدَةً صَلَّى أَوْ اثْنَتَيْنِ، فَلْيُنِّ عَلَى وَاحِدَةٍ، فَإِنْ لَمْ يَدْرِ اثْنَتَيْنِ صَلَّى أَوْ ثَلَاثًا، فَلْيُنِّ عَلَى ثُنْتَيْنِ، وَإِنْ لَمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلَّى أَوْ أَرْبَعًا، فَلْيُنِّ عَلَى ثَلَاثٍ، وَلْيَسْجُدْ

سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلَّمَ)). [الصحیحة: ۱۳۵۶] پہلے دو سجدے کر لے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳۵۶۔ ترمذی (۳۹۸) ابن ماجہ (۱۲۰۹) احمد (۱۹۰/۱) حاکم (۳۲۲/۱) (۳۲۵)

فوائد: نماز میں بھول جانا ایک ایسا فطری عمل ہے کہ کسی کو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں کیا جاسکتا، بہر حال اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ذریعے بھول چوک کی مختلف صورتوں اور ان کے ازالے کی وضاحت کر دی، سہو کے بارے میں مختلف احادیث کا خلاصہ درج ذیل ہے: ذہن نشین کر لیں۔ (۱) اگر درمیانہ تشہد رہ جائے تو اس کا اعادہ کئے بغیر سہو کے سجدے قبل از سلام [بخاری، مسلم] یا بعد از سلام [ترمذی] ہوں گے۔ (۲) اگر رکعات کی تعداد میں شک ہو جائے اور کوئی حتمی فیصلہ نہ ہو سکے تو کم تعداد پر یقین کر کے نماز مکمل کی جائے اور قبل از سلام کئے جائیں۔ [ترمذی، ابوداؤد ابن ماجہ] (۳) کسی رکن کی ادائیگی کے بغیر سلام پھیر دیا تو سابقہ نماز کو بنیاد بنا کر اپنی نماز مکمل کرے اور سلام پھیر کر سجدے کرے اور پھر سلام پھیرے۔ [مسلم] (۴) نماز میں شک پڑ جائے اور مختلف قرائن کی مدد سے ایک صورت پر ظن غالب ہو جائے تو بعد از سلام سجدے کئے جائیں گے۔ [بخاری، مسلم] (۵) اگر سلام کے بعد کسی زیادتی کا پتہ چلے یا ایسی کمی کا جس کا اعادہ نہیں کیا جاتا تو اسی وقت سجدے کئے جائیں اور پھر سلام پھیرا جائے۔ [بخاری، مسلم]

تنبیہ: معمولی بھول چوک پر سجدے کرنے کی ضرورت نہیں، جیسے کوئی درمیانہ تشہد بھول تیسری رکعت کے لئے اٹھنے لگے اور سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ جائے تو وہ بیٹھ جائے اور سجدے نہ کرے۔ [ابوداؤد ابن ماجہ] علیٰ ہذا القیاس۔

تنبیہ: نسیان کی مذکورہ بالا اور ان سے ملتی جلتی صورتوں میں مندرجہ بالا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اگر کسی کا نسیان مذکورہ بالا صورتوں سے مختلف ہو تو اس حدیث پر عمل کریں: سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لکل سہو مسجدتان بعد ما یسلم۔) [ابوداؤد ابن ماجہ] یعنی: ہر سہو میں دو سجدے بعد از سلام کئے جائیں گے۔

سترہ کے قریب ہونے کا استحباب

الإستحباب من دنو السترة

۵۱۲۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى سِتْرَةٍ، فَلْيَدْنُ مِنْهَا، لَا يَمُرُّ الشَّيْطَانُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا)).

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے تو اس کے قریب کھڑا ہوتا کہ نمازی اور سترے کے درمیان سے شیطان نہ گزرنے

[الصحیحة: ۱۳۸۶] پائے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳۸۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۵۸۸) بیہقی (۲/۲۷۲) نسائی (۷۴۹) فی حدیث سهل بن ابی حشمة رحمہ اللہ

فوائد: نماز کے لئے سترے کا اہتمام کرنا ایسی نبوی سنت ہے جس سے تقریباً غفلت اور بے توجہی برتی جا رہی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم مدینہ میں تھے جب مؤذن نماز مغرب کی اذان سے فارغ ہوتا تو صحابہ کرام (مسجد کے) ستونوں کی طرف بڑھتے اور انھیں (سترہ بنا کر مغرب سے پہلے) دو رکعتیں پڑھتے۔ (مسلم) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسجد میں بھی سترے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَصِلْ إِلَى سِتْرَةٍ، وَلْيَدْنِ مِنْهَا) [ابوداؤد ابن ماجہ] یعنی: جب کوئی آدمی نماز پڑھے تو سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے اور اس کے قریب ہو کر کھڑا ہو۔ سیدنا سهل بن ابو حمزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى سِتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا، لَا يَقْطَعِ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ

صلاحتہ۔) [ابوداؤد نسائی] یعنی: جب کوئی آدمی سترہ رکھ کر نماز پڑھے تو اس کے قریب کھڑا ہو تاکہ ایسا نہ ہو کہ شیطان اس کی نماز کاٹ ڈالے۔ معلوم ہوا کہ اگر نمازی کے سامنے سترہ نہ ہو تو شیطان کی وجہ سے اس کی نماز میں خلل واقع ہو سکتا ہے۔ سترہ کے بارے میں مزید احکام یہ ہیں: سترے کی لمبائی پالان کی پچھلی ٹکڑی جتنی ہونی چاہئے۔ (مسلم) امام عبید اللہ مبارکپوری نے کہا: پالان کی پچھلی ٹکڑی کی لمبائی کے بارے علماء کے مختلف اقوال ہیں کسی نے کہا کہ وہ ایک ہاتھ (ڈیڑھ فٹ) لمبی ہوتی ہے اور کسی نے کہا کہ وہ دو تہائی ہاتھ (ایک فٹ) لمبی ہوتی ہے اور یہی قول مشہور ہے۔ (مرعاة المفاتیح: ۲/۳۸۹) معلوم ہوا کہ سترہ کی اونچائی کم از کم ایک فٹ ہونی چاہئے۔ نمازی اور سترے کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہئے۔ (بخاری) جس حدیث میں کوئی چیز نہ ملنے کی صورت میں لکیر کھینچنے کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے۔ (ابوداؤد ابن ماجہ)

نماز فرض کے بعد کلام یا نکلنے کے استحباب

کابیان

استحباب التکلم او الخروج بعد

الصلاة

۵۱۳۔ عَنْ عِصْمَةَ بِنِ مَالِكٍ الْخَطْمِيِّ مَرْفُوعًا: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلَا يَصِلْ بَعْدَهَا شَيْئًا حَتَّى يَتَكَلَّمَ أَوْ يَخْرُجَ)).

[الصحيحة: ۱۳۲۹]

سیدنا عصمہ بن مالک خطمی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی جمعہ کی نماز پڑھے تو اس کے بعد اس وقت تک کوئی نماز ادا نہ کرے جب تک کسی سے کلام نہ کر لے یا آگے پیچھے نہ ہو جائے۔“

تخریج: الصحيحة ۱۳۲۹۔ دہلی (۱/۱/۶۳) والطبرانی فی الكبير (۱۸۱/۱۷)

فوائد: یہ حکم صرف جمعہ کی نماز کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ابیعجز احدکم ان يتقدم او يتاخر او عن يمينه او عن شماله في الصلاة) [ابوداؤد] یعنی: کیا تم ایسا کرنے سے عاجز آ گئے ہو کہ (فرض) نماز ادا کرنے کے بعد (نفل نماز پڑھنے کے لئے) آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو جاؤ۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم فرض نماز کے بعد جگہ بدلنے یا کسی سے ہم کلام ہونے کے بعد سنتیں یا نفل نماز ادا کیا کریں۔

باب: نماز میں شک کی بنا پر سجدہ سہو کا وجوب

عیاض بن ہلال کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید سے پوچھا: ایک آدمی نماز تو پڑھتا ہے لیکن وہ (بھول چوک کی وجہ سے) یہ نہیں جانتا کہ کتنی پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھے اور اسے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کتنی پڑھی ہے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔“

باب: وجوب سجدتی السهو للشك

۵۱۴۔ عَنْ عِيَاضِ بْنِ هِلَالٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ: أَحَدُنَا يُصَلِّي فَلَا يَدْرِي كَيْفَ صَلَّى؟ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ كَيْفَ صَلَّى، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)). [الصحيحة: ۱۳۶۲]

تخریج: الصحيحة ۱۳۶۲۔ ابوداؤد (۱۰۲۹) ترمذی (۳۹۶) ابن ماجہ (۱۴۰۳) احمد (۱۲/۳) ومسلم (۵۷۱) من طریق آخر عن

ابی سعید ؓ

فوائد: سابقہ دو احادیث سے پہلے والی حدیث میں اس موضوع پر بحث گزر چکی ہے۔

باب: التزین للصلاة

باب: نماز کے لیے تزئین کرنا، مزین ہونا

۵۱۵۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَلْبَسْ تَوْبِيَّهُ، فَإِنَّ اللَّهَ أَحَقُّ أَنْ تَزَيِّنَ لَهُ)). [الصحيحة: ۱۳۶۹]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی نماز پڑھے تو وہ دو کپڑے پہن لیا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کیلئے زیب و زینت اختیار کی جائے۔“

تخریج: الصحيحة ۱۳۶۹۔ طحاوی (۲۲۱/۱) طبرانی فی الاوسط (۹۳۶۳) بیہقی (۲۳۶/۲)

فوائد: حدیث میں دو کپڑوں سے مراد دو چادریں یا قمیص اور تہبند یا قمیص اور شلوار ہیں۔ دراصل اہل عرب قلت مال کی وجہ سے مخصوص انداز میں ایک چادر لپیٹ کر نماز پڑھ لیتے تھے تو انھیں دو کپڑے پہننے کی ترغیب دلائی گئی۔ عام طور پر ہم لوگ اپنے جسم اور لباس کی صفائی کا خیال رکھے بغیر مسجد میں گھس جاتے ہیں عام کام کاج کے میلے کیلئے کپڑوں میں ہی مسجد میں چلے جانا ہمارا معمول ہے درج بالا اور مندرجہ ذیل فرمودات پر غور و خوض فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے زیب و زینت کا جتنا سامان پیدا کیا ہے خود اللہ تعالیٰ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کے لئے ہی یہ سامان زینت استعمال کیا جائے انہی فرمودات کی روشنی میں سر ڈھانپ کر نماز پڑھنی چاہئے لیکن مساجد میں مروجہ پلاسٹک وغیرہ کی بدنمائوپیوں سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ وہ زینت نہیں ہوتیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يُنِى آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (سورۃ اعراف: ۳۱) یعنی: اے اولادِ آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنی زینت کا اہتمام کیا کرو (یعنی لباس پہن لیا کرو)۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ)۔ یعنی: وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھی کبر (تکبر) ہوگا۔ ایک آدمی نے سوال کیا: آدمی کو یہ پسند ہوتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں (تو اس کا کیا بنے گا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبَرُ يَبْطِرُ الْحَقَّ وَغَمَطُ النَّاسِ)۔ [مسلم] یعنی: یقیناً اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور وہ جمال کو پسند فرماتا ہے کبر کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی حق کو ٹھکرا دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کا حسن و جمال اختیار کرنا اچھے کپڑے اور اچھے جوتے پہننا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے بشرطیکہ وہ اپنے مال و دولت، حسن و جمال، جاہ و منصب، علم و فضل اور حسب و نسب کی وجہ سے اپنے کو برتر اور دوسروں کو کمتر اور حقیر نہ سمجھے۔

باب: وجوب متابعة الامام اذا صلى

باب: بیٹھ کر نماز پڑھانے کی صورت میں امام کی پیروی

جالسا

کا لازم ہونا

۵۱۶۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا)). [الصحيحة: ۱۳۶۳]

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔“

تخریج: الصحيحة ۱۳۶۳۔ ابن ابی شیبہ (۲/۲۲۷) طبرانی فی الکبیر (۱۹/۳۲۲-۳۲۳)

فوائد: اس مسئلہ میں نبی کریم ﷺ سے دو احادیث جو بظاہر متناقض ہیں روایت کی گئی ہیں: (۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (انما جعل الامام ليؤتم به واذا صلى قاعدا فسلوا قعودا اجمعين-) [بخاری، مسلم]۔ یعنی: امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ (۲) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے مرض الموت کے دوران شدت تکلیف کی بنا پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ انھوں نے ایسے ہی کیا، لیکن تھوڑی دیر کے بعد نبی کریم ﷺ کو افاقہ ہوا اور آپ ﷺ دو صحابہ کے سہارے مسجد کی طرف چل پڑے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب آکر بیٹھ گئے۔ اب آپ ﷺ امام تھے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور لوگ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کر رہے تھے۔ اس واقعہ میں نبی کریم ﷺ بیٹھے تھے اور مقتدی کھڑے تھے۔ [بخاری، مسلم] (روایت کا مفہوم پیش کیا گیا) ثابت ہوا کہ شروع میں نبی کریم ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی، اس حال میں کہ لوگ بھی بیٹھے تھے، لیکن وفات سے قبل جو عمل پیش کیا، اس میں آپ ﷺ بیٹھے تھے اور تمام مقتدی کھڑے تھے۔ ان دو احادیث میں بظاہر تضاد اور تناقض ہے مختلف ائمہ اسلام نے جمع و تطبیق کی مختلف صورتیں پیش کی ہیں چند ایک اہم صورتیں کا تذکرہ کر کے راجح مسلک کی نشاندہی کی جائے گی۔ (۱) پہلی یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث منسوخ ہو گئی ہے، لہذا اب صرف وہی صورت باقی ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے۔ (۲) بیٹھ کر نماز پڑھانا نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے آپ ﷺ کے بعد کوئی امام بھی بیٹھ کر نماز نہیں پڑھا سکتا۔ (۳) اگر مقتدی نماز کا آغاز ایسے امام کی اقتداء میں کریں جو شروع سے بیٹھا ہو تو سارے بیٹھ کر نماز پڑھیں گے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور اگر مقتدی کھڑے ہونے والے امام کے پیچھے نماز کی ابتدا کریں لیکن بعد میں کسی عذر کی بناء پر امام کی کیفیت بدل جائے تو مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھیں گے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا تقاضا ہے۔ (۴) دونوں احادیث پر عمل کرنا درست ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جواز پیش کیا گیا ہے، افضل یہی ہے کہ امام کی اقتداء میں مقتدی بیٹھ کر نماز پڑھیں، کیونکہ آپ ﷺ نے اس صورت کا واضح حکم دیا ہے۔ چوتھی صورت ہی راجح ہے (ان شاء اللہ تعالیٰ) کیونکہ اس طرح دونوں پر عمل کرنا ممکن ہو جائے گا۔

باب: اثر الشهادة للميت بالخبر

۵۱۷۔ عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ مَعْوَدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلَّوْا عَلَى الْجَنَازَةِ وَأَتَوْا خَيْرًا، يَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: أَجَزْتُ شَهَادَتَهُمْ فِيمَا يَعْلَمُونَ، وَأَغْفِرُ لَهُ مَا لَا يَعْلَمُونَ)).

[الصحيحه: ۱۳۶۴]

باب: میت کے بارے میں کلمات خیر کہنے کی تاثیر

سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب لوگ میت کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے ان نیکیوں کی بنا پر اپنے بندوں کی شہادت کو نافذ کر دیا جن کو وہ جانتے ہیں اور ان برائیوں کو معاف کر دیا جن کو وہ نہیں جانتے۔“

تخریج: الصحيحه ۱۳۶۳۔ بخاری فی التاريخ الكبير (۳/ ۱۶۸) عقیلی فی الضعفاء (۲/ ۱۲-۱۱)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے امتوں کو یہ شرف بخشا ہے کہ لوگوں کے اچھایا برا ہونے کے بارے میں ان کی شہادت معتبر ہوتی ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک میت کا جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کا تذکرہ خیر کیا، یہ سن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واجب ہو گئی ہے۔ اتنے میں لوگ ایک اور میت کا جنازہ لے کر گزرے، لوگوں نے اس تذکرہ شری کیا (یعنی اس کے قبیح اوصاف بیان

کئے۔) یہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واجب ہو گئی ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے پوچھا کہ کیا واجب ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں نے اس (پہلے) آدمی کا تذکرہ خیر کیا، اس لئے اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور اس (دوسرے) کا تذکرہ شر کیا ہے اس کے حق میں جہنم واجب ہو گئی ہے۔ (دراصل) تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے شاہد اور گواہ ہو۔ (بخاری، مسلم) معلوم ہوا کہ لوگوں کی شہادت اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر ہے بشرطیکہ وہ گواہی شریعت کی روشنی میں نیک اوصاف کی بنا پر ہو اور شہادت دینے والے دیندار لوگ ہوں۔

باب: نماز کے ممنوعہ اوقات کون کون سے ہیں

باب: الاوقات المنهى عن الصلاة

فیہا

سیدنا صفوان بن معطل سلمیٰ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے نبی! میں آپ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہوں جسے آپ جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا، کیا دن اور رات میں کوئی ایسی گھڑی بھی ہے جس میں آپ نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فجر کی نماز پڑھنے کے بعد مزید نماز کی ادائیگی سے طلوع آفتاب تک رکا رہے کیونکہ سورج شیطان کے سیگوں میں طلوع ہوتا ہے۔ جب سورج طلوع ہو جائے تو تو نماز جس میں فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں اور جو قبول بھی ہوتی ہے پڑھ سکتا ہے یہاں تک کہ سورج تیرے سر پر نیزے کی طرح کھڑا ہو جائے (یعنی زوال کا وقت شروع ہو جائے) یہ ایسی گھڑی ہے جس میں جہنم کو گرم کیا جاتا ہے اور اس کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جب سورج ڈھل جائے تو تو عصر تک نماز پڑھ سکتا ہے اس نماز میں بھی فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ بھی قبول کی جاتی ہے۔ پھر عصر سے غروب آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھے۔“

۵۱۸۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ الْمُعْطَلِ السَّلْمِيِّ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي أَسْأَلُكَ عَمَّا أَنْتَ بِهِ عَلِيمٌ، وَأَنَا بِهِ جَاهِلٌ، مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سَاعَةً تَكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَأَمْسِكَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بِقَرْنَيْ شَيْطَانٍ [فَإِذَا طَلَعَتْ فَصَلِّ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَحْضُورَةٌ وَمُتَقَبَّلَةٌ، حَتَّى تَعْدَلَ عَلَى رَأْسِكَ مِثْلَ الرُّمْحِ، فَإِذَا اعْتَدَلَتْ عَلَى رَأْسِكَ، فَإِنَّ تِلْكَ السَّاعَةَ تُسَجَّرُ فِيهَا جَهَنَّمُ، وَتُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُهَا حَتَّى تَزُولَ عَنْ حَاجِبِكَ الْأَيْمَنِ، فَإِذَا زَالَتْ عَنْ حَاجِبِكَ الْأَيْمَنِ فَصَلِّ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَحْضُورَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ] ثُمَّ دَعِ الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ)) [الصحیحة: ۱۳۷۱]

تخریج: الصحیحة ۱۳۷۱۔ احمد (۳۱۲/۵) حاکم (۵۱۸/۳) وابن ماجہ (۱۲۵۲) من حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما قال: سائل صفوان تذکرہ

فوائد: حدیث مبارکہ میں تین معینہ اوقات کے علاوہ دن اور رات کی ہر گھڑی میں نفل نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہاں علی الاطلاق بعد از نماز عصر نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے لیکن اس سے پہلے اسی باب میں دو مقامات پر اس کی تفصیل

گزر چکی ہے۔

ضرورت کے تحت نماز پڑھنے والا کہاں تھو کے

طارق بن عبد اللہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جب تو نماز پڑھے تو اپنے سامنے تھوک، نہ ہی دائیں طرف تھوک بلکہ اگر بائیں جانب خالی ہے تو ادھر تھوک وگرنہ اپنے قدموں تلے تھوک کر اس کو مل دے۔

ابن یصق المصلی بالضرورة؟

۵۱۹۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا صَلَّيْتَ فَلَا تَبْصُقْ بَيْنَ يَدَيْكَ، وَلَا عَنْ يَمِينِكَ، وَلَكِنْ أَبْصُقْ تَلَفَاءَ شِمَالِكَ إِنْ كَانَ فَارِغًا وَإِلَّا فَتَحْتَ قَدَمَيْكَ وَأَذْلَكَهُ)).

[الصحيحة: ۱۲۲۳]

تخریج: الصحيحة ۱۲۲۳۔ نسائی (۷۲۷) ترمذی (۵۷۱) احمد (۳۹۶/۱) حاکم (۲۵۶/۱) بیہقی (۲/۲۹۲)

ابو ہریرہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جب تم میں سے کوئی ایک نماز کے لیے کھڑا ہو تو وہ اپنے سامنے نہ تھو کے کیونکہ جتنی دیر وہ نماز میں ہوتا ہے اپنے رب سے سرگوشیاں کر رہا ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے دائیں تھو کے کیونکہ اُس کے دائیں فرشتہ ہوتا ہے۔ اپنی بائیں طرف تھو کے یا پاؤں تلے تھوک کر اُسے دفن کر دے۔

۵۲۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ، فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ، فَإِنَّمَا يَنَاجِي اللَّهَ مَا دَامَ فِي الصَّلَاةِ، وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكًا، وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ قَبْلَ فَنَاهَا)). [الصحيحة: ۳۹۷۴]

تخریج: الصحيحة ۳۹۷۴۔ بخاری (۴۱۲) احمد (۳۱۸/۲) ابن حبان (۱۷۸۳) عبد الرزاق (۱۶۸۶)

فوائد: مذکورہ بالا دونوں احادیث میں مسئلہ کی پوری وضاحت اور وجوہات بیان کی گئی ہیں، لیکن موجودہ دور میں مساجد کا ماحول اور صورتحال دور نبوی سے مختلف ہے کیونکہ قالین یا فرش وغیرہ میں تھوک کو دفن کرنا ناممکن ہے۔ لہذا جہاں مسجد چکی نہ ہو وہاں سیدنا ابو ہریرہ ؓ کی اس حدیث پر عمل کرنا چاہئے جس میں نبی کریم ﷺ نے کپڑے میں تھوک کر اس کو مل دینے کی تعلیم دی ہے تاکہ تھوک روکنے کی تکلیف بھی نہ ہو اور مسجد کی طہارت میں بھی خلل نہ آئے۔ سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: گویا کہ میں اب بھی نبی کریم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں جب آپ ﷺ کپڑے میں تھوک کر اسے مل رہے تھے۔ (مسلم)

۵۲۱۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ أَوْ قَالَ الرَّجُلُ فِي صَلَاتِهِ يُقْبِلُ اللَّهَ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ، فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ فِي قَبْلَتِهِ، وَلَا يَبْزُقَنَّ عَنْ يَمِينِهِ فَإِنَّ كَاتِبَ الْحَسَنَاتِ عَنْ يَمِينِهِ وَلَكِنْ لِيَبْزُقَنَّ عَنْ يَسَارَةٍ)). [الصحيحة: ۱۰۶۲]

تخریج: الصحيحة ۱۰۶۲۔ محمد بن نصر المروزی فی الصلاة (۱۲۲)

سیدنا حذیفہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے چہرے کے ساتھ اس پر متوجہ ہوتے ہیں اس لئے نمازی اپنے سامنے نہ تھو کے اور دائیں جانب بھی نہ تھو کے کیونکہ نیکیاں لکھنے والا فرشتہ دائیں طرف ہوتا ہے۔ اسے بائیں جانب تھوک لینا چاہئے۔“

فوائد: پچھلی حدیث میں مسئلہ کی وضاحت کی جا چکی ہے نمازی کو اپنے مقام و مرتبہ پر غور کرنا چاہئے کہ جب وہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے چہرے کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے سرگوشیاں کر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے اسے چاہیے کہ وہ مکمل انتہاک اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرے۔

ومن نس الامام في ركعتين

۵۲۲۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا قَامَ الْإِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَإِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوِيَ قَائِمًا، فَلَا يَجْلِسَ وَيَسْجُدَ سَجْدَتَيِ السُّهُوِّ)).

[الصحيحة: ۳۲۱]

امام کا دو رکعت میں (تشہد) بھول جانے کا بیان
سیدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب امام (بھول جائے اور تشہد کے لئے بیٹھنے کے بجائے) دو رکعتوں کے بعد کھڑا ہونا شروع ہو جائے اگر اسے سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ جائے تو بیٹھ جائے اور اگر سیدھا کھڑا ہو جائے تو (تیسری رکعت جاری رکھے اور تشہد کے لئے) نہ بیٹھے اور (درمیانہ تشہد رہ جانے کی وجہ سے سلام سے پہلے) دو سجدے کر لے۔“

تخریج: الصحيحة ۳۲۱۔ ابو داؤد (۱۰۳۶) ابن ماجہ (۱۳۰۸) احمد (۲/۲۵۳، ۲۵۴) بیہقی (۲/۲۳)

فوائد: اسی حدیث کے بعض طرق سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر اسے سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ جاتا ہے اور وہ بیٹھ جاتا ہے تو سہو کے سجدے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ معلوم ہوا کہ معمولی بھول چوک پر سہو کے سجدے نہیں کئے جاتے۔ اس موضوع پر تفصیلی بحث پہلے ہو چکی ہے۔

أهمية القيام لصاحب القرآن

۵۲۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَامَ صَاحِبُ الْقُرْآنِ قَرَأَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ذَكَرَهُ، وَإِنْ لَمْ يَقُمْ بِهِ نَسِيَهُ)).

[الصحيحة: ۵۹۷]

صاحب قرآن کے لیے قیام کی اہمیت کا بیان
سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب صاحب قرآن رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کر کے قرآن مجید پڑھتا ہے تو اسے قرآن یاد رہتا ہے، ورنہ قیام نہ کرنے کی صورت میں بھول جاتا ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۵۹۷۔ ابن نصر المروزی فی قیام اللیل (ص: ۷۳) و مسلم (۴۸۹/۲۲۷) نسائی فی الکبریٰ (۸۰۳۳) مطولاً
فوائد: روئے زمین پر قرآن مجید واحد کتاب ہے جو ختم ہونے کے باوجود لفظ بلفظ حفظ کر لی جاتی ہے، لیکن اس نعمت عظمیٰ سے متصف رہنے کے لئے حافظ قرآن کو کچھ پابندیوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے سب سے مشکل پابندی یہ ہے کہ وہ رات کی نماز میں قرآن مجید کا دور کیا کرے، یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے کے بعد تقریباً تمام حفاظ کرام قرآن مجید یاد ہوتا ہے، کیونکہ وہ قیام اللیل میں دور کر چکے ہوتے ہیں۔ لہذا حافظ قرآن کو چاہئے کہ جہاں انھوں نے محنت و مشقت کر کے قرآن مجید حفظ کیا ہے وہاں اپنے حفظ کو برقرار رکھنے کے لئے ہر ممکنہ تدبیر کیا کریں بالخصوص اپنے آپ کو نیک ماحول میں ڈھال کر اور تہجد کی نماز ادا کر کے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حافظ قرآن کی مثال اس اونٹ کی طرح ہے جس کے گھٹنے کوری سے باندھ دیا گیا ہو اب اگر مالک نے اس رسی کا خیال رکھا تو اونٹ اس کے قابو میں رہے گا اور اگر رسی کو کھول دیا تو وہ بھاگ جائے گا۔ [بخاری، مسلم]

امام ساتھ آمین کہنے کی فضیلت کا بیان

فضل التأمین مع الامام

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھ کر آمین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی امام کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“

۵۲۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَأَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمَّنُوا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَوَمَّنُ عَلَى دُعَائِهِ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينَهُ الْمَلَائِكَةَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

[الصحيحه: ۲۵۳۴]

تخریج: الصحيحه ۲۵۳۳۔ ابویعلیٰ (۵۸۷۳) و بخاری (۶۳۰۲) و ابن ماجہ (۸۵۱) من طریق سفیان بمعناه
فوائد: نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد ”آمین“ کہنے کی اہمیت عیاں ہو رہی ہے، نیز اس حدیث سے امام کا آواز بلند آمین کہنا ثابت ہو رہا ہے درج ذیل احادیث کی روشنی میں مقتدی اور امام دونوں کو جہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہنی چاہئے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَا حَسَدْتُكُمْ الْيَهُودَ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدْتُكُمْ عَلَى آمِينَ، فَاتَّخِذُوا مِنْ قَوْلِ آمِينَ۔ (ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ) ”یہودی جس قدر آمین سے چڑتے ہیں اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے لہذا تم کثرت سے آمین کہنا۔“ سیدنا وائل بن حجر ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کے بعد بلند آواز سے ”آمین“ کہتے تھے۔ (ابوداؤد ترمذی) امام ابو حنیفہؒ کے استاد امام عطاء بن ابورباہؒ کہتے ہیں: میں نے دو صحابہؓ کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتا تو سب بلند آواز سے ”آمین“ کہتے۔ (بیہقی، نعیم حجر) کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز پڑھائی۔ پھر نعیم اس طریقے کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انھوں نے آمین کہی اور جو لوگ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے انھوں نے بھی آمین کہی۔ (نسائی)

نفلی نماز گھر میں پڑھنے کی فضیلت کا بیان

فضل الصلاة التطوع في البيت

سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی مسجد میں اپنی نماز مکمل کر لے تو اسے چاہئے کہ وہ کچھ نماز گھر میں بھی پڑھے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں خیر و برکت نازل فرمائے گا۔“

۵۲۵۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِهِ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيبًا مِنْ صَلَاتِهِ، فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرًا)). [الصحيحه: ۱۳۹۲]

تخریج: الصحيحه ۱۳۹۲۔ مسلم (۷۷۸) ابن ماجہ (۱۳۷۶) احمد (۳/۵۹/۳۱۶)

فوائد: گھر میں نفل نماز کی ادائیگی اور تلاوت قرآن سے رحمت و برکت میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ حدیث کی روشنی میں جس گھر میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اہتمام نہیں کیا جاتا اسے قبر سے تشبیہ دی گئی ہے مزید وضاحت اس باب کی گیارہویں حدیث میں گزر چکی ہے۔

التشهد في كل ركعتين

۵۲۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا لَا نَذَرِي مَا نَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، غَيْرَ أَنْ نُسَبِّحَ، وَنُكَبِّرَ، وَنُحَمِّدَ رَبَّنَا، وَإِنَّ مُحَمَّدًا عَلَّمَهُ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهُ، فَقَالَ: ((إِذَا قَعَدْتُمْ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ! وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. ثُمَّ لِيَتَخَيَّرَ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ)). [الصحيحة: ۸۷۸]

ہر دو رکعت میں تشهد ہے
سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں: ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ (نماز میں جب) دو رکعتوں (کے بعد بیٹھیں تو) کیا کہیں، اتنا ضرور ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تکبیر اور تحمید بیان کرتے رہتے تھے۔ (بے شک) محمد رسول اللہ ﷺ نے خیر و بھلائی کی ابتدا و انتہا کی تعلیم دی۔ چنانچہ (ایک دن) آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم دو رکعتوں کے بعد بیٹھو تو کہو: تمام، قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ماسوائے اللہ کوئی معبود و حق نہیں ہے اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (یہ تشهد پڑھنے کے بعد) ایسی دعاؤں کا انتخاب کرے جو اسے پسند ہوں۔“

تخریج: الصحيحة ۸۷۸۔ نسائی (۱۱۶۳) احمد (۱/۳۳۷) طبرانی فی الکبیر (۹۶۱۲) ابن خزیمہ (۷۲۰)

فوائد: تشهد یعنی ”التحیات للہ“ کے جو الفاظ اب ہم ادا کرتے ہیں یہ ابتداء اسلام میں مشروع نہیں تھے بعد میں فرض ہوئے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دو رکعتوں کے بعد والے درمیانے تشهد میں بھی نمازی اپنی پسندیدہ اور مختار دعائیں کر سکتا ہے۔ نیز پہلے تشهد میں درود پڑھنا بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ (نسائی) ہمیں معلوم نہیں کہ بعض احباب نے سختی سے اس تشهد میں دعا اور درود پڑھنے سے کیوں روک دیا ہے؟

من وصایا رسول اللہ ﷺ

۵۲۷۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: عِظْنِي وَأَوْجِرْ، فَقَالَ: ((إِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ، فَصَلِّ صَلَاةَ مُؤَدِّعٍ وَلَا تَكَلِّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ غَدًا وَاجْمِعِ الْإِيَّاسَ مِمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ)).

رسول اللہ ﷺ کی قیمتی وصیتیں

سیدنا ابویوب انصاری ؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے کوئی بلغ و مختصر نصیحت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو نماز ادا کرے تو الوداعی نماز کچھ ادا کر اور ایسا کلام مت کر جس سے تجھے کل معذرت کرنا پڑے نیز جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے ناامید (اور غنی) ہو جا۔“

[الصحيحة: ۴۰۱]

تخریج: الصحيحة ۳۰۱۔ ابن ماجہ (۳۱۷۱) احمد (۵/۳۱۲) ابونعیم فی الحلیۃ (۱/۳۶۲)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے تین نصیحتوں میں پوری زندگی کا سکون جمع کر دیا ہے۔ کوئی بشر اپنی موت سے آگاہ نہیں ہے اس لئے

اسے چاہئے کہ وہ ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ انتہائی خوبصورت انداز میں ادا کرے کہ اس نماز کے بعد اس کو موت آجائے تو وہی نماز اس کی نجات کے لئے کافی ہو جائے۔ دوسری نصیحت میں شارع رحمہ اللہ نے زبان کی حفاظت کی تعلیم دی ہے تاکہ بعد میں کسی قسم کی شرمندگی اور ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ یہ زبان ہی ہے جس سے آدمی کی شخصیت عیاں ہوتی ہے۔ اگر زبان میں وقار ہے تو پورے وجود میں سنجیدگی ہوگی اور اگر زبان ہر چراگاہ میں چرنے کی عادی ہو تو جسم بھی بے حیا ہو جاتا ہے۔ تیسری نصیحت میں آپ ﷺ نے لالچ اور حرص جیسی صفات سے گریز کرنے کی تلقین کی ہے کیونکہ ان قبیح صفات کی وجہ سے انسان میں کمینگی اور گھٹیا پن پیدا ہو جاتا ہے جو اس کے مقام و مرتبہ کو جانوروں سے بھی گھٹا دیتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور اسے رازق سمجھے لوگوں کے مال و دولت پر نگاہ نہ رکھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی فاقہ میں مبتلا ہو جائے اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرے تو اس کا فاقہ ختم نہیں ہوگا اور جو آدمی اس کا اظہار اللہ تعالیٰ کے سامنے کرے تو اللہ تعالیٰ اسے رزق عطا فرمائے گا وہ جلد ہو یا دیر۔ [ابوداؤد ترمذی]

امام سے آگے بڑھنے کی حرمت کا بیان

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم ادائیگی نماز کے لئے (کسی امام کی اقتدا میں) کھڑے ہو جاؤ تو رکوع و سجود کرنے میں امام سے پہل نہ کرو بلکہ وہ تم سے پہل کرے گا۔“

تحريم السبق من الإمام

۵۲۸۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا تَسْبِقُوا قَائِدَكُمْ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَلَكِنْ هُوَ يَسْبِقُكُمْ)). [الصحيحه: ۱۳۹۳]

تخریج: الصحيحه ۱۳۹۳۔ البزار (الكشف: ۴۷۳) (والبحر الزخار: ۳۶۱۵) طبرانی فی الكبير (۷۰۳۶)

فوائد: کسی کو امام تسلیم کرنے کا اولین تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اس کی مکمل پیروی کی جائے نبی کریم ﷺ نے متنبہ فرمایا: (اما بعضی الذی یرفع راسه قبل الامام ان يحول الله راسه راس حمار) [بخاری مسلم] یعنی: ”جو شخص امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سر بنا دے؟“ مقتدیوں کو چاہئے کہ رکوع و سجود کے جھکنے یا سر اٹھانے میں نہ امام سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور نہ اس کے ساتھ ساتھ چلیں بلکہ امام کی اقتدا میں اس کے پیچھے پیچھے چلیں جیسا کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے جب آپ ﷺ ”سمع الله لمن حمده“ کہتے تو ہم میں کوئی بھی سجدہ کے لئے اس وقت تک اپنی کمر نہیں جھکاتا تھا جب تک نبی کریم ﷺ اپنی پیشانی مبارک زمین پر نہ رکھ دیتے۔ [بخاری مسلم]

باب: نماز عشاء کا وقت

باب: وقت صلاة العشاء

جہیہ قبیلہ کا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میں عشا کی نماز کب پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز عشا اس وقت ادا کر جب رات ہر وادی کے پیٹ کو بھر دے (یعنی جب رات پوری وادی پر چھا جائے)۔“

۵۲۹۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: مَتَى أُصَلِّيُ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ؟ قَالَ: ((إِذَا مَلَأَ اللَّيْلُ بَطْنَ كُلِّ وَادٍ فَصَلِّ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ)). [الصحيحه: ۱۵۲۰]

تخریج: الصحيحه ۱۵۲۰۔ احمد (۳۵۶/۵) ابن ابی شیبہ (۳۳۱/۱) بخاری فی التاريخ (۲۳/۶)

فوائد: نماز عشاء کا وقت شفق (سرخ) کے غائب ہونے سے شروع ہوتا ہے اور نصف رات تک جاری رہتا ہے نہ کہ طلوع فجر تک۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب اندھیرا چھا جائے اور ایسا غروب شفق کے بعد ہی ہوتا ہے۔ لہذا نماز عشاء کی ابتدا کا اصل کلیہ غروب شفق ہے۔

باب: خطبہ جمعہ سننے کے آداب

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”اگر جمعہ کے روز کسی کو مسجد میں اونگھ آنے لگے تو وہ اپنی جگہ بدل لے۔“

باب: من ادب خطبة الجمعة

۵۳۰۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَحْوِلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ إِلَى غَيْرِهِ)). [الصحيحه: ۴۶۸]

تخریج: الصحيحه ۳۶۸۔ ابوداود (۱۱۱۹) ترمذی (۵۲۶) احمد (۲۲/۲) حاکم (۲۹۱/۱)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ خطبہ کے دوران آدمی کو سستی اور کالی سے گریز کرنا چاہئے تاکہ خطبہ کے سننے میں کوئی خلل پیدا نہ ہو۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔“

۵۳۱۔ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَتَحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَاسْتُجِيبَ الدُّعَاءُ)). [الصحيحه: ۱۴۱۳]

تخریج: الصحيحه ۱۴۱۳۔ ابوداود طیالسی (۲۱۰۶) ابویعلیٰ (۳۱۰۹) خطیب فی التاريخ (۲۰۳/۸) ابونعیم فی الحلیۃ (۳۰۸/۶)

فوائد: شعار اسلام اذان کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے ہمیں چاہئے کہ مکمل توجہ انہماک اور صدق دل سے اذان کے کلمات کا جواب دیں اور ان کے سچ اگر موقع ملے تو دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی پر مشتمل دعائیں بھی کریں۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر نماز میں کسی کی ہوا نکل جائے تو وہ چلا جائے اور وضو کرے۔“

۵۳۲۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ رِيحًا فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ)). [الصحيحه: ۱۴۱۴]

تخریج: الصحيحه ۱۴۱۴۔ طبرانی فی الاوسط (۲۱۵۱-۲۱۵۵) والصغیر (۱۴۲/۱)

فوائد: اگر نماز کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کر کے مکمل نماز دوبارہ ادا کرنا چاہئے کیونکہ وضو نماز کے لئے شرط ہے۔

باب: رکوع میں ملنے سے رکعت کا ملنا

سیدنا ابن مغفل مزینی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم امام کو سجدہ کی حالت میں پاؤ تو اس کے ساتھ سجدہ کرو اگر رکوع

باب: ادراك الركعة بادرارك الركوع

۵۳۳۔ عَنْ ابْنِ مَغْفَلٍ الْمَزِينِي، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا وَجَدْتُمْ الْإِمَامَ سَاجِدًا

فَاسْجُدُوا أَوْ رَاكِعًا فَارْكَعُوا، أَوْ قَائِمًا
فَقُومُوا، وَلَا تَعْتَدُوا بِالسُّجُودِ إِذَا لَمْ تُدْرِكُوا
الرُّكْعَةَ)). [الصحيحہ: ۱۱۸۸]

کی حالت میں پاؤ تو اس کے ساتھ رکوع کرو اور اگر قیام کی حالت میں پاؤ تو اس کے ساتھ قیام شروع کرو لیکن جب تک رکوع نہ ملے اس وقت تک سجدوں کا کوئی اعتبار نہ کرو۔“

تخریج: الصحيحہ ۱۱۸۸۔ اسحاق المروزی فی مسائل احمد و اسحاق (۱/۱۲۷) بیہقی (۲/۸۹)

فوائد: ہر نمازی وہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد اس کے لیے سورۃ فاتحہ کا ہر نماز میں تلاوت کرنا فرض ہے جیسا کہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَفْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)۔ [بخاری، مسلم] یعنی: ”جس شخص نے (نماز میں) سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں۔“ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (کنا خلف النبی ﷺ فی صلوة الفجر فقرأ رسول الله ﷺ فنقلت عليه القراءة فـ فلما فرغ قال: لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُونَ وَخَلْفَ إِمَامِكُمْ؟) قُلْنَا: نَعَمْ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ قَالَ ﷺ: لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَفْرَأْ بِهَا) [ابوداؤد ترمذی] یعنی: ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز فجر ادا کر رہے تھے جب آپ ﷺ نے نماز میں قراءت کی تو آپ ﷺ پر قراءت بھاری ہو گئی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: شاید تم اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو؟ ہم نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے نہ کیا کرو ہاں سورۃ فاتحہ پڑھنی ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یاد رہے کہ اس حدیث کے راوی سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے قائل اور فاعل تھے۔ [کتاب القراءة للبیہقی] اور فقہ حنفی میں یہ قانون مسلم ہے کہ راوی اپنی روایت کو زیادہ سمجھتا ہے۔ جیسا کہ علامہ عینی حنفی نے لکھا: الصحابی الراوی اعلم بالمقصود۔ یعنی حدیث کو روایت کرنے والے صحابی اپنی روایت کے مقصود کو سب سے بڑھ کر سمجھنے والے ہوتے ہیں۔ [عمدة القاری] نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَفْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ، تَلَاخًا، غَيْرُ تَمَامٍ.....)۔ [مسلم] ”جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت نہ کی تو وہ نماز ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے مکمل نہیں ہے۔“ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (تو پھر کیسے پڑھیں؟) انھوں نے کہا: دل میں تلاوت کر لیا کرو۔ معلوم ہوا کہ اس حدیث کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فاتحہ خلف الامام کا فتویٰ دیتے تھے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اہل ظاہر امام ابن خزیمہ اور امام بخاری وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ جب تک قیام اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت نہیں ہو گئی رکعت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ امام البانیؒ جو رکوع ملنے پر رکعت کے معتبر ہونے کے قائل ہیں نے سیدنا ابن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح میں ذکر کر کے صحیح قرار دیا ہے لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے۔ اور جن مرفوع احادیث کو بطور شواہد پیش کیا ہے وہ بھی ضعیف ہیں یا غیر واضح ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

قیس بن طلق اپنے باپ طلق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم چھ افراد وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف نکلے پانچ کا تعلق قبیلہ بنو حنیفہ سے تھا اور ایک کا بنو ضعیفہ بن ربیعہ سے تھا۔ ہم آپ ﷺ کے پاس پہنچے آپ ﷺ کی بیعت کی اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ ہم نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ہماری زمین میں ایک گرجا

۵۳۴۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: خَرَجْنَا سِتَّةً وَقَدَأَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَمْسَةٌ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي ضَبْيَعَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَبَايَعَنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّ بَارِضَنَا بَيْعَةٌ لَنَا، وَاسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ

فَضَّلَ طَهُورَهُ، فَذَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ، وَمَضْمَضَ، ثُمَّ صَبَّ لَنَا فِي إِدَاوَةٍ، ثُمَّ قَالَ: ((اَذْهَبُوا بِهَذَا الْمَاءِ، فَإِذَا قَدِمْتُمْ بَلَدَكُمْ فَاسْكِرُوا بِعَتِكُمْ وَأَنْصَحُوا مَكَانَهَا مِنْ هَذَا الْمَاءِ وَاتَّخِذُوا مَكَانَهَا مَسْجِدًا)) فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الْبَلَدُ بَعِيدٌ، وَالْمَاءُ يَنْشَفُ، قَالَ: فَأَمِدُّوهُ مِنَ الْمَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَزِيدُهُ إِلَّا طَيِّبًا. فَخَرَجْنَا فَتَشَاحَنَّا عَلَى حَمْلِ الْإِدَاوَةِ، أُنَيْنَا يَحْمِلُهَا فَجَعَلَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَوْبًا بَيْنَنَا، لِكُلِّ رَجُلٍ مِنَّا يَوْمًا وَلَيْلَةً، فَخَرَجْنَا بِهَا حَتَّى قَدِمْنَا بَلَدَنَا، فَعَمِلْنَا الَّذِي أَمَرْنَا، وَرَاحِبُ الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ طَيِّبٍ فَنَادَيْنَا بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ الرَّاهِبُ: دَعُوهُ حَقٌّ ثُمَّ هَرَبَ فَلَمْ يُرْعَدْ. [الصحيحة: ١٤٣٠]

ہے (ہم اسے مسجد بنانا چاہتے ہیں اسی لئے) ہم نے آپ ﷺ سے وضو کا بچا ہوا پانی طلب کیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوا یا وضو کیا اور کھلی کی پھر وہ پانی ایک برتن میں اٹھایا اور ہمیں دے دیا پھر فرمایا: ”یہ پانی لے کر چلے جاؤ جب تم اپنے ملک میں پہنچو تو گر جا گھر کو گرد و وہاں یہ پانی چھڑکو اور اسی جگہ پر مسجد بنا لو۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا ملک بہت دور ہے اس لئے پانی خشک ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس میں دوسرا عام پانی ملائے جانا وہ اس کی پاکیزگی میں اضافہ ہی کرے گا۔“ ہم نکل پڑے لیکن پانی والے برتن کو اٹھانے کے بارے میں جھگڑنے لگے (یعنی کوئی دوسرے کو دینے کے لئے تیار نہیں تھا) آپ ﷺ نے باریاں مقرر کر دیں کہ ہر آدمی ایک رات اور دن اٹھائے گا۔ (بالآخر) ہم نکل پڑے حتیٰ کہ اپنے ملک میں پہنچ گئے ہم نے وہاں وہی کیا جو آپ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ طے قیلے کا ایک پادری تھا جب ہم نے اذان دی تو اس نے کہا: یہ دعوت حق ہے۔ (اس اقرار کے بعد) وہ کہیں بھاگ گیا اور اس کے بعد نظر نہ آیا۔

تخریج: الصحيحة ۱۳۳۰۔ نسائی (۷۰۲) احمد (۲۳/۳) ابن حبان (۱۶۰۲) وقد تقدم برقم (۳۹۰) من هذا الكتاب فوائد: یہ حدیث اس باب کی سولہویں حدیث ہی ہے۔

باب: نماز منجگانہ تمام گناہوں کے کفارے کا باعث

ہے

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی کے معن کے پاس سے ایک نہر گزرتی ہو اور وہ ہر روز اس میں پانچ دفعہ غسل کرتا ہو تو کیا کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟“ صحابہ نے کہا: ذرا برابر (میل باقی) نہیں رہے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نمازین“ گناہوں کو ایسے مٹا دیتی ہیں جیسے پانی میل کو ختم کر دیتا ہے۔“

باب: تكفير الصلوات الخمس

للذنوب كلها

۵۳۵۔ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ بِفَنَاءٍ أَحَدُكُمْ نَهْرٌ يَجْرِي، يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلُّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، مَا كَانَ يَبْقَى مِنْ ذَنْبِهِ؟ قَالُوا: لَا شَيْءَ، قَالَ: إِنَّ الصَّلَوَاتِ تَذْهَبُ الذُّنُوبَ كَمَا يَذْهَبُ الْمَاءُ الدَّرَنَ)). [الصحيحة: ۱۶۱۴]

تخریج: الصحيحة ۱۶۱۴۔ احمد (۷۱/۱) ابن ماجہ (۱۳۹۷) ابن نصر فی الصلاة (۸۵۸۳) والضياء فی المختارة (۳۱۷/۳۱۸)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے نماز کی فضیلت و عظمت سمجھانے کے لئے محسوس چیز کی مثال دے کر ہمتیوں کے ذہن کو غیر محسوس چیز کی طرف منتقل کرنا چاہا ہے یعنی نہانے سے میل پکیل کے صاف ہو جانے کو ہر کوئی محسوس کرتا ہے یہ معاملہ نماز کا ہے کہ اس کی وجہ سے نمازی کی روح سے گناہوں کی نجاست دور ہو جاتی ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الصلوات الخمس، والجمعة إلى الجمعة، كفارة لما بينهن، ما لم يغش الكبائر)۔ [مسلم] یعنی: پانچ نمازوں (میں سے ہر نماز دوسری نماز تک) اور ہر جمعہ دوسرے جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ ذہن نشین رہے کہ اس حدیث کا یہ مفہوم بھی ہے کہ جو انسان سات آٹھ دنوں تک یا تیس اکتیس دنوں تک یا کئی مہینوں تک غسل نہیں کرتا اس کی ظاہری کیفیت کیا ہوتی ہے؟ ہر کوئی بخوبی سمجھتا ہے کہ نجاست اور میل پکیل سے اس قدر تھرا ہوا ہو گا کہ اس سے کراہت آئے گی اسی طرح جو آدمی کچھ دنوں تک یا کئی مہینوں تک نماز کی ادائیگی سے غافل رہتا ہے وہ روحانی طور پر اتنا نجس اور گندا ہو جاتا ہے کہ اس کے چہرے سے نحوست ٹپک رہی ہوتی ہے۔

ظہر سے پہلے چار رکعات کی فضیلت کا بیان

فضل اربع رکعات قبل الظهر

ابو صالح مرفوعاً اور مسلاً دونوں طرح بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز ظہر سے قبل چار سنتیں، سحری کے وقت کی نماز کے برابر ہو جاتی ہیں۔“

۵۳۶۔ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَرْفُوعاً مُرْسَلًا: ((أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ يُعْدِلُنَّ بِصَلَاةِ السَّحْرِ)).
[الصحيحة: ۱۴۳۱]

تخریج: الصحيحة ۱۴۳۱۔ ابن ابی شیبہ (۲/ ۱۹۹) مرسلًا، ابواحمد العدل فی الفوائد (ق ۲/ ۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً، ابن نصر المروزی فی قیام اللیل (ص: ۷۸) والترمذی من حدیث عمر رضی اللہ عنہ۔

فوائد: ظہر سے قبل چار رکعت نفل (جنہیں عام طور پر سنتیں کہا جاتا ہے) پڑھنا مسنون ہیں اس حدیث میں ان کی فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے سحری کے وقت کی نماز تہجد سے تشبیہ دی گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ سحری کے وقت کی نماز انتہائی افضل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۖ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝﴾ (سورہ زاریات: ۱۵، ۱۸) ترجمہ: ”بیشک پرہیزگار لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے۔۔۔۔۔ (ان کی صفات یہ ہیں کہ) وہ رات کو کم سوتے ہیں اور سحریوں کے وقت بخشش طلب کرتے ہیں۔“ ارشاد نبوی ہے: لوگو! سلام کو عام کرو (لوگوں کو) کھانا کھاؤ جب لوگ رات کو سو رہے ہوں تو نماز (تہجد) پڑھو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ [ترمذی] سحری کے وقت کی فضیلت و عظمت کا اندازہ لگا نہیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہو کر کہتے ہیں: کوئی ہے جو مجھے پکارے تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے تاکہ میں اس کو عطا کر دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تاکہ میں اس کو بخش دوں۔“ (بخاری، مسلم) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيَ لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثِينَ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)۔ [مسلم] ترجمہ: جو مسلمان ہر روز اللہ تعالیٰ کے لئے بارہ (۱۲) رکعت نفلی نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیں گے۔ ترمذی کی روایت کے مطابق ان بارہ رکعات کی تفصیل یہ ہے: فجر سے پہلے دو ظہر سے پہلے چار اور اس کے

بعد دو مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو۔ ان بارہ رکعات میں ظہر سے پہلے والی چار سنتیں بھی داخل ہیں۔ سیدہ ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ) [ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ] ترجمہ: ”جو شخص باقاعدگی سے ظہر سے پہلے چار اور اس کے بعد چار رکعتیں ادا کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ اسے آتش جہنم کے لئے حرام کر دے گا۔“ لہذا ہمیں چاہئے کہ پہلی فرصت میں فرض نمازوں کا اہتمام کریں اور اس کے بعد ان سے پہلے اور بعد والی سنتوں کا۔

باب: الامر بالتحیة فی خطبة الجمعة

باب: خطبہ جمعہ کے دوران تحیۃ المسجد کی تاکید

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سلیک غطفانی جمعہ کے روز مسجد میں داخل ہوا، آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ”دو رکعتیں پڑھ لے اور دوبارہ ایسے نہیں کرنا۔“ یعنی نماز جمعہ کے لیے آنے میں تاخیر نہیں کرنی۔ (جابر رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں کہ اس نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر بیٹھ گیا۔

۵۳۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ((دَخَلُ سَلِيكَ الْغُطَفَانِيُّ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ يُخْطِبُ النَّاسَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ: ((ارْكَعْ رَكَعَتَيْنِ، وَلَا تَعُودَنَّ لِمِثْلِ هَذَا)). يَعْزِي التَّأَخِيرَ فِي الْمَجِيءِ إِلَى الْجُمُعَةِ. قَالَ: فَرَكَعَهُمَا ثُمَّ جَلَسَ.))

[الصحيحة: ۲۸۹۳، ۴۶۶]

تخریج: الصحيحة ۲۸۹۳، ۴۶۶ ابن حبان (۲۵۰۳) دارقطنی (۱۶/۲)

فوائد: نماز ظہر سے پہلے چار سنتیں مسنون ہیں جیسا کہ سابقہ حدیث میں گزر چکا ہے، لیکن نماز جمعہ سے پہلے کوئی معین سنتیں نہیں ہیں البتہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے آپ ﷺ نے نمازی کو اس کی مرضی کے مطابق نفل نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ [بخاری] اور جمعہ کے بعد دو [بخاری] مسلم [یا چار] مسلم [سنتیں ادا کرنا مسنون ہیں۔ اس حدیث میں سلیک غطفانی کو جن دو رکعتوں کے پڑھنے کا حکم دیا جا رہا ہے وہ تحیۃ المسجد ہیں۔ دو رکعتوں کا حکم دینے کے بعد نبی کریم ﷺ نے خطبہ جمعہ میں تاخیر سے آنے سے منع فرمایا ہے سیدنا سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خطبہ میں حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا کرؤ (خواہ خواہ تاخیر کرنے سے بچو) کیونکہ آدمی (اپنی غفلت کی بنا پر) اس قسم کی تاخیر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے جنت سے موخر کر دیا جاتا ہے اگرچہ اس نے داخل بھی ہونا ہو۔ [صحیحہ: ۳۶۵] اس حدیث میں اور دوسری احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کے دوران دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے معلوم نہیں کہ بعض افراد خطبہ کے دوران اس سنت پر عمل کرنے سے کیوں روکتے ہیں۔

اهمية السترة

سترہ کی اہمیت کا بیان

عبدالملک بن ربیع بن بسرہ بن معبد اپنے باپ ربیع اور وہ ان کے دادا بسرہ رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز میں سترہ رکھا کرؤ“ اور ایک روایت میں ہے کہ: ”تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ نماز میں سترہ رکھے۔“ اگرچہ وہ تیرہی

۵۳۸۔ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اسْتَرُوا فِي صَلَاتِكُمْ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَيْسْتَرُوا أَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ) وَلَوْ بِسَهْمٍ)).

[الصحيحة: ۲۷۸۳] ہو۔

تخریج: الصحيحة ۲۷۸۳۔ ابن خزيمة (۷۸۰) احمد (۳/ ۳۰۴) ابو یعلیٰ (۹۴۱) حاکم (۱/ ۵۵۲)

فوائد: آدمی کا نماز میں اپنے سامنے سترہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کا مبارک طریقہ تھا، لیکن اب اس سبب مبارک سے انتہائی غفلت برتی جا رہی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم مدینہ میں تھے، جب مؤذن نماز مغرب کی اذان سے فارغ ہوتا تو صحابہ کرام (مسجد کے) ستونوں کی طرف بڑھتے اور انھیں (سترہ بنا کر مغرب سے پہلے) دو رکعتیں پڑھتے۔ (مسلم) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسجد میں بھی سترے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إِذَا صَلَّيْتَ أَخَذْتُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلَى سِتْرَةٍ وَلْيَذْنُ مِنْهَا) [ابوداؤد ابن ماجہ] یعنی: جب کوئی آدمی نماز پڑھے تو سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے اور اس کے قریب ہو کر کھڑا ہو۔ سترہ کے مزید احکام پہلے گزر چکے ہیں۔

باب شفع الاذان و ايتار الاقامة

۵۳۹۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اذان دوہری اور اقامت اکہری کہنے کا بیان“

[الصحيحة: ۱۲۷۶]

تخریج: الصحيحة ۱۲۷۶۔ دارقطنی فی الافراد (رقم ۵۰ ج ۲) ولہ شاهد عند الخطیب (۳/ ۴۳۴)

فوائد: سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (أَمَرَ بِلَالٍ أَنْ يَشْفَعَ الْآذَانَ وَيُؤْتِيَ الْإِقَامَةَ) [بخاری، مسلم] یعنی: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ) حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور اقامت کے الفاظ ایک ایک دفعہ کہیں (یعنی اذان دوہری ہو اور اقامت اکہری)۔ اذان اور اقامت کا یہی انداز سیدنا عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان کیا گیا۔ [ابوداؤد ابن ماجہ] ترجیع والی اذان کہنا بھی سنت ہے، جس میں شہادتین کا چار چار دفعہ ذکر ہوتا ہے۔ (مسلم) جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو ترجیع والی اذان سکھائی تو اس کے ساتھ اقامت کے دو کلمات کی تعلیم دی۔ (ابوداؤد ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) یاد رہے کہ سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اپنی وفات یعنی ۵۹ھ تک مکہ مکرمہ میں مؤذن مقرر رہے اور ترجیع والی اذان دیتے رہے اس سے ان لوگوں کا رد ہو جاتا ہے جو ترجیع والی اذان کو تسلیم نہ کرنے کیلئے یہ بہانہ پیش کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ابو محذورہ کو تعلیم دینے کی خاطر شہادتین کا دوبارہ تذکرہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کراهية الصلاة عند الاقامة

۵۴۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي، وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيمُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَصْلَحَانِ مَعًا؟))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے دیکھا اور ادھر مؤذن اقامت کہہ رہا تھا، آپ ﷺ نے اس نمازی کو کہا: ”کیا دو نمازیں اکٹھی (پڑھی جاسکتی ہیں)؟“

تخریج: الصحيحة ۲۵۸۸۔ ابو یعلیٰ (۵۹۸۵)

فوائد: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اقامت کے بعد صرف فرضی نماز ہوتی ہے اگر کوئی آدمی جس نے اس نماز میں شریک ہونا

ہے کوئی اور نفل نماز یا سنتیں پڑھ رہا ہے تو گویا وہ دو فرضی نماز پڑھنا چاہتا ہے۔ یعنی آپ ﷺ کا ڈانٹنے کا ایک انداز تھا۔ نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إِذَا أَقْبَمْتَ الصَّلَاةَ فَلَا صَلَوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ)۔ [مسلم] یعنی: جب (فرض) نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے تو اس فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔ معلوم ہوا کہ جب فرض نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے تو کوئی نفل نماز نہیں ہوتی، جو لوگ سنتیں وغیرہ پڑھ رہے ہوں انھیں چاہئے وہ فوراً جماعت میں شریک ہوں اور اپنی نماز ترک کر دیں۔

اقامت کے وقت دعا کے قبول ہونے کا بیان

من إجابة الدعاء عند الإقامة

۵۴۱۔ عَنْ مَكْحُولٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أُطْلَبُوا إِجَابَةُ الدَّعَاءِ عِنْدَ التَّقَاءِ الْجَيُوشِ وَإِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَنَزُولِ الْمَطَرِ)). [الصحيحہ: ۱۴۶۹]

مکحول کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس وقت قبولِ دعا چاہو جب (میدانِ جنگ میں اسلام اور کفر کے) لشکر آپس میں ٹکرا رہے ہوں نماز کے لئے اقامت کہی جا رہی ہو اور بارش کا نزول ہو رہا ہو۔“

تخریج: الصحيحہ ۱۳۶۹۔ شافعی فی الام (۲۲۳/۱) عن مکحول مرسلًا ابو داود (۲۵۳۰) عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ۔
فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے کہ ان تین اوقات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

سجدہ کی فضیلت کا بیان

فضل السجدة

۵۴۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: مُرْنِي بِأَمْرٍ أَنْقِطِعَ بِهِ قَالَ: ((اعْلَمْ أَنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ بِهَا عَنْكَ خَطِيئَةٌ)). [الصحيحہ: ۱۴۸۸]

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: آپ مجھے ایسا حکم دیں کہ میں اسی کا ہو کر رہ جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جان لے کہ تو جب بھی اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرتا ہے وہ تجھے ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس (سجدے) کی وجہ سے تیرا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔“

تخریج: الصحيحہ ۱۳۸۸۔ احمد (۲۳۸/۵) ابن نصر فی الصلاة (۳۰۱)

فوائد: اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرنا انتہائی عاجزی و انکساری کا اظہار ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن شیطان کو اس طریقہ بندگی سے بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدم (کا مسلمان) بیٹا سجدہ تلاوت والی آیت کی تلاوت کر کے سجدہ کرتا ہے تو شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے اس حال میں کہ وہ رو رہا ہوتا ہے اور کہتا ہے: ہائے میری ہلاکت! ابن آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا (اس نے اس حکم کو تسلیم کرتے ہوئے) سجدہ کیا، اسے جنت ملے گی اور جب مجھے سجدے کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کر دیا، جس کی وجہ سے مجھے آتش دوزخ ملے گی۔ [مسلم] نبی کریم ﷺ نے سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کو جنت میں اپنی مراقت کے حصول کیلئے کثرت سے سجدے کرنے کا حکم دیا۔ [مسلم] لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم کثرت سے نفل نماز پڑھیں تاکہ زیادہ سے زیادہ سجدے کرنے کا شرف حاصل ہو اور قرآن مجید کی تلاوت کریں تاکہ سجدہ تلاوت والی آیات پڑھنے اور پھر

سجدے کرنے کا موقع ملے۔ یاد رہے کہ سجدہ تلاوت والی آیت کے بعد فوراً سجدہ کرنا چاہئے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت سے معلوم ہوتا ہے۔

جمعہ کے دن غسل کے مستحب ہونے کا بیان

طاؤس یمانی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ لوگ اس قسم کی بات کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے دن غسل کیا کرو اور سروس کو بھی (اچھی طرح) دھویا کرو اگرچہ تم جنابت کی حالت میں نہ ہو اور خوشبو بھی لگایا کرو۔“ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: خوشبو کا تو مجھے علم نہیں البتہ غسل کے بارے میں یہی بات ہے۔

ومن استحباب غسل الجمعة

۵۴۳۔ عَنْ طَاوُسِ الْيَمَانِيِّ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: زَعَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((اغتسلوا يوم الجمعة واغسلوا رؤوسكم، وإن لم تكونوا جنباً ومسوا من الطيب))؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَا الطيب، فَلَا أَذْرِي، وَأَمَّا الْغُسْلُ فَنَعَمْ۔ [الصحيحه: ۳۵۱۰]

تخریج: الصحيحه ۳۵۱۰۔ ابن خزيمة (۱۴۵۹) ابن حبان (۲۴۸۲) احمد (۲۶۵/۱) بخاری (۸۸۳، ۸۸۵) مسلم (۸۳۸) بمعناه فوائد: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جمعہ کے دن خوشبو لگانے کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں جبکہ سیدنا ابوسعید خدریؓ سیدنا سلمان اور سیدنا ابوالیوب انصاریؓ کی احادیث میں جمعہ مبارکہ کے روز خوشبو لگانے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ لہذا خوشبو لگانا مسنون عمل ہے۔ جمعہ المبارک کے دن غسل کرنا انتہائی اہم عمل ہے جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ))۔ [بخاری، مسلم] ہر بالغ پر جمعہ کا غسل واجب ہے۔ یہ غسل باعوض اجر عظیم ہے جیسا کہ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے روز اچھی طرح غسل کیا اور (جمعہ کی ادائیگی کے لئے) جلدی اور پیدل آیا نہ کہ سوار ہو کر اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا خطبہ سنا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اسے اس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے عمل یعنی ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی تہجد کا ثواب ملے گا۔ [ابوداؤد] درج ذیل سے پتہ چلتا ہے کہ یہ غسل کرنا فرض نہیں، افضل و مستحب ہے۔ سیدنا سرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَيَنْعَمَتْ وَمَنْ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ))۔ [ابوداؤد ترمذی نسائی] یعنی: جمعہ کے دن جس نے وضو کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل اور بہترین ہے۔

اللہ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کیں۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آیا ان سے پہلے یا بعد میں بھی کوئی نماز فرض

افترض الله على عباده صلوات خمساً

۵۴۴۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَمْ افْتَرَضَ اللَّهُ - عَزَّ وَجَلَّ - عَلَى عِبَادِهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ، قَالَ: ((افْتَرَضَ اللَّهُ عَلَى عِبَادِهِ صَلَوَاتٍ خَمْسًا)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ قَبْلَهُنَّ أَوْ بَعْدَهُنَّ شَيْءٌ؟ قَالَ:

((اَفْتَرَضَ اللَّهُ عَلَى عِبَادِهِ صَلَوَاتِ خَمْسًا))
[قَالَهَا ثَلَاثًا] فَحَلَفَ الرَّجُلُ [بِاللَّهِ] لَا يَزِيدُ عَلَيْهِ
شَيْئًا وَلَا يَنْقُصُ مِنْهُ شَيْئًا. قَالَ ﷺ: ((إِنْ صَدَقَ
لَيَدْخِلَنَّ الْجَنَّةَ)). [الصحيحه: ۲۷۹۴]

ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔“ آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ بات دوہرائی۔ اس آدمی نے اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے کہا کہ میں ان (پانچ نمازوں) میں زیادتی کروں گا نہ کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر (اپنے دعوے میں) سچا ہے تو جنت میں ضرور داخل ہوگا۔“

تخریج: الصحيحه ۲۷۹۴۔ نسائی (۳۶۰) احمد (۳/۲۶۷) ابن حبان (۱۳۲۷)

فوائد: حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ایک دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں نیز یہ بھی پتہ چلا کہ جو آدمی پانچ نمازوں کی حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخلہ نصیب فرمائے گا۔ نمازوں سے پہلے اور بعد والی سنتیں فرض نہیں ہیں، لیکن ان کی ادائیگی پر بے حد اجر و ثواب کی بشارتیں سنائی گئی ہیں، جیسا کہ سیدہ ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ مِّنْ عِبَادِ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)۔ [صحیح مسلم] ترجمہ: جو مسلمان ہر روز اللہ تعالیٰ کے لئے بارہ رکعت نفل نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیں گے۔ ترمذی کی روایت کے مطابق ان بارہ رکعات کی تفصیل یہ ہے: فجر سے پہلے دو ظہر سے پہلے چار اور اس کے بعد دو مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو۔ اسی نفل نماز کو ہمارے معاشرے میں سب مؤکدہ کہا جاتا ہے۔ علمائے حدیث نے اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ نماز وتر فرض نہیں ہے بلکہ وہ نفل نماز ہے اور ان شاء اللہ یہ استدلال درست ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب: فضل صلاة الصبح جماعة يوم

باب: جمعہ کے دن نماز فجر باجماعت ادا کرنے کی

الجمعة

فضيلت

۵۴۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: لِحُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ فِي جَمَاعَةٍ؟ قَالَ: قَدْ صَلَّيْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي جَمَاعَةِ الصُّبْحِ، قَالَ: أَوْ مَا بَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ عِنْدَ اللَّهِ صَلَاةُ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي جَمَاعَةٍ)). [الصحيحه: ۱۵۶۶]

سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ نے حمران بن ابان سے کہا: تم نے نماز باجماعت ادا کیوں نہیں کی؟ انھوں نے کہا: میں نے جمعہ کے دن نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کی ہے۔ سیدنا ابن عمرؓ نے کہا: کیا تجھے یہ بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے افضل نماز جمعہ کے دن صبح کی فجر ہے جسے باجماعت ادا کیا جائے۔“

تخریج: الصحيحه ۱۵۶۶۔ ابونعیم فی الحلیۃ (۴/۲۰۷) ابن الجوزی فی العلل (۱/۳۶۱، ۳۶۲) تعلیقاً

فوائد: نماز فجر کی ادائیگی عظیم اجر و ثواب پر مشتمل عمل ہے جیسا کہ سیدنا ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من صلی البردین دخل الجنة)۔ [بخاری مسلم] یعنی: جس نے ٹھنڈے کے وقت کی دو نمازیں (یعنی نماز فجر اور نماز عصر) ادا کیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جبکہ سیدنا جناب بن سفیانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من صلی الصبح فهو فی ذمة الله)۔ [مسلم] یعنی: جو آدمی نماز صبح ادا کر لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ جاتا ہے۔ بہر حال مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا

ہے کہ نماز فجر کے جتنے فضائل بیان کئے گئے ہیں وہ ہر روز کی اس نماز کو شامل ہیں لیکن جمعہ کے روز نماز فجر کا اجر و ثواب سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

استحباب قرأۃ الموعودتین فی دبر ہر نماز کے بعد موعودتین کے پڑھنے کا مستحب ہونا

کل صلاة

۵۴۶۔ عَنْ عُقْبَةَ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اَقْرُؤُوا الْمُعَوِّذَاتِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ)).
سیدنا عقبہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”ہر نماز کے بعد موعودات سورتیں (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھا کرو۔“ [الصحيحه: ۶۴۵]

تخریج: الصحيحه ۶۳۵۔ نسائی (۱۳۳۷) ابن خزيمة (۷۵۵) حاکم (۲۵۳/۱) ابن حبان (۲۰۰۳) واللفظ لهم الانسانی
فوائد: عام طور پر فرض نمازوں کے بعد ”آیۃ الكرسي“ کی تلاوت کی جاتی ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ”سورۃ الفلق“ اور ”سورۃ الناس“ کی تلاوت بھی کرنی چاہئے۔

صفوں کو سیدھا کرنا نماز کا حسن ہے

اقامة الصف من حسن الصلاة

۵۴۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اَقِمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ)). [الصحيحه: ۳۹۹۴]
سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز میں صفوں کو سیدھا کیا کرو بلاشبہ صفوں کا سیدھا کرنا نماز کا حسن ہے۔“

تخریج: الصحيحه ۳۹۹۳۔ بخاری (۷۲۲) مسلم (۳۳۵) احمد (۳۱۳/۲) ابن حبان (۲۱۷۷)

فوائد: نماز باجماعت کے دوران صفوں کو سیدھا کرنا ایک صفت میں کھڑے لوگوں کا بالکل سیدھے کھڑا ہونا اور آپس میں مل کر کھڑے ہونا نماز باجماعت کا اہم عنصر ہے۔ جیسا کہ سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (سوا صفوفکم فان نسوية الصفوف من اقامة الصلاة)۔ [بخاری، مسلم] یعنی: اپنی صفیں برابر کیا کرو کیونکہ صفوں کو برابر کرنا اقامت نماز میں سے ہے۔ سیدنا انس ؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تکبیر تحریمہ سے قبل ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے: (تراصوا واعتدلوا)۔ [مسلم] یعنی: آپس میں مضبوطی سے مل جاؤ اور برابر ہو جاؤ۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اقیموا الصفوف وحاذوا بین المناكب وسدوا الخلل ولینوا بادی اخوانکم ولا تذروا فرجات للشیطان ومن وصل صفا وصلہ اللہ ومن قطع صفا قطعہ اللہ)۔ [ابوداؤد] یعنی: صفوں کو سیدھا کرو کندھوں کو (ایک لائن میں کر کے) برابر کرو اپنے بھائیوں کے حق میں نرم ہو جاؤ شیطان کے لئے (صفوں میں) خالی جگہیں مت چھوڑو جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے۔ مذکورہ چار اور دیگر احادیث مبارکہ میں صفوں کو برابر کرنے اور مل کر کھڑے ہونے کی تعلیم دی گئی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق سے نوازے۔ (آمین) ان واضح فرامین نبوی ﷺ کے باوجود بعض لوگ صفوں کو سیدھا کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہونے سے گریز کرتے ہیں۔ اگر کوئی ملنا چاہے تو وہ پرے ہٹ جاتے ہیں۔ اس کو سوائے ان کی

بد نصیبی کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ وہ دوسرے نمازی سے پرے نہیں ہتے بلکہ فرمان رسول ﷺ سے پرے ہتے ہیں۔

اہمیت سد الخلل الصف

۵۴۸۔ عَنْ أَبِي شَجْرَةَ مَرْفُوعًا: ((أَقِيمُوا الصُّفُوفَ، فَإِنَّمَا تَصْفُونَ كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ، حَادُوا بَيْنَ الْمَنَاقِبِ وَسُدُّوا الْخُلُلَ، وَلَا تَدْرُوا فُرُجَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًا وَصَلَهُ اللَّهُ)). [الصحيحة: ۷۴۳]

صف کے شگافوں کو بند کرنے کی اہمیت کا بیان
سیدنا ابو شجرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفوں کو سیدھا کرو تم نے تو فرشتوں کی صفوں کی طرح صفیں بنائی ہیں، مونڈھوں کو برابر (ایک لائن میں) رکھو صف کے شگافوں کو پر کرو اور شیطان کے لئے کوئی خلا نہ چھوڑو جس نے صف کو ملایا، اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت کے ساتھ) ملائے گا۔“

تخریج: الصحيحة ۴۳۔ دولابی فی الکنی (۳۹/۱) بیہقی (۱۰۱/۳) عن ابی شجرة مرسلًا، ابوداود (۲۶۶) من طریق ابی شجرة كثير: مرة عن ابی عمر ؓ مرفوعاً

فوائد: گزشتہ حدیث میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے سیدنا جابر بن سرہ ؓ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: (الا تصفون کما تصف الملائكة عند ربها) کیا تم لوگ اس طرح صف بندی نہیں کرتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے ہاں کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرشتے اللہ تعالیٰ کے ہاں صف بندی کیسے کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (یتمون الصفوف الاولى ویراصون فی الصف) [مسلم] یعنی: وہ پہلے اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔“ خوشخبری سنائیے ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کے حضور بندگی کے وقت فرشتوں کی صفوں کی طرح صفیں بناتے ہیں۔

من فضل صلاة الفجر والضحی

۵۴۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْثًا، فَأَعْظَمُوا الْغَيْمَةَ، وَأَسْرَعُوا الْكُرَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا أَيْنَا بَعَثَ قَوْمٌ بِأَسْرَعَ كُرَّةٍ وَأَعْظَمَ غَيْمَةً مِنْ هَذَا الْبَعْثِ، فَقَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَسْرَعَ كُرَّةٍ وَأَعْظَمَ غَيْمَةً مِنْ هَذَا الْبَعْثِ؟ رَجُلٌ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ فَأَحْسَنَ وُضُوئَهُ ثُمَّ تَحَمَّلَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَصَلَّى فِيهِ الْغَدَاةَ، ثُمَّ عَقَبَ بِصَلَاةِ الضُّحَى، فَقَدْ أَسْرَعَ الْكُرَّةَ، وَأَعْظَمَ الْغَيْمَةَ)).

فجر اور ضحیٰ کی نماز کی فضیلت کا بیان
سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسا (جہادی) لشکر روانہ کیا جس نے بکثرت غنیمت حاصل کی اور بہت جلدی واپس لوٹا۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے کوئی ایسا لشکر نہیں دیکھا جو اس سے جلدی لوٹنے والا اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہارے لئے (ایسے لشکر کی) نشاندہی نہ کروں جو اس سے بھی جلدی لوٹنے والا اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہے؟ ایک آدمی جو گھر میں اچھے انداز میں وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف جاتا ہے نماز فجر ادا کرتا ہے پھر نماز ضحیٰ کے لئے وہیں بیٹھا رہتا ہے (یہاں تک کہ وہ نماز پڑھ لیتا ہے) ایسا آدمی جلدی لوٹنے والا

[الصحيحة: ۲۵۳۱]

اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۵۳۱۔ ابویعلیٰ (۶۵۵۹) ابن حبان (۲۵۳۵) ابن عدی (۶۹۱)

فوائد: نبی کریم ﷺ حکیم اور دانا شخصیت کے حامل تھے جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ صحابہ ﷺ ایک محسوس چیز جس کا تعلق دنیوی فائدے سے ہے پر تعجب کر رہے ہیں تو انھیں غیر محسوس چیز کی طرف منتقل کیا۔ یعنی جو آدمی نماز فجر کے لئے گھر سے روانہ ہوتا ہے اور نماز چاشت ادا کر کے واپس آتا ہے تو ایسے آدمی کو روحانی طور پر اور اخروی اعتبار سے جتنا فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ دنیوی اعتبار سے جلد از جلد اور زیادہ سے زیادہ غنیمت حاصل کرنے والے کو نہیں ہوتا ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من صلی الغداة فی جماعة ثم قعد بذکر اللہ حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین) کانت له کاجر حجة و عمرة تامة تامة تامة۔ [ترمذی] یعنی: جو آدمی نماز فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہو کر بیٹھا رہتا ہے پھر دو رکعت (نماز اشراق) پڑھتا ہے تو مکمل ایک حج اور مکمل ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے۔

نماز کے بعد سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنے کی

ومن فضل التحمید والتسبیح

فضیلت کا بیان

والتکبیر بعد الصلاة

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کسی نے کہا اور سفیان راوی کئی مرتبہ کہتے کہ ابو ذر نے کہا میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اجر و ثواب تو مال و دار لوگ لے گئے ہیں (اور وہ اس طرح کہ جو نماز وغیرہ) وہ پڑھتے ہیں ہم بھی پڑھتے ہیں، لیکن وہ خرچ کرتے ہیں اور ہم خرچ نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے انجام دو گے تو اپنے پہلوں کو پالو گے اور اپنے بعد والوں سے آگے بڑھ جاؤ گے۔ (اس طرح کیا کرو کہ) ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ تینتیس دفعہ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ اور چونتیس دفعہ ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہا کرو۔“

[الصحیحة: ۱۱۲۵]

تخریج: الصحیحة ۱۱۲۵۔ ابن ماجہ (۹۲۷) احمد (۱۵۸/۵) البزار (۳۰۵۳) ابن المبارک فی الزهد (۱۱۵۷)

فوائد: اگرچہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا عظیم عمل ہے، لیکن جو لوگ اپنی کمزور مالی حالت کی بنا پر صدقہ و خیرات جیسی حسنت سے ہمکنار نہیں ہو سکتے تو انھیں ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایسا نسخہ کیما ہے کہ جس کا کوئی مقابل اور متبادل نہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے استفادہ کریں اور توشہ آخرت میں اضافہ کریں۔

باب: منافق کی نماز کا بیان

باب: صلاة المنافق

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے

۵۵۱۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ

فرمایا: ”کیا میں تمہیں منافق کی نماز کے بارے میں بتاؤں؟ وہ عصر کی نماز لیٹ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب سورج غروب ہونے کے انتہائی قریب ہو جاتا ہے تو اس وقت پڑھتا ہے۔“

اللہ ﷻ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِصَلَاةِ الْمُنَافِقِ؟ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعَصْرَ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ كَتَرَبِ الْبُقْرَةِ صَلَاحًا)). [الصحيحة: ۱۷۴۵]

تخریج: الصحيحة ۱۷۴۵۔ دارقطنی (۱/ ۲۵۲-۲۵۳) حاکم (۱/ ۱۹۵)

فوائد: اگرچہ نماز عصر کا وقت غروب آفتاب تک جاری رہتا ہے، لیکن بلا وجہ کی مصروفیت، غفلت اور سستی کی وجہ سے نماز مؤخر کر دینا مومنانہ صفت نہیں ہے ہاں اگر کوئی مجبوری بن جاتی ہے تو شریعت نے اس قدر رخصت دی ہے کہ اگر کسی کو غروب آفتاب سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت بھی مل جائے تو وہ بقیہ نماز پڑھ لے اس کی نماز ادا ہو جائے گی پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ شریعت مطہرہ کی رخصتوں کی وجہ سے ہم اس قدر کامل اور غافل ہو جائیں کہ ہمیں منافق کے لقب سے پکارا جائے۔

پانچ نمازوں کے لیے بیعت لینے کا بیان

سیدنا عوف بن مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم ۸۹ یا ۹۰ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کیا تم رسول اللہ ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟“ ہم نے کہا: ہم نے تھوڑا عرصہ قبل ہی آپ کی بیعت کی تھی۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”کیا تم رسول اللہ ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟“ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی بیعت تو کر چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے (تیسری دفعہ) فرمایا: ”کیا تم رسول اللہ ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟“ سو ہم نے (بیعت کے لئے) اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ ﷺ کی بیعت تو کر چکے ہیں! پس اب آپ سے کس چیز کی بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس بات پر کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرو گے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گے“ پانچوں نمازیں پڑھو گے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو گے۔“ اور ایک بات آہستہ سے فرمائی کہ ”لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے۔“ میں نے دیکھا کہ ان (بیعت کنندگان) میں سے بعض افراد کا کوڑا بھی اگر زمین پر گر جاتا تو وہ کسی سے سوال نہیں کرتے تھے کہ وہ اسے اٹھا کر انھیں پکڑا

أخذ البيعة للصلوات الخمس

۵۵۲۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تِسْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ سَبْعَةً، فَقَالَ: ((أَلَا تَبَايَعُونَ رَسُولَ اللَّهِ؟)) وَكُنَّا حَدِيثَ عَهْدٍ بِيَعَةٍ، فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا تَبَايَعُونَ رَسُولَ اللَّهِ؟)) فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا تَبَايَعُونَ رَسُولَ اللَّهِ؟)) قَالَ فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا، وَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَعَلَّامُ نَبَايَعُكَ؟ قَالَ: عَلَى أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَتَطِيعُوا وَأَسْرَ كَلِمَةً خَفِيَّةً وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا)) فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أَوْلِيَاكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ أَحَدِهِمْ فَمَا يَسْأَلُ أَحَدًا يُنَاولُهُ إِيَّاهُ۔ [الصحيحة: ۳۶۰۰]

دے۔

تخریج: الصحیحة ۳۶۰۰۔ مسلم (۱۰۴۳) نسائی (۴۶۱) واللفظ له۔ ابو داود (۱۶۳۲) ابن ماجہ (۲۸۶۷)

فوائد: سبحان اللہ! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی بیعت کر کے مشرف باسلام ہو چکے ہیں، لیکن انتہائی اہم امور کی نشاندہی کرنے کے لئے آپ ﷺ نے دوبارہ بیعت لینے کا اعلان کر دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے ساتھ شرک نہ کرنا، نماز ادا کرنا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور لوگوں سے کسی قسم کا سوال نہ کرنا۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جذبہ اطاعت رسول دیکھیں کہ آپ ﷺ کے اس اعلان کی اس قدر فرماں برداری کی کہ اگر کوئی سواری پر سوار ہوتا اور اس کا کوڑا یا لاشی گر جاتی تو فرمودہ رسول کے احترام میں سواری سے اتر کر اٹھالیتا، لیکن کسی سے یہ مطالبہ کرنا اسے گوارہ نہ تھا کہ وہ اسے اٹھا کر دے دے۔

فضل المصلی علی المجاہد الذی اس نمازی کی فضیلت کا بیان جو کہ مجاہد کے بعد فوت

مات بعد المجاہد

ہوا ہے

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قضاء کے لمبی قیبلے کے دو آدمی تھے ان میں ایک شہید ہو گیا اور دوسرا اس سے ایک سال بعد فوت ہوا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے خواب آیا کہ جنت کا دروازہ کھولا گیا اور بعد میں فوت ہونے والا شہید ہونے والے سے پہلے جنت میں داخل ہوا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اس خواب کا تذکرہ کیا اور بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دی آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا اس نے (ایک سال پہلے شہید ہونے والے کے بعد) رمضان کے روزے نہیں رکھے۔ اس کے بعد سال کی چھ ہزار اور اس سے زائد اتنی رکعتیں نہیں پڑھیں؟“

۵۰۳۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ بَنِي وَهُوَ حَيٌّ مِنْ قُضَاعَةَ قُتِلَ أَحَدُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَآخَرُ الْآخَرُ بَعْدَهُ سَنَةً ثُمَّ مَاتَ، قَالَ طَلْحَةُ: فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ الْحَنَّةَ فُتِحَتْ، فَرَأَيْتُ الْآخَرَ مِنَ الرَّجُلَيْنِ دَخَلَ الْحَنَّةَ قَبْلَ الْأَوَّلِ، فَتَعَجَّبْتُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ، فَبَلَغْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَيْسَ قَدْ صَامَ بَعْدَهُ رَمَضَانَ، وَصَلَّى بَعْدَهُ سَنَةً الْآفَ رَكْعَةً، وَكَذًا وَكَذَا رَكْعَةً لِصَلَاةِ السَّنَةِ؟)). [الصحیحة: ۲۵۹۱]

تخریج: الصحیحة ۲۵۹۱۔ بیہقی فی الزہد (۶۳۲) ابن ماجہ (۳۹۲۵) ابن حبان (۲۹۸۲) احمد (۱/ ۱۶۱۔ ۱۶۲)

فوائد: غور فرمائیں کہ ایک آدمی شہید ہوا اور دوسرا اس کی شہادت سے ایک سال بعد فوت ہو کر جنت میں پہلے اس لئے پہنچ گیا کہ اس نے شہید ہونے والے کی نسبت ایک رمضان کے روزے اور ایک سال کی فرضی اور نفلی نمازیں زائد پڑھیں۔ مطلب یہ ہوا کہ زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اس میں جس قدر ممکن ہو سکے روزوں اور نمازوں وغیرہ جیسے اعمال صالحہ سرانجام دیئے جائیں۔ اسلامی مہینہ کبھی (۲۹) دن کا ہوتا ہے اور کبھی (۳۰) دن کا اگر سال کے چھ ماہ (۲۹) دن کے اور چھ ماہ (۳۰) دن کے تسلیم کئے جائیں تو سال کے کل (۳۵۴) دن بنتے ہیں اور ایک دن میں پانچ فرض نمازوں کی (۱۷) رکعتیں ہیں اس اعتبار سے ایک سال میں فرض نمازوں کی کل (۶۰۱۸) رکعتیں بنتی ہیں، لیکن مہینوں کے دنوں میں (۲۹) یا (۳۰) کی وجہ سے فرق آ سکتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے (۶۰۰۰) رکعتیں بیان کی ہیں۔

ذم الذی من صلی صلاة بغیر وضوء

۵۵۴۔ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((أَمَرَ بَعْدِي مِنْ عِبَادِ اللَّهِ أَنْ يُضْرَبَ فِي قَبْرِهِ مِنْهُ جَلْدَةٌ، فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُ وَيَدْعُو حَتَّى صَارَتْ جَلْدَةٌ وَاحِدَةٌ، فَجُلِدَ جَلْدَةٌ وَاحِدَةٌ، فَأَمْتَلَا قَبْرَهُ عَلَيْهِ نَارًا، فَلَمَّا ارْتَفَعَ وَأَفَاقَ قَالَ: عَلَى مَا جَلَدْتُ مُؤْمِنِي؟ قَالُوا: إِنَّكَ صَلَّيْتَ صَلَاةً وَاحِدَةً بِغَيْرِ طَهُورٍ، وَمَرَرْتَ عَلَى مَظْلُومٍ فَلَمْ تَنْصُرْهُ)). [الصحيحه: ۲۷۷۴]

اس شخص کی مذمت کہ جس نے کوئی نماز بغیر وضوء پڑھی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک بندہ خدا کے بارے میں حکم دیا گیا کہ اسے قبر میں سو کوڑے لگائے جائیں وہ (تحفیف کا) سوال کرتا اور دعا کرتا رہا یہاں تک کہ ایک کوڑا رہ گیا (باقی معاف کر دیئے گئے) جب یہ کوڑا اسے لگایا گیا تو اس کی قبر آگ سے بھر گئی۔ جب اس (سزا کا اثر) زائل ہوا اور اسے افاتہ ہوا تو اس نے پوچھا کہ (فرشتو!) تم نے کس بنا پر مجھے کوڑا لگایا؟ انھوں نے کہا کہ تو نے ایک نماز بغیر وضوء کے پڑھی تھی اور تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا اور اس کی مدد نہیں کی تھی۔“

تخریج: الصحيحه ۲۷۷۴۔ طحاوی فی شرح مشکل الآثار (۲/۲۳۱)

فوائد: وضوء نماز کے لئے بنیادی شرط ہے وضوء کے بغیر نماز پڑھنا سنگین جرم ہے جس کی نوعیت و کیفیت کا بخوبی اندازہ ہو چکا ہے۔ جہاں مظلوم لوگوں کی معاونت اور کفالت عظیم عمل ہے وہاں ان سے بے رخی کبیرہ گناہ ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا سلمان سیدنا صہیب اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہم جیسے نادار اور بے کس صحابہ کے گردہ کو معمولی زبرد تو بیخ کی۔ جب آپ ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! شاید وہ غریب صحابہ تجھ پر ناراض ہو گئے ہوں اور اگر ایسے ہوا تو تیرے رب کو تجھ پر غصہ آ جائے گا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور پوچھا: بھائیو! کیا تم لوگ مجھ پر غصے ہو؟ انھوں نے کہا: اے ہمارے بھائی! نہیں۔ اللہ تعالیٰ تجھے معاف کرے۔ [مسلم] سوچنا چاہئے! کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم مال و دولت حسب و نسب قیادت و سیادت وغیرہ کے نشے میں آ کر کسی مظلوم کا دل دکھا بیٹھیں۔ جہاں تک ہو سکے ہمیں غرباء و فقراء سے اخلاقی تعاون اور مالی معاونت کرنی چاہئے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بیواؤں اور مسکینوں کی کفالت کرنے والا اس مجاہد کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو اس قیام کرنے والے بندے کی طرح ہے جو قیام کر کر کے نہ اکتاتا ہو اور اس روزے دار کی طرح ہے جو کبھی روزہ ترک نہ کرتا ہو۔) [بخاری مسلم]

جواز صلاة الوتر فی اول الليل

واخره

۵۵۵۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا بَيِّنَ بَيْنَكَ أَمَّا جِبْنٌ تُؤْتِرُهُ؟ قَالَ: أَوَّلُ اللَّيْلِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ، فَأَنْتَ يَا عَمْرُو؟ فَقَالَ آخِرَ

وتر کی نماز رات کے پہلے اور آخری حصہ میں پڑھنے کا

جواز

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”تم کس وقت نماز وتر ادا کرتے ہو؟“ انھوں نے کہا: عشا کے بعد رات کے اول حصے میں۔ پھر آپ ﷺ

نے (سیدنا عمرؓ) سے پوچھا: ”اور عمر تم کب (پڑھتے ہو)؟“ انھوں نے کہا: رات کے آخری حصے میں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ابو بکر تم نے تو محتاط عمل اختیار کیا ہے اور عمر تم نے قوی (یعنی مشکل) عمل اپنایا ہے۔“

اللَّيْلِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَأَخَذْتَ بِالْوُثْقَى، وَأَمَّا أَنْتَ يَا عُمَرُ فَأَخَذْتَ بِالْقُوَّةِ)). [الصحيحہ: ۲۵۹۶]

تخریج: الصحيحہ ۲۵۹۶۔ ابن ماجہ (۱۲۰۲) احمد (۳۳۰/۲) ابویعلیٰ (۱۸۲۱) طرابلسی (۱۶۷۱)

فوائد: بالاتفاق نماز وتر کا وقت نماز عشاء سے طلوع فجر تک جاری رہتا ہے رات کے آخری حصے میں نماز وتر کی ادائیگی افضل عمل ہے لیکن بہر حال مشکل ہونے کی وجہ سے قوی الاعضا ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور یہ خطرہ بھی رہتا ہے کہ کہیں بیدار نہ ہونے کی وجہ سے یہ نماز اپنے وقت سے لیٹ نہ ہو جائے اور جو ابتدائے رات میں ہی یہ نماز پڑھ لیتا ہے تو اس سے یہ نماز رہ جانے کا خطرہ ٹل جاتا ہے۔ اسی چیز کی طرف حدیث مبارکہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

مسجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ بنو سلمہ کے لوگ مدینہ کے ایک کونے میں (مسجد سے دور) فروکش تھے انھوں نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَشْكُ هِمُ مَرْدُودٍ كُوزَنْدِهْ كْرِيسْ گے اور جو کچھ انھوں نے آگے بھیجا وہ اور ان کے نشانات ہم لکھ رہے ہیں۔﴾ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک تمھارے نشانات قدم لکھے جا رہے ہیں۔“ پھر وہ منتقل نہ ہوئے۔

فضل المشی إلى المسجد

۵۰۶۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَتْ بَنُو سَلَمَةَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ، فَأَرَادُوا النُّقْلَةَ إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ، فَزَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿إِنَّا نَحْنُ نُحِبُّ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَرَهُمْ﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ آثَارَكُمْ تَكْتُبُ)) قَالَ: فَلَمْ يَنْتَقِلُوا. [الصحيحہ: ۳۵۰۰]

تخریج: الصحيحہ ۳۵۰۰۔ ترمذی (۳۲۲۶) حاکم (۳۲۸/۲) طبری فی التفسیر (۱۰۰/۱۰)

فوائد: نیکویں اور حسنات کے لئے صحابہ کرامؓ کی رغبت کا اندازہ لگائیں کہ وہ یہ پسند بھی کرتے کہ ان کی رہائش گاہیں مسجد سے دور ہوں اور وہ محض مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہیں تاکہ مسجد کے تقاضے بآسانی پورے ہوتے رہیں دوسری طرف محمد رسول اللہ ﷺ کی تڑپ کو دیکھیں کہ وہ مسجد کے قریب اس لئے منتقل ہونے کی اجازت نہیں دے رہے کہ میرے صحابہ اس ثواب سے محروم ہو جائیں جو انھیں دور سے چل کر آنے میں نصیب ہوتا ہے۔ سیدنا بریدہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بشروا المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام يوم القيامة)۔ [ابوداؤد ترمذی] یعنی: اندھیرے میں مساجد کی طرف چل کر آنے والوں کو روز قیامت مکمل نور دیئے جانے کی بشارت دے دو۔ جبکہ سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من تطهر فی بیتہ ثم مضی الی بیت من بیوت اللہ ليقضی فريضة من فرائض اللہ كانت خطواته احداها تحط خطیئة والاخری ترفع درجته)۔ [مسلم] یعنی: جو آدمی طہارت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کا فريضہ ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف جاتا ہے تو اس کے ایک قدم سے اس کا گناہ معاف ہوتا ہے اور دوسرے قدم سے ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ بلکہ سیدنا ابو ہریرہؓ کی

دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من غدا الى المسجد او راح، اعد الله له في الجنة نزلاً كلما غدا او راح). [بخاری، مسلم] یعنی: لہذا ہمیں یہی بات زیب دیتی ہے کہ ہم ایسی سعادتوں سے محروم نہ رہیں جو معمولی کوشش سے ہمیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

باب: النهی عن رفع الصوت فی

المسجد بالقراءة

۵۵۷۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي بَيَاضَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اِسْتَكْفَفَ الْعَشْرَ مِنْ رَمَضَانَ وَقَالَ: ((إِنْ أَحَدُكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يَتَجَاوَى رَبَّهُ فَلَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ بِالْقُرْآنِ فَتُؤْذُوا الْمُؤْمِنِينَ)). [الصحيحه: ۱۵۹۷]

باب: مسجد میں بلند آواز سے قرآت کی ممانعت

قبیلہ بنو بیاضہ کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے ایک عشرے کا اعتکاف کیا اور فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اس لئے (نماز میں) با آواز بلند قرآن مجید نہ پڑھا کرو (کیونکہ) اس طرح دوسرے مومنوں کو تکلیف ہوتی ہے۔“

تخریج: الصحيحه ۱۵۹۷۔ بغوی فی الجعديات (۱۵۷۵) من هذا الطريق ابو داود (۱۳۳۲) احمد (۹۳/۳) من حديث ابی سعيد

فوائد: حدیث مبارکہ نے اپنے متن میں کئی پہلوؤں کو سمویا ہوا ہے، اندازہ کیجیے کہ نمازی اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نمازی کی طرف اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں اس شرف کا اندازہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتا ہے جس کے مطابق جب نمازی سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک ایک آیت کا جواب دیتے ہیں [مسلم] اور اس طرح سرگوشیوں کا سلسلہ دونوں طرف سے شروع ہو جاتا ہے۔ مومن کی حرمت و عظمت کا اندازہ کیجیے کہ شریعت نے کسی طرح بھی گوارہ نہیں کیا کہ کوئی آدمی کسی مومن کے لئے تکلیف کا باعث بنے۔ آج کل ظاہری طور پر اثر و رسوخ رکھنے والے لوگ جو اپنے آپ کو مساجد کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں دوسرے نمازیوں کی رو رعایت رکھے بغیر ایسے انداز میں اندھا دھند گفتگو شروع کر دیتے ہیں گویا کہ انھوں نے کسی ملک کا نظم و نسق چلانے کے لئے منصوبہ بندیاں کرنی ہیں۔ اگر ان سے ان کے شور و غل کی وجہ دریافت کی جائے تو سنائی دے گا کہ خادم نے پانچ منٹ اذان لیٹ کر دی، مولوی صاحب نے ہم سے مشورہ کئے بغیر نماز کا وقت مقدم یا مؤخر کر دیا..... ان لوگوں کو چاہئے کہ مساجد کی خدمت کو اپنا شرف سمجھیں اور عاجزی و انکساری کے ساتھ بنی آدم کی خدمت کریں۔

باب: تاکید سنیه صلاة الوتر

۵۵۸۔ عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجِشَانِيِّ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: إِنَّ أَبَا بَصْرَةَ حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَاةً، وَهِيَ الْوُتْرُ فَصَلُّوا بَيْنَ صَلَاةٍ

باب: نماز وتر کے سنت ہونے کی تاکید
ابو تمیم جیشانی سے روایت ہے کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بروز جمعہ لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: ابو ہریرہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تمہیں مزید ایک نماز عطا کی ہے جو کہ وتر ہے اسے نماز عشا اور نماز فجر کے درمیانے وقفے

میں پڑھ لیا کرو۔“ ابو تمیم نے کہا کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ابوبصرہ کی طرف چل دیئے (اس کے پاس پہنچے اور) پوچھا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے وہ حدیث سنی ہے جو عمر و نے بیان کی ہے؟ ابوبصرہ نے کہا: (جی ہاں) میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی۔

الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ)) قَالَ أَبُو تَمِيمٍ: فَأَخَذَ بِيَدِي أَبُو ذَرٍّ، فَسَارَ إِلَى الْمَسْجِدِ إِلَى أَبِي بَصْرَةَ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُو؟ قَالَ أَبُو بَصْرَةَ: أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔ [الصحيحه: ۱۰۸]

تخریج: الصحيحه ۱۰۸۔ احمد (۷/۲) طبرانی فی الکبیر (۲۱۶۸) طحاوی فی شرح المشکل (۳۳۹۳)

فوائد: مسئلہ بالکل واضح ہے اور امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ نماز وتر کا وقت نماز عشاء سے شروع ہوتا ہے اور طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔

فجر کی نماز سے پہلے دو رکعات پڑھنے کی فضیلت

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک اور نماز عطا کی ہے وہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ آگاہ رہو کہ وہ نماز فجر کی نماز سے پہلے والی دو سنتیں ہیں۔“

فضيلة ركعتين قبل الفجر

۵۵۹۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ زَادَكُمْ صَلَاةً إِلَى صَلَاتِكُمْ هِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ أَلَا وَهِيَ رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ)).

[الصحيحه: ۱۱۴۱]

تخریج: الصحيحه ۱۱۴۱۔ بیہقی (۳۶۹/۲) طبرانی فی الشامیین (۲۸۳۸)

فوائد: معلوم ہوا کہ نقلی نماز کو مشروع کرنا اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے کہ اس نے نیک کام کی نشاندہی کی اور پھر اسے سرانجام دینے کی نہ صرف توفیق دی بلکہ اجر و ثواب کے دریا بہا دیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (رکعتا الفجر خیر من الدنيا وما فيها)۔ [مسلم] یعنی: نماز فجر سے پہلے والی دو سنتیں دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت

سیدنا عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نماز باجماعت سے تعجب کرتے ہیں۔“

فضل الجماعة

۵۶۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ اللَّهَ لَيُعْجَبُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْجَمْعِ)). [الصحيحه: ۱۶۵۲]

تخریج: الصحيحه ۱۶۵۲۔ احمد (۵۰/۲) والخطیب فی الموضح (۲/۲)

فوائد: نماز باجماعت سے روح کو جلا ملتی ہے جماعت کے بہانے نماز کی کار زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزرتا ہے نماز کی ادائیگی کے لئے جماعت کی پروا نہ کرنا انتہاء درجے کی غفلت، سستی اور کاہلی ہے بلکہ یوں کہیں کہ وہ آدمی شیطان کے نرغے میں ہے، ممکن ہے کہ وہ جلد ہی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائے جیسا کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ما من

ثلاثة في قرية ولا بدو لانقام فيهم الصلوة الا قد استحوذ عليهم الشيطان فعليك بالجماعة فانما ياكل الذئب القاصية [ابوداؤد نسائي] یعنی: جس گاؤں یا بستی میں تین آدمی ہوں اور وہاں نماز یا جماعت کا اہتمام نہ کیا جاتا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان ان پر غالب آچکا ہے۔ آپ جماعت کا التزام کریں (وگرنہ ذہن نشین کر لیں کہ) بھیڑیا (ریوڑ سے) دور چلے جانے والی بکری کو کھا جاتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (صلاة الجماعة تفضل صلاة الفرد بسبع وعشرين درجة)۔ [بخاری مسلم] یعنی: نماز یا جماعت اکیلے آدمی کی نماز سے ستائیس گنا افضل ہے۔ نماز یا جماعت اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی و انکساری کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے جیسا کہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (يعجب ربك من راعي غنم في راس شظية بحبل يؤذن للصلاة ويصلي فيقول الله عز وجل: انظروا الى عبدی هذا يؤذن ويقيم للصلاة يخاف مني قد غفرت لعبدي وادخلته الجنة)۔ [ابوداؤد نسائي] یعنی: تمہارا رب بکریوں کے ایسے چرواہے پر تعجب کرتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر (بکریاں چرا رہا ہوتا ہے جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو) وہ اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (اس کے اس عمل کو دیکھ کر) کہتے ہیں: میرے بندے کی طرف دیکھو اذان دیتا ہے اور نماز کے لئے اقامت کہتا ہے (پھر نماز ادا کرتا ہے) یہ مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

مسجدوں کو آباد کرنے والوں کی فضیلت کا بیان

فضيلة عمار المساجد

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اعلان کریں گے: میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے پوچھیں گے: اے ہمارے رب! کسے زیب دیتا ہے کہ وہ تیرے پڑوس میں آئے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مساجد کو آباد کرنے والے کہاں ہیں؟“

۵۶۱۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ لَيَنَادِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيُّنَ جِيرَانِي، أَيُّنَ جِيرَانِي؟ قَالَ: فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: رَبَّنَا! وَمَنْ يَنْبَغِي أَنْ يُجَاوِرَكَ؟ فَيَقُولُ: أَيُّنَ عَمَّارِ الْمَسَاجِدِ؟)) [الصحيح: ۲۷۲۸]

تخریج: الصحیحہ ۲۷۲۸۔ الحارث فی مسنده (بغیۃ الباعث: ۱۳۶)

فوائد: سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کو پڑوسی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ مساجد میں نمازیں یا جماعت ادا کرنا ان کی آبادی کا سب سے بڑا سبب ہے علاوہ ازیں لوگوں کو مساجد میں نماز پڑھنے کی تلقین کرنا، مساجد کی صفائی کرنا، ان کی عمارت کی مرمت کرتے رہنا، امامت، خطابت اور مسجد کی صفائی وغیرہ کے لیے نیک سیرت لوگوں کا انتخاب کرنا، پھر انھیں معقول تنخواہیں دے کر اور انھیں عظیم منصب کا مالک سمجھ کر ان کا ادب و احترام کرنا ایسے امور ہیں جو مساجد کی رونق کا سبب بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے وجود اور اس کے دیئے ہوئے رزق کے ذریعے اس کے گھروں کو آباد کریں۔

صف ملانے اور خلاء پر کرنے والوں کی فضیلت کا بیان

فضل بصلۃ الصف و سد الفرج

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے (نماز میں) صفیں ملانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔“

۵۶۲۔ عَنْ عَائِشَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يُصَلُّونَ الصُّفُوفَ)) [الصحيح: ۲۲۳۴]

تخریج: الصحیحة ۲۲۳۲۔ ابن وهب فی الجامع (۲/۵۸) (لم اجدہ فی المطبوع)

☆ فرشتوں کے رحمت بھیجنے سے مراد نزول رحمت کی دعا کرنا ہے۔

فوائد: صف بندی کرنا جماعت کی روح اور نماز کی تکمیل کا جزء ہے جو لوگ صف بندی کا اہتمام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے ان کے حق میں رحمت بخشش اور مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اقیموا الصفوف وحاذوا بین المناکب وسدوا الخلل ولینوا بایدی اخوانکم ولا تذروا فرجات للشیطان ومن وصل صفا وصلہ اللہ ومن قطع صفا قطعہ اللہ) [ابوداؤد] یعنی: صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو (ایک لائن میں کر کے) برابر کرو اپنے بھائیوں کے حق میں نرم ہو جاؤ شیطان کے لئے (صفوں میں) خالی جگہیں مت چھوڑو جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے۔ سیدنا جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: (الا تصفون کما تصف الملائکۃ عند ربہا) کیا تم لوگ اس طرح صف بندی نہیں کرتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے ہاں کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرشتے اللہ تعالیٰ کے ہاں صف بندی کیسے کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (یتمون الصفوف الاولی ویتراصون فی الصف) [مسلم] یعنی: وہ پہلے اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

۵۶۳۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ فِي الَّذِينَ يُصَلُّونَ الصُّفُوفِ، وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةَ رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً)). [الصحيحہ: ۲۵۳۲]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفیں ملانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ جو (صف) کے خلا کو پر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۵۳۲۔ احمد (۹/۸۹) ابن ماجہ (۹۹۵)

فوائد: سابقہ حدیث میں وضاحت ہو چکی ہے۔

باب: عید کے خطبے میں لائھی یا کمان پر

سہارا لینا

باب: الاعتماد علی قوس او عصا فی

خطبة العید

سیدنا براء ؓ کہتے ہیں کہ ہم عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ میں بیٹھے نبی کریم ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ ﷺ تشریف لائے لوگوں کو سلام کہا اور فرمایا: ”آج کے دن کی پہلی (مخصوص) عبادت یہ نماز ہے۔“ پھر آپ ﷺ آگے بڑھے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی، سلام پھیرا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہو گئے آپ ﷺ کو ٹیک لگانے کے لئے ایک کمان یا لائھی دی گئی۔ پھر

۵۶۴۔ عَنْ الْبَرَاءِ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ [فِي الْمُصَلَّى] يَوْمَ الْأُضْحَى، فَجَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيِ النَّاسِ، وَقَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَنْسَلِكٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: نُسْلِكَ) يَوْمَكُمْ هَذَا الصَّلَاةُ)) فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَاسْتَقْبَلَ الْقَوْمَ بِوَجْهِهِ، ثُمَّ أُعْطِيَ قَوْسًا أَوْ

عَصَا فَأَتَكَا عَلَيْهَا، فَحَمِدَ اللَّهَ - عَزَّ وَجَلَّ - وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَأَمَرَهُمْ وَنَهَاَهُمْ۔ [الصحيحہ: ۱۶۷۸]

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور لوگوں کو کچھ امور کا حکم دیا اور کچھ چیزوں سے منع کیا۔

تخریج: الصحيحہ ۱۶۷۸۔ احمد (۲۸۲/۳) طبرانی فی الکبیر (۱۱۶۹) ابن ابی عاصم فی الاوائل (۱۳۰) مختصراً

فوائد: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما عید سے پہلے نماز عید ادا کرتے تھے۔ [بخاری مسلم] یہ اور دیگر احادیث مبارکہ سے یہی حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب اموی خلیفہ مروان نے نماز سے پہلے خطبہ دیا تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا تھا: اے مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ [مسلم] لیکن آج تک بعض احباب مروان کی طریقے کو اپناتے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔ (آمین)

مخلص مؤذن کی فضیلت کا بیان

فضل المؤذن المحتسب

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے روز (ہفتہ کے) دنوں کو ان کی (مخصوص) شکل میں اٹھائے گا، جمعہ کا دن حسین اور چمکتا دمکتا ہو گا، اہل جمعہ (یعنی جمعہ ادا کرنے والے) اس کو ایسے گھیر لیں گے جیسے (سہیلیاں) دلہن کو دولہا کی طرف رخصت کرتے وقت گھیر لیتی ہیں، جمعہ کا دن اپنے اہل کے لئے روشنی کرے گا اور وہ اس کی روشنی میں چل رہے ہوں گے، ان کے رنگ برف کی طرح سفید ہوں گے، ان کی بوکتوری کی طرح مہک رہی ہوگی، وہ کافور خوشبو کے پہاڑوں میں گھسے ہوئے ہوں گے، جن و انس انھیں دیکھ رہے ہوں گے اور وہ تعجب کی وجہ سے نگاہ نیچی نہیں کریں گے کہ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور ثواب کی امید سے اذان دینے والوں کے علاوہ کوئی بھی ان کے اس مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکے گا۔“

۵۶۵۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ الْآيَامَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى هَيْئَتِهَا، وَيَبْعَثُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ زَهْرَاءَ مُبِيرَةً، أَهْلَهَا يَحْقُقُونَ بِهَا كَالْعُرُوسِ تَهْدِي إِلَى كَرِيمِهَا، تُضِي لَهُمْ، يَمْشُونَ فِي ضَوْئِهَا، أَلْوَانُهُمْ كَالثَّلَجِ بَيَاضاً وَرِيحُهُمْ تَسْطِعُ كَالْمِسْكِ، يَخْضَوْنَ فِي جِبَالِ الْكَافُورِ، يَنْظُرُ إِلَيْهِمُ الثَّقَلَانِ، مَا يُطْرَقُونَ تَعْجَبًا حَتَّى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ، لَا يَخَالِطُهُمْ أَحَدٌ إِلَّا الْمُؤَذِّنُونَ الْمُحْتَسِبُونَ)).

[الصحيحہ: ۷۰۶]

تخریج: الصحيحہ ۵۶۵۔ ابن خزيمة (۱۷۳۰) حاکم (۲۷۷/۱) طبرانی فی الکبیر کما فی المجمع (۱۶۳/۲) ۱۶۵

فوائد: اہتمام کے ساتھ جمعہ المبارک کی ادائیگی کرنے والوں کا مقام و مرتبہ بیان کیا جا رہا ہے۔ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے غسل کیا اور (اپنے سر کو بھی) دھویا اور جلدی آیا اور سوار ہو کر نہیں بلکہ پیدل آیا اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا اور خطبہ سنا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اسے اس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال عمل یعنی ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی تہجد کی ثواب ملے گا۔ [ابوداؤد]

باب: خیر المساجد التي يسافر

اليها

۵۶۶۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ خَيْرَ مَا رُكِبْتُ إِلَيْهِ الرَّوَاحِلُ مَسْجِدِي هَذَا وَالْبَيْتُ الْعَتِيقُ)).

[الصحيحة: ۱۶۴۸]

تخریج: الصحيحة ۱۶۳۸۔ احمد (۳/ ۳۵۰) ابو یعلیٰ (۲۲۲۲) طبرانی فی الاوسط (۴۳۳) عبد بن حمید (۱۰۴۹)

اقبال الله على المصلي بوجهه

الله تعالیٰ کی نماز کی طرف اپنے چہرہ کے ساتھ متوجہ

ہونے کا بیان

سیدنا حذیفہ ؓ نے شبث بن ربعی کو (نماز میں) اپنے سامنے تھوکتے دیکھا تو کہا: شبث! اپنے سامنے نہ تھوکا کر! کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس فعل سے منع کرتے ہوئے فرمایا: ”جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے چہرے کے ساتھ اس کی طرف (اس وقت تک) متوجہ رہتا ہے جب تک وہ سلام نہیں پھیرتا یا کوئی برا فعل نہیں کرتا۔“

۵۶۷۔ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى شَبَثَ بْنَ رَبِيعٍ يَزُوقُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: يَا شَبَثُ لَا تَبْرُقَ بَيْنَ يَدَيْكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَنْهَى عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي أَقْبَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ حَتَّى يَنْقَلِبَ أَوْ يُحْدِثَ سَوْءًا)).

[الصحيحة: ۱۵۹۶]

تخریج: الصحيحة ۱۵۹۶۔ ابن ماجہ (۱۰۲۳) ابن خزيمة (۹۴۳)

فوائد: معلوم ہوا کہ جہاں اللہ تعالیٰ نمازی کی قدردانی کرتے ہوئے اور اس سے محبت کرتے ہوئے اس کی طرف اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں وہاں وہ بے توجہی اور برائی سے نفرت بھی کرتے ہیں۔ پہلے اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ نمازی کو ضرورت کے مطابق تھوکنے کی گنجائش ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إذا قام أحدكم إلى الصلاة فلا يصفق أمامه، فانما يناجى الله ما دام في الصلاة ولا عن يمينه فان عن يمينه ملكا، وليصفق عن يساره أو تحت قدمه فيدفعها۔) [صحیحہ: ۳۹۷۴] یعنی: ابو ہریرہ ؓ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جب تم میں سے کوئی ایک نماز کے لیے کھڑا ہو تو وہ اپنے سامنے نہ تھوکه کیونکہ جتنی دیر وہ نماز میں ہوتا ہے اپنے رب سے سرگوشیاں کر رہا ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے دائیں تھوکه کیونکہ اُس کے دائیں فرشتہ ہوتا ہے۔ اپنی بائیں طرف تھوکه کے یا پاؤں تلے تھوک کر اُسے دفن کر دے۔

اهمية اتمام الركوع والسجود

۵۶۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ الرَّجُلَ

ركوع اور سجود کو مکمل کرنے کی اہمیت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ایک آدمی ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے لیکن اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ رکوع تو پورا کرتا ہو لیکن سجدے مکمل نہ کرتا ہو یا سجدے تو پورے کرتا ہو لیکن رکوع پورا نہ کرتا ہو۔“

لَيُصَلِّيَ سِتِينَ سَنَةً، وَمَا تَقْبَلُ لَهُ صَلَاةٌ، وَلَعَلَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَلَا يُتِمُّ السُّجُودَ، وَيُتِمُّ السُّجُودَ وَلَا يُتِمُّ الرُّكُوعَ)). [الصحيحة: ۲۵۳۵]

تخریج: الصحيحة ۲۵۳۵۔ الاصبهانی فی الترغیب (۱۸۹۵) ابن عدی فی الکامل (۷/ ۲۷۱)

فوائد: نماز میں رکوع و سجود کو مکمل کرنا ضروری ہے۔ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لا تجزئ صلاة الرجل حتى يقيم ظهره في الركوع والسجود)۔ [ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ] یعنی: آدمی کی نماز اس وقت تک اسے کفایت ہی نہیں کرتی جب تک رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔ اور سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لا ينظر الله عز وجل الى صلاة عبد لا يقيم فيها صلبه بين خشوعها وسجودها)۔ [مسند احمد] یعنی: اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز کی طرف دیکھتے تک نہیں جو اس نماز کے رکوع اور سجدے میں اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا۔ غور فرمائیں کہ اس حدیث میں ”رکوع“ کو ”خشوع“ کہا گیا ہے، یعنی رکوع کو خشوع و خضوع سے انتہائی گہرا تعلق ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ روایتی غلت اور مصروفیت کا بہانہ پیش کرنے سے باز آ کر سکون و آرام اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں بھی جلدی جلدی میں نماز پڑھنے کی وجہ سے مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کا مصداق نہ ٹھہرا دیا جائے۔

امام کے لیے نماز کو ہلکا کرنا مستحب ہے

نافع بن سرجس کہتے ہیں کہ میں صحابی رسول ابو ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت گیا جب وہ مرض الموت میں مبتلا تھے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ لوگوں کے حق میں نماز میں سب سے زیادہ تخفیف کرتے تھے لیکن اپنی انفرادی نماز سب سے زیادہ لمبی پڑھنے والے تھے۔

استحباب التخفيف بالصلاة للامام

۵۶۹۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ سُرْجُسٍ: ((أَنَّكَ دَخَلَ عَلَى أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَقَالَ: ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَخَفَّ النَّاسِ صَلَاةً عَلَى النَّاسِ وَأَدْوَمَهُ عَلَى نَفْسِهِ [وَفِي رِوَايَةٍ: وَأَطْوَلَ النَّاسِ صَلَاةً لِنَفْسِهِ])). [الصحيحة: ۲۰۵۶]

تخریج: الصحيحة ۲۰۵۶۔ احمد (۶/ ۳۱، ۱۳۶) نسائی فی الکبری (۱۰۸۳۳) وهو فی العمل (۹۹۵) ترمذی (۲۸۳۸) والشمائل (۲۰۶) الادب المفرد (۸۶۸)

فوائد: نبی کریم ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے تخفیف کرتے تھے، لیکن اگلی نماز میں بہت زیادہ طوالت اختیار کرتے تھے، لیکن لوگوں کا معاملہ بالکل برعکس ہے۔ تخفیف کا مطلب یہ نہیں کہ وہ نماز میں جتنا اختصار چاہیں اتنا ہی کر لیا جائے دیکھنا چاہئے کہ نبی کریم ﷺ جب ہلکی نماز پڑھاتے تھے تو اس کی مقدار کیا ہوتی تھی؟ جب آپ ﷺ نے نماز عشاء میں سورہ بقرہ کی تلاوت شروع کر دینے والے صحابی سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو مختصر نماز پڑھانے کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ساتھ سورہ شمس سورہ اعلیٰ سورہ لیل اور سورہ علق کی تلاوت کرنے کی تعلیم بھی دی، یہ سورتیں بالترتیب (۱۵)، (۱۹)، (۲۱) اور (۱۹) آیات پر مشتمل ہیں۔ نماز

میں تلاوت کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے منقول عمل یہ ہے: نماز فجر میں سورہ ق اور اس جیسی سورتیں پڑھنا، ساتھ سے سو آیات اور کبھی سورہ تکویر کی تلاوت کرنا اور جمعہ کے دن پہلی رکعت میں سورہ سجدہ اور دوسری رکعت میں سورہ دھر کی تلاوت کرنا۔ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تقریباً تیس تیس اور آخری دو رکعتوں میں تقریباً پندرہ پندرہ آیات کی تلاوت کرنا اور نماز عصر کی تلاوت اس سے نصف کرنا، اسی طرح ظہر و عصر میں سورہ لیل، سورہ اعلیٰ، سورہ بروج اور سورہ طارق جیسی سورتوں کی تلاوت کرنا۔ نماز مغرب میں تین رکوعات پر مشتمل سورہ طور کی اور کبھی دو رکوعات پر مشتمل سورہ مرسلات کی اور کبھی سورہ اعراف کی تلاوت کرنا۔ نماز عشاء میں سورہ تین کی تلاوت کرنا اور سورہ شمس اور سورہ لیل جیسی سورتوں کی تلاوت کرنے کی تعلیم دینا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز باجماعت میں اس قدر قرآن مجید پڑھا، لیکن پھر بھی آپ ﷺ کی نماز کو خفیف کہا گیا۔ یعنی اس موضوع پر ”خفیف“ کا لفظ عوام الناس کے فہم کے مطابق علی الاطلاق استعمال نہیں ہوگا، بلکہ یہ نسبتی لفظ ہے، یعنی اس کو آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں سمجھا جائے گا۔ لہذا امام کو چاہئے کہ وہ مقتدیوں کی روایت کرے اور مقتدیوں کو اگر علم ہو جائے کہ جس نماز کو ہم لمبا سمجھ رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے یہی نماز پڑھنے پڑھانے کی تعلیم دی ہے تو پھر انہیں بھی خاموشی اختیار کرنا چاہئے۔

التکبیر عند الخروج من البيت عمید الفطر کے دن گھر سے نکلتے ہی تکبیرات

کہنے کا بیان

امام زہری مرسل بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر والے دن نکلتے اور تکبیرات کہتے رہتے، یہاں تک کہ عید گاہ میں پہنچ کر نماز ادا کر لیتے، نماز کی تکمیل کے بعد تکبیرات کہنا بند کر دیتے تھے۔

للفطر

۵۷۰۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ (مُرْسَلًا) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ((كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ فَيَكْبِّرُ حَتَّى يَأْتِيَ الْمُصَلِّيَّ وَحَتَّى يَقْضَى الصَّلَاةُ، فَإِذَا قُضِيَ الصَّلَاةُ قَطَعَ التَّكْبِيرَ)).

[الصحيحة: (۱۷۱)]

تخریج: الصحيحة ۱۷۱۔ ابن ابی شیبہ (۱۶۳/۲) المحامل فی صلاة العیدین (۲/۱۳۲/۲) عن الزهري مرسلًا
فوائد: معلوم ہوا کہ عید الفطر کے موقع پر تکبیرات کا وقت گھر سے خروج کے وقت شروع ہو کر عید گاہ پہنچنے تک جاری رہتا ہے۔ کسی صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ سے تکبیرات کے کوئی معینہ الفاظ ثابت نہیں ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ”اللہ اکبر کبیرا“ اللہ اکبر کبیرا، اللہ اکبر و اجل، اللہ اکبر وللہ الحمد“ اور سیدنا سلمان رضی اللہ عنہما سے ”اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر کبیرا“ کے الفاظ منقول ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا مدعا یہ ہے کہ یوم عید کو مخصوص وقت میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی ہونی چاہئے، وہ کسی انداز میں بھی کی جاسکتی ہے۔

نماز میں کسی چیز پر ٹیک لگانے کے جواز کا بیان

ہلال بن یساف کہتے ہیں: میں رتہ میں گیا، میرے ساتھیوں نے مجھے کہا: کیا تجھے کسی صحابی سے ملاقات کرنے کی رغبت ہے؟ میں

جواز الاعتماد علی شیء فی الصلاة

۵۷۱۔ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، قَالَ: قَدِمْتُ الرَّقَّةَ، فَقَالَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِي: هَلْ لَكَ فِي

نے کہا: یہ تو غنیمت ہے۔ ہم سیدنا وابصہ ؓ کے پاس پہنچے۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا: ہم پہلے اس کی ظاہری وضع قطع کو دیکھیں گے۔ (ہم کیا دیکھتے ہیں کہ) ان کے سر پر دو پھندوں یا کونوں والی دو پلی ٹوپی تھی اور خاکی رنگ کا اوٹی اور آستین دار کرتا پہنا ہوا تھا اور وہ اپنی لاشی پر ٹیک لگا کر نماز ادا کر رہے تھے۔ ہم نے سلام کہا اور (نماز میں لاشی کا سہارا لینے کے بارے میں) پوچھا۔ انہوں نے کہا: مجھے سیدہ ام قیس بنت مھسن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ عمر رسیدہ ہوئے اور آپ کا جسم بھاری ہو گیا تو ایک ستون کے سہارے نماز پڑھتے تھے۔

رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: غَنِيمَةٌ فَلَفَعْنَا إِلَى وَابِصَةَ، قُلْتُ لِصَاحِبِي: نَبْدَأُ فَنَنْظُرُ إِلَى ذَلِكَ، فَإِذَا عَلَيْهِ قَلَنْسُوءَةٌ لِاطْلَعَةِ ذَاتِ الْأُنْتَنِ، وَبُرْنُسٌ خَزِرٌ أَغْبَرٌ، وَإِذَا هُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى عَصَا فِي صَلَاتِهِ، فَقُلْنَا [لَهُ] بَعْدَ أَنْ سَلَّمْنَا؟ قَالَ: حَدَّثَنِي أُمُّ قَيْسٍ بِنْتُ مِخْصَنٍ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا أَسَنَّ وَحَمَلَ اللَّحْمَ، اتَّخَذَ عُمُودًا فِي مَصَلَاةٍ يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ)). [الصحيحة: ۳۱۹]

تخریج: الصحيحة ۳۱۹۔ ابو داود (۹۳۸) حاکم (۱/۲۶۳، ۲۶۵) بیہقی (۲/۲۸۸)

فوائد: معلوم ہوا کہ کسی عذر کی وجہ سے نماز میں کسی چیز کے سہارے کھڑا ہوا جاسکتا ہے۔

فرار الشيطان من سمع النداء

اذان کو سن کر شیطان کے بھاگ جانے کا بیان
سیدنا جابر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:
”جب شیطان اذان سنتا ہے تو (بھاگ کر) چلا جاتا ہے یہاں
تک کہ روحا مقام تک پہنچ جاتا ہے۔“

۵۷۲۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ، ذَهَبَ حَتَّى يَكُونَ مَكَانَ الرُّوحَاءِ)).

[الصحيحة: ۳۵۰، ۶]

تخریج: الصحيحة ۳۵۰۔ مسلم (۳۸۸) ابو عوانہ (۱/۳۳۳) احمد (۳/۳۱۶)

فوائد: اذان اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی و حدانیت و یکتائیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت و نبوت کی شہادتوں اور لوگوں کے لئے خیر و فلاح کی دعوتوں پر مشتمل ہے جب یہ اثر انگیز الفاظ شیطان کے کان سے نکراتے ہیں تو وہ دل برداشتہ ہو کر بھاگ پڑتا ہے اور ایسے مقام تک پہنچ کر سکون کی سانس لیتا ہے جہاں اسلام کے عظیم شعار کے عظیم کلمات سنائی نہیں دیتے۔ سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا نودى للصلاة ادبر الشيطان له ضراط حتى لا يسمع التأذين)۔ [بخاری، مسلم] یعنی: جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان اس کے سننے سے بچنے کے لئے بھاگ نکلتا ہے اس حال میں وہ گوز مار رہا ہوتا ہے۔

اندھیری اور بارش والی رات میں نماز کے لیے

جواز الخروج إلى الصلاة بالليل

نکلنے کا جواز

المظلمة والممطرة

عاصم بن عمر بن قتادہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا قتادہ بن

۵۷۳۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ،

نعمان ؓ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا: سخت اندھیری رات تھی بارش ہو رہی تھی میں نے کہا: مجھے اس رات سے استفادہ کرتے ہوئے نمازِ عشاءِ نبی کریم ؐ کے ساتھ پڑھنی چاہئے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ نبی کریم ؐ (نماز پڑھا کر) واپس پلٹے اور کھجور کی شاخ پر ٹیک لگا کر چل رہے تھے جب مجھے دیکھا تو پوچھا: ”قنادہ! تجھے کیا ہوا! اس گھڑی میں یہاں (کیا وجہ ہے؟)“ میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کے ساتھ نماز ادا کرنے کی غرض سے آیا۔ آپ ؐ نے مجھے وہ شاخ دی اور فرمایا: ”تیرے آنے کے بعد شیطان تیرے گھر میں گھسا ہے اس شاخ کو لے جا، گھر پہنچنے تک اس شاخ کو تھامے رکھنا“ (جب تو گھر پہنچے تو شیطان کو) گھر کے پیچھے سے پکڑ لینا اور اس شاخ کے ساتھ اسے مارنا۔“ میں مسجد سے نکل پڑا وہ شاخ شمع کی طرح مجھے روشنی مہیا کرتی رہی میں اپنے اہل خانہ کے پاس پہنچ گیا وہ سارے سوچے تھے میں نے گھر کے ایک کونے میں ایک سیبی (ایک جانور جس کے جسم پر لمبے لمبے کانٹے ہوتے ہیں) دیکھی میں اسے شاخ کے ساتھ مارتا رہا یہاں تک کہ وہ نکل گئی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۳۶۔ طبرانی فی الکبیر (۹/۲۵۰) من حدیث قتادہ ؒ احمد (۳/۲۵) من حدیث ابی سعید ؓ
فوائد: سبحان اللہ! صحابہ کرام ؓ خیر و بھلائی کے امور میں کس قدر حریص اور سبقت لے جانے والے تھے کہ سخت اندھیری اور بارش والی رات میں رسول اللہ ؐ کی اقتداء میں نمازِ عشاء کی ادائیگی کو ترجیح دیتے تھے۔

رات کی نماز کی فضیلت کا بیان

سالم، سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں کنوارا نوجوان تھا نبی کریم ؐ کے عہد میں مسجد میں رات گزارتا تھا ہم میں جو آدمی جو خواب دیکھتا اسے آپ ؐ سے بیان کرتا تھا۔ (ایک دن) میں نے کہا: اے اللہ! اگر میرے لئے تیرے پاس خیر و بھلائی ہے تو مجھے خواب دکھا تا کہ نبی کریم ؐ اس کی تعبیر کریں۔ میں سو گیا میں نے دیکھا کہ دو فرشتے میرے

عَنْ جَدِّهِ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ: كَانَتْ لَيْلَةٌ شَدِيدَةُ الظُّلْمَةِ وَالْمَطَرِ، فَقُلْتُ: لَوْ أَنِّي اغْتَسَمْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ شُهُودَ الْعَتَمَةِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَفَعَلْتُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَبْصَرَنِي وَمَعَهُ عُرْجُونٌ يَمْشِي عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((مَالِكُ يَأْقَادَةُ! هَهُنَا هَذِهِ السَّاعَةُ؟)) قُلْتُ: اغْتَسَمْتُ شُهُودَ الصَّلَاةِ مَعَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَأَعْطَانِي الْعُرْجُونَ، فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ خَالَفَكَ فِي أَهْلِكَ فَادْهَبْ بِهِذَا الْعُرْجُونَ، فَاْمْسِكْ بِهِ حَتَّى تَأْتِيَ بَيْتَكَ فَخُذْهُ مِنْ وَرَاءِ الْبَيْتِ فَاضْرِبْهُ بِالْعُرْجُونَ)) فَخَرَجْتُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَضَاءَ الْعُرْجُونَ مِثْلَ الشَّمْعَةِ نُورًا، فَانْصَضْتُ بِهِ، فَأَتَيْتُ أَهْلِي فَوَجَدْتُهُمْ رُقُودًا، فَتَنَظَّرْتُ فِي الزَّوَايَةِ فَإِذَا فِيهَا قَنْدَلٌ فَلَمْ أَزَلْ أَضْرِبْهُ بِالْعُرْجُونَ حَتَّى خَرَجَ۔ [الصحيحۃ: ۳۰۳۶]

فضل صلاة الليل

۵۷۴۔ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا غَرِبًا فِي عَهْدِ الرَّسُولِ ﷺ لَمْ كُنْتُ أَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَكَانَ مِنْ وَرَأْيِ مِنَّا رُؤْيَا، يَقْضُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ! اِنْ كَانَ لِيْ عِنْدَكَ خَيْرٌ، فَاَرِنِيْ رُؤْيَا يُعْبِرُهُا لِيِ النَّبِيُّ ﷺ! فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ مَلَكَيْنِ اَتَيَانِيْ فَاَنْطَلَقَا بِيْ،

پاس آئے اور مجھے لے کر چل دیئے، انھیں ایک تیسرا فرشتہ ملا، اس نے مجھے کہا: گھبرائیے مت، سو وہ مجھے آگ کی طرف لے گئے، وہ کنویں کی منڈیر کی طرح لپی ہوئی تھی، اس میں کچھ لوگ تھے، میں بعض کو پہچانتا بھی تھا، پھر وہ مجھے دائیں طرف لے گئے (اتنے میں مجھے جاگ آگئی)۔ جب صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک عبد اللہ نیک آدمی ہے، کاش کہ وہ رات کو کثرت سے نماز پڑھے۔“ سالم کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبد اللہ رات کو کثرت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ، فَقَالَ: لِمَ تَرُعُ، فَانْطَلَقَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبُرِّ، وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ، فَأَخَذُوا بِي ذَاتَ الْبَيْمَنِ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِحَفْصَةَ! فَرَعَمْتُ حَفْصَةَ أَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ، لَوْ كَانَ يُكَبِّرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ)). قَالَ: فَكَانَ عَبْدَ اللَّهِ يُكَبِّرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ۔ [الصحيحہ: ۳۵۳۳]

تخریج: الصحيحہ ۳۵۳۳۔ ابن ماجہ (۳۹۱۹) بهذا السياق بخاری (۳۷۳۸) مسلم (۲۳۷۹)

فوائد: رات کی نماز مومن کی جلیل القدر صفت ہے اور پارسا لوگوں کا شیوہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ..... كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۝ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝﴾ (سورة ذاریات: ۱۷) ترجمہ: ”بیشک پرہیزگار لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے۔..... (ان کی صفات یہ ہیں کہ) وہ رات کو کم سوتے ہیں اور سحریوں کے وقت بخشش طلب کرتے ہیں۔“ سحری کے وقت کی فضیلت و عظمت کا اندازہ لگائیں کہ سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دیا پر نازل ہو کر کہتے ہیں: کوئی ہے جو مجھے پکارے تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے تاکہ میں اس کو عطا کر دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تاکہ میں اس کو بخش دوں۔“ (بخاری، مسلم) سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی رات کو اپنی اہلیہ کو جگاتا ہے اور پھر دونوں دو رکعت نماز باجماعت ادا کرتے ہیں تو انھیں ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھ لیا جاتا۔ [ابوداؤد] مذکورہ بالا اور کئی دوسرے فضائل کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کو مخصوص انداز میں رات کی نماز پڑھنے کی تلقین کی۔

نماز گناہوں کو ختم کر دیتی ہے

ابو یزید بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ نے ایک نوجوان کو مبالغے کی حد تک لمبی نماز پڑھتے دیکھا اور پوچھا: تم میں کون اس نوجوان کو جانتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا: میں جانتا ہوں۔ آپ نے کہا: اگر میں اسے جانتا ہوتا تو اسے (بہت زیادہ طوالت کی بجائے) زیادہ رکوع و سجود کرنے کا حکم دیتا، کیونکہ میں

الصلاة مكفرة للذنوب

۵۷۵۔ عَنْ أَبِي الْمُنِيبِ، قَالَ: رَأَى ابْنُ عُمَرَ فُتِيَ قَدْ أَطَالَ الصَّلَاةَ، وَأُطْنَبَ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَعْرِفُ هَذَا، فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا أَعْرِفُهُ، فَقَالَ: أَمَا إِنِّي لَوْ عَرَفْتُهُ لَأَمَرْتُهُ بِكَثْرَةِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا

قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ أُنْبِيَ بِذُنُوبِهِ كُنْهًا فَوَضَعَتْ
عَلَى عَاتِقِهِ، فَكَلَّمَا رَكَعَ أَوْ سَجَدَ تَسَاقَطَتْ
عَنْهُ)). [الصحيحہ: ۱۳۹۸]

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب بندہ نماز میں قیام کرتا ہے تو اس کے تمام گناہ اس کے کندھوں پر رکھ دیئے جاتے ہیں جب وہ رکوع یا سجدہ کرتا ہے تو اس کے گناہ گر جاتے ہیں۔“

تخریج: الصحيحہ ۱۳۹۸۔ المروزی فی الصلاة (۲۹۳) وفی قیام اللیل (ص: ۵۲) ابونعیم فی الحلیۃ (۶/ ۹۹: ۱۰۰)

فوائد: نمازوں کا بندے کے گناہوں کے چھڑنے کے ساتھ گہرا تعلق ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الصلوات الحسن والحسنة الى الجمعة كفارة لما بينهن ما لم تغش الكبائر)۔ [مسلم] یعنی: پانچ نمازوں (میں سے ہر نماز دوسری نماز تک) اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

نماز میں قرآن پڑھنے کی فضیلت کا بیان

فضيلة قراءة القرآن في الصلاة

۵۷۶۔ عَنْ عَلِيٍّ: أَمَرَنَا ﷺ بِالسَّوَاكِ، وَقَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي أَنَاهُ الْمَلِكُ فَقَامَ خَلْفَهُ يَسْمَعُ الْقُرْآنَ وَيَذْنُو فَلَا يَزَالُ يَسْمَعُ وَيَذْنُو حَتَّى يَضَعَ فَاهُ عَلَى فِيهِ فَلَا يَقْرَأُ آيَةً إِلَّا كَانَتْ فِي جَوْفِ الْمَلِكِ)). [الصحيحہ: ۱۲۱۳]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مسواک کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ”جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر قرآن مجید سنتا اور قریب ہوتا رہتا ہے وہ قرآن مجید سنتے سنتے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے اور نمازی جو آیت بھی پڑھتا ہے فرشتہ اسے اپنے اندر سالیٹا ہے۔“

تخریج: الصحيحہ ۱۲۱۳۔ بیہقی (۱/ ۳۸) الضیاء فی المختارۃ (۵۸۰) البزار (البحر: ۶۰۳)

فوائد: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ترتیب شدہ کلام ہے اور اس کا ذکر کرنے کی سب سے عظیم صورت ہے اور نوری مخلوق کا ذکر الہی کے ساتھ گہرا تعلق ہے فرشتے خود بھی کثرت سے ذکر کرتے ہیں اور ذکر کرنے والے انسانوں سے محبت بھی کرتے ہیں جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان لله تعالى ملائكة يطوفون في الطرق يلتمسون اهل الذكر فاذا وجدوا قوما يذكرون الله عز وجل نادوا: هَلُمُّوا اِلَى حاجتكم فيحفونهم باجنحتهم الى السماء الدنيا)۔ [بخاری مسلم] یعنی: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں ذکر کرنے والوں کی تلاش میں رہتے ہیں جب وہ ایسے لوگوں کو پالیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہوتے تو ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے کہتے ہیں: اپنے مقصد کی طرف آ جاؤ۔ پھر انھیں آسمان دنیا تک اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں تو نمازی میں اس امر کی رغبت ہونی چاہئے کہ وہ نماز میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کرے حدیث مبارکہ کا سیاق بھی اس حقیقت کی غمازی کر رہا ہے کہ یہ سعادت اس آدمی کو نصیب ہوتی ہے جو نماز میں طویل قراءت کرے۔

باب: نماز و بھگانہ کے

باب: اوائل اوقات الصلوات

الخمس واواخرها

۵۷۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلًا وَآخِرًا، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ، وَآخِرُ وَقْتِهَا حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ حِينَ يَدْخُلُ وَقْتِهَا، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَصْفُرُ الشَّمْسُ، وَإِنَّ أَوَّلَ الْوَقْتِ الْمَغْرِبِ حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَغِيبُ الْأَفُقُّ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ حِينَ يَغِيبُ الْأَفُقُّ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَنْتَصِفُ اللَّيْلُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ)). [الصحيحة: ۱۶۹۶]

ابتدائی و آخری اوقات

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہاں نماز کے شروع ہونے کا وقت ہے وہاں اس کے ختم ہونے کا بھی وقت ہے۔ ظہر کے وقت کا آغاز سورج کے ڈھلنے سے ہوتا ہے اور جب عصر کا وقت داخل ہوتا ہے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے نماز عصر کا پہلا وقت وہی ہے جو ہے (یعنی ایک مثل سایہ) اور جب سورج زرد ہو جاتا تو اس کا (مختار) آخری وقت ختم ہو جاتا ہے مغرب کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور افق (یعنی سرخی) کے غائب ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے عشا کا وقت افق (یعنی سرخی) کے غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے اور نصف رات کو ختم ہو جاتا ہے اور فجر کا پہلا وقت طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۶۹۶۔ ترمذی (۱۵۱) احمد (۲۳۲/۲) طحاوی (۸۹/۱) بیہقی (۳۷۶/۱)

فوائد: حدیث کا مفہوم بالکل واضح ہے البتہ دو چیزیں اس امر کی محتاج ہیں کہ ان کی تفصیل بیان کی جائے۔ (۱) معلوم ہوا کہ جو نبی نماز ظہر کا وقت ختم ہوتا ہے نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور نماز ظہر کا وقت ایک مثل سائے پر ختم ہو جاتا ہے نیز اس مسئلہ کی وضاحت دوسری احادیث میں بھی کر دی گئی ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے جسے ایک مثل کہتے ہیں تو نماز عصر کا افضل وقت شروع ہو جاتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (وقت الظہر اذا زالت الشمس وكان ظل الرجل كطوله ما لم يحضر العصر۔) [مسلم] یعنی: ظہر کا وقت زوال آفتاب کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور جب تک آدمی کا سایہ کے اس قد کے برابر نہ ہو جائے اس وقت تک جاری رہتا ہے یعنی نماز عصر کا وقت شروع ہونے تک۔ اس حدیث سے یہ حقیقت عیاں ہو رہی ہے کہ نماز عصر کا وقت ایک مثل سے شروع ہو جاتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (امنی جبریل عند البيت وصلى بي العصر حين صار ظل كل شيء مثله) [ابوداؤد ترمذی] یعنی: جبریل امین نے مجھے امامت کروائی اور (پہلے دن) مجھے نماز عصر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا تھا۔ ان نصوص کے باوجود بعض احباب اس بات کے قائل ہیں کہ نماز عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟ حدیث مبارکہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ نماز عصر کا آخری وقت سورج کے زرد ہونے سے پہلے تک ہے۔ یاد رہے کہ یہ افضل یا مختار وقت کی انتہاء بتائی گئی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خود وضاحت فرمائی کہ نماز عصر کا وقت غروب آفتاب تک جاری رہتا ہے اور

اس حقیقت پر امت مسلمہ کا اجماع و اتفاق ہے لیکن ذہن نشین رہنا چاہئے کہ دانستہ طور پر عصر کو تاخیر سے پڑھنا مستحسن عمل نہیں ہے۔ نیز حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نمازِ عشاء کا وقت نصف رات تک جاری رہتا ہے، بعض احباب یہ سمجھتے ہیں کہ اس نماز کا وقت طلوع فجر تک جاری رہتا ہے، لیکن یہ بات بے دلیل ہے۔

مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک بعض لوگ مسجد نشین ہوتے ہیں کہ فرشتے ان کے ہم نشین ہوتے ہیں اگر وہ غائب ہو جائیں تو وہ انھیں تلاش کرتے ہیں اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو وہ ان کی تیمارداری کرتے ہیں اور اگر انھیں کوئی ضرورت ہو تو وہ ان کی اعانت کرتے ہیں۔ مسجد میں بیٹھنے والے کو کوئی ایک فائدہ ضرور ہوتا ہے: کوئی اس سے استفادہ کرتا ہے یا وہ حکمت والی بات کرتا ہے یا اسے رحمت کا انتظار ہوتا ہے۔“

فضل جلوس المسجد

۵۷۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِلْمَسَاجِدِ أَوْلَادًا، الْمَلَائِكَةُ جُلَسَاؤُهُمْ، إِنْ غَابُوا يَفْتَقِدُونَهُمْ، وَإِنْ مَرُّوا عَادُوهُمْ، وَإِنْ كَانُوا فِي حَاجَةٍ أَعَانُوهُمْ، وَقَالَ: جَلِيسُ الْمَسْجِدِ عَلَى ثَلَاثٍ خِصَالٍ: أَخٌ مُسْتَفَادٌ، أَوْ كَلِمَةُ حِكْمَةٍ، أَوْ رَحْمَةٌ مُنْتَظَرَةٌ.))

[الصحيحہ: ۱/۳۴۰]

تخریج: الصحيحہ ۳۴۰۱۔ احمد (۲/۳۱۸) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ حاکم (۲/۳۹۸) عن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ موقوفاً علیہ مختصراً۔

فوائد: سبحان اللہ! جو رب سے لو لگاتا ہے نوری مخلوق اس کی خادم بن جاتی ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا کہا جائے کہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، مومنوں کی سجدہ گاہ ہے، وہ کتنی مبارک و مقدس جگہ ہوگی، جہاں برس ہا برس سے اللہ تعالیٰ کی تہلیلات، تسبیحات، تحمیدات اور تکبیرات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے، جہاں سالہا سال سے اس کے کلام کی کثرت سے تلاوت کی جا رہی ہے، شیطانوں سے بچنے کے لئے مضبوط قلعہ مسجد ہے۔ جو مسجد سے محبت کرے گا، جو مسجد کو آباد کرنے میں حصہ ڈالے گا، جس کو وہاں سکون نصیب ہوگا، وہ کتنا سعادت مند اور خوش نصیب ہوگا۔ لیکن صد افسوس! امت مسلمہ کی کثرت اس منصب سے کوسوں دور ہے اور نمازیوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ دو چار روپے جمع کر کے روایتی ڈیوٹی سرانجام دینے والے بطور ملازم ایک امام اور ایک خادم کا اہتمام کر لیتے ہیں، مسجد کے تقاضے پورے ہو جائیں۔ ایسا کرنے کے بعد کسی نمازی میں یہ رغبت نہیں رہتی کہ وہ مسجد میں جھاڑو پھیر دے، پہلے پہنچ کر اذان دے دے نمازیوں کے لیے صفیں بچھاوے وضو کے لئے پانی بھر دے..... اس کے خام دماغ نے فیصلہ کیا اور یہ سمجھ بیٹھا کہ ماہوار پچاس روپے مسجد فنڈ دینے سے وہ بری الذمہ ہو گیا ہے۔ قارئین کرام! اپنی روزمرہ مصروفیات کا جائزہ لیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ مساجد کے ساتھ آپ کا رویہ کس حد تک درست ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل الا ظله ورجل قلبه معلق بالمسجد اذا خرج منه حتى يعود اليه-) [بخاری، مسلم] یعنی: اللہ تعالیٰ سات قسم کے افراد کو اپنے سائے میں جگہ دے گا، جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا: (ان میں سے ایک قسم یہ ہے: وہ آدمی جو مسجد سے لگتا ہے تو اس کا دل مسجد کے ساتھ ہی معلق رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ واپس مسجد میں آجائے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے گھروں میں نقلی نماز پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا اہتمام کریں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھروں کے بھی کچھ تقاضے ہیں، جب ہم کسی قریبی رشتہ دار کے گھر جانے سے گریز کرنے لگتے ہیں تو وہ مخصوص انداز میں شکوہ کناں ہوتا ہے، شاید یہ مساجد بھی اپنی بے رونقی

اور ویرانی کی وجہ سے ہماری بے اعتنائی کا شکوہ کر رہی ہوں۔

الصلاة مكفرة للذنوب

۵۷۹۔ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمُسْلِمَ يُصَلِّي

وَعَطَايَاهُ مَرْفُوعَةً عَلَى رَأْسِهِ، كُلَّمَا سَجَدَ

تَحَاتَّتْ عَنْهُ، فَيُفْرَغُ مِنْ صِلَابِهِ، وَقَدْ تَحَاتَّتْ

عَطَايَاهُ)). [الصحيحه: ۳۴۰۲]

نماز گناہوں کو ختم کر دیتی ہے

سیدنا سلمان فارسی ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب مسلمان نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس کے سر پر رکھ

دیئے جاتے ہیں جب بھی وہ سجدہ کرتا ہے تو وہ گر جاتے ہیں جب

وہ اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے گناہ جھڑ پکے ہوتے

ہیں۔“

تخریج: الصحيحه ۳۴۰۲۔ طبرانی فی الکبیر (۶۱۲۵) والصغیر (۱۳۶/۲) الاصبہانی فی الترغیب (۱۹۵۷)

فوائد: پہلے بھی اس موضوع پر احادیث گزر چکی ہیں نماز کا بندے کی مغفرت اور اس کے گناہوں کی معافی سے گہرا تعلق ہے۔

باب: نمازی کو پریشان کرنے کی ممانعت

باب: النهی عن التشويش على

المصلی

۵۸۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ عَائِشَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ:

أَنَّهُ أَطْلَعَ مِنْ بَيْتِهِ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ يَجْهَرُونَ بِالْقِرَاءَةِ

فَقَالَ لَهُمْ: ((إِنَّ الْمُصَلِّيَّ يَتَجَاوَى رَبَّهُ فَلْيَنْظُرْ

بِمَا يَتَجَاوَاهُ، وَلَا يَجْهَرُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ

بِالْقُرْآنِ)). [الصحيحه: ۱۶۰۳]

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

اپنے گھر میں سے جھانکے اور دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور

آواز بلند قراءت کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے انھیں فرمایا: ”بیشک

نمازی اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے اسے دیکھنا چاہئے کہ

وہ سرگوشی کر رہا ہے (لہذا نماز میں) قرآن مجید کی تلاوت کے

وقت ایک دوسرے پر آواز کو بلند نہیں کرنا چاہئے۔“

تخریج: الصحيحه ۱۰۶۳۔ طبرانی فی الاوسط (۳۶۱۷) حاکم (۲۳۵/۱) ۲۳۶ عن ابی ہریرۃ ؓ

فوائد: اس موضوع پر پہلے گفتگو ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ سے باتیں اور سرگوشیاں کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے جب مختلف نمازی

ایک جگہ پر نماز پڑھ رہے ہوں تو انہیں چاہئے کہ وہ نماز کے اذکار آواز بلند نہ کریں۔ اس حدیث سے یہ استدلال کرنا بھی درست ہے

کہ جب کوئی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے قریب گفتگو کرنا تو درکنار اس کے پاس بلند آواز سے تلاوت بھی نہیں کرنی چاہئے۔ ہاں

اگر لوگ کسی جگہ پر کسی موقع کی مناسبت سے یا ویسے جائز گپ شپ لگانے کے لئے جمع ہوئے ہوں تو نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ وہ

ذرا دور ہو کر نماز شروع کرے۔

وتر کے بعد دو رکعات کی فضیلت کا بیان

فضل ركعتين بعد الوتر

سیدنا ثوبان ؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں

۵۸۱۔ عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ یہ سفر باعثِ مشقت و زحمت ہے اس لئے ہر کوئی وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لے اگر (قیام کرنے کے لئے) جاگ آگئی تو ٹھیک و گر نہ یہی دو رکعتیں اسے کفایت کر جائیں گی۔“

فِي سَفَرٍ فَقَالَ: ((إِنَّ هَذَا السَّفَرَ جُهْدٌ وَثَقْلٌ، فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، فَإِنْ اسْتَيْقَظَ إِلَّا كَأَنَّهُ لَمْ يَأْتِ)). [الصحيحه: ۱۹۹۳]

تخریج: الصحيحه ۱۹۹۳۔ دارمی (۱۶۰۲) ابن خزيمة (۱۱۰۳) ابن حبان (۲۵۸۷)

فوائد: ثابت ہوا کہ سفر کے دوران حسب استطاعت نماز تہجد پڑھنی چاہئے نیز یہ حقیقت بھی عیاں ہو رہی ہے کہ نماز وتر کے بعد نماز پڑھ جاسکتی ہے۔ (لیکن اس کو معمول نہیں بنانا چاہیے۔)

ومن أجر الصلاة

نماز کے اجر کا بیان

سیدنا ابو بصرہ غفاری ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تمہیں مقام پر نماز عصر پڑھائی اور فرمایا: ”یہ نماز تمہارے سابقہ امتوں پر بھی فرض کی گئی لیکن انھوں نے اسے ضائع کر دیا لہذا جو اس کی ادائیگی پر محافظت کرے گا اسے دو گنا اجر ملے گا اور اس کے بعد ستارہ طلوع ہونے (یعنی سورج غروب ہونے) تک کوئی نماز نہیں۔“ حدیث میں لفظ ”شہادہ“ کے معانی ”ستارے“ ہیں۔

۵۸۲۔ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغَفَارِيِّ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعَصْرَ بِالْمَحْمَصِ فَقَالَ: ((إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةُ عُرِضَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَعُوهَا، فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا، كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتَّى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ)) الشَّاهِدُ: النَّجْمُ۔ [الصحيحه: ۳۵۴۹]

تخریج: الصحيحه ۳۵۴۹۔ مسلم (۸۳۰) ابوعوانہ (۱/۳۵۹) نسائی (۵۲۲) احمد (۶/۳۹۲، ۳۹۷)

فوائد: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ (سورہ بقرہ: ۲۳۸) یعنی: (تمام) نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی (عصر کی) نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔ غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے نماز عصر کو قائم رکھنے کی خصوصی تلقین فرمائی ہے۔ راجح قول کے مطابق اس آیت میں ”الصلاة الوسطی“ سے مراد نماز عصر ہے۔ سیدنا بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من ترك صلاة العصر فقد حبط عمله)۔ [بخاری] یعنی: جس نے نماز عصر ترک کر دی اس کے (نیک) عمل ضائع ہو جائیں گے۔ نیز سیدنا ابو موسیٰ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من صلى البردين دخل الجنة)۔ [بخاری، مسلم] یعنی: جو آدمی ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں (یعنی فجر اور عصر) ادا کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم نماز عصر کی حفاظت کریں اور پہلی امتوں کی طرح اس کے معاملے میں غفلت نہ برتیں۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اگر ہم نماز عصر کی مخالفت کرتے ہوئے اس نماز کے پابند بن جاتے ہیں تو وہ اس اطاعت و فرمانبرداری کی وجہ سے ہمیں ایک کی بجائے دو گنا اجر سے نوازے گا۔ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ نماز عصر کے بعد ستارے کے طلوع ہونے یعنی غروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں پہلے اس مسئلہ کی تفصیل گزر چکی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد اس وقت تک نفل نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے جب تک سورج سفید اور بلند رہتا ہے۔

حسد اليهود بالسلام والتأمين

۵۸۳۔ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْيَهُودَ لَيَحْسَدُونَكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِينِ)). [الصحیحة: ۶۹۲]

سلام اور آئین کہنے سے یہود کے حسد کرنے کا بیان
سیدنا انس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہودی
لوگ تمہاری (دو خصلتوں:) سلام کہنے اور آئین کہنے پر تم سے حسد
کرتے ہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۶۹۲۔ ابو نعیم فی احادیث مشافخ ابی القاسم الاصم (۱/۳۵) خطیب فی تاریخہ (۱۱/۳۳) الضیاء فی المختارة (۱۷۳۰)

فوائد: یہ اسلام ہی ہے جس نے ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلامتی کا پیغام دینے اور سلامتی رحمت اور برکت کی دعا دینے کی تعلیم دی ہے۔ جب تک سلام اور آئین باوازا بلند نہ کہے جائیں اس وقت تک یہودیوں کا حسد کرنا ناممکن ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ سلام کو بھی عام کریں اور سلام کی طرح آئین بھی جہز اکہیں۔ آئین کے مسئلہ پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔

باب: سنیۃ رد المصلی السلام اشارۃ

ونسخه لفظاً

۵۸۴۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَرَدَّ النَّبِيُّ بِإِشَارَةٍ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّا كُنَّا نَرُدُّ السَّلَامَ فِي صَلَاتِنَا، فَهَيِّنَا عَنْ ذَلِكَ)). [الصحیحة: ۲۹۱۷]

باب: نمازی کا اشارے سے سلام کا جواب دینا
ہمسنون ہے اور زبان سے جواب منسوخ ہے
سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کو سلام کہا اور آپ ﷺ نماز میں تھے۔ آپ ﷺ نے اشارۃً اس کے سلام کا جواب دیا۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ”ہم نماز میں سلام کا جواب دیا کرتے تھے لیکن اب ہمیں ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۹۱۷۔ طحاوی (۱/۲۳۳) البزار (الکشف: ۵۵۳) طبرانی فی الاوسط (۸۶۲۶)

فوائد: ابتداء اسلام میں نماز کے دوران کسی سے ہم کلام ہونا جائز تھا لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ (سورۃ بقرہ: ۲۳۸) یعنی: (تمام) نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی (عصر کی) نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔ تو نماز میں کلام کرنا حرام ہو گیا۔ لیکن نماز کے دوران بعض امور کو اشاروں کے ذریعے سرانجام دینے کی رخصت دی گئی ان میں سے ایک سلام کا جواب دینا ہے جس کا اس حدیث مبارکہ میں تذکرہ ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں: میں نے سیدنا بلال ؓ سے پوچھا کہ جب لوگ رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو آپ ﷺ جواب کیسے دیتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: یقول ہکذا و بسط کفہ۔ اس طرح کرتے تھے پھر (کیفیت بیان کرنے کے لئے) اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ [ابوداؤد ترمذی] امام نافع ؒ کہتے ہیں: سیدنا عبد بن عمر ؓ ایک آدمی کے پاس سے گزرے وہ نماز پڑھ رہا تھا آپ نے اسے سلام کہا اس نے بول کر جواب دیا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ اس کی طرف پلٹ کر آئے اور اسے کہا: جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اسے سلام کہا جائے تو وہ بول کر جواب نہ دے بلکہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کر دیا کرے۔ [موطا]

امام مالکؒ لہذا ثابت ہوا کہ نمازی لوگوں کو سلام کہنا چاہئے اور نمازیوں کو چاہئے کہ اشارہ کر کے جواب دے دیا کریں۔

نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھ رہے تھے ایک عورت بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر رہی تھی جب آپ ﷺ کو محسوس ہوا تو اسے فرمایا: ”اگر تو چاہتی ہے تو لیٹ جا۔“ اس نے کہا: میں ابھی ہشاش بشاش ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو میری طرح کی تو نہیں ہے نا، میری تو آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔“

الصلاة قرة عینی

۵۸۵۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، وَامْرَأَةٌ تُصَلِّي بِصَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَحَسَّ التَّفَتَّ إِلَيْهَا، فَقَالَ لَهَا: اضْطَجِعِي إِنْ شِئْتِ قَالَتْ: إِنِّي أَجِدُ نَشَاطًا، قَالَ: ((إِنَّكَ كُسْتِ مِثْلِي، إِنَّمَا جُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ)).

[الصحيحه: ۱۱۰۷، ۳۳۲۹]

تخریج: الصحيحه ۱۱۰۷، ۳۳۲۹ ابن نصر فی الصلاة (۳۲۱) عقیلی فی الضعفاء (۳/۲۲۰) خطیب فی التاريخ (۱۳/۱۹۰) فوائد: نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو نماز تہجد پڑھنے کی بہت زیادہ تلقین کی ہے اس نماز کے بعض فضائل اسی باب میں قلم بند کئے جا چکے ہیں۔ لیکن اس حدیث میں آپ ﷺ ایک عورت کو منع فرما رہے ہیں۔ بلاشبہ اس کی تعلیق یہ ہوگی کہ آپ ﷺ رات کے وقت انتہائی طوالت کے ساتھ رات کا قیام کرتے تھے جو اس خاتون کے بس کی بات نہیں تھی اس لئے آپ ﷺ نے اسے منع فرما دیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ علی الاطلاق قیام اللیل سے منع کر دیا گیا ہے۔

باب: قبروں کی جانب سفر کی حیثیت

سعید بن ابوسعید مقبری کہتے ہیں کہ ابو بصیرہ جمیل بن بصیرہ سیدنا ابو ہریرہؓ جیٹھلے اور ابو ہریرہؓ سے ہو کر آئے تھے، سیدنا اور کہا: اگر وہاں جانے سے پہلے میری تیرے ساتھ ملاقات ہو جاتی تو تو وہاں نہ جاتا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”سوار یوں کو نہیں بھگایا جاتا (یعنی سفر کا اہتمام نہیں کیا جاسکتا) مگر تین مساجد: مسجد حرام، میری مسجد یعنی مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی طرف۔“

باب: شد الرحال فی القبور

۵۸۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبَرِيِّ: أَنَّ أَبَا بَصِيرَةَ جَسِيلَ بْنَ بَصْرَةَ لَقِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنَ (الطُّورِ) فَقَالَ: لَوْ لَقِيتُكَ قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَهُ لَمْ تَأْتِهِ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا تُضْرَبُ أَكْبَادُ الْمُطَيِّ إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هَذَا وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى)). [الصحيحه: ۹۹۷]

تخریج: الصحيحه ۹۹۷۔ ابویعلیٰ (۶۵۵۸) بخاری فی التاريخ (۳/۱۲۳-۱۲۴) طبرانی فی الکبیر (۲۱۵۷) احمد (۶/۷)

نماز کے لیے جلدی آنے کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کی طرف جلدی آنے والے کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے اس کے بعد آنے والے کی مثال اس

ومن فضل التهجير إلى الصلاة

۵۸۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّمَا مَثَلُ الْمُهْجَرِ إِلَى الصَّلَاةِ: كَمَثَلِ الذِّى يُهْدَى الْبِدْنَةُ، ثُمَّ الذِّى عَلَى إِيْرِهِ: كَالَّذِى يُهْدَى

الْبَقْرَةَ، ثُمَّ الَّذِي عَلَى إِثْرِهِ: كَالَّذِي يُهْدَى
الْكَبْشَ، ثُمَّ الَّذِي عَلَى إِثْرِهِ: كَالَّذِي يُهْدَى
الذَّجَاجَةَ، ثُمَّ الَّذِي عَلَى إِثْرِهِ: كَالَّذِي يُهْدَى
الْبَيْضَةَ. [الصحيحه: ۳۵۷۶]

کی طرح ہے جو گائے کی قربانی پیش کرتا ہے اس کے بعد آنے کی
مثال اس کی طرح ہے جو دنبے کی قربانی پیش کرتا ہے اس کے
بعد آنے کی مثال اس کی طرح ہے جو مرغی کی قربانی پیش کرتا ہے
اور اس کے بعد آنے کی مثال اس کی طرح ہے جو اٹھ کے کی قربانی
پیش کرتا ہے۔“

تخریج: الصحيحه ۳۵۷۶۔ بخاری (۹۲۹) مسلم (۸۵۰) نسائی (۸۶۵) واللفظ له: احمد (۲/۳۵۹)

فوائد: سیدنا ابو ہریرہ ؓ کی جو حدیث بخاری اور مسلم میں ہے اس میں مذکورہ حدیث کو جمعہ کی نماز کے ساتھ معلق کیا گیا ہے لہذا
اس حدیث میں لفظ ”الصلوة“ کو نماز جمعہ پر ہی محمول کریں گے۔

الوتر صلاة الليل

۵۸۸۔ عَنِ الْأَعْرَابِيِّ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُؤْتِرْ،
فَقَالَ: ((إِنَّمَا الْوُتْرُ بِاللَّيْلِ)) قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي
أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُؤْتِرْ قَالَ: ((فَأُؤْتِرْ)). [الصحيحه: ۱۷۱۲]

وتر رات کی نماز ہے
سیدنا اغرمزنی ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ
کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! صبح ہو گئی اور میں نے نماز وتر
نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وتر تو رات کی نماز ہے۔“ اس
نے کہا: اے اللہ کے نبی! صبح ہو گئی اور میں نے وتر کی نماز نہیں پڑھی
(اب کیا کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز وتر پڑھ لے۔“

تخریج: الصحيحه ۱۷۱۲۔ طبرانی فی الکبیر (۸۹۱) ابونعیم فی المعرفه (۱۰۳۸)

فوائد: بالاتفاق نماز وتر کا وقت نماز عشاء سے شروع ہو کر نماز فجر تک جاری رہتا ہے اگر آدمی نیند یا بھول چوک کی وجہ سے وتر ادا
نہیں کر سکتا ہے تو شریعت نے اس کے لئے یہ گنجائش رکھی ہے کہ جب وہ بیدار ہو یا جب اسے یاد آئے وہ نماز وتر ادا کر لے جیسا کہ
سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من نام عن الوتر او نسيه فليصل اذا ذكر واذا استيقظ۔)
[ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ] یعنی: جو شخص وتر کے وقت سویا رہ جائے یا اسے وتر پڑھنا بھول جائے تو جب اسے یاد آئے یا جب وہ بیدار
ہو اسی وقت پڑھ لے۔

الصلوة تنهى عن المنكر

۵۸۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى
النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ فَلَانًا يُصَلِّي بِاللَّيْلِ فَإِذَا
أَصْبَحَ سَرَقَ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ سَيَنْهَاهُ مَا يَقُولُ)). [الصحيحه: ۳۴۸۲]

نماز برے کاموں سے روکتی ہے
سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا
اور کہا کہ فلاں آدمی رات کو نماز تو پڑھتا ہے لیکن صبح کے وقت
چوریاں کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب اس کا (یہ نیک)
عمل اسے ایسا کرنے سے روک دے گا۔“

تخریج: الصحيحه ۳۴۸۲۔ احمد (۲/۳۴۷) بیہقی فی الشعب (۳۲۶۱) ابن حبان (۲۵۶۰)

فوائد: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ (سورۃ البقرہ) یعنی: ”اور نماز قائم کرو یہی نماز ہے حیائی اور برائی سے روکتی ہے بیشک اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔“ اسی قانون کو سامنے رکھ کر آپ ﷺ نے رات کو نماز ادا کر کے دن کو چوری کرنے والے کے بارے میں حسن ظن کا اظہار کیا کہ عنقریب اس کی نیکی اس کو اس برائی سے روک دے گی۔

نماز میں آہستہ قرأت کرنے کا استحباب

عطاء بن یسار، بنو بیاضہ کے ایک انصاری آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک دن مسجد میں اعتکاف کی حالت میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کی انھیں ڈرایا اور رغبت دلائی اور پھر فرمایا: ”ہر نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے لہذا ایک دوسرے پر باوازا بلند قراءت نہ کیا کرو۔“

استحباب قراءة الخفی فی الصلاة

۵۹۰۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي بَيَاضَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا فَوَعَّظَ النَّاسَ وَحَذَّرَهُمْ وَرَغَّبَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ مُصَلٍّ إِلَّا وَهُوَ يَنَاجِي رَبَّهُ، فَلَا يَجْهَرُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالْقِرَاءَةِ)).

[الصحيحۃ: ۳۴۰۰]

تخریج: الصحيحۃ ۳۴۰۰۔ نسائی فی الکبریٰ (۳۲۶۰) ابن عبد البر فی التمهید (۲۳/۳۱۸، ۳۱۷/۲) احمد (۳۳۲/۲) **فوائد:** پہلے کئی دفعہ اس حقیقت کا اظہار کیا جا چکا ہے کہ نمازی اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں لہذا ایک مقام پر ایک سے زائد نماز پڑھنے والوں کو چاہئے کہ وہ نماز میں مخفی اور سزئی انداز میں تلاوت و ذکر کریں۔ اس حدیث سے یہ استدلال کرنا بجا ہے کہ نمازی کے قریب گپ شپ لگانے سے پرہیز کرنا چاہئے ہاں اگر لوگ ایک جگہ پر کسی مناسبت سے گفت و شنید کر رہے ہیں تو نماز ادا کرنے والے کو چاہئے کہ وہ ان سے دور ہو کر نماز پڑھے۔

نقش و نگار والے کپڑے پر نماز پڑھنے کی کراہت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک پھول بوٹیوں والی قمیص تھی جو آپ ﷺ نے ابو جہم کو دی آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہ قمیص انجاسیہ قمیص سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو مجھے نماز سے غافل یا مشغول کرنے لگی تھی۔“

کراهية الصلاة على الثوب المنقش

۵۹۱۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خِمِيصَةٌ، فَأَعْطَاهَا أَبَا جَهْمٍ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ هَذِهِ الْخِمِيصَةُ خَيْرٌ مِنَ الْإِنْجَاسِيَةِ۔ فَقَالَ: ((إِنَّهَا تُلْهِمُنِي عَنْ صَلَاتِي أَوْ قَالَ: تَشْغَلُنِي)). [الصحيحۃ: ۲۷۱۷]

تخریج: الصحيحۃ ۲۷۱۷۔ ابن راہویہ فی المسند ۲۴۳۔ احمد (۶/۳۶۶) بخاری (۳۷۳) مسلم (۵۵۶)

فوائد: مسئلہ انتہائی واضح ہے کہ نقش و نگار والے مصلوں اور قالینوں پر اور ایسے پردوں کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ فرد کے لئے خلل کا باعث بن سکتے ہیں جب نبی کریم ﷺ نے اپنے آپ کو مستحی نہیں سمجھا تو کوئی کس باغ کی مولیٰ بن سکتا ہے

سیدنا عثمان بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (فانه لا ينبغي ان يكون في قبلة البيت شيء يلهمي المصلي) [ابوداؤد] یعنی: بلاشبہ یہ مناسب و جائز نہیں ہے کہ گھر کے قبلہ کی سمت میں کوئی ایسی چیز ہو جو نمازی کو غافل کر دے۔ معلوم ہوا کہ عصر حاضر میں مساجد کی دیواروں میں جو نقش و نگار کیا جاتا ہے یا انتہائی مزین قالین بچھائے جاتے ہیں یہ نمازیوں کے حق میں درست نہیں ہے۔

باب: نبی کریم ﷺ کی امت کے لیے دعاء اور ان

میں جو مقبول ہوئیں

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن لمبی نماز پڑھائی جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج آپ نے بہت لمبی نماز پڑھائی ہے (کیا وجہ ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے آج ترہیب و ترغیب والی نماز پڑھی ہے میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لئے تین چیزوں کا سوال کیا ہے اس نے دو چیزیں مجھے عطا کر دیں اور ایک دعا قبول نہیں کی۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ میری امت پر غیروں کو بطور دشمن مسلط نہ کرے اس نے مجھے یہ چیز عطا کر دی۔ (دوسرے نمبر پر) میں نے اس سے یہ سوال کیا کہ وہ میری امت کو غرق نہ کرے اس نے یہ دعا بھی قبول کر لی اور میں نے (تیسرے نمبر پر) یہ سوال کیا کہ وہ میری امت کو آپس میں لڑنے سے بچائے لیکن اس نے یہ دعا قبول نہ کی۔“

تخریج: الصحیحة ۱۷۲۳۔ ابن ماجہ (۳۹۵۱) ابن خزیمہ (۱۲۱۸) احمد (۵/۲۴۰)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے اپنی امت سے خیر خواہی کرتے ہوئے ان کے حق میں تین دعائیں کیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک دعا قبول نہ فرمائی۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ بھی اپنی دعائیں اور التجائیں منوانے پر قادر نہیں تھے صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کی مشیت اور ارادہ چلتا ہے۔ پھر بھی بعض لوگ آپ ﷺ کو مختار کل سمجھتے ہیں۔

باب: امام کی اقتداء کا وجوب اور اس سے سبقت کی

ممانعت

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں کمزور

باب: وجوب متابعة الامام والنهی

عن مسابقته

۵۹۳۔ عن أبي موسى قال: قال رسول الله

اور عمر رسیدہ ہو گیا ہوں، سو تم اس وقت رکوع کیا کرو جب میں رکوع کروں اور اس وقت سجدہ کیا کرو جب میں سجدہ کروں اور اس طرح ہرگز نہ ہونے پائے کہ کوئی رکوع و سجود میں مجھ سے سبقت لے جائے۔“

((إِنِّي قَدْ بَدَنْتُ، فَإِذَا رَكَعْتَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعْتَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا سَجَدْتَ فَاسْجُدُوا، وَلَا أُلْفِينَ رَجُلًا يَسْبِقُنِي إِلَى الرُّكُوعِ وَلَا إِلَى السُّجُودِ)).

تخریج: الصحیحة ۱۷۲۵۔ ابن ماجہ (۹۶۲) والمزی فی التہذیب (۳/۶)

فوائد: مقتدی کا امام سے سبقت لے جانا حرام ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اما یحشی الذی یرفع راسہ قبل الامام ان یحول اللہ راسہ راس حمار) [بخاری، مسلم] یعنی جو شخص امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے، کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سر نہ بنا دے۔ مقتدیوں کو چاہئے کہ رکوع و سجود میں نہ امام سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور نہ اس کے ساتھ ساتھ چلیں بلکہ امام کی اقتدا کریں یعنی اس کے پیچھے پیچھے چلیں جیسا کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے جب آپ ﷺ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے تو ہم میں کوئی بھی سجدہ کے لئے اس وقت تک اپنی کمر نہیں جھکاتا تھا جب تک نبی کریم ﷺ اپنی پیشانی مبارک زمین پر نہ رکھ دیتے۔ [بخاری، مسلم]

وتر کا بیان

باب من الوتر

۵۹۴۔ عَنْ عَائِشَةَ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ، وَأَوْتَرَ بِسَبْعٍ)). [الصحيح: ۲۹۶۱]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (کبھی) پانچ اور (کبھی) سات وتر پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۶۱۔ المروزی فی قیام اللیل (ص: ۱۲۱) ابن حبان (۲۳۳۸)

فوائد: نبی کریم ﷺ سے وتر کی ایک سے نو رکعات ثابت ہیں۔ ایک، تین اور پانچ رکعت وتر میں کوئی درمیانی تشہد نہیں ہے یہ رکعتیں لگا تار ادا کی جائیں گی ہاں جب آدمی سات یا نو رکعت وتر ادا کرے گا تو سات میں چھ کے بعد اور نو میں آٹھ کے بعد درمیانے تشہد کے لئے بیٹھے گا پھر ساتویں یا نویں رکعت پڑھ کر تشہد بیٹھے گا اور سلام پھیر دے گا۔ یہ تمام مسائل کتب احادیث میں انتہائی وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔ معلوم نہیں کہ شریعت میں اتنی گنجائش کے باوجود بعض احباب نے اپنے آپ کو صرف تین پر ہی کیوں پابند کر دیا ہے۔

نماز دین میں سے سب سے آخر میں ختم ہوگی

الصلاة آخر فقدًا من الدين

۵۹۵۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: ((أَوَّلُ مَا تَفْقِدُونَ مِنْ دِينِكُمُ الْأَمَانَةُ، وَآخِرُهُ الصَّلَاةُ)). [الصحيح: ۱۷۳۹]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ سب سے پہلے اپنے دین سے امانت کو اور سب سے آخر میں نماز کو مفقود پاؤ گے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۷۳۹۔ خرائطی فی المکارم (۱۶۵) تمام الرازی فی الفوائد (۱۹۱) الضیاء فی المختارة (۱۵۸۳)

فوائد: امانت، ایمان کی علامت ہے۔ امانت کی حفاظت و ضمانت انسانی معاشرے میں جنت نظیر ماحول پیش کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے مسلمان کی جان، عزت اور مال دوسرے مسلمان کے لئے امانت ہیں۔ ایک مسلمان کو جس قدر اپنی عزت و حرمت کا

اس لحاظ ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اسے چاہئے کہ وہ بحیثیت امین دوسرے کی عزتوں کا بھی تحفظ کرے۔ جو انسان اس عظیم صفت سے محروم ہے اسے منافق سے تشبیہ دی گئی ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے دین کی حفاظت کے لئے اپنی امانتوں کی حفاظت کریں کیونکہ دین کا بگاڑ خیانت کرنے کی صورت میں شروع ہوگا اور پھر بڑھتا ہی چلا جائے گا حتیٰ کہ بات ترک نماز تک جا پہنچے گی اور بندہ آخر کار صرف کفر میں کھڑا ہو جائے گا۔ نماز کی اہمیت پہلے کئی مقامات پر بیان ہو چکی ہے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اپنے دین کے معاملے میں نماز سے بھی غافل ہو جاتا ہے تو وہ سمجھ لے کہ مکمل کا مکمل دین اس سے روٹھ چکا ہے کیونکہ نماز کے بعد بظاہر دین کی کوئی رستہ باقی نہیں رہتی معلوم ہوا کہ ترک نماز کے بعد آدمی کا اپنے آپ کو دیندار یا دین والا سمجھنا اس کی خام خیالی ہوگی۔

باب: فرضت الصلاة في مكة ركعتين باب: مکہ مکرمہ میں دو دو رکعات نماز کا فرض ہونا اور

مخالف ومتضاد رائے کی تردید

ركعتين والرد على المخالف

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: شروع شروع میں نماز دو رکعتیں فرض ہوئی تھی جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ہر نماز میں اس کی مثل اضافہ کر دیا گیا سوائے نماز مغرب کے کہ وہ دن کی نماز کو وتر (یعنی طاق) کرنے والی ہے اور سوائے نماز فجر کے کہ اس میں لمبی قراءت کی جاتی ہے اور جب آپ ﷺ سفر کرتے تو شروع والی (دو رکعتی) نمازوں کی کیفیت کے مطابق ادائیگی کرتے تھے۔

۵۹۶۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((أَوَّلُ مَا فُرِضَتْ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَلَّى إِلَى كُلِّ صَلَاةٍ مِثْلَهَا غَيْرِ الْمَغْرِبِ، فَإِنَّهَا، وَتَرُ النَّهَارَ، وَصَلَاةُ الصُّبْحِ لَطَوَّلَ قِرَاءَتَهَا، وَكَانَ إِذَا سَافَرَ عَادَ إِلَى صَلَاتِهِ الْأُولَى)). [الصحيحه: ۲۸۱۴]

تخریج: الصحيحه ۲۸۱۴۔ طحاوی (۱/ ۲۳۱) السراج فی مسند (۱۳۹۸) ابن خزيمة (۳۰۵) ابن حبان (۲۷۳۸)

فوائد: مسئلہ بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے سہولت پیدا کرتے ہوئے سفر کے دوران مغرب کے علاوہ آدھی نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

سیدنا عبد اللہ ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت والے دن (حقوق اللہ میں سے) لوگوں کا سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور (حقوق العباد میں سے) سب سے پہلے خون کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔“

۵۹۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ وَأَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ)). [الصحيحه: ۱۷۴۸]

تخریج: الصحيحه ۱۷۴۸۔ نسائی (۳۹۹۲) ابن نصر فی الصلاة (۱۷۹) طبرانی فی الكبير (۱۰۳۳۵)

باب: عمل کی درستی و بگاڑ نماز کی درستی و بگاڑ

باب: صلاح العمل وفساده بصلاح

سے ہے

الصلاة وفسادها

سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے روز سب سے پہلے بندے کا نماز کے بارے میں محاسبہ کیا جائے گا۔ اگر وہ درست ہوئی تو اس کے بقیہ اعمال بھی درست ہوں گے اور اگر اس میں خرابی آگئی تو بقیہ اعمال میں بھی بگاڑ آ جائے گا۔“

۵۹۸۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: ((أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ، فَإِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ لَهُ سَائِرُ عَمَلِهِ وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ)). [الصحيحه: ۱۳۵۸]

تخریج: الصحيحه ۱۳۵۸۔ طبرانی فی الاوسط (۱۸۸۰) الضیاء فی المختارہ (۲۵۷۸)

فوائد: نماز میں کامیابی، مکمل کامیابی کا پیش خیمہ ہے اور نماز میں ناکامی، مستقل نامرادی کا اعلان ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی نمازوں کی حفاظت بھی کریں اور سنت کے مطابق ان کی ادائیگی بھی کریں۔

صفوں میں خلل سے بچو

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز میں صفوں میں خلل سے بچو یعنی دور دور کھڑے نہ ہوا کرو۔“

ایای و الفرج

۵۹۹۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِيَّايَ وَالْفَرْجَ)) يَعْنِي: فِي الصَّلَاةِ [الصحيحه: ۱۷۵۷]

تخریج: الصحيحه ۱۷۵۷۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۳۵۲) وابن ابی حاتم فی العلل (۱۱۳۱/۱)

عورت کے لیے خوشبو کی کراہت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت (خوشبودالی) دھونی لگائے وہ ہمارے ساتھ نماز عشا پڑھنے کے لئے نہ آئے۔“

کراہیۃ البخور للمرأة

۶۰۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بُخُورًا، فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ)). [الصحيحه: ۳۶۰۵]

تخریج: الصحيحه ۳۶۰۵۔ مسلم (۳۳۳) ابو داود (۳۱۷۵) نسائی (۵۱۳۱) وفی الکبیر (۹۳۴۳)

فوائد: پہلے بھی اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے کہ عورتوں کا گھر کے مخفی مقام میں نماز ادا کرنا افضل ہے، لیکن شریعت نے بہر حال ان کو مسجد میں نماز ادا کرنے کی رخصت دی ہے اور یہ پابندی بھی لگائی ہے کہ اگر کوئی عورت اس رخصت پر عمل کرتی ہے تو وہ خوشبو لگانے سے گریز کرے، اگر وہ خوشبو لگا چکنے بعد مسجد میں جانے کا ارادہ رکھتی ہے تو خوشبو کے آثار زائل کرے یا پھر گھر میں ہی نماز ادا کر لے۔ اس حدیث میں ان عورتوں کے لیے سخت وعید ہے جو بناؤ سنگھار کر کے ”شاپنگ“ کا ڈھونگ رچا کر بازاروں میں گھس جاتی ہیں، کون بتلائے کہ وہ کس کے سامنے اپنی زینت و آرائش کا اظہار کرنا چاہتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے عورت کو جائز دائرے میں رہ کر انتہائی زینت اختیار کرنے کی اجازت دی ہے تو صرف خاوند کے سامنے تاکہ خاوند کی محبت میں اضافہ ہو۔

امام ذمہ دار ہے

الامام ضامن

ابو حازم کہتے ہیں کہ سیدنا سہل بن سعد ساعدی ؓ نماز پڑھانے

۶۰۱۔ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: كَانَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ

کے لئے اپنی قوم کے نوجوانوں کو مقدم کرتے تھے۔ انھیں کہا گیا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ مقام و مرتبہ کے حامل ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”امام ذمہ دار ہے اگر اس نے اچھے انداز میں نماز پڑھائی تو اسے بھی ثواب ملے گا اور نمازیوں کو بھی اور اگر اس نے بری طرح پڑھائی تو اس کا وبال اسی پر ہوگا نمازیوں کو ثواب ہی ملے گا۔“

السَّاعِدِيُّ يُقَدِّمُ فِتْيَانَ قَوْمِهِ يُصَلُّونَ بِهِمْ، فَقِيلَ لَهُ: تَفْعَلُ وَلَكَ مِنَ الْقَدَمِ مَالِكٌ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْإِمَامُ صَامِعٌ، فَإِنْ أَحْسَنَ فَلَهُ وَلَهُمْ، وَإِنْ أَسَاءَ. يَعْنِي. فَعَلَيْهِمْ وَلَهُمْ)). [الصحيحة: ١٧٦٧]

تخریج: الصحيحة ١٧٦٧۔ ابن ماجہ (٩٨١)

فوائد: نماز دین اسلام کا اہم ترین رکن ہے اس کی قبولیت اور عدم قبولیت یا اجر و ثواب میں کمی بیشی کا امام کے ساتھ گہرا تعلق ہے یہی وجہ ہے کہ شریعت نے محبوب عوام آدمی کو امامت کے لئے منتخب کرنے کی تلقین کی ہے یاد رہے کہ امامت و خطابت بنیادی طور پر کمائی کے ذرائع نہیں بلکہ لوگوں کی خیر و فلاح کے اسباب ہیں معاشرے میں بگاڑ اس وقت پیدا ہوگا جب مسجد کے دؤیرے امام کو اپنا ملازم اور امام اپنے آپ کو تنخواہ دار مولوی سمجھنے لگ جائے گا۔ معاشرے کے افراد اس نکتے سے غفلت مت برتیں کہ ان کی نمازوں کا تعلق مسجد کے امام سے ہے اور امام اپنے اس عظیم منصب سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے کہ مسجد والوں کے لئے حق و باطل کا معیار اور ان کا ہادی و رہبر ہے۔ نمازوں کے اوقات کا تحفظ کرنا، مقتدیوں کی صورتحال کو سامنے رکھنا، امام کا اپنے آپ کو عوام کی محبوب شخصیت ثابت کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسے امور ہیں جن کی کفالت صرف اور صرف امام کے ذمے ہے۔ امام کو چاہئے کہ وہ عصیت اور بے جا طر فدار ی میں آ کر تفرقہ بازی کا درس نہ دے بلکہ تمام نمازی بھائیوں کی خوشی غمی میں شریک ہو اور اہل مسجد کے مابین کوئی جھگڑا رونما ہوتا ہے تو وہ مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے نہ کہ کسی ایک جتھے کے ساتھ مل کر جھگڑے کو ہوا دینے لگے۔

برکت والے امور میں سے جماعت بھی ہے

ومن امور البركة الجماعة

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین چیزوں میں برکت ہے۔ جماعتوں میں، ثرید (ایک قسم کا کھانا) میں اور سحری کے کھانے میں۔“

٦٠٢۔ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ مَرْفُوعًا: ((الْبُرَكَّةُ فِي ثَلَاثٍ: الْجَمَاعَاتِ، وَالتَّرِيدِ، وَالسَّحُورِ)). [الصحيحة: ١٠٤٥]

تخریج: الصحيحة ابو طاهر الانباری فی المشیخة (١٥٦/ ٢٠-١) بیہقی فی الشعب (٤٥٢٠) طبرانی فی (٢١٢٤)

فوائد: نماز کا ستائیس گنا زیادہ ثواب ملنا، روح کو جلا ملنا، شوق نماز میں اضافہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں زیادہ وقت گزارنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسے امور ہیں جن کی بنا پر جماعت کا مبارک ہونا بجا طور پر ثابت ہوتا ہے۔ روٹی کو چور کر شور بے میں بھگو کر بنائے ہوئے کھانے کو ثرید کہتے ہیں یہ زود ہضم ہوتا ہے اور کھانے کی زیادہ مقدار سے کفایت کرتا ہے مثلاً ایک انسان دو روٹیوں کی بھوک محسوس کر رہا ہے لیکن ایک روٹی کی بنی ہوئی ثرید اسے سیر کر سکتی ہے۔

بندے کی نفل نماز گھر میں افضل ہے

افضل صلاة المرء في بيته تطوعاً

حضرت محمد ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صحابی سے روایت ہے کہ

٦٠٣۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ:

آدی کا گھر میں نقلی نماز پڑھنے کا ثواب لوگوں کے پاس پڑھنے کی بہ نسبت اتنا زیادہ ہے جتنا کہ اکیل (فرضی) نماز کے مقابلے میں باجماعت نماز کا اجر و ثواب ہے۔“

((تَطَوُّعُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ يَزِيدُ عَلَى تَطَوُّعِهِ عِنْدَ النَّاسِ، كَفَضْلِ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ عَلَى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ)) [الصحيحہ: ۳۱۴۹]

تخریج: الصحيحہ ۳۱۴۹۔ عبد الرزاق (۳۸۳۵) ابن ابی شیبہ (۲/۲۵۶) موقوفاً طبرانی فی الکبیر (۷۳۲۲) عن صہیب بن النعمان رضی اللہ عنہ مرفوعاً

فوائد: پہلے اس مسئلہ پر گفتگو ہو چکی ہے، لیکن یہ فضیلت بیان نہیں کی گئی تھی۔ عصر حاضر میں لوگ دو گروہوں میں منقسم ہو چکے ہیں، کچھ جدت پرستوں کی مساجد سے لاتعلقی اور بیزاری یوں لگتی ہے کہ شاید وہ مسجد کو نفوذ باللہ گر جا گھر سمجھ بیٹھے ہیں اور بعض لوگ فرض و نفل تمام نمازوں کے لیے مسجد کا ہی تعین کرتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ راہ اعتدال سے منحرف ہو کر افراط و تفریط کا شکار ہیں، چاہئے یہ کہ فرض نمازوں کے لئے بہر صورت اللہ تعالیٰ کی مساجد کا اہتمام کیا جائے اور نقلی نمازوں کے لیے گھروں کو اور مخفی مقامات، جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو، کو ترجیح دی جائے۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”(نمازی کے سامنے سے) گدھے، عورت اور کالے کتے کے گزرنے سے نماز دوبارہ پڑھی جائے۔“ میں (عبداللہ بن صامت) نے کہا: زرد اور سرخ رنگ کے کتوں کے علاوہ کالے کتے (کی تخصیص) کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا تھا جو آپ نے مجھ سے کیا ہے آپ ﷺ نے جواب دیا تھا کہ: ”کالا کتا شیطان ہے۔“

۶۰۴۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنْ مَمَرِ الْحِمَارِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ)) قُلْتُ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّامِتِ: مَا بَالُ الْأَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَصْفَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَحْمَرِ؟ فَقَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي؟ فَقَالَ: ((الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ)) [الصحيحہ: ۳۳۲۳]

تخریج: الصحيحہ ۳۳۲۳۔ ابن خزيمة (۸۴۱) ابن حبان (۲۳۹۱) بهذا اللفظ مسلم (۵۱۰) ترمذی (۳۳۸) بالفاظ متقاربة

فوائد: امام عبد الرحمن مبارکپوری کہتے ہیں: جمہور سلف و خلف کا یہی خیال ہے کہ کسی چیز کے گزرنے سے نماز منقطع نہیں ہوتی اور انھوں نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ نماز کے ثواب میں کمی آ جاتی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی) اس حدیث کی یہی تاویل درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ سیدنا سہل بن ابو حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اذا صلى احدكم الى ستره فليدئ منها لا يقطع الشيطان عليه صلاته۔“ [ابوداؤد] یعنی: جب کوئی آدمی سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے تو وہ اس کے قریب ہو جائے تاکہ شیطان اس کی نماز کو منقطع نہ کر سکے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ سترہ نہ ہونے کی صورت میں شیطان نمازی کے سامنے سے گزرتا رہتا ہے، لیکن یہ بات مسلم ہے کہ سترہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے جب شیطان کے گزرنے سے نماز منقطع نہیں ہوتی تو کالے کتے جیسے شیطان کہا گیا ہے وغیرہ کے گزرنے سے نماز منقطع کیسے ہو سکتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا علی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: لا يقطع صلاة المسلم شيء۔ [طحاوی] یعنی: کوئی چیز مسلمان کی نماز کو منقطع نہیں کر سکتی۔ آپ ﷺ کا سترہ کے بغیر بھی نماز پڑھنا بعض احادیث سے ثابت ہے۔

فضل صلاة الجميع

۶۰۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((تَفْضُلُ صَلَاةِ الْجَمِيعِ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسٍ وَعَشْرِينَ جُزْأً وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ)). [الصحيحه: ۳۶۱۸]

جماعت کی نماز کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز باجماعت اکیلے آدمی کی نماز سے پچیس گنا افضل ہے۔ رات اور دن کے فرشتے نماز فجر میں جمع ہوتے ہیں۔“

تخریج: الصحيحه ۳۶۱۸۔ بخاری (۶۳۸/۲) مسلم (۶۳۹) نسائی (۳۸۷) احمد (۲/۲۳۳)

فوائد: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ نماز باجماعت پر پچیس گنا زیادہ ثواب عطا کرتا ہے۔ انسان کی نیکیوں اور برائیوں کو نوٹ کرنے والے دو فرشتے فجر اور عصر کی نمازوں میں اپنی باریاں تبدیل کرتے ہیں یعنی دن کو اپنا فریضہ سرانجام دینے والے فرشتے نماز فجر کی ادائیگی سے پہلے آتے ہیں اور نماز عصر کے بعد واپس جاتے ہیں اور رات والے نماز عصر سے پہلے آتے ہیں اور نماز فجر کے بعد واپس جاتے ہیں اور نماز باجماعت ادا کرنے والے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو اس کے سوال کرنے پر بتلاتے ہیں کہ جب ہم گئے تھے تو تیرے بندے نماز پڑھ رہے تھے اور ابھی جب ہم آئے ہیں تو تیرے بندے نماز پڑھ رہے تھے۔

باب: اتمام المسافر وراء المقيم

۶۰۶۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((تِلْكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ)): يَعْزِي إِيْتَامَ الْمَسَافِرِ إِذَا اقْتَدَى بِالْمُقِيمِ، وَإِلَّا فَالْقَصْرُ۔ [الصحيحه: ۲۶۷۶]

باب: مسافر کا مقیم امام کے پیچھے پوری نماز پڑھنا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: یہ ابو القاسم رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔ یعنی مقیم کی اقتدا میں مسافر کا نماز پوری پڑھنا، وگرنہ قصر کرنا۔

تخریج: الصحيحه ۲۶۷۶۔ احمد (۱/۲۱۶) مسلم (۶۸۸) نسائی (۱۳۳۳) ابو عوانہ (۲/۳۳۰)

فوائد: مسئلہ بالکل واضح ہے کہ مسافر کے لئے یہی طریقہ مسنون ہے کہ وہ قصر نماز پڑھے ہاں اگر وہ کسی مقیم امام کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ پوری نماز ادا کر لے۔

ومن امور المستحبة

۶۰۷۔ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَرْفُوعاً: ((ثَلَاثٌ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالسَّوَاكُ، وَيَمْسُ مِنْ طَيِّبٍ إِنْ وَجَدَ)).

مستحب امور کا بیان

ایک انصاری صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تین چیزیں ہر مسلمان پر حق ہیں: جمعہ کے روز غسل کرنا، مسواک کرنا اور خوشبو لگانا اگر دستیاب ہو۔“

[الصحيحه: ۱۷۹۶]

تخریج: الصحيحه ۱۷۹۶۔ احمد (۳/۳۳) ابن شیبہ (۲/۹۳) ابو یعلیٰ (۷۱۸)

فوائد: اس حدیث مبارکہ میں روز جمعہ کی تین خصوصیات بیان کی گئی ہیں لیکن سب کا تعلق افضلیت سے ہے نہ کہ وجوب سے

کیونکہ سیدنا سرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن جس نے وضوء کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل تو افضل و بہترین ہے۔“ [ابوداؤد ترمذی نسائی] اور سیدنا ابو ہریرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لولا ان اشد علی امتی لامرئہم بالسواک مع کل وضوء۔“ [بخاری معلقاً نسائی] یعنی: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں انہیں ہر وضوء کے ساتھ سواک کا حکم دے دیتا۔

باب: اجتماعی واجبات

سیدنا ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ تین (حقوق) ہر مسلمان پر واجب ہیں: مریض کی تیمارداری کرنا، جنازوں میں حاضر ہونا اور جب چھینکنے والا ”الْحَمْدُ لِلّٰہ“ کہے تو اسے ”یَرْحَمُکَ اللّٰہُ“ (اللہ تجھ پر رحم کرے) کہنا۔“

باب: من الواجبات الاجتماعية

۶۰۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ: عِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَشُهُودُ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللَّهَ. عَزَّ وَجَلَّ))

[الصحيحہ: ۱۸۰۰]

تخریج: الصحيحہ ۱۸۰۰۔ الادب المفرد (۵۱۹) احمد (۳۵۶/۲) طيالسی (۲۳۴۲) ابویعلیٰ (۵۹۰۳)

فوائد: تیمارداری کرنا، جنازہ ادا کرنا اور چھینک کر ”الحمد لله“ کہنے والے کو ”یرحمک اللہ“ کہنا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حق ہیں جن کی ادائیگی ضروری ہے ہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے ہر آدمی کے لئے فرض نہیں۔ اس ضمن میں اس حقیقت کو ملحوظ خاطر رکھنا از حد ضروری ہے کہ ہم تیمارداری اور نماز جنازہ کے لئے بنیاد رشتے اور تعلق کو بناتے ہیں نہ کہ اسلام کو۔ یاد رہے کہ نماز جنازہ ادا کرنے کا تعلق اہل میت سے نہیں ہوتا، میت سے ہوتا ہے اور تیمارداری کا تعلق دوست اور رشتہ دار سے نہیں مسلمان سے ہے۔ ہم بظاہر نیکیاں کرتے بھی ہیں لیکن بیچ میں اللہ تعالیٰ اور اسلام کا نام کم پایا جاتا ہے زیادہ تر ظاہر پرستی کو ہی ترجیح دی جاتی ہے۔ رہا مسئلہ چھینک کے احکام و مسائل کا تو امت مسلمہ کی اکثریت ان سے غافل ہے۔ چاہئے کہ چھینکنے والا ”الحمد لله“ کہے سننے والا ”یرحمک اللہ“ کہے اور پھر چھینکنے والا ”یہدیکم اللہ ویصلح بالکم“ کہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کی تمام جزئیات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تین افراد اللہ کی حفاظت میں ہیں

سیدنا ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و ضمانت میں ہوتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی کسی مسجد کی طرف نکلنے والا آدمی، اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کے لئے نکلنے والا آدمی اور حج کی ادائیگی کے لئے نکلنے والا آدمی۔“

ثلاثة في ضمان الله

۶۰۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ فِي ضَمَانِ اللَّهِ. عَزَّ وَجَلَّ. رَجُلٌ خَرَجَ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ مَسَاجِدِ اللَّهِ. عَزَّ وَجَلَّ. وَرَجُلٌ خَرَجَ غَزَاً فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَرَجُلٌ خَرَجَ حَاجًّا)). [الصحيحہ: ۵۹۸]

تخریج: الصحيحہ ۵۹۸۔ حمیدی (۱۱۹۰) ابونعیم فی الحلیۃ (۲۵۱/۹)

تین افراد کی نماز قبول نہیں کی جاتی

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین آدمیوں کی نماز قبول ہوتی ہے نہ وہ آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے اور نہ ان کے سروں سے اوپر اٹھتی ہے۔ وہ آدمی جو لوگوں کی امامت کروائے اور وہ (کسی شرعی عذر کی بنا پر) اسے ناپسند

کرنے والے ہوں وہ آدمی جو حکم کے بغیر نماز جنازہ پڑھائے اور وہ عورت جسے خاوند رات کو بلائے اور وہ انکار کر دے۔“

ثلاثة لا يقبل منهم صلاة

۶۱۰۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا: «ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ مِنْهُمْ صَلَاةٌ، وَلَا تَصْعَدُ إِلَى السَّمَاءِ، وَلَا تَجَاوِزُ رُؤُوسَهُمْ: رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، وَرَجُلٌ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ وَلَمْ

يُؤْمَرْ، وَامْرَأَةٌ دَعَاَهَا رَوْحُهَا مِنَ اللَّيْلِ فَأَبَتْ عَلَيْهِ»۔ [الصحيحہ: ۶۵۰]

تخریج: الصحيحہ ۶۵۰۔ ابن خزيمة (۱۵۱۸)

فوائد: حقائق واضح ہیں۔ شرعی اعتبار سے امام کو چاہئے کہ وہ محبوب شخصیت کا حامل ہو۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مقتدیوں کی نماز کی قبولیت اور عدم قبولیت کے ساتھ امام کا گہرا تعلق ہے اسے چاہئے کہ وہ لوگوں کے اعتراضات سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ غور فرمائیں کہ نبی کریم ﷺ اعتکاف کی حالت میں تھے آپ کی بیوی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی ملاقات کے لئے تشریف لائیں وہ آپ ﷺ کے ساتھ کچھ دیر گفتگو کرتی رہیں جب وہ واپس جانے لگیں تو آپ ﷺ باب مسجد تک ان کے ساتھ آئے وہاں سے دو انصاریوں کا گزر ہوا انھوں نے آپ ﷺ کو سلام کہا اور (چل دیئے) لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”ذرا ٹھیرؤ یہ (میری بیوی) صفیہ بنت حبیبی ہے۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سبحان اللہ (بڑا تعجب ہے) اور یہ بات ان پر بڑی گراں گزری۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک شیطان ابن آدم کے خون کے مقامات تک رسائی حاصل کر لیتا ہے مجھے یہ خطرہ لاحق ہونے لگا کہ کہیں وہ تمہارے دل میں کوئی خیال ڈال نہ دے۔“ [بخاری، مسلم] یہ نبی کریم ﷺ تھے جو صحابہ کرام کے حسن ظن کو برقرار رکھنے کے لئے اصل صورتحال کی وضاحت کر رہے ہیں۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ جب لوگ ہمارے بارے میں کسی شک و شبہ میں مبتلا ہوں تو ان پر فوراً حقیقت حال واضح کر دی جائے۔ کسی قوم کا امام ہر ممکنہ صورت میں معصیت و نافرمانی سے باز رہے جیسا کہ نبی ﷺ نے ایک امام کو صرف اس وجہ سے معزول کر دیا تھا کہ اس نے قبلہ رخ ہو کر تھوک کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو تکلیف دی۔ [ابوداؤد] انتہائی ضروری تنبیہ یہ ہے کہ قبول کے دو معانی ہیں: (۱) کفایت کرنا اور (۲) اطاعت کا اجر و ثواب ملنا۔ آپ یوں سمجھیں کہ ایک آدمی جان بوجھ کر وضو کے بغیر نماز ظہر ادا کرتا ہے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی اور ایسی نماز سرے سے اسے کفایت نہیں کرے گی اور اس کے حق میں ابھی تک شریعت کا حکم باقی ہے کہ وہ نماز ادا کرے ابھی تک وہ بے نمازی ہے۔ لیکن مذکورہ بالا حدیث میں قبول کا دوسرا معنی مراد ہے یعنی ایسے نمازی کا فریضہ تو ادا ہو جاتا ہے لیکن اسے اس کا اجر و ثواب نہیں ملتا ہے یعنی وہ نمازی تو متصور ہوتا ہے لیکن وہ نمازوں کے اجر و ثواب سے محروم رہتا ہے۔

جو توں سمیت نماز پڑھنے کا بیان

ومن الصلاة في النعلين

محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ کسی نے سیدنا عبد اللہ ابو حنیبلہ سے پوچھا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات یاد کی ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس مسجد قبا میں تشریف لائے میں اس وقت نو عمر لڑکا تھا۔ میں آیا اور آپ ﷺ کی دائیں جانب بیٹھ گیا اور ابو بکر آپ ﷺ کی بائیں جانب بیٹھ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے مشروب منگوا یا، کچھ پیا اور باقی مجھے دے دیا، کیونکہ میں دائیں جانب بیٹھا تھا میں نے وہ مشروب پی لیا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جو توں سمت نماز پڑھ رہے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۳۱۔ احمد (۲۲۱/۳) ابن ابی عاصم فی الاحاد (۲۱۳۸) ابن سعد (۱/۳۸۰)

فوائد: دو اہم مسائل کا استدلال ہو رہا ہے: (۱) کسی چیز کی تقسیم کی ابتدا دائیں جانب سے ہونی چاہئے جیسا کہ آپ ﷺ نے کیا نیز سیدنا انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس دودھ لایا گیا آپ کی دائیں جانب ایک بدو اور بائیں جانب سیدنا ابو بکر صدیق ﷺ تھے۔ آپ ﷺ نے دودھ پیا اور پھر بدو کو تھمتے ہوئے فرمایا: ”دائیں طرف والے کو مقدم کرو دائیں طرف والے کو مقدم کر۔“ (صحیح: ۱۷۷۱)

نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

سیدنا انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۰۹۔ عقیلی فی الضعفاء (۳/۳۲۰) طبرانی فی الاوسط (۵۷۶۸) ابو محمد المخلدی فی الفوائد (۲۹۰/۱) نسائی (۳۳۹۱، ۳۳۹۲) من طریق آخر

فوائد: کائنات کی سب سے عظیم و جلیل، حمید و مجید اور علیم و کریم ہستی خالق کائنات اللہ تعالیٰ کی ہے اور نماز اللہ تعالیٰ کے ساتھ سرگوشیاں کرنے اور ہم کلام ہونے کا افضل و اعلیٰ ذریعہ ہے یہی وجہ ہے کہ عقل و دانش اور حکمت و دانائی والوں کو نماز میں تسکین نصیب ہوتی ہے اور سب سے بڑے حکیم و دانا محمد رسول اللہ ﷺ تھے آپ ﷺ ایک ایک رکعت میں سورۃ بقرہ، سورۃ آل عمران اور سورۃ نساء کی تلاوت کر لیتے تھے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ ہمیں نماز میں تسکین نصیب ہو ہماری نماز ہمارے دکھوں کے لئے رحمت کا پیغام بن کر آئے۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔“

۶۱۳۔ عن المغیرۃ بن شعبۃ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: ((جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ))۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۹۱۔ طبرانی فی الکبیر (۲۰/۳۲۰)

فضل الجمعة

۶۱۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، مَا لَمْ تَغْشَ الْكَبَائِرَ)). [الصحيحه: ۳۶۲۳]

جمعہ کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ایک جمعہ اگلے جمعہ تک اپنے مائین ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔“

تخریج: الصحيحه ۳۶۲۳۔ مسلم (۲۳۳) ترمذی (۲۱۳) ابن ماجہ (۱۰۸۶) واللفظ له أحمد (۲/۳۸۴)

فوائد: جمعہ المبارک کی فضیلت بیان کی جارہی ہے کہ ایک جمعہ کی ادائیگی سے سات دنوں کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں تمام شروط و قیود کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ومن لمحافظة على الصلوات

الخميس و خصوصاً العصرين

۶۱۵۔ عَنْ فَصَالَةَ اللَّيْثِيِّ، قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ فِيمَا عَلَّمَنِي أَنْ قَالَ لِي: ((حَافِظُ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ)) فَقُلْتُ: إِنَّ هَذِهِ سَاعَاتٌ لِي فِيهَا أَشْغَالٌ، فَمُرْنِي بِأَمْرٍ جَامِعٍ إِذَا أَنَا فَعَلْتُهُ أَجْزَأُ عَنِّي، قَالَ: ((حَافِظُ عَلَى الْعَصْرَيْنِ: صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوبِهَا)). [الصحيحه: ۱۸۱۳]

محافظت کا بیان

سیدنا فضالہ لثی ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ امور کی تعلیم دی۔ ایک یہ بھی تھا کہ: ”پانچوں نمازوں کی محافظت کیا کر۔“ میں نے کہا: ان گھڑیوں میں تو میں مصروف رہتا ہوں آپ مجھے کوئی ایسا جامع و مانع حکم دیں کہ میں اس پر عمل کرتا رہوں اور وہ مجھے کفایت کرتا رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”و نمازوں یعنی طلوع آفتاب سے پہلے والی اور غروب آفتاب سے پہلے والی نمازوں کی محافظت کرتا رہ۔“

تخریج: الصحيحه ۱۸۱۳۔ ابوداؤد (۳۲۸) طحاوی فی المشکل (۱/۳۴۰) ابن حبان (۱/۱۷۴۲) حاکم (۱/۲۰)

فوائد: کسی آدمی کے دماغ میں یہ نکتہ سرایت نہ کر جائے کہ دو نمازوں پر اکتفا کرنا بھی درست ہے علمائے حق کے نزدیک حدیث کے دو معانی مراولے جاسکتے ہیں: (۱) اس آدمی کو جماعت سے پیچھے رہنے کی رخصت دی گئی تھی نہ کہ ترک نماز کی (۲) وہ کو تو مسلم آدمی تھا اور نبی کریم ﷺ کی حکمت نے اس بات کا تقاضا کیا کہ فی الحال اس کو رخصت دی جائے جب ایمان میں رسوخ پیدا جائے گا تو اس کے لئے پانچ نمازوں کی ادائیگی ممکن ہو جائے گی اور یہی بات اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ (واللہ بالصواب)

النهي عن ضرب اهل الصلاة

۶۱۶۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْبَلَ مِنْ خَيْبَرَ، وَمَعَهُ غُلَامَانِ، فَقَالَ عَلَى رَضَى اللَّهِ

نمازیوں کو مارنے کی ممانعت کا بیان

سیدنا ابو امامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خبیر سے آتے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ دو غلام تھے۔ سیدنا علی ؓ نے آ

ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بھی ایک غلام دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو چاہتے ہو لے لو۔“ انھوں نے کہا: آپ میرے لئے پسند کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ لے لو اس کو مارنا نہیں کیونکہ میں نے خیبر سے واپس آتے ہوئے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور مجھے نمازیوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے۔“ آپ ﷺ نے دوسرا غلام سیدنا ابو ذرؓ کو دے دیا اور اس کے ساتھ خیر و بھلائی اور حسن سلوک کرنے کا حکم دیا۔ پھر ایک دن پوچھا: ”ابو ذر! میں نے تجھ کو جو غلام دیا تھا اس کا کیا حال ہے؟“ انھوں نے کہا: آپ نے مجھے اس کے ساتھ خیر و بھلائی کرنے کا حکم دیا تھا اس لئے میں نے اس کو آزاد کر دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۲۸۔ احمد (۵/ ۲۵۰، ۲۵۸) الادب المفرد (۱۱۳) طبرانی فی الکبیر (۷۰۵۷)

فوائد: سبحان اللہ! یہ مقام ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی و انکساری کرنے کا، معلوم ہوا کہ عزت و احترام کا معیار اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ اگرچہ غلام کی تربیت کرنے کے لئے اس کو سزا دینا جائز ہے لیکن چونکہ وہ نماز پڑھتا تھا اس لئے اسے سزا دینے سے منع کر دیا گیا۔ ہمیں سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں نمازی کا کیا مقام و مرتبہ ہے۔

نماز میں سلام کا جواب دینے کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مسجد) قبا میں تشریف لائے، آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ کچھ انصاری آئے اور انھوں نے آپ ﷺ کو سلام کہا۔ میں نے سیدنا بلالؓ سے پوچھا: جب وہ سلام کرتے تھے تو آپ ﷺ نماز کی حالت میں ان کے سلام کا جواب کیسے دیتے تھے؟ انھوں نے کہا: اس طرح کرتے تھے۔ پھر اپنی ہتھیلی کو پھیلایا۔ (یہ کیفیت بیان کرتے ہوئے) جعفر بن عون نے اپنی ہتھیلی پھیلائی اور اس کا اندرونی حصہ نیچے کورکھا اور بیرونی اوپر کو۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۵۔ ابوداؤد (۹۴۷) ترمذی (۳۶۸) احمد (۳۰/۲)

چھ خصلتوں کا ثواب جنت ہے

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنْهُ يَارَسُولَ اللَّهِ أَخَذِمْنَا فَقَالَ: خُذْ أَهْمًا شَيْئًا فَقَالَ: خِرْلِي: قَالَ: ((خُذْ هَذَا وَلَا تَضُرْبُهُ، فَهَيْتُ عَنْ ضَرْبِ أَهْلِ الصَّلَاةِ)) وَأَعْطَى أَبَا إِيْنِي قَدْرَ آيَتِهِ يُصَلِّي مُقْبِلًا مِنْ خَيْبَرٍ، وَإِنِّي قَدْ ذَرَّ الْغُلَامَ الْآخَرَ، فَقَالَ اسْتَوْصِي بِهِ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ مَا فَعَلَ الْغُلَامُ الَّذِي أَعْطَيْتَكَ؟ قَالَ: أَمَرْتَنِي أَنْ اسْتَوْصِيَ بِهِ خَيْرًا فَأَعْتَقْتُهُ۔

[الصحيحۃ: ۱۴۲۸]

من رد السلام في الصلاة

۶۱۷۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى قُبَاءَ يُصَلِّي فِيهِ، فَجَاءَهُ الْآنصَارُ، فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي، قَالَ: فَقُلْتُ لِبَلَالٍ: كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ جِئْنَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي؟ قَالَ: يَقُولُ هَكَذَا وَبَسَطَ كَفَّهُ وَبَسَطَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ كَفَّهُ، وَجَعَلَ بَطْنَهُ أَسْفَلَ وَجَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَى قَوْفٍ)). [الصحيحۃ: ۱۸۵]

الأجر من است خصال الجنة

۶۱۸۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا: ((خِصَالٌ سِتُّ مَا

مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فِي وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ، إِلَّا كَانَتْ ضَامِنًا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَدْخُلَهُ الْجَنَّةَ (۱) رَجُلٌ خَرَجَ مُجَاهِدًا، فَإِنْ مَاتَ فِي وَجْهِهِ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللَّهِ (۲) وَرَجُلٌ تَبَعَ جَنَازَةً، فَإِنْ مَاتَ فِي وَجْهِهِ، كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللَّهِ. (۳) وَرَجُلٌ عَادَ مَرِيضًا، فَإِنْ مَاتَ فِي وَجْهِهِ، كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللَّهِ. (۴) وَرَجُلٌ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لِصَلَاتِهِ، فَإِنْ مَاتَ فِي وَجْهِهِ، كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللَّهِ. (۵) وَرَجُلٌ أَتَى إِمَامًا لَا يَأْتِيهِ إِلَّا لِيَعَزَّزَهُ وَيُوقِّرَهُ، فَإِنْ مَاتَ فِي وَجْهِهِ ذَلِكَ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللَّهِ. (۶) وَرَجُلٌ فِي بَيْتِهِ، لَا يَغْتَابُ مُسْلِمًا، وَلَا يَجُرُّ إِلَيْهِمْ سَخَطًا وَلَا نَقْمَةً، فَإِنْ مَاتَ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللَّهِ)). [الصحيحة: ۳۳۸۴]

تخریج: الصحيحة ۳۳۸۴۔ طبرانی فی الاوسط (۳۸۳۲)

فوائد: چھ قسم کی نیکیوں کی اور ان کو سرانجام دینے والوں کی فضیلت و منفعت بیان کی گئی ہے عمل کرنے کی کوشش کریں۔

فضيلة الرکعتین من الدنيا و ما فيها

۶۱۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى قَبْرِ دُفْنٍ حَدِيثًا فَقَالَ: ((رَكْعَتَانِ خَفِيفَتَانِ مِمَّا تُحَقَّرُونَ وَتُفْلَوْنَ يَرْثُهُمَا هَذَا فِي عَمَلِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ بَقِيَّةِ دُنْيَاكُمْ)).

[الصحيحة: ۱۳۸۸]

چھ حقائق ایسے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان کسی ایک سے متصف ہو کر فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی اس کے بارے میں ذمہ داری ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا: (۱) وہ آدمی جو جہاد کرنے کے لئے نکلا اور اسی سمت میں فوت (شہید) ہو گیا، اللہ تعالیٰ ایسے آدمی (کی جنت) کا ضامن ہے (۲) ایسا آدمی جو کسی جنازہ کے پیچھے چلا، اگر اسی سمت میں فوت ہو گیا تو اس کا ذمہ دار بھی اللہ تعالیٰ ہوگا (۳) وہ آدمی جو کسی مریض کی تیمارداری کرنے کے لئے گیا، اگر اسی طرف ہی فوت ہو گیا تو اس کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہوگا (۴) وہ آدمی جس نے وضو کیا پھر ادا نیکی نماز کے لئے مسجد کی طرف نکلا، اگر اسی سمت میں فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہوگا (۵) وہ آدمی جو کسی (اسلامی) خلیفہ کے پاس آیا تاکہ اس کی پشت پناہی اور تعظیم و تکریم کرے، اگر وہ اسی سمت میں فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہوگا اور (۶) وہ آدمی جو گھر میں رہتا ہے، نہ وہ کسی مسلمان کی غیبت کرتا ہے اور نہ کسی کے لئے غصے یا سزا کا باعث بنتا ہے، اگر وہ اسی حالت میں فوت ہو گیا تو اس (کی جنت) کا ضامن بھی اللہ تعالیٰ ہوگا۔“

دو رکعت نماز کی فضیلت دنیا و مافیہا سے بھی زیادہ ہے سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے حال ہی میں اس میں میت کو دفن کیا گیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو رکعتیں خفیف سی ہوتی ہیں اور تم لوگ انھیں حقیر اور زائد بھی سمجھتے ہو، لیکن وہ دو رکعتیں اگر یہ صاحب قبر اپنے عمل میں زیادہ کر لیتا تو اس کی نظر میں تمہاری دنیائے باقی سے بھی زیادہ محبوب ہوتیں۔“

تخریج: الصحيحة ۱۳۸۸۔ ابن صاعد فی زوائد الزهد (۱/۱۵۹) ابو نعیم فی اخبار اصحابان (۲/۲۲۵) طبرانی فی

فوائد: معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد اصل سرمایہ انسان کے نیک اعمال ہیں۔ کون ہے جو دو رکعتوں کو اپنے کاروبار اپنی جائیداد اپنے مال و دولت یا اپنے اہل و عیال پر ترجیح دے۔ لیکن مرنے کے بعد انہی دو رکعتوں کو پوری دنیا پر ترجیح دے گا۔ یعنی اگر کسی میت کے سامنے دنیا کے بیش قیمت خزانے اور دو رکعتوں کا اجر و ثواب رکھ کر اسے انتخاب کرنے کا موقع دیا جائے تو وہ دو رکعتوں کے اجر و ثواب کو اختیار کرے گا۔ لہذا ہمیں یہی زیب دیتا ہے کہ جہاں ہم دنیا میں ترقی کرنے کے لئے دنیوی اسباب و وسائل استعمال کرنے پر اپنی صلاحیتیں صرف کر دیتے ہیں وہاں عالم برزخ کی طرف بھی توجہ دے کر توشہ آخرت کی تیاری کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔

النہی من الركوع دون الصف

۶۲۰۔ اَنَّ اَبَا بَكْرَةَ جَاءَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَاجِعًا، فَرَكَعَ دُونَ الصَّفِّ، ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّفِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاتَهُ، قَالَ: ((أَيُّكُمْ الَّذِي رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّفِّ؟)) فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ: أَنَا۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((زَادَكَ اللَّهُ جِرْصًا وَلَا تَعُدَّ)). [الصحيحہ: ۲۳۰]

سجدتا السهو تجزى فى الصلاة

۶۲۱۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَجَدَتَا السَّهْوِ تُجْزِئُ فِي الصَّلَاةِ مِنْ كُلِّ زِيَادَةٍ وَنَقْصَانٍ)). [الصحيحہ: ۱۸۸۹]

تخریج: الصحيحہ ۱۸۸۹۔ ابویعلیٰ (۳۵۹۲) البزار (۵۷۴) الکشی طبرانی فی الاوسط (۱۵۰)۔

سجدہ سہو نماز میں (کمی و بیشی کو) کفایت کرتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بھول چوک کی وجہ سے کئے جانے والے دو سجدے نماز میں ہونے والی ہر قسم کی کمی و بیشی سے کفایت کرتے ہیں۔“

فوائد: سجدہ سہو کی مختلف صورتیں پہلے گزر چکی ہیں مذکورہ بالا حدیث کی تفصیل کو یوں سمجھا جائے کہ اگر نادانستہ طور پر کوئی رکن رہ جائے تو پہلے اس کی ادائیگی کی جائے گی پھر سجدہ سہو کر کے بھول چوک کی تلافی کی جائے گی ہاں اگر کوئی فرض (واجب) رہ جاتا ہے تو اسے ادا کئے بغیر سجدہ سہو کر لئے جائیں وہ اس فرض سے کفایت کریں گے جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے چار رکعت کے درمیان والا تشہد رہ گیا تھا آپ ﷺ نے اسے دوہرائے بغیر سہو کے سجدے کر لئے تھے۔

صلاة الليل شرف المؤمن

۶۲۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((شَرَفُ الْمُؤْمِنِ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ، وَعِزُّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَمَّا

رات کی نماز مومن کا اعزاز ہے سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مومن کا اعزاز رات کی نماز (تہجد) میں ہے اور اس کی عزت و

فِي أَيِّدِي النَّاسِ)). [الصحيحة: ۱۹۰۳]

آبرو اس چیز سے بے نیاز ہو جانے میں ہے جو (دنیا کی صورت میں) لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۱۹۰۳۔ عقيل في الضعفا (۲/ ۳۷-۳۸) ابو محمد الضراب في ذم الرياء (۲۹۲، ۲۹۳) تمام الرازی فی الفوائد (۱۱۰۳)

فوائد: رات کو نماز ادا کرنا اور لالچی و حریص نہ ہونا، دوائیسی صفات جیلہ ہیں کہ انسان کی عزت و احترام کو چار چاند لگا دیتی ہیں۔ اس کے دل و دماغ کو تسکین اور زندگی کا لطف نصیب ہوتا ہے اور چہرے پر نورانی کرنوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ جو انسان ان دو صفات سے محروم ہے اور پھر بھی اپنے آپ کو مطمئن اور معزز سمجھتا ہے تو یہ محض اس کی خام خیالی ہے اور یہ بات بجا طور پر درست ہوگی کہ اسے سکون اور عدم سکون کی تمیز ہی نہیں ہے۔ اگر کسی کو میری گزارشات سے اتفاق نہیں تو وہ چند دن تجربہ کر کے دیکھ لے۔

جواز جمع الصلاة من غير حرج بغیر کسی حرج کے نماز جمع کرنے کا جواز

۶۲۳۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((صَلَّى بِنَا بِالْمَدِينَةِ ثَمَانِيَةً، وَسَبْعًا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ)). [الصحيحة: ۲۷۹۵]

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں اکٹھی آٹھ اور سات رکعتیں ادا کی ہیں یعنی ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشا کو جمع کر کے پڑھا۔

تخریج: الصحيحة ۲۷۹۵۔ بخاری (۱۱۷۳) مسلم (۷۰۵) ابو عوانہ (۲/ ۳۵۳) ابوداؤد (۲۱۳) نسائی (۶۰۳)

فوائد: بسا اوقات ایسا کرنا جائز ہے کہ نمازوں کو جمع کر لیا جائے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشا کو جمع کر کے ادا کیا۔ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایسے کیوں کیا تو فرمایا: ((صَنَعْتُ هَذَا لِكَيْ لَا تَخْرُجَ أُمْتِي))۔ [صحیحہ: ۲۸۳۷] یعنی میں نے یہ اس لئے کیا ہے تاکہ میری امت مشقت میں نہ پڑھے۔

ماذا يفعل من نسي التشهد الاول تشہد اول بھول جانے والا کیا کرے؟

۶۲۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بَحِينَةَ: ((صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةً مِنَ الصَّلَوَاتِ (وَفِي رِوَايَةٍ: صَلَاةَ الظُّهْرِ) فَقَامَ مِنْ اثْنَتَيْنِ [وَكَمْ يَجْلِسُ] فَسَبَّحَ بِهِ [فَلَمَّا اعْتَدَلَ مَضَى وَكَمْ يَرْجِعُ]، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ [فَمَضَى حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ، وَكَمْ يَقُولُ إِلَّا السَّلَامُ، وَانْتَهَرَ النَّاسُ تَسْلِيمَهُ] سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ [يُكَبِّرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ، وَهُوَ جَالِسٌ] قَبْلَ أَنْ

سیدنا عبداللہ بن بحینہ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کوئی نماز..... اور ایک روایت میں ہے ظہر..... پڑھائی اور دو رکعتوں کے بعد (تشہد کے لئے) بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو گئے (آگاہ کرنے کے لئے) سبحان اللہ تو کہا گیا، لیکن جب آپ ﷺ سیدھے کھڑے ہو گئے، آپ ﷺ نے نماز جاری رکھی اور واپس نہ لوٹے، لوگ بھی آپ ﷺ کی اقتدا میں کھڑے ہو گئے، آپ ﷺ نے نماز کو جاری رکھا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہونے لگے، صرف سلام باقی تھا اور لوگ بھی سلام پھیرنے کا انتظار کر رہے تھے

تخریج: الصحیحة ۲۳۵۷۔ بخاری (۸۳۰، ۸۳۹، ۱۲۲۳)، مسلم (۵۷۵)، ابوداود (۱۰۳۳)، نسائی (۱۱۷۸)، ترمذی (۳۹۱)، ابن ماجه (۱۲۰۶)

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر درمیان تشہد رہ جائے تو سلام سے پہلے سہو کے دو سجدے کرنے سے اس کی تلائی ہو جائے گی۔ یاد رہے کہ ایسی صورت میں اگر امام کو سیدھا کھڑے ہونے سے قبل یاد آ جائے کہ تشہد رہ گیا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر سیدھا کھڑا ہونے کے بعد یاد آئے تو مت بیٹھے اپنی نماز جاری رکھے اور خود سہو سے اس کی کمی کو پورا کر لے۔ سہو کی مزید تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

باب: چند جامع نصیحتیں

باب: من المواعظ الجامعة

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی حدیث بیان فرمائیں۔ لیکن مختصر سی ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس آدمی کی طرح نماز پڑھا کر جسے الوداع کہا جا رہا ہو (اور اس طرح نماز پڑھو کہ) گویا کہ تم اس (اللہ) کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اس کو نہیں دیکھ سکتے تو (یہ جان لو کہ) وہ تم کو دیکھ رہا ہے جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے ناامید ہو جاؤ، غنی کی زندگی گزار دو گے اور جن چیزوں سے معذرت کی جاتی ہے ان سے بچو۔“

٦٢٥- عَنْ ابْنِ عُمَرَ يَقُولُ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! حَدَّثَنِي حَدِيثًا وَاجِعَلُهُ مُوجِزًا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَلِّ صَلَاةَ مُودَعٍ، كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ كُنْتَ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ وَائِسْ مِمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ تَعِشْ غَنِيًّا، وَإِيَّاكَ وَمَا يَحْتَرُ مِنْهُ)). [الصحيحه: ١٩١٤]

تخريج: الصحيحة ١٩١٣- طبراني في الاوسط (٣٣٣٣) قضاى فى مسند الشهاب (٩٥٢٠) يهقى فى الزهد (٥٢٨)

فوائد: حدیث مبارکہ میں بیش قیمت نصیحتوں سے نوازا گیا ہے، خصوصاً ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ کر انتہائی احسن انداز میں ادا کرنا، کیونکہ کسی نہ کسی نماز کے بعد موت تو آئے گی، یہ نصیحت نماز کو اچھے انداز میں ادا کرنے پر اکساتی ہے اور آدمی اپنی اور بالخصوص اپنی زبان کی حفاظت کرے تاکہ نامناسب جملوں یا نامناسب رویوں کے بعد اسے معذرت نہ کرنا پڑے۔ انسان کا کمال یہی ہے کہ وہ ہر ایک کے ساتھ سنجیدگی و وقار کے ساتھ پیش آئے اور اکھڑ پن، کھردرے یا زیادہ مذاق کرنے سے بچے۔

وقت صلاة الاوابين

وقت

۶۲۶۔ عَنْ الْقَاسِمِ الشَّيْبَانِيِّ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَامَ شَيْبَانِي كَيْتَ هِيَ كَيْتُ سَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ ؓ نَعَى كَچھ لوگوں کو

چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا: خبردار! یقیناً یہ لوگ جانتے ہیں کہ اس کے علاوہ دوسرے وقت میں (مؤخر کر کے) اس نماز کو پڑھنا افضل ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اَوَّابِينَ“ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے لوگوں) کی نماز اس وقت ہے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں گرمی کی شدت سے جلنے لگیں۔“

رَأَى قَوْمًا يُصَلُّونَ فِي الصُّحَى، فَقَالَ: أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هَذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْاَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ)). [الصحيحة: ۱۱۶۴]

تخریج: الصحيحة ۱۱۶۳۔ مسلم (۴۳۸)۔ احمد (۳۶۶/۳)۔ ابن خزیمہ (۱۱۲۷)

فوائد: نماز صبحی کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سے شروع ہو کر زوال آفتاب سے پہلے تک جاری رہتا ہے جب اس نماز کو مؤخر کر کے ادا کیا جائے تو اسے ”صلاة الاوابين“ کہتے ہیں اور یہی عمل افضل ہے۔ اس نماز کی دو چار اور آٹھ رکعات ثابت ہیں۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ”صلاة الاوابين“ نماز مغرب کے بعد ادا کی جاتی ہے لیکن نماز مغرب کے بعد چھ یا بیس رکعات پڑھنے کے بارے میں جو احادیث بیان کی جاتی ہیں وہ ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔

رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔

صلاة الليل مثنی مثنی

سیدنا عمرو بن عبسہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور سب سے زیادہ رات کے آخری حصے میں دعا قبول ہوتی ہے۔“ میں نے کہا: کیا اس حصے میں دعا کرنا واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، نہیں“ (میں کہہ رہا ہوں کہ) دعا سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے۔“

۶۲۷۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ مَرْفُوعاً: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَخَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ أَجْوَبُ دَعْوَةٍ)) قَالَ: قُلْتُ: أَوْجَبُهُ؟ قَالَ: لَا، بَلْ أَجْوَبُهُ، يَعْنِي بِذَلِكَ الْإِجَابَةِ۔ [الصحيحة: ۱۹۱۹]

تخریج: الصحيحة ۱۹۱۹۔ احمد (۳۸۷/۳)۔ ابونعیم فی الحلیۃ (۱۵۳/۵)۔ یعقوب الفسوی فی المعرفة (۳۳۹/۲)۔

فوائد: دن رات کی ہر ایک گھڑی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے ہر لمحہ اور ہر آن میں اسے پکارا بھی جاسکتا ہے اور وہ سنتا اور قبول بھی کرتا ہے لیکن اس نے خود بعض اوقات کو بعض پر فضیلت دی ہے شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ بندے خاص چیزوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں نہ کہ عام چیزوں کی طرف۔ رات کی نماز یعنی تہجد کی نماز میں رات کی آخری ساعتوں میں اللہ تعالیٰ کو پکارنا اور اس سے دعا کرنا امت مسلمہ میں مفقود ہو چکا ہے جو بہت بڑی غفلت اور کاہلی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم مفقود امور کی ادائیگی کی پابندی کریں تاکہ امت میں نیکی کا رجحان بڑھے۔

جماعت کی نماز پچیس گناہ

فضل صلاة الجماعة بخمس و

زیادہ افضل ہے

عشرین درجة

سیدنا ابوسعید خدری ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس درجے زیادہ ہے اور اگر وہ ویران جنگل میں ہو اور وضو اور رکوع و سجود مکمل انداز میں ادا کرتا ہے تو اس کی نماز پچاس درجوں تک پہنچ جاتی ہے۔“

۶۲۸۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُهُ عَلَى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً وَإِنْ صَلَّاهَا بَارِضَ فَلَاةٍ، فَاتَمَّ وَضُوءَهُ هَا وَرُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا بَلَغَتْ صَلَاتُهُ خَمْسِينَ دَرَجَةً)). [الصحيحه: ۳۴۷۵]

تخریج: الصحيحه ۳۳۷۵۔ ابن ابی شیبہ (۲/ ۳۷۹، ۳۸۰) ابو یعلیٰ (۱۰۱۱) ابن حبان (۱۷۳۹) ابوداؤد (۵۶۰) فوائد: یہ للہیت اور خلوص کی برکتیں ہیں آدی جتنا ریاکاری سے دور ہوگا اتنا ہی زیادہ اجر و ثواب کا مستحق ہوگا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتدال کے ساتھ نماز پڑھنا رکوع و سجود مکمل کرنا نماز کی تکمیل میں سے ہے اگر مسلمان کسی آبادی میں فروکش ہو تو مسجد میں نماز ادا کرنا ضروری ہے لیکن اگر وہ کسی بے آباد علاقے میں ہو یا سفر میں ہو یا کسی ایسے مقام پر ہو جہاں اسے دیکھنے والا کوئی نہیں تو ایسے حالات میں نماز کی اہمیت و فریضیت میں اضافہ ہو سکتا ہے کیونکہ جہاں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بشر دیکھنے والا نہ ہو وہاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا مزہ کوئی اور ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عقبہ بن عامر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا رب بکریوں کے اس چرواہے پر تعجب کرتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی میں بکریاں چراتا ہو لیکن (جو نبی نماز کا وقت ہوتا ہے) وہ نماز کے لئے اذان دیتا ہے اور (اقامت کہہ کر) نماز پڑھتا ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے: میرے بندے کی طرف دیکھو وہ اذان دیتا ہے اقامت کہتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔ [ابوداؤد نسائی]

باب: جماعت میں نمازیوں کی کثرت

باب: الترغیب فی تکثیر جماعۃ

کی ترغیب

المصلین

سیدنا قباث بن اشیم لیشی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو آدمیوں کی نماز جس میں ایک دوسرے کی امامت کرائے پے در پے پڑھی جانے والی آٹھ نمازوں سے بہتر ہے اور چار اشخاص کی نماز جس میں ایک دوسروں کو جماعت کرائے لگاتار پڑھی جانے والی سو نمازوں سے بہتر ہے۔“

۶۲۹۔ عَنْ قُبَاثِ بْنِ أَشِيمٍ اللَّيْثِيِّ مَرْفُوعًا: ((صَلَاةُ رَجُلَيْنِ يَوْمًا أَحَدُهُمَا صَاحِبُهُ أَرْمُكِي عِنْدَ اللَّهِ مِنْ صَلَاةِ ثَمَانِيَةٍ تَتَرَى، وَصَلَاةِ أَرْبَعَةٍ يَوْمَهُمُ أَحَدُهُمُ أَرْمُكِي عِنْدَ اللَّهِ مِنْ صَلَاةِ مِئَةٍ تَتَرَى)). [الصحيحه: ۱۹۱۲]

تخریج: الصحيحه ۱۹۱۲۔ بخاری فی التاريخ (۷/ ۱۳۲، ۱۳۳) البزار (الکشف: ۳۶۱) ابن سعد (۷/ ۳۱۱) فوائد: یہ جماعت کی برکتیں ہیں دراصل جماعت ایک ایسا شعار اسلام ہے کہ اس میں نماز پڑھنے سے مسلمان کی روح کو جلا تازگی اور سکون نصیب ہوتا ہے آپ غور فرمائیں کہ آپ نماز ظہر یا جماعت ادا کرنا چاہتے ہیں اذان کے بعد وضو کریں گے، سنتیں ادا کر کے مسجد میں جماعت کے انتظار میں ذکر کی حالت میں بیٹھ جائیں گے پھر جماعت کے بعد اذکار کرنا آپ کے لئے آسان ہوگا پھر آپ

سنتیں ادا کریں گے۔ نتیجتاً آپ کے تقریباً تیس پینتیس منٹ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزر جائیں گے اور اگر اسی نماز کو علیحدہ ادا کرنا پڑ جائے تو دس بارہ منٹ کا کام ہے نیز نماز باجماعت کی وجہ سے جو دلی اطمینان اور فرحت نصیب ہوگی اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اگر کوئی آدمی منفرد یا باجماعت نماز میں فرق محسوس نہیں کرتا یا جماعت فوت ہو جانے کی صورت میں اسے کوئی افسوس اور پچھتاوا نہیں ہوتا تو ایسے انسان کو ضرور اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہئے یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک آدمی کی زبان ایسی بے ذوق اور بے ذائقہ ہو کہ اسے کم اور زیادہ نمک کا کوئی احساس نہ ہو۔

صلاة القاعد على النصف من صلاة بيٹھ کر نماز پڑھنے والے کا ثواب کھڑے ہو کر نماز

القائم پڑھنے والے کی نسبت آدھا ہے

۶۳۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ)).
[الصحيحة: ۳۰۳۳]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کا اجر کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نسبت نصف ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۳۰۳۳۔ عبد الرزاق (۳۱۲) ابن ابی شیبہ (۵۲/۲) البزار (الكشف: ۵۶۷) طبرانی فی (۱۳۱۲۲) بخاری (۱۱۱۵) عن عمران بن حصین (۷۳۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

فوائد: جہاں تک ہو سکے کھڑے ہو کر ہی نماز کا اہتمام کرنا چاہئے۔

صلاة المدينة خير من الف صلاة مدینہ کی نماز دوسرے شہروں کے مقابلہ میں ایک ہزار

بغیرھا گنا بہتر ہے

۶۳۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ الْأَرْقَمِ [عَنْ جَدِّهِ الْأَرْقَمِ] أَنَّهُ قَالَ: جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((أَيُّنَ تُرِيدُ؟)) فَقُلْتُ: إِلَى بَيْتِ الْمَقْدَسِ، فَقَالَ: ((إِلَى تِجَارَةٍ؟)) فَقُلْتُ: لَا وَلَكِنْ أُرَدْتُ أَنْ أَصَلِّيَ فِيهِ قَالَ: ((صَلَاةُ هَا هُنَا يُرِيدُ الْمَدِينَةَ. خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ هَاهُنَا. يُرِيدُ: يُرِيدُ: يُرِيدُ:)). [الصحيحة: ۲۹۰۲]

عبد اللہ بن عثمان بن ارقم اپنے دادا سیدنا ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”کہاں کا ارادہ ہے؟“ میں نے کہا: بیت المقدس کا۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: ”تجارت کی غرض سے؟“ میں نے کہا: نہیں، میرا ارادہ تو بیت المقدس میں نماز پڑھنے کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہاں (یعنی مدینہ میں) نماز پڑھنا وہاں (یعنی ایلیا میں) نماز پڑھنے سے ہزار گنا بہتر ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۲۹۰۲۔ طحاوی فی شرح المشکل (۲۳۷/۱) حاکم (۵۰۳/۳) طبرانی فی (۹۰۷)

فوائد: معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز کا ہزار گنا ثواب ملتا ہے ﴿ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ اللہ تعالیٰ موقع نصیب فرمائے۔ (آمین)

باب: المبادر الى صلاة المغرب اول

الوقت

۶۳۲۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَرْفُوعًا: ((صَلُّوا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ مَعَ سَقُوطِ الشَّمْسِ بَادِرُوا بِهَا طُلُوعَ النَّجْمِ)). [الصحيح: ۱۹۱۵]

باب: نماز مغرب اول وقت ادا کرنے میں جلدی کرنا

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سورج غروب ہوتے ہی اور ستاروں کے ظہور سے قبل مغرب کی نماز پڑھ لیا کرو۔“

تخریج: الصحيح ۱۹۱۵۔ طبرانی فی (۳۰۵۹/۳۰۵۸) احمد (۳۱۵/۵) دارقطنی (۳۶۰/۱)

فوائد: اگرچہ نماز مغرب کا وقت شفق (سرفی) کے غروب ہونے تک رہتا ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ اس نماز کو غروب آفتاب کے فوراً بعد پڑھ لیا جائے۔ بعض احباب کا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا محل نظر ہے کہ نماز مغرب سے قبل دو رکعت نفل نہیں پڑھنے چاہئیں، کیونکہ جس ہستی نے نماز مغرب کو جلدی ادا کرنے کی تعلیم دی اسی نے مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت ادا کرنے کی بھی تعلیم دی اور ان کے سامنے صحابہ کرام نے عمل بھی کیا۔ لہذا ایک حدیث کو دوسری احادیث کی روشنی میں ہی سمجھنا چاہئے احادیث کو آپس میں ٹکرائے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

الحض من الصلاة النوافل في البيت

۶۳۳۔ عَنْ أَنَسٍ وَجَابِرٍ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَرَكُوا النَّوَافِلَ فِيهَا)). [الصحيح: ۱۹۱۰]

گھر میں نفل نماز پڑھنے کی ترغیب کا بیان

سیدنا انس اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور ان میں نوافل کی ادائیگی ترک نہ کرو۔“

تخریج: الصحيح ۱۹۱۰۔ دارقطنی فی الافراد وعنه الديلمی فی المسند (۳۶۹۸)

فوائد: اللہ تعالیٰ کے ذکر سے گھروں میں برکت ہوتی ہے اور نماز ذکر الہی کا سب سے عظیم ذریعہ ہے، میں پہلے بھی یہ بات عرض کر چکا ہوں کہ لوگوں کو چاہئے کہ وہ فرض نماز کے لیے بہر صورت مساجد کا انتخاب کریں، لیکن پہلے والی اور بعد والی سنتیں اور دوسرے نوافل گھروں میں ادا کیا کریں، جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی مسجد میں اپنی نماز مکمل کر لے تو اسے چاہئے کہ وہ کچھ نماز گھر میں بھی پڑھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں خیر و برکت نازل فرمائے گا۔“ (صحیح: ۱۳۹۲)

باب: جواز الصلاة في مبارك الغنم

۶۳۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((صَلُّوا فِي مَرَاجِ الْغَنَمِ، وَأَمْسَحُوا رُغَامَهَا، فَإِنَّهَا مِنْ ذَوَابِّ الْحَنَةِ)). [الصحيح: ۱۱۲۸]

باب: بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کا جواز
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھا کرو اور ان کی مٹی جھاڑا کرو، کیونکہ یہ جنت کے جانوروں میں سے ہیں۔“

تخریج: الصحيح ۱۱۲۸۔ ابن عدی (۲۰۸۸/۲) بیہقی (۲۴۹/۲) خطیب فی التاريخ (۴۲۲/۴)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے شاید یہی وجہ ہے جانوروں میں کبریٰ سے سب سے زیادہ پیار کیا جاتا ہے۔

استحباب الرکعتین قبل صلاة

مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نوافل ادا کرنے کا

استحباب

المغرب

سیدنا عبد اللہ مرنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا: ”مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرو“ (مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرو)۔ پھر تیسری دفعہ فرمایا: ”جو چاہے پڑھ لے۔“ آپ ﷺ کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں لوگ اس کو (لازمی) سنت و طریقہ نہ سمجھ لیں۔

۶۳۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْمُرْنِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: ((صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ، خَافَ أَنْ يَحْسِبَهَا النَّاسُ سُنَّةً)).
[الصحيحه: ۲۳۳]

تخریج: الصحيحه ۲۳۳۔ ابن نصر فی قیام اللیل (۲۸) ابن حبان (۱۵۸۸) ابن خزیمه (۱۲۸۹) بخاری (۱۱۸۳) ابوداود (۱۲۸۱) بمعناه

فوائد: معلوم ہوا کہ نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنا مسنون عمل ہے سیدنا عبد اللہ بن مغفل مرنی ﷺ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بین کل اذانین صلاة) یعنی: ہر اذان اور اقامت کے مابین نماز ہے تیسری دفعہ فرمایا: جو چاہے یہ نماز پڑھے۔ [بخاری، مسلم]

باب: جمع حقیقی سے امت سے تنگی اٹھانا نہ کہ جمع

باب: رفع الحرج عن الامه بالجمع

صدری سے کہ اس میں تنگی ہے

الحقیقی لا الصوری ففیہ الحرج

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے پہلی (یعنی نماز ظہر) اور عصر کو اور مغرب اور عشا کو جمع کر کے ادا کیا۔ جب آپ ﷺ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ”میں نے یہ نمازیں اس انداز میں اس لئے پڑھی ہیں تاکہ میری امت تنگی میں نہ پڑے۔“

۶۳۶۔ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ الْأُولَى وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: ((صَنَعْتُ هَذَا لِكَيْ لَا تُحْرَجَ أُمَّتِي)). [الصحيحه: ۲۸۳۷]

تخریج: الصحيحه ۲۸۳۷۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۵۲۵) الاوسط (۳۱۳۰)

فوائد: یہ شریعت کی طرف سے رخصت ہے بسا اوقات ایسے کر لینا چاہئے لیکن شریعت کے مزاج کا تقاضا ہے کہ ایسا کرنا جماعت کے نظم کے مطابق ہونا چاہئے نہ کہ انفرادی طور پر۔

آٹا گوندھنے کی کیفیت پر (ہاتھوں کا سہارا لینا) نماز

العجین فی الصلاة

میں اٹھتے وقت

ازرق بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو

۶۳۷۔ عَنِ الْأَزْرَقِيِّ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ

دیکھا کہ وہ نماز میں کھڑے ہونے کے لئے ہاتھوں پر سہارا لیتے۔ میں نے کہا: ابو عبد الرحمن! یہ انداز کیسا؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ بھی نماز میں (کھڑے ہونے کے لئے) ہاتھوں کا سہارا لیتے تھے۔

بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ يَعْجِنُ فِي الصَّلَاةِ، يَتَعَمَّدُ عَلَى يَدَيْهِ إِذَا قَامَ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَعْجِنُ فِي الصَّلَاةِ)). [الصحيحه: ۲۶۷۴]

تخریج: الصحيحه ۲۶۷۴۔ طبرانی فی الاوسط (۳۰۱۹) ابراہیم الحریبی فی غریب الحديث (۶۱۳)
فوائد: معلوم ہوا کہ جب نمازی دوسری تیسری اور چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوگا تو وہ اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر ان پر سہارا لے کر کھڑا ہوگا۔

امام نماز کو کتنا ہلکا کرے؟

سیدنا عثمان بن ابو عاصؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے طائف پر عامل بنا کر بھیجا تو آخری بات جو مجھ سے فرمائی یہ تھی: ”لوگوں کو خفیف نماز پڑھانا۔“ بلکہ سورہ اعلیٰ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور سورہ علق ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ اور اس کی قسم کی سورتوں کی تلاوت کرنے کا تعین کر دیا۔

کم یخفف الإمام الصلاة

۶۳۸۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: آخِرُ كَلَامٍ كَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذْ اسْتَعْمَلَنِي عَلَى الطَّائِفِ قَالَ: ((خَفِّفِ الصَّلَاةَ عَلَى النَّاسِ، حَتَّى وَقْتَ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ وَأَنْشَبَهَا مِنَ الْقُرْآنِ)). [الصحيحه: ۲۹۱۹]

تخریج: الصحيحه ۲۹۱۹۔ احمد (۲۱۸/۳) طبرانی فی الکبیر (۸۳۵۳)

فوائد: یہ مضمون پہلے بھی گزر چکا ہے امام کو چاہئے کہ وہ مقتدیوں کی مصلحتوں کا خیال رکھے، لیکن مقتدیوں کو بھی خواہ خواہ واویلا کرنے سے بچنا چاہئے اگر انھیں امام پر یہ شکوہ ہے کہ یہ طویل نماز پڑھاتے ہیں تو وہ سب سے پہلے احادیث کی روشنی میں امام کی طوالت کو سمجھیں، اگر نبی کریم ﷺ نے امام کو اتنی طوالت اختیار کرنے کی اجازت دی ہو تو مقتدیوں کا اعتراض بے جا ہوگا۔ بہر حال امام صاحب بصیرت ہو اور وہ درجہ بدرجہ مقتدیوں کی تربیت کرتے ہوئے انھیں اعلیٰ قول و کردار کا مالک بنادے۔

سجدہ کرنے کے لیے کوئی بھی چیز نہیں رکھی جائے گی

سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اپنے ایک صحابی جو بیمار تھے کی تیمارداری کرنے کے لئے تشریف لے گئے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا، جب اس کے پاس پہنچے تو (کیا دیکھتے ہیں کہ) وہ ایک لکڑی پر نماز پڑھ رہا ہے اور (سجدہ کرتے وقت) اپنی پیشانی اس پر ٹیکتا ہے آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا اور لکڑی کو پھینک دیا، اس نے تکیہ پکڑ لیا، آپ ﷺ نے

لا توضع شيئي للسجود

۶۳۹۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: عَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ مَرِيضًا وَأَنَا مَعَهُ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى عُودٍ، فَوَضَعَ جَبْهَتَهُ عَلَى الْعُودِ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ، فَطَرَحَ الْعُودَ وَأَخَذَ وَسَادَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((دَعْهَا عَنْكَ إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَسْجُدَ عَلَى الْأَرْضِ وَإِلَّا فَأَوْمِ

فضل وصل الصف

صف کو ملانے کی فضیلت کا بیان

۶۴۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((خَيْرُكُمْ أَلَيْكُمْ مَنَاصِبُ فِي الصَّلَاةِ وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَكْثَرَ أَجْرًا مِنْ خُطْوَةٍ مَشَاهَا رَجُلٌ إِلَى فُرْجَةٍ فِي الصَّفِّ فَسَدَّهَا)).
 سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جو نماز میں (صفوں میں مل کر کھڑے ہونے کے معاملے میں) نرم کندھوں والے ہوتے ہیں۔ اس قدم سے زیادہ کسی قدم پر اجر نہیں جو صف کے شکاف کو پر کرنے کے لئے چلا جاتا ہے۔“ [الصحيحه: ۲۵۳۳]

تخریج: الصحيحه ۲۵۳۳۔ طبرانی فی الاوسط (۵۲۱۳) البزار (الكشف: ۵۱۲) مختصراً
فوائد: دو احکام ثابت ہوئے: (۱) نماز میں صف بندی کے وقت مل کر کھڑے ہونا (۲) صف کو پر کرنے کی خاطر چلنے والے قدم کی فضیلت۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ سے پہلے مقتدیوں کی طرف رخ کر کے فرماتے: (تواصوا واعتدلوا) [مسلم] یعنی: ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے مل جاؤ اور برابر ہو جاؤ۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک فیصلہ کن حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفوں کو سیدھا کر دو کندھوں کو برابر کر دو خلا پر کر دو اپنے بھائیوں کے لئے نرم ہو جاؤ شیطان کے لئے (صف میں) خالی جگہیں مت چھوڑو جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملا لے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ اسے کاٹ لے۔ [ابوداؤد] مذکورہ بالا اور اس موضوع سے متعلقہ دوسری احادیث کے باوجود بعض لوگ مساجد میں نہ صرف صف بندی سے پرہیز کرتے ہیں بلکہ اگر ایسے کیا جائے تو چڑتے ہیں اور آپ سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟
 ۶۴۲۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ مَرْفُوعًا: ((خَيْرُ مَسَاجِدَ السَّاءِ بِيَوْتِهِنَّ)). [الصحيحه: ۱۳۹۶]
 سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے گھر ہیں۔“

تخریج: الصحيحه ۱۳۹۶۔ احمد (۳۰۱/۶) ابن خزيمة (۱۶۸۳) حاکم (۲۰۹/۱)

فوائد: یہ مسئلہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے کہ عورتوں کا گھر نماز پڑھنا افضل ہے لیکن شریعت نے انھیں مساجد میں جا کر نماز ادا کرنے کی اجازت دی ہے۔

الصلاة ثلاثة اثلث

نماز تین حصوں پر مشتمل ہے

۶۴۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الصَّلَاةُ ثَلَاثَةٌ أَثْلَاثٍ: الطُّهُورُ ثُلُثٌ، وَالرُّكُوعُ ثُلُثٌ وَالسُّجُودُ ثُلُثٌ، فَمَنْ أَذَاهَا بِحَقِّهَا قُبِلَتْ مِنْهُ وَقِيلَ مِنْهُ سَائِرُ عَمَلِهِ وَمَنْ رَدَّتْ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ رُدَّ عَلَيْهِ سَائِرُ عَمَلِهِ)).
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز تین حصوں پر مشتمل ہے: ایک تہائی طہارت ہے ایک تہائی رکوع ہے اور ایک تہائی سجدے ہیں۔ جس نے نماز کو کما حقہ ادا کیا اس کے بقیہ اعمال بھی مقبول ہوں گے اور جس کی نماز مردود ہو گئی اس کے بقیہ اعمال بھی رائیگاں جائیں گے۔“

تخریج: الصحيحه ۲۵۳۷۔ البزار (الكشف: ۳۴۹)

فوائد: اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ ثابت ہو رہا ہے کہ طہارت، رکوع اور سجود نماز کے اہم ترین ارکان ہیں اور ان کے بغیر کسی نماز میں نماز مقبول نہیں ہوگی، یاد رہے کہ اس حدیث سے تکبیر تحریمہ، قیام، تشہد اور سلام وغیرہ کی فرضیت و اہمیت میں کوئی کمی نہیں آ رہی، اس سے صرف تین ارکان کی اہمیت کو ثابت کیا جا رہا ہے کہ طہارت مکمل کر کے نماز میں رکوع و سجود جیسے ارکان اطمینان و اعتدال کے ساتھ ادا کئے جائیں نہ کہ جلد بازی میں۔

نماز وقت پر پڑھنا افضل اعمال میں سے ہے

ومن افضل الاعمال الصلاة لوقتها

ایک صحابی رسول سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بروقت نماز ادا کرنا، والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور جہاد کرنا۔“

۶۴۴۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: ((الصَّلَاةُ لَوَقْتِهَا، وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ، وَالْجِهَادُ))

تخریج: الصحیحة ۱۳۸۹۔ احمد (۵/۳۶۸) دارقطنی (۱/۲۳۶-۲۳۷) حاکم (۱/۱۸۹) بخاری (۵۲۷) و مسلم (۸۵) من حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

پانچ نمازیں اور جمعہ گناہوں کو ختم کرنے والے ہیں

الصلوات الخمس والجمعة كفارات

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک ان تمام گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں جو ان کے درمیانے وقفوں میں سرزد ہوں جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے اور (جمعہ) مزید تین دنوں میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ بھی بنتا ہے۔“

۶۴۵۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الصلوات الخمس كفارات لما بينهن ما جُنِبَتِ الْكَبَائِرُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ)). [الصحیحة: ۱۹۲۰]

تخریج: الصحیحة ۱۹۲۰۔ ابونعیم فی الحلیۃ (۹/۲۳۹-۲۵۰) البزار الکشف: (۳۴۷)

فوائد: معلوم ہوا کہ نمازوں کی ادائیگی جہاں اللہ تعالیٰ کے فریضہ کی تکمیل اور اجر و ثواب کا باعث بنتی ہے وہاں گناہوں کے جھڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچوں نمازیں، جمعہ، جمعہ تک اور ماہ رمضان اگلے رمضان تک ان تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں جو ان کے درمیانی وقفوں میں سرزد ہوں جب تک کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔“

۶۴۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((الصلوات الخمس، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ: مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا أُجْتَنِبَتِ الْكَبَائِرُ)).

[الصحیحة: ۳۳۲۲]

تخریج: الصحیحة ۳۳۲۲۔ احمد (۲/۴۰۰) مسلم (۲۳۳) بیہقی فی الشعب (۳۶۱۹)

باب: وجوب وضع الانف فی

باب: سجدوں میں ناک نیچے لگانی واجب ہے

السجود

۶۴۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَثْبَى عَلَى رَجُلٍ يَسْجُدُ عَلَى وَجْهِهِ، وَلَا يَضَعُ أَنْفَهُ، قَالَ: ((ضَعْ أَنْفَكَ يَسْجُدُ مَعَكَ)).

[الصحيحه: ۱۶۴۴]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک آدمی کے پاس آئے جو اپنے چہرے پر سجدہ تو کر رہا تھا لیکن اس کی ناک زمین پر نہیں لگ رہی تھی آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ”اپنی ناک کو بھی (زمین پر) رکھ دے تاکہ وہ بھی تیرے ساتھ سجدہ کرے۔“

تخریج: الصحيحه ۱۶۴۳۔ ابو نعیم فی اخبار اصحابہ (۱/ ۱۹۲-۱۹۳) بیہقی (۱۰۲۰۲) معلقاً

فوائد: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (امرت ان اسجد علی سبعة اعظم: الحبهة - و اشار بيده علی انفه - واليدين والركبتين و اطراف القدمين-) [بخاری مسلم] یعنی مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں: پیشانی پر۔ اس کے ساتھ آپ ﷺ نے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا۔ اور دو ہاتھوں پر اور دو گھٹنوں پر اور پاؤں (دو پنجوں) پر۔ [بخاری مسلم] بلکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (لا صلاة لمن لا يصبغ انفه من الارض ما يصبغ الحبين-) [دارقطنی، طبرانی] یعنی: اس آدمی کی کوئی نماز نہیں جس کی ناک زمین کے اس حصے پر نہ لگے جس پر پیشانی لگ رہی ہو۔

فضل تأخير العشاء

عشاء کی نماز دیر سے پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۶۴۸- عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأَصْحَابِي الَّذِينَ قَدِمُوا مَعِيَ فِي السَّفِينَةِ نَزُولًا فِي بَيْعِ (بَطْحَانَ) وَالنَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ، فَكَانَ يَتَنَاقَبُ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ، فَوَافَقَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنَا وَأَصْحَابِي، وَلَهُ بَعْضُ الشُّغْلِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ، فَأَتَعَمَّ بِالصَّلَاةِ حَتَّى انْهَارَ اللَّيْلِ، ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِهِمْ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ: ((عَلَى رُسُلِكُمْ! ابْشُرُوا إِنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكُمْ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يُصَلِّي هَذِهِ السَّاعَةَ غَيْرَكُمْ)) أَوْ قَالَ: ((مَا صَلَّيْ هَذِهِ الصَّلَاةَ أَحَدٌ غَيْرَكُمْ)) لَا يَذَرِي أَيُّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ؟

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور کشتی میں میرے ساتھ آنے والے ساتھیوں نے وادی بقیع بطحان میں پڑاؤ ڈالا ہوا تھا اور نبی کریم ﷺ مدینہ میں فروکش تھے۔ ہم میں سے کچھ لوگ باری باری ہر روز آپ ﷺ کے ساتھ نماز عشاء ادا کرنے کے لئے آپ ﷺ کے پاس آتے تھے۔ جس دن میں اور میرے ساتھی آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ کسی کام میں مصروف تھے اس لئے نماز عشاء کو موخر کرتے رہے یہاں تک کہ (تقریباً) نصف رات گزر گئی۔ (بالآخر) نبی کریم ﷺ تشریف لائے نماز پڑھائی اور فارغ ہونے کے بعد حاضرین سے فرمایا: ”ذرا ٹھیرو! خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے تم پر انعام کیا ہے تمہارے علاوہ کوئی فرد ایسا نہیں ہے جو اس گھڑی میں نماز پڑھ رہا ہو۔“ یا فرمایا: ”تمہارے علاوہ کسی نے بھی یہ نماز (اس وقت میں) نہیں پڑھی۔“ راوی کو یاد نہیں رہا

کہ آپ ﷺ نے کون سا جملہ ارشاد فرمایا تھا۔ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سن کر ہم خوشی خوشی میں گھر لوٹے۔ حدیث میں لفظ ”إِبْهَارٌ“ کے معانی ”نصف ہونے“ کے ہیں ہر چیز کے وسط کو ”بُھَرَةٌ“ کہتے ہیں۔ لیکن ایک قول کے مطابق ”إِبْهَارُ اللَّيْلِ“ اس وقت کہا جاتا ہے جب ستارے طلوع ہو کر چمکنے لگ جائیں۔ لیکن پہلا معنی زیادہ مستعمل ہے۔

قَالَ أَبُو مُوسَى: فَرَجَعْنَا فَرِحِينَ بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَوْلُهُ: (إِبْهَارٌ) أَيْ: انْتَصَفَ، وَبُھَرَةٌ كُلُّ شَيْءٍ: وَسَطُهُ. وَقِيلَ: (إِبْهَارُ اللَّيْلِ): إِذَا طَلَعَتْ نَجُومُهُ وَاسْتَنَارَتْ، وَالْأَوَّلُ أَكْثَرُ.

[الصحيحة: ۳۹۶۹]

تخریج: الصحيحة ۳۹۶۹۔ بخاری (۵۶۷) مسلم (۶۳۱) ابوعوانہ (۱/ ۳۶۳-۳۶۴)

فوائد: عام نمازوں اور دوسری نیکیوں کے بارے میں شریعت کا قانون یہ ہے کہ ان کو پہلے وقت میں اور پہلی فرصت میں جلد از جلد ادا کیا جائے، لیکن عشاء کی نماز کے بارے میں شریعت نے یہ قانون پیش کیا ہے کہ اس کو تاخیر سے پڑھنا نہ صرف افضل ہے بلکہ اس امت کا خاصہ بھی ہے جیسا کہ مذکور بالا حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نیکیوں کی توفیق ہونا اور اس امت کو سابقہ امتوں کی نسبت مخصوص نیکیاں کرنے کا موقع ملنا اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے، یعنی جو جتنا نیک ہوگا اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ ممنون ہوگا۔

ہر دو رکعت میں تشہد ہے

التشهد في كل ركعتين

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر دو رکعتوں کے بعد تشہد پڑھنا ہے اور پیغمبروں اور ان کے پیرو اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی کے نزول کی دعا کرنا ہے۔“

۶۴۹۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ تَشَهُدٌ وَتَسْلِيمٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى مَنْ تَبِعَهُمْ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ)).

[الصحيحة: ۲۸۷۶]

تخریج: الصحيحة ۲۸۷۶۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۳۶۷)

فوائد: تین یا چار رکعتی نماز میں ہر دو رکعتوں کے بعد درمیان تشہد پڑھنا اسی حدیث کا مصداق ہے، لیکن یہ قانون تین اور پانچ وتر کے بارے میں نہیں ہے کیونکہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں وتر کی تین اور پانچ رکعتیں درمیان تشہد کا وقفہ کئے بغیر لگاتار ادا کی جائیں گی۔

فجر کی دو قسمیں ہیں

الفجر فجران

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فجر کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم (جسے فجر صادق کہا جاتا ہے) اس میں (سحری کا کھانا) کھانا حرام ہوتا ہے اور نماز (فجر) پڑھنا درست ہوتا ہے اور ایک قسم (جسے فجر کاذب کہا جاتا ہے) میں نماز (فجر) کی ادائیگی حرام ہوتی ہے اور (سحری کا کھانا) کھانا

۶۵۰۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْفَجْرُ فَجْرَانِ: فَجْرٌ يَحْرُمُ فِيهِ الطَّعَامُ، وَيَحِلُّ فِيهِ الصَّلَاةُ، وَفَجْرٌ تَحْرُمُ فِيهِ الصَّلَاةُ، وَيَحِلُّ فِيهِ الطَّعَامُ)). [الصحيحة: ۶۹۳]

درست ہوتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۶۹۳- ابن خزيمة (۳۵۶) حاکم (۳۲۵/۱)

فوائد: فجر کی دو اقسام ہیں: فجر کاذب اور فجر صادق۔ نماز فجر اور روزہ کے وقت کی ابتدا فجر صادق سے ہوتی ہے فجر کاذب تو رات کا ہی حصہ ہے جس میں سحری کرنا جائز ہوتا ہے اور نماز فجر ادا کرنا حرام۔ اگلی حدیث میں ان دونوں کی اقسام کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔

باب: صفة فجر الصادق الذي تحل

باب: صبح صادق کی نشانی (پہچان) جس کے بعد نماز فجر درست ہے

به الصلاة

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فجر کی دو قسمیں ہیں: ایک فجر کاذب ہے جس میں روشنی بھیڑیے کی دم کی طرح اونچائی کو اٹھتی ہے نہ کہ چوڑائی میں اور دوسری فجر (صادق) ہے جس میں روشنی عرصاً پھیلتی ہے نہ کہ طوًلاً۔“

۶۵۱- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْفَجْرُ فَجْرَانِ، فَجْرٌ يَقَالُ لَهُ: ذَنْبُ السَّرْحَانِ، وَهُوَ الْكَاذِبُ يَذْهَبُ طَوًلاً، وَلَا يَذْهَبُ عَرْضاً، وَالْفَجْرُ الْآخَرُ يَذْهَبُ عَرْضاً وَلَا يَذْهَبُ طَوًلاً)). [الصحیحة: ۲۰۰۲]

تخریج: الصحیحة ۲۰۰۲- حاکم (۱۹۱/۱) بیہقی (۳۷۷/۱)

پانچوں نمازوں کی حفاظت سے

دخول الجنة بمحافظه صلوات

جنت میں داخلہ ہوگا

الخميس

سیدنا ابو قتادہ بن ربیع ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اپنے اوپر یہ لازم کیا ہے کہ جو آدمی ان کی ان کے وقت میں محافظت کرے گا اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کی حفاظت نہیں کرے گا اس کو (بخشنے کا) میرا کوئی معاہدہ نہیں۔“

۶۵۲- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رَبِيعٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ: عَزَّ وَجَلَّ. افْتَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَعَهْدْتُ عِنْدِي عَهْدًا: أَنَّهُ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهِنَّ لَوْ قِيَهِنَّ، أَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ، فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِي)). [الصحیحة: ۴۰۳۳]

تخریج: الصحیحة ۳۰۳۳- ابن ماجہ (۱۳۰۳) ابو داود (۳۳۰) ابن نصر فی قیام اللیل (ص: ۱۱۳)

فوائد: بے نمازی تو کجا جو آدمی نمازوں کی باقاعدگی سے محافظت نہیں کرتا یعنی بسا اوقات ادا کر لیتا ہے اور بسا اوقات چھوڑ دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے عہد و ضمانت سے خارج ہو جاتا ہے۔ پانچوں نمازوں کی بروقت ادائیگی جنت میں داخلے کا بہت بڑا سبب ہے۔

سجدہ کی حالت کا بیان

ومن صفة السجدة

سیدنا ابوسعید خدری ؓ کہتے ہیں: گویا میں (اب بھی) رسول اللہ

۶۵۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: ((كَأَنِّي

﴿أَنْظُرْ إِلَى بَيَاضِ كُتُبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ سَاجِدٌ﴾. [الصحیحة: ۳۱۹۵]

آپ ﷺ سجدہ کر رہے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۹۵۔ احمد (۱۵/۳) ابن سعد (۲۲۱/۱)

قوائد: مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ سجدہ کے دوران بازوؤں کو جسم سے دور اور زمین سے اٹھا کر رکھنا چاہئے، صحیح بخاری میں یہ مسئلہ وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

سجدہ کرتے وقت تکبیر کہنے کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہتے، پھر سجدہ کرتے اور جب درمیانی قعدہ بیٹھنے کے بعد اٹھنے (کا ارادہ کرتے) تو ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہتے، پھر اٹھتے تھے۔

التکبیر عند ارادة السجدة

۶۵۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ كَبَّرَ ثُمَّ يَسْجُدُ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الْقُعْدَةِ كَبَّرَ ثُمَّ قَامَ)). [الصحیحة: ۶۰۴]

تخریج: الصحیحة ۶۰۴۔ ابویعلیٰ (۲۰۲۹)

قوائد: معلوم ہوا کہ تکبیرات الانتقال دوسری حالت میں منتقل ہونے کی ابتدا میں ہی کہی جاتی ہیں، بعض احباب کا خیال ہے کہ اماموں کو چاہئے کہ وہ دوسری حالت میں منتقل ہو چکنے کے بعد تکبیر یا سمع اللہ..... کہیں تاکہ مقتدی اپنے اماموں سے آگے نہ بڑھ سکیں۔ ان لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ وہ امت مسلمہ کے حق میں رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر خیر خواہ نہیں ہیں، جب تک نبوی منج کے مطابق تربیت نہیں کی جائے گی اس وقت تک فلاح نہیں ہو سکتی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم مقتدیوں پر اصل مسئلہ کی وضاحت کر کے ان کو امام کی اقتدا کا پابند بنائیں، جب صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں کھڑے ہوتے تھے تو وہ جہاں آپ ﷺ کی تکبیرات کا انتظار کرتے وہاں ممکنہ صورت میں آپ ﷺ کے وجود پر بھی نظر رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سجدے میں اپنے پیشانی رکھ دیتے تھے تو پھر ہم سجدہ کے لئے جھکنا شروع کرتے تھے۔ لہذا ائمہ حضرات لوگوں کی تربیت اس طرح کریں کہ تکبیرات الانتقال کے بعد وہ کتنا انتظار کر کے امام کی اتباع کریں۔

نماز شروع کرنے کی دعا کا بیان

سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو پڑھتے: ”اے اللہ! تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ، تیرا نام بابرکت ہے، تیرا مرتبہ بلند ہے اور ماسوائے تیرے کوئی معبود (برحق) نہیں۔“

ومن دعاء الاستفتاح الصلاة

۶۵۵۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: كَانَ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ)). [الصحیحة: ۲۹۹۶]

تخریج: الصحیحة ۲۹۹۶۔ طبرانی فی الدعاء (۵۰۶) دارقطنی (۱/۳۰۰) ابن ابی حاتم فی العلل (۳۷۴) معلقا

قوائد: تکبیر تحریر کے بعد قراءت سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے مختلف دعائیں پڑھنا ثابت ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد نماز سب سے پہلا فرض ہے
ابو مالک اشجعی اپنے باپ طارق بن اشیم سے بیان کرتے ہیں کہ
جب کوئی آدمی مسلمان ہوتا تو اسے سب سے پہلے نماز کی تعلیم
دیتے تھے۔

الصلاة أول فريضة بعد الإسلام
٦٥٦- عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ
[طَارِقُ بْنُ أَشِيمٍ] قَالَ: ((كَانَ إِذَا أَسْلَمَ
الرَّجُلُ، كَانَ أَوَّلَ مَا يُعَلَّمُنَا الصَّلَاةَ، أَوْ قَالَ:
عَلَّمَهُ الصَّلَاةَ)). [الصحيحه: ٣٠٣٠]

تخریج: الصحيحه ۳۰۳۰۔ البزار (الكشف: ۳۳۸) طبرانی فی الكبير (۸۱۸۶)

فوائد: چونکہ مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد سب سے پہلا اور اہم فریضہ نماز ہے اس لئے قبولیت اسلام کے بعد اس کی تعلیم دی جاتی
تھی۔

نماز کا حکم کرنے کا بیان

الأمر بالصلاة

سیدنا انس ؓ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کو کسی آدمی کا نیکی کا
ارادہ پسند آتا تو اسے نماز کا حکم دیتے تھے۔

٦٥٧- عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ ﷺ إِذَا أَعْجَبَهُ نَحْوُ
الرَّجُلِ أَمْرُهُ بِالصَّلَاةِ)). [الصحيحه: ٢٩٥٣]

تخریج: الصحيحه ۲۵۹۳۔ بخاری فی التاريخ (۱/۱۸۰) البزار (۱۱۶)۔ (الكشف) ابونعیم فی الحلیه (۱/۳۴۳)

فوائد: چونکہ نماز خصال حمیدہ اور صفات حسنی کی بنیاد ہے اور برائیوں سے روکنے والی ہے جس آدمی کی عادات و خصال پہلے سے
اچھے ہوں تو وہ نماز کی ادائیگی کا سب سے زیادہ مستحق ہے تاکہ اس کی یہ اچھی صفات محفوظ رہیں وگرنہ سرے سے ان کے مفقود ہو
جانے کا یا ان کے اجر و ثواب کے ضائع ہونے کا مکمل خطرہ ہوگا۔

فجر کی نماز کے بعد خواب کے بارے میں سوال کرنا

ومن سؤال الرويا بعد صلاة الغداة

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز فجر
سے فارغ ہوتے تو پوچھتے: ”کیا کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟“
اور مزید فرماتے: ”نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے
نیک خواب کے۔“

٦٥٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ: ((كَانَ إِذَا أَنْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ
يَقُولُ: هَلْ رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْكُمْ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟
وَيَقُولُ: لَيْسَ يَنْفَى بَعْدِي مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا
الصَّالِحَةُ)). [الصحيحه: ٤٧٣]

تخریج: الصحيحه ۴۷۳۔ مالک فی الموطا (۲/۱۹۵۶)۔ (۹۵۷) ابو داود (۵۰۱۷) احمد (۲/۳۲۵)۔ (۳/۳۹۰)۔ (۳۹۱)

فوائد: جبکہ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نبوت سے صرف مبشرات ہی باقی رہ گئی ہیں۔“ صحابہ
نے پوچھا: مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نیک خواب“ ابن اتین نے کہا: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کی
موت سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور وحی کے بعد صرف خواب ہی ہے جس کے ذریعے مستقبل میں ہونے والی کسی چیز کا علم ہو
سکتا ہے۔ [فتح الباری (۱۲/۳۶۵) دراصل نیک خواب کسی اچھی چیز کی پیشین گوئی ہوتی ہے اور پیشین گوئی کرنا نبوت کا خاصہ ہے جو

وحی کے ذریعے ہوتا ہے اس اعتبار سے نیک خواب اور نبوت میں مماثلت پائی جاتی ہے جس کی بناء پر آپ ﷺ نے نیک خواب کو نبوت کا جزو قرار دیا۔

باب: انگلی سے اشارہ صرف تشہد میں ہی ہے

باب: الاشارة بالاصبع في التشهد

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ دو یا چار رکعات کے بعد بیٹھتے تو اپنا ہاتھ گھٹنے پر رکھ دیتے اور (شہادت والی) انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے۔

۶۵۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: ((كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الشَّهَادَةِ أَوْ فِي الْأَرْبَعِ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى رُكْبَتِهِ، ثُمَّ أَشَارَ بِإَصْبَعِهِ)).

[الصحيحة: ۲۲۴۸]

تخریج: الصحيحة ۲۲۳۸۔ نسائی (۱۱۹۲) بیہقی (۱۳۲/۲) مسلم (۵۷۹)

فوائد: ثابت ہوا کہ دوران تشہد شہادت والی انگلی سے اشارہ کیا جائے گا لیکن ذہن نشین رہے کہ مکمل تشہد وہ پہلا ہو یا دوسرا کے دوران انگشت شہادت سے اشارہ کرنا جاری رکھا جائے گا جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ فِي الشَّهَادَةِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ بِالسَّبَّابَةِ (وفی رواية: يَدْعُو بِهَا)۔ (مسلم) جب رسول اللہ ﷺ تشہد کے لئے بیٹھتے تو بائیں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اور دائیں گھٹنے پر رکھتے اور (دائیں ہاتھ کی) ترین کی گرہ بنا کر شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے اور اس کے ساتھ دعا مانگتے۔ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ (مسلم) جب رسول اللہ ﷺ (نماز میں) تشہد کے لئے بیٹھ جاتے تو دائیں ہاتھ دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے۔

تنبیہ: تشہد میں صرف "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہنے کے وقت انگلی سے اشارہ کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کا بیان

القنوت في صلاة الصبح بعد الركوع

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز فجر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو دعائے قنوت کرتے۔

۶۶۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: ((كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ قَنَتَ)).

تخریج: الصحيحة ۲۰۷۱۔ ابن نصر فی قیام اللیل (ص: ۱۳۲) مسلم (۶۷۵) بخاری (۸۴)

فوائد: جب امت مسلمہ پر دشمنوں کی طرف سے کوئی اجتماعی مصیبت آپڑتی تھی تو آپ ﷺ فرض نمازوں کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد قنوت نازل کرتے تھے آج بھی یہ برقرار ہے اور ضرورت کے وقت اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

رکوع میں پیٹھ (کمر) کو سیدھا کرنے کا بیان

إقامة الصلب في الركوع

سیدنا براہ بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (اس

۶۶۱۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: ((كَانَ إِذَا رَكَعَ

لَوْصَبَ عَلَى ظَهْرِهِ مَاءٌ لَأَسْفَرَ)).
انداز میں) رکوع کرتے کہ اگر آپ ﷺ کی کمر پر پانی اٹھایا جاتا تو وہ بھی ٹھہرا رہتا۔ [الصحيحہ: ۳۳۳۱]

تخریج: الصحيحہ ۳۳۳۱۔ ابن ابی حاتم فی العلل (۱/۱۳۲) بحثل فی تاریخ واسطہ (۲۴۷)
فوائد: یہ صرف نبی کریم ﷺ کا فعل ہی نہیں جو کہ مسلمان کے کافی و شافی ہی ہوتا ہے بلکہ سیدنا ابوسعود بدری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لا تجزى صلاة الرجل حتى يقيم ظهره فى الركوع والسجود۔) [البوداؤترمذی نسائی ابن ماجہ]
یعنی: ”ایسی نماز کفایت نہیں کرتی جس کے رکوع و سجدہ میں آدمی اپنی پیٹھ (بالکل) سیدھی نہ کرے۔ اس سنت لازمہ پر عمل کرنا صرف اس وقت ممکن ہے جب آدمی اعتدال اور اطمینان کے ساتھ نماز پڑھے گا۔

ومن مقدار الجلوس بعد السلام
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ سلام پھیرتے تو اس دعا کے پڑھنے کے بقدر بیٹھتے تھے: اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تیری طرف سے ہی سلامتی ہے اے جلال و اکرام والے! تو بابرکت ہے۔
[الصحيحہ: ۲۰۷۴]

تخریج: الصحيحہ ۲۰۷۴۔ مسلم (۵۹۲) ابویعلیٰ (۳۷۲۰) ابن مندہ فی التوحید (۲۰۹)
فوائد: بلاشبہ نبی کریم ﷺ سے اس دعا کی مقدار سے زیادہ دیر بیٹھنا ثابت ہے اس لئے اس حدیث کو اگر اس کے ظاہری معنی پر محمول کریں تو معنی یہ ہوگا کہ کبھی کبھار آپ ﷺ اتنے مختصر وقت کے لئے ہی بیٹھتے تھے اور اگر زیادہ دیر بیٹھنے پر دلالت کرنے والی احادیث کو دیکھا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ سلام پھیرنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر ”اللهم انت السلام.....“ کہتے اور پھر دائیں یا بائیں جانب یا مقتدیوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھ جاتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ومن القول مثل بالقول المؤذن
جس طرح مؤذن کہتا ہے اس طرح کہنا سوائے حی علی

سوی الحیعلتین
۶۶۳۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ: ((كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ قَالَ مِثْلَ مَا يَقُولُ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ (حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ) قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)). [الصحيحہ: ۲۰۷۵]
سیدنا ابورافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مؤذن (کی اذان کی آواز) سنتے تو اسی طرح کہتے جس طرح وہ کہتا جب وہ ”حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ“ اور ”حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ“ کہتا تو آپ ﷺ ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ (برائی سے بچنے کی قوت اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے) کہتے۔

تخریج: الصحيحہ ۲۰۷۵۔ احمد (۹/۹) بغوی فی الجعدیات (۲۶۷۷) نسائی فی العمل (۳۱)
فوائد: آپ ﷺ نے مؤذن کے کلمات دوہرانے کی تعلیم دی ہے اور اس پر مرتب ہونے والے اجر و ثواب کی نشاندہی بھی فرمائی

ہے تمام کلمات مؤذن کے کہنے کی طرح ہی دہرائے جائیں سوائے ”حی علی الصلاة“ اور ”حی علی الفلاح“ کے جواب میں ”لا حول ولا قوة الا بالله“ کہا جائے گا۔ جہاں شیطان اذان کی آواز سن کر بے ہنگم سے انداز میں کسی ایسے مقام کی طرف بھاگنا شروع کر دیتا ہے وہاں ہمیں عاجزی و انکساری، صدق و صفا اور ایمان و ایقان کے ساتھ وہی کلمات دہرانے چاہئیں اور پھر ان کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہئے۔

نبی ﷺ کی دن کی نفلی نماز کا بیان

عاصم بن ضمرہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا علیؑ سے نبی کریمؐ کی نفلی نماز جو وہ دن کو پڑھتے تھے کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے کہا: بلاشبہ تم لوگوں میں وہ نماز ادا کرنے کی سکت نہیں۔ ہم نے کہا: آپ ہمیں بتلا تو دیں، ہر کوئی اپنی استطاعت کے مطابق عمل کر لے گا۔ انھوں نے کہا: جب آپ ﷺ نماز فجر سے فارغ ہوتے تو (مزید) نماز پڑھنے سے رک جاتے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا اور مشرق میں اتنا بلند ہو جاتا جتنا کہ نماز عصر کے وقت مغرب کی جانب ہوتا ہے اس وقت میں آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھتے، پھر ٹھہر جاتے یہاں تک کہ سورج مشرق کی جانب اتنا بلند ہو جاتا جتنا کہ مغرب کی طرف بوقت ظہر ہوتا ہے آپ ﷺ اس وقت میں چار رکعتیں پڑھتے، پھر سورج ڈھلنے کے بعد قبل از ظہر چار بعد از ظہر دو اور قبل از عصر چار رکعات پڑھتے (چار رکعات نماز میں) ہر دو رکعتوں کے بعد مقرب فرشتوں، نبیوں اور ان کے پیروکار مسلمانوں کے لئے سلامتی کی دعا کر کے فاصلہ کرتے اور آخری رکعت کے بعد سلام پھیرتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۷۔ احمد (۸۵/۱) ترمذی (۳۲۳/۳۲۹) نسائی (۸۷۵) ابن ماجہ (۱۱۶۱)

فوائد: ظاہر یہی ہے کہ نماز اشراق ہی ہوگی جس کو تاخیر سے گرمی میں پڑھا جائے تو ”صلاة الاوابین“ کہلاتی ہے۔

سیدنا جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ جب نماز فجر سے فارغ ہوتے تو اسی جائے نماز میں طلوع آفتاب تک چار زانو ہو کر بیٹھے رہتے۔

۶۶۵۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: ((كَانَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَوَّعَ فِي مَجْلِسِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ)). [الصحیحة: ۲۹۵۴]

تخریج: الصحیحة ۲۹۵۴۔ ابوداؤد (۳۸۵۰) طبرانی فی الکبیر (۱۸۸۵)

فوائد: نماز فجر ادا کر کے طلوع آفتاب تک جائے نماز میں بیٹھے رہنا بہت زیادہ اجر و ثواب والا عمل ہے علی الاطلاق جب فرض نماز کے بعد نمازی اسی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کی بخشش اس کے لئے رحمت اور قبولیتِ توبہ کی دعا تو کرتے ہی ہیں لیکن نماز فجر کے بعد بیٹھے رہنا انتہائی افضل عمل ہے جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز فجر باجماعت ادا کی پھر طلوع آفتاب تک بیٹھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا پھر دو رکعت نماز (صبحی) ادا کی تو اسے مکمل، مکمل اور مکمل حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (صحیح: ۳۴۳۰)

طاقت اور توفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تو چپکے چپکے کچھ کلمات کہتے اور (ہم سے) پوچھا: ”تمہیں کوئی سمجھ آئی ہے؟“ دراصل میں نے سابقہ انبیاء میں سے ایک ایسے نبی کا ذکر کیا جسے اس کی قوم میں سے کئی لشکر دیئے گئے تھے اس نبی نے کہا: کون ہے جو ان کے ہم پلہ ہو گا یا کون ہے جو ان کا مقابلہ کرے گا؟ یا اس قسم کی بات کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لئے ان تین چیزوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر: میں ان پر ان کا دشمن مسلط کر دوں یا بھوک کو یا موت کو؟ اس نے اپنی قوم سے مشورہ کیا۔ انھوں نے جواب دیا: آپ اللہ کے نبی ہیں اس لئے ہم یہ معاملہ آپ کے سپرد کرتے ہیں۔ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ جب وہ گھبرا جاتے تو نماز کا سہارا لیتے تھے۔ اس نے کہا: اے میرے رب! نہ بھوک مسلط کر اور نہ دشمن چلو موت سہی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر تین دنوں کے لئے موت کو مسلط کر دیا۔ ان میں سے ستر ہزار افراد مر گئے۔ چنانچہ چپکے چپکے یہ کلمات جیسا کہ تم دیکھ رہے تھے کہتا ہوں: اے اللہ! میں تیری توفیق سے لڑتا ہوں تیری توفیق سے کسی سے مقابلہ کرتا ہوں اور برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے مگر تیری ہی توفیق سے۔“

القوة والتوفيق بيد الله

۶۶۶۔ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: ((كَانَ إِذَا صَلَّى هَمَسَ فَقَالَ: أَقِطْنِمُ لِدَلِكْ؟ إِنِّي ذَكَّرْتُ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ أُعْطِيَ جُنُودًا مِنْ قَوْمِهِ، فَقَالَ: مَنْ يُكَافِي هَؤُلَاءِ أَوْ مَنْ يُقَاتِلُ هَؤُلَاءِ؟ أَوْ كَلِمَةً تُشَبِّهُهَا، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ اخْتَرَكْ لِقَوْمِكَ إِحْدَى ثَلَاثَ: أَنْ أَسْلَطَ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ، أَوْ الْجُوعَ، أَوْ الْمَوْتَ فَاسْتَشَارَ قَوْمَهُ فِي ذَلِكَ؟ فَقَالُوا: نِكُلْ ذَلِكَ إِلَيْكَ أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ، فَقَامَ فَصَلَّى، وَكَانُوا إِذَا فَرَعُوا، فَرَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ، فَقَالَ: يَا رَبِّ أَمَّا الْجُوعُ أَوْ الْعَدُوُّ، فَلَا وَلَكِنَّ الْمَوْتَ فَسَلِّطْ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَمَاتَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا فَهَمِسَ الَّذِي تَرَوْنَ أَنِّي أَقُولُ: اَللّٰهُمَّ بِكَ أَقَاتِلْ، وَبِكَ أَصَافِلْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ)).

[الصحيح: ۱۰۶۱]

تخریج: الصحيحۃ ۱۰۶۱۔ ابن نصر فی الصلاة (۲۰۹) احمد (۱۶/۲۳۳۳/۲)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے کہ آدمی کو یہی اعتقاد رکھنا چاہئے کہ اس کی صلاحیتوں، لیاقتوں، اہلیتوں، قابلیتوں

عزتوں اور مالوں کا اصل سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کسی کو کسی صفت کی بنا پر فخر و ناز کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

باب: مشروعية القبض في القيام باب: رکوع سے پہلے قیام میں ہاتھ باندھنے کی

الذي قبل الركوع دون الذي بعده مشروعية کا بیان نہ کہ بعد از رکوع

۶۶۷۔ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ((كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ قَبَضَ عَلَى شِمَالِهِ بِيَمِينِهِ)). [الصحيحة: ۲۲۴۷]

علقمہ بن وائل اپنے باپ وائل ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔

تخریج: الصحيحة ۲۲۴۷۔ یعقوب الفسوی فی المعرفة (۱۳۱/۳) بیہقی (۲۸/۲) طبرانی فی الکبیر (۹/۲۲) نسائی (۸۸۸)

مشروعية الركعتين الخفيفتين قبل نماز تہجد سے پہلے دو ہلکی رکعتیں

التہجد

۶۶۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَا إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ تَهَجَّدُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ)). [الصحيحة: ۳۱۹۹]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو دو خفیف سی رکعتوں سے آغاز کرتے۔

تخریج: الصحيحة ۳۱۹۹۔ ابو عوانہ (۳۳۱/۲) ابن ابی شیبہ (۲/۲۷۳) بیہقی (۶/۳) ابو داود (۱۳۲۳) مرفوعاً من قوله ﷺ فوائد: رات کی نماز کی ابتدا دو خفیف سی رکعتوں سے کرنی چاہئے پھر طویل قیام کرنا چاہئے۔

ومن دعاء الركوع والسجود رکوع اور سجدہ کی دعا کا بیان

۶۶۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ: ((كَانَ إِذَا كَانَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا، قَالَ: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ، وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)). [الصحيحة: ۲۰۸۴]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع یا سجدے کی حالت میں ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ”تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔“

تخریج: الصحيحة ۲۰۸۴۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۳۰۲) احمد (۱/۳۸۸) ابویعلیٰ (۵۲۳۰)

فوائد: ہمارے ہاں تکبیر تحریرہ کے بعد رکوع میں رکوع کے بعد سجدے میں اور سلام سے پہلے ان مقامات پر معمول کے مطابق صرف اور صرف ایک ایک دعا پڑھی جاتی ہے جبکہ آپ ﷺ سے ان تمام مقامات پر مختلف دعائیں پڑھنا ثابت ہیں یاد رہے کہ مختلف دعائیں پڑھنے سے خشوع و خضوع میں اضافہ ہوتا ہے مثال کے طور پر سجدے کی مختلف دعاؤں میں سے چند ایک یہ ہیں: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى (مسلم) میرا پروردگار پاک ہے جو بلند و بالا ہے۔ کم از کم تین دفعہ کہنا مستحب ہے۔ (ابوداؤد ابن ماجہ) سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ (مسلم) نہایت پاک ہے فرشتوں اور روح (جبریل امین) کا رب۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ دَعَا

وَجَلَّهٖ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ. (مسلم) اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے پہلے اور پچھلے ظاہر اور پوشیدہ تمام گناہ بخش دے۔

باب: السفر الذی یجیز القصر

۶۷۰۔ عَنْ یَحْیٰی بْنِ یَزِيدَ الْهَمَّانِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قُصْرِ الصَّلَاةِ۔ وَكُنْتُ أَخْرُجُ إِلَى الْكُوفَةِ فَأُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتَّى أَرْجِعَ؟ فَقَالَ أَنَسُ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةً ثَلَاثَةَ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةَ فَرَاسِخَ (شَكَّ شُعْبَةَ) قُصَرَ الصَّلَاةِ. وَفِي رِوَايَةٍ: (صَلَّى رَكْعَتَيْنِ)).

[الصحيحه: ۱۶۳]

تخریج: الصحيحه ۱۶۳۔ احمد (۱۲۹/۳) بیہقی (۱۳۶۰/۳) مسلم (۶۹۱) ابوداود (۱۲۰۱)

فوائد: ایک فرسخ میں تین میل ہوتے ہیں اور عربوں کا قدیم میل اڑھائی کلومیٹر کے برابر پڑتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ تین فرسخ ۲۲۰۲۲ کلومیٹر کے برابر ہوتے ہیں۔ قصر کی کم از کم حد کے بارے میں جتنے اقوال منقول ہیں ان میں سب سے زیادہ قوی قول تین فرسخ والا ہے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے جو انتہائی واضح اور غیر مبہم ہے۔ یعنی جب کسی آدمی کا ارادہ ۲۲۰۲۲ کلومیٹر سفر کرنے کا ہو تو وہ اپنے شہر یا بستی سے نکلنے کے بعد قصر کرے گا۔ اس کے علاوہ سفر کے تعین کے جتنے اقوال پیش کئے جاتے ہیں ان کی بنیاد مبہم و اہل احتمالات اور غیر مرفوع روایات پر ہے۔ بعض احباب ہوائی جہاز اور موٹر کاروں جیسے سفر کے جدید اور سریع وسائل کی بنا پر اس مسافت کو کم سمجھ کر کہتے ہیں کہ آج کل قصر کی ضرورت نہیں کیونکہ سفر میں آسانیاں پیدا کر دی گئی ہیں۔ ذہن نشین کر لیں کہ شریعت کے قوانین اہل اور غیر متغیر ہیں سائنسی ترقی کی کوئی آخری حد مقرر نہیں، نیز یہ یقین دہانی نہیں کرائی جاسکتی ہے کہ سائنسی وسائل کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا کیونکہ بلاشبہ شبہ قیامت سے پہلے ایسا زمانہ پھر آئے گا جس میں پرانے طرز کا انداز زندگی اپنایا جائے گا۔ لہذا زمانہ حال کی ترقیوں کی وجہ سے شرعی مسائل پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔

باب: من قصص الانبياء

۶۷۱۔ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى هَمَسَ شَيْئًا لَا أَفْهَمُهُ، وَلَا يُخْبِرُنَا بِهِ قَالَ: أَفْطَنْتُمْ لِي؟ قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: إِنِّي ذَكَرْتُ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ أُعْطِيَ جُنُودًا مِنْ قَوْمِهِ وَفِي رِوَايَةٍ أُعْجِبَ بِأَمْتِهِ فَقَالَ مَنْ

باب: ایک نبی کا قصہ (علیہ السلام)

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو چپکے چپکے کچھ کلمات کہتے نہ میں سمجھ سکا اور نہ آپ ﷺ نے ہمیں بتایا۔ (ایک دن) آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم سمجھ گئے ہو کہ میں کچھ کلمات کہتا ہوں؟ ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے ایک ایسے نبی کی یاد آئی جسے اپنی قوم میں سے کئی لشکر دیئے

يُكَافِي لِهَوْلَاءَ؟ أَوْ مَنْ يَقُومُ لِهَوْلَاءَ. أَوْ غَيْرَهَا
مِنَ الْكَلَامِ (وَفِي الرِّوَايَةِ الْآخَرَى: مَنْ يَقُومُ
لِهَوْلَاءَ؟ وَلَمْ يَشْكُ) فَأَوْحَى إِلَيْهِ أَنْ اخْتَرِ
لِقَوْمِكَ إِحْدَى ثَلَاثٍ، إِمَّا أَنْ نَسْلُطَ عَلَيْهِمْ
عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، أَوْ الْجُوعَ، أَوْ الْمَوْتَ،
فَاسْتَشَارَ قَوْمَهُ فِي ذَلِكَ، فَقَالُوا أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ
فَكُلُّ ذَلِكَ إِلَيْكَ خَيْرٌ لَنَا فَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ
وَكَانُوا إِذَا فَرَعُوا فَرَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى
مَا شَاءَ اللَّهُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: أَيُّ رَبِّ! أَمَّا عَدُوٌّ مِنْ
غَيْرِهِمْ، فَلَا أَوْ الْجُوعَ، فَلَا، وَلَكِنْ الْمَوْتَ
فَسَلَّطَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ، فَمَاتَ مِنْهُمْ [فِي يَوْمٍ]
سَبْعُونَ أَلْفًا فَهَمَّيْسِي الَّذِي تَرَوْنَ آتِي أَقُولُ:
اَللّٰهُمَّ بَلِّكَ أَحْوَلُ، وَبَلِّكَ أَصْوَلُ وَبَلِّكَ
أَقَاتِلُ)). [الصحيحة: ۲۴۵۹]

گئے اس نے اپنی امت پر اتراتے ہوئے کہا: کون ہے جو ان کے
ہم پلہ ہوگا؟ یا کون ہے جو ان کا مقابلہ کر سکے گا؟ یا اس قسم کی
بات کی (ایک روایت میں صرف یہ الفاظ ہیں: کون ہے جو ان کا
مقابلہ کرے گا؟) اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم
کے لئے ان تین چیزوں میں سے ایک کو اختیار کر: ہم تیری امت
پر ان کا دشمن مسلط کر دیں یا بھوک یا موت۔ اس نے اپنی قوم
سے مشورہ کیا۔ انھوں نے کہا: تو اللہ کا نبی ہے معاملہ تیرے سپرد
ہے تو خود اختیار کر لے۔ اس نے نماز شروع کر دی۔ جب وہ گھبرا
جاتے تو نماز کا سہارا لیتے تھے۔ اس نے نماز پڑھی جتنی کہ اللہ تعالیٰ
کو منظور تھی پھر کہا: اے میرے رب! ان پر ان کے دشمن کو
مسلط نہیں کرنا اور بھوک بھی نہیں چلو موت ہی سہی۔ اللہ تعالیٰ نے
ان پر موت مسلط کر دی ایک دن میں ان میں سے ستر ہزار افراد
مر گئے۔ یہ تھا میرا انگنٹانا جیسا کہ تم دیکھ رہے تھے میں نے کہا:
اے اللہ! میں تو تیری توفیق سے حائل ہوتا ہوں تیری توفیق سے
حملہ کرتا ہوں اور تیری توفیق سے لڑتا ہوں۔“

تخریج: الصحيحة ۲۳۵۹۔ احمد (۱۶/۲) ابن حبان (۱۹۷۵) و ترمذی (۳۳۳) مسلم (۳۰۰۵) موطلا دون الحديث الاول و
تقديم برقم (۶۶۲)

فوائد: انسان کبھی اپنی اعلیٰ سے اعلیٰ صلاحیتوں کو اپنے کمال کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ قارون ایک باغی اور نافرمان انسان تھا
لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے بے حد و حساب مال و دولت عطا کیا تھا جب اس نے یہ دعویٰ کیا کہ ﴿انما اوتيته على علم عندى﴾ کہ جو
کچھ میرے پاس ہے یہ میری اپنی فہم و بصیرت اور علم و عقل کا نتیجہ ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ دعویٰ اتنا ناگوار لگا کہ اس نے اس کو اور
اس کے خزانوں کو زمین میں گاڑ دیا۔ لہذا اگر کسی خاندان یا کسی فرد کو اس کی تعلیمی صلاحیتوں یا سماجی لیاقتوں وغیرہ کے ذریعے عزت ملی
ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرے اور اس کے سامنے عام انسان کی نسبت زیادہ عاجزی و انکساری کا اظہار کرے۔

بلند آواز سے آمین کہنے کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ ام القرآن
(سورہ فاتحہ) کی قراءت سے فارغ ہوتے تو آواز کو بلند کرتے
ہوئے آمین کہتے۔

باب التامین برفع الصوت

۶۷۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أَمِّ الْقُرْآنِ: رَفَعَ صَوْتَهُ
وَقَالَ: آمِينَ)) [الصحيحة: ۴۶۴]

تخریج: الصحیحة ۲۶۲۳۔ ابن حبان (۱۸۰۶) دارقطنی (۱/۳۳۵) حاکم (۱/۲۲۳) بیہقی (۲/۵۸)

فوائد: اس مسئلہ پر دلائل کی روشنی میں بحث ہو چکی ہے کہ جبری نمازوں میں امام اور مقتدی کو باواز بلند آئین کہنا چاہئے۔

آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضوء نہیں ہے

لا وضوء مما مست النار

۶۷۳۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمُرُّ بِالْقَدْرِ فَيَأْخُذُ الْعَرَقَ فَيَصِيبُ مِنْهُ، ثُمَّ يَصَلِّي وَلَمْ يَوَضِّ وَلَمْ يَمْسَسْ مَاءً وَفِي رِوَايَةٍ: فَمَا تَوَضَّأَ وَلَا تَمَضَّمَصَّ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہانڈی کے پاس سے گزرتے تو ہڈی جس پر گوشت لگا ہوتا نکال لیتے اور اس سے گوشت نوچتے پھر نماز پڑھتے اور وضوء نہیں کرتے تھے بلکہ پانی تک کو نہ چھوتے اور ایک روایت میں ہے: وضوء کیا نہ کلی کی۔

[الصحیحة: ۳۰۲۸]

تخریج: الصحیحة ۳۰۲۸۔ ابن ابی شیبہ (۱/۵۰) احمد (۶/۱۶۱) ابویعلیٰ (۳۳۳۹)

فوائد: بلا شک و شبہ اگر کوئی کھانا وغیرہ کھا کر نماز ادا کرنی ہو تو کلی کر لینا افضل ہے جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا پھر پانی منگوا کر کلی کی۔ فرمایا: اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔ [بخاری مسلم] نیز آپ ﷺ نے فرمایا: (مضمضوا من اللبن) [ابن ماجہ] یعنی: دودھ پی کر کلی کیا کرو۔ لیکن مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ کھانے کے بعد کلی کئے بغیر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔

باب: جمع تقدیم (دونمازوں کو پہلی نماز کے وقت جمع کرنا)

باب: جمع التقديم

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک (کے سفر) میں تھے۔ اگر سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کر جاتے تو ظہر کی نماز کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ اسے عصر کے ساتھ جمع کرتے اور دونوں کو اکٹھا پڑھتے اور اگر سورج کے ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر کے ساتھ عصر بھی پڑھ لیتے اور پھر سفر شروع کرتے۔ اسی طرح اگر غروب آفتاب سے پہلے کوچ کر جاتے تو مغرب کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ اسے عشاء کے ساتھ پڑھتے اور اگر غروب آفتاب کے بعد سفر شروع کرتے تو عشاء کی نماز کو جلدی کر کے مغرب کے ساتھ ہی پڑھ لیتے۔

۶۷۴۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: ((كَانَ فِي غَزْوَةٍ تَبُوكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ، أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى أَنْ يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ، فَيُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ، عَجَّلَ الْعَصَرَ إِلَى الظُّهْرِ، وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصَرَ جَمِيعًا، ثُمَّ سَارَ وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ)). [الصحیحة: ۱۶۴]

تخریج: الصحیحة ۱۶۳۔ ابو داؤد (۱۲۲۰) ترمذی (۵۵۳) احمد (۵/۲۳۱) بیہقی (۳/۱۶۳)

فوائد: سفر میں جمع حقیقی کی انتہائی واضح دلیل ہے بعض احباب سفر کے دوران بھی نمازوں کے جمع کر کے ادا کرنے کے قائل نہیں اور جن احادیث میں آپ ﷺ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کیا ان کو جمع صوری پر محمول کرتے ہیں یعنی ظہر و عصر کو جمع کرنے کا

مطلب یہ ہے کہ ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے پہلے وقت میں ادا کیا جائے، لیکن مذکورہ بالا حدیث اس حقیقت کا ٹھوس ثبوت ہے کہ ظہر کو عصر کے وقت میں اور عصر کو ظہر کے وقت میں ادا کرنا درست ہے۔

نماز کو اس وقت ادا کرنا جب یاد آ جائے

عون بن ابو حنیفہ اپنے باپ ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (صحابہ سمیت) سفر میں تھے وہ سب کے سب (نماز فجر کے لئے بیدار نہ ہو سکے اور) طلوع آفتاب تک سوئے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم تو مردوں (کی طرح) تھے اللہ تعالیٰ نے اب (وقت گزرنے کے بعد) تمہاری روحیں لوٹائی ہیں (یاد رکھو کہ) جو آدمی نماز سے سو جائے تو جو نبی وہ بیدار ہو پڑھ لے اسی طرح جو آدمی نماز کو ادا کرنا بھول جائے تو جو نبی اسے یاد آئے پڑھ لے۔“

ومن اداء الصلاة اذا ذكرها

۶۷۵۔ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((كَانَ فِي سَفَرِهِ الَّذِي نَامُوا فِيهِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ كُنْتُمْ أَمْوَاتًا قَرَدَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ أَرْوَا حُكْمُكُمْ، فَمَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ فَلْيَصِلْهَا إِذَا اسْتَيْقَظَ وَمَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيَصِلْ إِذَا ذَكَرَهَا)). [الصحيحة: ۳۹۶]

تخریج: الصحيحة ۳۹۶۔ ابو یعلیٰ (۸۹۵) ابن ابی شیبہ (۲/ ۶۳) والطبرانی فی الکبیر کما فی المجمع (۱/ ۳۲۲)

فوائد: جب آدمی بیداری کے اسباب استعمال کرنے کے باوجود سو یا رہ جاتا ہے تو جب اسے جاگ آئے وہ نماز پڑھے اگرچہ اس کا وقت ختم ہو چکا ہے بھول جانا اور سو جانا شریعت کے ہاں مسلم عذر ہیں۔ ہاں جو آدمی تاخیر سے بیدار ہونے اور یاد آنے کے بعد بھی نماز نہیں پڑھتا تو وہ اتنا ہی گنہگار ہوگا جتنا کہ وقت کے اندر جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والے کو ملتا ہے۔

مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھنے کا بیان

سیدنا انس بن مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے عہد میں جب مؤذن نماز مغرب کی اذان سے فارغ ہوتا تو برگزیدہ صحابہ کرام ستونوں کی طرف لپکتے اور (انھیں سترہ بنا کر) مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے جب آپ ﷺ تشریف لاتے تو وہ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ لوگ اتنی کثرت سے یہ دو رکعتیں پڑھتے کہ اجنبی آدمی کو محسوس ہوتا کہ نماز پڑھی جا چکی ہے (اور لوگ بعد والی سنتیں ادا کر رہے ہیں)۔ اذان اور اقامت کے درمیان تھوڑا سا وقفہ ہوتا تھا۔

ومن الركعتين قبل صلاة المغرب

۶۷۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَ الْمُؤَذِّنُ يُؤَذِّنُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ الْمَغْرِبَ، فَيَسْتَدِرُّ لِبَابِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَلْسَوَارِي، يُصَلُّونَ الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، حَتَّى يَخْرُجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُمْ يُصَلُّونَ [فَيَجِيءُ الْغَرِيبُ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صَلَّيْتُ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيْهَا]، وَكَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ يَسِيرًا)).

تخریج: الصحيحة ۳۳۳۔ بخاری (۲۲۵) احمد (۳/ ۲۸۰) ابن نصر فی قیام اللیل (ص: ۲۶) مسلم (۱۳۷) من طریق آخر

عن انس بن

ومن دعاء الركوع والسجود

۶۷۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ((كَانَ نَبِيُّكُمْ إِذَا كَانَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا قَالَ: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)).

[الصحيحة: ۳۰۳۲]

ركوع وسجود کی دعا کا بیان

سیدنا عبد اللہ ﷺ کہتے ہیں: تمہارے نبی رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھتے تھے: ”تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ“ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔“

تخریج: الصحيحة ۳۰۳۲۔ البزار (۵۳۲)۔ الکشف) طبرانی فی الکبیر (۱۰۳۰۲) والاوسط (۳۹۶) والدعاء (۵۹۳) وتقديماً برقم (۲۱۹)

فوائد: معلوم ہوا کہ رکوع وسجود میں یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے: ”سبحانک وبحمدک‘ استغفرک واتوب الیک۔“

باب: صلاة منسية ينبغي احيائها

۶۷۸۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ، فَقِيلَ لَهُ؟ فَقَالَ: لَوْ لَمْ أُصَلِّهِمَا إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ مَسْرُوقًا يُصَلِّيهِمَا، لَكَانَ ثَقَةً، وَلَكِنِّي سَأَلْتُ عَائِشَةَ؟ فَقَالَتْ: ((كَانَ ﷺ لَا يَدْعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ)).

[الصحيحة: ۲۹۲۰، ۳۱۷۴]

باب: چھوڑی ہوئی نماز جس پر عمل پیرا ہونا چاہیے

ابراہیم بن محمد بن منثور بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ انہیں کہا گیا (کہ یہ نماز کیوں پڑھتے ہو)؟ انھوں نے کہا: اگر میں یہ دو رکعتیں صرف اس لیے پڑھتا کہ میں نے مسروق کو انہیں پڑھتے دیکھا تو یہ بھی قابل اعتماد بات تھی۔ لیکن میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس کی بابت سوال کیا؟ تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ فجر سے پہلے دو اور عصر کے بعد دو رکعتیں ادا کرنا ترک نہیں کرتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۲۹۲۰، ۳۱۷۴ ابن ابی شیبہ (۳۵۲/۲) طحاوی (۱۷۷/۱) فوائد: نماز عصر کے بعد نفل نماز پڑھنا اس وقت تک درست ہے جب سورج بلند اور صاف رہتا ہے پہلے تفصیل کے ساتھ بحث ہو چکی ہے۔

كراهية الصلاة في اللحاف

۶۷۹۔ عَنْ عَائِشَةَ: ((كَانَ ﷺ لَا يُصَلِّي فِي لُحُفًا)) [الصحيحة: ۳۳۲۱]

چادر میں نماز پڑھنے کی کراہت کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری چادروں میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

• تخریج: الصحيحة ۳۳۲۱۔ ابوداؤد (۲۳۵) ترمذی (۲۰۰) نسائی (۵۳۶۸) حاکم (۲۵۲/۱)

باب من القنوت

۶۸۰۔ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ ﷺ لَا يَقْنُتُ إِلَّا إِذَا دَعَا لِقَوْمٍ، أَوْ دَعَا عَلَى قَوْمٍ)).

قنوت نازلہ کا بیان

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعائے قنوت نہیں کرتے تھے مگر اس وقت جب کسی قوم کیلئے دعا یا بد دعا کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۶۳۹۔ ابن خزیمہ (۲۳۰) خطیب فی القنوت کما فی نصب الرایة (۲/ ۱۳۰) **فوائد:** جب آپ ﷺ مظلوم مسلمانوں کے حق میں دعا اور دشمنان اسلام کے حق میں بددعا کرنا چاہتے تو فرض نمازوں میں آخری رکعت کے رکوع کے بعد قنوت نازلہ کرتے تھے۔

محلوں میں مسجدیں بنانے کا استحباب

عروہ بن زبیرؓ ایک صحابی رسول سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اپنے محلوں میں اچھے انداز میں مساجد تعمیر کریں اور انھیں پاک صاف رکھیں۔

الاستحباب بناء المساجد فی الدور

۶۸۱۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَصْنَعَ الْمَسَاجِدَ فِي دُورِنَا وَأَنْ نُصْلَحَ صُنْعَتَهَا وَنُطَهِّرَهَا)). [الصحیحة: ۲۷۲۴]

تخریج: الصحیحة ۴۲۳۔ احمد (۵/ ۳۷۱) ابو داود (۳۵۶/ ۳۵۵) عن عائشة وسمرةؓ

فوائد: اگر کسی محلے والوں کو اس علاقے کی مسجد دور پڑتی ہو تو انھیں چاہئے کہ وہ اپنے گھروں کے قریب مسجد تعمیر کر لیں اور اس کی صفائی سترائی کا خاص خیال رکھیں۔ آج کل مسجد کا نظم چلانے کے لئے مسجد کی انتظامیہ خادم مسجد کے نام سے ایک ملازم رکھ لیتے ہیں اور پھر ہر کوئی سمجھتا ہے کہ اب مسجد کی صفائی کا صرف اور صرف ایک آدمی سے تعلق ہے۔ یہ بات قطعی طور پر درست نہیں ہے۔ شریعت کے نزدیک ہر کوئی اس کے احکام کا مخاطب ہے اگر لوگ اپنی آسانی کی خاطر ایسا کر لیتے ہیں تو درست تو ہے لیکن اگر مسجد میں گندگی نظر آ رہی ہو اور خادم مسجد غیر حاضر ہو تو کیا وہ گندگی اسی طرح پڑی رہے گی۔ کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا ہونا یہ چاہئے کہ اللہ کے گھر کی صفائی کرنا ہر کوئی اپنی سعادت سمجھے۔

سفر میں دو نمازیں جمع کرنے کا بیان

سیدنا ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔

الجمع بین الصلاتین فی السفر

۶۸۲۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ)).

[الصحیحة: ۳۰۴۰]

تخریج: الصحیحة ۳۰۴۰۔ البزار (الکشف: ۶۸۲) طبرانی فی الاوسط (۷۹۹۰)

فوائد: چند احادیث پہلے یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ سفر میں ظہر و عصر اور مغرب و عشا جمع حقیقی کر کے ادا کرنا درست ہے۔

سمجھ دار اور عقل مند لوگ میرے قریب کھڑے ہوں

سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پسند کرتے تھے کہ (نماز میں) مہاجر اور انصار لوگ آپ کے قریب کھڑے ہوں تاکہ وہ آپ کے ادا کردہ (احکام نماز کو) یاد کریں۔

لینی اولوا الاحلام والنہی

۶۸۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ: ((كَانَ ﷺ يُحِبُّ أَنْ يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ لِيَحْفَظُوا عَنْهُ)). [الصحیحة: ۱۴۰۹]

تخریج: الصحیحة ۱۰۴۹۔ ابن ماجہ (۹۷۷) ابن حبان (۷۲۵۸) حاکم (۲۱۸/ ۱) احمد (۱۰۰/ ۳) (۲۰۵)

فوائد: آپ ﷺ نے عام حکم دیتے ہوئے فرمایا جیسا کہ سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے: (یلین منکم اولوا الاحلام والنہی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم) [مسلم] یعنی: تم میں سے جو لوگ عقلمند اور سمجھدار ہیں وہ میرے قریب کھڑے ہوں پھر وہ لوگ جو (عقل و دانش میں) ان کے قریب ہوں پھر وہ جو ان کے قریب ہوں۔ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک جم غفیر پر مشتمل تھے لیکن ان میں مہاجرین و انصار کا مرتبہ بر لحاظ سے مسلم تھا۔ یعنی دین کی خدمت دین کا فہم دین کی تبلیغ اور آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کا لحاظ غرضیکہ ہر امر میں وہ مقدم تھے اس لئے آپ ﷺ نے بالخصوص ان کو حکم دیا کہ وہ آپ کے ساتھ مل کر کھڑے ہوا کریں تاکہ آپ ﷺ کے افعال و اقوال کو سمجھیں اور پھر دوسری نسلوں کی طرف منتقل کریں۔

باب: جواز السهر فی العلم

باب: تعلیم و تعلم کے لیے شب بیداری کا جواز

۶۸۴۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: ((كَانَ يُحَدِّثُنَا عَامَةً لِّلَّهِ عَنْ نَبِيِّ إِسْرَائِيلَ لَا يَقُومُ إِلَّا لِعُظْمِ صَلَاةٍ)). [الصحيحہ: ۳۰۲۵]

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں رات کا اکثر حصہ بنو اسرائیل کے بارے میں (روایات) بیان کرتے رہے کہ وہ صرف عظمت نماز کی خاطر کھڑے ہوتے تھے۔

تخریج: الصحيحہ ۳۰۲۵۔ حاکم (۲/۳۷۹) احمد (۳/۳۳۷) البزار (الکشف: ۲۲۳) ابو داود (۳۲۲۳) بمعناہ

فوائد: چونکہ بنی اسرائیل مذہبی تھے اور ان کے پاس ان کا مذہبی ادب مختلف ظنی اور غیر یقینی صورتوں میں موجود تھا اسی لئے آپ ﷺ نے تعلیم دی کہ جو بات میری امت کو بنو اسرائیل کے حوالے سے بیان کی جائے وہ نہ اس کی تصدیق کریں اور نہ تکذیب کیونکہ جہاں اس کا سچ ہونا ممکن ہے وہاں اس کا جھوٹ ہونا بھی ممکن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سند کا سلسلہ جو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو عطا کیا ہے یہ ان کے پاس نہیں تھا۔ لیکن بنو اسرائیل کا جو واقعہ نبی کریم ﷺ بیان کریں گے وہ حق اور صداقت پر مبنی ہوگا کیونکہ صادق اور امین کی مقدس زبان سے اس کی تصدیق ہو جائے گی۔

اقامة الصلاة بحضرة المصلين

نمازیوں کے آجانے پر جماعت کا کھڑا کرنے کا بیان

۶۸۵۔ عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ((كَانَ يَخْرُجُ بَعْدَ النِّدَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا رَأَى أَهْلَ الْمَسْجِدِ قَلِيلًا جَلَسَ حَتَّى يَرَى مِنْهُمْ جَمَاعَةً، ثُمَّ يُصَلِّي، وَكَانَ إِذَا خَرَجَ فَرَأَى جَمَاعَةً، أَقَامَ الصَّلَاةَ)).

سیدنا سالم ابو نصرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اذان کے بعد مسجد کی طرف جاتے تھے جب آپ ﷺ دیکھتے کہ نمازی کم ہیں تو بیٹھ جاتے حتیٰ کہ پوری جماعت اکٹھی ہو جاتی تو نماز پڑھاتے اور جب آپ ﷺ گھر سے نکلتے اور دیکھتے کہ نمازیوں کی جماعت (پہلے ہی سے) جمع ہے تو نماز کھڑی کر دیتے تھے۔

تخریج: الصحيحہ ۳۲۱۹۔ بیہقی (۲/۱۹) ابو داود (۵۳۵) (۵۳۲)

فوائد: یہ ہے لوگوں کی مصلحتوں کا خیال رکھنا عصر حاضر کے مصائب میں سے ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ گھڑیوں کے مطابق نمازوں کے اوقات کے تعین نے امام اور مقتدی کے حقوق غصب کر لئے ہیں لوگوں کی مصلحت کی خاطر وقت کا تعین کیا جاسکتا ہے لیکن اتنا یاد رہے کہ کسی انسانی سہولت کی خاطر شریعت کو پامال نہیں کیا جاسکتا۔ جب سوئی معینہ وقت پر پہنچے گی تو انتظار کرنے والے مقتدی کھڑے

ہو جائیں گے، ابھی تک امام صاحب پہنچے ہیں یا نہیں؛ یا اگر پہنچ گئے ہیں تو نماز پڑھ رہے ہیں یا فارغ بیٹھے ہیں یا نمازیوں کی بھاری تعداد سنتیں پڑھ رہی ہے یا فارغ بیٹھے ہے یا نمازیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے یا چند لمحوں میں ہو جائے گی؟ ان امور کے ساتھ انتظار میں بیٹھے مقتدیوں کا کوئی تعلق نہیں ایسے لگتا ہے کہ ان کا امام اور شریعت گھڑی ہے۔ ذہن نشین کر لیں کہ کوئی ایجاد شریعت کے مزاج کو نہ بدل لے پائے۔

اگر تین چار پانچ منٹ انتظار کر لیا جائے تو کون سا نظام زندگی معطل ہوگا۔ ہر آدمی کے پاس دوست سے ملاقات کرنے اور اس کی ضیافت کرنے کا وقت ہے، قریبی اور دور کے تعلق داروں کی خوشی غمی میں شرکت کرنے کے لئے وافر وقت موجود ہے، نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد دو تین گھنٹوں تک ٹی وی دیکھنے کا وقت ہے، پر تکلف کھانے کی تیاری اور کھانے کے لئے گھنٹوں وقت صرف کرنے کے لئے موجود ہے، صرف چائے نوشی کے لئے بیس پچیس منٹ صرف کئے جاسکتے ہیں..... علیٰ ہذا القیاس۔ لیکن امت مسلمہ کے عظیم قائد و رہبر ﷺ کی چند سنتوں کا لحاظ کرنے کے لئے تین چار منٹ کا انتظار کرنے کے لئے تنگی محسوس ہوتی ہے۔ (اللہ تعالیٰ کی پناہ) عوام کی سہولت کے لئے وقت کا تعین درست بات ہے، لیکن بہر حال سنتوں کا لحاظ کرنا اس سے بڑی مصلحت ہے اور معمولی انتظار سے عوام کی سہولت ان کی مشکل میں نہیں بدل سکتی۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتہائی غیر محسوس انداز میں برکتیں نازل ہوتی ہیں، جن سے انسان کے دل و دماغ کو بھی سکون ملتا ہے اور اس کے مال و دولت میں بھی اضافہ ہوتا ہے، لیکن برکات ربانی کے حصول کا واحد ذریعہ شرعی احکام کی بجا آوری ہے۔

عید الفطر اور اضحیٰ کے دن سب سے پہلے نماز پڑھی

اول شئی یبدأ بیوم الفطر والاضحی

جائے

الصلاة

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے روز نکلتے اور (عید گاہ میں) ابتدا نماز سے کرتے۔ جب نماز پڑھ لیتے اور سلام پھیر دیتے تھے تو کھڑے ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور لوگ اپنی اپنی جگہ میں بیٹھے رہتے۔ اگر کسی وفد کو بھیجنے کی ضرورت ہوتی تو لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ کرتے یا اس کے علاوہ جو بھی حاجت ہوتی اسے لوگوں کے سامنے بیان کرتے اور فرماتے: ”صدقہ کیا کرو، صدقہ کیا کرو، صدقہ کیا کرو۔“ زیادہ تر صدقہ کرنے والی عورتیں ہوتی تھیں، پھر آپ ﷺ (اپنے گھر) کو واپس چلے جاتے۔

۶۸۶۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، ((كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا صَلَّى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ قَامَ [قَائِمًا] [عَلَى رِجْلَيْهِ] فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ [بَوَجْهِهِ] وَهُمْ جُلُوسٌ فِي مُصَلَّاهُمْ، فَإِنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ يَبْعَثُ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ، أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بغير ذَلِكَ أَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُولُ: ((تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا)) وَكَانَ أَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ)). [الصحيحہ: ۲۹۶۸]

تخریج: الصحيحہ ۲۹۶۸۔ مسلم (۸۸۹) نسائی (۱۵۷۷) وفی الکبریٰ (۱۷۸۵) ابن ماجہ (۱۲۸۸) ابن خزيمة (۱۳۴۹) ابن حبان (۳۳۱۱)

فوائد: معلوم ہوا کہ عیدین کے روز کثرت سے صدقہ کرنا چاہئے۔

استحباب المخصرة بالخطبة

۶۸۷۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ ((أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَخْطُبُ بِمَخْضَرَةٍ فِي يَدِهِ)). [الصحيحه: ۳۰۳۷]

خطبہ دیتے وقت ہاتھ میں چھڑی ہونا مستحب ہے
عامر بن عبد اللہ بن زبیر اپنے باپ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ میں چھڑی لے کر خطبہ دیتے تھے۔

تخریج: الصحيحه ۳۰۳۷۔ ابن سعد (۱/ ۳۷۷) البزار (الكشف: ۶۳۹) ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۱۲۸)

السجدة على اليتي الكف

۶۸۸۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْجُدُ عَلَى الْيَتِي الْكُفِّ)). [الصحيحه: ۲۹۶۶]

ہتھیلی کے گداز حصے پر سجدہ کرنے کا بیان
سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہتھیلی کے گداز حصے پر سجدہ کرتے تھے۔

تخریج: الصحيحه ۲۹۶۶۔ ابن خزيمة (۶۳۹) ابن حبان (۱۹۱۵) احمد (۴/ ۲۹۵) حاکم (۱/ ۲۲۷)
فوائد: مفہوم یہ ہے کہ سجدوں میں ہاتھوں کو ہتھیلیوں کے بل رکھتے تھے جو کہ ایک اجماعی مسئلہ ہے۔

باب: الاقتصار على التسليمة

الواحدة في الصلاة

۶۸۹۔ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً)). [الصحيحه: ۳۱۶]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (صرف) ایک طرف (بھی) سلام پھیرا کرتے تھے۔

تخریج: الصحيحه ۳۱۶۔ طبرانی فی الاوسط (۸۳۶۸) بیہقی (۲/ ۱۷۹)

فوائد: مسلم کی روایت کے مطابق بھی آپ ﷺ نے نماز وتر میں ایک سلام پر اکتفا کیا لہذا ایک سلام پھیرنا بھی منون عمل ہوا اگرچہ افضل دو سلام ہی ہیں۔

باب: احاديث في تحريك الاصبع

في التشهد والرد على في انكره

۶۹۰۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ((كَانَ يُشِيرُ بِأَصْبَعِهِ السَّابِغَةِ فِي الصَّلَاةِ)). [الصحيحه: ۳۱۸۱]

باب: تشهد میں انگلی ہلانے والی احادیث اور انکار کرنے والے کی تردید کا بیان
سیدنا عبد الرحمن بن ابی اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (تشہد کے دوران) شہادت والی انگلی کے ساتھ اشارہ فرماتے تھے۔

تخریج: الصحيحه ۳۱۸۱۔ احمد (۳/ ۳۰۷) بخاری فی التاريخ (۳/ ۲۹۶)

فوائد: پہلے اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے کہ مکمل تشہد وہ درمیانہ ہو یا آخری کے دوران شہادت والی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا جائے گا۔

باب من صلاة المسافر

۶۹۱۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ يُصَلِّي بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ. يَعْنِي. الْفَرَاِضَ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَفُرِضَتْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ أَرْبَعًا وَثَلَاثًا، صَلَّى وَتَرَكَ الرَّكْعَتَيْنِ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بِمَكَّةَ تَمَامًا لِلْمَسَافِرِ)) [الصحيحه: ۲۸۱۵]

تخریج: الصحيحه ۲۸۱۵۔ الطيالسی (۱۵۳۵) ابن عدی (۸۰۸/۲) احمد (۲/۶۴۲)

مسافر کی نماز کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں دو دو رکعت فرض نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو چار اور تین رکعتی نمازیں فرض ہو گئیں آپ ﷺ نے (اس نئے حکم پر) عمل کیا اور مکہ میں پڑھی جانے والی دو دو رکعتوں کو مسافر کے لئے مکمل نماز قرار دیا۔

باب: منع المرأة ان تمر بين يدي

المصلي بالاشارة اليها

۶۹۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، وَأَبِي بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيِّ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ ذَاتَ يَوْمٍ، فَمَرَّتْ امْرَأَةٌ بِالْطُّحَاءِ، فَأَشَارَ إِلَيْهَا أَنْ تَأْخُذَ، فَرَجَعَتْ حَتَّى صَلَّى، ثُمَّ مَرَّتْ)) [الصحيحه: ۳۰۴۲]

تخریج: الصحيحه ۳۰۴۲۔ احمد (۲۱۶/۵) طبرانی فی الکبیر (۲۲/۲۹۳) دولابی فی الکنی (۱۸/۱)

باب: نمازی کے سامنے سے گزرنے والی عورت کو

اشارے سے منع کرنا

سیدنا عبد اللہ بن زید اور سیدنا ابو بشیر انصاری ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کو ایک دن وادی بطحا میں نماز پڑھا رہے تھے ایک عورت نے سامنے سے گزرنے چاہا آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ ٹھہر جا، وہ پیچھے ہٹ گئی یہاں تک آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی پھر وہ سامنے سے گزر گئی۔

فوائد: نماز میں ایسا اشارہ کرنا جس سے کوئی بات سمجھنا مطلوب ہو جائز ہے جیسے آپ ﷺ نے اشارے سے سلام کا جواب دیا اور دوسری اگلی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے نماز میں ہی صحابہ کی طرف اشارہ کیا کہ وہ سیدنا حسن اور سیدنا حسین کو چھوڑ دیں۔ اس قسم کی اور مثالیں بھی موجود ہیں۔

تفسير الآية فليدع ناديه.....

۶۹۳۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْمَقَامِ، فَسَرَّهٖ أَبُو جَهْلٍ ابْنُ هِشَامٍ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَلَمْ أَنْتَ عَنْ هَذَا؟! وَتَوَعَّدَهُ، فَأَغْلَظَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَانْتَهَرَهُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ بَأَيِّ شَيْءٍ تُهْدِدُنِي؟ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأُكْثِرُ هَذَا الْوَادِي نَادِيًا، فَانْزَلَ اللَّهُ: ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ﴾. سَنَدُهُ

وہ اپنی مجلس والوں کو بلائے..... ان آیات کی تفسیر سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھ رہے تھے آپ ﷺ کے پاس سے ابو جہل بن ہشام گزرا اور کہا: او محمد! میں نے تجھے یہاں نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا تھا؟ اس نے آپ ﷺ سے سخت دھکی آمیز باتیں کیں۔ آپ ﷺ نے اسے کڑا جواب دیا اور خوب جھڑکا۔ اس نے کہا: او محمد! تو کس چیز سے مجھے ڈراتا ہے؟ آگاہ ہو جا اللہ کی

الرَّبَانِيَّةَ [العلق ۱۸: ۱۷] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ
دَعَا نَادِيَهُ، أَخَذَتْهُ رَبَّانِيَّةُ الْعَذَابِ مِنْ سَاعَتِهِ))
[الصحيحه: ۲۷۵]

قسم! اس وادی میں سب سے زیادہ میرے حمایتی اور مجلس والے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: ﴿یہ اپنی مجلس والوں کو بلا
لے۔ ہم بھی (دوزخ کے) پیادوں کو بلا لیں گے﴾ (سورہ
علق: ۱۷، ۱۸) سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں: اگر وہ اپنے حمایتیوں کو
بلا تا تو اسی وقت عذاب کے فرشتے اسے پکڑ لیتے۔

تخریج: الصحيحه ۲۷۵۔ ترمذی (۳۳۹) ابن جریر فی التفسیر (۱۶۳/۳۰) نسائی فی الکبریٰ (۱۱۶۸۳) بخاری
(۳۹۵۸) مختصراً

باب: نماز میں قابل فہم و بامقصد اشارے کا جواز

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز
پڑھتے، جب سجدہ کرتے تو حسن اور حسین اچھل کر آپ کی پیٹھ پر
چڑھ جاتے۔ جب صحابہ ارادہ کرتے کہ انھیں روکیں تو آپ
ﷺ اشارہ کرتے کہ ان کو (اپنے حال پر) چھوڑ دو۔ جب نماز
پوری کرتے تو انھیں اپنی گود میں بٹھا لیتے اور فرماتے: ”جو مجھ
سے محبت کرتا ہے وہ ان دونوں سے محبت کرے۔“

باب: جواز الاشارة المفهومة فى الصلاة

۶۹۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: ((كَانَ
ﷺ يُصَلِّي فَإِذَا سَجَدَ، وَكَبَّ الْحُسَيْنُ
وَالْحُسَيْنَ عَلَى ظَهْرِهِ فَإِذَا أَرَادُوا أَنْ
يَمْنَعُوهُمَا، أَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ دَعُوهُمَا فَلَمَّا
قَضَى الصَّلَاةَ وَضَعَهُمَا فِي حَجْرِهِ، وَقَالَ: مَنْ
أَحَبَّنِي، فَلْيُحِبِّ هَذَيْنِ)). [الصحيحه: ۳۱۲]

تخریج: الصحيحه ۳۱۲۔ ابویعلیٰ (۵۳۶۸، ۵۰۱۷) البزار (الکشف: ۲۶۴۳) (البحر: ۱۸۳۳) نسائی فی الکبریٰ (۸۱۷۰)

فوائد: اگر سجدے کے دوران کوئی بچہ نمازی کی کمر پر سوار ہو جاتا ہے تو وہ سجدے کو طویل کر سکتا ہے۔ نیز نماز میں اشارہ کرنا درست
ہے جیسا کہ گزشتہ سے پیوستہ حدیث میں گزر چکا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ سے محبت کا یہ تقاضا ہے کہ حسن و
حسینؓ سے بھی محبت کی جائے۔

باب: نماز میں بامقصد فعل

کا جواز

سیدہ عائشہؓ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر نفلی نماز
پڑھ رہے تھے قبلہ کی سمت میں (یعنی آپ ﷺ کے سامنے)
دروازہ تھا جو بند تھا۔ جب میں نے دروازہ کھولنے کی
فرمائش کی تو آپ ﷺ اپنی دائیں یا بائیں جانب سے (سامنے کو)
چلے دروازہ کھولا اور اپنی جگہ پر واپس آ گئے۔

باب: جواز العمل اليسير الهادف فى

الصلاة

۶۹۵۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ يُصَلِّي قَائِمًا
[تَطَوُّعًا، وَالْبَابُ فِي الْقِبْلَةِ] مُعَلَّقٌ
عَلَيْهِ) فَاسْتَفْتَحْتُ الْبَابَ، فَمَشَى عَلَى يَمِينِهِ
أَوْ شِمَالِهِ، فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَكَانِهِ)).
[الصحيحه: ۲۷۱۶]

تخریج: الصحيحه ۲۷۱۶۔ نسائی (۱۲۰۷) ابن حبان (۲۳۵۵) بیہقی (۲۱۵/۲) احمد (۱۸۳/۶) ابوداؤد (۹۲۲)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے نماز میں بچھو اور سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد ترمذی) صحابہ کرام کو تعلیم دینے کی خاطر منبر پر نماز پڑھائی اور سجدے کرنے کے لئے نیچے اتر آئے اور پھر منبر پر چڑھ گئے۔ (بخاری، مسلم) آپ ﷺ نے بائیں طرف کھڑے ہونے والے مقتدی کو گھما کر دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ (بخاری، مسلم) آپ ﷺ نے دائیں اور بائیں دونوں اطراف کھڑے مقتدیوں کو پیچھے کی طرف دھکیل دیا۔ (مسلم) آپ ﷺ کے سامنے ایک صحابی نے سخت گرمی کی وجہ سے کچھ کنکریاں ہاتھ میں پکڑ لیں تاکہ وہ ٹھنڈی رہیں جب بھی وہ سجدہ کرتے تو زمین کی حرارت سے بچنے کے لئے ان کو زمین پر بچھا دیتے۔ (ابوداؤد) ان احادیث اور اس موضوع سے متعلق دوسری احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے دوران ضرورت کے خفیف سے کام لے جاسکتے ہیں۔

المواظبة على أربع ركعات قبل الظهر و ركعتين قبل الفجر
آپ ﷺ کا ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعات اور فجر سے پہلے دو رکعات پر ہمیشگی کرنے کا بیان

قابوس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے باپ نے ایک عورت کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان سے سوال کرے کہ کس نماز پر ہمیشگی کرنا رسول اللہ ﷺ کو پسند تھا؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے ان میں لمبا قیام کرتے اور اچھے انداز میں رکوع و سجود کیا کرتے تھے اور صحت مند ہوتے یا مریض یا سفر پر ہوتے یا حضر میں (کسی صورت میں بھی) فجر کی دو سنتیں ترک نہیں کرتے تھے۔

۶۹۶۔ عَنْ قَابُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أُرْسِلَ أَبِي امْرَأَةً إِلَى عَائِشَةَ يَسْأَلُهَا: أَيُّ الصَّلَاةِ كَانَتْ أَحَبَّ إِلَي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُوَاطِبَ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: ((كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا يُطِيلُ فِيهِنَّ الْقِيَامَ وَيُحَسِّنُ فِيهِنَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، فَأَمَّا مَا لَمْ يَكُنْ يَدْعُ صَاحِبًا وَلَا مَرِيضًا وَلَا غَائِبًا وَلَا شَاهِدًا فَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ)). [الصحيحة: ۲۷۰۵]

تخریج: الصحيحة ۲۰۵۔ احمد (۲/۴۳) طبرانی فی الاوسط (۷۴۵۳) خطیب فی التاريخ (۱/۲۸۳، ۲۸۵) ابن ماجہ (۱۱۵۲) مختصراً

ظہر سے پہلے چار رکعات پر ہمیشگی کرنے

کا سبب

سیدنا عبد اللہ بن سائب ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ زوال کے بعد اور ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور فرماتے: ”اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میں نیک عمل آگے بھیجوں۔“

ومن السبب المواظبة على أربع ركعات قبل

الظهر

۶۹۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَائِبٍ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ أَرْبَعًا وَيَقُولُ: إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تَفْتَحُ [فِيهَا] فَأُحِبُّ أَنْ أَقْدِمَ فِيهَا عَمَلًا صَالِحًا)).

[الصحيحة: ۳۴۰۴]

تخریج: الصحیحة ۳۴۰۳۔ احمد (۳/ ۴۱۱) ترمذی (۴۷۸) 'وفی الشمال (۲۸۹) نسائی فی الکبری (۳۴۱) ۶۹۸۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ)). [الصحیحة: ۲۱۳۲] کے مابین (نفل) نماز پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۳۲۔ ابن نصر فی قیام اللیل (ص: ۳۲) بیہقی (۲۰/ ۳)

فوائد: مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت نفل نماز ادا کرنا سنن مؤکدہ میں سے ہے اور مغرب و عشاء کے مابین چھ اور تیس رکعات نماز پڑھنے والی احادیث ضعیف ہیں، لیکن اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عام دوسرے اوقات کی طرح مغرب اور عشاء کے درمیان وقت میں نفل نماز ادا کرنا درست ہے۔

عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے کا بیان

مقدام بن شریح اپنے باپ سے راوی ہیں اور وہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نماز ظہر اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے، پھر نماز عصر اور اس کے بعد دو رکعتیں ادا کرتے۔ میں نے کہا: سیدنا عمرؓ تو ان (عصر کے بعد والی) دو رکعتوں کی وجہ سے سزا دیتے تھے اور ان سے منع کرتے تھے؟ سیدہ نے کہا: عمر خود بھی یہ نماز پڑھتے تھے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ نماز پڑھی۔ دراصل بات یہ ہے کہ تیری قوم کے یمنی لوگ بیوقوف قسم کے ہیں۔ یہ لوگ ظہر اور عصر کے درمیان وقفے میں نماز پڑھتے ہیں اور پھر عصر کی نماز کی ادائیگی کے بعد عصر اور مغرب کے مابین بھی نماز پڑھتے ہیں اس وجہ سے عمر نے ان کو سزا دی اور اچھا کیا۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۸۸۔ اسحاق فی مسندہ (۱۰۳۱) السراج فی مسندہ (۱۵۳۰)

فوائد: نماز عصر کی بعد جب تک سورج بلند اور صاف رہے، نفل نماز ادا کرنا درست ہے، لیکن سیدنا عمرؓ نے دیکھا کہ لوگ اس رخصت سے فائدہ اٹھا کر یا لاپرواہی کر کے غروب آفتاب سے پہلے کردہ وقت میں بھی نماز پڑھتے رہتے ہیں اس لئے انھوں نے ان کو سزا دی۔

سیدنا حسن اور حسین کے ساتھ محبت کا وجوب

سیدنا عبد اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے اور

الرکعتان بعد العصر

۶۹۹۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شَرِيحٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي؟ فَقَالَتْ: ((كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ)) قُلْتُ: فَقَدْ سَكَأَ عُمَرُ يَضْرِبُ عَلَيْهِمَا، وَيَنْهَى عَنْهُمَا؟! فَقَالَتْ: كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔ يُصَلِّيهِمَا وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيهِمَا، وَلَكِنْ قَوْمُكَ أَهْلُ الْيَمَنِ قَوْمٌ طَغَامٌ، يُصَلُّونَ الظُّهْرَ ثُمَّ يُصَلُّونَ مَا بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَيُصَلُّونَ الْعَصْرَ، ثُمَّ يُصَلُّونَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ، فَضَرَبَهُمْ عُمَرُ، وَقَدْ أَحْسَنَ۔ [الصحیحة: ۳۴۸۸]

وجوب المحبة بالحسن والحسين

۷۰۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ يُصَلِّي وَالْحَسَنُ

حسن وحسین کھیلے اور آپ کی پیٹھ پر بیٹھ جاتے۔ صحابہ نے انھیں دور کرنے کی کوشش کی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”ان کو چھوڑ دو۔ میرے ماں باپ تم لوگوں پر قربان ہوں۔ جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ ان سے بھی محبت کرے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۰۰۲۔ ابو نعیم فی الحلیة (۸/ ۳۰۵) ابن ابی شیبہ (۱۲/ ۹۵) ابن خزيمة (۸۸۷) وقد تقدم برقم (۲۹۳)

النهی عن المبادرة الإمام

۷۰۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ ﷺ يُعَلِّمُنَا يَقُولُ: ((لَا تَبَادِرُوا الْإِمَامَ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَالَ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا: آمِينَ فَإِنَّهُ إِذَا وَافَقَ كَلَامَهُ كَلَامَ الْمَلَائِكَةِ عُفِّرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَقُولُوا: (اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)، وَلَا تَرْفَعُوا قَبْلَهُ [وَإِذَا سَجَدْنَا فَاسْجُدُوا]) (الصحیحة: ۳۴۷۶)

امام سے آگے بڑھنے کی ممانعت کا بیان
سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز کی تعلیم دی اور فرمایا: ”رکوع و سجود کرنے میں امام سے پہل نہ کرو“ جب وہ ”اللہ اکبر“ کہے تو تب تم ”اللہ اکبر“ کہو جب وہ ”وَلَا الضَّالِّينَ“ کہے تو تم ”آمین“ کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جب امام رکوع کرے تو تب تم رکوع کرو جب وہ ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ کہے تو تم ”اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ کہو اور اس سے پہلے سرت اٹھاؤ اور (اسی طرح) جب وہ سجدہ کرے تو تب تم سجدہ کرو۔“

تخریج: الصحیحة ۳۴۷۶۔ مسلم (۱۵/ ۳۱۵) ابو عوانة (۲/ ۱۲۱) احمد (۲/ ۳۴۰) بیہقی (۲/ ۹۲) بخاری (۸۲/ ۷۸۲) ۳۴۷۵

فوائد: امام کا مقتدیوں پر اولین اور بنیادی حق یہ ہے کہ وہ نماز کے ارکان کی ادائیگی میں اس کی پیروی کریں، بعض مقتدیوں نے جھکنے اور اٹھنے کے لئے اپنی عادت بنائی ہوتی ہے اس بنا پر معمولی طوالت کے ساتھ نماز پڑھانے والے امام سے وہ آگے بڑھ جاتے ہیں اس سلسلے میں اصل تصور و انتہائی مختصر نماز پڑھانے والے امام ہیں انھیں چاہئے کہ وہ لوگوں کے خیر خواہ بن کر نمازوں کے سلسلے میں ان کی تربیت کریں اور نماز میں طویل و خفیف دونوں انداز اختیار کر کے مقتدیوں کو اپنی اقتدا کا پابند بنائیں نہ کہ عرصہ دراز سے جاری رہنے والی عادت کا اور انھیں درج ذیل حدیث کا مصداق کرنے سے بچائیں: سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اما یحشی الذی یرفع راسه قبل الامام ان یحول الله راسه راس حمارة) [بخاری] مسلم یعنی جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کیا اسے اس بات کا ڈر نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے۔ اس حدیث سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ مقتدی کو ”سمع الله لمن حمده“ نہیں کہنا چاہئے کیونکہ یہاں مقتدی کو یہ کلمہ کہنے سے منع نہیں کیا گیا بلکہ اس کے لئے ”ربنا ولك الحمد“ کہنے کے وقت کا تعین کیا گیا ہے۔ درج ذیل دلائل کی بنا پر ہر کسی کو ”سمع الله حمده“ کہنا چاہئے: نبی کریم ﷺ نے خود ”سمع الله لمن حمده“ کہا اور فرمایا: (صلوا کما رایتُمونی اصلی)۔ [بخاری] یعنی تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ ”سمع الله لمن حمده“ نماز کی ترتیب میں شامل ہے اور بعض حالات میں اس کے نہ پڑھنے پر دلالت کرنے والی کوئی

واضح دلیل نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (لا تتم صلاة لاحد من الناس حتى يكبر ثم يركع ثم يقول سمع الله لمن حمده حتى يستوى قائما۔) [البوداؤد حاکم] یعنی: کسی آدمی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ تکبیر نہ کہے رکوع نہ کرے اور پھر ”سمع الله لمن حمده“ نہ کہے یہ حدیث واضح نص ہے کہ ”سمع الله لمن حمده“ کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی، لہذا اس کلمہ سے مقتدیوں کو روکنے کے لئے واضح دلیل کی ضرورت ہے۔ یہی معاملہ ”ولا الضالین“ اور ”آمین“ کا ہے کہ سورۃ فاتحہ کی فرضیت دوسری نصوص سے ثابت ہو چکی ہے اس سے روکنے کے لئے واضح نص کی ضرورت ہے۔

فجر کی دو رکعات میں قرأت کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فجر کی دو اور مغرب کے بعد والی دو سنتوں میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

القرأة فی رکعتی الفجر

۷۰۲۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، [وَالرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ] ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾)) [الصحيحه: ۳۳۲۸]

تخریج: الصحيحه ۳۳۲۸۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳۵۶۳) نسائی (۹۹۳) ترمذی (۳۱۷) ابن ماجہ (۱۱۳۹)

فوائد: اکثر لوگوں کی یہ عادت بن چکی ہے کہ فرض و نفل نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ اخلاص بے اختیار زبان پر آئے گی، ذہن نشین کر لیں کہ آدمی جب تک احادیث کے مطابق نماز میں مختلف سورتوں کی تلاوت یا اذکار کی پابندی نہیں کرتا، اس وقت تک وہ سرے سے خشوع و خضوع سے محروم رہے گا، یا کم از کم مقصود شریعت پورا نہیں کر سکے گا۔ ہمیں چاہئے کہ آپ ﷺ نے جن مختصر سورتوں کو تعین کے ساتھ بعض رکعتوں میں پڑھا، ہم بھی ایسے ہی کریں اور نماز میں تلاوت میں تنوع پیدا کریں، یعنی فاتحہ شریف کی تلاوت کے بعد ایک دو لمحوں میں فیصلہ کریں کہ اس رکعت میں فلاں سورت تلاوت کریں گے، یا ابتداء نماز سے پہلے ہی تعین کر لیں، ان شاء اللہ مثبت نتیجہ سامنے آئے گا۔

باب: ظہر اور عصر کی قرأت کا بیان

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر کی نمازوں میں سورۃ اعلیٰ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور سورۃ غاشیہ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ کی تلاوت کرتے تھے۔

باب: القراءة فی الظهر والعصر

۷۰۳۔ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ: ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾)) [الصحيحه: ۱۱۶۰]

[الصحيحه: ۱۱۶۰]

تخریج: الصحيحه ۱۱۶۰۔ البزار (الکشف: ۳۸۲) نسائی (۹۷۳) من طریق آخر عنہ رضی اللہ عنہما ذکر العصر

فوائد: اگر ظہر و عصر کی نمازوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اعلیٰ اور سورۃ غاشیہ کی تلاوت کی جائے تو نماز کو خفیف ہی کہا جائے گا نہ کہ طویل۔

باب: فرض نماز کے بعد کے اذکار

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب و راد بیان کرتے ہیں کہ مجھے

باب: من الاذکار بعد الفريضة

۷۰۴۔ عَنْ وَرَادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ:

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک خط لکھوایا، اس میں یہ بات بھی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرضی نماز سے سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے: ”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی شان والے کو اس کی شان تجھ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔“

أَمَلَى عَلَى الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ فِي كِتَابِ إِلَى مُعَاوِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ [حِينَ يُسَلِّمُ] لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجُدُّ)). [الصحيحة: ۱۹۶]

تخریج: الصحيحۃ ۱۹۶۔ بخاری (۸۴۳) مسلم (۵۹۳) ابوداود (۱۵۰۵) نسائی (۱۳۴۲) احمد (۲۳۵/۳) (۲۳۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنی چٹائی پر نماز پڑھتے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی آپ کی سجدہ گاہ کے برابر لیٹی ہوتی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو آپ کے کپڑے کا کنارہ مجھے لگتا اور میں حائضہ ہوتی۔

۷۰۵۔ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: ((كَانَ يَقُومُ فَيُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ [عَلَى خُمُرَتِهِ] قَالَتْ مَيْمُونَةُ. رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.) وَأَنَا نَائِمَةٌ إِلَى جَنْبِهِ، مُفْتَرِشَةً بَحْدَاءِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي [طَرَفٌ] ثَوْبِهِ وَأَنَا حَائِضٌ)). [الصحيحة: ۳۲۴۳]

تخریج: الصحيحۃ ۳۲۴۳۔ احمد (۲۳۰/۲) بخاری (۵۱۷/۵۱۸) مسلم (۵۱۳) ابوداود (۶۵۶) ابن ماجہ (۹۵۸)

باب: خصائص نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

باب: من خصوصياته صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں سو جاتے، سانس لینے کی آواز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند کا پتہ چل جاتا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے اور اپنی نماز کو جاری رکھتے۔

۷۰۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ((كَانَ يَنَامُ وَهُوَ سَاجِدًا، فَمَا يَعْرِفُ نَوْمَهُ إِلَّا بِنَفْخِهِ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَمْضِي فِي صَلَاتِهِ)). [الصحيحة: ۲۹۲۵]

تخریج: الصحيحۃ ۲۹۲۵۔ ابن ابی شیبہ (۱۳۳/۱) بغوی (۱۲۳) طبرانی فی (۹۹۹۵)

فوائد: چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاصہ تھا کہ ان کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل بیدار رہتا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا، اس لئے ایسی نیند سے نماز میں بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت وتر پڑھا کرتے تھے

كان النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يوتر بركعة

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت وتر پڑھتے اور دو رکعتوں کے بعد آخری رکعت کی ادائیگی

۷۰۷۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ، وَكَانَ يَتَكَلَّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ

سے پہلے باتیں کرتے تھے۔

[الصحيحة: ۲۹۶۲]

تخریج: الصحيحة ۲۹۹۲۔ ابن ابی شیبہ (۲/ ۲۹۱) مسلم (۱۳۲/ ۴۳۹) وابن حبان (۲۳۳۱) من طریق آخر بنحوہ
فوائد: تین رکعت نماز وتر ادا کرنے کے دو طریقے ہیں: (۱) لگا تار تین رکعتیں ادا کرنا (۲) دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دینا اور پھر ایک رکعت ادا کر کے سلام پھیرنا۔ اس حدیث میں دوسری صورت کو بیان کیا گیا ہے جیسا کہ امام البانی نے کہا: یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کی قوی شاہد ہے کہ وہ نماز وتر کی دو اور ایک رکعت کے مابین سلام پھیر کر اپنی کسی ضرورت کا حکم دیتے تھے۔

كان النبي ﷺ لا يسبح في

السفر قبلها ولا بعدها

۷۰۸۔ عن ابن عمر، قال: ((كَانَ ﷺ لَا يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا)).

[الصحيحة: ۲۸۱۶]

تخریج: الصحيحة ۲۸۱۲۔ السراج فی مسنده (۱۳۰۲) احمد (۲/ ۳۲۱۸) ابن خزيمة (۱۲۵۵) ابن حبان (۴۵۳)
فوائد: علماء ومحدثین کا اتفاق ہے کہ سفر میں عام نوافل پڑھنا مستحب ہیں رہا مسئلہ فرضی نمازوں سے پہلے اور بعد والی سنتوں کا تو آپ ﷺ نماز فجر سے پہلے والی دو سنتیں تو پڑھا کرتے تھے اس لئے یہ استدلال کرنا بجا طور پر درست ہوگا کہ سفر میں یہ سنتیں ادا کرنا بھی درست ہے۔

کپڑے سے منی کے کھرچنے کا بیان

حت المنی من الثوب

۷۰۹۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا: ((كَانَتْ تَحْتُ الْمُنَى مِنْ ثَوْبِهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي)).

[الصحيحة: ۳۱۷۲]

تخریج: الصحيحة ۳۱۷۲۔ ابن خزيمة (۲۹۰) مسلم (۲۸۸) من طریق آخر بنحوہ
فوائد: مادہ منویہ کو صاف کرنے کے دو طریقے ہیں: (۱) دھونا [بخاری، مسلم] (۲) منی کو کھرچ دینا [مسلم]

سرخ لباس پہننے کا جواز

جواز فرو احمر

ابو محمد راشد حمانی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ پر چڑے کا سرخ لباس پوتین دیکھا اور انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہماری چادریں اسی قسم کی ہوتی تھیں ہم انھیں زیب تن کرتے تھے اور ان میں نماز بھی پڑھتے تھے۔

۷۱۰۔ عَنْ رَاشِدِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْجَمَانِيِّ قَالَ:

رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَلَيْهِ قَرَوُ أَحْمَرُ فَقَالَ:

((كَانَتْ لِحَفْنًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

نَلْبَسُهَا وَنُصَلِّي فِيهَا)). [الصحيحة: ۲۷۹۱]

تخریج: الصحيحة ۲۷۹۱۔ طبرانی فی الاوسط (۵۶۳)

باب: واجب متروک و مجهول

۷۱۱۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُمْ: ((كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ، فَإِذَا رَكَعَ رُكُوعًا، وَإِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) لَمْ يَزَالُوا قِيَامًا حَتَّى يَرَوْهُ قَدْ وَضَعَ وَجْهَهُ (وَفِي لَفْظٍ: جَبْهَتِهِ) فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يَتَّبِعُونَهُ)).

[الصحيحة: ۲۶۱۶]

باب: ایک چھوڑا اور بھولا ہوا ضروری (واجب) عمل
سیدنا براء بن عازب ؓ کہتے ہیں کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے، جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو تب وہ رکوع کرتے، جب آپ ﷺ ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ کہتے: تو صحابہ (رکوع سے اٹھ کر) کھڑے رہتے اور جب دیکھتے کہ آپ ﷺ نے اپنا چہرہ یا پیشانی (سجدے کے لئے) زمین پر رکھ دی ہے تو پھر آپ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے (سجدے کے لئے جھکتے)۔

تخریج: الصحيحة ۳۶۱۶۔ مسلم (۱۹۹/۳۷۳) ابو داود (۲۶۲۰) ابو عوانہ (۱۷۹/۲) بخاری (۶۹۰/۷۳۷) مختصرًا
فوائد: یہ متابعت امام کے مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے۔ یہ حدیث متابعت کا معیار اور کسوٹی ہے کہ جب امام دوسری حالت میں منتقل ہو چکے تو تب مقتدی اس کی پیروی میں منتقل ہونا شروع ہوں۔

الفرع إلى الصلاة عند المصيبة

۷۱۲۔ عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((كَانُوا إِذَا فَرَعُوا فَرَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ، يُعْنَى: الْأَنْبِيَاءُ)).

[الصحيحة: ۳۴۶۶]

مصیبت کے وقت نماز کا سہارا لینے کا بیان
سیدنا صہیب ؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب وہ لوگ (یعنی انبیائے کرام) گھبرا جاتے تو نماز کا سہارا لیتے تھے۔“

تخریج: الصحيحة ۳۴۶۶۔ ابوبکر الاسماعیلی فی المجموع (۱/۳۳۸) احمد (۱۶/۱۶) مطولاً وقد تقدم (۶۶۱/۶۷۱)
فوائد: اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہر قسم کے ونیوی اور اخروی غموں کا علاج ہے اور نماز ذکر الہی کی سب سے بڑی صورت ہے، لہذا غم والم اور پریشانی و پشیمانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی و انکساری کا اظہار نماز کی صورت میں کیا جائے۔

استحباب التهجير بالظهر في السفر

۷۱۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقُلْنَا: زَالَتِ الشَّمْسُ، أَوَلَمْ تَزَلْ، صَلَّى الظُّهْرُ ثُمَّ ارْتَحَلْ)).

[الصحيحة: ۲۷۸۰]

سفر میں ظہر کی نماز جلدی پڑھنے کا بیان
سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: جب ہم سفر میں ہوتے تو نبی کریم ﷺ (اتنی جلدی) نماز ظہر پڑھ کر کوچ کرتے کہ ہم کہتے کہ ابھی سورج ڈھلا بھی ہے یا نہیں۔

تخریج: الصحيحة احمد (۳/۱۱۳) ابو داود (۱۲۰۳) ابن حبان فی المجروحین (۳/۳۲)
فوائد: معلوم ہوا کہ اگر سفر کے آغاز سے پہلے کسی نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو زحمت سفر باندھنے سے پہلے نماز پڑھی جائے۔

ستونوں کے درمیان صف بنانے کی ممانعت کا بیان

النهي عن الصف بين السواري

۷۱۴۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((كُنَّا نُنْهَى أَنْ نَصِفَ بَيْنَ السَّوَارِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَنُظَرَدُ عَنْهَا طَرْدًا)).

معاویہ بن قرہ اپنے باپ سیدنا قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ستونوں کے درمیان صفیں بنانے سے منع کیا جاتا تھا اور وہاں سے ہٹایا جاتا تھا۔

[الصحيحة: ۳۳۵]

تخریج: الصحيحة ۳۳۵۔ ابن ماجہ (۱۰۰۲) ابن خزيمة (۱۵۶۷) ابن حبان (۲۲۱۹) حاکم (۲۱۸/۱)

فوائد: نماز میں صف بندی کے حوالے سے وضاحت ہو چکی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے نماز باجماعت میں مضبوطی کے ساتھ مل کر کھڑے ہونے کا حکم دیا ہے اور اس حکم پر عمل اس صورت میں ممکن ہے جب صف کے بیچ میں ستون جیسی کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

۲۳، ۲۷ رمضان میں لیلة القدر کو تلاش

طلب ليلة القدر بثلاث و عشرين

کرنے کا بیان

أو سبع و عشرين

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے شب قدر کے بارے میں سوال کیا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس کی علامتیں بتائی گئی تھیں، لیکن پھر چھین لی گئیں۔ تم اسے (اختتام رمضان سے) سات یا تین دن پہلے (یعنی ۲۳ یا ۲۷ رمضان کو) تلاش کرو۔“

۷۱۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ؟ فَقَالَ: ((كُنْتُ أَعْلِمُهَا ثُمَّ أَفَلَسْتُ مِنِّي، فَأَطْلُبُهَا فِي سَبْعِ يَمِينٍ، أَوْ ثَلَاثٍ يَمِينٍ)). [الصحيحة: ۱۱۱۲]

تخریج: الصحيحة ۱۱۱۲۔ البزار (الکشف: ۱۰۲۸) (والبحر: ۱۷۳۹)

فوائد: مختلف احادیث مبارکہ کی روشنی میں آخری اور حتیٰ فیصلہ یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کیا جائے۔

باب: عورت کی مسجد کے بجائے گھر میں نماز کی فضیلت

باب: فضل صلاة المرأة في دارها

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت کا (اپنی مخصوص) اقامت گاہ میں نماز پڑھنا (عام) کمرے میں پڑھنے سے بہتر ہے اور عام کمرے میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے بہتر ہے۔“

۷۱۶۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا: لَأَنْ تُصَلِّيَ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِهَا خَيْرٌ لَهَا مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ فِي حُجْرَتِهَا، وَلَأَنْ تُصَلِّيَ فِي حُجْرَتِهَا خَيْرٌ لَهَا مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الدَّارِ، وَلَأَنْ تُصَلِّيَ فِي الدَّارِ خَيْرٌ لَهَا مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ)). [الصحيحة: ۲۱۴۲]

تخریج: الصحيحة ۲۱۴۲۔ بخاری فی التاریخ (۸/۲۶۵) بیہقی (۱۱۳۲/۳) وفی الشعب (۷۸۲۰)

فوائد: یعنی عورت کا انتہائی نفعی مقام میں نماز پڑھنا افضل ہے اگرچہ مسجد میں جانے کی رخصت ہے۔

کراہیۃ مس الحص فی الصلاة

۷۱۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَأَنْ يُمْسِكَ أَحَدُكُمْ يَدُهُ عَنِ الْحَصَى [فِي الصَّلَاةِ] خَيْرٌ لَهُ مِنْ مِئَةِ نَاقَةٍ، كُلِّهَا سُودُ الْحَدَقِ، فَإِنْ غَلَبَ أَحَدُكُمْ الشَّيْطَانُ فَلْيُمْسَحْ مَسْحَةً وَاحِدَةً)).

[الصحيحة: ۳۰۶۲]

نماز میں کنکریوں کو ہاتھ لگانے کی کراہت کا بیان

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی کا نماز میں ہاتھ کو کنکریوں سے روک رکھنا (کہ کنکریوں سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں) سیاہ آنکھ والی سو اونٹنیوں سے بہتر ہے اگر شیطان غالب آئی جائے تو ایک دفعہ (ہاتھ پھیر کر) صاف کر لے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۰۶۲۔ احمد (۳/ ۳۲۸، ۳۸۳) عبد بن حمید (۱۱۳۳) طحاوی فی المشکل (۲/ ۱۸۴)

فوائد: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ (سورہ بقرہ: ۲۳۸) یعنی: ”نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے پادب کھڑے رہا کرو۔“ عاجزی و انکساری اور خشوع و خضوع کا تعلق نماز کی دل و دماغ اور ظاہری جسم دونوں سے ہے نماز میں جسم پر بھی خوف و خشیت کے آثار نمایاں ہونے چاہئیں اور فضول حرکات و سکنات سے پرہیز کرنا چاہئے۔

استحباب الفجر فی الغسل

۷۱۸۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((لَقَدْ رَأَيْتُنَا نَصَلِّيَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ فِي مُرُوتِنَا، وَنُصْرِفُ وَمَا يَعْرِفُ بَعْضُنَا وَجُوهَ بَعْضٍ)).

[الصحيحة: ۳۳۲۲]

فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنے کا استحباب

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتی تھیں، ہم نے اپنی اوڑھنیاں لیٹی ہوئی تھیں جب ہم نماز سے فارغ ہو کر واپس جاتیں تو (اندھیرے کی وجہ سے) کوئی کسی کے چہرے کو پہچان نہیں سکتی تھی۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۲۲۔ ابویعلیٰ (۱/ ۲۱۳) کذا قال الشيخ الالبانی رحمہ اللہ ولم اجده فی المطبوع واللہ اعلم! بخاری (۸۶۷) مسلم (۲/ ۲۳۵) ابوداؤد (۴۲۳) ترمذی (۱۵۳) نسائی (۵۳۶) من طریق عمرة بهذا الاسناد

فوائد: نماز فجر کا وقت بالاتفاق طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک جاری رہتا ہے، لیکن اس نماز کو اول وقت یعنی اندھیرے میں ادا کرنا افضل ہے سیدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں: والصبح کان النبی ﷺ یصلیہا بغسل۔ [بخاری، مسلم] یعنی: نبی کریم ﷺ صبح کی نماز اندھیرے میں ہی پڑھ لیتے تھے۔ جبکہ سیدنا ابوسعود انصاری ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ نے فجر کی نماز ایک دفعہ اندھیرے میں پڑھی اور دوسری دفعہ اسے خوب روشن کر کے پڑھا، پھر وفات تک آپ کی نماز (فجر) اندھیرے میں ہی رہی، آپ ﷺ نے دوبارہ کبھی اسے روشن کر کے نہیں پڑھا۔ [بخاری، مسلم] یہ آپ ﷺ کی زندگی کا عمل رہا کہ وہ نماز فجر اندھیرے میں ہی ادا کرتے تھے، لیکن سیدنا رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اصبحوا بالصبح فانہ اعظم لاجور کم)۔ [ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ] یعنی: نماز فجر صبح کے خوب واضح ہو جانے پر پڑھا کر دے تمہارے اجر میں اضافے کا موجب ہوگی۔ مذکورہ بالا دو احادیث میں بظاہر تعارض نظر آ رہا ہے کہ ایک طرف تو آپ ﷺ اندھیرے میں نماز پڑھ رہے ہیں اور دوسری طرف روشنی میں پڑھنے کی تلقین کر رہے

ہیں۔ علمائے کرام نے درج ذیل تطبیقات دی ہیں: امام شافعی اور امام احمد نے کہا: سیدنا رافع بن خدیجؓ کی حدیث کا معنی یہ ہے کہ فجر واضح ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہنا چاہئے۔ امام ابن قیم اور امام طحاوی حنفی نے کہا: نماز کا آغاز تاریکی میں ہی کیا جائے اور قرأت اتنی لمبی کی جائے کہ صبح خوب روشن ہو جائے۔ سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ، سیدنا عثمانؓ، سیدنا علیؓ، سیدنا انسؓ، سیدنا ابو ہریرہؓ اور امام احمدؓ امام شافعی اور امام مالک کا یہی مذہب ہے کہ نماز فجر اندھیرے میں ادا کی جائے۔ بہر حال اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ کے دوائی عمل کی روشنی میں سمجھا جائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

صلاة الصل في المسجد الذي يليه
۷۱۹۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((يُصَلِّ الرَّجُلُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يَلِيهِ وَلَا يَتَّبِعُ الْمَسَاجِدَ)). [الصحيحه: ۲۲۰۰]

آدمی کا اس مسجد میں نماز پڑھنا جو اس کے قریب ہو
سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
”آدمی کو چاہئے کہ اپنی قریبی مسجد میں نماز پڑھے اور مساجد کی تلاش میں نہ پھرتا رہے۔“

تخریج: الصحيحه ۲۰۰۔ تمام الرازی فی الفوائد (۱۳۱۶)؛ طبرانی فی الکبیر (۱۳۳۷۳) والاوسط (۵۱۷۲)
فوائد: یہی روح اسلام ہے اور تفرقہ بازی اور نفرتوں کو ختم کرنے والا عنصر ہے، لیکن عصر حاضر میں انتظامیہ مسجد کو بھی چاہئے کہ وہ مسجد کا ماحول ہر قسم کے آدمی کے لیے سازگار رکھیں اور اس کو چند آدمیوں کے لیے مخصوص نہ کر دیں۔

جمعہ چھوڑنے کی مذمت کا بیان

حکم بن مناء کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ اور سیدنا ابو ہریرہؓ نے اسے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منبر کی تختیوں پر فرماتے سنا: ”یا تو لوگ ضرور ضرور جمعہ کی نمازیں ترک کرنے سے باز آ جاؤ، ورنہ پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا“ (جس کے نتیجے میں) وہ ضرور غافل ہو جائیں گے۔“

ذم ورع الجمعة

۷۲۰۔ عَنْ الْحَكَمِ بْنِ مِينَاءٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ، أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادٍ مِنْبَرِهِ: ((لَيْتَنَّهُنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ، أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ)).

[الصحيحه: ۲۹۶۷]

تخریج: الصحيحه ۲۹۶۷۔ مسلم (۸۶۵)؛ طحاوی فی المشکل (۲۳۲/۴) بیہقی (۱۷۱/۳)

فوائد: جمعہ المبارک غلامِ عورت، بچہ، مریض اور مسافر کے علاوہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ سیدنا طارق بن شہابؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة)۔ [ابوداؤد] یعنی: ”نماز جمعہ ہر مسلمان پر باجماعت ادا کرنا حق اور واجب ہے۔“

نمازی کو سلام کہنے کی مشروعیت کا بیان

سیدنا جابرؓ کہتے ہیں: میں اسے پسند نہیں کرتا کہ نماز پڑھنے والے آدمی کو سلام کہوں ہاں اگر مجھے کسی نے سلام کہا تو میں اس کو

مشروعیة الفاء السلام علی المصلی

۷۲۱۔ عَنْ جَابِرٍ مَوْفُوعًا: ((مَا أَحَبُّ أَنْ أُسَلِّمَ عَلَى الرَّجُلِ وَهُوَ يُصَلِّي، وَلَوْ سَلَّمَ عَلَيَّ

جواب ضرور دوں گا۔

[الصحیحة: ۲۲۱۲]

تخریج: الصحیحة ۲۲۱۲۔ طحاوی فی شرح المعانی (۱/ ۲۶۳) ابن ابی شیبہ (۲/ ۷۴) و عبد الرزاق (۳۶۰) مختصراً
فوائد: اسی باب میں وضاحت ہو چکی ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کو سلام کہتے تھے اور آپ ﷺ اشارے سے ان کو جواب دیتے تھے صرف پیشاب کرنے والے آدمی کو سلام نہیں کہنا چاہئے۔

نماز کے اول اور آخری وقت کا بیان

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے نماز فجر کے وقت کے بارے میں پوچھا گیا؟ آپ ﷺ نے (جواباً ایک دن) طلوع فجر کے وقت صبح کی نماز پڑھی اور (دوسرے دن) صبح روشن ہونے کے بعد پڑھی پھر پوچھا: ”فجر کی نماز کے بارے میں دریافت کرنے والا کہاں ہے؟“ (پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نماز کا) وقت ان دو اوقات کے درمیان ہے۔“

اولی وقت الصلاة و آخرها

۷۲۲۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ؟ فَصَلَّى حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، ثُمَّ أَسْفَرَ بَعْدُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ؟ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ هَذَيْنِ وَقْتٌ)).

[الصحیحة: ۱۱۱۵]

تخریج: الصحیحة ۱۱۱۵۔ البزار (الكشف: ۳۸۰) نسائی (۵۳۵) احمد (۳/ ۱۱۳) من طریق آخر عن حمید به

فوائد: بلاشبہ شبہ نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک رہتا ہے لیکن چونکہ آپ ﷺ نے اول وقت کو ترجیح دی اس لئے پہلے وقت میں پڑھنا افضل ہے۔

باب: سفر میں نیند کے باعث نماز فجر چھوڑنے والوں کا

باب: قصة نومهم عن صلاة الفجر

قصہ

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہیں کل پانی نہ ملا تو پیاس غالب آجائے گی۔“ جلد باز لوگ پانی (کی تلاش) کے ارادے سے چل پڑے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹا رہا۔ آپ ﷺ کی سواری ایک طرف جھکنے لگی اور آپ ﷺ کو اونگھ آگئی، میں نے آپ ﷺ کو سہارا دیا، آپ ﷺ سنبھل گئے۔ پھر آپ ﷺ (اونگھ کی وجہ سے) جھکنے لگے، میں نے آپ ﷺ کو سہارا دیا، آپ ﷺ سنبھل گئے۔ پھر آپ ﷺ اس قدر جھکے کہ قریب تھا کہ سواری سے گر پڑیں، میں نے آپ ﷺ کو سہارا دیا، اتنے میں آپ ﷺ بیدار ہو گئے اور پوچھا: ”یہ آدمی کون ہے؟“ میں نے کہا: ابو قتادہ

فی السفر

۷۲۳۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: ((كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ إِنْ لَا تَدْرِكُوا الْمَاءَ غَدًا تَعْطَشُوا، وَأَنْطَلِقَ سُرْعَانُ النَّاسِ يَرِيدُونَ الْمَاءَ، وَلَزِمْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَمَالَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَاحِلَتُهُ، فَتَعَسَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَعَمْتُهُ، فَادَّعَمَ، ثُمَّ مَالَ فَدَعَمْتُهُ، فَادَّعَمَ، ثُمَّ مَالَ حَتَّى كَادَ أَنْ يَنْجِفَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَدَعَمْتُهُ، فَانْتَبَهَ، فَقَالَ: مَنْ الرَّجُلُ؟ قُلْتُ: أَبُو قَتَادَةَ. قَالَ: مَذَكُمُ كَانَ مَسِيرُكَ؟ قُلْتُ: مِنْذُ اللَّيْلِ، قَالَ: حَفِظَكَ اللَّهُ كَمَا

ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کب سے چل رہے ہو؟“ میں نے کہا: رات سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تیری حفاظت کرے جس طرح کہ تو نے اس کے رسول کی حفاظت کی ہے۔“ پھر فرمایا: ”اگر ہم ستائیں (تو بہتر ہوگا)۔“ پھر ایک درخت کی طرف مڑے اور وہیں اتر پڑے اور فرمایا: ”دیکھو کیا کوئی آدمی نظر آ رہا ہے؟“ میں نے کہا: یہ ایک سوار ہے یہ دو سوار آگئے ہیں یہاں تک کہ کل سات افراد جمع ہو گئے۔ ہم نے کہا: ذرا نماز فجر کا خیال رکھنا کہیں سو ہی نہ جائیں۔ (لیکن ہم سب سو گئے اور) سورج کی گرمی نے ہم کو جگایا ہم بیدار ہوئے۔ آپ ﷺ سوار ہو کر چل پڑے ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے تھوڑے ہی چلے تھے کہ اتر پڑے اور پوچھا: ”کیا تمہارے پاس پانی ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں میرے پاس وضو کا برتن ہے اس میں معمولی سا پانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لے آؤ۔“ میں لے آیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”پانی لیجیے پانی لیجیے۔“ سب لوگوں نے وضو کر لیا اور لوٹے میں ایک گھونٹ پانی کا باقی بچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابو قتادہ! اس پانی کو محفوظ کر لو عنقریب اس کی بنا پر عظیم (معجزہ) رونما ہو گا۔ پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی لوگوں نے فجر سے پہلے دو سنتیں پڑھیں اور پھر نماز فجر ادا کی۔ پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور ہم بھی ہم آپس میں ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ ہم سے نماز میں کمی واقع ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا کہہ رہے ہو؟ اگر کوئی دنیوی بات ہے تو خود حل کر لو اور اگر دینی معاملہ ہے تو میری طرف لاؤ۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے نماز میں کمی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نیند (کی وجہ سے تاخیر ہونے سے) کوئی کوتاہی نہیں ہوتی، کوتاہی تو یہ ہے جیتے جاگتے (نماز کو لیٹ کر دیا جائے) اگر اس طرح ہو جائے (جس طرح کہ آج ہوا ہے تو) اسی وقت نماز پڑھ لیا کرو نیز دوسرے دن

حَفِظْتُ رَسُولَهُ ثُمَّ قَالَ: لَوْ عَرَسْنَا، فَمَا لَ إِلَيَّ شَجَرَةٍ فَتَزَلَّ، فَقَالَ: انْظُرْ هَلْ تَرَى أَحَدًا؟ قُلْتُ هَذَا رَاكِبٌ، هَذَا رَاكِبَانِ، حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةً، فَقُلْنَا: احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلَاتِنَا، فَمُنَّا، فَمَا أَبْقَطْنَا إِلَّا حَرَّ الشَّمْسِ فَانْتَبَهْنَا، فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَارَ وَبَرَسْنَا هَنِيئَةً، ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: أَمَعَكُمْ مَاءٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. مَعِيَ مِصْطَاةٌ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ قَالَ: إِنِّي بِهِ. فَاتَيْنَاهُ بِهَا، فَقَالَ: مَسُوا مِنْهَا، مَسُوا مِنْهَا، فَوَضَّا الْقَوْمُ، وَبَقِيَتْ جُرْعَةٌ، فَقَالَ: لِإِذْهِرْ بِهَا يَا أَبَا قَتَادَةَ فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لَهَا نَبَأٌ، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٍ، وَصَلُّوا الرَّكَعَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلُّوا الْفَجْرَ، ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْنَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: قَرَطْنَا فِي صَلَاتِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَاتَقُولُونَ؟ إِنْ كَانَ أَمْرٌ دُنْيَاكُمْ فَشَأْنُكُمْ، وَإِنْ كَانَ أَمْرٌ دِينَكُمْ فَإِلَيَّ)) قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَرَطْنَا فِي صَلَاتِنَا، فَقَالَ: لَا تَفْرِيطُ فِي النَّوْمِ، إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ، فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ فَصَلُّوها وَمِنَ الْعِدِّ وَقْتُهَا، ثُمَّ قَالَ: ظَنُّوا بِالْقَوْمِ، قَالُوا: إِنَّكَ قُلْتَ بِالْأُمْسِ: إِنْ لَا تَذَرُكُوا الْمَاءَ غَدًا تَعْطِشُوا، فَالْأَنَاسُ بِالْمَاءِ، فَقَالَ: أَصْبَحَ النَّاسُ وَقَدْ فَقَدُوا نَبِيَّهُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَلِ الْمَاءِ، وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَا: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ لَيَسْبِقَكُمْ إِلَى الْمَاءِ وَيُخْلِفَكُمْ، وَإِنْ يُطِيعِ النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ

وَعَمَرَ يَرْشُدُوا قَالَهَا ثَلَاثًا فَلَمَّا اشْتَدَّتِ
الظَّهِيْرَةُ، رَفَعَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا:
يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلَكْنَا عَطْشًا تَقَطَّعَتِ الْأَعْنَاقُ.
فَقَالَ: لَا هَلَكَ عَلَيْكُمْ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا قَتَادَةَ
أَنْتَ الْمِيْضَاءُ فَاتِيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ أُحْلِلْ لِي
عَمْرِي. يَعْْنِي: قَدَحَةً فَحَلَلْتُهُ. فَاتِيْتُهُ بِهِ،
فَجَعَلَ يَصُبُّ فِيْهِ وَيَسْقِي النَّاسَ، فَازْدَحَمَ
النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ!
أَحْسِنُوا الْمِلْءَ فَكُلُّكُمْ يَصْدُرُّ عَنْ رِيٍّ،
فَشَرِبَ الْقَوْمُ حَتَّى لَمْ يَبْقَ غَيْرِي وَغَيْرِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَبَّ لِي. فَقَالَ: اشْرَبْ يَا أَبَا
قَتَادَةَ! قَالَ: قُلْتُ: اشْرَبْ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!
قَالَ: إِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ. فَشَرِبْتُ
وَشَرِبَ بَعْدِي، وَبَقِيَ فِي الْمِيْضَاءِ نَحْوُ مِمَّا
كَانَ فِيْهَا، وَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَلَاثٌ مِائَةً.

[الصحیحة: ۲۲۲۵]

نماز اپنے وقت میں ادا کیا کرو۔“ آپ ﷺ نے مزید فرمایا:
”قوم کے بارے میں اندازہ لگاؤ۔“ انھوں نے کہا: آپ نے تو
کل کہا تھا کہ اگر کل پانی نہ ملا تو پیاس غالب آجائے گی اور
ہمارے پاس تو پانی ہے۔ راوی کہتا ہے: ”جب صبح ہوئی اور (بڑی
جماعت کے) لوگوں نے اپنے نبی کو مفقود پایا تو کوئی کہنے لگا کہ
رسول اللہ ﷺ کہیں پانی پر ہوں گے۔ ابو بکر اور عمر بھی موجود تھے
انھوں نے کہا: لوگو! یہ نہیں ہو سکتا کہ رسول اللہ ﷺ پانی کی طرف
تم سے سبقت لے جائیں اور تمہیں پیچھے چھوڑ جائیں اور اگر لوگ
ابو بکر و عمر کی پیروی کر لیں تو وہ ہدایت پا جائیں گے۔“ آپ نے
یہ کلمات تین دفعہ ارشاد فرمائے۔ جب دن کی سخت گرمی شروع
ہوئی اور لوگوں کو نبی کریم ﷺ بھی نظر آگئے تو انھوں نے کہا:
اے اللہ کے رسول! ہم پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو رہے ہیں اور
حلق پیاس کی وجہ سے سوکھ کر کاٹا بن گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
”آج تم پر کوئی ہلاکت نازل نہیں ہوگی۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:
”ابو قتادہ! وضو کا برتن لاؤ (جس میں ایک گھونٹ پانی تھا)۔“ میں
لے آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پیالے کا ڈھکن اٹھاؤ۔“
میں نے ڈھکن کھولا اور پیالہ آپ ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ
ﷺ اس میں پانی بہاتے گئے اور لوگوں کو پلاتے گئے لوگ بڑی
تعداد میں اکٹھے ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! اچھے
انداز میں بھرو ہر کوئی سیراب ہو کر لوٹے گا۔“ میرے اور رسول
اللہ کے علاوہ تمام لوگوں نے پانی پی لیا۔ بالآخر آپ ﷺ نے
میرے لئے پانی انڈیلا اور فرمایا: ”ابو قتادہ! پیو۔“ میں نے کہا:
اے اللہ کے رسول! آپ پیئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو
پلانے والا آخر میں پیتا ہے۔“ لہذا پہلے میں نے اور پھر آپ
ﷺ نے پانی پیا اور وضو دان میں اتنا پانی موجود تھا جتنا کہ پہلے
تھا۔ اس دن لشکر کی تعداد تین سو (۳۰۰) تھی۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۲۵۔ احمد (۵/ ۲۹۸) واللفظ له مسلم (۶۸۱)

فوائد: حدیث مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے پہلے بھی یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ اگر بیداری کے اسباب استعمال کرنے کے باوجود نماز کے وقت پر آنکھ نہ کھلے تو جب بھی جاگ آئے اگرچہ نماز کا مکمل وقت گزر چکا ہو نماز پڑھ لی جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے سے پہلے فرمایا کہ ہماری نماز کا خیال رکھنا لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا کہ وہ سب سو گئے اور طلوع آفتاب کے بعد اٹھے اور اسی وقت نماز ادا کی۔ لیکن وہ لوگ اس حکم کا مصداق نہیں بن سکتے ہیں جو جان بوجھ کر سوئے رہتے ہیں یا خواہ مخواہ کی غفلت کی بنا پر سوئے رہ جاتے ہیں۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ایک عظیم الشان معجزہ بھی بیان ہوا کہ ایک گھونٹ پانی میں اتنی برکت نازل ہوئی کہ تین سوا افراد نے پانی پی لیا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ آداب و اخلاق میں یہ بات شامل ہے کہ پانی پلانے والا سب سے آخر میں پانی پیتا ہے۔

نبی ﷺ کی نیند ناقض وضوء نہیں تھی

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ رات کے آخری حصے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز شروع کر دی آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کھینچا اور اپنے برابر کھڑا کر دیا۔ جب آپ ﷺ اپنی نماز میں مشغول ہوئے تو میں پیچھے ہٹ گیا۔ آپ ﷺ نماز پڑھتے رہے جب فارغ ہوئے تو مجھے فرمایا: ”تجھے کیا ہوا؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بھلا کیا کسی کو اور تو پیچھے ہٹ گیا؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بھلا کیا کسی کو زیب دیتا ہے کہ وہ آپ کے برابر نماز پڑھے؟ آپ تو اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت کچھ عطا کیا ہے۔ (میں نے ان باتوں کے ذریعے) آپ ﷺ کو حیرت و تعجب میں ڈال دیا چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ میرے علم و فہم میں اضافہ فرمائے۔

امام احمد نے یہ زیادتی کی ہے کہ: پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ سو گئے اور سانس لینے کی آواز آنے لگی پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! نماز پڑھائیے۔ آپ ﷺ کھڑے ہوئے نماز پڑھائی اور وضوء بارہ نہیں کیا۔

نوم النبی ﷺ لیس بناقض الوضوء

۷۲۴۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ [وَهُوَ يُصَلِّي مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ] فَصَلَّيْتُ خَلْفَهُ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَجَرَّنِي فَجَعَلَنِي جِذَاءً هُوَ، فَلَمَّا أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ صَلَاتِهِ خَسَنَتْ، فَصَلَّيْتُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِي: ((مَا شَأْنِي (وَفِي رِوَايَةٍ: مَا لَكَ) أَجْعَلُكَ جِذَائِي فَتَخَسُّنُ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَوْ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُصَلِّيَ جِذَاءً كَ، وَأَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الَّذِي أُعْظَاكَ اللَّهُ، قَالَ: فَأَعَجَبْتُهُ، فَدَعَا اللَّهَ لِي أَنْ يَزِيدَنِي عِلْمًا وَفَهْمًا، زَادَ أَحْمَدُ: قَالَ: ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُهُ يَنْفُخُ، ثُمَّ أَتَاهُ بِلَالٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ الصَّلَاةُ، فَقَامَ فَصَلَّى مَا عَادَ وَضُوءًا۔ [الصحيحۃ: ۲۵۹۰، ۶۰۶، ۲۵۹]

تخریج: الصحيحۃ ۲۵۹۰، ۶۰۶، ۲۵۹۰، احمد (۱/۳۳۰) حاکم (۳/۵۳۳)

فوائد: معلوم ہوا کہ جب مقتدی ایک ہو تو اسے امام کے بالکل ساتھ کھڑا ہونا چاہئے۔

باب: سنة الجمعة والمغرب قبلیتین

۷۲۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ مَرْفُوعًا: ((مَا مِنْ صَلَاةٍ مَرْفُوضَةٍ إِلَّا وَبَيْنَ يَدَيْهَا رُكْعَتَانِ)).

باب: جمعہ اور مغرب سے قبل دو رکعت کی مشروعیت

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں ہے کوئی فرض نماز مگر اس سے پہلے (کم از کم) دو

[الصحیحة: ۲۳۲] رکعت (نفل نماز) ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۳۲۔ ابن نصر فی قیام اللیل (ص: ۲۶) رویانی فی مسنده (۱۳۳) ابن حبان (۲۳۵۵) فوائد: نماز مغرب سے پہلے نفل نماز کے ثبوت میں اس سے پہلے جو حدیث پیش کی جا چکی ہے کہ ”بین کل اذانین صلاة“ (ہر نماز کی اذان اور اقامت کے مابین نماز ہے)۔ اس حدیث کا بھی یہی مفہوم ہے کہ ہر فرضی نماز سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لینی چاہئے۔

وفضلیت والے امور کا بیان انھی میں سے وضوء بھی ہے سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے یا اپنی جائے ولادت میں رہائش پذیر رہے۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم لوگوں کو (یہ حدیث بیان کر کے) خوشخبری نہ سنا دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں سو درجے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھا ہے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا تفاوت ہے جتنا آسمان اور زمین کے مابین ہے جب تم اللہ تعالیٰ سے (جنت کا) سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو کیونکہ یہ جنت کا منتخب اور اعلیٰ مقام ہے (میرا خیال ہے یہ بھی فرمایا) اس کے اوپر رُتُن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔“

ومن الامور الفضيلة ومنهن الوضوء

۷۲۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ، وَأَقَامَ الصَّلَاةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَدْخُلَهُ الْجَنَّةَ، جَاهِدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ أَلْتِي وُلِدَ فِيهَا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِثْلَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ وَسْطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ. أَرَاهُ. فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ وَمِنْهَا تَفْجَرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ)).

[الصحیحة: ۹۲۱]

تخریج: الصحیحة ۹۲۱۔ بخاری (۴۳۲۳/۲) احمد (۳۳۹/۲) فوائد: یعنی آدمی تو جہاد نماز اور روزے کی وجہ سے جنت میں تو جا سکتا ہے لیکن مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت میں سو درجے تیار کر رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہاد کا موقع اور شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ (آمین)

بارہ سال تک اذان دینے کی فضیلت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بارہ سال اذان دی اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی اور ہر دفعہ اس کی اذان پر ساٹھ اور اقامت پر تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔“

فضل التاذین بأثني عشر سنة

۷۲۷۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ أَذَّنَ اثْنَيْ عَشَرَ سَنَةً، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِينِهِ فِي كُلِّ مَرَّةٍ سِتُونَ حَسَنَةً، وَيَأْقَامَتِهِ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً)). [الصحیحة: ۴۲]

تخریج: الصحیحہ ۳۲۔ ابن ماجہ (۷۲۸) حاکم (۲۰۵/۱) بیہقی (۳۳۳/۱)

فوائد: اذان دینا انتہائی اجر و ثواب پر مشتمل عمل ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ اذان اور صرف اول میں کتنا (ثواب) ہے تو (اس اجر کے حصول کے لئے اتنے لوگ جمع ہو جائیں کہ) ان کے سامنے ایک ہی چارہ کار ہو کہ قرعہ کر لیتے ہیں۔“ [بخاری، مسلم] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہاں تک مؤذن کی آواز جاتی ہے تو اسے سننے والا ہر جن، ہر انسان اور ہر چیز اس کے لئے روزِ قیامت گواہی دے گی۔“ [بخاری] لیکن ان اعمال میں ناقابلِ برداشت قسم کی بے رغبتی ہے شاید بعض لوگ ایسے بھی ہوں کہ زندگی میں نہ ایک بار اذان دی ہوگی اور نہ اس کی تڑپ پیدا ہوئی ہوگی۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) رہا مسئلہ پہلی صف کا، تو بعض لوگ مسجد میں پہلے پہنچ جانے کے باوجود پچھلی صفوں میں بیٹھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

جمعہ کے لیے غسل کرنے کی فضیلت کا بیان

فضل غسل الجمعة

عبد اللہ بن ابوقادہ بیان کرتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن غسل کر رہا تھا کہ میرے والد صاحب تشریف لائے اور پوچھا کہ غسل جنابت کر رہے ہو یا غسل جمعہ؟ میں نے کہا: غسل جنابت۔ انھوں نے کہا: دوبارہ ایک اور غسل کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے جمعہ کے دن غسل کیا وہ اگلے جمعہ تک طہارت میں رہے گا۔“

۷۲۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ أَبِي وَأَنَا اغْتَسِلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: غُسْلُكَ هَذَا مِنْ جَنَابَةٍ أَوْ لِلْجُمُعَةِ؟ قُلْتُ: مِنْ جَنَابَةٍ۔ قَالَ: أُعِيدُ غُسْلًا آخَرَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ فِي طَهَارَةٍ إِلَى الْجُمُعَةِ الْآخِرَى)).

[الصحیحہ: ۲۳۳۱]

تخریج: الصحیحہ ۲۳۳۱۔ ابن خزیمہ (۱۷۶) ابن حبان (۱۲۲۲) حاکم (۲۸۲/۱) طبرانی فی الاوسط (۸۱۷۶)

فوائد: طہارت کی دو قسمیں ہیں: ظاہری طہارت اور باطنی طہارت۔ اس حدیث میں باطنی طہارت کا تذکرہ ہے کہ غسل جمعہ کی وجہ سے اس کا باطن ظاہر رہے گا، ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے معمول کے مطابق صبح کے غسل پر اکتفا نہ کریں بلکہ جمعہ کے لئے مخصوص غسل کر کے نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جائیں تاکہ جہاں ہم ظاہری طور پر صاف ستھرا رہنا پسند کرتے ہیں، وہاں ہمارا باطن بھی پاک ہونا چاہئے۔

اس شخص کا بیان کہ جس کی نماز قبول نہیں کی جاتی

ابو عبد اللہ صناحی کہتے ہیں: جنادہ بن ابوامیہ لوگوں کو جماعت کروانے لگے جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو دائیں طرف متوجہ ہو کر پوچھا: کیا تم لوگ (میرے امام بننے پر) راضی ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر اسی طرح بائیں سمت میں کھڑے

ومن الذی لا تقبل صلاته

۷۲۹۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الصَّنَابُحِيِّ: أَنَّ جُنَادَةَ بْنَ أَبِي أُمَيَّةٍ أَمَّ قَوْمًا فَلَمَّا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ لَتَفَتْ عَنْ يَمِينِهِ، فَقَالَ: أَتَرْضَوْنَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ عَنْ يَسَارِهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ

اللَّهُ يَقُولُ: ((مَنْ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، فَإِنَّ صَلَاتَهُ لَا تَجَاوِزُ تَرْفُوتَهُ)).

[الصحيحة: ۲۳۲۵]

نمازیوں سے پوچھا اور پھر کہا: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: ”جس نے لوگوں کو امامت کروائی اور وہ اس امام کو (کسی شرعی عذر کی بنا پر) ناپسند کرتے ہوں تو اس کی نماز اس کے گلے سے اوپر تجاوز نہیں کرے گی (یعنی قبول نہیں ہوگی)۔“

تخریج: الصحيحة ۲۳۲۵۔ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۱۳-۱۱۴) طبرانی فی الکبیر (۲۱۷۷)

فوائد: پہلے اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ مسجد کا امام جامع الصفات شخصیت کا حامل ہونا چاہئے نیز مسجد کی انتظامیہ اور دوسرے نمازی اس کی اتنی ہی قدر کریں جتنی قدر کا وہ مستحق ہے کیونکہ وہی ہے جس کے ساتھ ان کے سب سے قیمتی سرمائے نمازوں کا تعلق ہے۔

فضل بناء المسجد

مسجد بنانے کی فضیلت کا بیان

۷۳۰۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَوْ سَعٍ مِنْهُ)). [الصحيحة: ۳۴۴۵]

سیدنا ابوامامہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس سے وسیع ایک گھر جنت میں بنائے گا۔“

تخریج: الصحيحة ۳۳۹۹۔ طبرانی فی الاوسط (۷۰۰۱) بخاری فی التاريخ (۱/ ۲۳۲) البزار (۳۰۴) بمعناه

۷۳۱۔ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لَا يُرِيدُ بِهِ رِبَاءً وَلَا سُمْعَةً، بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ۳۳۹۹]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مسجد تعمیر کی اور اس کا ارادہ ریا کاری ہو نہ شہرت تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔“

فوائد: جو آدمی دنیا میں اللہ تعالیٰ کا گھر بناتا ہے اللہ تعالیٰ بدلے میں اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے، بڑا تناسب ہے اور بڑی قدر دانی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے مسکن بنا رہے ہیں۔ آج مساجد کی زیب و زینت پر بہت زیادہ مال و دولت خرچ کیا جاتا ہے یاد رہے کہ یہ نبوی منہج نہیں یہ ہمارے دماغ کی ایجاد ہے کہ پہلے ہم نے اپنے گھروں پر بے دریغ خرچ کر کے انہیں زینت بخشی اور پھر ان پر مساجد کو قیاس کر کے تیل بوٹوں اور منقش پتھروں کا کام مساجد میں شروع کر دیا۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [ابوداؤد] یعنی مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مساجد کو چونا گچ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا پھر سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ نے خود فرمایا: تم لوگ مسجدوں کو اس طرح مزین کرو گے جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں نے (اپنے عبادت خانوں کو) مزین کیا تھا۔ اور نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں تقویٰ کی بنیاد پر تعمیر کی جانے والی مسجد نبوی کی عمارت پر نگاہ دوڑائیں وہ تو ایک چھپر تھی، لیکن اس میں خیر زیادہ تھی، کیونکہ اس وقت مال و دولت اسلام پر خرچ ہوتا تھا عمارتوں پر نہیں۔

ذم ترك الصلاة من سكره

نشر کی وجہ سے نماز کو ترک کرنے کی مذمت کا بیان

۷۳۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَسْرٍ، عَنْ رَسُولِ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللَّهُ ﷻ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ سُكْرًا مَرَّةً وَاحِدَةً، فَكَأَنَّمَا تَكَانَتْ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا فَسَلَبَهَا، وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ سُكْرًا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ. عَزَّ وَجَلَّ. أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْحَبَالِ. قِيلَ: وَمَا طِينَةُ الْحَبَالِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: عُصَاةُ أَهْلِ جَهَنَّمَ)). [الصحيحہ: ۳۴۱۹]

”جس نے نشے میں مدہوش ہو کر ایک نماز ترک کر دی، گویا کہ پوری دنیا اور جو کچھ اس پر ہے اس کا تھا، جو اس سے چھین لیا گیا اور جس نے نشے میں مدہوش ہونے کی وجہ سے چار دفعہ نماز ترک کر دی، تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے ”طینۃ الحبال“ پلائے۔“ کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ”طینۃ الحبال“ کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنہیوں کی پیپ کو۔“

تخریج: الصحيحہ ۳۴۱۹۔ احمد (۱۷۸/۲)۔ حاکم (۱۳۶/۴)۔ بیہقی (۲۸۹/۱)

فوائد: سچ فرمایا محمد رسول اللہ ﷺ نے کہ ”اجتنبو الخمر“ فانها مفتاح کل شر۔“ [صحیحہ: ۲۷۹۸] یعنی شراب سے بچتے رہو یہ تو ہر برائی کا سرچشمہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہم ظاہر پرستوں کے لئے غیر محسوس چیز کو محسوس انداز میں بیان کیا کہ دنیا اور اس کے تمام خزانے ایک آدمی کی ملکیت میں ہوں اور وہ اس سے چھین لئے جائیں تو اس پر کیا بیتے گی؟ وہ کتنا پریشان ہوگا؟ کیا اس کے دل و دماغ اپنے ٹھکانے پر رہیں گے؟ کیا وہ دنیا پر زندہ رہنے کے قابل رہے گا؟ کیا اس کے قربت دار اسے اچھے لگیں گے؟ ہرگز نہیں کسی صورت میں نہیں۔ لیکن ایک نماز چھوڑنے سے اس سے زیادہ نقصان ہو جاتا ہے، لیکن وہ غیر محسوس انداز میں ہوتا ہے وہ عام عقلوں کو سمجھ ہی نہیں آ سکتا کہ ان کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔ سگریٹ، نسوار، ہیروئن، انیون، بھنگ، چرس اور شراب سب ایک ہی دریا سے پھوٹنے والی نہریں ہیں جو کم از کم انسانی ذہن کے توازن کو برقرار نہیں رہنے دیتیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اپنی ذات کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے منہ اور وجود کو ان خباثتوں سے پاک رکھنا چاہئے۔

فضل الوضوء و رکعتین

۷۳۳۔ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِي مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ أَخِي مَا أَعْمَدَكَ إِلَى هَذَا الْبَلَدِ، أَوْ مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، إِلَّا صَلَاةً مَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ وَالِدِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: بَشِّرْ سَاعَةَ الْكَذِبِ هَذِهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوئَهُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ. أَوْ أَرْبَعًا، شَكَ سَهْلٌ يُحْسِنُ فِيهَا الذِّكْرَ وَالْحُشُوعَ ثُمَّ

وضوء اور دو رکعات نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

یوسف بن عبد اللہ بن سلام کہتے ہیں: میں سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آیا جب وہ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ انھوں نے مجھے کہا: اے میرے بھتیجے! کون سا ارادہ یا کون سی ضرورت تجھے اس شہر میں لے آئی ہے؟ میں نے کہا: کوئی مقصد نہیں، سوائے اس کے کہ آپ کے اور میرے والد عبد اللہ بن سلام کے مابین ایک تعلق تھا (اس کی بنا پر آیا ہوں)۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اس وقت جھوٹ بولوں تو بہت بری گھڑی ہے میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو آدمی وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر دو یا چار رکعتیں پڑھے اور ان میں اچھے انداز میں ذکر و اذکار اور خشوع

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ غُفْرَةً)). [الصحيحة: ۳۳۹۸]
 وضوع کرنے، پھر بخشش طلب کرے تو اس کو بخش دیا جائے گا۔“ رکعات کی تعداد کے بارے میں سمیل راوی کو شک ہوا۔

تخریج: الصحيحة ۳۳۹۸۔ احمد (۲/۴۵۰) بخاری فی التاریخ (۴/۲۹۷) طبرانی فی الاوسط (۵۰۴)
 فوائد: ایسی نماز کو نماز توبہ کہا جا سکتا ہے اس کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہو رہی ہے: سیدنا ابو بکر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی سے گناہ ہو جاتا ہے اور وہ (اس کے ازالہ کے لئے) وضو کر کے نماز پڑھتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دیتے ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرَ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (سورہ آل عمران: ۱) یعنی: ”جو لوگ برائی کرنے یا اپنے آپ پر ظلم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں اور اللہ ہی ہے جو گناہوں کو بخشا ہے اور وہ اپنے (برے) کئے پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔ [ترمذی ابن ماجہ]

پانچ نمازوں کی اہمیت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ان فرض نمازوں پر محافظت کی، اس کو غافل لوگوں میں سے نہیں لکھا جائے گا اور جس نے رات کو (قیام کرتے ہوئے) سو آیات کی تلاوت کر لی، اسے فرمانبرداروں میں لکھ دیا جائے گا۔“

اہمیت صلوات الخمس

۷۳۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ حَافَظَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوباتِ، لَمْ يَكُتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِّنْ آيَةِ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ)).

[الصحيحة: ۶۵۷]

تخریج: الصحيحة ۶۵۷۔ حاکم (۱/۳۰۸) ابن خزيمة (۱۱۳۲)
 فوائد: یعنی اپنے آپ کو ”غافل“ کے لیل سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ پانچ نمازوں کی محافظت کی جائے اور جو آدمی ان پانچ فریضوں کی ادائیگی کے بعد رات کو نماز میں سو آیات پڑھ لیتا ہے تو اس کا اندراج قیام کرنے والوں کی فہرست میں ہوگا۔

وتر رات کے شروع اور آخری حصہ میں پڑھنے کا بیان

لیکن آخری حصہ میں پڑھنا افضل ہے

الایتار فی اول اللیل و آخره و

الفضل للآخره

سیدنا جابر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی کو رات کے آخری حصے میں بیدار نہ ہو سکے گا اندیشہ ہو وہ شروع رات میں نماز وتر ادا کر لے اور جس کو یہ امید ہو کہ آخر رات بیدار ہو جائے گا تو وہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے کیونکہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ افضل ہے۔“

۷۳۵۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ خَافَ أَلَّا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوْ لَهُ، وَمَنْ طَمَعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ، وَذَلِكَ أَفْضَلُ)). [الصحيحة: ۲۶۱۰]

تخریج: الصحیحة ۲۶۱۰۔ مسلم (۴۵۵) ابو عوانة (۳۱۷/۲) ترمذی (۳۵۶) ابن ماجہ (۱۱۸۷)
فوائد: بلاشبہ نماز وتر کا وقت نمازِ عشا سے طلوع فجر تک جاری رہتا ہے، لیکن اس نماز کو اس کے آخری وقت میں پڑھنا افضل ہے۔

فضل صلاة المسجد قباء

مسجد قباء میں نماز کی فضیلت کا بیان

ابو امامہ بن سہل بن حنیف، قَالَ: قَالَ أَبِي: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ خَرَجَ حَتَّى أَتَى هَذَا الْمَسْجِدَ. مَسْجِدَ قُبَاءٍ. فَصَلَّى فِيهِ كَانَ لَهُ عَدْلُ عُمَرَةَ)). [الصحیحة: ۳۴۴۶]

ابو امامہ بن سہل بن حنیف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی (گھر سے) نکلے اور اس مسجد قباء میں آکر نماز پڑھے تو یہ نماز اس کے لئے (ثواب کے لحاظ سے) عمرہ کے برابر ہوگی۔“

تخریج: الصحیحة ۳۴۴۶۔ بخاری فی التاريخ (۹۶/۱) نسائی (۷۰۰) ابن ماجہ (۱۱۳۱۲) احمد (۳۸۷/۳)

فوائد: اس حدیث میں مسجد قباء میں نماز پڑھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

باب: فضل سد فرجة الصف

باب: صف کے خلاء کو پر کرنے کی فضیلت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (صف کے) شکاف کو پر کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا اور ایک درجہ بلند کر دے گا۔“

۷۳۷۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ سَدَّ فُرْجَةَ بَنَى اللَّهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً)). [الصحیحة: ۱۸۹۲]

تخریج: الصحیحة ۱۸۹۲۔ المحامیل فی الامالی (ق ۳۶/۲) ابن ماجہ (۹۹۵) احمد (۸۹/۶) مطولاً

فوائد: جہاں صف بندی کی اہمیت مسلم ہے وہاں اس آدمی کو بھی بیش بہا اجر و ثواب سے نوازا گیا ہے جو اس فریضے کو ادا کرتا ہے۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ رکعت کو پالینے کے لالچ میں یا گرمی سے بچنے اور بچھے کے نیچے کھڑے ہونے کے لالچ میں یا بے جا غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے پہلی صفوں میں جگہ ہونے کے باوجود پچھلی صف بنانا شروع کر دیتے ہیں ایسے لوگ روح اسلام سے محروم ہیں۔

باب: ادب دخول المسجد

باب: مسجد میں داخل ہونے

والخروج منه

اور نکلنے کا مشروع طریقہ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ سنت ہے کہ جب تو مسجد میں داخل ہو تو دائیں پاؤں سے اور جب نکلے تو بائیں پاؤں سے ابتدا کرے۔

۷۳۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((مِنْ السُّنَّةِ إِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ أَنْ تَبْدَأَ بِرِجْلِكَ الْيُمْنَى، وَإِذَا خَرَجْتَ أَنْ تَبْدَأَ بِرِجْلِكَ الْيُسْرَى)). [الصحیحة: ۲۴۷۸]

تخریج: الصحیحة ۲۴۷۸۔ حاکم (۲۱۸/۱) بیہقی (۳۳۲/۲)

فوائد: لیکن جوتے اتارنے اور پہننے کا معاملہ اس حدیث کے برعکس ہے، یعنی مسجد میں داخل ہوتے وقت دائیں پاؤں کو مقدم کرنا ہے، لیکن جوتا پہلے بائیں پاؤں سے اتارنا مسنون ہے اسی طرح مسجد سے نکلنے وقت بائیں پاؤں پہلے باہر رکھنا چاہئے، لیکن پہلے دائیں پاؤں میں جوتا پہننا چاہئے، لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم توجہ کریں اور دونوں سنتوں پر عمل کریں۔

دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ سنت ہے کہ تو نماز میں دو سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) اپنے سرینوں (چوڑوں) کو اپنی ایڑیوں پر رکھے۔

صفة الجلوس بين السجدين

۷۳۹۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((مَنْ السَّجْدَةِ فِي الصَّلَاةِ أَنْ تَضَعَ يَدَيْكَ عَلَى عَقَبِكَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ)). [الصحيحة: ۳۸۳]

تخریج: الصحيحة ۳۸۳۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۰۵) عبد الرزاق (۳۰۳۰)

فوائد: اس حدیث مبارکہ میں بیٹھنے کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے اس کو ”إفْعَاء“ کہتے ہیں جس حدیث میں ”إفْعَاء“ سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد یہ صورت ہے: پنڈلیوں اور رانوں کو کھڑا کر کے سرینوں پر بیٹھنا اور ہاتھ زمین پر رکھنا۔ تو گویا ”إفْعَاء“ کی دو صورتیں ہوں گی ایک مسنون ہے اور دوسری ممنوع۔

پانچ نمازوں کی فضیلت کا بیان

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے پانچوں نمازیں پڑھیں اور بیت اللہ کا حج کیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ زکاة کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے معاف کر دے وہ اللہ کے راستے میں ہجرت کرے یا اپنی جائے پیدائش میں ٹھہرا رہے۔“ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں لوگوں کو (اس حدیث) کی خبر دے دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”معاذ! لوگوں سے رہنے دو تاکہ وہ (مزید) عمل کرتے رہیں۔“

فضل الصلوات الخمس

۷۴۰۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَرْفُوعًا: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَصَلَّى الصَّلَوَاتِ [الْخُمْسَ] وَحَجَّ الْبَيْتَ. لَا أَدْرِي أَذْكَرَ الزَّكَاةَ أَمْ لَا؟ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ إِنَّ هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ مَكَتَ بِأَرْضِهِ الْبَيْتِ وَلَدَهَا، قَالَ مُعَاذُ: أَلَا أُخْبِرُ بِهَذَا النَّاسُ؟! فَقَالَ: ذَرِ النَّاسَ [يَا مُعَاذُ] يَعْمَلُونَ)). [الصحيحة: ۳۲۲۹]

تخریج: الصحيحة ۳۲۲۹۔ ترمذی (۲۵۳۰) احمد (۵/۲۳۲-۲۳۰) البزار (۲۶) الکشف

فوائد: اس حدیث میں یہ نقطہ موجود ہے کہ جس حدیث کے بیان کرنے سے لوگ عملاً کوتاہی کر سکتے ہوں اسے بیان نہ کیا جائے۔ ہاں اگر سامعین احادیث کی روح اور مقصد کو سمجھنے والے ہوں تو ان کے سامنے وضاحت کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ روزے نمازیں اور حج انتہائی افضل اعمال ہیں اور مغفرت الہی کے حصول کا بہت بڑا سبب ہیں۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے علاوہ باقی ارکان اسلام اور نیک اعمال کو نظر انداز کر دیا جائے۔

باب: سنن رواتب پر مداومت

باب: فضل المواظبة على السنن

الرواتب

۷۴۱۔ عَنْ أَبِي مُوسَى يَرْفَعُهُ: ((مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشَرَ رَكْعَةً، بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحه: ۲۳۴۷]

کی فضیلت

سیدنا ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بارہ رکعات (ظہر سے پہلے چار اس کے بعد دو مغرب کے بعد دو عشا کے بعد دو اور فجر سے پہلے دو سنتیں) پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دے گا۔“

تخریج: الصحيحه ۲۳۴۷۔ طبرانی فی الاوسط (۹۳۳۲) احمد (۴/۳۱۳) البزار (۷۰۲)۔ الکشف

فضيلة صلاة الصبح

۷۴۲۔ عَنْ جُنْدُبِ الْفَسْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ، فَلَا يَطْلُبُكُمُ اللَّهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بَشِيءٌ، فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبُهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بَشِيءٌ يُلْذِرْهُ ثُمَّ يَكْبِتُهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ)). [الصحيحه: ۲۸۹۰]

صبح کی نماز کی فضیلت کا بیان

سیدنا جندب قسری سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں ہوتا ہے (پس اے انسان!) تو غور سے دیکھ کہیں اللہ تعالیٰ تجھ سے اپنی امان کی بابت کسی قسم کی باز پرس نہ کر لے اور جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ضمانت کے بارے میں باز پرس کی تو وہ اس کا مواخذہ کر لے گا اور اسے منہ کے بل جہنم میں گرا دے گا۔“

تخریج: الصحيحه ۲۸۹۰۔ مسلم (۶۵۷) ابو عوانہ (۱۲/۱۱) بیہقی (۱/۳۶۳) ترمذی (۲۲۲)

فوائد: مسلمان کی جان مال اور عزت ویسے بھی بڑی حرمتوں والے امور ہیں لیکن اس حدیث کی روشنی میں نمازی مسلمان کی شان سمجھیں اور اہل اسلام کو تکالیف دینا چھوڑ دیں۔ یعنی جو مسلمان نماز فجر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت و ضمانت کی ذمہ داری اٹھا لیتے ہیں اب جو آدمی ایسے مسلمان کو کسی طرح سے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و ضمانت کو چیلنج کرے گا۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے اسی چیز کے بارے میں متنبہ کیا ہے کہ جس مسلمان کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود اٹھالی ہو اس کی جان مال اور عزت کے درپے ہونے سے بچو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں پکڑ لیں گے اور منہ کے بل آگ میں گرا دیں گے۔

باب من اهمية النوافل

۷۴۳۔ عَنْ عَائِذِ بْنِ قُرْطٍ مَرْفُوعًا: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَتِمَّهَا، زِيدَ عَلَيْهَا مِنْ سُبْحَاتِهِ حَتَّى تَتِمَّ)). [الصحيحه: ۲۳۵۰]

نوافل کی اہمیت کا بیان

سیدنا عائد بن قرط ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (فرض) نماز پڑھی اور اس کی تکمیل نہیں کی تو اس کی نفلی نماز کے ذریعے اسے پورا کر دیا جائے گا۔“

تخریج: الصحيحه ۲۳۵۰۔ ابن ماجہ فی المعرفة (۲/۱۰۹) الضیاء فی المختارہ (۲۳۳۸) طبرانی فی الکبیر (۱۸/۲۲)

فوائد: یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص احسان کہ فرائض میں کی گئی کم و کاست کو نوافل کے ذریعے پورا کیا جائے گا۔

۷۴۴۔ عَنْ عَائِذِ بْنِ قُرْطٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ

فرمایا: ”جس نے (فرض) نماز پڑھی اور اسے مکمل نہ کیا تو اس کی نفلی نماز کے ذریعے اسے مکمل کر دیا جائے گا۔“

اللَّهُ ﷻ ((مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يُتِمَّهَا، زِيدَ عَلَيْهَا مِنْ سَبْحَاتِهِ حَتَّى تَتِمَّ)).

[الصحيحة: ۳۱۸۶]

تخریج: الصحيحة ۳۱۸۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۸/۲۲-۲۳) وانظر الحديث السابق

نماز چاشت اور ظہر سے پہلے کی چار رکعات کی فضیلت
سیدنا ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے چار رکعت نماز چاشت اور ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیا جائے گا۔“

فضيلة الضحى و أربع قبل الظهر
۷۴۵۔ عَنْ أَبِي مُوسَى مَرْفُوعًا: ((مَنْ صَلَّى الضُّحَى أَرْبَعًا، وَقَبْلَ الْأُولَى أَرْبَعًا، بَنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ۲۳۴۹]

تخریج: الصحيحة ۲۳۴۹۔ طبرانی فی الاوسط (۳۷۵۰)

صبح کی نماز اور اس کے بعد طلوع شمس تک بیٹھنے کا اجر و ثواب

أجر صلاة الصبح و قعود بعدها الى طلوع الشمس

سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نماز فجر باجماعت ادا کی اس کے بعد بیٹھ کر ذکر کرتا رہا، حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا، پھر اس نے دو رکعتیں پڑھیں تو اسے مکمل، مکمل اور مکمل حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔“

۷۴۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ ((مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ، ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ تَامَةٍ تَامَةٍ تَامَةٍ)). [الصحيحة: ۳۴۰۳]

تخریج: الصحيحة ۳۴۰۳۔ ترمذی (۵۸۶) الاصبهانی فی الترغیب (۱۹۳۰)

باب: امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ

باب: فضل ادراك التكبير الاولى

پانے کی فضیلت

مع الامام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے چالیس روز جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھیں اور (امام کے ساتھ) تکبیر اولیٰ (تکبیر تحریمہ) پاتا رہا تو اس کے لئے دو آزادیاں لکھ دی جاتی ہیں: جہنم سے آزادی اور نفاق سے آزادی۔“ یہ حدیث سیدنا انسؓ سیدنا ابو کابل اور سیدنا عمر بن خطاب ؓ سے روایت کی گئی ہے۔

۷۴۷۔ قَالَ ﷻ ((مَنْ صَلَّى لِلَّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ، يَذْكُرُ التَّكْبِيرَ الْأُولَى، كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ تَانِ: بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ، وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ)) رَوَى مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ وَأَبِي كَاهِلٍ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔

[الصحيحة: ۱۹۷۹، ۲۶۵۲]

تخریج: الصحیحة ۱۹۷۹۔ (۱) انس رضی اللہ عنہ: ترمذی (۲۳۱) بیہقی فی الشعب (۲۸۷۲) (۲) ابو کاهل رضی اللہ عنہ: طبرانی فی الکبیر (۱۸/۳۶۱-۳۶۲) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: ابن ماجہ (۷۹۸)

فوائد: قارئین کرام! کیا آپ نے اس حدیث پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ سے جہنم اور نفاق سے آزادی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا ہے اگر جواب مثبت ہے تو ایک اور درجے کے حصول کی کوشش کریں یا اور اگر جواب منفی میں ہے تو اپنی آئندہ منصوبہ بندی پر غور کریں۔

من قام بعشر آیات لم یکتب من الغافلین

جس نے دس آیات کے برابر بھی قیام کیا، وہ غافلین میں شمار نہیں ہوگا

الغافلین

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (رات کو) دس آیات کے ساتھ قیام کیا اسے غافلوں میں سے نہیں لکھا جاتا، جس نے سو آیات کے ساتھ قیام کیا اسے عاجزی کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے اور جس نے ہزار آیتوں کے ساتھ قیام کیا اسے ڈھیروں اجر حاصل کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔“

۷۴۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يَكُتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ وَمَنْ قَامَ مِئَةَ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَارِئِينَ، وَمَنْ قَرَأَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقْطَرِينَ)). [الصحیحة: ۶۴۲]

تخریج: الصحیحة ۷۳۲۔ ابوداؤد (۱۳۹۸) ابن خزيمة (۱۱۳۳) ابن حبان (۴۵۷۲)

فوائد: یعنی آدمی رات کو دس آیات کی تلاوت پر مشتمل نماز بھی نہیں پڑھ سکتا تو اس کا اندراج غافلوں کی فہرست میں کر دیا جاتا ہے ایک آسان سی ترکیب ہے کہ نماز کی سنتوں کے بعد حسب استطاعت دو چار چھ یا آٹھ رکعت نفل پڑھ کر نماز و تراویح کر لیں، آپ کا شمار بھی ان لوگوں میں ہو جائے گا جو تہجد گزار ہوتے ہیں۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) کیونکہ نماز تہجد کا وقت نماز عشاء سے طلوع فجر تک جاری رہتا ہے اس سے بھی بہترین صورت یہ ہے کہ جو لوگ رات کو دیر سے سوتے ہیں وہ سوتے وقت دو چار نفل اور وتر نماز پڑھ لیں۔

آیۃ الکرسی کی فضیلت کا بیان

فضل اية الكرسي

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی کی تلاوت کی تو اس کے اور جنت میں داخلے کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی، سوائے موت کے۔“

۷۴۹۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ، لَمْ يَحُلْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ)). [الصحیحة: ۹۷۲]

تخریج: الصحیحة ۹۷۲۔ ابن السنی (۱۲۵) نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۱۰۰) طبرانی فی الکبیر (۷۵۳۲)

فوائد: یہ فرض نمازوں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی برکت ہے۔

سو آیات کے پڑھنے کا ثواب

أجر يقرأ مائة آية

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۷۵۰۔ عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

قَالَ: ((مَنْ قَرَأَ بِمِنَةِ آيَةٍ فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهُ قُنُوتُ لَيْلَةٍ)). [الصحيحة: ٦٤٤]

”جس نے ایک رات کے (قیام میں) سو آیات کی تلاوت کی اس کے حق میں پوری رات کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۶۴۴۔ دارمی (۳۴۵۳) احمد (۱۰۳/۲) نسائی فی الکبریٰ (۱۰۵۵۳)

فوائد: یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ ۲۵، ۳۰ منوں میں سو (۱۰۰) آیات پر مشتمل نماز پڑھ لیں اور دس بارہ گھنٹے کی رات کے قیام کا ثواب اللہ تعالیٰ سے وصول کر لیں۔

۷۵۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِئَةَ آيَةٍ لَمْ يَكُتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، أَوْ كُتِبَ مِنَ الْقَائِتِينَ)). [الصحيحة: ٦٤٣]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایک رات میں (قیام کے دوران) سو آیتوں کی تلاوت کی اسے غافل لوگوں میں نہیں لکھا جاتا یا اسے قیام کرنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۶۴۳۔ ابن نصر فی قیام اللیل (ص: ۲۶۱) ابن خزيمة (۱۱۳۲)

باب: قضاء سنة الفجر بعد طلوع باب: فجر کی سنتوں کی سورج نکلنے کے بعد

القضاء کا بیان الشمس

۷۵۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ لَمْ يَصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَلْيَصَلِّهُمَا بَعْدَ مَا تَطَلَّعَ الشَّمْسُ)). [الصحيحة: ۲۳۶۱]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو فجر کی دو سنتیں نہ پڑھ سکا اسے چاہیے کہ وہ طلوع آفتاب کے بعد انہیں ادا کر لے۔“

تخریج: الصحيحة ۲۳۶۱۔ ترمذی (۳۲۳) ابن خزيمة (۱۱۴) ابن حبان (۲۳۷۲) حاکم (۲۷۴/۱)

فوائد: اگر نماز فجر سے پہلے والی دو سنتیں رہ جائیں تو ان کو دو اوقات میں پڑھا جاسکتا ہے طلوع آفتاب کے بعد جیسا کہ اسی حدیث میں ہے اور نماز فجر کے متصل بعد جیسا کہ سیدنا قیس ؓ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز فجر پڑھی جب آپ ﷺ (نماز سے فارغ ہو کر) پلٹے تو مجھے نماز پڑھتے ہوئے پایا اور فرمایا: ”قیس! ذرا ٹھیر کیا دو نمازیں اکٹھی پڑھی جا رہی ہیں؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں فجر کی دو سنتیں نہ پڑھ سکا (اور اب پڑھ رہا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر کوئی حرج نہیں۔“ [ابوداؤد ابن ماجہ ترمذی]

فضل انتظار الصلاة نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان

۷۵۳۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعًا: ((الْمَرْءُ فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظَرَهَا)). [الصحيحة: ۲۳۶۸]

سیدنا جابر ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تک آدمی نماز کا انتظار کرتا رہے وہ نماز کے حکم میں رہتا ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۲۳۶۸۔ عبد بن حمید (۱۰۵۲) احمد (۳۳۸/۳) ابویعلیٰ (۱۹۳۹) ابن حبان (۱۵۲۹) من طریق آخر بمعناه

فوائد: اللہ تعالیٰ نے فضل و احسان کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جو آدمی نماز کے انتظار میں بیٹھا ہوتا ہے تو اسے بھی نماز کا حکم دیا

جاتا ہے یعنی اسے نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ ان لوگوں کو غور و فکر کرنا چاہئے جو مسجد میں پہلے جانے سے کترانے کے لئے اپنی نگاہ گھڑی پر رکھ کر جماعت کا وقت قریب ہونے کا انتظار کرتے رہتے ہیں تاکہ مسجد میں جا کر نماز کے انتظار میں بیٹھا ہی نہ پڑے۔

المسجد بیت کل تقی

۷۵۴۔ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: كَتَبَ سَلْمَانُ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ: يَا أَحْيَى! عَلَيْكَ بِالْمَسْجِدِ فَالزَّمَهُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْمَسْجِدُ بَيْتُ كُلِّ تَقِيٍّ)). [الصحيحه: ۷۱۶]

ابو عثمان کہتے ہیں کہ سلمان نے ابو درداء کی طرف لکھا: اے میرے بھائی! مسجد سے وابستہ رہ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”مسجد ہر پرہیزگار آدمی کا گھر ہے۔“

تخریج: الصحيحه ۷۱۶۔ ابو نعیم فی الحلیۃ (۱/۱۷۶) فضاعی فی مسند الشہاب (۷۳/۷۳) طبرانی فی (۲۱۳۳)

فوائد: مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اس کا مفہوم ہر کوئی سمجھتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی ہوتی ہے وہاں سے ذکر الہی اور تلاوت قرآن کی آواز آتی رہتی ہے نیز وہ نیک و پارسا لوگوں کی پناہ گاہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسجد نیکوکار اور پرہیزگار لوگوں کا گھر بھی ہے کیونکہ انہیں وہاں ایسا سکون محسوس ہوتا ہے جو عام لوگوں کو گھر پہنچ کر نصیب ہوتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إِنَّ لِلْمَسَاجِدِ أَوْتَادًا، الْمَلَائِكَةُ جُلُوسًا وَهُمْ، إِنْ غَابُوا يَفْتَقِدُونَهُمْ، وَإِنْ مَرَضُوا عَادُوا وَهُمْ، وَإِنْ كَانُوا فِي حَاجَةٍ أَعَانُوهُمْ، وَقَالَ: جَلِيسُ الْمَسْجِدِ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ: أَخٌ مُسْتَفَادٍ، أَوْ كَلِمَةُ حَكْمَةٍ، أَوْ رَحْمَةٍ مُنْتَظَرَةٍ)۔ [صحیحہ: ۳۴۰۱] یعنی بیشک بعض لوگ مسجد نشین ہوتے ہیں کہ فرشتے ان کے ہم نشین ہوتے ہیں اگر وہ غائب ہو جائیں تو وہ انہیں تلاش کرتے ہیں اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو وہ ان کی تیمارداری کرتے ہیں اور اگر انہیں کوئی ضرورت ہو تو وہ ان کی اعانت کرتے ہیں۔ مسجد میں بیٹھنے والے کو کوئی ایک فائدہ ضرور ہوتا ہے: کوئی اس سے استفادہ کرتا ہے یا وہ حکمت والی بات کرتا ہے یا اسے رحمت کا انتظار ہوتا ہے۔

القراءة فی رکعتین قبل الفجر

۷۵۵۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ لَا يَدْعُهُمَا، قَالَتْ: وَكَانَ يَقُولُ: ((نَعِمَتِ السُّورَتَانِ يُقْرَأُ بِهِمَا فِي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾)) [الصحيحه: ۶۴۶]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور فجر سے پہلے والی دو سنتوں کو ترک نہیں کرتے تھے اور فرماتے: ”دو بہترین سورتیں ہیں جنہیں فجر سے پہلے والی دو رکعتوں میں پڑھا جاتا ہے: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾۔“

تخریج: الصحيحه ۶۴۶۔ ابن خزیمہ (۱۱۱۳) ابن حبان (۲۳۶۱) ابن ماجہ (۱۱۵۰) احمد (۲۳۹/۶)

مسجدوں کے دروازوں پر پیشاب کرنے کی ممانعت

النهي عن البول بأبواب المساجد

۷۵۶۔ عَنْ مَكْحُولٍ مَرْفُوعًا: ((نَهَى ﷺ أَنْ يُبَالَ بِأَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ)). [الصحيحه: ۲۷۲۳]

مکحول تابعی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مساجد کے دروازوں کے آس پاس پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحيحه ۲۷۲۳۔ ابن شیبہ فی تاریخ المدینة (۱/۳۶) ابو داود فی المراسیل (۱۳۳) عن مکحول مرسلًا

فوائد: طہارت و صفائی اسلام کا انتہائی اہم عنصر ہے، بلکہ یوں کہا جائے کہ صفائی کے بغیر عبادت کا مزہ بھی کر کر رہا جاتا ہے اور دوسری چیز جس کا اسلام نے بہت زیادہ خیال رکھا ہے، مسلمانوں کو ہر قسم کی چھوٹی و بڑی تکلیف سے بچانا ہے۔ ان دو تقاضوں کو شریعت نے پورا کرتے ہوئے جتنے احکام لاگو کئے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ قضائے حاجت کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جائے جس سے کسی بشر کو تکلیف نہ ہو۔ مثلاً سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین چیزوں سے بچو جو تمہارے لئے لوگوں کی لعن طعن کا سبب بنتی ہیں، یعنی: لوگوں کے گھاٹ، وسطِ راہ اور (مستعمل) سایوں میں قضائے حاجت کرنا۔“ [ابوداؤد ابن ماجہ] اسی طرح شریعتِ مطہرہ نے غسل خانے میں پیشاب کرنے سے منع کیا، جس کے نقصانات واضح ہیں، اسی مسئلہ کی ایک شق یہ ہے اللہ تعالیٰ کے گھروں کے دروازوں کے سامنے قضائے حاجت نہ کی جائے، کیونکہ یہ لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ بھی ہے، لوگوں کی گزرگاہ بھی ہے اور سب سے بڑی وجہ کہ اس سے مسجد کی توہین ہوتی ہے اور مسجد میں تعفن پھیلتا ہے، جس سے نمازیوں کو تکلیف ہوگی۔

نماز میں بالوں کو اکٹھا کرنے کی ممانعت

النہی عن کف الشعر فی الصلاة

۷۵۷۔ عَنْ مَكْحُولٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعْدٍ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ يَقُولُ رَأَيْتُ أَبَا رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ رَأَى الْحَسَنَ وَهُوَ يُصَلِّي، وَقَدْ عَقَصَ شَعْرَهُ، فَأُطْلِقَهُ، أَوْ نَهَى عَنْهُ، وَقَالَ: ((نَهَى ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَاقِصٌ شَعْرَهُ)). [الصحيحه: ۲۳۸۶]

محول کہتے ہیں: میں نے ابوسعہ جومدینے کا باشندہ تھا، کو کہتے سنا، اس نے کہا: میں نے دیکھا کہ حسن نماز پڑھ رہا تھا اس حال میں کہ اپنے بالوں کو اپنے سر پر اکٹھا کر کے باندھا ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ کے غلام ابو رافع نے اس کے بالوں کو کھول دیا یا ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے بال اس کے سر کے پیچھے اکٹھے کر کے باندھے ہوئے ہوں۔

تخریج: الصحيحه ۲۳۸۶۔ ابن ماجہ (۱۰۳۲) احمد (۸/۳۹۱) دارمی (۱۳۸۰) ابو داود (۶۳۶) نحوه

باب: اقعاء (بیٹھنے) کی صورت جو منع ہے

باب: الاقعاء المنہی عنه

۷۵۸۔ عَنْ أَنَسٍ: ((نَهَى ۱ عَنِ الْإِقْعَاءِ وَالتَّوَرُّكِ فِي الصَّلَاةِ)). [الصحيحه: ۱۶۷۰]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں اقعاء اور تورک سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحيحه ۱۶۷۰۔ احمد (۳/۲۳۳) السراج فی مسنده (۳/۴۳) البزار (۵۳۹) الکشف

فوائد: حدیث میں مذکورہ ”اقعاء“ اور ”تورک“ کی دو صورتیں ہیں، ہر ایک میں سے ایک صورت مستنون اور دوسری ناجائز ہے۔ ”اقعاء“ اور ”تورک“ کی ناجائز صورتیں: ”اقعاء“: پنڈلیوں اور رانوں کو کھڑا کر کے سرینوں پر بیٹھنا اور ہاتھ زمین پر

رکھنا۔ ”تورك“ نماز میں کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو دونوں کولھوں کے برابر رکھنا۔ یہ دونوں صورتیں مذکورہ بالا اور دوسری احادیث کی بنا پر ممنوع ہیں۔ ”اقعاء“ اور ”تورك“ کی مسنون صورتیں یہ ہیں: ”اقعاء“: دو سجدوں کے درمیان جملے میں اپنے سرینوں کو اپنی ایڑیوں پر رکھنا جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: من السنة في الصلاة أن تضع أليتك على عقبيك بين السجدين۔ [صحیحہ: ۳۸۳] یعنی: یہ سنت ہے کہ تو نماز میں دو سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) اپنے سرینوں (چوتھوں) کو اپنی ایڑیوں پر رکھے۔ ”تورك“: نماز کی آخری تشہد میں دائیں کولھے کو دائیں پیر پر اس طرح رکھنا کہ وہ کھڑا ہو اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو نیز بائیں کولھے کو زمین پر نیکیا اور بائیں پیر کو پھیلا کر دائیں طرف نکالنا۔ جیسا کہ سیدنا ابو حمید ساعدی ؓ بیان کرتے ہیں کہ: فاذا جلس في الركعة الآخر قدم رجله اليسرى ونصب الاخرى وقعد على مقعدته۔ [بخاری] یعنی: جب آپ ﷺ آخری رکعت کے بعد (تشہد میں) بیٹھے تو اپنے دائیں پاؤں کو (دائیں پنڈلی کے نیچے سے) آگے کو بڑھا دیتے، اپنے دائیں پاؤں کو گاڑ کر رکھتے اور اپنے سرین پر بیٹھ جاتے۔

باب: الصلاة قبل اصفرار الشمس باب: سورج کے زرد ہونے سے پہلے نفل نماز کا بیان
۷۵۹۔ عَنْ عَلِيٍّ: ((نَهَى ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً)). سیدنا علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا، إِلَّا یہ کہ سورج بلند ہو۔

[الصحيحه: ۲۰۰]

تخریج: الصحيحه ۲۰۰۔ ابو داود (۱۲۷۳) نسائی (۵۷۳) احمد (۱۳۱/۱۲۹) فوائد: پہلے بھی اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے کہ نماز عصر کے بعد علی الاطلاق نفلی نماز پڑھنا ممنوع نہیں ہے بلکہ کچھ وقت تک اجازت ہے جس کی وضاحت اس حدیث میں کر دی گئی ہے۔

ومن أمور المذمومة في الصلاة ومن أمور المذمومة في الصلاة
۷۶۰۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبَةَ: ((نَهَى ﷺ عَنْ نَقَرَةِ الْغُرَابِ، وَافْتِرَاشِ السَّبْعِ، وَأَنْ يُوْطِنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُوْطِنُ الْبُعَيْرُ)). سیدنا عبد الرحمن بن شیبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئے کے ٹھونگ مارنے (کی طرح غلٹ کے ساتھ سجدہ کرنے سے) اور (سجدے میں) درندے کی طرح بازو بچھانے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع کیا کہ آدمی مسجد میں ایک جگہ کو اپنے لئے اس طرح خاص کر لے جس طرح اونٹ کرتا ہے۔

تخریج: الصحيحه ۱۱۶۸۔ ابو داود (۸۶۲) نسائی (۱۱۱۳) ابن ماجہ (۱۳۲۹) احمد (۳/۳۲۸-۳۲۹) فوائد: مسائل بالکل واضح ہیں کہ سکون کے ساتھ سجدہ کرنا چاہئے، سجدے میں بازو زمین سے بلند ہوں اور مسجد میں کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص نہ کر لیا جائے کہ اگر کوئی وہاں بیٹھ گیا ہو تو اسے اٹھا دیا جائے بلکہ بعد میں آنے والوں کو جہاں جگہ ملے وہ ترتیب کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

باب: وجوب خروج النساء الی

مصلی العید

۷۶۱۔ عَنْ أُخْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ الْأَنْصَارِيِّ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (وَجِبَ الْخُرُوجُ
عَلَى كُلِّ ذَاتِ نِطَاقٍ)۔ یعنی فی الْعِیدَیْنِ۔

[الصحيحة: ۲۴۰۸]

تخریج: الصحیحة ۲۴۰۸۔ احمد (۳۵۸/۶) طیالسی (۱۶۲۲) بیہقی (۳۰۶/۳)

باب: نماز عید کے لیے عورتوں کا عید گاہ جانا واجب ہے

سیدنا عبد اللہ بن رواحہ انصاری ؓ کی بہن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(عیدین کے لئے) ہر اس عورت پر نکلنا فرض ہے جو کمر بند باندھتی ہو یعنی بالغ ہو۔“

فوائد: نماز عیدین میں نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی شرکت پر اتنی تاکید فرمائی کہ حیض والی عورتوں کو بھی جو نماز نہیں پڑھ سکتیں مستثنیٰ نہ کیا۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: امرنا ان نخرج العواتق والحیض فی العیدین یشہدن الخیر وعوة المسلمین وتعتزل الحیض المصلی۔ [بخاری، مسلم] یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم جو ان لڑکیوں اور حائضہ عورتوں کو بھی عیدین میں ساتھ لے کر نکلیں تاکہ وہ بھی مسلمانوں کے امور خیر اور دعاؤں میں شریک ہوں البتہ حائضہ عورتیں عید گاہ سے الگ رہیں۔ اور اس حدیث میں تو آپ ﷺ نے نماز عیدین میں شرکت کو واجب قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض لوگ ان سنتوں کی مخالفت پر تلے ہوتے ہیں۔

باب: ترک کی گئی سنتیں

نعیم بن حمام۔ جن کا تعلق قبیلہ بنو عدی بن کعب سے تھا۔ کہتے ہیں: ایک رات خوب سردی تھی صبح کی اذان ہو رہی تھی اور میں اپنی بیوی کی چادر میں (لیٹا ہوا) تھا۔ میں نے کہا: کاش مؤذن یہ بھی کہہ دے: ”وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ“ (اگر کوئی نہیں آنا چاہتا تو کوئی حرج نہیں)۔ (میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ) نبی کریم ﷺ کے مؤذن نے کہہ دیا: ”وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ“۔

باب: من السنن المتروكة

۷۶۲۔ عَنْ نَعِيمِ بْنِ الْحَمَامِ۔ مِنْ بَنِي عَدِيٍّ بْنِ كَعْبٍ۔ قَالَ: نُوَدِّي بِالصُّبْحِ فِي يَوْمٍ بَارِدٍ وَأَنَا قَرِطُ أَمْرَاتِي فَقُلْتُ: لَيْتَ الْمُنَادِي يُنَادِي: وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ، فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: ((وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ))۔ [الصحيحة: ۲۶۰۵]

تخریج: الصحیحة ۲۶۰۵۔ ابن ابی شیبہ فی المسند (۵۵۳) احمد (۲۲۰/۴) بیہقی (۳۹۸/۱)

فوائد: ”ان الدین یسر“ یعنی دین آسان ہے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا کہ جہاں شریعت نے عام حالات میں مسجد میں نماز جماعت کو ضروری قرار دیا وہاں کسی عذر کی وجہ سے رخصت کا اعلان بھی کروایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارش سردی وغیرہ کے جس موسم میں نمازیوں کے لئے مسجد میں آنا مشکل ہو اس دن اذان کے بعد مؤذن کہے: ومن قعد فلا حرج۔ لیکن ایسے حالات میں اذان کے بعد ”الاصلاوا فی الرحال“ (خبردار! گھروں میں نماز پڑھ لو) کہنا بھی مسنون ہے۔ [بخاری، مسلم] اور یہ بھی درست ہے کہ ”حی علی الصلاة“ حی علی الفلاح کے بجائے ”صلوا فی بیوتکم“ (گھروں میں نماز پڑھ لو) ہی کہہ دیا

جائے۔ [بخاری مسلم]

تفسیر الآیۃ: واذا راوا تجارة

۷۶۳۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَدِمَتْ غَيْرُ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَأَبْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ تَتَابَعْتُمْ حَتَّى لَا يَبْقَ مِنْكُمْ أَحَدٌ، لَسَأَلْتُ بِكُمْ الْوَادِي نَارًا)) فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ (الْجُمُعَةُ ۱۱) وَقَالَ: فِي الْإِثْنَى عَشَرَ الَّذِينَ ثَبَتُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ۔ [الصحيحۃ: ۳۱۴۷]

اور جب انہوں نے تجارت کو دیکھا..... کی تفسیر کا بیان سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعہ کے روز خطبہ ارشاد فرما رہے تھے مدینہ میں ایک (تجارتی) قافلہ آیا! اصحاب رسول اس کی طرف لپک پڑے اور صرف بارہ آدمی بچے۔ رسول اللہ ﷺ نے (یہ صورتحال دیکھ کر) فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم سارے کے سارے چلے جاتے اور کوئی بھی باقی نہ بچتا تو اس وادی میں آگ بہہ پڑتی جو تمہیں بہا کر لے جاتی۔“ پھر یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿جب وہ کوئی سودا بکتے دیکھیں یا کوئی تماشا نظر آجائے تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں﴾ (سورہ جمعہ: ۱۱) راوی کہتے ہیں: جو بارہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے رہے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں شامل تھے۔

تخریج: الصحيحۃ ۳۱۴۷۔ ابو یعلیٰ (۱۹۷۹) ابن حبان (۶۸۷۷) بخاری (۴۸۹۹/۹۳۶) مسلم (۸۶۳) بغیر هذا اللفظ فوائد: معلوم ہوا کہ خطبے کے دوران کسی دنیوی مقصد کے لئے اٹھ کر جانا گناہنا جرم ہے۔

الاعتکاف إلا فی المساجد الثلاثة

۷۶۴۔ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ لِعَبْدِ اللَّهِ [يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ- رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ]: [قَوْمٌ] عُكُوفٌ بَيْنَ ذَارِكٍ وَدَارِ أَبِي مُوسَى لَا تَغْيَرُ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تَنْتَهَاهُمْ)؟ وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا اِعْتِكَافَ إِلَّا فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ)) فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَعَلَّكَ نَسِيتَ وَحَفِظُوا، أَوْ أَخْطَأْتُ وَأَصَابُوا۔

ابو وائل کہتے ہیں: سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: کچھ لوگ آپ کے اور ابوموسیٰ کے گھر کے درمیان اعتکاف کی نیت سے بیٹھے ہیں اور آپ انہیں منع نہیں کرتے؟ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اعتکاف نہیں ہے، مگر تین مساجد میں۔“ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: شاید تو بھول گیا ہو اور انہیں یاد ہو یا شاید تجھے غلطی لگی ہو اور وہ درست ہوں۔

تخریج: الصحيحۃ ۲۷۸۱۔ الاسماعیلی فی المجموع (۷۲۱/۲) بیہقی فی السنن (۳۱۶/۳) طحاوی فی المشکل (۲۰/۳) فوائد: کون کون سی مساجد میں اعتکاف جائز ہے؟ بلاشبہ اعتکاف کے لئے صرف مسجد کا ہی انتخاب کیا جائے گا نہ کہ گھر کا۔ جمہور کا موقف یہ ہے کہ ہر مسجد میں اعتکاف جائز ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ﴾

[سورہ بقرہ: ۱۸۷] یعنی: ”عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب تم مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں ہو۔“ چونکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے مساجد کا عام ذکر کیا ہے لہذا ہر مسجد میں اعتکاف جائز ہوگا۔ جبکہ امام البانیؒ وغیرہ کا خیال ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں اعتکاف صرف تین مساجد (مسجد حرام، مسجد نبویؐ، مسجد اقصی) میں جائز ہے یہ کہتے ہیں کہ آیت عام ہے اس حدیث نے اس کی تخصیص کر دی ہے۔ جمہور نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ اس سے مراد افضل اور اکمل اعتکاف ہے جو ان تین مساجد میں کیا جا سکتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ) یعنی: جس آدمی میں امانت نہ ہو اس کا تو کوئی ایمان نہیں ہوتا۔ یعنی اس کا ایمان افضل اور اکمل نہیں ہوتا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب: گھروں میں نوافل کی ادائیگی کی ترغیب

باب: الحظ علی صلاة النوافل فی

البيوت

۷۶۵۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ مَرْفُوعًا: سیدنا زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ ان میں نماز پڑھا کرو۔“

[الصحیحة: ۲۴۱۸]

تخریج: الصحیحة ۲۴۱۸۔ احمد (۱۱۳/۳) عبد بن حمید (۲۷۵) طبرانی فی الکبیر (۵۴۷۸) فوائد: پہلے بھی اس موضوع پر بحث ہو چکی ہے کہ گھروں میں نقلی نماز کا اہتمام کرنا چاہئے۔ ”گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔“ اس کے تین مفہوم ہیں: (۱) مردوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنی قبروں میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ (۲) جو آدمی اپنے گھر میں نماز نہیں پڑھے گا اس نے اپنے آپ کو میت اور اپنے گھر کو قبر بنا دیا۔ جس طرح قبرستان میں نماز پڑھنا حرام ہے اسی طرح گھروں کو بنا دیا جائے۔

باب: آداب مسجد کا بیان

باب: من آداب المساجد

۷۶۶۔ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ (عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ) مَرْفُوعًا: ((لَا تَتَخَذُوا الْمَسَاجِدَ طُرُقًا إِلَّا لِيَذْكُرَ أَوْ صَلَاةً)). [الصحیحة: ۱۰۰۱]

تخریج: الصحیحة ۱۰۰۱۔ ابن ابی ثابت فی حدیثہ (۱۲۶/۱) طبرانی فی الکبیر (۱۳۲۱۹) والاوسط (۳۱) فوائد: مساجد کے مقاصد بیان کئے جا رہے ہیں کہ وہاں کی مصروفیت کی دہی صورتیں ہیں: ذکر الہی یا نماز۔

روزوں کے لیے جمعہ کے دن کو خاص کرنے کی

کراہیۃ التخصیص بیوم الجمعة

کراہت کا بیان

للصیام

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیام کے لئے جمعہ کی رات کو خاص نہ کرو اور نہ اس کے دن کو

۷۶۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي، وَلَا

روزہ کے لئے خاص کرو ہاں اگر کوئی آدمی (اپنی ترتیب کے مطابق) روزے رکھ رہا ہے (اور اسے جمعہ کے دن روزہ رکھنا پڑ گیا ہے تو) وہ روزہ رکھ لے۔“ [الصحيحة: ۹۸۰]

تخریج: الصحيحة ۹۸۰۔ مسلم (۱۱۳۳ / ۱۳۸) نسائی فی الکبریٰ (۲۷۵۱) ابن خزيمة (۱۱۷۲) فوائد: کسی دلیل کے بغیر کسی دن کو عبادت کے لئے خاص نہیں کیا جاسکتا۔

النهی عن الصلاة الى القبر وعليه
۷۶۸۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا: ((لَا تَصَلُّوا إِلَى قَبْرِ، وَلَا تَصَلُّوا عَلَى قَبْرِ)).
سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہ قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو اور نہ قبر کے اوپر۔“
تخریج: الصحيحة ۱۰۱۲۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۰۵۱) الضیاء فی المختارة (۱۲ / ۱۲۳)

النهی عن الصلاة عند طلوع الشمس و غروبها
سورج کے طلوع اور غروب ہوتے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان

۷۶۹۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَصَلُّوا عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ وَتَغْرُبُ عَلَى قَرْنِ شَيْطَانٍ وَصَلُّوا بَيْنَ ذَلِكَ مَا شِئْتُمْ)).
سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”طلوع آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھو کیونکہ یہ شیطان کے سینگ پر طلوع اور غروب ہوتا ہے (طلوع اور غروب) کے درمیان جیسے چاہو نماز پڑھو۔“ [الصحيحة: ۳۱۴]

تخریج: الصحيحة ۳۱۲۔ ابویعلیٰ (۳۲۱۶) الضیاء فی المختارة (۱۸۸۳)

لا غرار فی صلاة ولا تسليم
۷۷۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا غَرَارَ فِي صَلَاةٍ وَلَا تَسْلِيمٍ)).
سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نہ نماز (کے ارکان) میں نقص پیدا کرنا جائز ہے اور نہ (نماز میں) سلام دینا۔“

تخریج: الصحيحة ۳۱۸۔ ابو داود (۹۲۸) احمد (۳۶۱ / ۲) حاکم (۲۶۳ / ۱)

فوائد: ابو عمر دشیانی نے کہا: ”لا غرار“ کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنی نماز سے اس حال میں نہ نکلے کہ اسے نماز کے کسی حصے کے باقی رہنے کا گمان ہو بلکہ (وہ اس وقت سلام پھیرے) جب اسے نماز کے مکمل ہونے کا یقین ہو۔ ابن اثیر نے کہا: ”غرار الصلاة“ سے مراد اس کی کیفیات و ارکان میں نقص ہوتا ہے اور ”غرار التسليم“ سے مراد یہ ہے کہ نمازی (جواباً) ”وعلیک“ کہے۔ امام البانی نے

کہا: ”ولا تسلیم“ کا یہ معنی نہیں کہ غیر نمازی، نمازی کو سلام نہ کہے کیونکہ کئی احادیث میں ثابت ہے کہ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کو سلام کہتے تھے (اور آپ ﷺ اشارے سے جواب دیتے تھے)۔ (صحیح: حدیث: ۳۱۸ کے تحت) خلاصہ کلام یہ ہوا کہ جب تک نمازی کو نماز کی تکمیل کا یقین نہ ہو جائے وہ سلام نہیں پھیر سکتا، نیز وہ سلام کا جواب بول کر نہیں دے سکتا، کیونکہ اسے کلام کہتے ہیں جو نماز میں حرام ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

النہی عن الکلام فی الصلاة

۷۷۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَيَرُدُّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ إِنَّهُ سَلَّمَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمْ يَرُدِّ عَلَيْهِ، فَظَنَّ عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ ذَلِكَ مِنْ مُوجِدَةٍ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كُنْتُ أَسَلِّمُ عَلَيْكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي فَتَرُدُّ عَلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْكَ فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ، فَظَنَنْتُ أَنَّ ذَلِكَ مِنْ مُوجِدَةٍ عَلَيَّ فَقَالَ: ((لَا وَلَكِنَّا نُهِينَا عَنْ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، إِلَّا بِالْقُرْآنِ وَالذِّكْرِ)).
[الصحيحه: ۲۳۸۰]

نماز میں کلام کرنے کی ممانعت کا بیان
سیدنا عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو سلام کہتے تھے اس حال میں کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور آپ ﷺ ان کے سلام کا جواب دیتے تھے۔ (ایک دن) انہوں نے سلام کہا، لیکن آپ ﷺ نے جواب نہ دیا۔ سیدنا عبد اللہ ﷺ کو گمان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے ناراض ہیں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو انھوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو نماز کی حالت میں سلام کہتا تھا اور آپ مجھے جواب دیتے تھے لیکن آج میں نے سلام کہا اور آپ نے جواب نہ دیا میں یہ سمجھا کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسی بات نہیں ہے دراصل ہمیں نماز میں کلام کرنے سے منع کر دیا گیا ہے، ماسوائے قرآن مجید اور (اللہ کے) ذکر کے۔“

تخریج: الصحيحه ۲۳۸۰۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۱۲۸)

فوائد: ابتدائے اسلام میں نماز میں گفتگو جائز تھی، بعد میں حرام ہو گئی۔ اسی بناء پر زبان سے سلام کا جواب دینا درست نہیں کیونکہ اسے کلام کہا جاتا ہے البتہ نمازی اشارے سے سلام کا جواب دے سکتا ہے۔ پہلے اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

باب: صلاة الضحیٰ ہی الاوابین

۷۷۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَحَافِظُ عَلَى صَلَاةِ الضُّحَى إِلَّا أَوَابٌ وَهِيَ صَلَاةُ الْاَوَابِينَ)). [الصحيحه: ۱۹۹۴، ۷۰۳]

باب: چاشت کی نماز ہی ”اوابین“ ہے
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہت توبہ کرنے والا فرد ہی چاشت کی نماز کی حفاظت کرتا ہے اور یہی صلاة الاوابین (بہت توبہ کرنے والوں کی نماز) ہے۔“

تخریج: الصحيحه ۲۰۳، ۱۹۹۴ ابن خزيمة (۱۲۲۳) حاکم (۳۱۳/۱)

فوائد: یہ ایک واضح دلیل ہے کہ نماز ضحیٰ کو ہی ”صلاة الاوابین“ کہتے ہیں، اگرچہ عوام میں مشہور ہے کہ یہ نماز بعد از نماز مغرب ہوتی ہے جو محض ایک خام خیالی ہے۔ عصر حاضر میں خواص و عوام نماز ضحیٰ کی ادائیگی سے غافل ہیں حالانکہ دو رکعت نماز ضحیٰ ادا کرنے

سے انسان کے ۳۶۰ جوڑوں کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے۔ اس کی مزید فضیلت و اہمیت پہلے گزر چکی ہے۔ آپ ﷺ نے آٹھ رکعت تک نمازِ نضحیٰ بھی پڑھی ہے۔

تحریم الصلاة عند طلوع الشمس

۷۷۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ: رَأَى أَبُو بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَصَلُّى صَلَاةَ الضُّحَى حِينَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَعَابَ عَلَيَّ ذَلِكَ وَنَهَانِي، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَصَلُّوا حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ)).

[الصحيحه: ۳۰۴۱]

تخریج: الصحيحه ۳۰۴۱۔ احمد (۲۱۶/۵) بخاری فی التاريخ والکنی ۸/ ۱۵ ابو یعلیٰ (۱۵۷۲)

تکبیرات الجنائز والعیدین ارباعاً

۷۷۴۔ عَنِ الْوَضِیْنِ بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّ الْقَاسِمَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ، قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ عِيدٍ، فَكَبَّرَ أَرْبَعًا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ حِينَ انْصَرَفَ قَالَ: ((لَا تَنْسُوا تَكْبِيرَ الْجَنَائِزِ، وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ، وَقَبَضَ إِبْهَامَهُ، يَعْنِي فِي صَلَاةِ الْعِيدِ)). [الصحيحه: ۲۹۹۷]

تخریج: الصحيحه ۲۹۹۷۔ طحاوی (۳۳۵/۴)

فوائد: اس سے مراد وہی چھ تکبیریں ہیں جو ہمارے ہاں احناف کا عمل ہے پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر کو شامل کر کے کل آٹھ بنتی ہیں۔ امام البانیؒ نے کہا: جو چار چار تکبیرات کہنا چاہتا ہے وہ اس مذکورہ بالا حدیث اور دوسرے آثار کی بنا پر کہہ لے اور جو پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیرات کہنا چاہتا ہے وہ بھی کہہ لے کیونکہ اس کے حق میں بھی ایک مسند حدیث موجود ہے جس کی طرف امام بیہقیؒ نے اشارہ کیا اور یہ طریقہ کئی صحابہ سے بھی منقول ہے اس لئے حدیث پورے مجموعہ کی بنا پر درجہ صحت تک پہنچ جاتی ہے۔ (صحیحہ: حدیث: ۲۹۹۷ کے تحت) بارہ تکبیرات پر دلالت کرنے والی احادیث: سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”التکبیر فی الفطر سبع فی الاولى و خمس فی الاخری والقراءة

طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنے کی حرمت کا بیان سعید بن نافع کہتے ہیں ابو بشیر انصاریؒ جو صحابی رسول تھے نے مجھے دیکھا اور میں طلوع آفتاب کے وقت چاشت کی نماز پڑھ رہا تھا انھوں نے میرے اس عمل کو معیوب قرار دیا اور مجھے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس وقت تک نماز نہ پڑھو جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے کیونکہ یہ شیطان کے سیگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔“

جنازہ اور عیدین کی تکبیریں چار چار ہیں

وضین بن عطا کہتے ہیں: مجھ سے ابو عبد الرحمن قاسم نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھے کسی صحابی رسول نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عید کے روز نماز پڑھائی اور چار چار تکبیریں کہیں پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”بھولنا نہیں جنازے کی تکبیرات کی طرح (چار تکبیریں اس نماز میں بھی ہیں)۔“ پھر آپ ﷺ نے (بات سمجھانے کے لئے) انگلیاں بند کر کے (بقیہ چار) انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا۔

بعدہما کلتیہما۔ [ابوداؤد ابن ماجہ] یعنی: عید الفطر کی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں ہیں اور دونوں قراءت سے پہلے کہی جائیں گی۔ سیدنا عمرو بن عوف ؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز عیدین کی پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیرات کہیں۔ [ترمذی ابن ماجہ] سیدنا سعد ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عیدین میں پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔ [ابن ماجہ] سیدنا عمرؓ سیدنا علیؓ سیدنا ابو ہریرہؓ سیدنا جابرؓ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ سیدنا ابوالیوبؓ سیدنا زید بن ثابتؓ اور سیدہ عائشہؓ اور امام احمدؒ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور دیگر کئی ائمہ کا یہی مسلک ہے کہ نماز عیدین میں بارہ تکبیریں کہی جائیں۔ اس موضوع پر بعض احادیث میں ضعف ہے، لیکن وہ شواہد کی بنا پر صحیح ہیں۔

لا صلاة بعد العصر والفجر سوى مكة کے علاوہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے

المكة

۷۷۵۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ أَخَذَ بِحَلَقَةِ بَابِ الْكُعْبَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَلَا بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، إِلَّا بِمَكَّةَ، إِلَّا بِمَكَّةَ، إِلَّا بِمَكَّةَ)). [الصحيحة: ۳۴۱۲]

سیدنا ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے باب کعبہ کا کڑا پکڑ کر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں اور (اسی طرح) فجر کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں (یعنی مکہ میں ہر وقت پڑھ سکتا ہے)۔“

تخریج: الصحيحة ۳۴۱۲۔ احمد (۵/۱۶۵) دارقطنی (۱/۳۲۳) بیہقی (۲/۳۶۱)

فوائد: مکہ مکرمہ کو مکروہ اوقات سے خاص کر دیا گیا ہے کہ وہاں ہر وقت نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

جنتیوں والے کام اور انہی میں سے پانچ نمازیں

سیدنا ابو قتیلہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”نہ میرے بعد کوئی نبی آئے گا اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت آئے گی“ سوائے رب کی عبادت کرو، پانچ نمازیں قائم کرو، زکاۃ ادا کرو، ماہ (رمضان) کے روزے رکھو اور اپنے معاملات کے مسئولوں (یعنی امیروں) کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“

ومن امور الجنة وفيهن صلوات الخمس

۷۷۶۔ عَنْ أَبِي قَتِيلَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فِي النَّاسِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ: ((لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ فَأَعْبُدُوا رَبَّكُمْ، وَأَقِيمُوا حِمْسَكُمْ، وَأَعْطُوا زَكَاةَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَطِيعُوا وِلَاةَ أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ)). [الصحيحة: ۳۲۳۳]

تخریج: الصحيحة ۳۲۳۳۔ طبرانی فی الکبیر (۲۲/۳۱۶) وفی الشامیین (۱۱۷۳) ابونعیم فی المعرفة (۶۱۹۳)

نماز میں قبلہ کی سمت تھوکنے کی کراہت کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز ظہر پڑھائے اس نے نماز پڑھانے کی حالت میں جہت قبلہ میں تھوکا۔ جب نماز عصر کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے ایک دوسرے آدمی کو (امامت کے لئے) بھیجا پہلا شخص ڈر گیا اور اس نے آپ ﷺ کے پاس آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں“ (کوئی حکم نازل نہیں ہوا بات یہ ہے کہ) جب تو لوگوں کو امامت کروا رہا تھا تو تو نے اپنے سامنے تھوکا اور اس طرح اللہ اور فرشتوں کو تکلیف دی (اس وجہ سے میں نے تجھے معزول کر دیا)۔“

کراہیۃ النفل من جهة القبلة فی الصلاة

۷۷۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الظُّهْرِ، فَتَقَلَّ فِي الْقِبْلَةِ وَهُوَ يُصَلِّي لِلنَّاسِ، فَلَمَّا كَانَ صَلَاةَ الْعَصْرِ، أُرْسِلَ إِلَى آخِرٍ، فَأَشْفَقَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ، فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنْزَلَ فِيَّ؟ قَالَ: ((لَا وَلَكِنَّكَ تَقَلَّتْ بَيْنَ يَدَيْكَ، وَأَنْتَ يَوْمَ النَّاسِ قَاذِيَتٌ اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ)). [الصحيحۃ: ۳۳۷۶]

تخریج: الصحيحۃ ۳۳۷۶۔ طبرانی فی الکبیر (۳۱/۱۳)

فوائد: قبلہ کی جہت میں تھوکنے سے منع کیا گیا ہے پہلے یہ احکام گزر چکے ہیں کہ اگر نمازی تھوکتا چاہتا ہے تو وہ نہ دائیں طرف اور نہ قبلہ کی سمت تھوکے اگر اس کے بائیں طرف کوئی اور نمازی نہیں ہے تو بائیں طرف تھوک لے اپنے پاؤں کے نیچے تھوک لے یا اپنے کسی کپڑے پر تھوک کر اسے مل دے۔

خروج من المسجد بغير حاجة بعد

سمع النداء نفاق

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ آدمی منافق ہے جو میری اس مسجد میں موجود ہو اذان سنے اور ضرورت کے بغیر نکل جائے اور پھر واپس نہ لوٹے۔“

۷۷۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَسْمَعُ النَّدَاءَ أَحَدٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا لِحَاجَةٍ. ثُمَّ لَا يَرْجِعُ إِلَّا مُنَافِقًا)). [الصحيحۃ: ۲۵۱۸]

تخریج: الصحيحۃ ۲۵۱۸۔ طبرانی فی الاوسط (۳۸۵۳) ابونعیم فی صفة النفاق (۱/۲۹) ابوداؤد فی المراسیل (۸۳) بیہقی (۵۱/۳) عن سعید بن المسیب مرسل بنحوہ

فوائد: اذان کے بعد بلا عذر مسجد سے نکلنا منع ہے جیسا کہ ابو شعاع کہتے ہیں کہ ہم لوگ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں تھے جب مؤذن نے نماز عصر کے لئے اذان دی تو ایک آدمی مسجد سے نکل پڑا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس آدمی نے ابو القاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی ہے۔ [مسلم] لیکن مسجد نبوی کا معاملہ کچھ اور ہے کہ اذان کے بعد وہاں سے باہر نکلنا نہ صرف معصیت ہے بلکہ شریعت کی طرف سے نفاق کی وعید کا مستحق بھی بن جائے گا۔

لا تقبل صلاة من اربعین یوماً من

شرب الخمر

۷۷۹۔ عَنْ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ۔ الَّذِي كَانَ يَسْكُنُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ۔ أَنَّهُ مَكَثَ فِي طَلَبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ بِالْمَدِينَةِ، فَسَأَلَ عَنْهُ؟ قَالُوا: قَدْ سَافَرَ إِلَى مَكَّةَ۔ فَاتَّبَعَهُ فَوَجَدَهُ قَدْ سَارَ إِلَى الطَّائِفِ، فَتَبِعَهُ فَوَجَدَهُ فِي مَزْرَعَةٍ يَمْسِي بِمُحَاصِرٍ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ وَالْقُرَيْشِيُّ يَزِنُ بِالْخَمْرِ، فَلَمَّا لَقِيَتْهُ سَلَّمَتْ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ، قَالَ: مَا عَدَا بِكَ الْيَوْمُ؟ وَمِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ ثُمَّ سَأَلَتْهُ: هَلْ سَمِعْتَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو! رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ شَرَابَ الْخَمْرِ بِشَيْءٍ؟ قَالَ: نَعَمْ فَاتَنَزَعَ الْقُرَيْشِيُّ يَدَهُ ثُمَّ ذَهَبَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي قَبْلَ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا)). [الصحیحة: ۷۰۹]

جس نے شراب پی اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی

ابن دلیلی۔ جو بیت المقدس میں فروکش تھا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی تلاش میں مدینہ میں ٹھہرا جب اس نے عبد اللہ کے بارے میں پوچھا تو بتلایا گیا کہ وہ تو مکہ کی طرف جا چکے ہیں۔ وہ بھی ان کے پیچھے چل دیا (مکہ آنے پر) معلوم ہوا کہ وہ تو طائف کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ وہ ان کی کھوج میں طائف کو روانہ ہو گیا اور بالآخر انھیں ایک کھیت میں پالیا، وہ ایک قریشی آدمی جو شراب نوشی میں بدنام تھا کے ساتھ ایک دوسرے کی کوکھ پر ہاتھ رکھ کر چل رہے تھے۔ (وہ کہتا ہے کہ) جب میں انھیں ملا تو سلام کہا، انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کون سی چیز تجھے یہاں لے آئی؟ تو کہاں سے آیا؟ میں نے انھیں سارا واقعہ سنایا اور پھر پوچھا: اے عبد اللہ بن عمرو! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو شراب کے بارے میں کچھ فرماتے سنا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ (یہ سن کر) قریشی نے اپنا ہاتھ کھینچا اور چلا گیا۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میری امت کا جو آدمی شراب پیتا ہے چالیس روز اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔“

تخریج: الصحیحة ۷۰۹۔ ابن خزيمة (۹۳۹) حاکم (۲۵۸/۱) احمد نسائی (۵۶۳) مختصر ابن ماجہ (۳۷۷)

فوائد: یہ موضوع پہلے بھی گزر چکا ہے کہ شراب نہ صرف ہر برائی کا سرچشمہ ہے، بلکہ عملاً کی جانے والی نیکیوں کو بھی بے اثر کر دیتی ہے۔ اس حدیث میں قبول کے معانی ”اجرو ثواب“ کے ہیں، یعنی ایسے آدمی کا فریضہ ادا ہو جاتا ہے، لیکن اجر و ثواب نہیں ملتا ہے۔ قبول کا دوسرا معنی ”کفایت کرنا“ ہوتا ہے کہ نماز سرے سے کفایت ہی نہیں کرتی، بلکہ دوبارہ ادا کرنا پڑتی ہے، جیسے وضو کے بغیر پڑھی جانے والی نماز قبول نہیں ہوتی، یعنی کفایت نہیں کرتی اور آدمی کا فریضہ ہی ادا نہیں ہوتا۔

رکوع اور سجود میں کمر سیدھی کرنے کی اہمیت کا بیان

اهمية اقامة الصلب في الركوع

والسجود

سیدنا طلق بن علی ؓ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جس میں وہ رکوع و سجود کے دوران کمر سیدھی نہیں کرتا۔“

۷۸۰۔ عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَنَفِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَنْظُرُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى صَلَاةِ عَبْدٍ لَا يَقِيمُ فِيهَا صُلْبَهُ بَيْنَ رُكُوعِهَا وَسُجُودِهَا)).

تخریج: الصحیحة ۲۵۳۶۔ احمد (۲/۲۲) طبرانی فی الکبیر (۸۲۶۱) ابن ماجہ (۸۷۱/۱۰۰۳) احمد (۲/۲۳) ابن خزيمة (۵۹۳) من طریق آخر

فوائد: یہ اعتدال اور اطمینان کی اہمیت پر دلالت کتاں فرمان نبوی ہے، پہلے بھی اس مضمون کی احادیث گزر چکی ہے۔

شک کی بنیاد پر نماز سے نہ پھرنا

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان آدمی کے پاس آتا ہے اور (اسے دوسرے ڈالنے کے لئے) اس کی دیر (پانخانہ کی جگہ) کے پاس پھونک مارتا ہے (ایسی صورت میں) آدمی اس وقت تک (وضو کرنے کے لئے) نہ جائے جب تک ہوا کی آواز نہ سن لے یا اس کی بونہ پالے۔“

عدم الانصراف من الصلاة بالشك

۷۸۱۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَنْفِرُ عِنْدَ عِجَانِهِ، فَلَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا [أَوْ يَجِدَ رِيحًا]). [الصحیحة: ۳۰۲۶]

تخریج: الصحیحة ۳۰۲۶۔ ابواسحاق الحریری فی غریبہ الحدیث (۱/۹۸/۵) البزار (الکشف: ۲۸۱) طبرانی فی الکبیر (۱۱۵۵۶)

فوائد: شریعت کی روشنی میں یہ قاعدہ بنایا گیا ہے کہ ”الیقین لا یزول بالشک“ یعنی: شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا۔ جب آدمی ایک دفعہ وضو کر لیتا ہے تو جب تک اسے وضو ٹوٹنے کا یقین نہیں ہو جاتا اس وقت تک وضو برقرار رہے گا، کسی شک و شبہ سے وضو متاثر نہیں ہوگا، بعض لوگ وہی ہوتے ہیں اس حدیث میں ان کو تسلی دلائی گئی ہے کہ جب تک ان ہوا خارج ہونے کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک وہ با وضو ہی رہیں گے، محض پانخانہ کی جگہ پر کسی چیز کا احساس ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

باب: کثرت سجود کی فضیلت

سیدنا ابوفاطمہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابوفاطمہ! زیادہ سے زیادہ سجدے کیا کر، کیونکہ جب بھی مسلمان سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔“

باب: فضل الآثار من السجود

۷۸۲۔ عَنْ أَبِي فَاطِمَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا أَبَا فَاطِمَةَ! اكْثِرْ مِنَ السُّجُودِ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ مُسْلِمٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِهَا دَرَجَةً [فِي الْجَنَّةِ وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ]). [الصحیحة: ۱۵۱۹]

تخریج: الصحیحة ۱۵۱۹۔ احمد (۳/۳۲۸) ابن سعد (۷/۵۰۸) ابن ماجہ (۱۳۲۲) نسائی فی الکبریٰ (۸۶۹۸)

فوائد: اللہ تعالیٰ کے کمال عاجزی و انکساری کا اظہار سجدے کی صورت میں ہوتا ہے جس میں مسلمان اپنی جبین نیاز بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے ٹیک دیتا ہے حیرانگی کی بات یہ ہے کہ بندہ اللہ کے سامنے بے بسی بے چارگی اور کچھ نہ ہونے کا ثبوت دے رہا ہے لیکن اللہ اس کو رفعتیں عطا کئے جا رہے ہیں اور اس کی لغزشیں معاف کر کے اس کے جنت میں درجات بلند کئے جا رہے ہیں۔

۷۸۳۔ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عَلَى خُمْرَةٍ، فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! ارْقَعِي عَنَّا حَصِيرَكَ هَذَا قَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ يَفْتِنُ النَّاسَ)). [الصحیحة: ۹۳]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چٹائی پر نماز پڑھتے تھے۔ (ایک دن) فرمایا: ”عائشہ! اپنی یہ چٹائی اٹھاؤ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ لوگوں کو فتنے میں مبتلا نہ کر دے۔“

تخریج: الصحیحة ۹۳۔ ابوداؤد (۲۵۶۸) بیہقی (۵/۲۵۵)

فوائد: نمازی کے سامنے کوئی نقش و نگار والی ایسی چیز نہ ہو جو اس کی اپنی طرف متوجہ کر دے۔ سیدنا عثمان بن ابوطالبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (فانه لا ينبغي ان يكون في قبلة البيت شيء يلهي المصلي...) [ابوداؤد] یعنی: یہ جائز نہیں کہ گھر کی قبلہ والی سمت میں کوئی ایسی چیز ہو جو نمازی کو غافل کر دے۔ آپ ﷺ نے خود جب ابوجہمؓ والی قمیص جس میں نقش و نشانات تھے میں نماز پڑھی تو فراغت کے بعد اسے اتار پھینکا اور فرمایا کہ اس نے تو مجھے غافل کر دیا تھا۔ [بخاری] مسلم عام طور پر مساجد میں صفوں اور جائے نمازوں پر ایسا نقش و نگار کیا جاتا ہے کہ پہلی دفعہ دیکھنے والا حیران ہو جاتا ہے۔ لہذا نماز میں خشوع و خضوع پیدا کرنے والے تمام اسباب موجود ہونے چاہئیں اور نماز سے توجہ ہٹانے والے عناصر جیسے منقش دیواریں، قدرتی مناظر والی تصاویر، تیل بولنے والے پردے اور قالین وغیرہ کے استعمال میں احتیاط بہتر ہے۔

حيض اور نفاس والی عورتیں نماز نہیں پڑھیں گی

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر سے فارغ ہوئے، مسجد میں تشریف فرما عورتوں کے پاس آئے، ان کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو؟ میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ عقل مند پر غالب آجائے والا کوئی نہیں دیکھا اور میں نے قیامت کے دن جہنم میں اکثریت عورتوں کی دیکھی لہذا حسب استطاعت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو۔“ عورتوں میں سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی بھی موجود تھی..... راوی نے پوری حدیث بیان کی۔ اس عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے

المحيض والنفساء لا يصلين

۷۸۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَأَتَى النِّسَاءَ فِي الْمَسْجِدِ، فَوَقَفَ عَلَيْهِنَّ، فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ، فَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَوَاقِصٍ عَقْلٍ. قَطُّ. أَوْ دِينٍ أَذْهَبَ لِقُلُوبٍ ذَوِي الْأَلْبَابِ مِنْكُمْ، وَإِنِّي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، تَقَرَّبْنَ إِلَى اللَّهِ بِمَا اسْتَطَعْتْنَ، وَكَانَ فِي النِّسَاءِ أَمْرًا ابْنُ مَسْعُودٍ..... فَسَاقَ الْحَدِيثُ، فَقَالَتْ: فَمَا نُقْصَانُ دِينَنَا وَعُقُولُنَا

اندر دین اور عقل کی کیا کمی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے دین کے نقصان کی جو بات کی وہ یہ ہے کہ جب تم میں سے کسی کو حیض آتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق نماز پڑھنے سے رکی رہتی ہے“ (اس سے دین میں کمی آ جاتی ہے) اور عقل کا نقصان یہ ہے کہ ایک عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف کے برابر ہے۔“

يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ ا فَقَالَ: اَمَّا مَا ذَكَرْتُ مِنْ نَقْصَانِ دِينِكُنَّ، فَالْحَيْضَةُ الَّتِي تُصِيبُكُنَّ، تَمُكِّتُ اِحْدَاكُنَّ مَا شَاءَ اللَّهُ اَنْ تَمُكِّتَ لَا تُصَلِّي، وَاَمَّا مَا ذَكَرْتُ مِنْ نَقْصَانِ عَقُولِكُنَّ فَشَهَادَةُ الْمَرْأَةِ نِصْفُ شَهَادَةِ الرَّجُلِ)).

[الصحيحه: ۳۱۴۲]

تخریج: الصحيحه ۳۱۳۲۔ مسلم (۸۰) نسائی فی الکبریٰ (۹۷۱) احمد (۳/ ۳۷۳- ۳۷۴)

فوائد: اس نقص میں عورتوں کا کوئی قصور نہیں ﴿ذالک فضل اللہ یؤتیه من یشاء﴾ کے تحت اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی اور ان میں ایسی صفات ودیعت کر دیں جن سے عورتیں محروم ہیں۔ بہر حال عورت ہو یا مرد ہر ایک اپنے قول و کردار کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق بننا ہے۔ میدان کھلا ہے جو چاہے جیسے چاہے زندگی گزار لے۔

پانچ نمازیں گناہوں کے لیے کفارہ ہیں

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب ہر نماز کا وقت شروع ہوتا ہے تو ایک منادی کرنے والے کو بھیجا جاتا ہے وہ یوں اعلان کرتا ہے کہ: آدم کے بیٹو! اٹھو اور اس آگ کو بجھاؤ جو تم نے اپنے نفسوں کے لئے جلائی ہے۔ (جب وہ یہ اعلان سن کر) کھڑے ہوتے ہیں اور وضو کرتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب وہ نماز پڑھتے ہیں تو اس اور سابقہ نماز کے درمیانی وقفے میں ہونے والے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ پھر تم لوگ (گناہ کر کے) آگ جلاتے ہو جو نبی ظہر کی نماز کا وقت ہوتا ہے تو اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: بنو آدم! اٹھو اور اس آگ کو بجھاؤ جو تم نے اپنے نفسوں کے لئے جلائی ہے۔ وہ (یہ اعلان سن کر) کھڑے ہوتے ہیں وضو کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں تو اس نماز اور سابقہ نماز کے مابین ہونے والے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ جب عصر کی نماز کا وقت ہوتا ہے تو اسی طرح ہوتا ہے جب مغرب کا وقت ہوتا ہے تو یہی معاملہ پیش آتا ہے اور جب عشا کا وقت ہوتا ہے تو اسی طرح ہوتا

الصلوات الخمس کفارات للذنوب

۷۸۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يُبْعَثُ مُنَادٍ عِنْدَ حَضْرَةِ كُلِّ صَلَاةٍ يَقُولُ: يَا بَنِي آدَمَ قُومُوا فَأَطِيعُوا عَنْكُمْ مَا أَوْقَدْتُمْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَيَقُومُونَ فَيَتَطَهَّرُونَ فَيَسْقُطُ خَطَايَاهُمْ مِنْ أَعْيُنِهِمْ، وَيُصَلُّونَ فَيَغْفِرَ لَهُمْ مَا بَيْنَهُمَا، ثُمَّ تُوَقَّدُونَ فِيمَا بَيْنَ ذَلِكَ، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ صَلَاةِ الْاُولَى نَادَى بِمَا بَنِي آدَمَ قُومُوا فَأَطِيعُوا مَا أَوْقَدْتُمْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَيَقُومُونَ فَيَتَطَهَّرُونَ وَيُصَلُّونَ فَيَغْفِرَ لَهُمْ مَا بَيْنَهُمَا، فَإِذَا حَضَرَتِ الْعَصْرُ فَمِثْلُ ذَلِكَ، فَإِذَا حَضَرَتِ الْمَغْرِبُ فَمِثْلُ ذَلِكَ، فَإِذَا حَضَرَتِ الْعَتَمَةُ فَمِثْلُ ذَلِكَ، فَيَأْمُرُونَ وَكَذَلِكَ غُفِرَ لَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: فَمُدْلِجٌ فِي خَيْرٍ، وَمُدْلِجٌ فِي شَرٍّ)). [الصحيحه: ۲۵۲۰]

ہے۔ جب لوگ سوتے ہیں تو وہ بخشنے ہوئے ہوتے ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”بعض لوگ خیر سے متصف ہو کر دن گزارنے والے ہیں اور بعض شر میں تھڑکے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۲۰۔ ابن وہب فی الجامع (۵۷۳) وابن عساکر (۳۰/۲۳۵) بخاری فی التاريخ (۳/۲۶۶) احمد (۶/۲۸۲۳) ابوداود (۳۶۶۵) من طریق آخره

فوائد: دوسری احادیث میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑ عطا کئے ہیں۔ غور کرنا چاہئے کہ جوڑ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے اگر ہڈیوں کے جوڑ سلب کر لئے جائیں تو انسان کا جینا دو بھر ہو جائے گا کھانے پینے کے معاملے میں اس کا انحصار دوسروں پر ہوگا قضاے حاجت کے معاملہ وہ کسی کا محتاج ہوگا چلن پھرن اٹھک بیٹھک غرضیکہ وہ ہر چیز میں دوسروں کی نظر کرم کا منتظر ہوگا کیا ہم ان عظیم نعمتوں کا شکریہ ادا کر رہے ہیں یا دن بدن اللہ تعالیٰ کے مقروض بنتے جا رہے ہیں؟ صرف دو رکعتوں سے ۳۶۰ جوڑوں کا ٹکس ادا ہو جاتا ہے۔

چاشت کی دو رکعات کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص کے ہر عضو پر صدقہ (واجب) ہے ہر مرتبہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کہنا صدقہ ہے اور ہر مرتبہ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کہنا صدقہ ہے ہر مرتبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنا صدقہ ہے اور ہر مرتبہ ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہنا صدقہ ہے نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب سے وہ دو رکعتیں کافی ہو جائیں گی جو کوئی شخص چاشت کے وقت ادا کرے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۷۷۔ مسلم (۷۲۰) ابوداود (۱۲۸۵/۱۲۸۶) احمد (۵/۱۶۷/۱۶۸)

باب: اذان کہنے کی فضیلت

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”تمہارا رب اس چرواہے پر تعجب کرتا ہے جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چرا رہا ہو وہ نماز کے لئے اذان دیتا ہو اور نماز پڑھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے: میرے اس بندے کی طرف دیکھو اذان دے رہا ہے اور نماز قائم کر رہا ہے وہ مجھ سے ڈرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔“

فضل رکعتی الضحیٰ

۷۸۶۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعًا: ((يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سَلَامٍ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزَى مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى)).

[الصحیحۃ: ۵۷۷]

باب: من فضل الاذان

۷۸۷۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: ((يُعْجِبُ رَبُّكُمْ مِنْ رَاعِي عَنَمٍ فِي رَأْسِ شَطِئَةٍ بِجَلٍّ، يُؤْذِنُ بِالصَّلَاةِ وَيُصَلِّي، فَيَقُولُ اللَّهُ: عَزَّوَجَلَّ. انْظُرُوا إِلَيَّ عَبْدِي هَذَا يُؤْذِنُ وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ، يَخَافُ مِنِّي، فَقَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ)).

تخریج: الصحیحة ۳۱۔ ابو داود (۱۲۰۳) نسائی (۶۶۷) ابن حبان (۱۶۲۰) احمد (۱۵۸/۳)

فوائد: پہلے اس مضمون کی احادیث کے فوائد میں اس حدیث کا ذکر ہو چکا ہے دراصل اللہ تعالیٰ کو وہی نیکی محبوب ہے جو خلوتوں میں کی جائے جہاں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دیکھنے والا نہ ہو جہاں اطاعت و فرمانبرداری کی بنیاد صرف اور صرف خشیت الہی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہماری خلوتوں اور جلوتوں میں یکسانیت پیدا ہو جائے۔ (آمین)

أجر إشارة اليد

ہاتھ کے اشارے کا ثواب

۷۸۸۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوعًا: ((يُكْتَبُ فِي كُلِّ إِشَارَةٍ يُشِيرُ الرَّجُلُ [بِيَدِهِ] فِي صَلَاتِهِ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، كُلُّ أَصْبَعٍ حَسَنَةٌ)).
[الصحیحة: ۳۲۷۶]

سیدنا عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اپنی نماز میں اپنے ہاتھ کے ساتھ جو اشارہ کرتا ہے اس کے عوض اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۲۸۶۔ ابو عثمان البخیری فی الفوائد (ق ۲/۳۹) المؤمل بن اہاب فی جزئہ (۶/۹۸) طبرانی فی الکبیر (۲۹۷/۱۷) موقوفا علی عقبہ بن عامر ؓ

فوائد: رفع الیدین کرنا ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ایک صورت ہے، یعنی جو سعادت مند سنت نبوی کے مطابق قبل از رکوع اور بعد از رکوع رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں انھیں ایک دفعہ رفع الیدین کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں یعنی چار رکعتی نماز میں دس دفعہ رفع الیدین کرنے کا موقع ملتا ہے جس کی وجہ سے ایک سو نیکیاں نصیب میں آتی ہیں۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

تفسير الآية أضعوا الأصابع الصلاة

انہوں نے نماز کو ضائع کر دیا..... کی تفسیر کا بیان

۷۸۹۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَكُونُ خَلْفٌ مِنْ بَعْدِ سِتِّينَ سَنَةً أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يُلْقَوْنَ عَذَابًا)) ثُمَّ يَكُونُ خَلْفٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يَعْنُونَ تَرَاتُفَهُمْ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةَ مُمَرِّينَ وَمَنَافِقٍ وَقَاجِرٍ)).
[الصحیحة: ۳۰۳۴]

سیدنا ابوسعید خدری ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”ساٹھ سال کے بعد نااہل لوگ پیدا ہوں گے (ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿انھوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے سوان کا نقصان ان کے آگے آئے گا﴾ (سورہ مریم: ۵۹) پھر ایسے نااہل لوگ آئیں گے جو قرآن مجید کی تلاوت تو کریں گے لیکن وہ تلاوت ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گی (یعنی ان پر بے اثر ہوگی)۔ تین قسم کے لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں: مومن، منافق اور فاسق۔“

تخریج: الصحیحة ۳۰۳۳۔ ابن حبان (۷۵۵) حاکم (۳/۲) بیہقی فی الشعب (۲۶۲۹) احمد (۳۸۸/۳)

فوائد: تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ قرآن فہمی نزول قرآن کا اولین مقصد ہے۔ جو آدمی قرآن مجید کی تلاوت تو بڑی باقاعدگی

کے ساتھ کرتا ہے، لیکن وہ عملی طور پر اسے اپنی زندگی میں نافذ نہیں کرتا تو ایسے آدمی کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ اس کی تلاوت اس کے گلے سے نیچے اتر کر اس کے دل پر کوئی اثر نہیں کر رہی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن مجید کے ساتھ مومنوں والا رویہ اختیار کریں نہ کہ منافقوں اور فاجروں والا اور وہ صرف یہ ہے کہ قرآن مجید نہ صرف پڑھا جائے بلکہ اسے سمجھا جائے اور شب و روز کے معمولات میں اس کو نافذ کیا جائے۔ چونکہ آپ ﷺ نے پیشین گوئی فرمادی کہ قرآن کے ساتھ ناجائز سلوک کرنے والے لوگ آئیں گے لہذا ہمیں متنبہ ہو جانا چاہئے۔



(۴) الأضاحی والذبائح والأطعمة والأشربة والعقیقة والرفق بالحيوان

قربانی، ذبیحوں، کھانے پینے، عقیقے اور جانور سے نرمی کرنے کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”میرے پاس جبریل آئے اور کہا: اے محمد! بیشک اللہ تعالیٰ نے شراب پر اس کو نچوڑنے والے پر اس کو نچوڑانے والے پر اس کو پینے والے پر اس کو اٹھانے والے پر اسے جس کی طرف اٹھا کر لے جایا جائے اس پر اس کو فروخت کرنے والے پر اس کو خریدنے والے پر اس کو پلانے والے پر اور اس کو پینے والے پر (یعنی ان سب پر) لعنت کی ہے۔“

۷۹۰۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَعَنَ الْخَمْرَ، وَعَاصِرَهَا، مُعْتَصِرَهَا، وَشَارِبَهَا، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ، وَبَائِعَهَا، وَمُبْتَاعَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَمُسْتَقِيَهَا)). [الصحيحه: ۸۳۹]

تخریج: الصحيحه ۸۳۹۔ احمد (۳۱۲/۱) حاکم (۱۳۵/۳) بیہقی فی الشعب (۵۵۸۵)

فوائد: ہمارے ہاں حدیث میں مذکورہ لفظ ”خمر“ کے معنی شراب کے کئے جاتے ہیں جبکہ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (کل مسکر خمر وکل خمر حرام۔) [مسلم] یعنی: ہر نشہ آور چیز ”خمر“ ہے اور ہر ”خمر“ حرام ہے۔ نیز سیدنا عمر ؓ نے کہا: والخمر ما خامر العقل۔ [بخاری، مسلم] یعنی: ”خمر“ اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ اس اعتبار سے سگریٹ اور حقہ وغیرہ کی شکل میں تمباکو نوشی، سوار، بیڑہ وغیرہ کی نوعیت کی تمام چیزیں ”خمر“ میں داخل ہیں۔ شراب اور نشہ آور چیز کا استعمال اتنا سنگین جرم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مدمن خمر کعابد وثن۔) [ابن ماجہ] یعنی: ہمیشہ شراب پینے والے کسی بت کی عبادت کرنے والے کی طرح ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو آدمی کسی برائی میں جس انداز میں تعاون کرے گا وہ اس برائی کے مرتکب کی طرح ہوگا شراب تیار کرنے والی فیکٹریاں اس کی تجارت کرنے والے افراد اور اس ملعون چیز کو متعلقہ بندے تک پہنچانے میں کسی قسم کا تعاون کرنے والے ایک ہی قسم کے مجرم ہیں۔

ہر برائی کا سرچشمہ شراب ہے

الخمر مفتاح کل شر

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شراب سے بچو کیونکہ یہ ہر برائی کا سرچشمہ ہے۔“

۷۹۱۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا۔ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اجْتَنِبُوا الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ)). [الصحيحه: ۲۷۹۸]

تخریج: الصحیحة ۲۷۹۸۔ حاکم (۱۱۳۵/۳) بیہقی فی الشعب (۵۵۸۸)

فوائد: دور پارینہ اور عصر حاضر میں جتنی برائیوں نے امت مسلمہ کے فرزندان کو نقصان پہنچایا! ان میں سر فہرست برائی شراب نوشی ہے جو بندے کو دنیا کا چھوڑتی ہے نہ آخرت کا بلکہ جب گھروں کے سربراہ اور خاندانوں کے کفیل اس برائی میں مبتلا ہوئے تو ان کے کنبے کے کنبے ہلاکت و بربادی کے گڑھے میں جا گرے اور دست سوال پھیلا کر رہی سہی عزت و غیرت کو بھی داؤ پر لگا دیا۔ اس سے بڑا نقصان کیا ہو سکتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے شراب پی اس کی چالیس روز نماز قبول نہیں ہوگی! اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ قبول کرے گا! اگر اس نے دوبارہ پی تو اللہ تعالیٰ چالیس روز اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔ اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ کی توبہ قبول کرے گا۔ اگر اس نے (تیسری مرتبہ) پی تو پھر اللہ تعالیٰ چالیس دنوں تک نماز قبول نہیں کرے گا! اگر اس نے (اس بار) پھر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا۔ لیکن اگر اس نے چوتھی مرتبہ شراب پی تو اللہ تعالیٰ چالیس روز تک نماز قبول نہیں کرے گا۔ اب کی بار اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور اسے جہنمیوں کا پیپ پلائے گا۔ [ترمذی] سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: شراب سے گریز کرو یہ خباثتوں کی جڑ ہے پچھلے زمانے میں ایک عبادت گزار تھا ایک گمراہ عورت کے دل میں اس کی محبت پیدا ہو گئی! اس نے اس کی طرف اپنی لونڈی کو یہ پیغام دے کر بھیجا: ہم آپ کو شہادت کے لئے بلا رہے ہیں (ذرا تشریف لائیں)۔ وہ لونڈی کے ساتھ چل پڑھا (جب گھر پہنچے تو) وہ آگے چلتا گیا اور لونڈی کے بعد دیگرے پیچھے سے دروازے بند کرتی گئی! حتیٰ کہ وہ اس عورت کے پاس پہنچ گئے وہ بڑی خوبصورت تھی اس کے پاس ایک بچہ اور شراب کی ایک شیش تھی۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تجھے شہادت کے لئے نہیں بلایا میرا مقصد یہ ہے کہ میرے ساتھ زنا کر دیا یہ شراب بیویا اس بچے کو قتل کرو۔ اس نے (زنا اور قتل جیسے سنگین جرائم سے بچنے کے لئے) کہا کہ مجھے یہ شراب ہی پلاؤ اس نے ایک پیالہ پلایا۔ اس نے کہا: اور دو۔ بالآخر (نشہ آیا اور) اس نے زنا بھی کر لیا اور بچے کو بھی قتل کر دیا۔ لہذا شراب سے بچو! اللہ کی قسم! اگر ایک آدمی میں ایمان بھی ہو اور وہ دوام کے ساتھ شراب بھی پیتا ہو تو عنقریب ایک چیز اس سے چھن جائے گی (ایمان رہے گا یا پھر شراب رہے گا)۔ [نسائی]

بچے کے سر میں خون کی جگہ خلوق خوشبو لگاؤ

اجعلو مکان الدم خلوقاً فی رأس

الصبی

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب لوگ جاہلیت میں بچے کی طرف سے عقیقہ کرتے تھے تو روئی کا ٹکڑا عقیقہ کے جانور کے خون میں رنگ کر بچے کا سر مونڈنے کے بعد اس کے سر پر رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”(عقیقہ والے روز بچے کے سر پر) خون کی بجائے خلوق خوشبو لگایا کرو۔“

۷۹۲۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا عَقَوْا عَنِ الصَّبِيِّ خَضَبُوا قُطْنَةً بِدَمِ الْعَقِيقَةِ، فَإِذَا خَلَقُوا رَأْسَ الصَّبِيِّ، وَضَعُوهَا عَلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اجْعَلُوا مَكَانَ الدَّمِ خَلُوقًا، يَعْنِي فِي رَأْسِ الصَّبِيِّ يَوْمَ الدَّبْحِ عَنْهُ)).

[الصحیحة: ۴۶۳]

تخریج: الصحیحة ۴۶۳۔ ابن حبان (۵۳۰۸) بیہقی (۳۰۳/۹) ابویعلیٰ (۳۵۲۱)

قربانی: ذبیحوں: کھانے پینے، عقیقہ اور جانور سے نرمی کا بیان

فوائد: خلوق: ایک قسم کی خوشبو جس کا بیشتر حصہ زعفران ہوتا ہے۔

احلت لنا میتان و دمان ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں

۷۹۳۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ، فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْحَوْتُ وَالْجَرَادُ، وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبْدُ وَالطَّحَالُ)).
سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے ہیں۔ دو مردار مچھلی اور مڈی ہیں اور دو خون جگر (کلیجہ) اور تلی ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۱۸۔ احمد (۲/۹۷) ابن ماجہ (۳۳۱۳) بیہقی (۱/۲۵۴)

فوائد: قرآن مجید میں کئی مقامات پر مردار اور خون کو حرام قرار دیا ہے، لیکن اس حدیث میں دو مرداروں اور دو خونوں کی تخصیص کر دی گئی ہے کہ وہ حلال ہیں۔ یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ احادیث سے قرآن مجید کی تخصیص ہو سکتی ہے جو لوگ بعض مسائل میں اس قانون کو مسلم تسلیم نہیں کرتے، انہیں چاہئے کہ وہ ان دو مرداروں اور دو خونوں کو بھی حرام سمجھیں۔

الرفقة علی الإبل اونٹوں پر نرمی کرنے کا بیان

۷۹۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((أُخْرِجُوا الْأَحْمَالَ [عَلَى الْإِبِلِ] فَإِنَّ الْيَدَ مُعَلَّقَةٌ، وَالرَّجُلُ مُوَقَّعٌ)). [الصحیحۃ: ۱۱۳۰]
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اونٹوں سے بوجھ اتار دیا کرو، کیونکہ ان کے ہاتھ بھی بندھے ہوئے ہیں اور ٹانگیں بھی باندھی ہوئی ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۳۰۔ ابوالقاسم بن الجراح الوزير فی المجلس السابع من الامالی (۱/۲) ابن صاعد فی جزو من احادیثہ (۲/۹) ابویعلیٰ (۵۸۵۲) البزار (الکشف: ۱۰۸۱) طبرانی فی الاوسط (۴۵۰۵) بیہقی (۱/۱۳۲)

فوائد: شریعت مطہرہ میں ہر ذی روح چیز کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا گیا ہے، سیدنا ابویعلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان الله كتب الاحسان على كل شيء..... فاذا ذبحتم فاحسنوا الذبحة وليحد احدكم شفرتہ وليرج ذباحتہ۔) [مسلم] یعنی: اللہ تعالیٰ نے ہر کام کو اچھے طریقے سے کرنا ضروری قرار دیا ہے..... اور جب جانور کو ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، ہر آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنی چھری تیر کر لے اور ذبح ہونے والے جانور کو آرام پہنچائے۔ جانور کو اس کی زندگی میں سکون پہنچانے کی قدر و قیمت کا اس حدیث سے اندازہ لگانا آسان ہو گیا ہے کہ جس میں جانور کے ذبح کرنے کے لئے راحت رسا طریقہ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم جانوروں خصوصاً پالتو جانوروں کو چارہ ڈالنے میں سزا دینے اور بار بار در جانوروں پر بوجھ لادنے میں اور سب کے ہاڑوں کو آرام نہ بنانے میں شریعت کی نصیحتوں پر عمل کریں۔

ومن آداب الطعام کھانے کے آداب کا بیان

۷۹۵۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّهُ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ طَعَامٌ، قَالَ: ((أَذُنْ يَا بَنِيَّ، وَسَمِّ اللَّهَ، وَكُلْ بِمِيسِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ)).
سیدنا عمر بن ابوسلمہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کے پاس کھانا پڑا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹا! قریب آؤ اللہ کا نام لو (یعنی بسم اللہ پڑھو) دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور

[الصحيحة: ۱۱۸۴] اپنے سامنے سے کھاؤ۔“

تخریج: الصحيحۃ ۱۱۸۳۔ ترمذی (۱۸۵۷) ابو داود (۳۷۷۷) احمد (۲۱/۳) بخاری (۵۳۷۶) مختصراً۔ مسلم (۴۰۲۲) فوائد: کھانا کھانے کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگ شریعت کی روشنی میں اپنے بچوں کی تربیت کریں تاکہ ان کے ذہن میں شرعی قوانین پر عمل کرنے کی عادت پختہ ہوتی جائے۔

خادم کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان

الحض بإحسان الخادم

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کرے تو چونکہ وہ اسے کھانے کی گرمی و سردی سے کفایت کرتا ہے اس لئے (آقا یا مالک) کو چاہئے کہ وہ اسے اپنے ساتھ بٹھائے (تاکہ وہ بھی کھانا کھالے) اور اگر وہ ایسا کرنے سے انکار ہی کرے تو اسے کچھ کھانا تمھارے۔“

۷۹۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا أَصْلَحَ خَادِمٌ أَحَدَكُمْ لَهُ طَعَامُهُ، فَكَفَّاهُ حَرَّهُ وَبَرَدَهُ، فَلْيَجْلِسْهُ مَعَهُ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُنَا وَلَهُ أَكْلُهُ فِي يَدِهِ)). [الصحيحة: ۴۵۱]

تخریج: الصحيحۃ ۳۱۵۔ احمد (۲/۲۵۹) وقد تقدیم برقم (۲۳۸/۱۵) بویاتی (۷۹۸) من طرق آخر عنه

فوائد: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رزق دینے کے دو انداز اختیار کئے ہیں: (۱) بعض لوگوں کو براہ راست ایسے اسباب مہیا کرنا کہ جن کے ذریعے وہ رزق حاصل کرتے ہیں۔ (۲) دوسرے لوگوں کے ذریعے۔ خادم قسم کے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دوسرا انداز اختیار کیا ہے کہ وہ امیر لوگوں کی خدمت کر کے یا ان کے ہاں مزدوریاں کر کے اپنی روزی کا اہتمام کرتے ہیں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کو گھنیا اور کم تر سمجھ کر ان کے ساتھ انتہائی برا سلوک کیا جاتا ہے۔ بات بات پر ان کو سزا دینا، جھڑکنا، ان کے سکون کا خیال نہ کرنا اور انھیں مزیدار اور اعلیٰ قسم کے کھانوں سے محروم رکھنا معمول بن چکا ہے۔ بہر حال ایسا کرنا کسی انسانی مزاج کا تقاضا نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں در و در کی ٹھوکریں کھانے سے کفایت کیا ہے، عزت کے ساتھ روزی دی ہے تو کیا ہم اس کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنے خادموں اور نوکروں چاکروں کو بھی اس وسیع رزق کی انتہائی معمولی مقدار دینے سے قاصر ہیں۔

باب: کھانے کے آداب جن پر عمل متروک ہے

باب: من آداب الطعام المتروک

ابن جریج کہتے ہیں: مجھے ابو بکر نے خبر دی کہ اس نے سیدنا جابر ؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی کھانا کھائے تو اپنے ہاتھ کو (کسی کپڑے وغیرہ سے) پونچھے یا صاف کرنے سے پہلے چاٹ لے یا چٹوادے اور اس وقت تک اپنی پلیٹ کو نہ اٹھائے جب تک اسے چاٹ نہ لے یا چٹوادے کیونکہ کھانے کے آخری حصے میں برکت ہوتی ہے۔“

۷۹۷۔ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ بِطَعَامِهِ فَلْيَجْلِسْهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُنَا وَلَهُ مِنْهُ)).

قربانی، ذبیحوں، کھانے پینے، عقیقے اور جانور سے نرمی کا بیان

تخریج: الصحیحة ۳۹۱۔ نسائی فی الکبریٰ (۶۷۷) مسلم (۲۰۳۳) بمعناہ

استحباب جلوس الخادم بالأكل

۷۹۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَلْيَجْلِسْهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيَأْوِلْهُ مِنْهُ)).

کھانے کے لیے خادم کو بھی ساتھ بٹھانے کا استحباب
سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”جب کسی کا خادم اس کا کھانا لے کر آئے تو وہ اس کو بھی اپنے ساتھ
بٹھالے تاکہ وہ بھی کھانا کھالے اگر کوئی ایسا کرنے سے انکار کرے
تو اسے کھانا دے دیا کرے (تاکہ وہ علیحدہ ہو کر کھالے)۔“

تخریج: الصحیحة ۱۹۷۔ الادب المفرد (۳۱) ابن ماجہ (۳۲۸۹) احمد (۴۷۳/۲)

۷۹۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَلْيَجْلِسْهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيَجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ وَلَوْ أَكَلَهُ أَوْ أَكَلْتَنِ، فَإِنَّهُ وَلَّى عِلَاجَهُ وَحَرَّهُ)).

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
”جب کسی کا خادم اس کیلئے کھانا لے کر آئے تو اسے اپنے ساتھ
بٹھالے اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہیں بٹھانا چاہتا تو اسے ایک
دو لقمے پکڑا دے کیونکہ وہ کھانا تیار کرتا رہا اور گرمی برداشت کرتا
ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳۹۹۔ بخاری (۵۳۶۰) مسلم (۱۶۶۳) ابو داؤد (۳۸۳۶) احمد (۲۸۳/۲)

۸۰۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ مَوْفُوفًا: ((إِذَا جَاءَ خَادِمٌ أَحَدَكُمْ بِطَعَامِهِ فَلْيَقْعِدْهُ مَعَهُ، أَوْ لِيَأْوِلْهُ مِنْهُ، فَإِنَّهُ هُوَ الْذِي وَلَّى حَرَّهُ وَدُخَانَهُ)). [الصحیحة: ۱۰۴۲]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں: جب کسی کا خادم اس کے
لئے کھانا لے کر آئے تو وہ اسے اپنے ساتھ بٹھالے یا پھر اسے
(کھانے کے لئے) کوئی چیز تھما دے کیونکہ وہی خادم ہی ہے
جس نے گرمی اور دھواں برداشت کیا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۰۳۲۔ ابن ماجہ (۳۲۹۱) احمد (۱/۳۸۸) ابو یعلیٰ (۵۱۲۰) عن ابن مسعود مرفوعاً

کھانے کی دعوت قبول کرنے کا حکم

الأمر بإيجاب الطعام

۸۰۱۔ ابْنُ جَرِيحٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ لِطَعَامٍ، فَلْيَجِبْ، فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ)). [الصحیحة: ۳۴۷]

ابن جریج ؓ کہتے ہیں: مجھے ابو زبیر نے خبر دی کہ سیدنا جابر ؓ
نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب تمہارا کوئی اپنے بھائی کو
دعوت دے تو وہ دعوت قبول کرے پھر اگر چاہے تو کھالے اور چاہے تو
نہ کھائے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۴۷۔ طحاوی فی شرح المشکل (۱۳۸/۳) مسلم (۱۳۳۰) ابو داؤد (۳۷۴۰) ابن ماجہ (۱۷۵۱)

فوائد: جہاں مسلمانوں کا ایک دوسرے کو کھانے وغیرہ کی دعوت دینا باعث محبت ہے وہاں دعوت قبول نہ کرنا باعث نفرت بھی ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے داعی کی دعوت قبول کرنے کو ضروری قرار دیا ہے سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(حق المسلم على المسلم خمس: رد السلام، وعيادة المريض، واتباع الجنائز، واجابة الدعوة و تسميت العاطس۔)
[بخاری 'مسلم'] یعنی: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی تیمارداری کرنا، جنازے کی پیروی کرنا، دعوت قبول کرنا اور چھینک کر (الحمد لله کہنے والے) کو "یرحمک الله" کہنا۔

اگر مدعو روزے دار ہو تو دعا کرے

وان كان المدعو صائما فليصل

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ قبول کرے اگر وہ روزے کی حالت میں نہ ہو تو کھائے اور اگر روزے کی حالت میں ہو تو دعا کر دے۔“

۸۰۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَأْكُلْ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ)).
[الصحيحة: ۱۳۴۳]

تخریج: الصحيحة ۱۳۴۳۔ ابو عبید فی غریب الحديث (۱/ ۱۷۷) مسلم (۱۳۳۱) ابو داود (۲۳۶۰)
فوائد: معلوم ہوا کہ ضروری نہیں کہ نفلی روزہ توڑ کر دعوت قبول کی جائے۔

شکار کے آداب کا بیان

ومن آداب الصيد

سیدنا ابو ثعلبہ حُشَی ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تو شکار کو تیر وغیرہ مارتا ہے، لیکن وہ (غائب ہو جاتا ہے اور) تجھے تین دنوں کے بعد ملتا ہے اور تیرا تیر اس میں موجود ہوتا ہے تو جب تک وہ بدبودار (اور متعفن) نہ ہو اسے کھانے کیلئے استعمال کر لے۔“

۸۰۳۔ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْحُسَيْنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَأَذْرَكْتَهُ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، وَسَهْمُكَ فِيهِ فَكُلْهُ مَا لَمْ يَنْتِنْ)).
[الصحيحة: ۱۳۵۰]

تخریج: الصحيحة ۱۳۵۰۔ ابو داود (۲۸۶۱) مسلم (۱۹۳۱) بمعناه

فوائد: تیر و کمان، گن، جانور اور پرندے وغیرہ کے ذریعے شکار کرنے کے مختلف احکامات ہیں، جن کی روشنی میں شکار کئے گئے جانور کو حلال یا حرام سمجھا جاسکتا ہے۔ ایک حکم اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جب آدمی کو شکار میں صرف اپنا تیر نظر آئے، بشرطیکہ اس نے ”بِسْمِ اللّٰهِ“ پڑھ کر تیر پھینکا ہو تو وہ اسے کھائے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ شکار اس کے تیر کی وجہ سے مرا ہوگا۔ ہاں اگر اس میں کسی دوسرے تیر کا رخم ہو یا کسی جانور کی کاٹ کا نشان ہو یا وہ پانی میں ڈوبنے کے آثار ہوں تو ان تمام صورتوں میں شکار حلال نہ ہوگا۔

باب: مردار کے کھانے کی حرمت

باب: تحريم اكل الميتة

سیدنا سرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تو اپنے اہل خانہ کو شام کے دودھ سے سیراب کر لے تو اس مردار سے اجتناب کر، جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔“

۸۰۴۔ عَنْ سُرَّةَ بْنِ جُنْدَبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَوَيْتَ أَهْلَكَ مِنَ اللَّيْلِ غُبُورًا فَاجْتَنِبْ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ مِنْ مَيْتَةٍ)).
[الصحيحة: ۱۳۵۳]

تخریج: الصحيحة ۱۳۵۳۔ حاکم (۲/ ۱۲۵) بیہقی (۹/ ۳۵۷) طبرانی فی (۷۰۲۸، ۷۰۳۶) مطولاً بطریق آخر ضعیف

فوائد: قارئین کرام! غور فرمائیں کہ ایک وقت میں کھانے پینے کے لئے کچھ مل جانا اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کے تقاضے پورے کرنے کے لئے حرام چیز سے منع کر دیا گیا ہے۔ دودھ ایسا مشروب ہے جو کھانے سے بھی کفایت کرتا ہے، لیکن اس نعمت کا تقاضا یہ ہے کہ اگر یہ شام یا بھوک پیاس کے کسی وقت میں نصیب ہو جائے تو پھر حرام سے پرہیز کرنا پڑے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (فانی لا اعلم شیئا یحزیء من الطعام والشراب الا اللبن۔) [صحیحہ: ۲۳۲۰] یعنی: میرے علم میں کوئی ایسی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں سے کفایت کرے سوائے دودھ کے۔

آداب سفر اور جانوروں کے ساتھ نرمی کا بیان

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سبزہ زاروں میں سفر کر رہے ہو تو جانوروں کو ان کا حق دو (یعنی ان کو چرنے بھی دو) اور جب قحط زدہ زمین سے گزر ہو رہے ہو تو تیز چلو اور رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات میں زمین کی مسافت مختصر ہو جاتی ہے۔ جب تم کہیں پڑاؤ ڈالو تو وسطِ راہ میں ڈیرہ مت لگاؤ کیونکہ (ایسے مقامات رات کو) ہر قسم کے جانور کا ٹھکانہ ہوتے ہیں۔“ [الصحیحہ: ۱۳۵۷]

من آداب السفر والرفق بالحيون

۸۰۵۔ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَرْتُمْ فِي أَرْضٍ خَصْبَةٍ، فَأَعْطُوا الدَّوَابَّ حَقَّهَا أَوْ حَظَّهَا وَإِذَا سَرْتُمْ فِي أَرْضٍ جَدْبَةٍ فَانْجُوا عَلَيْهَا، وَعَلَيْكُمْ بِاللُّحْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ وَإِذَا عَرَسْتُمْ، فَلَا تَعْرَسُوا عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ فَإِنَّهَا مَأْوَى كُلِّ دَابَّةٍ)).

تخریج: الصحیحہ ۱۳۵۷۔ البزار (الکشف: ۱۶۹۳) بیہقی (۲۵۶/۵) طحاوی فی المشکل (۳/۱)

فوائد: اس باب کی پانچویں حدیث میں جانوروں کے ساتھ احسان کرنے کی وضاحت ہو چکی ہے اس حدیث مبارکہ کے شروع میں یہی وضاحت کی گئی ہے پھر سفر کرنے کے دو آداب بیان کئے گئے ہیں۔

پانی پینے کے آداب کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی پانی پئے تو برتن کے اندر سانس نہ لے اگر وہ اور پانی پینا چاہتا تو برتن کو (منہ سے) دور کر دے اور مزید ارادہ ہونے کی صورت میں پھر پینا شروع کرے۔“

ومن آداب الشرب

۸۰۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا شَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ، فَلْيُخِجْ، ثُمَّ لِيَعْدْ إِنْ كَانَ يَرِيدُ)). [الصحیحہ: ۳۸۶]

تخریج: الصحیحہ ۳۸۶۔ ابن ماجہ (۳۳۲۷) حاکم (۱۳۹۳)

فوائد: پانی پینے کے مختلف آداب ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ پانی والے برتن میں سانس نہ لیا جائے اگر سانس لینا ہو تو برتن کو منہ سے جدا کر کے ایسا کیا جائے پھر پانی پیا جائے۔ افضل یہی ہے کہ تین سانسوں میں پانی پیا جائے۔

باب: طب نبوی کا بیان

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

باب: من الطب النبوی

۸۰۷۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

فرمایا: ”جب تم دودھ پیو تو کلی کر لیا کرو کیونکہ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔“
 ((إِذَا شَرِبْتُمُ اللَّبَنَ فَمَضْمُضُوا فَإِنَّ لَهُ دَسْمًا)). [الصحيحة: ۱۳۶۱]

تخریج: الصحيحة ۱۳۶۱۔ ابن ماجہ (۲۹۹) ابن ابی شیبہ (۵۷/۱) طبرانی فی الکبیر (۳۱۰/۲۳) (۳۱۱)

قربانی کا گوشت کھانے کا استحباب

الاستحباب من أكل الأضحية

۸۰۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَحَّى أَحَدُكُمْ، فَلْيَأْكُلْ مِنْ أَضْحِيَّتِهِ)).
 سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
 ”جب تم قربانی کرو تو اپنی قربانی سے کچھ گوشت کھایا کرو۔“

[الصحيحة: ۳۵۶۳]

تخریج: الصحيحة ۳۵۶۳۔ احمد (۲/۳۹۱) ابن عدی (۷۲۷/۲) خطیب فی التاريخ (۳۳/۷)

فوائد: اللہ تعالیٰ کی نعمت کا یہی تقاضا ہے کہ جہاں مسلمان اس کی توفیق سے قربانی کا جانور اس کے نام پر ذبح کرتا ہے وہاں اسے اس کا گوشت کھانے کی رغبت بھی ہونی چاہئے۔ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو (۱۰۰) اونٹ ذبح کئے (شم امر من کل بدنة بيطئة فجعلت في قدر فطبخت فاكلا من لحمها وشربا من مرقها۔) [بخاری مسلم] یعنی: پھر حکم دیا کہ ہر ایک اونٹ سے گوشت کا ایک ایک کٹڑا لایا جائے پھر اسے ایک ہنڈیا میں پکایا گیا اور آپ ﷺ اور سیدنا علی ؓ نے وہ گوشت کھایا اور اس کا شوربانوش فرمایا۔

باب: ہمسائیوں کی نگہداشت و اکرام کرنا

باب: تعاہد الجیران و اکرامہم

۸۰۹۔ عَنْ خَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا طَبَخْتُمُ اللَّحْمَ فَأَكْبِرُوا الْمَرْقَ أَوْ الْمَاءَ فَإِنَّهُ أَوْسَعُ، أَوْ أَبْلَغُ لِلْجِيرَانِ)).
 سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم گوشت پکاؤ تو اس میں شوربایا پانی زیادہ کر لیا کرو کیونکہ وہ زیادہ پڑوسیوں کو دیا جاسکے گا۔“

[الصحيحة: ۱۳۶۷]

تخریج: الصحيحة ۱۳۶۸۔ احمد (۳/۳۷۷) طبرانی فی الاوسط (۳۶۱۵) البزار (۱۹۰۵) (الكشف)

فوائد: اسلام نے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر بہت زور دیا ہے بلکہ سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حضرت جبریل علیہ السلام پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ یہ اسے وراثت میں بھی شریک ٹھہرا دیں گے۔“ [بخاری مسلم] اس حدیث میں بھی پڑوسی کی فضیلت و منقبت کا بیان ہے کہ جب شوربے والا سالن پکایا جائے تو اسے میں کیا حرج ہے کہ اس میں ایک پلیٹ سالن کے بقدر پانی ڈال دیا جائے تاکہ ہمسائیوں سے بھی تعاون ہو جائے۔

کھانے کے آداب کا بیان

ومن آداب الطعام

۸۱۰۔ عَنْ خَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ
 سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ

ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب تم سے کوئی آدمی کھانا کھا رہا ہو اور اس کے ہاتھ سے کوئی لقمہ گر جائے تو (اس کو اٹھائے اور) اگر کوئی چیز لگ گئی ہو تو اسے صاف کرے اور کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے نیز وہ اپنے ہاتھ کو چائے بغیر تو لیے سے مت پونچھے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس جزو میں اس کے لئے برکت کی جائے گی۔ (یاد رہے کہ) شیطان ہر چیز پر لوگوں یا انسان کی تاک میں بیٹھتا ہے حتیٰ کہ کھانے کے وقت بھی لہذا کوئی آدمی اس وقت تک پلیٹ نہ اٹھائے جب اس کو خود چاٹ نہ لے یا کسی کو چٹوانہ دے کیونکہ کھانے کے آخری جزو میں برکت ہوتی ہے۔“

يَقُولُ: ((إِذَا طَعِمَ أَحَدُكُمْ فَسَقَطَتْ لُقْمَتُهُ مِنْ يَدِهِ فَلْيُمِطْ مَارَابَهُ مِنْهَا وَلْيَطْعَمَهَا، وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ، وَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ بِالْيَدِ الْبَيْضِ، حَتَّى يُلْعَقَ يَدَهُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَذُرُّ فِي أَى طَعَامِهِ بَرَكَ لَهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَرُصُّ النَّاسَ. أَوْ الْإِنْسَانَ. عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى عِنْدَ مَطْعَمِهِ. أَوْ طَعَامِهِ. وَلَا يَرْفَعُ الصَّحْفَةَ حَتَّى يُلْعَقَهَا أَوْ يُلْعَقَهَا، فَإِنَّ فِي آخِرِ الطَّعَامِ بَرَكَهٌ)).

[الصحيحه: ٤: ١٤٠]

تخریج: الصحيحه ۱۴۰۳۔ ابن حبان (۵۲۵۳) بیہقی فی الشعب (۵۸۵۵) احمد (۳/ ۳۹۳) ترمذی (۱۸۰۲) مسلم (۱۳۴) ۲۰۳۳) و مختصر آدون قوله (فان الشيطان يرصد)

فوائد: کھانے کے مختلف اور ایسے آداب بیان کئے گئے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے لوگوں کو جھجک اور شرم محسوس ہوتی ہے۔ یہ محض ان کی سطحی سوچ ہے۔ ایسے نہ ہو کہ رزق کی فراوانی کی وجہ سے ہماری گردن اتنی اکڑ جائے کہ ہم اپنے ماحول اور معاشرے کا لحاظ کر کے سنتوں کو ترک کر دیں۔ اس بات پر جتنا افسوس کیا جائے وہ کم ہے کہ گری ہوئی چیز کو اٹھا کر اس کی صفائی کر کے کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا اور پلیٹ صاف کرنے جیسی مبارک سنتیں ہم سے اس بنا پر رہ گئی ہیں کہ ہم اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے وقعت دینا چاہتے ہیں یا ایسا کرنے میں حقارت اور جھجک محسوس کرتے ہیں۔

کبھی کو مشروب میں گرنے کے بعد

غمس الذباب عند الوقوع فی

ڈبو دینے کا بیان

الشراب

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کبھی کسی کے مشروب میں گر جائے تو اس کو مکمل طور پر ڈبو دے اور پھر نکال لے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا۔“

۸۱۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ: ((إِذَا وَقَعَ الذَّبَابُ فِي شَرَابٍ أَحَدِكُمْ، فَلْيَغْمِسْهُ [كَلَّةً] ثُمَّ لِيَسْتَرْغِمْهُ، فَإِنَّ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءً، وَفِي الْأُخْرَى شِفَاءٌ)). [الصحيحه: ۳۸]

تخریج: الصحيحه ۳۸۔ بخاری (۳۳۲۰) ابو داود (۳۸۴۳) ابن ماجہ (۳۵۰۵)

فوائد: کبھی گرنے کی وجہ سے چیز کو ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ مذکورہ بالا حدیث کو ترجیح دیتے ہوئے اس پر عمل کر کے اپنے مزاج کو بدلنا چاہئے۔

الصدقة اذا أعطيت بهدية ليس

بصدقة

۸۱۲- عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ دَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَرَأَى لَحْمًا، فَقَالَ: اشْوُوا النَّاسَ مِنْهُ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهَا صَدَقَةٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اشْوُوا النَّاسَ مِنْهُ، فَقَدْ بَلَغَ مَحَلَّهُ)).

[الصحيحة: ۲۵۴۶]

رہتا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے اور گوشت دیکھ کر فرمایا: ”اس کا کچھ حصہ ہمارے لئے بھونو۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بس تم اس کا کچھ حصہ ہمارے لئے بھون دو یہ اپنے مقام پر پہنچ چکا ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۲۵۳۶۔ ابو یعلیٰ (۳۰۷۸) الضیاء فی المختارۃ (۲۳۸۷) بخاری (۱۳۹۵) مسلم (۱۰۷۵) بغیر هذا اللفظ فوائد: آل محمد ﷺ کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے اس حدیث میں جس گوشت کا ذکر کیا گیا ہے وہ دراصل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا تھا۔ وہ بطور ہدیہ آپ ﷺ کو پیش کرتی تھیں اس لئے آپ ﷺ کے لئے کھانا جائز تھا۔

النبيذ متى صار حراماً

۸۱۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ، فَتَحَنَّنَ فِطْرُهُ بِنَبِيذٍ صَنَعْتُهُ فِي دُبَاءٍ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِهِ فِإِذَا هُوَ يَنْشُ، فَقَالَ: ((أَضْرِبْ بِهَذَا الْحَاظِطِ، فَإِنَّ هَذَا اشْرَابٌ مِنْ لَأَيَوْمٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ)).

[الصحيحة: ۳۰۱۰]

نبیذ کب حرام ہو جائے گی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ رکھ رہے ہیں۔ میں نے کدو کے برتن میں نبیذ بنائی اور آپ ﷺ کے افطاری کے وقت کی تلاش میں رہا۔ جب میں آپ ﷺ کے پاس لے کر آیا تو وہ جوش مار رہی تھی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو دیوار کے ساتھ دے مارو بیشک یہ ان لوگوں کا مشروب ہے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔“

تخریج: الصحيحة ۳۰۱۰۔ ابو داود (۳۷۱۲) نسائی (۵۶۱۳) بیہقی (۳۰۳/۸) ابن ماجہ (۳۳۰۹) مختصراً فوائد: جب نبیذ جوش مارنے لگ گئے تو وہ شراب کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور مومنوں پر شراب پینا حرام قرار دیا ہے۔ پہلے شراب کے حرمت اور نقصانات پر بحث ہو چکی ہے۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(لوگوں کو) کھانا کھلایا کرو اور عمدہ کلام کیا کرو۔“

۸۱۴- عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَرْفُوعاً: ((أَطْعَمُوا الطَّعَامَ، وَأَطْبَبُوا الْكَلَامَ)). [الصحيحة: ۱۴۵۶]

تخریج: الصحيحة ۱۳۶۵۔ طبرانی فی الکبیر (۲۷۶۳)

فوائد: یہ دو عظیم صفات ہیں جو جنت میں لے جانے کا سبب بنتی ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان فی الجنة غرفة يرى ظاهرها من باطنها وباطنهما من ظاهرها) فقال ابو مالك اشعري: لمن هي يا رسول الله؟

مَرَضْتُ، فَلَمَّا أَرَادْتُ أَنْ تَمُوتَ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ:
لَوْ نَحَرْتَهَا وَأَكَلْنَا مِنْهَا، فَأَنْبَى، وَأَنْبَى رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ وَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ: ((اعْنِدْكُمْ مَا
يَغْنِيْكُمْ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَكُلُوْهَا. يَغْنَى:
النَّاقَةَ. وَكَانَتْ قَدْ مَاتَتْ)) قَالَ: ((فَأَكَلْنَا مِنْ
وَدَكِهَا وَلَحْمِهَا وَسَحْمِهَا نَحْوًا مِنْ عِشْرِينَ
يَوْمًا ثُمَّ لَقِيَ صَاحِبَهَا، فَقَالَ لَهُ: أَلَا كُنْتَ
نَحَرْتَهَا؟ قَالَ: إِنِّي اسْتَحْيَيْتُ مِنْكَ.))

[الصحيحہ: ۲۷۰۲]

تھی۔ جب وہ مرنے لگی تو اس کی بیوی نے اسے کہا: (بہتر ہے
کہ) آپ اس کو خنر کر دیں تاکہ ہم سب (اس کا گوشت تو) کھا
لیں۔ لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور رسول اللہ ﷺ
کے پاس آکر ساری بات ذکر کر دی۔ آپ ﷺ نے اس سے
پوچھا: ”کیا تمہارے پاس تمہیں کفایت کرنے کے بقدر کوئی چیز
ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر اس کو کھا
لو یہ تو اب مرنے ہی لگی ہے۔“ اس نے کہا: پس ہم بیس دن تک
اس کی چربی اور گوشت کھاتے رہے۔ پھر ہمیں اس کا پہلا مالک
ملا اور پوچھا: تم لوگوں نے (آپ ﷺ سے پوچھے بغیر) خود ہی خنر
کیوں نہیں کر لیا تھا؟ میں نے کہا: بس میں آپ سے شرماتا تھا۔

تخریج: الصحيحہ ۲۷۰۲۔ طرابلسی (۷۷۶)۔ احمد (۵/۸۸، ۸۷)۔ ابویعلیٰ (۷۳۸)۔ ابوداؤد (۳۸۱۶)۔ من طریق آخر

باب: تحریم وسم الدابة فی وجهها

وضربه

۸۱۸۔ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ بِحِمَارٍ
قَدْ وُسمَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: ((أَمَا بَلَّغْتُكُمْ أَنِّي قَدْ
لَعَنْتُ مَنْ وُسمَ الْبَهِيمَةَ فِي وَجْهِهَا، أَوْ
ضَرَبَهَا فِي وَجْهِهَا؟ أَفَنَهَى عَنْ ذَلِكَ)).

[الصحيحہ: ۱۵۴۹]

باب: جانور کے چہرے پر داغ دینا

اور مارنا ممنوع ہے

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایسا
گدھا گزرنے کا اتفاق ہوا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا۔ آپ
ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم لوگوں کو یہ حدیث نہیں پہنچی کہ میں نے اس
آدمی پر لعنت کی ہے جو جانور کو اس کے چہرے پر داغ لگا دے یا اس کے
چہرے پر مارتا ہے؟“ پھر آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

تخریج: الصحيحہ ۱۵۴۹۔ ابوداؤد (۲۵۶۳)۔ مسلم (۲۱۱۷، ۲۱۱۸)

فوائد: اس سے قبل یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ جانوروں کے ساتھ بھی احسان کرنا چاہئے اور ان کو تکلیف سے بچانا چاہئے۔ اگر جانور کو
سدھارنے کے لئے مارنا پڑ جائے تو چہرے پر مارنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ شریعت نے بے زبان مخلوق کا کتنا خیال رکھا کہ اس
کے چہرے پر مارنے والے یا داغنے والے کو ملعون قرار دیا۔

۸۱۹۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ [بْنِ عُمَرَ] عَنْ أَبِيهِ،
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَرَ بِحَدِّ الشِّفَارِ، وَأَنْ
تُوَارَى عَنِ الْبَهَائِمِ، وَإِذَا ذَبَحَ أَحَدُكُمْ،
فَلْيَجْهَرْ)). [الصحيحہ: ۳۱۳۰]

[الصحيحہ: ۳۱۳۰]

تخریج: الصحیحة ۳۱۳۰۔ احمد (۲/۱۰۸) ابن عدی (۳/۱۳۶۶) بیہقی فی الشعب (۱۱۰۷۴) ابن ماجہ (۳۱۷۲) بمعناه
فوائد: یہ بھی جانوروں کے ساتھ احسان کرنے اور ان کو تکلیف سے بچانے کا ہی ایک انداز ہے کہ آپ جس جانور کی زندگی کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں وہ بھی اچھے انداز میں کریں اور ذبح کے وقت سے پہلے خواہ مخواہ اس کو پریشان نہ کریں۔

حلال چیزیں کھانے کی اہمیت کا بیان

اہمیت من اکل الطیب۔

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ ام عبداللہ رحمہا نے طویل دن اور سخت گرمی کی وجہ سے افطاری کے وقت نبی کریم ﷺ کی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا، لیکن آپ ﷺ نے اس کے قاصد کو واپس کر دیا کہ (پوچھ کر آؤ کہ) یہ دودھ کہاں سے لیا؟ اس نے جواب بھیجا کہ میری اپنی بکری کا دودھ ہے۔ آپ ﷺ نے قاصد کو دوبارہ واپس کر دیا کہ (یہ پوچھ کر آؤ کہ) وہ بکری کہاں سے لی ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اپنے مال کے عوض خریدی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے (اتنی چھان بین کے بعد) وہ پیالہ دوسرے دن ام عبداللہ رضی اللہ عنہا کو دوسرے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے طویل دن اور سخت گرمی کی وجہ سے آپ کا خیال کرتے ہوئے (کل) دودھ کا پیالہ بھیجا تھا، لیکن آپ نے میرے قاصد کو میری طرف (کچھ پوچھنے کے لئے) پلٹا دیا (ایسے کیوں ہے)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے قبل رسولوں کو یہی حکم دیا گیا کہ وہ طیب (یعنی حلال) چیز کھائیں اور صرف نیک عمل کریں۔“

۸۲۰۔ عَنْ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ أُخْبِتَ شَدَادُ بْنُ أَوْسٍ: أَنَّهَا بَعَثَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِقَدَحٍ لَبَنٍ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَذَلِكَ فِي طُولِ النَّهَارِ وَشِدَّةِ الْحَرِّ، فَرَدَّ إِلَيْهَا رَسُولُهَا: أُنِّي لَكَ هَذَا اللَّبَنُ؟ فَقَالَتْ: مِنْ شَاةٍ لِّي، فَرَدَّ إِلَيْهَا رَسُولُهَا: أُنِّي لَكَ هَذِهِ الشَّاةُ؟ قَالَتْ: اشْتَرَيْتُهَا مِنْ مَالِي فَشَرِبْتُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَدَاةِ أَتَتْ أُمُّ عَبْدِ اللَّهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بَعَثْتُ إِلَيْكَ بِذَلِكَ اللَّبَنِ مُرْتَبَةً لَكَ مِنْ طُولِ النَّهَارِ وَشِدَّةِ الْحَرِّ، فَرَدَدْتَ إِلَيَّ فِيهِ الرَّسُولُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُمُورَتِ الرَّسُولُ قَلِيلٌ أَلَّا تَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا وَلَا تَحْمِلَ إِلَّا صَالِحًا)). [الصحيحه: ۱۱۳۶]

تخریج: الصحیحة ۱۱۳۶۔ احمد فی الزهد (۲۳۶۸) حاکم (۳/۱۲۵-۱۲۶) طبرانی فی الکبیر (۲۵/۱۷۳-۱۷۵) وفی الشامیین (۱۳۸۸)

فوائد: اگر کسی چیز کے بارے میں شبہ ہو رہا ہو تو اسے استعمال کرنے سے پہلے تحقیق کر لینی چاہئے کہ آیا وہ حرام ہے یا حلال۔
حکمة غمس الذباب فی الشراب و

حکمت کا بیان

الطعام

سعید بن خالد کہتے ہیں: میں ابوسلمہ کے پاس گیا، ہمیں مکھن اور کھجور اور آٹے وغیرہ کی بنائی ہوئی کوئی چیز پیش کی۔ اتنے میں

۸۲۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ، فَأَتَانَا بِرُبْدٍ وَكَنْةٍ فَأَسْقَطَ ذَبَابٌ فِي

ایک مکھی کھانے میں گر پڑی، ابوسلمہ نے اسے اپنی انگلی کے ساتھ (کھانے میں) ڈبوایا۔ میں نے کہا: ماموں جان! یہ کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: سیدنا ابوسعید خدری ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پیشک مکھی کے ایک پر میں زہر ہے اور دوسرے میں شفا۔ اگر یہ کھانے میں گر جائے تو اس کو مکمل ڈبو دیا کرو کیونکہ یہ (گرتے وقت) زہر والے پر کو مقدم کرتی ہے اور شفا والے پر کو مؤخر۔“

الطَّعَامُ، فَحَجَلَ أَبُو سَلَمَةَ يَمْقُلُهُ بِأَصْبَعِهِ فِيهِ، فَقُلْتُ: يَا خَالُ! مَا تَصْنَعُ؟ فَقَالَ: إِنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَحَدَ جَنَاحِي الدُّبَابِ سَمٌّ، وَالْآخَرُ شِفَاءٌ، فَإِذَا وَقَعَ فِي الطَّعَامِ، فَاْمُقْلُوهُ، فَإِنَّهُ يَقْدِمُ السَّمَّ وَيُؤَخِّرُ الشِّفَاءَ)). [الصحيحة: ۳۹]

تخریج: الصحيحة ۳۹۔ احمد (۶۷/۳) واللفظ له ابن ماجه (۳۵۰۳) نسائی (۳۲۶۷)

فوائد: اس حدیث مبارکہ کو اپنے مزاج کے مطابق نہیں پرکھنا چاہئے، بلکہ اپنے مزاج کو اس کے مطابق بنانا چاہئے۔ جب مکھی کسی مشروب میں ڈوبے لگتی ہے تو وہ بیماری والے پر کو پانی میں ڈبو کر شفا والے پر کو اوپر کی سمت میں رکھتی ہے۔ اس لئے شریعت نے اس کے دوسرے پر کو اسی مشروب میں ڈبو کر اسے استعمال کرنے کی ہدایت دی ہے۔

نبی ﷺ کی پیشین گوئی کا عمار ؓ بن یاسر کے بارے

وفاء خبر النبی ﷺ من عمار بن

میں پورے ہونے کا بیان

یاسر ؓ

ابراہیم بن سعد اپنے باپ اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمار بن یاسر ؓ کو صفین کے مقام پر جس دن وہ شہید ہوئے، کہتے ہوئے سنا: جنت قریب کر دی گئی اور خوبصورت آنکھوں والی حور سے شادی کر لی گئی، آج ہم اپنے حبیب محمد ﷺ کو ملیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم اپنے محبوبوں یعنی محمد ﷺ اور ان کے گردہ کو ملیں گے۔ آپ ﷺ نے مجھے یہ ضمانت دی تھی کہ دنیا سے تیرا آخری توشہ پانی ملا پتلا دودھ ہوگا۔

۸۲۲۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ (صَفِينِ) فِي الْيَوْمِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ، وَهُوَ يُنَادِي: أُرْلِفَتِ الْحَنَّةُ، وَزَوَّجَتْ الْحُورُ الْعَيْنُ، الْيَوْمَ نُلْقَى حَبِيبَنَا مُحَمَّدًا ﷺ. وَفِي رَوَايَةٍ: نُلْقَى الْأَحِبَّةَ، مُحَمَّدًا وَحِزْبَهُ. ((عَهْدَ إِلَيَّ أَنْ آخِرَ زَادِكَ مِنَ الدُّنْيَا صَيِّحٌ مِنْ لَيْلٍ)). [الصحيحة: ۳۲۱۷]

تخریج: الصحيحة ۳۲۱۷۔ حاکم (۳۸۹/۳) طبرانی فی الاوسط (۶۳۶۷) ابن عساکر (۳۲۰/۳۶)

فوائد: سیدنا عمار ؓ سیدنا علی ؓ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے، جب سیدنا عمار ؓ نے مذکورہ صفت والا دودھ پیا تو ان کو آپ ﷺ کی پیشین گوئی یاد آگئی۔ نیز سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تقتل عمارا الفتنۃ الباغیۃ۔) [مسلم] یعنی: عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی۔

سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی

تحريم الأكل والشرب فی إناء

حرمت کا بیان

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک جو آدمی چاندی اور سونے کے برتنوں میں کھاتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہا ہوتا ہے، الا یہ کہ وہ توبہ کر لے۔“

الفضة والذهب

۸۲۳۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ [إِنَّمَا يُجْرَجُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ، إِلَّا أَنْ يَتُوبَ])). [الصحيحہ: ۳۴۱۷]

تخریج: الصحيحہ ۲۴۱۷۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳/۳۸۸-۳۸۹) بهذا اللفظ، بخاری (۵۶۳۰) مسلم (۲۰۶۵) بدون الزیادۃ ”الا ان يتوب“

فوائد: جو مسلمان اس عارضی دنیا میں صبر کرتے ہوئے سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہیں کھائے پئے گا تو اسے جنت میں بھی برتن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے استعمال کرنے کی اجازت دی جائے گی جیسا کہ سیدنا حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لا تشربوا فی آنية الذهب والفضة ولا تأكلوا فی صحافها فانها لهم فی الدنيا ولکم فی الآخرة۔) [بخاری، مسلم] یعنی: سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ہی ان کے پیالوں میں کھاؤ کیونکہ دنیا میں یہ کافروں کے لئے ہیں اور آخرت میں تمہارے لئے ہیں۔

خورد و نوش کے بعد حمد کی فضیلت

سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے سے اتنی بات پر راضی ہو جاتا ہے کہ وہ کھانا کھائے اور (کھانے کی وجہ سے) اس کی تعریف کر دے یا پانی پئے اور اس پر اس کی حمد و ثنا بیان کر دے۔“

فضل الحمد بعد الاكل والشرب

۸۲۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيُحَمِّدَهُ عَلَيْهَا، أَوْ يَشْرِبَ الشَّرْبَةَ فَيُحَمِّدَهُ عَلَيْهَا))). [الصحيحہ: ۱۶۵۱]

تخریج: الصحيحہ ۱۶۵۱۔ مسلم (۲۷۳۳) ترمذی (۱۸۱۶) احمد (۱۰۰/۳) (۱۱۷)

فوائد: جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو لذیذ اور مزیدار ماکولات و مشروبات سے نوازا ہے وہاں ان نعمتوں کی بنا پر بندوں کی طرف سے اپنی تعریف و توصیف اور مدح و ثناء کو بھی بڑا پسند کیا ہے۔ اندازہ لگائیں کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا کھا کر یا پی کر اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں تو وہ ہم سے راضی ہو جاتا ہے۔ کتنا آسان ہے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا، لیکن پھر بھی اسے راضی کرنے والے بہت قلیل مقدار میں ہیں۔ سیدنا معاذ بن انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے گا، اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے: الحمد لله الذي اطعمني هذا ورزقني من غير حول مني ولا قوة۔ یعنی: تمام تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور مجھے یہ رزق دیا، مجھ میں طاقت اور قدرت نہ ہونے کے باوجود۔ [ابوداؤد ترمذی]

طعام کے درمیان سے کھانے کی کراہت کا بیان

كراهية الأكل من رأس الطعام

۸۲۵۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ الْمُرَكَّةَ وَسَطَ الْقُصْعَةِ، فَكُلُوا مِنْ نَوَاحِيهَا وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ رَأْسِهَا)). [الصحيحة: ۱۵۸۷]

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یشک برکت پیالے کے وسط میں ہوتی ہے اس لئے کناروں سے کھایا کرو اور درمیان سے نہ کھایا کرو۔“

تخریج: الصحیحة ۱۵۸۷۔ السری بمعنی یحییٰ فی حدیث الثوری (۲/۲۲۱) حمیدی (۵۲۹) حاکم (۱۲/۳) طحاوی فی المشکل (۵۵/۱)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے ساتھ شفقت کرتے ہوئے کھانے پینے کے جتنے آداب سکھائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ برتن کے درمیان سے نہ کھایا جائے کیونکہ اس جے میں برکت نازل ہوتی ہے۔

دودھ کا ہدیہ (تحفہ) دینے کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ام سنبہؓ رسول اللہ ﷺ کے لئے دودھ کا ہدیہ لے کر میرے پاس آئی، لیکن آپ ﷺ میرے پاس موجود نہ تھے۔ میں نے اسے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدوؤں کے کھانوں سے منع کیا ہے۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ اور ابو بکر ؓ بھی تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”ام سنبہ! یہ آپ کے پاس کیا ہے؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! دودھ ہے آپ کے لئے بطور ہدیہ لے کر آئی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ام سنبہ! (کسی پیالے میں) ڈالو اور ابو بکر کو دو۔“ پھر فرمایا: ”ام سنبہ! (پھر کسی پیالے میں) ڈالو اور عائشہ کو دو۔“ پھر فرمایا: ”ام سنبہ! اور ڈالو۔“ اس نے اس دفعہ نبی کریم ﷺ کو پکڑا لیا اور آپ ﷺ نے نوش فرمالیا۔ میں (عائشہ) نے کہا: ہائے! میرے دل کو اطمینان نصیب ہو۔ اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے بدو لوگوں کے کھانے سے منع نہیں کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! یہ (ام سنبہ لوگ) بدو نہیں ہیں یہ ہمارے دیہات والے ہیں اور ہم ان کے شہر یا قصبہ والے ہیں جب انہیں بلایا گیا انہوں نے بات سنی (دعوت قبول کی) لہذا کیونکہ یہ بدو نہیں ہیں۔“

الهدية من اللبن

۸۲۶۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَهَدَتْ أُمُّ سُبَيْلَةَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَبَنًا، فَدَخَلْتُ عَلَى بِهِ، فَلَمْ تَجِدْهُ، فَقُلْتُ لَهَا: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ نَهَى أَنْ تَأْكُلَ طَعَامَ الْأَعْرَابِ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُوبَكْرٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ((يَا أُمُّ سُبَيْلَةَ! مَا هَذَا مَعَكَ؟)) قَالَتْ: لَبَنٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَهَدَيْتُهُ لَكَ، قَالَ: ((أُسْكِبِي أُمُّ سُبَيْلَةَ، نَاولِي أَبَا بَكْرٍ)) ثُمَّ قَالَ: ((أُسْكِبِي أُمُّ سُبَيْلَةَ، نَاولِي عَائِشَةَ)) ثُمَّ قَالَ: ((أُسْكِبِي أُمُّ سُبَيْلَةَ)) فَنَاولَتْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَشَرِبَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا بُرْدَهَا عَلَى الْكَيْدِ! يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! قَدْ كُنْتُ نَهَيْتُ عَنْ طَعَامِ الْأَعْرَابِ؟ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّهُمْ لَيَسُوا بِأَعْرَابٍ، هُمْ أَهْلُ بَادِيَتَيْنَا، وَنَحْنُ أَهْلُ حَاضِرَتَيْهِمْ، وَإِذَا دُعُوا أَجَابُوا، فَلْيَسُوا بِأَعْرَابٍ)). [الصحيحة: ۲۹۸۵]

تخریج: الصحیحة ۲۹۸۵۔ حاکم (۱۲۸/۳) احمد (۱۳۳/۶) البزار (الکشف: ۱۹۳۰)

منوعہ امور میں رخصت کا بیان

الرخصة من الأمور المنهى عنهم

۸۲۷- عَنْ عَلِيٍّ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، وَعَنِ الْأَوْعِيَةِ، وَأَنْ تُحْبَسَ لَحُومُ الْأَصَاغِيِّ بَعْدَ ثَلَاثِ نِمْ قَالَ: إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَزُورُوهَا، فَإِنَّهَا تَذَكِّرُكُمْ الْآخِرَةَ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوا فِيهَا، وَاجْتَنِبُوا كُلَّ مُسْكِرٍ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لَحُومِ الْأَصَاغِيِّ أَنْ تَحْبِسُوهَا بَعْدَ ثَلَاثِ فَاحْبِسُوهَا مَا بَدَأَ لَكُمْ))

[الصحيحہ: ۸۸۶]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت سے (چار قسم کے) برتنوں سے اور تین دنوں کے بعد قربانیوں کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا۔ لیکن (کچھ عرصہ کے بعد) فرمایا: ”بلاشبہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، لیکن (اب حکم دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ آخرت یاد دلاتی ہیں اور میں نے تم کو (کچھ) برتنوں سے منع کیا تھا، لیکن (اب حکم دیتا ہوں کہ) ان کو مشروبات کے لیے استعمال کیا کرو اور نشہ دینے والی ہر چیز سے اجتناب کرو اور میں نے تم کو قربانیوں کا گوشت تین ایام سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا، لیکن (اب کہتا ہوں کہ) جب تک چاہو اپنے پاس گوشت روکے رکھو۔“

تخریج: الصحيحہ ۸۸۶- احمد (۱/ ۱۳۵) دیلمی (۱/ ۴۰) معلقاً ابو یعلیٰ (۲۷۸) ابن ابی شیبہ (۸/ ۱۳۰) مختصراً

فوائد: نبی کریم ﷺ نے ابتدائے اسلام میں قبروں کی زیارت کرنے اور قربانیوں کا گوشت تین ایام سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے منع فرما دیا تھا لیکن بعد میں دونوں کی اجازت دے دی۔ اسی طرح جب شراب حرام ہوئی تو آپ ﷺ نے درج ذیل برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا: کدو سے بنایا ہوا مٹکا، کھجور کے تنے کو کرید کے بنایا ہوا برتن، روغن کیا ہوا برتن اور پرانا سبز مٹکا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ نے ان برتنوں کو استعمال کرنے کی بھی اجازت دے دی۔

باب: کھانے میں اکٹھے ہونا اور خیر خواہی کرنا

باب: فضل المواساة فی الطعام

والاجتماع علیہ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی کا کھانا دو کو دو افراد کا کھانا تین چار کو اور چار آدمیوں کا کھانا پانچ چھ افراد کو کفایت کرتا ہے۔“

۸۲۸- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرْفُوعاً ((إِنَّ طَعَامَ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ، وَإِنَّ طَعَامَ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الثَّلَاثَةِ وَالْأَرْبَعَةِ، وَإِنَّ طَعَامَ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الْخَمْسَةِ وَالسَّتَةِ)).

تخریج: الصحيحہ ۱۲۸۲- ابن ماجہ (۳۲۵۵) البزار (الکشف: ۱۱۸۵) (والبحر: ۱۲۷) مطولاً

فوائد: برکت کا معاملہ غیر محسوس انداز میں ہوتا ہے، ہمیں چاہتے اور نہ چاہتے ہوئے یہ بہر صورت تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہر حدیث برحق اور حقیقت کے عین مطابق ہے۔ زندگی میں جس کا واسطہ احادیث سے پڑا اسے عملی طور پر اس حقانیت کا تجربہ بھی ہو گیا۔ بہر حال مذکورہ بالا حدیث پر سب سے زیادہ اعتقاد اس کو ہو گا جو اس کو اپنی زندگی میں عملی طور پر اپنا چکا ہو گا۔ اگر کسی کو شک و شبہ ہو تو چار

مہمانوں کے لئے دسترخوان پر سجے ہوئے کھانے پر چھ آدمیوں کو بٹھا دے۔

باب: کل مسکر خمر

۸۲۹۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْعَنْبِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ التَّمْرِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْبُرِّ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الشَّعِيرِ خَمْرًا)).

[الصحيحة: ۱۵۹۳]

تخریج: الصحیحة ۱۵۹۳۔ ابوداؤد (۳۶۷۶) احمد (۳/۲۶۷) بیہقی (۲۸۹/۸)

باب: ہر نشہ آور چیز شراب ہے
سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یشک انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے شراب بنائی جاتی ہے۔“

فوائد: احناف کا مسلک ہے کہ صرف انگور اور کھجور کی شراب حرام ہے لیکن یہ حدیث جمہور کے مسلک کی تائید کرتی ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے خواہ وہ انگور یا کھجور کی شراب ہو یا کسی اور چیز کی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منبر رسول پر دوران خطبہ ارشاد فرمایا: الخمر ما خامر العقل۔ یعنی: ”خمر“ وہ ہے جو چیز عقل پر پردہ ڈال دے۔ [بخاری، مسلم]

ومن شرب الخمر بغیر اسمہا

۸۳۰۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ نَاسًا مِنْ أُمَّتِي يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا)).

[الصحيحة: ۴۱۴]

تخریج: الصحیحة ۴۱۴۔ احمد (۳/۲۳۷) نسائی (۵۶۲۱) طیبالسی (۵۸۶)

شراب کا نام تبدیل کر کے پینے کا بیان
نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ میری امت کے بعض لوگ شراب کا کوئی اور نام رکھ کر شراب نوشی کریں گے۔“

فوائد: اسلام نے جن چیزوں کو جن صفات کی وجہ سے حرام قرار دیا، وہ ایسے مسلم قوانین ہیں کہ مرد و زمانہ یا حوادث زمانہ ان کو متاثر نہیں کر سکتے۔ پہلے ”خمر“ (شراب) کی تعریف گزر چکی ہے، جس چیز سے عقلی توازن برقرار نہ رہ سکے یا جو چیز عقل پر پردہ ڈال دے اس کا نام جو بھی رکھ دیا جائے وہ حرام اور ممنوع ہوگی۔

النهی الانتفاع من المیة بشئ

۸۳۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ، قَالَ: نَامَتْ يَحْيَىٰ لَنَا مِنْ جُهَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ إِلَيْهِمْ: ((أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِشَيْءٍ))

مردار کی کسی بھی چیز سے استفادہ کرنے کی ممانعت کا

بیان

عبداللہ بن عکیم کہتے ہیں: ہمیں ہمارے جہینہ قبیلے کے کسی سردار نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف (یہ پیغام) لکھ کر بھیجا کہ ”مردار کی کسی چیز سے استفادہ مت کرو۔“

تخریج: الصحیحة ۳۱۳۳۔ بخاری فی التاریخ (۱۶۷/۷) وعنه ابن عساکر (۱۳۶/۵۲) ابن حبان (۱۲۷۹) **فوائد:** مردار نجس ہے، لیکن مردار کی کھال اتار کر اسے رنگ کر استعمال کرنا جائز ہے، جیسا کہ لوگ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بکری گھسیٹ کر لے جا رہے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس کا چمرا استعمال کر لو (تو بہتر ہے)۔ انھوں نے کہا: یہ تو مردار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانی اور قرظ (یا سلم درخت جو کیکر کے مشابہ ہوتا ہے) کے چوں سے یہ چمرا پاک ہو جائے گا۔ [صحیحہ: ۲۱۶۳]

الرخصة عن الحوم الأضاحی فوق - تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کی رخصت

ثلاث

۸۳۲۔ عَنْ نُبَيْشَةَ الْهَذَلِيَّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّا كُنَّا نَهَيِّنَاكُمْ عَنْ لُحُومِهَا أَنْ تَأْكُلُوا فَوْقَ ثَلَاثِ لَيْلَى تَسَعَّكُمْ، فَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالسَّعَةِ فَكُلُوا، وَادْخَرُوا، وَاتَّجَرُوا، أَلَا وَإِنَّ هَذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلِ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)). [الصحيحه: ۱۷۱۳]

سیدنا نبیہ ہذلی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم نے تم کو (قربانیوں کا) گوشت تین دنوں (سے زیادہ ذخیرہ کر کے) کھانے سے اس لئے منع کیا تھا تاکہ وہ سب کومل جائے۔ اب اللہ تعالیٰ نے خوشحالی اور آسودگی پیدا کر دی ہے لہذا ذخیرہ کر سکتے ہو اور فائدہ اٹھا سکتے ہو خبردار! بیشک یہ ایام کھانے پینے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرنے کے لئے ہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۱۷۱۳۔ ابوداؤد (۲۸۱۳) بیہقی (۲۹۲/۹) احمد (۷۵/۷)

فوائد: عید الاضحی کا دن اور ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ) کھانے پینے کے دن ہیں اس حدیث میں بیان کردہ مسئلہ کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے کہ ابتدائے اسلام میں قربانیوں کا گوشت تین ایام سے زیادہ ذخیرہ کرنا منع تھا بعد میں اجازت دے دی گئی۔

باب: جواز النقع قبل تخمره باب: بھگوئی چیز نشہ پیدا ہونے سے پہلے استعمال کرنا

جائز ہے

۸۳۳۔ عَنْ فَيْرُوزٍ، قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتُ مَنْ نَحْنُ، وَمِنْ أَيْنَ نَحْنُ، فَيَايَ مَنْ نَحْنُ؟ قَالَ: ((إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ)) فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لَنَا أُنَابًا مَانَصُغَ بِهَا؟ قَالَ: زَبِيَّوْهَا، قُلْنَا: مَا نَصُغَ بِالزَّبِيْبِ؟ قَالَ: ((أَبْدُوْهُ عَلَى غَدَائِكُمْ، وَأَشْرَبُوْهُ عَلَى عَشَائِكُمْ، وَأَبْدُوْهُ عَلَى

سیدنا فیروز کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ ہم کون ہیں کہاں سے آئے ہیں اور کس کی طرف آئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول کی طرف۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس انگور ہیں ہم ان کو کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان کا مٹی بنا لو۔“ ہم نے کہا: ہم مٹی کو کیا کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بوقت صبح اس کی نیبڈ بنا لیا کرو اور بوقت شام پی

لیا کرو اور اسی طرح شام کو بنا کر صبح کو پی لیا کرو اور مشکیزوں میں نبیز بنانی ہے نہ کہ مشکوں میں کیونکہ مشکوں میں اپنے وقت سے لیٹ ہو جائے تو سرکہ بن جاتی ہے۔“

عَشَائِكُمْ، وَاشْرَبُوهُ عَلَى غَدَائِكُمْ، وَأَنْبِذُوهُ فِي الشَّيْءِ، وَلَا تَنْبِذُوهُ فِي الْقَلِيلِ، فَإِنَّهُ إِذَا تَأَخَّرَ عَنْ عَصْرِهِ صَارَ خَلًّا)).

[الصحیحة: ۱۵۷۳]

تخریج: الصحیحة ۱۵۷۳۔ ابوداؤد (۳۷۱۰) نسائی (۵۷۳۹) احمد (۳/۲۲۲)

فوائد: کھجور کو کچھ دیر بھگو کر استعمال کرنا جائز ہے لیکن جب وہ جوش مارنے لگے یا اس سے خیر اٹھنے لگے تو اس کا استعمال ناجائز ہو جاتا ہے کیونکہ یہ شراب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

ثرید برکت کے لیے بڑی عظیم چیز ہے

الثرید أعظم للبركة

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب میں ثرید بناتی تھی تو اسے کچھ دیر کے لیے ڈھانپ دیتی تھی تاکہ اس کی گرمی کی شدت اور دھواں جاتا رہے پھر وہ کہتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”یہ برکت کے لئے بڑی عظیم چیز ہے۔“

۸۳۴۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا تَرَدَّتْ غَطَّتُهُ شَيْئًا حَتَّى يَذْهَبَ قَوْرُهُ وَدُخَانُهُ، ثُمَّ تَقُولُ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّهُ أَكْثَرُ الْبَرَكَاتِ)).

[الصحیحة: ۶۵۹، ۳۹۲]

تخریج: الصحیحة ۶۵۹، ۳۹۲۔ دارمی (۲۰۵۳) ابن حبان (۵۲۰۷) حاکم (۱۱۸/۳) بیہقی (۲۸۰/۷)

فوائد: روٹی کو چور کر شور بے میں بھگو کر بنائے ہوئے کھانے کو ”ثرید“ کہتے ہیں۔ اس قسم کا کھانا انتہائی مبارک اور زود ہضم ہوتا ہے۔ پہلے کئی مقامات پر عرض کیا جا چکا ہے کہ برکت کا تعلق غیر محسوس انداز سے ہوتا ہے اور وہی چیزیں مبارک ہیں، جن کو رسول اللہ ﷺ نے بابرکت ہونے کا لقب دیا۔ لہذا آپ ﷺ کے فرمودات کو برحق سمجھ کر ثرید جیسے کھانے کو اپنے جسم کے لیے مبارک اور صحت کا راز سمجھا جائے۔ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (وَفَضَّلَ عَائِشَةُ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضَلَ الثَّرِيدَ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)۔ [ترمذی] یعنی دوسری عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے ثرید کی دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔

ماء زمزم مباركة و طعام طعم

۸۳۵۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامٌ طَعْمٌ)) خَاءٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي ذَرٍّ، وَأَبْنِ عَبَّاسٍ، وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ. رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: خَرَجْنَا مِنْ قَوْمِنَا غِفَارًا. وَكَانُوا يُجَلِّدُونَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ. فَخَرَجْتُ أَنَا وَأَخِي أُتَيْسٌ وَأُمْنَاءُ، فَتَزَلْنَا عَلَى خَالٍ لَنَا، فَأُكْرِمَنَا

ماء زمزم مبارک بھی ہے اور کھانے کا کھانا بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(زمزم کا پانی) مبارک ہے یہ کھانے کا کھانا ہے۔“ یہ حدیث سیدنا ابودرّ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ یہ سیدنا ابودرّ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے وہ کہتے ہیں: ہم اپنی قوم غفار جو حرمت والے مہینے کو حلال سمجھتے تھے سے وفد کی صورت میں نکلے میں (ابودرّ) میرا بھائی اُنیس اور میری ماں روانہ ہوئے ہم اپنے ماموں کے پاس آ کر ٹھہرے انھوں نے ہماری بڑ

قربانی، ذبحوں، کھانے پینے، عقیقے اور جانور سے نرمی کا بیان

خَالَتْنَا وَأُحْسَنَ إِلَيْنَا، فَحَسَدْنَا قَوْمَهُ، فَقَالُوا: إِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ عَنْ أَهْلِكَ خَالَفَ إِلَيْهِمْ أَنَيْسٌ، فَجَاءَ خَالَتْنَا، فَتَنَا عَلَيْنَا الَّذِي قِيلَ لَهُ فَقُلْتُ: أَمَا مَا مَضَى مِنْ مَعْرُوفِكَ فَقَدْ كَذَرْتَهُ وَلَا جَمَاعَ لَكَ فِيمَا بَعْدَ فَقَرَّبْنَا صِرْمَتَنَا فَاحْتَمَلْنَا عَلَيْهَا، وَتَغَطَّى خَالَتْنَا ثَوْبَهُ، فَجَعَلَ يَبْكِي، فَانْطَلَقْنَا حَتَّى نَزَلْنَا بِحَضْرَةِ مَكَّةَ، فَانْفَارَ أَنَيْسٌ عَنْ صِرْمَتِنَا وَعَنْ مِثْلِهَا، فَأَتَى الْكَاهِنَ، فَخَبَّرَ أَنَيْسًا، فَأَتَانَا أَنَيْسٌ بِصِرْمَتِنَا وَمِثْلِهَا مَعَهَا، قَالَ: وَقَدْ صَلَّيْتُ يَا ابْنَ أَحِي! قِيلَ أَنْ أَلْقَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَثَلَاتٍ سِينِينَ، قُلْتُ: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلَّهِ، قُلْتُ: فَأَيْنَ تَوَجَّهَ؟ قَالَ: اتَّوَجَّهَ حَيْثُ يُوجِّهُنِي رَبِّي أُصَلِّيَ عِشَاءَ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ الْفَيْتُ كَانَتِي خِفَاءَ حَتَّى تَعْلُوَنِي الشَّمْسُ، فَقَالَ أَنَيْسٌ: إِنْ لِي حَاجَةٌ بِمَكَّةَ فَاسْكُنِي، فَانْطَلَقَ أَنَيْسٌ، حَتَّى أَتَى مَكَّةَ، فَرَأَتْ عَلِيَّ، ثُمَّ جَاءَ فَقُلْتُ: مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا مَكَّةَ عَلَى دِينِكَ، يُزْعِمُ أَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَهُ، قُلْتُ: فَمَا يَقُولُ النَّاسُ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: شَاعِرٌ كَاهِنٌ، سَاجِرٌ، وَكَأَنَّ أَنَيْسَ أَحَدَ الشُّعْرَاءِ، قَالَ أَنَيْسٌ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَهُ الْكُفْهَةَ فَمَا هُوَ يَقُولُهُمْ، وَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهُ عَلَى أَقْرَاءِ الشُّعْرَاءِ، فَمَا يَلْتَبِمُ عَلَيَّ لِسَانُ أَحَدٍ بَعْدِي أَنَّهُ شَعْرٌ، وَاللَّهِ! إِنْ لَصَادِقٌ، وَإِنَّهُمْ لَكَادِبُونَ، قَالَ: قُلْتُ: فَاسْكُنِي حَتَّى أَذْهَبَ فَأَنْظُرَ، قَالَ: فَأَتَيْتُ مَكَّةَ، فَتَضَعْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَقُلْتُ: أَيْنَ هَذَا الَّذِي تَدْعُونَهُ الصَّابِي؟ فَأَشَارَ إِلَيَّ، فَقَالَ: الصَّابِي؟ فَمَالَ عَلَيَّ أَهْلُ الْوَادِي بِكُلِّ مَدْرَةٍ

عزت کی اور ہمارے ساتھ احسان کیا، لیکن ان کی قوم ہم سے حسد کرنے لگی۔ سو انھوں نے کہا: جب تو اپنے اہل خانہ سے باہر جاتا ہے تو انہیں ان کے پاس آ جاتا ہے پس ہمارا ماموں آیا اور جو بات اسے کہی گئی اس کے سلسلے میں ہماری غیبت کرنے لگ گیا۔ میں نے اسے کہا: جو تو نے ہمارے ساتھ نیکی کی تھی اسے تو تو نے گدلا کر دیا ہے اور آئندہ ہم آپ کے پاس نہیں آئیں گے۔ ہم اپنی اونٹنیوں کے قریب پہنچے اور سوار ہو کر چل پڑے میرے ماموں نے کپڑا اوڑھ کر رونا شروع کر دیا۔ ہم چلتے گئے اور مکہ کے قریب جا کر پڑاؤ ڈالا۔ انہیں ہمارے اونٹنیوں سے دور رہنے لگ گیا۔ وہ دونوں نجومی کے پاس گئے اس نے انہیں کو منتخب کیا پس انہیں ہماری اور اتنی اور اونٹیاں لے کر ہمارے پاس آیا۔ اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! میں تو رسول اللہ ﷺ کو ملنے سے تین برس پہلے سے نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے کہا: کس کے لئے؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کے لئے۔ میں نے کہا: تو کس طرف رخ کرتا تھا۔ اس نے کہا: جس طرف میرا رب میرا رخ موڑ دیتا تھا۔ میں رات کے آخری حصے میں نمازِ عشاء ادا کرتا تھا۔ اب میں گرم سم ہو کر لیٹ گیا، یہاں تک کہ سورج چڑھ آیا۔ انہیں نے کہا: مجھے مکہ میں کوئی کام ہے تو مجھے کفایت کر۔ انہیں چلا گیا، مکہ پہنچ گیا اور مجھے اچھائی کا بدلہ برائی سے دیا۔ پھر وہ واپس آ گیا۔ میں نے پوچھا: تو نے وہاں کیا کیا ہے؟ اس نے کہا: میں مکہ میں ایک ایسے آدمی کو ملا ہوں جو تیرے دین پر ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے کہا: لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: لوگ اسے شاعر، نجومی اور جادوگر کہتے ہیں۔ انہیں خود بھی ایک شاعر تھا۔ اس نے کہا: لیکن میں نے نجومیوں کے کلام سنے ہیں اور اس کے کلام کو زبان آور شعراء کے کلام پر پیش کیا ہے لیکن کسی کی زبان یہ فیصلہ نہیں کر سکتی کہ وہ (محمد ﷺ کا کلام بھی) شعر ہے۔ اللہ کی قسم! وہ صادق ہے اور لوگ

وَعَظِمَ حَتَّى خَرَرْتُ مُعْشِيًا عَلَيَّ، قَالَ: فَارْتَفَعْتُ حِينَ ارْتَفَعْتُ كَأَنِّي نُصَبُ أَحْمَرٌ، قَالَ: فَاتَيْتُ زَمْرَمَ، فَعَسَلْتُ عَنِّي الدَّمَاءَ، وَشَرِبْتُ مِنْ مَائِهَا، وَلَقَدْ لَبِثْتُ - يَا ابْنَ أُحِي - ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ، مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءٌ زَمْرَمَ، فَسَمِئْتُ حَتَّى تَكْسَرَتْ عُنْكَ بَطْنِي وَمَا وَجَدْتُ عَلَى كَبِدِي سَخْفَةً جَوْعٍ، قَالَ: فَبَيْنَا أَهْلُ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ فَمَرَاءَ إِصْحِيَانِ، إِذْ ضَرَبَ عَلَيَّ أَسْبَحَتُهُمْ، فَمَا يَطْلُوفُ بِالْبَيْتِ أَحَدٌ، وَأَمْرَاتَانِ مِنْهُمْ تَدْعُوَانِ إِسَافًا وَنَائِلَةً، قَالَ: فَاتَيْنَا عَلَيَّ فِي طَوَافِهِمَا، فَقُلْتُ: أَنْكِحَا أَحَدَهُمَا الْأُخْرَى، قَالَ: فَمَا تَنَاهَيْتَا عَنْ قَوْلِهِمَا، قَالَ: فَاتَيْنَا عَلَيَّ، فَقُلْتُ: هُنَّ مِثْلُ الْحَمَشَةِ، غَيْرَ أَنِّي لَا أُكْنِي، فَانْطَلَقْنَا تَوَلَّوْا لَانَ وَتَقُولَانِ: لَوْ كَانَ هَاهُنَا أَحَدٌ مِّنْ أَنْفَارِنَا! قَالَ: فَاسْتَقْبَلَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُوبَكْرٍ وَهُمَا خَاطِبَانِ، قَالَ: ((مَا لَكُمَا؟)) قَالَتَا: الصَّابِيُّ بَيْنَ الْكُفَّةِ وَأَسْتَارَهَا، قَالَ: ((مَا قَالِ لَكُمَا؟)) قَالَتَا: إِنَّهُ قَالَ لَنَا كَلِمَةً تَمْلَأُ الْقَمَمَ، وَهَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ، وَطَافَ بِالْبَيْتِ هُوَ وَصَاحِبُهُ، ثُمَّ صَلَّى، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: فَكُنْتُ أَنَا أَوَّلُ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ، قَالَ: فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: ((وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ))، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ أَنْتَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: مِنْ غِفَارٍ، قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ، فَوَضَعَ أُصْبِعَهُ عَلَى

جھوٹے ہیں۔ میں نے کہا: اب تو مجھے کفایت کرتا کہ میں بھی جا کر دیکھ سکوں (کہ اصل ماجرا کیا ہے؟) میں مکہ پہنچ گیا اور ایک آدمی پر رعب ڈالتے ہوئے پوچھا: وہ آدمی کہاں ہے جس کو تم لوگ بے دین کہتے ہو؟ اس نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ بے دین۔ (یہ سنتے ہی) اہل وادی مٹی کے ڈھیلے اور ہڈیاں لے کر مجھ پر چڑھ دوڑے میں بے ہوش ہو کر گر پڑا جب (مجھے افاقہ ہوا اور) میں اٹھا تو ایسے لگتا تھا کہ میں ایک سرخ پتھر ہوں۔ میں زمزم پانی پر آیا، خون دھویا اس کا پانی پیا اور اسے میرے پیچھے! میں وہاں تیس دنوں تک ٹھہرا رہا۔ میرے پاس کوئی کھانا نہیں تھا، سوائے ماء زمزم کے، وہی پی کر میں موٹا ہوتا رہا (یعنی خوراک کی کمی پوری کرتا رہا) اور اپنے پیٹ کی سلو میں ختم کرتا رہا۔ مجھے بھوک کی وجہ سے ہونے والی لاغری محسوس نہیں ہوئی۔ (دن گزرتے رہے اور) ایک دن مکہ میں چاندنی رات اور صاف فضا تھی اچانک ان کے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ کوئی بھی بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور دو عورتیں اساف اور ناکلہ کو پکار رہی تھیں۔ اس نے کہا: وہ طواف کے دوران میرے پاس سے گزریں میں نے کہا: ایک کی دوسری سے شادی کر دو۔ لیکن وہ اپنے قول سے باز نہ آئیں۔ (چکر کے دوران پھر) میرے پاس سے گزریں۔ میں نے کہا: یہ تو لکڑی کی طرح ہیں اور میں نے بات کنایہ نہیں کی۔ وہ دونوں چیخنی چلاتی چلتی گئیں اور یہ کہتی گئیں کہ کاش ہماری جماعت کا بھی کوئی آدمی یہاں ہوتا! اس نے کہا: اسی اثنا میں ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر (بلندی سے) اترتے ہوئے آ رہے تھے۔ اس نے کہا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے کہا: کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان بے دین۔ اس نے کہا: اس نے تمہیں کیا کہا؟ انھوں نے کہا: ایسی بات کہی

کہ جس سے منہ بھر جاتا ہے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور حجر اسود کا استلام کیا اور آپ ﷺ اور آپ کے ساتھی نے بیت اللہ کا طواف کیا اور پھر نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابوذر نے کہا: میں پہلا آدمی تھا جس نے انھیں اسلام کا سلام پیش کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وعلیک ورحمة اللہ“ پھر فرمایا: ”آپ کون ہیں؟“ میں نے کہا: میں غفار قبیلے سے ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ جھکایا اور اپنی انگلی اپنی پیشانی پر رکھی۔ میں دل ہی دل میں کہنے لگا کہ شاید آپ نے غفار کی طرف میری نسبت کو ناپسند کیا۔ میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن آپ کے ساتھی نے مجھے روک دیا اور وہ آپ کو مجھ سے زیادہ جانتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا: ”کون تجھے کھانا کھلاتا تھا؟“ میں نے کہا: زمزم کے پانی کے علاوہ میرے پاس کوئی کھانا نہیں ہے یہی پانی پی کر میں موٹا ہوتا رہا اور اپنے پیٹ کی سلونیس پر کرتا رہا اور مجھے بھوک کی وجہ سے کوئی لاغری محسوس نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ پانی مبارک ہے اور یہ کھانے کا کھانا ہے۔“ سیدنا ابوبکر ﷺ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں آج رات میں اس کو کھانا کھاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر چل پڑے اور میں بھی ان کے ساتھ چل دیا۔ سیدنا ابوبکر ﷺ نے دروازہ کھولا اور طائف کا منقہ لانا شروع کیا۔ یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے کھایا پھر کچھ باقی بھی بچ گیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی کھجوروں والی زمین میرے لئے مطیع کر دی گئی ہے مجھے لگتا ہے کہ وہ یثرب (مدینہ) ہی ہے کیا تو اپنی قوم کو میرا پیغام پہنچا دے گا؟ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے ان کو نفع دے اور ان کی وجہ سے تجھے اجر و ثواب بھی عطا کرے۔“

جَبْهَتِهِ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: كَرِهَ أَنْ يَنْتَمِيَتْ إِلَيَّ غِفَارٌ؟ فَذَهَبْتُ آخِذٌ بِيَدِهِ فَقَدْ عَلَنِي صَاحِبُهُ. وَكَانَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((مَتَى كُنْتُ هَاهُنَا؟)) قَالَ: قُلْتُ: قَدْ كُنْتُ هَاهُنَا مِنْذُ ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ، قَالَ: ((فَمَنْ كَانَ يَطْعِمُكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ، فَسَمِعْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُنُقُ بَطْنِي، وَمَا أَجِدُ عَلَى كَبِدِي سَخْفَةً جَوْعٍ قَالَ: ((إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامٌ طَوَّعَ)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ لِي فِي طَعَامِهِ اللَّيْلَةُ؟ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ، وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَفَتَحَ أَبُو بَكْرٍ بَابًا، فَجَعَلَ يَقْبِضُ لَنَا مِنْ زَيْبِ الطَّائِفِ، وَكَانَ ذَلِكَ أَوَّلَ طَعَامٍ أَكَلْتُهُ بِهِ، ثُمَّ غَبَرْتُ مَا غَبَرْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ وَجَّهْتُ لِي أَرْضَ ذَاتِ نَخْلٍ، لَا أَرَاهَا إِلَّا يَثْرِبُ، فَهَلْ أَنْتَ مُبْلَغٌ عَلَيَّ قَوْمِكَ، عَلَى اللَّهِ أَنْ يَنْفَعَهُمْ بِكَ وَيُاجِرَكَ فِيهِمْ)) فَأَتَيْتُ أُنَيْسًا، فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: صَنَعْتُ أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، قَالَ: مَا بِي رَغْبَةً عَنْ دِينِكَ، فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، فَأَتَيْنَا قَوْمَنَا غِفَارًا، فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمْ، وَكَانَ يَوْمُهُمْ إِسَاءَةً بِنَ رَحْصَةَ الْغِفَارِيِّ، وَكَانَ سَيِّدُهُمْ وَقَالَ نِصْفُهُمْ: إِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَسْلَمْنَا، فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمْ الْبَاقِي وَجَاءَتْ أَسْلَمَ، فَقَالُوا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخَوْتَنِي، تُسَلِّمُ عَلَيَّ الَّذِي أُسَلِّمُوا عَلَيْهِ! فَأَسَلِّمُوا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((غَفَّارَ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا، وَأَسَلَّمَ سَالَمَهَا اللَّهُ)).

[الصحيحة: ۳۵۸۵]

میں انیس کے پاس پہنچا۔ اس نے پوچھا: تو نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا: اسلام قبول کر لیا ہے اور تصدیق کی ہے۔ اس نے کہا: میں بھی تیرے دین سے بے رغبتی نہیں کرتا، میں بھی مطیع ہو گیا ہوں اور میں نے بھی تصدیق کی ہے۔ ہم سوار ہوئے اور اپنی قوم غفار کے پاس پہنچ گئے۔ نصف قبیلہ تو مسلمان ہو گیا۔ ایماء بن رخصہ غفاری جو ان کا سردار تھا، ان کو نماز پڑھاتا تھا۔ اور نصف قبیلہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائیں گے تو ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہ نصف قبیلہ کے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ اسلم قبیلہ کے لوگ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! جس چیز پر ہمارے بھائی مسلمان ہوئے، ہم بھی اسی چیز پر مسلمان ہوتے ہیں۔ پھر وہ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غفار قبیلہ اللہ اس کو بخش دے اور اسلم قبیلہ اللہ اسے سلامتی کے ساتھ رکھے۔“

تخریج: الصحيحة ۳۵۸۵۔ مسلم (۲۳۷۳) البزار (الکشف: ۱۱۷۱) احمد (۱۷۴/۳) من حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ و حدیث ابن عباس یاتی برقم (۱۵۵۰)

فوائد: حدیث مبارکہ میں مختلف امور کی وضاحت کی گئی ہے اور صحابی کے ساتھ پیش آنے والا دوسرا واقعہ بھی واضح ہے۔ ہمارے موضوع سے متعلقہ چیز زمزم کا پانی ہے جس کی مقدار اور معیار دونوں کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی بابرکت بنایا۔ یہ ایسا مبارک پانی ہے کہ کھانے سے بھی کفایت کرتا ہے نیز اس سے ہر قسم کی روحانی اور جسمانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں جیسا کہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ماء زمزم لما شرب له۔) [ابن ماجہ] یعنی: زمزم کا پانی جس مقصد کے لئے پیا جائے وہی مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

باب: من ادب الاسقاء البدء بالایمن

۸۳۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى بَنِي قَدْ شَيْبَ بِمَاءٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ أَغْرَابِيٌّ، وَعَنْ شِمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ، فَشَرِبَ، ثُمَّ أُعْطِيَ الْأَغْرَابِيُّ، وَقَالَ: ((الْأَيْمَنُ فَلَا يَمْنُنُ، وَفِي طَرِيقِ: الْإَيْمُونُ، الْإَيْمُونُ، الْإَيْمُونُ، الْإَيْمُونُ)).

باب: پلانے کے لیے دائیں طرف سے آغاز کرنا
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پانی ملا دودھ لایا گیا، آپ کی دائیں جانب ایک بے و اور بائیں جانب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے دودھ پیا اور باقی بے و کو تمہا دیا اور فرمایا: ”دائیں طرف والا پس دائیں طرف والا“ اور ایک روایت میں ہے: ”دائیں طرف والے پس دائیں

طرف والے خبردار! دائیں طرف سے شروع کیا کرو۔“

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۱- بخاری (۲۳۵۲) مسلم (۲۰۲۹) ابو داود (۳۷۲۶) ترمذی (۱۸۹۳) ابن ماجہ (۳۳۲۵) عن انس رضی اللہ عنہ
بخاری (۲۳۵۱) مسلم (۲۰۳۰) عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ

فوائد: دوسروں کو کوئی چیز دیتے وقت دائیں طرف والوں کو مقدم کیا جائے۔ ہاں اگر کوئی آدمی بائیں طرف والوں کو پہلے پلانا چاہے تو دائیں طرف والوں سے اجازت طلب کرے۔ جیسا کہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شربت لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پیا۔ آپ کے دائیں طرف ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے۔ آپ ﷺ نے بچے سے کہا: کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں ان بزرگوں کو پہلے دے دوں؟ لڑکے نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میں آپ کے جوٹھے میں سے ملنے والے اپنے حصہ کے معاملہ میں کسی پر ایثار نہیں کروں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس پر آپ ﷺ نے لڑکے کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔ [بخاری، مسلم] یہ نو عمر صحابی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

باب: کھانے کے آداب

باب: من ادب طعام

رسول اللہ ﷺ کی آٹھ سال خدمت کرنے والے صحابی بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی کھانا رسول اللہ ﷺ کے قریب کیا جاتا تو آپ ﷺ ”بسم اللہ“ کہتے اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو کہتے: ”اے اللہ! تو نے کھلایا، تو نے پلایا، تو نے راضی و مطمئن کیا، تو نے ہدایت دی اور تو نے محبت کی، سو تیرے لیے ہی تعریف ہے۔ (ان نعمتوں پر) جو تو نے عطا کیں۔“

۸۳۷- عَنْ رَجُلٍ خَدِمَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثَمَانٍ سِنِينَ: أَنَّهُ كَانَ يَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَرُبَ إِلَيْهِ الطَّعَامُ، يَقُولُ: ((بِسْمِ اللَّهِ)) فَإِذَا فَرَغَ، قَالَ: ((اللَّهُمَّ! أَطْعَمْتَ، وَأَسْقَيْتَ، وَأَقْنَيْتَ، وَهَدَيْتَ، وَأَحْيَيْتَ، فَالَكَ الْحَمْدُ عَلَى مَا أَعْطَيْتَ)).

تخریج: الصحیحة ۷۱- احمد (۳/۲۲/۵۳۷) ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۲۳۸) نسائی فی الکبری (۶۸۹۸)
فوائد: اللہ تعالیٰ اس بات پر بندے سے راضی ہو جاتا ہے کہ وہ کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے اور اس کی تعریف کرے۔ آپ ﷺ سے کھانے کے بعد مختلف دعائیں منقول ہیں ان میں سے ایک دعا درج بالا ہے۔

باب: تمہارے پاس جو ہے سب فانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جو ہے باقی ہے (النحل: ۹۶)

باب: مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ

بَاقٍ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صحابہ نے ایک بکری ذبح کی۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ”کتنا گوشت باقی بچا ہے؟“ انھوں نے (عائشہ) نے کہا: ایک دسی کے علاوہ کچھ بھی نہیں بچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (اس کا مطلب یہ ہوا کہ) سارے کا سارا گوشت بیچ گیا ہے، سوائے ایک دسی کے۔“

۸۳۸- عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهُمْ ذَبَحُوا شَاةً، فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: مَا بَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَتْ: مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا كَتِفُهَا. قَالَ: ((بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا)).

تخریج: الصحیحة ۲۵۴۳۔ ترمذی (۲۳۷۰) احمد (۵۰/۶) بخاری فی التاریخ (۲۳۰/۳)

فوائد: مسلمان اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو کچھ خرچ کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے حق میں قرضہ قرار دیا ہے جس کی ادائیگی میدانِ حشر میں ہوگی۔ اسی اصول کے تحت آپ ﷺ نے اس تمام گوشت کو اپنے حق میں باقی سمجھا جسے صدقہ و خیرات کیا جا چکا تھا۔

باب: اہمیت التمر فی البیت

۸۳۹۔ عَنْ سَلْمَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ، كَأَلَيْتَ لَا طَعَامَ فِيهِ)).
سیدہ سلمی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
”جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ اس گھر کی مانند ہے جس میں کوئی کھانا

[الصحیحة: ۱۷۷۶] نہ ہو۔“

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۶۔ ابن ماجہ (۳۳۲۸) طبرانی فی الکبیر (۲۳/۲۹۹)

فوائد: یہ کھجور کی خیر و برکت ہے کہ جس گھر میں وہ نہ ہو گویا اس میں کسی قسم کا اناج نہیں ہے۔ غذائی ماہرین کا کہنا ہے کہ کھجور ایسا پھل ہے جس میں ایسے اجزاء موجود ہوتے ہیں جو وجود کی تمام ضروریات پورا کرتے ہوئے اُسے صحت مند و طاقتور رکھتے ہیں بالخصوص تیزابیت اور معدے کی من جملہ امراض میں کھجور حد درجہ مفید ہے۔ نیز دلِ دماغ اور جگر کو بھی تقویت بخشتی ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے کھجور کی اہمیت بیان فرمائی۔

باب: مدمن الخمر لا یدخل الجنة

۸۴۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْعَاقُ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ، وَالذَّيُّوْتُ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: الْعَاقُ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمُدْمِنُ الْخَمْرَ، الْمُتَّانُ بِمَا أُعْطِيَ)). [الصحیحة: ۶۷۴]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ روزِ قیامت تین قسم کے آدمیوں کی طرف نہیں دیکھیں گے: (۱) والدین کا نافرمان (۲) مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور (۳) دیوث (وہ آدمی جسے اپنے اہل و عیال کے سلسلے میں غیرت و حمیت نہ ہو) اور تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: (۱) والدین کا نافرمان (۲) شراب نوشی پر دوام اختیار کرنے والا اور (۳) اپنے عطیے پر احسان جتانے والا۔“

تخریج: الصحیحة ۶۷۴۔ نسائی (۲۵۶۳) احمد (۱۳۴/۲) ابن خزیمہ فی التوحید (ص: ۲۳۵) ابن حبان (۷۳۲۰)

باب: تحريم الخمر وان كل مسكر

حرام

۸۴۱۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ [بْنِ عُمَرَ] عَنْ أَبِيهِ،
سالم بن عبد اللہ بن عمر اپنے باپ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

قربانی 'ذبیحوں' کھانے پینے عقیقے اور جانور سے نرمی کا بیان

عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((حَرَّمَ اللَّهُ الْخَمْرَ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)).
 کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے شراب اور ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۱۳۔ نسائی (۵۷۰۳) طبرانی فی الکبیر (۱۳۲۲۵) ابن عساکر (۷۳ / ۷۴)
 فوائد: پہلے اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے کہ ہر وہ چیز جو عقلی توازن میں بگاڑ پیدا کرے اسے "خمر" کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی تمام چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔

برنی کھجور کی فضیلت اور اس میں شفاء

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے بہترین کھجور برنی ہے، وہ بیماری کو دور کرتی ہے اور خود اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔" یہ حدیث سیدنا بریدہ بن حصیب، سیدنا انس بن مالک، سیدنا ابوسعید خدری، سیدنا مزیدہ (جو ہود بن عبد اللہ کے دادا ہیں)، سیدنا علی بن ابو طالب اور وفد عبد القیس کے بعض افراد ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

فضل تمر البرنی و فیہ شفاء

۸۴۲۔ قَالَ ﷺ: ((خَيْرُ تَمَرَاتِكُمُ الْبُرْنِيُّ، يَذْهَبُ بِالذَّاءِ وَلَا دَاءَ فِيهِ)) رَوَى مِنْ حَدِيثِ بُرَيْدَةَ بْنِ الْحَصِيبِ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ، وَمُزَيْدَةَ حَدَّثَ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَبَعْضُ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۲۲۔ (۱) بریدہ (الروایان فی مسندہ (۴۳) بیہقی فی الشعب (۵۸۷۶) (۲) انس: عقیلی فی الضعفاء (۲۰۶ / ۳) حاکم (۲۰۳ / ۳) ابوسعید: حاکم (۲۰۳ / ۳) مزیدہ جد ہود: حاکم (۲۰۶ / ۳) (۵) علی: ابن عدی (۱۸۸۵ / ۵) ابونعیم فی الطب (۱۱) (۶) بعض وفد عبد القیس: الادب المفرد (۱۱۹۸) احمد (۲۰۶ / ۳) (۷) (۲۰۷ / ۳)

کھجور اور انگور کی شراب کے بارے میں

باب الخمر من النخلة والعنبۃ

۸۴۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: النَّخْلَةِ وَالْعِنْبَةِ)).
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "ان دو درختوں سے شراب بنائی جاتی ہے: کھجور اور انگور۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۵۹۔ مسلم (۱۹۸۵) ترمذی (۱۸۷۶) نسائی (۵۵۷۵) ابوداؤد (۳۶۷۸) ابن ماجہ (۳۳۷۸)
 فوائد: پہلے وہ حدیث گزر چکی ہے کہ انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو میں سے ہر ایک سے شراب بنائی جاتی ہے لہذا مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کھجور اور انگور جیسی جنسوں سے بھی شراب بنائی جاتی ہے۔ یہ مقصود نہیں ہے کہ صرف ان دو سے شراب بنتی ہے۔

باب ترك من اللبن في الضرع

للبركة

جانور کے پستانوں میں کچھ دودھ برکت کے لیے چھوڑ دینا

۸۴۴۔ عَنْ ضَرَّارِ بْنِ الْأَزْوَري، قَالَ: بَعَثَنِي أَهْلِي بِلُقُوحٍ۔ وَفِي رِوَايَةٍ: بِلُقْحَةٍ۔ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاتَّبَعْتُهُ

سیدنا ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے بعض اہل خانہ نے مجھے کئی یا ایک حاملہ اونٹنی دے کر نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا۔ میں وہ

بہا، فَأَمَرَنِي أَنْ أُحْلِيَهَا ثُمَّ قَالَ: ((دَعُ دَاعِيَ الْكَبَنِ)).
 لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں
 ان کو دوہوں۔ پھر فرمایا: ”(مزید دودھ کا) سبب بننے والا دودھ
 (تھنوں میں ہی) چھوڑ دے۔“

تخریج: الصحيحة ۱۸۲۰۔ دارمی (۲۰۰۳) احمد (۷۶/۳) حاکم (۲۳۷/۳)

فوائد: مطلب یہ ہوا کہ جب دودھ والا جانور دوہا جائے تو دودھ کی کچھ مقدار تھنوں میں رہنے دی جائے۔ یہی مقدار مزید دودھ کا
 سبب بنتی ہے۔

جانور کے خاکستری رنگ کی فضیلت

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ”خاکستری رنگ کا جانور اللہ تعالیٰ کو دو کا لے رنگ کے جانوروں
 سے زیادہ محبوب ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۱۸۲۱۔ حاکم (۲۳۷/۳) احمد (۲۱۷/۲) بیہقی (۲۷۳/۹)

عالمہ قرشی کہتے ہیں: ہم زوجہ رسول سیدہ میمونہ ؓ کے گھر داخل
 ہوئے وہاں سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ بھی موجود تھے۔ جب ہم
 نے آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو کرنے کی بات
 کی تو سیدنا عبد اللہ ؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا
 کہ وہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھاتے تھے پھر (نیا) وضو کئے بغیر نماز
 پڑھتے تھے۔ کسی نے کہا: اے ابن عباس! کیا آپ نے خود آپ
 ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ انھوں نے ہاتھ سے اپنی
 آنکھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: میری آنکھ نے خود
 دیکھا ہے۔

فصل فون عضاء من الحيوان

۸۴۵۔ عن أبي هريرة مرفوعاً: ((دَمٌ عَفْرَاءُ
 أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ مِنْ دَمٍ سَوْدَاوَيْنِ)).

۸۴۶۔ عَنْ عَلْقَمَةَ الْفُرَشِيِّ قَالَ: ((دَخَلْنَا بَيْتَ
 مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَوَجَدْنَا فِيهِ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
 عَبَّاسٍ، فَذَكَرْنَا الْوُضُوءَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ،
 فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ مِمَّا
 مَسَّتُهُ النَّارُ، ثُمَّ يَصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ)) فَقَالَ لَهُ
 بَعْضُنَا: أَنْتَ رَأَيْتَهُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: فَأَشَارَ
 بِيَدِهِ إِلَيَّ عَيْنِهِ فَقَالَ: بَصُرْتُ عَيْنِي)).

[الصحيحة: ۲۱۱۶]

تخریج: الصحيحة ۲۱۱۲۔ احمد (۲۷۲/۱) طبرانی فی الکبیر (۱۰۷۹۲) مسلم (۳۵۳) ابو عوانة (۲۷۲/۱) بمعناه

فوائد: ابتدائے اسلام میں آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا پڑتا تھا لیکن بعد میں آپ ﷺ نے رخصت دے دی۔ لہذا اب
 آگ پر پکی ہوئی کوئی بھی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنا پڑتا ہے جیسا کہ سیدنا جابر بن سرہ
 ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا وہ بکری کا گوشت کھانے سے وضو کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
 (تیری مرضی ہے) اگر چاہے تو وضو کر لے اور نہ چاہے تو نہ کرے۔ اس نے کہا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کروں؟ آپ
 ﷺ نے فرمایا: ہاں اونٹ کے گوشت سے وضو کرو۔

انسؓ کے بارے میں آپؐ کی دعا کا قبول ہونا

ثابت، سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ ام حرام ؓ کے ہاں تشریف لائے۔ ہم کھجور اور گھی آپ ﷺ کے پاس لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ چیز (کھجور) برتن میں اور یہ مشکیزے میں واپس رکھ دو کیونکہ میں روزے سے ہوں۔“ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمیں دو رکعت نفل نماز پڑھائی، ام حرام اور ام سلیم کو ہمارے پیچھے اور مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا۔ جیسا کہ ثابت نے بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیں چٹائی پر نفل نماز پڑھائی۔ جب نماز مکمل کی تو ام سلیم نے کہا: آپ کا پیارا سا خادم انس ہے اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے لئے دنیا و آخرت کی ہر خیر و بھلائی کی دعا کی۔ پھر فرمایا: ”اے اللہ! اس کے مال و اولاد میں کثرت فرما اور اس کے لئے اس میں برکت فرما۔“ انس کہتے ہیں: مجھے میری بیٹی نے بتلایا تو نے سے زائد افراد میری اولاد میں ہو چکے ہیں اور انصار کا کوئی آدمی مجھ سے زیادہ مال والا نہیں تھا۔ پھر سیدنا انس ؓ نے کہا: اے ثابت! میں سونے اور چاندی کا مالک نہیں ہوں، مگر اس انگوٹھی کا۔

باب ایجاب دعاء النبی فی الانس

۸۴۷۔ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى أُمَّ حَرَامٍ، فَأَتَيْنَاهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ، فَقَالَ: ((رُدُّوْا هَذَا فِي وَعَائِهِ، وَهَذَا فِي سِقَائِهِ، فَإِنِّي صَائِمٌ)) قَالَ: ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بِنَا رَكَعَتَيْنِ تَطَوُّعًا، فَأَقَامَ أُمَّ حَرَامٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ حَلْفَتَنَا، وَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ. فَبِمَا يَحْسِبُ ثَابِتٌ. قَالَ: فَصَلَّى بِنَا تَطَوُّعًا عَلَى بَسَاطٍ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ، قَالَتْ: أُمُّ سُلَيْمٍ: إِنَّ لِي حَوْصِيصَةً: حَوْصِيصَةُكَ أَنَسُ. أَدْعُ اللَّهَ لَهُ، فَمَا تَرَكَ يَوْمَئِذٍ خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا دَعَا لِي بِهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ)) قَالَ أَنَسُ: فَأَخْبَرْتَنِي ابْنَتِي أَنِّي قَدْ رُفِقْتُ مِنْ صَلْبِي بِضِعْمٍ وَتُسْعِينِ، وَمَا أَصْبَحَ فِي الْأَنْصَارِ رَجُلٌ أَكْثَرَ مِنْ مَالٍ ثُمَّ قَالَ أَنَسُ: يَا ثَابِتُ! مَا أَمْلِكُ صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا حَتَمِي!۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۱۔ ابوداؤد (۲۰۸) احمد (۳/۲۳۸) مسلم (۶۶۰)

فوائد: معلوم ہوا کہ نفل روزے کی وجہ سے دعوت کو مسترد کیا جاسکتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے کیا ہے۔ نیز مال و دولت اور آل و اولاد میں برکت و کثرت کی دعا کرنا اور کسی نیک آدمی سے کروانا بھی درست ہے۔

ایک ہی جنس میں کمی اور زیادتی سود ہے

سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سیراب ہونے والی زمین کی (عمدہ) کھجور لائی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے یہ کھجور کہاں سے لی ہے؟“ انھوں نے کہا: ہمارے پاس بارانی زمین کی (ناقص) کھجور تھی، ہم نے اس کے دو صاع دے کر (عمدہ) کھجور، اس کا ایک صاع خریدا۔ رسول اللہ

باب التفاضل من جنس واحد فهو ربا

۸۴۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى بِتَمْرٍ رَثَانٍ، فَقَالَ: ((أَنَّى لَكُمْ هَذَا؟)) فَقَالُوا: كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ بَعْلٍ، فَبَعْنَا صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رُدُّوْهُ عَلَى صَاحِبِهِ)) (يَعْنِي: التَّمْرَ الرَثَانِ) فَبِيعُوْهُ (يَعْنِي:

التَّمَرُ الرَّدِيُّءُ بَعِيْنٌ، ثُمَّ ابْتَاَعُوا التَّمَرَ)).

ﷺ نے فرمایا: ”سیراب ہونے والی زمین کی کھجور اس کے مالک کو واپس کر دو اور (آئندہ) ردی کھجور نقدی کے عوض فروخت کر کے پھر اس کے بدلے (عمدہ) کھجور خرید لیا کرو۔“ (کیونکہ یہ ربا الفضل ہے)۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۴۹۔ طبرانی فی الاوسط (۱۳۱۲) البزار الکشف: (۱۳۱۷) بخاری فی التاريخ (۴/ ۲۱۳)
فوائد: سود کی دو اقسام ہیں: (۱) ربا الفضل: ایک جنس کی دو اشیا کو کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا۔ جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا سونے کے بدلے چاندی چاندی کے بدلے گندم گندم کے بدلے جو جو کے بدلے کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے برابر برابر اور نقد و نقد فروخت کی جائیں۔ جو (ان کی تجارت کرتے وقت ایک طرف سے) زیادہ دے گا یا لے گا تو اس نے سودی کاروبار کیا۔ سود لینے والا اور دینے والا (دونوں گناہ میں) برابر ہیں۔ [مسلم]
 (۲) ربا النسيئة: اس میں کمی بیشی تو نہ ہو لیکن ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار کا معاملہ ہو۔ اس حدیث میں ربا الفضل کی حرمت کا بیان ہے کہ ایک جنس کی چیزوں کی خرید و فروخت کے وقت دونوں طرف سے برابری ہونا ضروری ہے۔ زائد مال سود کی شکل اختیار کرے گا۔

باب شر الطعام طعام الوسيمة

۸۴۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ، يُمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيهَا، وَيُدْعَى إِلَيْهَا مَنْ يَأْبَاهَا، وَمَنْ لَمْ يَجِبِ الدَّعْوَةُ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ)).

سب سے بدترین کھانا ولیمہ کا ہے
 سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ”ویسے کا کھانا بدترین کھانا ہے جو (غریب) آدمی وہ کھانا کھانا چاہتا ہے اس کو روک دیا جاتا ہے اور اس (امیر) کو دعوت دی جاتی ہے جو اس کے کھانے سے انکار کرتا ہے“ (لیکن) جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“

تخریج: الصحیحة ۱۱۸۵۔ مسلم (۱۱۰/ ۱۳۳۲) حمیدی (۱۱۷۰) بیہقی (۴/ ۲۶۲) مرفوعاً بخاری (۵۱۷۷) مسلم (۱۰۷/ ۱۳۳۲)

ابن ماجہ (۱۹۱۳) ابو داؤد (۳۷۴۲) موقوفاً علیہ

فوائد: نبی کریم ﷺ کے عصر مبارک کی اہم خصوصیت سادگی اور خلوص تھا۔ آپ ﷺ نے سیدہ زینب ؓ سے شادی کے موقع پر بکری کا سیدہ صفیہ ؓ سے شادی کے موقع پر کھجور اور ستوکا اور بعض بیویوں سے شادی پر دو مد جو کا ولیمہ کیا۔ لیکن آج کل جہاں تکلف کرتے ہوئے ویسے کی دعوتوں اور شادی کے دوسرے رسم و رواج پر بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے وہاں مذکورہ حدیث کا مصداق بننے ہوئے مستحقین اور حق دار فقراء و مساکین کو کلی طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ دعوت دیتے وقت قطعی طور پر اس چیز کو مد نظر نہیں رکھا جاتا ہے کہ فلاں آدمی نیک ہے یا فلاں آدمی غریب ہے بس مسکراہٹوں کے تبادلے ہو رہے ہیں اور دولت کو دولت سمجھتی رہی ہے یہی دعوتیں ہیں جنہیں بدترین کہا گیا۔ بہر حال مسلمان بھائی کی دعوت قبول کرنا ضروری ہے۔

بلوغت کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کرنا

العقیقة بعد البلوغ عن نفسه

۸۵۰۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا، قَالَ: ((عَقَى عَنْ نَفْسِهِ سَيْدَنَا نَسًّا سَعْدًا)) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعثت کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۲۲۔ عبد الرزاق (۷۹۶۰) البزار الکشف (۱۲۳۷) طحاوی فی المشکل (۱/۳۶۱)

فوائد: احادیث مبارکہ کی روشنی میں بچے کی پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے، اس کا نام رکھا جائے اور سر کے بال منڈوائے جائیں۔ صحیح الجامع الصغیر کی روایت کے مطابق چودھویں اور اکیسویں دن بھی عقیقہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر کچھ وجوہات کی بنا پر عقیقہ وقت پر نہ ہو سکے تو بعد میں جب موقع ملے اس حکم کی تعمیل کی جائے جیسا کہ سیدنا سرہ رحمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (کل غلام رهينة بعقيقته تذبح عنه يوم سابعه) [ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ] یعنی: ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے۔ لہذا عقیقہ کے ذریعے عوض پیش کر کے بچے یا اپنے آپ کو گروی سے آزاد کیا جائے۔ جن افراد کے والدین جہالت یا غربت کی وجہ سے ان کا عقیقہ نہ کر سکے انھیں چاہئے کہ وہ استطاعت کی صورت میں اپنی طرف سے یہ قرض پورا کر دیں۔

باب: طب جدید جس (کی حکمت) سے نا آشنا ہے

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”برتنوں کو ڈھانپ کر اور مشکیزوں کو باندھ کر رکھا کرو کیونکہ سال میں ایک رات ایسی بھی ہوتی ہے کہ جس میں ایک وبا اترتی ہے اور جس برتن پر ڈھکن اور جس مشکیزے پر سر بندہ نہیں ہوتا اس میں داخل ہو جاتی ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۷۔ مسلم (۲۰۱۳) احمد (۳۵۵/۳) ابوعوانہ (۳۳۲-۳۳۵) بیہقی فی الشعب (۶۰۵۹)

فوائد: رات کو تمام برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنا چاہئے تاکہ کھانے پینے کی اشیاء محفوظ رہ سکیں۔ اس حدیث میں جس وبا کا ذکر ہے۔ اس کی حقیقت صرف اللہ رب العزت ہی جانتے ہیں کہ وہ کیا ہے اور کیسی ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمارا اس پر ایمان ہے کیونکہ اس وبا سے ہمیں حضرت نبی کریم ﷺ نے باخبر فرمایا ہے۔ ہم اس فرمان پر سر تسلیم خم کریں گے اور اسے اپنی ناقص عقل اور محدود سائنس پر نہیں پرکھیں گے۔

بنی اسرائیل کا چوہوں کی شکل میں مسخ ہو جانا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بنو اسرائیل کی ایک امت گم ہو گئی، اس کے بارے میں کوئی پتہ نہ چل سکا۔ اور میرا خیال ہے وہ چوہے (کی شکل میں مسخ ہو گئی ہوگی)“ کیونکہ تم نے دیکھا ہوگا کہ جب چوہے کے لئے اونٹنیوں کا دودھ

المسخ بنی اسرائیل فی صورة الفار

۸۵۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَقَدَتْ أُمَّةٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، لَا يُدْرِي مَا فَعَلَتْ؟ وَإِنِّي لَا أَرَاهَا إِلَّا الْفَارَّ إِلَّا تَرَوْنَهَا إِذَا وُضِعَ لَهَا الْبُكْبَانُ الْإِبِلُ لَمْ تَشْرَبْ،

رکھا جائے تو یہ نہیں پیتا اور بکریوں کا دودھ رکھا جائے تو پی لیتا ہے۔“

وَإِذَا وُضِعَ لَهَا الْبَانُ الشَّاءُ شَرِبَتْ (۱۹)

[الصحيحة: ۳۰۶۸]

تخریج: الصحيحۃ ۳۰۶۸۔ بخاری (۳۳۰۵) مسلم (۲۹۹۷) ابن حبان (۶۲۵۸) احمد (۲۳۳/۲)

فوائد: کیونکہ بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر اونٹوں کا دودھ اور گوشت حرام کر لیا تھا۔

عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت کے بارے میں

باب غیرۃ عمر رضی اللہ عنہ

۸۵۳۔ عن عائشۃ، قالت: أتيت رسول الله ﷺ بخريزة طبختها له، فقلت لسودة والنبي ﷺ بيني وبينها، فقلت: لها: كئلي فأبت، فقلت: لتأكلن أو لأطحن وجهك، فأبت، فوضعت يدي في الخريزة فطلبت بها وجهها! فضحك النبي ﷺ فوضع فخذها لها وقال سودة: ((الطخي وجهها)) فطخت وجهي فضحك النبي ﷺ أيضا، فمر عمر فنأدى: يا عبدالله! يا عبدالله! فظن النبي ﷺ أنه سيدخل فقال لهما: ((قوماً فاعسلاً وجوهكما، يعني: عائشة وسودة)) قالت عائشة: فما زلت أهاب عمر إياه۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں خریزہ (ایک کھانا جو قیمے اور آٹے سے تیار کیا جاتا ہے) پکا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی۔ نبی کریم ﷺ میرے اور سودہ کے درمیان تشریف فرما تھے میں نے اس سے کہا کہ تم بھی کھاؤ۔ اس نے کھانے سے انکار کر دیا۔ میں نے کہا: تم یہ ضرور کھاؤ گی یا میں اسے تمہارے چہرے پر مل دوں گی۔ اس نے پھر بھی انکار کیا۔ پس میں نے اپنا ہاتھ خریزہ میں رکھا اور اس کے چہرے پر لگا دیا۔ نبی کریم ﷺ ہنس پڑے اور اپنی ران اس پر رکھ کر سودہ سے فرمایا: ”تم بھی اس کے چہرے پر لگا دو۔“ سو اس نے میرا چہرہ بھی آلودہ کر دیا اور نبی کریم ﷺ ہنس پڑے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے اور آواز دی: اوعبد اللہ! اوعبد اللہ۔ نبی کریم ﷺ کو گمان ہوا کہ وہ ابھی داخل ہونے والے ہیں اس لئے ان سے فرمایا کہ ”کھڑی ہو جاؤ اور اپنے چہرے دھولو۔“ آپ ﷺ کی مراد عائشہ اور سودہ تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں ہمیشہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتی رہی کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی ان کی ہیبت کا خیال رکھتے تھے۔

تخریج: الصحيحۃ ۳۱۳۱۔ ابوبکر الشافعی فی الفوائد (الغیلانیات) (۱۱۷) ابویعلیٰ (۴۳۷۶)

فوائد: یہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کی زوجات کا ایک بے تکلفانہ مزاح تھا۔ اس ہنسی مذاق میں آپ خود بھی شریک ہوئے۔ آپ نے سیدہ عائشہ کو اس طرح کرنے سے منع نہ فرمایا اور سیدہ مسودہ کو بدلہ لینے کی ترغیب دی۔ نیز اس حدیث میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ان کی عزت اور وقار کا خیال رکھتے تھے۔

آپ کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی سب سے زیادہ پسندیدہ تھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ٹھنڈا اور میٹھا مشروب نبی کریم ﷺ کو

احب الشراب اليه الحلو البارد

۸۵۴۔ عن عائشۃ، قالت: ((كان أحب

قربانی 'ذبیحوں' کھانے پینے عقیقے اور جانور سے نرمی کا بیان

الشَّرَابُ إِلَيْهِ الْحُلُو الْبَارِدُ))۔ سب سے زیادہ پسند تھا۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۰۶۔ احمد (۳۰۳۸/۶) ترمذی (۱۸۹۶) والشمائل (۲۰۵) حاکم (۱۳۷/۴)
فوائد: انسان طبعی طور پر میٹھی چیز کو پسند کرتا ہے۔ ٹھنڈے اور میٹھے مشروب کی اہمیت تو ہر ایک کے لئے واضح ہے۔ لیکن اگر ہم اس قسم کے طبعی فیصلوں کو رسول اللہ ﷺ کی چاہت کے تابع کر کے آپ ﷺ کی پسندیدہ چیزوں کو آپ ﷺ کی وجہ سے پسند کریں تو ہمیں انشاء اللہ اجر و ثواب بھی حاصل ہوگا اور لذت کام و دہن بھی ملے گی۔

احب العرق ذراع اشاة

۸۵۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ((كَانَ أَحَبَّ الْعُرُقِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ذِرَاعُ الشَّاةِ))
 سیدنا عبد اللہ ﷺ کہتے ہیں: بکری کی دسی نبی کریم ﷺ کی سب سے زیادہ پسندیدہ ہڈی تھی۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۵۵۔ الطیالسی (۲۸۸) وعنه ابو داود (۳۷۸۱، ۳۷۸۰) واحمد (۳۹۷/۱)

باب الاكل مما يليه

۸۵۶۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَا إِذَا أَكَلْنَا لَطْعَامَ أَكَلْنَا مِمَّا يَلِيهِ)) [الصحیحة: ۲۰۶۲]
 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنے سامنے سے کھاتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۶۲۔ ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۲۰۶) وعنه البغوی فی الانوار (۹۳۱) خطیب فی تاریخہ (۹۵/۱۱)

فوائد: کھانے کے مختلف آداب میں سے یہ بھی ایک ادب ہے کہ اپنے سامنے سے کھانا تناول کیا جائے۔

باب الشرب بالتنفس ثلاثا

۸۵۹۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: هُوَ أَهْنًا وَأَمْرًا زَائِرًا))۔
 سیدنا انس بن مالک ﷺ کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ پانی پیتے تو (پینے کے دوران) تین سانس لیتے اور فرماتے تھے: ”یہ انداز زیادہ مزیدار، خوشگوار اور صحت کے لیے مفید ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۸۷۔ مسلم (۲۰۲۸) ابو داود (۳۷۲۷) نسائی فی الکبری (۶۸۸۸) ترمذی (۱۸۸۳)

فوائد: افضل یہی ہے کہ پانی پینے کے دوران تین سانس لئے جائیں، لیکن ایک سانس میں پانی پینا بھی جائز ہے جیسا کہ سیدنا بوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع کیا تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! بس ایک سانس سے تو سیراب ہی نہیں ہوتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر پیالے کو منہ سے جدا کر کے سانس لے لیا کرو۔ [صحیح: ۳۸۵]

الدعا بعد الفراغ من الطعام

۸۵۰۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ: نَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ:
 سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھاتے یا پانی پیتے تو یہ دعا پڑھتے: ”تمام تعریف اس اللہ کی ہے

((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقَى، وَسَوَّغَهُ، وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا)).
جس نے کھلایا، پلایا، اس کو ہضم کیا اور اس کے (فصلے کے) نکلنے کے لئے راہ بنائی۔“

تخریج: الصحیحة ۲۰۶۱۔ ابو داود (۳۸۵۷) ابن حبان (۵۲۲۰) ابن السنی (۳۶۳)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کھانے اور پینے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقَى، وَسَوَّغَهُ، وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا۔

الرخصة بوضع لحم الأضاحی فوق

تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے کی رخصت

ثلاث

۸۵۹۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: ((كَانَ قَدْ نَهَانَا عَنْ أَنْ نَأْكُلَ لَحْمَ نُسُكِنَا فَوْقَ ثَلَاثٍ، (قَالَ) فَخَرَجْتُ فِي سَفَرٍ، ثُمَّ قَدِمْتُ عَلَى أَهْلِي، وَذَلِكَ بَعْدَ الْأَضْحَى بِأَيَّامٍ) فَاتَّعِنِي صَاحِبَتِي بِسُلْقٍ قَدْ جُعِلَتْ فِيهِ قَدِيدًا، فَقُلْتُ لَهَا: أُنَى لَكَ هَذَا الْقَدِيدُ؟ فَقَالَتْ: مِنْ صَحَابِيَانَا، (قَالَ) فَقُلْتُ لَهَا: أَوْ لَمْ يَنْهَنَا رَسُولُ اللَّهِ عَنْ أَنْ نَأْكُلَهَا فَوْقَ ثَلَاثٍ، قَالَ: فَقَالَتْ: إِنَّهُ قَدْ رَخَّصَ لِلنَّاسِ بَعْدَ ذَلِكَ، قَالَ: فَلَمْ أَصْدَقْهَا حَتَّى بَعَثْتُ إِلَى أَخِي فَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ، وَكَانَ بِدَرْيَا. أَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ؟ قَالَ: فَبَعَثَ إِلَيَّ: أَنْ كُلَّ طَعَامِكَ فَقَدْ صَدَقْتُ، قَدْ أَرَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ لِلْمُسْلِمِينَ فِي ذَلِكَ)).

[الصحیحة: ۲۹۶۹]

تخریج: الصحیحة ۲۹۶۹۔ احمد (۱۲۰۱۵/۳) بیہقی (۲۹۳/۹) طبرانی فی الکبیر (۱۹/۳) بخاری (۳۹۹۷/۵۵۶۸) ونسائی (۳۳۳۲) مختصراً

فوائد: پہلے اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ ابتدائے اسلام میں رسول اللہ ﷺ نے بعض وجوہات کی بنا پر تین دنوں سے زائد قربانیوں کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا تھا پھر اجازت دے دی تھی۔

بڑی صحنک کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن بسرؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی ایک صحنک

ذكر القصعة الكبيرة

۸۶۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ، قَالَ: ((كَانَ لَهُ قِصْعَةٌ

قربانی، ذبیحوں، کھانے پینے، عقیقے اور جانور سے نرمی کا بیان
يَقَالُ لَهَا: الْغَرَاءُ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رَجَالٍ))

[الصحيحة: ۲۱۰۵]

تخریج: الصحيحة ۲۰۱۵۔ ابوداود (۳۷۷۳) ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۲۱۵) بغوی فی الانوار (۱۰۳۲)

باب حکمة اللصاق للاكل بين

البطيخ والرطب

۸۶۱۔ عَنْ غَائِثَةَ قَالَتْ: ((كَانَ يَأْكُلُ الْبِطِيخَ
بِالرُّطْبِ، فَيَقُولُ: نَكْسَرُ حَرَّ هَذَا بِبَرْدِ هَذَا
وَبَرْدِ هَذَا بِحَرِّ هَذَا.)) [الصحيحة: ۵۷]
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ ﷺ تازہ کھجوروں کے
ساتھ تربوز کھاتے اور فرماتے تھے: ”ہم اس (تربوز) کے ٹھنڈے
پن کے ذریعے اس (کھجور) کے گرم پن کے اثر کو اور اس کے گرم
پن کے ذریعے اس کے ٹھنڈے پن کے اثر کو ختم کر رہے ہیں۔“

تخریج: الصحيحة ۵۷۔ حمیدی (۲۵۵) ابوداود (۳۸۳۵) ترمذی (۱۸۳۳)

تازه کھجور تربوز کے ساتھ کھانا

اكل الرطب بالخبز

۸۶۲۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((كَانَا يَأْكُلُ الرُّطْبَ مَعَ
الْخَزِيرِ. يَعْنِي: الْبِطِيخَ.)) [الصحيحة: ۵۸]
سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ تازہ کھجوریں تربوز کے ساتھ
ملا کر کھاتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۵۸۔ احمد (۱۳۲/۳) ابوبکر الشافعی فی الفوائد (۹۷۹) ترمذی فی الشمائل (۲۰۰) نسائی فی
الکبری (۲۷۲)

باب: طب نبوی کا بیان

باب: من الطب النبوی

۸۶۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: ((كَانَا
يَأْكُلُ الْقَنَاءَ بِالرُّطْبِ.)) [الصحيحة: ۵۶]
سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تازہ کھجوروں
کے ساتھ قناری کھاتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۵۶۔ بخاری (۵۳۳۰) مسلم (۲۰۳۳) ابوداود (۳۸۳۵) ترمذی (۱۸۳۳) ابن ماجہ (۳۳۲۵)

کھجور سے کپڑوں کو نکالنا

الاخراج السوس من التمر

۸۶۴۔ عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَا يُوْتِي
بِالتَّمْرِ فِيهِ دُودٌ، فَيَقْتُشُهُ، يُخْرِجُ السُّوسَ
مِنْهُ.)) [الصحيحة: ۲۱۱۳]
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایسی کھجور
لائی جاتی تھی جس میں کیڑے ہوتے تھے آپ ﷺ ان کو تلاش
کرتے اور نکال دیتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۱۳۔ ابوداود (۳۸۳۳) وعنه بیہقی فی الشعب (۵۸۸۶) ابن ماجہ (۳۳۳۳) مختصراً

فوائد: یہ دو جہانوں کے سردار کی مالی حالت ہے۔ آپ ﷺ نے دنیوی سہولتوں کو کوئی وقعت نہیں دی جو کچھ ملا اللہ تعالیٰ کا نام لے

تخريج: الأعصحية ٢١٢٤ - أحمد (٣/ ١٤٤ / ٢٤٢) ابن ماجه (٣٣٠٢) ترمذی فی الشماثل (١٩١) نسائی فی الکبری (٢٢٢٣)

۸۶۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((كَانَ يَشْرَبُ فِي ثَلَاثَةِ أَنْفَاسٍ، إِذَا أَدْلَى الْإِنَاءَ إِلَى فَمِهِ سَمَّى اللَّهَ تَعَالَى. وَإِذَا أَخْرَهُ حَمِدَ اللَّهَ تَعَالَى. يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین سانس لے کر (مشروب) پیتے تھے۔ جب برتن اپنے منہ کے قریب کرتے تو اللہ کا نام لیتے اور جب (برتن کو منہ سے) دور کرتے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تین دفعہ کرتے تھے۔

تخريج: الصريحة ١٢٤٤- خرائط في فضيلة الشكر (٢٢) طبراني في الاوسط (٨٣٣)

تحریج: الصحیحہ ۱۷۷۷ حر المصنوع فی تصنیف التفسیر للعلامة ابن جریر بن العلاء

فوائد: پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے بلکہ انسانی زندگی کا دارومدار پانی پر ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اس نعمت کی اتنی قدر ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا محاسبہ کرتے ہوئے اسے کہیں گے: کیا میں نے تجھے تندرست اور صحت مند جسم عطا نہیں کیا تھا اور کیا تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟ [صحیح: ۵۳۹] نبی کریم ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک دفعہ پانی پینے کے دوران تین دفعہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور تین دفعہ ہی اس کا شکریہ ادا کیا۔ عصر حاضر میں نعمتوں کی اتنی فراوانی ہو چکی ہے کہ پیاس کے اثرات ظاہر ہونے سے قبل ہی ٹھنڈے میٹھے مشروبات پیش کر دیے جاتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی قدر و منزلت گھٹ گئی ہے۔

ٹھنڈی میٹھی چیز کا پسندیدہ ہونا

الاعجاب بالحلو البارد

۸۶۷۔ عَنْ حَابِرٍ، قَالَ: ((كَانَا يَعْجِبُهُ الْحُلُوُّ سَيِّدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَهَيْتِي هِيَ كَأَبِّكَ كَوَيْلِي)) اور ٹھنڈی چیز پسند تھی۔ [الصحیحة: ۲۱۳۴]

تخريج: الصحيحة ٢١٣٣- أبو بكر الشافعي في الفوائد (الغيلانيات (٩٨٣) حميدى (٢٥٤) وانظر ما تقدم برقم (٨٥٣)

فوائد: عصر حاضر میں بھی آنس کریم، کشرڈ، کھیر وغیرہ کی صورتوں میں جتنی ٹھنڈی، میٹھی اور لذیذ نعمتیں دستیاب ہیں ان کو بہت پسند کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی نعمتیں جو انسان کے دل کو سرد و بخشتی ہیں اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہیں۔

کان یشرّب النبیذ

آپ نبیذ پیا کرتے تھے

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے لئے مشکیزے میں نبیذ بنائی جاتی تھی۔ اگر مشکیزہ نہ ہوتا تو پتھر کے برتن میں بنائی جاتی تھی۔

۸۶۸۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((كَانَ يُنْتَبَذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ سِقَاءٌ فَتَوَرَّ مِنْ حِجَارَةٍ))

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۰۹۔ احمد (۳/۳۰۷) حمیدی (۱۲۸۳) مسلم (۱۹۹۹) ابن ماجہ (۳۳۰۰) نسائی (۵۶۱۶)

درندوں میں سے ہر کچلی والے جانور کا کھانا حرام ہے
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”درندوں میں سے ہر کچلی والے جانور کا کھانا حرام ہے۔“

کل ذی ناب من السباع فاکلہ حرام
۸۶۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ فَكُلُّهُ حَرَامٌ)).

تخریج: الصحیحۃ ۳۸۲۔ مسلم (۱۹۳۳) مالک فی الموطا (۲/۳۹۶) احمد (۲/۲۳۶)

فوائد: ”ذی ناب من السباع“ سے مراد ایسا درندہ ہے جو کچلیوں کے ساتھ شکار کر کے کھائے، مثلاً شیر، بھیڑیا، چیتا وغیرہ۔ یہ حدیث نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال کے حجت ہونے پر قطعی اور واضح دلیل ہے، کیونکہ قرآن مجید کی رو سے ان جانوروں کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، لیکن ہر مسلمان ان کو حرام سمجھتا ہے۔ ایسے تمام جانوروں کی حرمت احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتی ہے۔

ذبیحہ کا کھانا جبکہ وہ ناخن اور دانت سے نہ کاٹا گیا ہو

اکل ذبیحۃ مالم یکن قرض نابٍ

أوحز ظفر

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”((اس جانور کا گوشت) کھاؤ کہ کسی چیز سے جس کی رگیں چاک کر دی جائیں، جب تک وہ دانت کی کاٹ نہ ہو یا ناخن کا شگاف نہ ہو۔“

۸۷۰۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ لِبَاهِلِيِّ مَرْفُوعًا: ((كُلُّ مَا أَفْرَى الْأَوْدَاجَ، مَالَمْ يَكُنْ قَرْضَ نَابٍ، أَوْ حَزَّ ظَفْرٍ)). [الصحیحۃ: ۲۰۲۹]

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۲۹۔ بیہقی (۲/۲۷۸) طبرانی فی الکبیر (۷۸۵۱)

فوائد: اس حدیث کو درج ذیل حدیث کی روشنی میں سمجھئے:

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو چیز (جانور کا) خون بہا دے اور جانور کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو تو اس جانور کو کھاؤ جب تک ذبح کا آلہ دانت اور ناخن نہ ہو، کیونکہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن جشیوں کی چھری ہے۔ [بخاری، مسلم] معلوم ہوا کہ جانور کو ہر تیز دھار چیز سے ذبح کیا جاسکتا ہے جب تک وہ ہڈی کی بنی ہوئی چیز یا ناخن نہ ہو۔

شکار کا کھانا

باب اکل الصيد

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تیری کمان (جس شکار کو) واپس پلٹا

۸۷۱۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلُّ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ

دے (یعنی جس جانور کو شکار کر لے) اسے کھالے۔“ یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عمروؓ سیدنا ابو ثعلبہؓ ششیؓ سیدنا عقبہ بن عامرؓ اور سیدنا حذیفہ بن یمانؓ سے روایت کی گئی ہے۔

قَوْلُكَ ((رَوَى مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِي ثَعْلَبَةَ الْخَشَنِيِّ، وَعَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، وَحَذِيفَةَ بْنِ الْيَمَانِ - [الصحيحة: ۲۸: ۲۰]))

تخریج: الصحيحة ۲۰۲۸۔ (۱) عبد الله بن عمرو: ابوداود (۲۸۵۷) نسائی (۳۳۰۱) احمد (۱۸۳/۲) ابو ثعلبة: ابوداود (۲۸۵۶) ترمذی (۱۳۶۳) (۳) عقبه بن عامر و حذيفة: احمد (۳۳۸/۵) (۴) ۱۵۶/۳

فوائد: جب شکاری تیر کمان سے شکار کرتا ہے اور تیر چھوڑنے سے پہلے ”بِسْمِ اللّٰهِ“ پڑھتا ہے اور شکار اسی تیر سے مرجاتا ہے تو وہ بالافتاح حلال ہوگا۔ تیر کمان کی جگہ بندوق استعمال کرنے والے شکاری کو چاہئے کہ وہ فاتر کرنے سے پہلے ”بِسْمِ اللّٰهِ“ پڑھ لے۔

باب اداب الطعام وان لا یوکل من

وسطها

ممانعت

سیدنا وائلہ بن اسحقؓ لیشؓ کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے شہید کھانے کی چوٹی پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: ”بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر (برتن کے) کناروں سے کھاؤ اور (برتن کی) چوٹی (وسط) سے نہ کھاؤ“ کیونکہ برتن میں برکت اوپر سے نازل ہوتی ہے۔“

۸۷۲۔ عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْفَحِ اللَّيْثِيِّ، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرَأْسِ الثَّرِيدِ، فَقَالَ: ((كُلُوا بِسْمِ اللَّهِ مِنْ حَوَالَيْهَا، وَاعْفُوا رَأْسَهَا، فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَأْتِيهَا مِنْ قَوْفِهَا)). [الصحيحة: ۲۰: ۳۰]

تخریج: الصحيحة ۲۰۳۰۔ ابن ماجہ (۳۲۷۶) طبرانی فی الکبیر (۹۰/۲۲) احمد (۳۹۰/۳) حاکم (۱۱۷/۲) الروایات مطولة و مختصرة

فوائد: حدیث مبارکہ میں کھانے کے آداب کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب مسلمان آپؐ کی اطاعت کے تصور سے سرشار ہو اور بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھاتا ہے تو اسے اندازہ کر لیتا چاہئے کہ ایک مرتبہ کے کھانے میں اسے کتنا اجر و ثواب ملے گا۔

سیدنا عبد اللہ بن بسرؓ کہتے ہیں: ایک بکری نبی کریمؐ کو بطور ہدیہ دی گئی اور اس دن کھانے کی مقدار کم تھی۔ آپؐ نے اپنے گھر والوں سے فرمایا: ”یہ بکری پکاؤ اس آٹے کو دیکھو اس کی روٹیاں بناؤ پھر ان کو پکا کر شہید بنا دو۔“ نبی کریمؐ کے پاس ایک ”غراء“ نامی (کوئی دیگ نما) بڑا پیالہ تھا چار آدمی اس کو اٹھا سکتے تھے جب صبح ہوئی اور صحابہ نے چاشت کی نماز ادا کی تو وہی پیالہ لایا گیا۔ لوگ (کھانے کے لئے) جمع ہو گئے جب کھانے والے زیادہ ہو گئے تو رسول اللہؐ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ ایک

۸۷۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ، قَالَ: أَهْدَيْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ شَاةً، وَالطَّعَامُ يَوْمَئِذٍ قَلِيلٌ، فَقَالَ لِأَهْلِيهِ: اطْبَحُوا هَذِهِ الشَّاةَ، وَانْظُرُوا إِلَيَّ هَذَا اللَّفْقِيصَ فَاحْزِرُوهُ، اطْبَحُوا وَانْزِدُوا عَلَيْهِ قَالَ: وَكَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَصْعَةٌ يَقَالُ لَهَا: الْغَرَاءُ، يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ، فَلَمَّا أَصْبَحَ وَسَبَّحُوا الضُّحَى، أَنَبَى بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ، وَالتَّقَوَّا عَلَيْهَا، فَإِذَا كَثُرَ النَّاسُ، جَثَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا هَذِهِ الْجِلْسَةُ؟

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا، وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا، عَنِيدًا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُوا مِنْ جَوَارِبِهَا وَدَعُوا ذُرْوَتَهَا، يَبَارِكْ لَكُمْ فِيهَا، ثُمَّ قَالَ: خُذُوا فَكُلُوا، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَيَفْتَحَنَّ عَلَيْكُمْ أَرْضُ فَارِسَ وَالرُّومِ، حَتَّى يَكْثُرَ الطَّعَامُ، فَلَا يُذَكَّرُ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ)). [الصحيحه: ۳۹۳]

بدونے کہا: یہ بیٹھے کی کون سی کیفیت ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے (سادہ مزاج) معزز بندہ بنایا ہے اور نہ کہ جبار اور سرکش۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پالے کے کناروں سے کھاؤ نہ کہ چوٹی (یعنی وسط) سے اس طرح سے تمہارے لئے برکت ہوگی۔“ پھر فرمایا: ”یہ لو اور کھاؤ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے تمہارے لیے فارس اور روم کی سرزمین ضرور فتح ہوگی اور ماکولات کی اتنی زیادتی ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر نہیں ہوگا۔“

تخریج: الصحيحه ۳۹۳۔ ابوبکر الشافعی فی الغیلانیات (۹۳۵) بیہقی (۲۸۳/۷) ابوداود (۳۷۷۳) و ابن ماجہ (۳۲۲۳) ۳۲۷۵ مختصراً

زیتون کے تیل کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زیتون کا تیل کھایا کرو اور اسی سے تیل لگایا کرو کیونکہ وہ بابرکت درخت کی پیداوار ہے۔“ یہ حدیث سیدنا عمر، سیدنا ابواسید، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبد اللہ بن عباس سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحيحه ۳۷۹۔ (۱) عمر: ترمذی (۱۸۵۱) ابن ماجہ (۳۳۱۹) (۲) ابواسید: ترمذی (۱۸۷۲) احمد (۳/۳۹۷) (۳) ابوہریرہ: ابن ماجہ (۳۳۲۰) (۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما: طبرانی فی الاوسط (۸۳۳۶)

لہسن کھانے کی کراہت

عبداللہ بن ابی یزید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: میں سیدہ ام ایوب رضی اللہ عنہا، جس کے پاس رسول اللہ ﷺ گئے تھے کے پاس گیا اس نے مجھے بیان کیا کہ ہم لوگوں نے (خاصا) تکلف کر کے رسول اللہ ﷺ کے لئے کچھ سبزیوں سے ایک کھانا تیار کیا، لیکن جب آپ ﷺ کے قریب کیا تو آپ ﷺ اسے ناپسند کیا اور اپنے صحابہ سے فرمایا: ”تم (یہ لہسن) کھاؤ میں تمہاری طرح کا نہیں ہوں مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں اپنے ساتھی (فرشتے) کو کوئی تکلیف نہ دے بیٹھوں۔“

فضل الزیت

۸۷۴۔ ثاب: ثاب: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُوا الزَّيْتِ وَأَذْهَبُوا بِهِ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مَبَارَكَةٍ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ، وَأَبِي أُسَيْدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ۔

باب کراہیۃ اکل الثوم

۸۷۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدٍ، أَخْبَرَهُ أَبُوهُ، قَالَ: نَزَلْتُ عَلَى أُمِّ أَيُّوبَ الْذَيْنِ نَزَلَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَزَلَتْ عَلَيْهَا فَحَدَّثَنِي بِهَذَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُمْ تَكَلَّفُوا طَعَامًا فِيهِ بَعْضُ الْبُقُولِ، فَفَرَّبُوهُ، فَكَرِهَهُ، وَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((كُلُوهُ. يَعْنِي: الثَّوْمَ. فَإِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ أُوْذَى صَاحِبِي. يَعْنِي: الْمَلِكُ)). [الصحيحه: ۲۷۸۴]

تخریج: الصحیحة ۲۷۸۴۔ احمد (۳۳۳/۶) ابن ماجہ (۳۳۶۳) ابن ابی شیبہ (۱۱۳/۸) ترمذی (۱۸۱۰)

فوائد: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من اکل ثوما او بصلا فليعتزل مسجدنا وليقعد في بيته) [بخاری، مسلم] یعنی: جو آدمی (کچا) لہسن اور (کچا) پیاز کھائے وہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ اس حدیث کی روشنی میں مذکورہ بالا حدیث کا یہ مفہوم بیان کیا جائے گا کہ مسجد میں جانے کا وقت اتنا دور تھا کہ اس وقت تک صحابہ کرام کے منہ سے لہسن کی بو ختم ہو چکی ہوگی۔ لیکن آپ ﷺ نے پھر بھی ایسی چیز کھانا مناسب نہ سمجھی اور وجہ بھی بیان کر دی۔ اگر مسجد میں جانے کا وقت قریب ہو تو اس قسم کی چیز نہیں کھانی چاہئے۔

باب اکل لحم الأضاحی بسنة

۸۷۶۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيُّ بْنُ سَفَرٍ، فَقَدَّمْنَا إِلَيْهِ مِنْهُ، فَقَالَ: لَا أَكُلُهُ حَتَّى أَسْأَلَ عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. قَالَتْ: فَسَأَلَهُ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُوهُ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ إِلَى ذِي الْحِجَّةِ)) يَعْنِي: لَحْمَ الْأَضَاحِيِّ.

ایک سال تک قربانی کا گوشت کھانے کی رخصت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کسی سفر سے واپسی پر ہمارے پاس آئے، ہم نے (قربانی سے بچا ہوا کچھ گوشت) ان کو پیش کیا تا کہ وہ کھائیں، لیکن انھوں نے کہا: میں یہ اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک رسول اللہ ﷺ سے اس کی بابت سوال نہ کر لوں۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قربانیوں کا گوشت) اس ذوالحجہ سے اگلے ذوالحجہ تک کھا سکتے ہو۔“

تخریج: الصحیحة ۳۱۰۹۔ بخاری فی التاریخ (۳۷۰/۸) طحاوی (۳۰۸/۲) احمد (۱۵۵/۶) ابن حبان (۵۹۳۳)

فوائد: پہلے بھی اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ بوجہ قربانیوں کا گوشت تین دنوں سے زائد ذخیرہ کرنے سے منع کر دیا گیا تھا، لیکن بعد میں اجازت دے دی گئی۔

باب فضل الزمزم

۸۷۷۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((كُنَّا نُسَمِّيْهَا شُبَاعَةً. يَعْنِي زَمْزَمَ. وَكُنَّا نَجِدُهَا نَعْمَ الْعَوْنِ عَلَى الْعِبَالِ)). [الصحیحة: ۲۶۸۵]

زمزم کے پانی کی فضیلت

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم (زمزم کو) ”شُبَاعَةُ“ (سیر کرنے والا) کہتے تھے اور ہم اپنے اہل و عیال (کے خورد و نوش کے سلسلے میں) اس کو بہترین معاون پاتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۸۵۔ عبد الرزاق (۹۱۲۰) وعنه الطبرانی فی الکبیر (۱۰۶۳۷)

فوائد: سیدنا ابو ذر اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (انها مباركة) انہا طعام طعم۔ [صحیحہ: ۳۵۸۵] یعنی: زمزم کا پانی مبارک ہے اور یہ کھانے کا کھانا ہے۔ نیز سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ماء زمزم لما شرب له)۔ [ابن ماجہ] یعنی: زمزم کا پانی (جس نیت اور مقصد کو سامنے رکھ کر) پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ زمزم کا پانی انتہائی مبارک ہے اور یہ واحد پانی ہے جو کھانے کی کمی بھی پوری کرتا ہے نیز یہ پانی جس جسمانی اور روحانی بیماری کو دور

قربانی 'ذبیحوں' کھانے پینے عقیقے اور جانور سے نرمی کا بیان کرنے کے لئے پیا جائے اس سے شفا ہوگی۔

اکل لحم الأضاحی مابدا لكم

۸۷۸۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثِ لَيْتَسَعِ ذُو الطُّوْلِ عَلَى مَنْ لَا طَوْلَ لَهُ، فَكُلُوا مَا بَدَأَ الْكُفْرَ، وَأَطِيعُوا وَأَذْخِرُوا)). [الصحيحه: ۲۰۴۸]

تخریج: الصحيحه ۲۰۴۸۔ مسلم (۹۷۷/۳۷) ولم يسق لفظه ترمذی (۱۵۱۰) بیہقی (۲۹۱/۹) وفی الشعب (۷۳۳۲)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِيَسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعَمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ [سورہ مائدہ: ۹۳] قال لی: ((قِيلَ لِي: أَنْتَ مِنْهُمْ)).

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِيَسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعَمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ [سورہ مائدہ: ۹۳] قال لی: ((قِيلَ لِي: أَنْتَ مِنْهُمْ)).

فضل ابن مسعود رضی اللہ عنہ

۸۷۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ((لَمَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿إِيَسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعَمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ [سورہ مائدہ: ۹۳] قال لی: ((قِيلَ لِي: أَنْتَ مِنْهُمْ)).

تخریج: الصحيحه ۳۲۷۶۔ مسلم (۲۴۵۹) ترمذی (۳۰۵۳) نسائی فی الکبری (۱۱۵۳)

جب چڑا رنگا جائے تو وہ پاک ہو جائے گا

عالیہ بنت سبعہ کہتی ہیں: احد میں میری کچھ بکریاں تھیں وہ مرنے لگ گئیں۔ میں زوجہ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور صورتحال کا تذکرہ کیا۔ انھوں نے کہا: اگر تو ان کے چمڑے لے کر ان سے استفادہ کرتی رہے (تو درست ہے)۔ میں نے کہا: کیا ایسا کرنا میرے لئے حلال ہوگا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں کچھ لوگ اپنی (مردار) بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹتے ہوئے رسول اللہ

اذا دبغ الاهاب فقد طهر

۸۸۰۔ عَنْ الْعَالِيَةِ بِنْتِ سَبْعٍ، قَالَتْ: كَانَ لِي غَنَمٌ بِأُحُدٍ، فَوَقَعَ فِيهَا الْمَوْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهَا، فَقَالَتْ: لَوْ أَخَذْتَ جُلُودَهَا فَانْتَفَعْتَ بِهَا۔ فَقُلْتُ: أَوْ يَحِلُّ ذَلِكَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ۔ مَرَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَحْرُونَ شَاءَ

لَهُمْ مِثْلُ الْحِمَارِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ أَخَذْتُمْ إِيَّاهَا)) قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُطَهَّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرْطُ)).

ﷺ کے پاس سے گزرے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ”کاش تم لوگ اس کا چڑا لے لیتے۔“ انھوں نے کہا: یہ تو مردار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانی اور قرظ کے پتے اس کو پاک کر سکتے ہیں۔“ [الصحيحة: ۲۱۶۳]

تخریج: الصحيحة ۲۱۶۳۔ ابو داود (۴۱۲۶) نسائی (۳۲۵۳) احمد (۳۳۴/۶) بیہقی (۱۹/۱)

فوائد: مردار حرام اور نجس ہے لیکن اس کا چڑا رکھنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ قرظ کیکر کے مشابہ ایک درخت ہوتا ہے اس کو قرض یا سلم کہتے ہیں اور اس کے پتوں سے چڑے کی دباغت کی جاتی ہے۔

کھڑے ہو کر پینے کی وعید

باب الوعيد من الشرب قائماً

۸۸۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ يَعْلَمُ الَّذِي يَشْرِبُ وَهُوَ قَائِمٌ مَا فِي بَطْنِهِ، لَأَسْتَقَاءَ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی کھڑے ہو کر پیتا ہے اگر اسے پتہ چل جائے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہوا ہے تو وہ قے کر دے۔“

تخریج: الصحيحة ۱۷۶۔ ۲۱۷۵۔ احمد (۲۸۳/۲) طحاوی فی المشکل (۱۸/۳) ابن حبان (۵۳۲۳) عبد الرزاق (۱۹۵۵۸) بیہقی (۳۸۲/۷)

فوائد: کھڑے ہو کر پانی پینے یا نہ پینے کے بارے میں درج ذیل تفصیل پیش کی جاتی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لایشرین احدکم قائماً) [صحیح: ۱۷۵] یعنی تم میں سے کوئی آدمی ہرگز کھڑے ہو کر پانی نہ پے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑے ہو کر پانی پے۔ [مسلم] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لایشرین احدکم قائماً فمن نسی فلیستقی۔) [مسلم] یعنی کوئی آدمی کھڑے ہو کر پانی نہ پے جو بھول کر پی لے وہ قے کر دے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: قے کر دے۔ اس نے کہا: کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس بات پر خوش ہوگا کہ تیرے ساتھ بلی پے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (فانه قد شرب معک من هو شر منه الشيطان) [مسند احمد] یعنی: تو پھر تیرے ساتھ اس نے پانی پیا ہے جو بلی سے بھی زیادہ برا ہے اور وہ شیطان ہے۔

ایک طرف کھڑے ہو کر پانی پینے کے بارے میں یہ وعیدیں ہیں اور دوسری طرف بعض احادیث میں آپ ﷺ سے کھڑے ہو کر پانی پینے کا ثبوت بھی بہر حال موجود ہے۔ اس تضاد کو دور کرنے کے لئے فقہائے اسلام نے درج ذیل تطبیقات پیش کی ہیں: (۱) زیادہ احتیاط والا معاملہ یہ ہے کہ نبی اور وعید پر مشتمل احادیث کو مد نظر رکھ کر بیٹھ کر پانی پیا جائے۔ (۲) جب ”حظر“ اور ”اباحت“ میں تعارض آجائے تو ”حظر“ کو عملی طور پر مقدم سمجھا جاتا ہے لہذا بیٹھ کر پانی پینا چاہئے۔ (۳) جب دو متعارض احادیث میں سے ایک کا تعلق ”البراءة الاصلية“ سے ہو اور دوسری اس کے مخالف ہو تو مخالف کو مؤخر سمجھ کر اس پر عمل کیا جاتا ہے لہذا بیٹھ کر پانی پینا چاہئے۔ (۴) بیٹھ کر پانی پینا افضل ہے لیکن کھڑے ہو کر بھی جائز ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ وعیدوں کو مد نظر رکھا جائے تو دلی اطمینان کا تقاضا یہی ہے کہ بیٹھ کر پانی پیا جائے۔

باب الأكل باليمين

۸۸۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا كُلُّ أَحَدِكُمْ بِيَمِينِهِ، وَلَيْشْرَبُ بِيَمِينِهِ، وَلَيَأْخُذُ بِيَمِينِهِ، وَلَيُعْطَى بِشِمَالِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ، وَيُعْطَى بِشِمَالِهِ، وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهِ)).

[الصحيحه: ۱۲۳۶]

تخریج: الصحيحه ۱۲۳۶۔ ابن ماجه (۳۲۷۷) طبرانی فی الاوسط (۶۷۷۱)

فوائد: معلوم ہوا کہ خورد و نوش اور لین و دین کے سلسلے میں دائیں ہاتھ کو مقدم کرنا چاہئے۔ کھانے پینے میں دائیں ہاتھ کو استعمال کرنے میں عامۃ الناس میں کافی غفلت پائی جاتی ہے۔ اگر ان میں ایمان کی رمت ہو تو یہی وعید کافی ہے کہ وہ شیطان سے موافقت کر رہے ہیں۔ کھانے پینے میں دائیں ہاتھ کو مقدم کرنے کو محض کھانے کے آداب میں سے نہیں سمجھنا چاہئے کہ جس کی پروا نہ بھی کی جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تو نبی کریم ﷺ کا حکم ہے۔ سیدنا سلمہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر تو اس کی طاقت نہ ہی رکھے۔ وراصل اس کو داہنے ہاتھ کے ساتھ کھانے سے صرف تکبر نے روکا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنا دایاں ہاتھ منہ تک اٹھانے کے قابل ہی نہ رہا۔ [مسلم] جانتے بوجھتے نبی کریم ﷺ کے فرمان عالی شان کو ٹھکرانے کی سزا اس شخص کو دنیا میں ہی مل گئی۔ کہ اب وہ دایاں ہاتھ منہ کی طرف بلند کرنے کی کوشش تو کرتا تھا، لیکن اپنے جرم کی پاداش وہ اسے اٹھانہ سکا۔ دو کانداز حضرات متوجہ ہوں کہ ایک دن میں بے شمار گاہکوں سے ان کا واسطہ پڑتا ہے۔ وہ معمولی توجہ کر کے اس حدیث پر عمل کر سکتے ہیں۔

سرکہ کی اہمیت

باب اہمۃ الخل

۸۸۳۔ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ: ((دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (يَا أُمَّ هَانِئُ! هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ؟)) فَقَالَتْ: لَا، إِلَّا كَسِيرَاتُ يَابِسَاتٍ وَخَلٌّ، فَقَالَ: ((مَا أَفْقَرُ مِنْ أَدَمَ بَيْتٍ فِيهِ خَلٌّ)).

[الصحيحه: ۲۲۲۰]

تخریج: الصحيحه ۲۲۲۰۔ ترمذی (۱۸۳۲) ابونعیم فی الحلیۃ (۳۱۲/۸۔ ۳۱۳) طبرانی فی الکبیر (۴۳۷/۲۳)

فوائد: سیدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (نعم الادام الخل۔) [ترمذی] یعنی: سرکہ بہترین سالن ہے۔ اگلی حدیث پر غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ شریعت کا یہ مزاج نہیں کہ آدمی قسماً قسم کے کھانوں کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ شریعت کا اصل

مطلوب یہ ہے کہ آدمی کھانے پینے کی اتنی مقدار استعمال کرتا رہے جس سے اس کی زندگی کی بقا رہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں سر کے جیسا کہ بہترین سالن پایا جاتا ہے اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ وہاں تو کوئی سالن نہیں ہے۔

کتنا کھانا کفایت کرے گا؟

کم یکفی الطعام

سیدنا مقدم بن معدیکرب کندی ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”پیٹ سب سے برابر تن ہے جو آدمی بھرتا ہے۔ بس چند لقمے آدمی کو کافی ہیں جو اس کی کمر کو سہارا دے سکیں، اگر کسی نے لامحالہ طور پر (زیادہ کھانا) ہے تو وہ (پیٹ یعنی معدہ کا) تیسرا حصہ کھانے کے لئے تیسرا حصہ پینے کے لئے اور تیسرا حصہ سانس لینے کے لئے رکھ لے۔“

۸۸۴۔ عَنْ الْمُقَدِّمِ بْنِ مَعْدِيكَرِبٍ الْكِنْدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وَعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أَكْلَاتٍ يَقْمَنُ صَلْبُهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مُحَالَاةَ فُلْتُ لِطَعَامِهِ، وَتُلْتُ لِشَرَابِهِ، وَتُلْتُ لِنَفْسِهِ)).

[الصحيحة: ۲۲۶۵]

تخریج: الصحيحة ۲۲۶۵۔ ترمذی (۲۳۸۰) احمد (۱۳۲/۳) حاکم (۱۱۱/۳) ابن حبان (۶۷۳)

فوائد: اس حدیث میں بسیار خوری اور زیادہ شکم پری سے روکا گیا ہے۔ کم خوری سے جہاں اس حدیث کے ساتھ موافقت ہوتی ہے وہاں صحت و توانائی بھی برقرار رہتی ہے۔ اگر لوگ اس حدیث پر عمل کرنے لگ جائیں تو حکماء و اطباء کا اتفاق ہے کہ بیماریاں خود بخود دم توڑ جائیں گی۔ دوسرے لفظوں میں ”انسان زندہ رہنے کے لیے کھائے نہ کہ کھانے کے لیے زندہ رہے۔“ کیونکہ دین اسلام غالب ہونے کے لیے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے یعنی جہاد کرنے کے لیے صحت مند مومن ناگزیر ہیں جبکہ بسیار خوری صحت کی دشمن ہے۔

ہمیشہ شراب پینے والے کی مثال

مثال مدمن الخمر

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر ہمیشہ شراب پینے والا ہے (اسی عادت پر) مر جاتا ہے تو بت کی عبادت کرنے والے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کو ملے گا۔“

۸۸۵۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مُذْمِنُ الْخَمْرِ إِنْ مَاتَ لَقِيَ اللَّهَ كَعَابِدٍ وَتَنٍ)). [الصحيحة: ۶۷۷]

تخریج: الصحيحة ۶۷۷۔ احمد (۲۷۲/۱) عبد بن حمید (۷۰۸) ابن حبان (۵۳۳۷)

فوائد: اس میں شراب نوشی پر سخت وعید ہے پہلے وضاحت ہو چکی ہے۔

حلال کھانے کی اہمیت

باب اہمیت اکل الحلال

مومن کو قتل کرنے کا بدلہ

باب ماجزاء قتل المؤمن

سیدنا جنید بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کسی میں یہ ہمت ہو کہ وہ اپنے اور جنت کے مابین

۸۸۶۔ عَنْ جُنَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يُحْوَلَ بَيْنَهُ

مسلمان آدمی کے خون کی ایک لپ بھی حائل نہ ہونے دے جسے وہ مرغی کو ذبح کرنے کی طرح (یعنی بے قیمت سمجھ کر) بہا دے (تو وہ ایسا کر لے) کیونکہ وہ جب بھی جنت کے کسی دروازے پر جائے گا تو (اس خون کو) اپنے اور جنت کے مابین بطور آڑ پائے گا۔ اسی طرح جو آدمی اپنے پیٹ میں صرف حلال چیز ڈال سکتا ہے (وہ بھی ایسا ہی کرے) کیونکہ انسان کا پیٹ ہی ہے جو (مرنے کے بعد بقیہ جسم کی بہ نسبت) جلدی بدبودار ہو جاتا ہے۔“

وَبَيْنَ الْجَنَّةِ مَلَأُ كَفِّ مَنْ دَمِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَنْ يَهْرَبَهُ، كَأَنَّمَا يَذْبُحُ بِهِ ذَبَابَةٌ، كُلَّمَا تَعَرَّضَ لِبَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، حَالَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ، وَمَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَجْعَلَ فِي بَطْنِهِ إِلَّا طَيِّبًا، فَإِنَّ أَوَّلَ مَا يَتَنَبَّهُ مِنْ الْإِنْسَانِ (بَطْنُهُ)). [الصحيحه: ۳۳۷۹]

تخریج: الصحيحه ۳۳۷۹۔ طبرانی فی الکبیر (۱۶۲۳) والاوسط (۸۳۹۰) بیہقی فی الشعب (۵۳۵۰) بخاری (۷۱۵۲) بنحو مختصراً

فوائد: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ ۖ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۖ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاعِدَ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا﴾ [سورہ نساء: ۹۳] یعنی: ”جو جان بوجھ کر مومن کو قتل کرے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس نے اس پر لعنت کی اور اس کے لیے عذاب تیار کیا۔“

معلوم ہوا کہ مسلمان کا ناحق قتل انتہائی سنگین جرم ہے کہ جس کی وجہ سے قاتل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنے کی وعید سنائی گئی ہے۔ نیز اس حدیث میں حلال رزق پر کفایت کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا..... ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغَذَىٰ بِالْحَرَامِ فَاَنَّىٰ يَسْتَحَابُ لَهُ۔ [مسلم] یعنی: ”بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ (اور حلال) چیز ہی قبول کرتا ہے..... پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے سر پر اگندہ ہوتا ہے پاؤں خاک آلود ہوتے ہیں وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے اور کہتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! لیکن اس کا کھانا حرام ہے اس کا پینا حرام ہے اس کا لباس حرام ہے اور حرام سے اسے غذا دی گئی اب اس کی دعا کیسے قبول ہوگی۔“ معلوم ہوا کہ حرام خوری ایسا سنگین جرم ہے کہ بندے کی عبادت کو بھی لے ڈالتا ہے۔

باب الاستاذان بالاقران

دودو کھجور کھانے کے لیے اجازت لینا
سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی دوسرے لوگوں کے ساتھ کھجوریں کھا رہا ہو اور اس کا ارادہ ہو کہ وہ دو دو تین تین اکٹھی کھائے تو ان سے اجازت لے لے۔“

۸۸۷۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ أَحْكَلَ مَعَ قَوْمٍ تَمْرًا، فَأَرَادَ أَنْ يَفْرُقَ فَلْيَسْتَذِنْهُمْ)). [الصحيحه: ۲۳۲۳]

تخریج: الصحيحه ۲۳۲۳۔ ابن بشار فی الفوائد (۲/۲۳) خطیب فی التاریخ (۱۸۰/۷) بخاری (۲۳۵۵) مسلم (۲۰۳۵) ابوداؤد (۳۸۳۳)

فوائد: اس حدیث میں آج کل کے مسلمانوں کے لئے بڑی اہم ہدایت ہے جو اخلاقیات سے بالکل نااہل ہو گئے ہیں۔ دعوتوں میں

عام طور پر مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ ایک شخص اپنے ارد گرد کے ساتھیوں سے بے نیاز ہو کر صرف اپنی پلیٹ بھرنے سے دلچسپی رکھتا ہے۔ کھانے کی یہ حرص ہمارے پیغمبر ﷺ کی مذکورہ تعلیم و ہدایت کے خلاف ہے جس کا مقصد دوسرے ساتھیوں کا بھی خیال رکھنا ہے صرف اپنے پیٹ کے لئے ہی ایمن فراہم کرنا نہیں۔

باب: من اوراد الطعام وشرب اللبن

۸۸۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى خَالَتِي مَيْمُونَةَ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، فَقَالَتْ مَيْمُونَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! أَلَا أُطْعِمُكَ مِمَّا أَهْدَى لِي أَحِبِّي مِنَ الْبَادِيَةِ؟ فَقَرَّبَتْ ضَبَّيْنِ مَشْوِيَيْنِ عَلَى فَنٍّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كُلُوا فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِ قَوْمِي، أَجْدَنِي أَعَافُهُ، وَأَكَلَ مِنْهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَخَالِدٌ فَقَالَتْ مَيْمُونَةُ: لَا أَكُلُ مِنْ طَعَامٍ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ اسْتَسْفَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَتَانِي بِإِنَاءٍ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ، وَعَنْ يَمِينِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَنْ يَسَارِهِ خَالِدُ ابْنِ الْوَلِيدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِابْنِ عَبَّاسٍ: اتَّأَذَنْ لِي أَنْ أَسْقِيَ خَالِدًا؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا أُحِبُّ أَنْ أُؤْتَرَ بِسُورِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى نَفْسِي أَحَدًا، فَتَنَازَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَشَرِبَ، وَشَرَبَ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَطْعَمَهُ اللَّهُ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: اَللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَارْزُقْنَا خَيْرًا مِنْهُ، وَمَنْ سَقَاهُ اللَّهُ لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اَللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَرَزُقْنَا مِنْهُ، فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ شَيْئًا يُجْزَى مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَّا اللَّبَنُ)). [الصحيحة: ۲۳۲]

باب: کھانے اور دودھ پینے کے متعلقہ اذکار

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں اور خالد بن ولید خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جنگل میں مقیم میرے بھائی نے جو ہدیہ پیش کیا ہے کیا میں وہ آپ کو کھلاؤں؟ پھر انھوں نے کھجوروں کے گچھے پر لٹکا کر بھونی ہوئی دو عدد سائڈے پیش کیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ میری قوم کے طعام (ماکولات) میں سے نہیں ہے اور مجھے اس سے گھن آتی ہے۔“ پھر سیدنا ابن عباس اور سیدنا خالد نے انھیں کھا لیا، لیکن سیدہ میمونہ نے کہا: جو کھانا رسول اللہ ﷺ نہیں کھاتے، میں بھی وہ نہیں کھاتی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مشروب طلب کیا، دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے پیا، آپ ﷺ کی دائیں جانب ابن عباس اور بائیں جانب خالد بن ولید بیٹھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابن عباس سے فرمایا: ”کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں خالد کو پلاؤں؟“ ابن عباس نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے جوٹھے کے سلسلے میں کسی کو اپنے نفس پر ترجیح نہیں دوں گا۔ پس ابن عباس نے برتن پکڑا اور دودھ پیا، پھر خالد نے پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کو اللہ تعالیٰ کھانا کھلائے وہ کہے: اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت عطا فرما“ ہمیں اس سے بہتر رزق عطا فرما۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ دودھ پلائے وہ کہے: اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت عطا فرما اور ہمیں زیادہ عطا فرما، کیونکہ میرے علم میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں سے کفایت کرے سوائے دودھ کے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۲۔ ابو عبد اللہ بن مروان القرشی فی الفوائد (۲/۱۱۳/۲۵) ابو داود (۳۷۴۰) ترمذی (۳۴۵۵) ابن

ماجہ (۳۳۲۲) مختصر احمد (۱/ ۲۸۳)

فوائد: حلال و حرام کے معاملات میں کسی انسان کا طبعی یا طبعی فیصلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا، شریعت نے جو حلال و حرام کا تعین کر دیا یا ان کے بارے میں بنیادی قواعد پیش کر دیئے۔ اب حلت و حرمت کا مسئلہ صرف شریعت کی کسوٹی اور معیار کے مطابق ہی حل کیا جائے گا۔ اس حدیث سے اور کئی دوسری احادیث سے بھی یہی حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ سانڈے حلال ہیں۔

باب: من الطب النبوی

باب: طب نبوی کا بیان

۸۸۹۔ عن ابن عباسٍ مرفوعاً: ((مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ عَمْرٌ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ)). [الصحيحه: ۲۹۵۶]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی نے اس حال میں رات گزاری کہ اس کے ہاتھ پر گوشت کی چکناہٹ لگی ہوئی ہو اور پھر اس وجہ سے اسے کوئی (جانور) ڈس لے (یا اس کا ہاتھ نکل لے) تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔“

تخریج: الصحيحه ۲۹۵۶۔ بخاری فی الادب المفرد (۱۲۱۹) طبرانی فی الاوسط (۵۰۴)

فوائد: اسلام ہمدردی و خیر خواہی پر مشتمل ہدایات کا مجموعہ ہے۔ اسلام کو یہ بات انتہائی ناگوار گزرتی ہے کہ مسلمان اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر بیٹھے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم بھی قابل صد افتخار اس مذہب کو اپنے لئے باعثِ فخر اور عزت و عظمت کا نشان سمجھ کر اس کے اصولوں کے مطابق زندگی گزاریں۔

باب: وجوب الاضحیۃ بعد الصلاۃ

باب: قربانی نماز عید کے بعد واجب

وعدم الاجزاء قبلہا

اور پہلے ناجائز ہے

۸۹۰۔ عن أبي هريرة عن النبي ﷺ، أَنَّهُ قَالَ فِي يَوْمِ أَضْحَى: ((مَنْ كَانَ ذَبْحٌ أَحْسِبُهُ قَالَ: قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَعُدْ ذَبْحَتَهُ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الاضحیٰ والے روز فرمایا: ”جس نے نماز (عید) سے پہلے (اپنی قربانی) ذبح کر دی وہ دوبارہ ذبح کرے۔“

[الصحيحه: ۲۷۰۷]

تخریج: الصحيحه ۲۷۰۷۔ البزار (الكشف: ۱۲۰۵) مسلم (۱۹۶۳، ۱۹۶۴) عن انس و جابر رضی اللہ عنہما

فوائد: دنیا بھر میں مسلمان عید الاضحیٰ کے موقع پر دس ذوالحجہ کو قربانی کرتے ہیں، جس کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے اور چوتھے روز تک رہتا ہے۔ نماز سے پہلے کی گئی قربانی مقبول نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ صرف صدقہ ہوگا۔ ایسا کرنے والے کو دوبارہ قربانی کرنا ہوگی۔

باب: من آداب الطعام

باب: کھانے کے آداب

۸۹۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: ((مَنْ نَسِيَ سَيِّئًا))

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو آدمی کھانے کے شروع

میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو جو نبی اسے یاد آئے تو پڑھے: اللہ کے نام کے ساتھ اس کے شروع میں بھی اور اس کے آخر میں بھی۔ کیونکہ وہ از سر نو کھانا شروع کرے گا اور خبیث (شیطان) کو اس چیز سے روک لے گا جو اس نے حاصل کر لی۔

أَنْ يَذْكُرَ اللَّهَ فِي أَوَّلِ طَعَامِهِ، فَلْيَقُلْ حِينَ يَذْكُرُ: بِسْمِ اللَّهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ، فَإِنَّهُ يَسْتَقْبِلُ طَعَامًا جَدِيدًا، وَيَمْنَعُ الْخَبِيثَ مَا كَانَ يُصِيبُ مِنْهُ)). [الصحيحه: ۱۹۸]

تخریج: الصحيحه ۱۹۸۔ ابن حبان (۵۲۱۳) ابن السنی (۳۵۳) طبرانی فی الکبیر (۱۰۳۵۳)

فوائد: معلوم ہوا کہ ”بسم اللہ“ پڑھ کر کھانا کھانا چاہئے اگر کوئی ”بسم اللہ“ پڑھنا بھول جائے اور کھانے کے دوران یاد آ جائے تو وہ مذکورہ دعا پڑھے:

باب النهی عن اجابة طعام المتباريين

دو مقابلہ کرنے والوں کی دعوت قبول نہ کرنا
سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”دو باہم مقابلہ کرنے والے (داعیوں) کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے اور نہ ان کا کھانا کھانا چاہئے۔“

۸۹۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((الْمُتَبَارِكَانِ لَا يَجَابَانِ، وَلَا يُوَكَّلُ طَعَامُهُمَا)). [الصحيحه: ۶۲۶]

تخریج: الصحيحه ۶۲۶۔ بیہقی فی الشعب (۶۰۶۸) ابن السماک فی جزء من حدیثہ (ق ۱/۶۳)

فوائد: مسلمان کی دعوت قبول کرنا ضروری ہے اور یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے لیکن جب دعوت دینے والوں کا مقصد ایک دوسرے سے مقابلہ ریا کاری اور نمود و نمائش کا اظہار کرنا ہو تو ان کی دعوت کو یکسر ٹھکرا دینی چاہئے تاکہ انھیں اپنی اصلاح کا موقع مل سکے۔

النهي عن الشرب من اناء المخنوث

برتن کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر پینے کی ممانعت
سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں برتن کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر اندر کی جانب سے پانی پینے سے منع فرمایا۔

۸۹۳۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((نَهَى أَنْ تُشْرَبَ مِنَ الْإِنَاءِ الْمَخْنُوثِ)) [الصحيحه: ۱۲۰۷]

تخریج: الصحيحه ۱۲۰۷۔ ابویعلیٰ (۲۳۷۸۰) ابن ابی شیبہ کما فی المطالب العالیہ (۲۳۵۳) ”ان یشرب“

فوائد: بعد والی احادیث میں ایسا کرنے کی وجوہات بیان کی جا رہی ہیں۔

باب النهی عن الشرب فی السقاء

مشکیزے کو منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت
سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے کے منہ سے (براہ راست) پانی پینے سے منع کیا۔ ایوب کہتے ہیں: مجھے پتہ چلا ہے کہ ایک آدمی نے مشکیزے کے منہ سے پانی پیا تو اس کے اندر سے سانپ نکل آیا۔

۸۹۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((نَهَى أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السَّقَاءِ)) قَالَ أَيُّوبُ: أَتَيْتُ أَنَّ رَجُلًا شَرِبَ مِنْ فِي السَّقَاءِ، فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ۔ [الصحيحه: ۳۹۹]

[الصحيحه: ۳۹۹]

قربانی، ذبحوں، کھانے پینے، حقیقتے اور جانور سے نرمی کا بیان

تخریج: الصحیحة ۳۹۹۔ احمد (۲/ ۳۸۰۲۳۰) بخاری (۵۲۷) ابن ماجہ (۳۲۲۰)

مشکیزہ کو منہ لگا کر پانی نہ پینے کی علت

العلقة والنهي عن الشرب في السقاء

۸۹۵۔ عَنْ عَائِشَةَ: ((نَهَى ﷺ أَنْ يَشْرَبَ مِنْ فِي السَّقَاءِ، لِأَنَّ ذَلِكَ يَنْتَنُ))
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
مشکیزے کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا، کیونکہ اس سے وہ
بدبودار ہو جاتا ہے۔

[الصحیحة: ۴۰۰]

تخریج: الصحیحة ۴۰۰۔ حاکم (۳/ ۱۴۰)

فوائد: جب کثرت سے لوگ ایسا کریں گے تو مشکیزے میں یا اس کے منہ میں بدبو پیدا ہو جائے گی، جو کئی خرابیوں کا سبب بنے گی۔

مکے کی نبیذ پینے کی ممانعت

باب النهی عن نبیذ الجبر

۸۹۶۔ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ: سُئِلَ أَبُو وَفَى رِوَايَةً: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنْ نَبِيذِ الْحَجَرِ؟ قَالَ: ((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْحَجَرِ)). [الصحیحة: ۲۹۵۱]

ابو عالیہ کہتے ہیں کہ جب سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے گھرے کی
نبیذ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ
نے گھرے کی نبیذ سے منع فرمایا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۵۱۔ نسائی فی الکبریٰ (۲۸۳۶) احمد (۳/ ۶۲) ابویعلیٰ (۱۳۰۷)

فوائد: شراب کی حرمت کے وقت نبی کریم ﷺ نے چند مخصوص برتنوں کو استعمال کرنے سے منع فرما دیا تھا، لیکن بعد میں اجازت
دے دی۔ مذکورہ حدیث کا تعلق بھی اس زمانے سے ہے جب چار قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانا منع تھا۔ بعد میں ہر قسم کے برتن میں نبیذ
بنانے کی اجازت دے دی گئی۔

ٹوٹے ہوئے برتن میں

باب النهی عن الشرب في الاناء

پینے کی ممانعت

المكسورة

۸۹۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ((نَهَى ﷺ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ كَسْرِ الْقَدَحِ)).
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹوٹے
ہوئے برتن میں پینے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۸۹۔ طبرانی فی الاوسط (۲۸۲۹) ابونعیم فی الحلیۃ (۹/ ۳۸)

فوائد: جب برتن ٹوٹ جاتا ہے یا اس میں ٹوٹنے کے نشانات پڑ جاتے ہیں تو اس کے متاثرہ مقامات پر خوب میل کچیل جمع ہو جاتی
ہے، جس سے سلیم الفطرت لوگ کھن محسوس کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے صفائی اور پاکیزگی کے تقاضوں کو مد نظر رکھ کر سرے
سے ایسا برتن استعمال کرنے سے ہی منع فرما دیا۔

برتن کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر پینے کی ممانعت

باب النهی عن الاختناث الاسقية

۸۹۸۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: ((نَهَى سَيِّدَنَا ابُو سَعِيدِ خُدْرِيؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کے منہ کو اوپر کی طرف سے موڑ کر اندر کی جانب سے پانی پینے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۲۶۔ بخاری (۵۶۲۵) مسلم (۲۰۲۳) ابوداود (۳۷۲۰) ترمذی (۱۸۹۰) ابن ماجہ (۳۳۱۸)

باب: کراهة اكل الضب لمن يتقذره ۸۹۹۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شُبَيْلٍ: ((نَهَى سَيِّدَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُبَيْلٍؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ساڈا کھانے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۹۰۔ ابوداود (۳۷۹۲) الفسوی فی التاریخ (۳۱۸/۲) بیہقی (۳۲۶/۹)

فوائد: پہلے ساڈے کی حلت پر دلالت کرنے والی احادیث گزر چکی ہیں جو سند کے لحاظ سے اس حدیث سے زیادہ صحیح ہیں۔ لیکن بہر حال یہ حدیث جو کہ حجت ہے میں ساڈا کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ امام البانی نے اس تعارض کو دور کرنے کے لئے دو تطبیقات پیش کی ہیں: (۱) یہ کراہت کے لئے ہے نہ کہ حرمت کیلئے اس لئے ساڈا کھانا جائز و حلال ہے۔ (۲) (بعض قرائن کی بنا پر) پرہیز والی حدیث منسوخ ہے اور اجازت والی احادیث ناسخ ہیں۔

مصور جانور کو کھانے کی ممانعت

۹۰۰۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ: ((نَهَى ﷺ عَنْ أَكْلِ الْمُجْتَمَةِ، وَهِيَ الَّتِي تُصَبَّرُ بِالْبَيْلِ)). سَيِّدَنَا ابُو دَرْدَاءِؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ”مجتمہ“ کھانے سے منع فرمایا اور یہ وہ (پرندہ یا شکار) ہوتا ہے جس کو باندھ کر تیر مارا جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۹۱۔ ترمذی (۱۳۷۳) واحمد (۱۳۳۵/۶) حمیدی (۳۹۷) ابویعلیٰ کما فی اتحاف الخیرة (۶۳۳۹) (۶۳۵۵)

فوائد: اسلام میں ذبح کرنے کا طور طریقہ معین ہے کسی جانور کو دانستہ طور پر باندھ کر نیزے یا تیر وغیرہ سے مارنا شریعت اسلامی سے روگردانی ہے اس لئے ایسے انداز میں قتل کئے ہوئے جانور کے کھانے سے منع کر دیا گیا۔

سونے اور چاندی کے برتنوں

میں کھانے کی حرمت

۹۰۱۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ((نَهَى ﷺ عَنِ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ)). سَيِّدَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۲۸۔ نسائی فی الکبریٰ (۲۶۳۲) بیہقی (۲۸/۱) طبرانی فی الاوسط (۸۰۱۲)

قربانی، ذبیحوں، کھانے پینے، عقیقہ اور جانور سے نرمی کا بیان

بدبودار پودوں کے کھانے کی ممانعت

سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لہسن، پیاز اور گندھنا کھانے سے منع فرمایا۔

النهی عن الشجرۃ من ریح المکروہۃ

۹۰۲۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: ((نَهَى ﷺ عَنِ الثُّومِ وَالْبَصْلِ وَالْكَوْثِ)). [الصحيحہ: ۲۳۸۹]

تخریج: الصحيحہ ۲۳۸۹۔ ابوداؤد الطیالسی (۲۱۷۱) احمد (۸۵/۳)

فوائد: موجودہ دور میں انسان کی خواہشات، چاہتیں اور زبان کی لذت اس کے مذہب پر غالب ہیں، ہمارے ہاں کھانے کے ساتھ پیاز اور مولی وغیرہ بطور سلا د استعمال کئے جاتے ہیں، روکنے ٹوکنے کے باوجود کھانے والوں کی توجہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کی طرف جھکاؤ ہی اختیار نہیں کرتی اور بعض احباب اتنا کہہ دیتے ہیں کہ پیاز وغیرہ کے بعد ٹڑیا چینی وغیرہ کا استعمال کیا جائے تو بدبو ختم ہو جاتی ہے، لیکن وہ یہ نسخہ استعمال کئے بغیر مساجد کی طرف چل دیتے ہیں۔

اذانِ رہ گئی مکرورج بلالی نہ رہی

فلغفرہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

اس بے توجہی کا مطلب یہ ہوا کہ ہم فرشتوں کی قربت سے دور رہنا چاہتے یا ان کو تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں۔ سیدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من اکل من هذه الشجرة المنيئة فلا يقربن مسجدا فان الملائكة تتأذى مما يتأذى منه الانس)۔ [بخاری، مسلم] یعنی جو آدمی اس بدبودار درخت کا پھل (پیاز) کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیونکہ فرشتے اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں، جس سے انسان کرتے ہیں۔ گندنا: ایک بدبودار قسم کی ترکاری جو پیاز کے مشابہ ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ اگر ان بدبودار چیزوں کو پکا کر ان کی بدبو ختم کر دی جائے تو ان کا کھانا جائز ہوگا۔

کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت

باب النهی عن الشرب قائماً

سیدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

۹۰۳۔ عَنْ أَنَسٍ: ((نَهَى ﷺ وَفِي لَفْظٍ: زَجَرَ عَنِ الشَّرْبِ قَائِماً)) [الصحيحہ: ۷۷۷]

تخریج: الصحيحہ ۷۷۷۔ مسلم (۲۰۲۳) ابوداؤد (۳۷۱۷) ترمذی (۱۸۷۹) ابن ماجہ (۳۲۲۳)

فوائد: اس مسئلہ پر حدیث نمبر ۸۸۱ کے تحت بحث ہو چکی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھ کر پانی پینا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ٹوٹے ہوئے پیالے سے پینے اور اس میں پھونک

باب النهی الشراب فی القدح

مارنے کی ممانعت

المکسورہ و نفخ فیہ

سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹوٹے ہوئے پیالے میں پینے سے اور برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔

۹۰۴۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: ((نَهَى ﷺ عَنِ الشَّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقُدْحِ، وَأَنْ يَنْفَخَ فِي الشَّرَابِ)).

تخریج: الصحيحہ ۳۸۸۔ ابوداؤد (۳۷۲۲) احمد (۸۰/۳) ابن حبان (۵۳۱۵)

دوکھانوں کی ممانعت

باب النهی عن مطعمین

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو کھانوں سے منع فرمایا: (۱) اس دسترخوان پر بیٹھنے سے جس پر شراب پلائی جا رہی ہو اور (۲) پیٹ کے بل گر کر کھانے سے۔

۹۰۵۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((نَهَى ﷺ عَنْ مِطْعَمَيْنِ: عَنْ الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ، وَأَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُبْطِطٌ عَلَى بَطْنِهِ)). [الصحيحه: ۲۳۹۴]

تخریج: الصحيحه ۲۳۹۳۔ ابو داود (۳۷۷۴) ابن ماجہ (۳۷۷۰) حاکم (۱۲۹/۴)
فوائد: شراب کی حرمت پر گفتگو ہو چکی ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جس دعوت یا دسترخوان پر شراب نوشی کی جاتی ہو وہاں نہیں بیٹھنا چاہئے۔ یہ بھی کھانے کے آداب میں سے ہے کہ پیٹ کے بل گر کر نہ کھایا جائے۔

باب: پینے کے آداب

باب: من آداب الشرب

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پینے (کے برتن) میں (یا پینے کے دوران) سانس لینے سے منع فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو ایک سانس کے دوران پے جانے والے پانی سے سیراب نہیں ہوتا؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”تو پھر پیالے کو منہ سے دور کر کے سانس لے لیا کرو (اور پھر پی لیا کرو)۔“ اس نے کہا: اگر مجھے اس میں کوئی تنگ نظر آجائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر اسے بہا دیا کرو۔“

۹۰۶۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ، قَالَ: ((نَهَى ﷺ عَنِ التَّفَنُّعِ فِي الشَّرَابِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَا أَرُوى مِنْ نَفْسٍ وَاحِدٍ! فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَأَيْنَ الْقُدْحُ عَنْ فَيْكَ، ثُمَّ تَنَفَّسَ، قَالَ: فَإِنِّي أَرَى الْقُدَاةَ فِيهِ، قَالَ: فَأَهْرِ قَهًا)). [الصحيحه: ۳۸۵]

تخریج: الصحيحه ۳۸۵۔ مالک فی الموطا (۹۴۵/۲) ترمذی (۱۸۸۷) ابن حبان (۵۳۷۷) احمد (۳۲/۳)
فوائد: پانی کے دوران تین سانس لینا افضل ہیں، لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک سانس میں بھی پانی پیا جاسکتا ہے۔

گھریلو گدھوں کے گوشت کی حرمت

باب التحريم عن لحوم الحمير

الاهلية

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیر والے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا اور گھوڑوں کے گوشت میں اجازت (برقرار رکھی)۔

۹۰۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، وَأَذِنَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ)).

تخریج: الصحيحه ۳۵۹۔ بخاری (۳۲۱۹) مسلم (۱۹۴۱) نسائی (۳۳۳۲) ابو داود (۳۷۸۸) ترمذی (۱۷۹۳)
فوائد: شریعت نے کچھ عرصہ کے بعد گھریلو گدھوں کو حرام قرار دیا، لیکن گھوڑا شرعی قواعد و قوانین کی روشنی میں حلال ہے۔ معلوم نہیں کہ واضح نصوص کے باوجود فقہ حنفی میں گھوڑے کی حرمت کا تصور کیوں پایا جاتا ہے۔

باب استحباب اکل الرباء

۹۰۸۔ جَابِرُ بْنُ طَارِقٍ وَيُقَالُ: ابْنُ أَبِي طَارِقٍ۔
قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ، وَعِنْدَهُ
هَذِهِ الدُّبَاءُ، فَقُلْتُ: أَيْ شَيْءٍ هَذَا؟ قَالَ: ((هَذَا
الْقَرْعُ وَهُوَ الدُّبَاءُ. نَكْثِرُ بِهِ طَعَامَنَا)).

[الصحيحة: ۲۴۰۰]

کدو کھانے کا استحباب

سیدنا جابر بن طارق ؓ (جن کو ابن ابی طارق بھی کہا جاتا ہے)
کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس ان کے گھر گیا اور آپ ﷺ
کے پاس کدو پڑے تھے۔ میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے
فرمایا: ”یہ کدو ہیں، ہم اسے اپنے کھانے میں بہت زیادہ استعمال
کرتے ہیں۔“

تخریج: الصحيحة ۲۴۰۰۔ ترمذی فی الشائل (۱۶۳) ابن ماجہ (۳۳۰۴) نسائی فی الکبریٰ (۲۶۲۱۵) احمد (۳۵۲/۴)

باب التحريم عن اكل ذی ناب من

السباع

۹۰۹۔ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْحَضَنِيِّ قَالَ: ((أَتَيْتُ
النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! حَدِّثْنِي
مَا يَحِلُّ لِي مِمَّا يَحْرُمُ عَلَيَّ؟ فَقَالَ: ((لَا تَأْكُلِ
الْحِمَارَ الْأَهْلِيَّ، وَلَا كُلَّ ذِي نَابٍ مِنَ
السَّبَاعِ)). [الصحيحة: ۴۷۵]

تخریج: الصحيحة ۴۷۵۔ طحاوی فی شرح المعانی (۲۰۷/۴) وفی المشکل (۳۷۵/۴) واحمد (۱۹۳/۴) مطولاً

باب: ہر نشہ آور چیز کی حرمت تھوڑی ہو

یا زیادہ

سیدنا ابو موسیٰ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف
بھیجا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہاں کچھ (مخصوص)
مشروبات پائے جاتے ہیں میں ان میں کون سے پی سکتا ہوں اور
کون سے ترک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ کون سے
(مشروبات) ہیں؟“ میں نے کہا: وہ ”نہع“ اور ”مزر“ ہیں۔ آپ
ﷺ نے پوچھا: ”نہع“ اور ”مزر“ کسے کہتے ہیں؟“ میں نے کہا: شہد
کی نمید کو نہع اور مکئی کی نمید کو مزر کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: ”بس نہع اور مشروب نہیں پینا“ کیونکہ میں نے ہر نشہ آور

باب: تحريم كل مسكر قليله

وكثيره

۹۱۰۔ عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ
إِلَى الْيَمَنِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ بَهَا أَشْرَبَةٌ
فَمَا أَشْرَبُ وَمَا أَدْعُ؟ قَالَ: وَمَا هِيَ؟ قُلْتُ: الْبَتُّ
وَالْمَزُزُ. قَالَ: وَمَا الْبَتُّ وَالْمَزُزُ؟ قَالَ: أَمَّا الْبَتُّ،
فَبَيْدُ الْعَسَلِ، وَأَمَّا الْمَزُزُ فَبَيْدُ الذَّرَةِ، فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَشْرَبْ مُسْكِرًا فَإِنِّي
حَرَمْتُ كُلَّ مُسْكِرٍ)).

چیز کو حرام قرار دیا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۳۲۳۔ نسائی (۵۶۰۶) احمد (۳۰۲/۲) ابویعلیٰ (۷۲۳۹) والحديث عند حنبل في الاثرية (۱۷۳۳/۷۰) بنحوه
فوائد: مشروبات میں سے جو مشروب نشہ کا سبب بنے گا وہ حرام ہوگا خواہ اس کا نام شراب ہو یا کوئی اور۔

باب: شراب جوئے اور ڈھول وغیرہ کی حرمت

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وفد عبد القیس کے لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم کن برتنوں میں نہ پیئیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کدو کے برتن میں تارکول والے برتن میں اور پیالہ نما گڑھا کی ہوئی لکڑی میں نہ پو اور مشکیزوں میں نبیذ بنایا کرو۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر مشکیزوں میں بھی (نبیذ) جوش مارنے لگ جائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(ایسی صورت میں) پانی اٹیل دیا کرو۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول..... پھر آپ ﷺ نے انھیں تیسری یا چوتھی دفعہ فرمایا کہ ”اسے بہا دیا کرو۔“ پھر فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر شراب جوئے کو بہ اور ہر نشہ آور چیز کو حرام کر دیا ہے۔“ سفیان کہتے ہیں: میں نے علی بن بذیمہ سے ”کوبہ“ کی بابت دریافت کیا؟ انھوں نے کہا: ڈھول کو کہتے ہیں۔

باب: تحريم الخمر والميسر والطلب

۹۱۱۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فِيمَا نَشْرَبُ؟ قَالَ: ((لَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَاءِ، وَلَا فِي الْمُرْقَتِ، وَلَا فِي النَّقِيرِ، وَانْبِذُوا فِي الْأَسْقِيَةِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ اشْتَدَّ فِي الْأَسْقِيَةِ؟ قَالَ: فَصَبُّوا عَلَيْهِ الْمَاءَ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ..... فَقَالَ لَهُمْ فِي الثَّلَاثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ: أَهْرِيقُوهُ. ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ، أَوْ حَرَّمَ: الْخَمْرَ، وَالْمَيْسِرَ، وَالْكُوبَةَ قَالَ: وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)) قَالَ سُفْيَانُ: فَسَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ بُذَيْمَةَ عَنِ الْكُوبَةِ؟ قَالَ: الطَّبْلُ. [الصحیحة: ۲۴۲۵]

تخریج: الصحیحة ۲۳۲۵۔ ابوداؤد (۳۶۹۶) احمد (۳۷۲/۱) ابویعلیٰ (۷۲۳۹) بخاری (۶۱۷۶) مسلم (۱۷/۲۳) باختلاف يسير۔
فوائد: حدیث کی ابتداء میں تین قسم کے جن برتنوں سے منع کیا گیا ہے بعد میں آپ ﷺ نے ان کے استعمال کی اجازت دے دی تھی۔ جوئے کا اطلاق ان کھیلوں اور ان کاموں پر ہوتا ہے جن میں اشیاء کی تقسیم کا مدار حقوق خدمات اور عقلی فیصلوں پر رکھنے کی بجائے محض کسی اتفاقی امر پر رکھ دیا جائے۔ مثلاً یہ کہ لائری میں فلاں شخص کا نام نکل آیا لہذا ہزار ہا آدمیوں کی جیب سے نکلا ہوا روپیہ اس ایک شخص کی جیب میں چلا گیا۔ دوٹیوں کے درمیان میچ شروع ہونے سے پہلے دو آدمی یا دو پارٹیاں یہ شرط لگاتی ہیں کہ فلاں جیت گیا تو ایک پارٹی دوسرے کو اتنا سرمایہ دے گی اور فلاں جیت گئی تو دوسری پارٹی پہلی پارٹی کو اتنا سرمایہ دے گی۔ یہ جوئے کی واضح ترین شکل ہے۔

اونٹ کی ٹانگ کا ٹا حرام ہے

باب التحريم العقر

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں یہ نہیں کہ ذبح کرتے وقت اونٹ کی ایک ٹانگ کاٹ دی جائے۔“

۹۱۲۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا عُقْرَ فِي الْإِسْلَامِ)). [الصحیحة: ۲۴۳۶]

قربانی، ذبیحوں، کھانے پینے، عقیقہ اور جانور سے نرمی کا بیان

تخریج: الصحیحة ۲۴۳۶۔ ابوداود (۳۲۲۲) احمد (۱۹۷/۳) وعبد الرزاق (۶۶۹۰) مطولاً
فوائد: شریعت کے قانون کے مطابق سب سے پہلے اونٹ کو نحر کیا جائے پھر اس کے جسم کے باقی اعضا کاٹے جائیں۔ نحر کرنے سے پہلے یا نحر کرتے وقت کوئی دوسرا عضو کاٹ دینا غیر اسلامی طریقہ ہے۔ یاد رہے کہ جانور کا جو حصہ ذبح کرنے سے پہلے کاٹ لیا جاتا ہے وہ مردار جو کہ حرام اور نجس ہوتا ہے کے حکم میں شامل ہوگا۔ جیسا کہ سیدنا ابوداؤد ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ما قطع من البهيمة وهي حية فهي ميتة) [ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ] یعنی: چوپائے کا جو حصہ کاٹ لیا جائے اور وہ زندہ ہو تو وہ حصہ مردار ہے۔

عقیقہ سنت ہے

باب العقیقة المسنون

۹۱۳۔ عَنْ غَطَاءٍ قَالَ: قَالَتْ امْرَأَةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ: لَوْ وَلَدْتُ امْرَأَةً فَلَانِ نَحَرْنَا عَنْهُ جَزُورًا قَالَتْ: عَائِشَةُ: ((لَا، وَلَكِنَّ السُّنَّةَ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَاحِدَةٌ)).

[الصحيحة: ۲۷۲۰]

عطاء کہتے ہیں: ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں کہا: اگر فلاں آدمی کی بیوی کا بچہ پیدا ہوا تو ہم کئی اونٹ نحر کریں گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”نہیں“ بلکہ سنت یہ ہے کہ بچے کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری (بطور عقیقہ) ذبح کی جائے۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۲۰۔ ابن راہویہ فی مسنده (۱۰۳۳) ابن ابی شیبہ (۵۱/۸) ترمذی (۱۵۱۳) احمد (۳۱/۶) من طریق آخر عنہا

فوائد: آپ ﷺ کے اقوال و افعال جو کئی احادیث میں مندرج ہیں کی روشنی میں یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ بکرا، بکری، دنبہ اور بھیڑ میں سے دو جانور بچے کی طرف سے اور ایک جانور بچی کی طرف سے بطور عقیقہ ذبح کرنا چاہئے۔ جس حدیث میں اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری کا عقیقہ کرنے کا ذکر ہے اس کی سند میں مسعدہ بن السبع راوی کذاب ہے۔ بعض لوگ قربانی کے جانوروں میں عقیقوں کے حصے ڈال دیتے ہیں جو محض کسی کی پر آئندہ فکر کا نتیجہ ہے شرعی فیصلہ نہیں۔ ماحصل یہ ہے کہ عقیقہ کے لئے بھیڑ، دنبہ، بکری اور بکرے میں سے حسب ضرورت ایک یا دو جانوروں کا انتخاب کرنا چاہئے نہ کہ گائے اور اونٹ وغیرہ کا۔

ہمیشہ شراب پینے والے کے لیے وعید

باب الوعيد على مدمن الخمر

۹۱۴۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٍ، وَلَا مُدْمِنٌ خَمْرٍ، وَلَا مُكْذِبٌ بِقَدْرٍ)). [الصحيحة: ۶۷۵]

ملہدنا ابو درداء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”والدین کا نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والا اور تقدیر کو جھٹلانے والا جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔“

تخریج: الصحیحة ۶۷۵۔ احمد (۲۴۴۱/۶) ابن ابی عاصم فی السنة (۳۲۱) ابن ماجہ (۳۳۷۶) البزار (۲۱۸۲) الروایات مطولة ومختصرة

فوائد: اللہ تعالیٰ نے ازل میں ازل سے لے کر اب تک ہونے والے امور کا اندازہ لگایا، اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔ یہ ایمان کا جزو ہے کہ ماضی میں جو کچھ ہوا، حال میں جو کچھ ہو رہا ہے اور مستقبل میں جو کچھ ہوگا، اللہ تعالیٰ نے اس کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے اس کا

فیصلہ کر دیا تھا۔

۹۱۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٍ، وَلَا مَنَّا، وَلَا مُدْمِنٌ خَمْرٍ، وَلَا وَلَدُ زَنِيَةٍ)).

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”والدین کا نافرمان“ (اپنے عطیے پر) احسان جتلانے والا شراب پر دوام کرنے والا اور زنا کی اولاد جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔“ [الصحيحة: ۶۷۳]

تخریج: الصحيحة ۶۷۳۔ نسائی (۵۶۷۵) دارمی (۲۰۹۹) احمد (۲۰۱/۲) ابن حبان (۳۴۸۳)

۹۱۶۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُدْمِنٌ خَمْرٍ، وَلَا مُؤْمِنٌ بِسِحْرِ، وَلَا قَاطِعُ رَحِمٍ)).

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شراب پر بیہوشی کرنے والا جادو پر ایمان لانے والا اور قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔“

تخریج: الصحيحة ۶۷۸۔ ابن حبان (۶۱۳۷) ابو یعلیٰ (۷۳۳۸) مطولاً

فوائد: جادو برحق ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جادو کا وجود دنیا میں پایا جاتا ہے۔ باطل پرست لوگ جس کے ذریعے مخالفین کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس حدیث میں جادو پر ایمان لانے سے منع کیا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ اس کا علم حاصل کیا جائے اور نہ اس سے کسی کی موافقت یا مخالفت کرنے میں مدد لی جائے۔ قطع رحمی بہت بڑا جرم ہے بلکہ قرآن مجید کی رو سے ملعون فعل ہے۔ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ۔ یعنی قاطع رحم۔ [بخاری مسلم] یعنی قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ عموماً لوگوں کی اکثریت کے تعلقات کی بنیاد ذاتیات پر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ان میں ناراضی اور رضامندی کا کوئی معیار نہیں دوستیوں کا دعویٰ کرنے والوں میں برسوں تک قطع رحمی کا بھوت رقص کنساں رہتا ہے اور جب صلح صفائی کا دور شروع ہوتا ہے تو حق و باطل سے عاری ہو کر ایک دوسرے کے حق میں کٹ مرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اس لعنت و نحوست کی وجہ یہ ہے کہ تعلق کی بنیاد میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا نام نہیں پایا جاتا جب محبت کی بنیاد میں اللہیت ہو تو تعلق دائمی ہو جاتا ہے۔

باب: الشرب قائما

۹۱۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَشْرَبُ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا)).

باب: کھڑے ہو کر پانی پینے (کی کراہت) کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بھی کھڑے ہو کر پانی نہ پئے۔“

[الصحيحة: ۸۷۵]

تخریج: الصحيحة ۸۷۵۔ مسلم (۲۰۳۶) بیہقی (۲۸۲/۷) بهذا اللفظ احمد (۳۰۱/۲) دارمی (۲۱۴۸) بمعناه

فوائد: اس حدیث میں تاکید کے ساتھ کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا گیا ہے اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے اور رائج یہی معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھ کر ہی پانی پینا چاہئے۔

کھانے کے آداب

باب آداب الطعام

۹۱۸۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا فِي جَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ كَانَتْ يَدِي تَطِيَّشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا غُلَامُ! إِذَا أَكَلْتَ: فَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ، وَكُلْ بِبَيْمِنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ)). [الصحيح: ۳۴۴]

سیدنا عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت و حمایت میں ایک لڑکا تھا۔ کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ پلیٹ میں چکر لگانے لگا (یعنی مختلف جگہوں سے کھانے لگا)۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”اے لڑکے! جب تو کھانے لگے تو ”بسم اللہ“ پڑھا کر اور دائیں ہاتھ سے کھایا کر اور اپنے سامنے سے کھایا کر۔“

تخریج: الصحيح ۳۴۴۔ طبرانی فی الکبیر (۸۳۰۳) من طریق ابن ابی شیبہ (۸/ ۱۰۳) وغیرہ بخاری (۵۳۷۶) مسلم (۲۰۲۲) ابن ماجہ (۳۲۶۷)



(۵) الْإِيمَانُ وَالتَّوْحِيدُ وَالدِّينُ وَالْقَدَرُ

ایمان، توحید، دین اور تقدیر کا بیان

باب امر الایمان باللہ

۹۱۹: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَدِمَ وَفَدَ عَبْدُ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا - هَذَا الْخَيَّ - مِنْ رِبْعَةٍ، وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارٌ مُضِرٌّ، فَلَا نَحْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ، فَمُرْ بِأَمْرٍ نَعْمَلُ بِهِ، وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا؟ قَالَ: ((أَمُرُّكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الْإِيمَانُ بِاللَّهِ، ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ، فَقَالَ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَعَقْدُ وَاحِدَةٍ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تَوَدُّوا حُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الذَّبَا، وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمُقِيرِ)).

اللہ کے ساتھ ایمان لانے کا حکم
سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبد القیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا تعلق ربیعہ قبیلے سے ہے آپ کے اور ہمارے مابین یہ مضر قبیلے کے کفار حائل ہیں ہم آپ کے پاس صرف حرمت والے مہینے میں پہنچ سکتے ہیں لہذا آپ ہمیں کوئی (جامع) حکم دیں تاکہ ہم اس پر عمل کریں اور پیچھے رہنے والے لوگوں کو بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔ پھر ایمان کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: گواہی دینا کہ اللہ ہی معبود و برحق ہے اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور شمار کرنے کے لئے ایک انگلی بند کی۔ نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، غنیمتوں کا پانچواں حصہ ادا کرنا۔ اور میں تمہیں کدو کے برتن، ہرے رنگ کے گھڑے، لکڑی سے بنائے ہوئے برتن اور تارکول ملے ہوئے برتن سے منع کرتا ہوں۔“

تخریج: الصحیحة ۳۹۵۷۔ بخاری (۵۳) مسلم (۱۷) ابوداؤد (۳۶۹۲) ترمذی (۲۶۱۱) نسائی (۵۰۳۳)

فوائد: جب شراب حرام ہوئی تو آپ ﷺ نے عارضی طور پر ان چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا، بعد میں ان کے استعمال کی اجازت دے دی تھی۔

باب التبشیر بالشہادتین

شہادتین کے ساتھ خوشخبری ہے

سیدنا ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس

۹۲۰: عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخَزَاعِيِّ قَالَ: خَرَجَ

غَلَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أُبَشِّرُوا أَبَشِرُوا، أَلَيْسَ تَشْهَدُونَ أَن لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: فَإِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ سَبَّ طَرَفَهُ بِيَدِهِ اللَّهُ وَطَرَفَهُ بِأَيْدِيكُمْ، فَتَمَسَّكُوا بِهِ، فَإِنَّكُمْ لَنْ تَضَلُّوا وَلَنْ تَهْلِكُوا بَعْدَهُ أَبَدًا)).

تشریف لائے اور فرمایا: ”خوش ہو جاؤ، خوش ہو جاؤ، کیا تم لوگ یہ گواہی نہیں دیتے کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں؟“ صحابہ نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ قرآن ایک رسی ہے اس کا ایک کنارہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کنارہ تمہارے ہاتھ میں ہے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو کیونکہ اس کے بعد تم کبھی بھی گمراہ ہو سکتے ہو اور نہ ہلاک۔“

تخریج: الصحیحة ۷۱۳۔ عبد بن حمید (۲۸۲) ابن ابی شیبہ (۱۰/۲۸۱) ابن نصر المروزی فی قیام اللیل (۷۴) ابن حبان (۱۲۲)

ابوبکر بن ابوموسیٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: میں اپنی قوم کے کچھ افراد کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ نے فرمایا: ”خوش ہو جاؤ اور پچھلوں کو بھی خوشخبری سنا دو کہ جس نے صدقِ دل سے گواہی دی کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔“ ہم لوگوں کو خوشخبری سنانے کے لئے نبی ﷺ کے پاس سے نکلے ہمیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ملے اور ہمیں رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”تمہیں کس نے واپس کر دیا؟“ ہم نے کہا: عمر نے۔ آپ نے پوچھا: ”عمر! تم نے ان کو کیوں لوٹا دیا؟“ سیدنا عمر نے کہا: (اگر ایسی خوشخبریاں لوگوں کو سنائی جائیں تو) وہ توکل کر بیٹھیں گے (اور عمل کرنا چھوڑ دیں گے)۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

۹۲۱: عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ مَعِيَ نَفَرٌ مِنْ قَوْمِي، فَقَالَ: ((أُبَشِّرُوا وَبَشِّرُوا مَنْ وَرَاءَكُمْ، أَنَّهُ مَنْ شَهِدَ أَن لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ صَادِقًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ نُبَشِّرُ النَّاسَ، فَاسْتَقْبَلَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔ فَرَجَعَ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ [رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ رَدَّكُمْ؟)) قَالُوا: عُمَرُ۔ قَالَ: ((لَمْ رَدَّدْتَهُمْ يَا عُمَرُ؟)) فَقَالَ عُمَرُ: إِذَا يَتَكَلَّمُ النَّاسُ، قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ۔

تخریج: الصحیحة ۷۱۳۔ احمد (۲/۳۰۲، ۳۱۱) طحاوی فی المشکل (۳۰۰۳)

تین افراد سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہیں

ابغض الناس ثلاثة

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند اور مبغوض ترین ہیں: حرم کی بے حرمتی کرنے والا، اسلام میں جاہلیت کے رواج کو چاہنے والا اور کسی آدمی کا ناحق خون کرنے کے لئے کوشاں رہنے والا۔“

۹۲۲: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ ثَلَاثَةٌ: مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْغِعٌ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَمُطْلَبٌ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيَهْرِيْقَ دَمَهُ)).

تخریج: الصحیحة ۷۷۸۔ بخاری (۲۸۸۲) طبرانی فی الکبیر (۱۰۷۳۹) بیہقی (۸/۲۷)

باب: الحلف بالكعبة

۹۲۳: عَنْ قَتِيلَةَ بِنْتِ صَيْفِي الْجُهَنِيَّةِ، قَالَتْ: أَتَى جِرَّ مِنَ الْأَخْبَارِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! يَعْمُ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنْكُمْ تُشْرِكُونَ! قَالَ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ! وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ تَقُولُونَ إِذَا حَلَفْتُمْ، وَالْكُعْبَةُ، قَالَتْ: فَأَمْهَلْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ قَالَ، فَمَنْ حَلَفَ فَلْيَحْلِفْ بِرَبِّ الْكُعْبَةِ)) قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! يَعْمُ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنْكُمْ تَجْعَلُونَ لِلَّهِ نِدًّا! قَالَ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ! وَمَاذَا ذَاكَ؟)) قَالَ: تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ قَالَتْ: فَأَمْهَلْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ قَالَ، فَمَنْ قَالَ: مَا شَاءَ اللَّهُ فَلْيَقُلْ مَعَهَا: لَكُمْ شِئْتُ)).

باب: کعبہ کی قسم کھانا کیسا ہے؟

سیدہ قتیلہ بنت صفیٰ جہنیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک یہودی عالم رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! تم بہترین لوگ ہو کاش کہ تم شرک نہ کرتے ہوتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! وہ کیسے؟“ اس نے کہا: جب تم قسم اٹھاتے ہو تو کہتے ہو: کعبہ کی قسم۔ آپ ﷺ نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا: ”اس آدمی نے ایک بات کی ہے اب جو آدمی بھی قسم اٹھائے وہ کعبہ کے رب کی قسم اٹھائے (نہ کعبہ کی)۔“ اس نے پھر کہا: اے محمد (ﷺ)! تم کیا ہی اچھے لوگ ہو کاش کہ تم اللہ کے لئے اس کا ہسر نہ ٹھہراتے! آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! وہ کیسے؟ اس نے کہا: تم کہتے ہو کہ جو اللہ چاہے اور تم چاہو۔ رسول اللہ ﷺ نے کچھ دیر خاموشی اختیار کی پھر فرمایا: ”اس آدمی نے ایک بات کی ہے اگر کوئی آدمی ”ما شاء اللہ“ کہے تو وہ ”لَمْ شِئْتُ“ کہے (یعنی: جو اللہ چاہے اور پھر تم چاہو)۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۶۶۔ احمد (۶/۳۷۱) طحاوی فی المشکل (۱/۹۱) حاکم (۲/۲۹۷) نسائی (۳۸۰۴) بمعناہ
فوائد: یعنی نبی کریم ﷺ کی مرضی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بعد ہے اس لئے ”ما شاء اللہ لَمْ شِئْتُ“ (جو اللہ چاہیں اور پھر تم چاہو) کہنا چاہئے نہ کہ ”ما شاء اللہ وَ شِئْتُ“ (جو اللہ اور آپ چاہیں)۔

باب الاجتناب الکبائر

۹۲۴: عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((اجْتَنِبُوا الْكُبَائِرَ، وَسَدِّدُوا وَأَبْشِرُوا)).

کبیرہ گناہوں سے بچنا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو اور راہِ راست پر چلتے رہو اور خوش خبریاں سناؤ۔“

تخریج: الصحیحۃ ۸۸۵۔ احمد (۳/۳۹۳) ابن جریر طبری (۵/۲۹) عن قتادة مرسلًا

باب القول ما شاء الله وما شئت

۹۲۵: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَعَهُ فِي بَعْضِ الْكَلَامِ، فَقَالَ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتُ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَجْعَلْتَنِي مَعَ

جو اللہ اور جو آپ چاہیں کہنا کیسا ہے؟

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کوئی بحث و مباحثہ کیا اور کہا: جو اللہ تعالیٰ چاہیں اور آپ چاہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا

اللَّهُ عَدْلًا وَفِي لَفْظٍ: نِدَاءٌ؟ لَا بَلْ مَا شَاءَ اللَّهُ وَحْدَهُ)).
تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کا ہمسر بنا دیا ہے؟ ایسے نہیں بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ جو صرف اللہ تعالیٰ چاہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۹۔ الادب المفرد (۷۸۷) ابن ماجہ (۲۱۱۷) احمد (۱/۲۱۳) بیہقی (۳/۲۱۷)
فوائد: یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کسی کو کوئی دخل نہیں ہے۔

باب: مردم شماری کی بنیاد (دلیل)

سیدنا حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام قبول کرنے والے تمام افراد کو شمار کرو۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آیا آپ کو ہم پر کوئی اندیشہ ہے حالانکہ ہماری تعداد چھ سے سات سو ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم (حقیقتِ حال کو) نہیں جانتے شاید تم آزمائشوں میں پڑ جاؤ۔“ راوی کہتے ہیں: پھر ہمیں اس قدر آزمایا گیا کہ آدمی کو غشی نماز پڑھنا پڑتی تھی (یعنی وہ بوجہ اعلانیہ نماز نہیں پڑھ سکتا تھا)۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۶۔ مسلم (۱۳۹) ابو عوانہ (۱/۱۰۲) ابن ماجہ (۳۰۲۹) احمد (۵/۳۸۳)

اللہ کی قسم اٹھانا

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم اٹھایا کرو اسے پورا کیا کرو اور سچ بولا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ غیر کی قسم اٹھانے کو ناپسند کرتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۱۹۔ السہمی فی تاریخ جرجان (۲۸۸) ابو نعیم فی الحلیۃ (۷/۲۶۷)

باب الحلف باللہ

۹۲۷: عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((أَحْلِفُوا بِاللَّهِ وَبَرُّوا وَأَصْدِقُوا فَإِنَّ اللَّهَ يَكْرَهُ أَنْ يُحْلَفَ إِلَّا بِهِ)).

احب الدين ((الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ))

۹۲۸: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ الْأَدْيَانِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ))

سب سے پسندیدہ دین نرم سہولت والا ہے
سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سا دین اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ملتِ اسلام جو نرمی و سہولت آمیز شریعت ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۸۸۱۔ بخاری تعلیقاً فی کتاب الایمان قبل (ح ۳۹) وصلہ فی الادب المفرد (۲۸۳) احمد (۱/۲۳۶)
عبد بن حمید (۵۶۹)

تقدیر میں جھگڑنے والے بدترین لوگ ہیں

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

المار فی القدر شرار الخلق

۹۲۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ مَرْفُوعًا: ((أَخْرَجَ

”تقدیر (کے انکار پر) مشتمل گفتگو کو پچھلے زمانوں میں میری امت کے بدترین لوگوں تک مؤخر کر دیا گیا ہے۔“

الْكَلَامُ فِي الْقَدَرِ لِشَرَارِ أُمَّتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ. [الصحيحه: ۱۱۱۲۴]

تخریج: الصحيحه ۱۱۲۳۔ ابن الاعرابی فی المعجم (۲۷۳) البزار (الكشف: ۲۱۷۸) حاکم (۴/ ۳۷۳) ابن ابی عاصم فی السنه (۳۵۰)

فوائد: یعنی اس امت کے سلف صالحین تقدیر کے مسائل پر ناجائز گفتگو سے محفوظ و مامون رہے۔

باب من شهد بالتوحيد وجبت الجنة

جس نے توحید کی گواہی دی اس کے لیے جنت واجب

ہے

سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوبکر ؓ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ اور لوگوں میں اعلان کر دو: جس نے گواہی دی کہ اللہ ہی معبود برحق ہے اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔“ وہ کہتے ہیں: میں اعلان کرنے کے لئے نکلا۔ آگے سے سیدنا عمر بن خطاب ؓ سے سامنا ہو گیا، انھوں نے کہا: ابوبکر کدھر اور کیسے؟ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جاؤ اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ سیدنا عمر نے کہا: (یہ اعلان کئے بغیر) رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ جاؤ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ اس (بشارت) پر توکل کر کے عمل کرنا ترک کر دیں گے۔ میں لوٹ آیا، آپ ﷺ نے پوچھا: ”واپس کیوں آگئے ہو؟“ میں نے آپ کو سیدنا عمر والی بات بتلائی۔ آپ نے فرمایا: ”عمر نے سچ کہا۔“

۹۳۰: عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُخْرِجْ فَنَادِ فِي النَّاسِ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) قَالَ: فَخَرَجْتُ فَلَقَيْتَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: مَالَكَ أَبَا بَكْرٍ؟ فَقُلْتُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُخْرِجْ فَنَادِ فِي النَّاسِ: مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) قَالَ عُمَرُ: ارْجِعْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِنِّي أَحَافُ أَنْ يَتَكَلَّمُوا عَلَيْهَا، فَارْجِعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: مَا رَدَّكَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ عُمَرَ، فَقَالَ: ((صَدَقَ)).

[الصحيحه: ۱۱۳۵]

تخریج: الصحيحه ۱۱۳۵۔ ابویعلیٰ (۱۰۵) ابوبکر احمد المروزی فی مسند ابی بکر (۱۳۰) مسلم (۳۱) عن ابی ہریرہ مطولاً بمعناه

باب الدعوة التوحيد

توحید کی دعوت دینا

ابو تمیمہ جعفی، بلہجیم کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں صرف اللہ

۹۳۱: عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْجُعْفِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بُلْهَجِيمَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لِمَ تَدْعُو؟ قَالَ: ((ادْعُوا إِلَى اللَّهِ وَحْدَهُ، الَّذِي إِنْ مَسَّكَ

تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں (وہ اللہ کہ) اگر تجھے تکلیف پہنچے تو تو اسے پکارتا ہے اور وہ تیری تکلیف کو دور کرتا ہے اگر تو بے آب و گیاء زمین میں (اپنی سواری) کو گم کر بیٹھتا ہے اور اسے پکارتا ہے تو وہ تجھے (تیری سواری) واپس کر دیتا ہے اور اگر تو قحط سالی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسے پکارتا ہے تو وہ (بارش نازل کر کے) زمین سے سبزہ اگاتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۰۔ احمد (۵/ ۶۲)۔ دولابی فی الکنی (۱/ ۶۶)

لوگوں کو خوشخبری اور آسانی کے ساتھ دعوت دینا

باب الدعوة الناس بالتبشیر

والتیسیر

ابو بردہ اپنے باپ سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور سیدنا معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا: ”لوگوں کو (اسلام کی) دعوت دینا، خوش خبریاں سنانا، تنفر نہ کرنا اور آسانیاں پیدا کرنا (دین کو) دشوار نہ بنا دینا۔“ میں نے کہا: دو قسم کی شراب جو ہم یمن میں تیار کرتے تھے کے بارے میں شرعی حکم کی وضاحت کریں: (۱) شیخ - یعنی شہد کی نبیز جو سخت ہو کر (شراب کی صورت اختیار کر لے)۔ اور (۲) مزر - یعنی مکئی کی نبیز جو سخت ہو کر (شراب کی صورت اختیار کر جائے)۔ راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو حد درجہ جامع و مانع کلمات عطا کئے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”میں ہر اس نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں جو نماز سے بے ہوش کر دے۔“ صحیح مسلم کی روایت میں ”وَلَا تُعَسِّرَا“ کی جگہ پر ”وَعَلَّمَا“ (اور لوگوں کو تعلیم دینا) کے الفاظ ہیں۔

۹۳۲: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي [أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ] قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((ادْعُوا النَّاسَ، وَيَسِّرُوا وَلَا تُنْفِرُوا، وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا)). ((فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَتَنَا فِي شَرَابَيْنِ كُنَّا نَصْنَعُهُمَا بِالْيَمَنِ: الْبَيْعَ - وَهُوَ مِنَ الْعَسَلِ يُبْنَدُ حَتَّى يَشْتَدَّ وَالْمِزْرَ - وَهُوَ مِنَ الدَّرَّةِ يُبْنَدُ حَتَّى يَشْتَدَّ؟ قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ أُعْطِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ بِخَوَاتِمِهِ، فَقَالَ: أَنَهَى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ أَسْكَرَ عَنِ الصَّلَاةِ)) وَفِي رَوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ((وَعَلَّمَا بَدَلًا)): ((وَلَا تُعَسِّرَا)).

[الصحیحۃ: ۴۲۱]

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۱۔ مسلم (الاشربة: ۴۱/ ۱۷۳۳)۔ ابو عوانہ (۳/ ۸۵)۔ بیہقی (۸/ ۲۹۱)۔ بهذا اللفظ والحديث متفق عليه بدون الزيادة "ادعوا الناس" انظر البخاری (۳۳۳۱) مسلم (۱۷۳۳)

نیکی کا بڑھنا

باب ضعف الحسنة

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۹۳۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ

”جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے اسلام کو اچھا کر لیتا ہے تو اس کی ہر نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا کی صورت میں لکھی جاتی ہے اور برائی کو اسی طرح ایک برائی کی صورت میں ہی لکھا جاتا ہے“ (یہی سلسلہ جاری رہتا ہے حتیٰ کہ) وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے۔“

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ، فَكُلَّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تَكْتُبُ بَعْشَرُ أَمْثَالِهَا، إِلَى سَبْعِ مِئَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تَكْتُبُ لَهُ بِمِثْلِهَا حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ. عَزَّ وَجَلَّ)).

تخریج: الصحیحة ۳۹۵۹۔ بخاری (۳۴) مسلم (۱۲۹) ابوعوانہ (۸۳-۸۴) احمد (۲/۳۱۷)

باب تعین الارض بالموت

موت کے لیے زمین متعین ہے
سیدنا ابو عروہ ہذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ ایک بندے کو زمین کے کسی خطے میں فوت کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے لئے اس کی طرف جانے کے لئے کسی حاجت (کا بہانا) بنا دیتے ہیں۔“

۹۳۴: عَنْ أَبِي عُرَّةَ الْهَذَلِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَرَادَ اللَّهُ قَبْضَ عَبْدٍ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ فِيهَا حَاجَةً)). [الصحیحة: ۱۲۲۱]

تخریج: الصحیحة ۱۲۲۱۔ ابن عدی فی الکامل (۳/۱۲۳۳) ابونعیم فی الحلیة (۸/۳۷۷) الادب المفرد (۱۲۸۴) ترمذی (۲۱۳۷) احمد (۳/۳۲۹)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی اسلام قبول کرتا ہے اور اس کے اسلام میں حسن آ جاتا ہے تو جو نیکی اس نے پہلے کی تھی، اللہ تعالیٰ اسے لکھتا ہے اور اس نے جس برائی کا ارتکاب کیا تھا، اسے مٹا دیا جاتا ہے۔ پھر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مزید بدلہ یوں ہوتا ہے کہ ایک نیکی دس سے سات سو گنا تک کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور ہر مسئلہ برائی کا تو وہ ایک ہی رہتی ہے الا یہ کہ اللہ وہ بھی معاف کر دے۔“

۹۳۵: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ، كَتَبَ اللَّهُ لَهُ كُلَّ حَسَنَةٍ كَانَ أَزْلَفَهَا، وَمُحِيتُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ أَزْلَفَهَا، ثُمَّ كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ الْقِصَاصُ: الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِئَةِ ضِعْفٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللَّهُ. عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا)).

[الصحیحة ۲۴۷]

تخریج: الصحیحة ۲۴۷۔ نسائی (۵۰۰۱) بخاری (۴۱) تعلیق ابن حجر فی التعلیق (۲/۳۳-۳۵) ابن مندہ فی الايمان (۳۷۳)

باب کلام اللہ

اللہ کے کلام کرنے کے بارے میں
سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ وحی کرنے کے لئے کلام کرتا ہے تو آسمان والوں

۹۳۶: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا تَكَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى، بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ

کو چکنے پتھر پر گھسنے والی زنجیر کی جھنکار کی سی آواز سنائی دیتی ہے اور وہ بیہوش ہو جاتے ہیں اور حضرت جبریل کے آنے تک اسی حالت پر رہتے ہیں۔ جب وہ پہنچتا ہے تو ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے۔ وہ پوچھتے ہیں: اے جبریل! تیرے رب نے کیا فرمایا؟ وہ جواباً کہتا ہے: حق فرمایا۔ (یہ سن کر) وہ کہتے ہیں: حق فرمایا! حق فرمایا۔“

السَّمَاءِ صَلَّصَلَةً كَجَرِّ السِّلْسِلَةِ عَلَى الصَّفَا، فَيُصْعَقُونَ، فَلَا يَزَالُونَ كَذَلِكَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ جِبْرِيلُ، حَتَّى إِذَا جَاءَ جِبْرِيلُ فَرَّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ، قَالَ: فَيَقُولُونَ: يَا جِبْرِيلُ! مَاذَا قَالَ رَبُّكَ، فَيَقُولُ: الْحَقُّ، فَيَقُولُونَ: الْحَقُّ الْحَقُّ)). [الصحيحه: ۱۲۹۳]

تخریج: الصحيحه ۱۲۹۳۔ ابو داود (۳۷۳۸) ابن خزيمة في التوحيد (ص: ۹۵-۹۶) بيهقي في الاسماء (ص: ۲۰۰)

اللہ کے علاوہ دوسروں کی قسم اٹھانا حرام ہے

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی قسم اٹھائے تو ”جو اللہ اور آپ چاہیں“ نہ کہے بلکہ اس طرح کہے: جو اللہ تعالیٰ چاہے پھر تم چاہو۔“

باب التحريم الحلف لغير الله

۹۳۷: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتُ، وَلَكِنْ لِيَقُلْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شِئْتُ)). [الصحيحه: ۱۰۹۳]

[الصحيحه: ۱۰۹۳]

تخریج: الصحيحه ۱۰۹۳۔ ابن ماجه (۲۱۱۷)

فوائد: یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کسی کو کوئی دخل نہیں ہے ہر ایک کی مرضی حتیٰ کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی بھی اس کی مشیت کے تابع ہے۔

ایمان کا نکلنا اور داخل ہونا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے اور اس کے اوپر سائبان کی طرح رہتا ہے جب وہ بار آتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔“

باب خروج الايمان و رجوعه

۹۳۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا زَنَى الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيمَانُ وَكَانَ كَالظِّلَّةِ فَإِذَا انْقَلَعَ مِنْهَا رَجَعَ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ)).

تخریج: الصحيحه ۵۰۹۔ ابو داود (۳۶۹۰) حاکم (۲۲/۱) ابن مندہ فی الایمان (۵۱۹)

فوائد: یاد رہے کہ برائیوں کی وجہ سے ایمان میں نقص پیدا ہوتا ہے اور وہ دن بدن گھٹتا رہتا ہے۔

ایمان کی علامت اور گناہ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ایمان کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تجھے تیری نیکی خوش کرے اور برائی ناگوار گزرے تو تو مومن ہے۔“ اس نے

باب علامة الايمان والاثم

۹۳۹: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ، فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ)) قَالَ:

کہا: اے اللہ کے رسول! گناہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی چیز تیرے دل میں کھٹکے تو اسے (گناہ سمجھ کر) چھوڑ دے۔“

يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَمَا الْإِثْمُ؟ قَالَ: ((إِذَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ شَيْءٌ فَلَدَعَهُ)).

تخریج: الصحیحة ۵۵۰۔ احمد (۵/ ۲۵۲ ۲۵۱) ابن حبان (۱۷۶) حاکم (۱/ ۱۴)

فوائد: یاد رہے کہ نیکی اور برائی کا یہ قانون انتہائی سلیم الفطرت مومن کے لئے ہے۔ عام لوگوں کے پاس اتنا شعور ہی نہیں ہوتا کہ وہ یہ کلیہ اپنائیں۔

پڑوسی کا (پڑوسی کو) اچھا کہنا مقبول ہے

سیدنا عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں نیکی کروں تو مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ میں نے نیکی کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو اپنے پڑوسیوں کو یوں کہتا سنے کہ تو نے نیکی ہے تو تو نے نیکی کی ہوگی اور جب ان کو یوں کہتا سنے کہ تو نے برائی کی ہے تو تو نے برائی کی ہوگی۔“

باب تحسین الجار مقبولة

۹۴۰: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنْتُ؟ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتَ جِيرَانَكَ يَقُولُونَ: أَحْسَنْتَ، فَقَدْ أَحْسَنْتَ، وَإِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُولُونَ: قَدْ أَسَأْتُ، فَقَدْ أَسَأْتُ)).

تخریج: الصحیحة ۱۳۲۷۔ النسائی فی مجلس من الامالی (۲/ ۵۵) ابن ماجہ (۳۲۳۳) احمد (۱/ ۴۰۲) عبد الرزاق (۱۹۷۴۹) طبرانی فی الکبیر (۱۰۴۳۳)

کافر بنانے اور لعنت کرنے کی مذمت

سیدنا عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی اپنے بھائی کو ”اے کافر!“ کہتا ہے تو اس (کا گناہ) اسے قتل کرنے کے مترادف ہے اور مومن پر لعنت کرنا بھی اسے قتل کرنے کی طرح ہے۔“

باب ذم التكفير واللعن

۹۴۱: عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرًا فَهُوَ كَفَرْتُهُ وَلَعَنَ الْمُؤْمِنَ كَفَرْتُهُ)).

تخریج: الصحیحة ۳۳۸۵۔ طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۱۹۳-۱۹۴) البزار (الکشف: ۲۰۳۳-۲۰۳۵) و (البحر: ۳۵۱۹)

باب:

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے ہمارے ساتھ سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر ؓ بھی تھے (ہوا یہ کہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے کھڑے ہو کر (کہیں چلے گئے) واپس ہونے میں تاخیر کی ہم ڈر گئے کہ (اللہ نہ کرے) کہیں آپ کو ہم سے پرے جاں بحق نہ کر دیا جائے۔ ہم گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے گھبرانے والا میں

باب:

۹۴۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنَّا قُعُودًا حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَعَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي نَفَرٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا، فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا، وَحَشِينَا أَنْ يُقْتَطَعَ دُونَنَا، وَفَزَعَنَا فَقُمْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزَعُ، فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، حَتَّى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ النَّحَارِ، فَلَدَرْتُ بِهِ هَلْ

تھا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے کے لئے نکل پڑا حتیٰ کہ بنو نجار کے انصار کے باغ کے پاس پہنچ گیا، میں نے دروازے کی تلاش میں چکر لگایا، لیکن مجھے کوئی دروازہ نہ ملا۔ ایک چھوٹی نہر باہر کے کنوئیں سے باغ میں داخل ہو رہی تھی، میں سمت کر اس میں سے داخل ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”ابو ہریرہ ہو؟“ میں نے کہا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ نے پوچھا: ”تجھے کیا ہوا (ادھر کیوں آئے ہو)؟“ میں نے کہا: آپ ہمارے پاس بیٹھے تھے اچانک اٹھ کھڑے ہوئے اور واپس آنے میں دیر کی، ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ہم سے پرے آپ کو جاں بحق نہ کر دیا جائے، سو ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے گھبرانے والا میں تھا۔ (میں تلاش کرتے کرتے) اس باغ تک پہنچ گیا اور لومڑی کی طرح سمت کر (فلاں سوراخ سے اس میں داخل ہو گیا)۔ بقیہ لوگ میرے پیچھے آرہے ہیں۔ آپ نے اپنے دو جوتے دے کر مجھے فرمایا: ”ابو ہریرہ! یہ میرے جوتے لے کر جاؤ اور اس باغ سے پرے جس آدمی کو ملو اس حال میں کہ وہ دل کے یقین کے ساتھ گواہی دیتا ہو کہ اللہ ہی معبود برحق ہے اسے جنت کی خوشخبری دے دو۔“ مجھے سب سے پہلے سیدنا عمرؓ نے پوچھا: ابو ہریرہ! یہ جوتے کیسے؟ میں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے ہیں، آپ نے مجھے دے کر بھیجا ہے کہ میں جس آدمی کو ملوں اس حال میں کہ وہ دل کے یقین کے ساتھ گواہی دیتا ہو کہ اللہ ہی معبود برحق ہے اسے جنت کی خوشخبری سنا دوں۔ (یہ بات سن کر) سیدنا عمرؓ نے میرے سینے میں ضرب لگائی، میں سرین کے بل گر پڑا، انھوں نے کہا: ابو ہریرہ! واپس چلو۔ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس چل پڑا اور غم کی وجہ سے زور سے رویا تھا، ادھر سے سیدنا عمرؓ میرے پیچھے پیچھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابو ہریرہ! کیا ہوا؟“ میں نے کہا: میں

أَجِدُ لَهُ أَبَا؟ فَلَمْ أَجِدْ، فَإِذَا رِبْعٌ يَدْخُلُ فِي حَوْفٍ حَائِطٌ مِنْ بَيْتٍ خَارِجَةٍ۔ وَالرَّبْعُ: الْحَدُولُ۔ فَاحْتَفَرْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَبُو هُرَيْرَةَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((مَا شَأْنُكَ؟)) قُلْتُ: كُنْتُ بَيْنَ أَطْهَرِنَا فَقُمْتُ فَأَبْطَأْتُ عَلَيْنَا، فَحَشِينَا أَنْ تُقْتَطَعَ دُونَنَا، فَفَرَعْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَرَعَ، فَأَتَيْتُ هَذَا الْحَائِطَ، فَاحْتَفَرْتُ، كَمَا يُحْتَفَرُ التَّلَبُّ، وَهَوَّلَاءِ النَّاسِ وَرَأَيْتُ! فَقَالَ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ!)) وَأَعْطَانِي تَعْلِيَهُ، قَالَ: ((أَذْهَبُ بِنَعْلَيْ هَاتَيْنِ، فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) وَقَالَ: فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ عُمَرُ، فَقَالَ: مَا هَاتَانِ التَّعْلَانِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ فَقُلْتُ: هَاتَانِ تَعْلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ۔ فَضْرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْ، فَخَرَزْتُ لِاسْتِي، فَقَالَ أَرْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! فَارْجِعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَحْهَشْتُ بُكَاءً، وَرَكِبَنِي عُمَرُ فَإِذَا هُوَ عَلَى إِثْرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَالِكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟)) قُلْتُ: لَقِيتُ عُمَرَ، فَأَحْبَرْتُ بِالَّذِي بَعَثَنِي بِهِ، فَضْرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيْ ضَرْبَةً خَرَزْتُ لِاسْتِي، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَا أَبَايَ أَنْتَ وَأُمِّي، أَمَعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَكَلَّ

النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلَّهِمْ يَعْمَلُونَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
(فَخَلَّهِمْ)). [الصحيحة: ۳۹۸۱]

سیدنا عمر کو ملّا اسے آپ کا پیغام سنایا اس نے میرے سینے میں
ضرب لگائی میں سرین کے بل گر پڑا اور کہا: چلو واپس۔ رسول
اللہ ﷺ نے پوچھا: ”عمر! کس چیز نے تجھے ایسا کرنے پر اکسایا؟“
انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر
قربان ہوں کیا واقعی آپ نے سیدنا ابو ہریرہ کو اپنے جوتے دے
کر بھیجا کہ وہ جس آدمی کو ملے اس حال میں کہ وہ دل کے یقین
کے ساتھ یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اسے جنت کی
خوشخبری سنا دے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں (میں نے بھیجا)۔“ سیدنا
عمر نے کہا: آپ ایسا نہ کریں مجھے اندیشہ کہ لوگ (اس قسم کی
بشارتوں پر) توکل کر کے (عمل کرنا ترک کر دیں گے) آپ
لوگوں کو عمل کرنے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے)
فرمایا: ”انھیں چھوڑ دو“ (یعنی یہ حدیث بیان نہ کرو)۔“

تخریج: الصحيحة ۳۹۸۱۔ مسلم (۳۱) ابو عوانہ (۱۰۹/۱) ابونعیم فی المستخرج (۱۴۱)

امور جاہلیت کے چار کام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”جاہلیت کے چار اوصاف میری امت میں موجود رہیں گے یہ ان
کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے: (۱) نوحہ کرنا (۲) حسب و نسب میں
طعن کرنا (۳) بیماری کو متعدی قرار دیتے ہوئے کہنا: ایک خارش
اونٹ کی وجہ سے سوا دنوں کو خارش لگ گئی سوال یہ ہے کہ پہلے
اونٹ کو خارش کس نے لگائی؟ اور (۴) ستارے یعنی یہ کہنا کہ
فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۷۳۵۔ ترمذی (۱۰۰۱) احمد (۲۹۱/۲) طحاوی (۳۷۸/۲) طیالسی (۲۳۹۵)

باب اربعة من امور الجاهلية

۹۴۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((أَرْبَعٌ فِي أُمِّي
مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَنْ يَذْهَبَنَّ النَّاسُ: النِّيَاحَةُ،
وَالطَّعْنُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالْعُدْوَى: أَجْرَبَ
بِعَيْرٍ فَأَجْرَبَ مِنْهُ بَعِيرٌ مَنْ أَجْرَبَ الْبُعَيْرُ
الْأَوَّلُ؟ وَالْأَنْوَاءُ: مُطَرِنًا بِنَوْءٍ كَذَا وَكَذَا)).
[الصحيحة: ۷۳۵]

باب التحريم الاستسقاء بالنجوم

۹۴۴: عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوعًا:
((أَرْبَعٌ فِي أُمِّي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا
يَبْرُكُونَهُنَّ: الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ

ستاروں کے ذریعہ سے بارش طلب کرنا حرام ہے
سیدنا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: ”میری امت میں جاہلیت کے چار اوصاف پائے جائیں
گے وہ ان کو نہیں چھوڑیں گے: (۱) حسب (خاندانی عظمت) پر

فخر کرنا‘ (۲) نسب پر طعن کرنا‘ (۳) ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور (۴) نوحہ کرنا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۷۳۴۔ مسلم (۹۳۴) احمد (۵/۳۳۲، ۳۳۳) حاکم (۱/۳۸۳) ابویعلیٰ (۱۵۷۷)

اللہ کی اطاعت ہر حال میں رحمت ہے

اطاعة الله على كل حال رحمة

سیدنا اسود بن سریح ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزِ قیامت چار افراد اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کریں گے: بہرا‘ مجنون‘ انتہائی عمر رسیدہ اور فترہ (یعنی دو انبیاء کے درمیان کے وقفے) میں مرنے والا۔ بہرہ کہے گا: اے میرے رب! اسلام تو پہنچا تھا‘ لیکن میں سنا نہیں تھا۔ مجنون کہے گا: اسلام تو پہنچا تھا‘ لیکن بچے مجھے میٹنیاں مارتے تھے۔ عمر رسیدہ آدمی کہے گا: اسلام تو موصول ہوا تھا‘ لیکن میں سمجھتا نہیں تھا۔ فترہ میں مرنے والا کہے گا: اے میرے رب! میرے پاس تو تیرا رسول ہی نہیں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے عہد و پیمان لے گا کہ وہ ضرور ضرور اس کی اطاعت کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف اپنا قاصد بھیجے گا کہ جہنم میں داخل ہو جاؤ۔“ پھر فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ ان کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی والی ہو گی۔“

۹۴۵: عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ سُرَيْحٍ مَرْفُوعًا: ((أَرْبَعَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُدْلَوْنَ بِحُجَّتِهِ: رَجُلٌ أَصَمٌ لَا يَسْمَعُ، وَرَجُلٌ أَحْمَقُ، وَرَجُلٌ هَرَمٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الْفِتْرَةِ، فَأَمَّا الْأَصَمُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ جَاءَ الْإِسْلَامَ وَمَا أَسْمَعُ شَيْئًا، وَأَمَّا الْأَحْمَقُ فَيَقُولُ: جَاءَ الْإِسْلَامَ وَمَا أَعْقِلُ، وَأَمَّا الَّذِي مَاتَ عَلَى الْفِتْرَةِ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَا أَتَانِي رَسُولُكَ، فَيَأْخُذُ مَوَائِمَهُمْ لِيَطْعَنَهُ، فَيُرْسِلُ إِلَيْهِمْ رَسُولًا أَنْ ادْخُلُوا النَّارَ، قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ دَخَلُوهَا لَكَانَتْ عَلَيْهِمْ بَرْدًا وَسَلَامًا)). [الصحیحۃ: ۱۴۳۴]

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۳۴۔ طبرانی فی الکبیر (۸۴۱) احمد (۳/۲۳) ابن حبان (۷۳۵۷) الضیاء فی المختارۃ (۱۳۵۳)

ناپسند کرنے والے کو بھی اسلام کی دعوت تاکید کے

دعوة الاسلام بتأكيد لمن كره

ساتھ دینا

بالاسلام

سیدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ”اسلام قبول کر۔“ اس نے کہا: مجھے ناپسند لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام قبول کر! اگرچہ تجھے ناپسند لگ رہا ہو۔“

۹۴۶: عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: ((اَسْلِمْ)) قَالَ: أَجِدُنِي كَارِهًا. قَالَ: ((اَسْلِمْ)) وَإِنْ كُنْتَ كَارِهًا)). [الصحیحۃ: ۱۴۵۴]

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۵۳۔ احمد (۳/۱۸۱، ۱۹۰) الضیاء فی المختارۃ (۱۹۹۰) ابویعلیٰ (۳۷۶۵)

جو اسلام لایا اس کو پہلے کی ہوئی نیکیوں کا بھی

من اسلم كان له من الأجر ما اسلف

من الخير

۹۴۷: عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ مَرْفُوعًا: ((أَسْلَمْتُ عَلَى مَا أَسْلَفْتُ مِنْ خَيْرٍ)) [الصحيحة: ۲۴۸]

تخریج: الصحيحہ ۲۴۸۔ بخاری (۱۳۳۶) مسلم (۱۲۳) ابو عوانہ (۱/ ۷۲-۷۳) احمد (۳/ ۲۰۲)

من شهد بالشهادتين فقد وقى من

حر النار

۹۴۸: عَنْ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ فِي غَزَاةٍ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْعَدُوَّ قَدْ حَضَرَ وَهُمْ شُبَاعٌ، وَالنَّاسُ جِيَاعٌ؟ فَقَالَتْ الْأَنْصَارُ: أَلَا نَتَخَرَّضُ نَوَاضِحَنَا فَنُطْعِمُهَا النَّاسَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلٌ طَعَامٍ، فَلْيَجِئْ بِهِ)) فَجَعَلَ يَجِئُ بِالْمُدِّ وَالصَّاعِ وَأَكْثَرَ وَأَقَلَّ فَكَانَ جَمِيعُ مَا فِي الْحَيْشِ بِضْعًا وَعَشْرَيْنَ صَاعًا، فَجَلَسَ النَّبِيُّ إِلَى حَنْبِهِ، وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُذُوا وَلَا تَنْتَهُبُوا)) فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَأْخُذُ فِي حِرَابِهِ وَفِي غَزَارَتِهِ، وَأَخَذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَرْبُطُ كَفَّ قَمِيصِهِ قَيْمَلًا، فَنَرُغُوا وَالطَّعَامُ كَمَا هُوَ! ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ لَا يَأْتِي بِهِمَا عَبْدٌ مُحِقٌّ إِلَّا وَقَاهُ اللَّهُ حَرَّ النَّارِ)). [الصحيحة: ۳۲۲]

اجر ملے گا

سیدنا حکیم بن حزام ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم جو نیکیاں کر چکے ہو ان سمیت اسلام لائے ہو۔“

تخریج: الصحيحہ ۲۴۸۔ بخاری (۱۳۳۶) مسلم (۱۲۳) ابو عوانہ (۱/ ۷۲-۷۳) احمد (۳/ ۲۰۲)

جس نے شہادتیں کا اقرار کیا تو وہ آگ کی تپش سے

بچا لیا گیا

سیدنا عمر ؓ کہتے ہیں: ہم ایک غزوے میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! دشمن شکم سیر ہو کر پہنچ چکا ہے اور ہم بھوکے ہیں (کیا بنے گا)؟ انصار نے کہا: کیا ہم اونٹ ذبح کر کے لوگوں کو کھلانے دیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس زائد کھانا ہے وہ لے آئے۔“ کوئی ایک مد لے کر آیا تو کوئی ایک صاع اور کوئی زیادہ لے کر آیا تو کوئی کم۔ پورے لشکر میں سے چوبیس صاع جمع ہوئے۔ نبی ﷺ اس ڈھیر کے ساتھ بیٹھ گئے، برکت کی دعا کی پھر فرمایا: ”لو اور لو موت۔“ لوگوں نے اپنے اپنے تھیلے بوریاں اور برتن بھر لئے، حتیٰ کہ بعض افراد نے اپنی آستینیں باندھ کر ان کو بھی بھر لیا، وہ سب فارغ ہو گئے اور اناج ویسے کا ویسا پڑا رہا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبود برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو بندہ حق کے ساتھ یہ دو (شہادتیں) لے کر آئے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی تپش سے بچائیں گے۔“

تخریج: الصحيحہ ۳۲۲۔ ابویعلیٰ (۲۳۰) واللفظ له البزار (الکشف: ۱۱) و (البحر: ۲۶۲) ابن ابی عمرو ابن ابی شیبہ کما فی اتحاف الخیرة (۸۷۵۸/۸۷۵۹)

فوائد: مدار صاع پینے ہیں صاع کا وزن تقریباً 2 کلو 100 گرام ہوتا ہے اور مد صاع کا چوتھا حصہ ہوتا ہے۔

اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا

باب عبادة الله بالاخلاص

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے کہا: میں تمھیں حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے نبی ﷺ سے سنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم نہیں دیکھ رہے تو وہ تو یقیناً تمھیں دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مردہ شمار کرو اور مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ وہ قبول ہوتی ہے اور جو آدمی عشاء اور فجر کی نمازوں میں آ سکتا ہے تو وہ آئے اگرچہ اسے گھسٹ کر آنا پڑے۔“

۹۴۹: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ جِئْتُ حَضْرَتَهُ الْوَفَاءَ، قَالَ: أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أُعْبُدُ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ، وَاعْدُدْ نَفْسَكَ فِي الْمَوْتَى، وَإِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا تُسْتَجَابُ، وَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَشْهَدَ الصَّلَاتَيْنِ الْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ وَلَوْ حَبْوًا فَلْيَفْعَلْ)). [الصحيحة: ۱۴۷۴]

تخریج: الصحيحة ۱۴۷۳۔ طبرانی فی الکبیر کما فی المجمع (۳۰/۲) و ابن عساکر (۹۲/۹۱/۴۲) بیہقی فی الشعب (۱۰۵۳۳) ومسند کما فی اتحاف الخیرة (۹۵۰۱)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کے کسی حصے کو پکڑا اور فرمایا: ”اللہ کی عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور دنیا میں اس طرح ہو جاؤ گویا تم اجنبی یا مسافر ہو۔“

۹۵۰: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِبَعْضِ جَسَدِي فَقَالَ: ((أُعْبُدُ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، وَكُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ)). [الصحيحة: ۱۴۷۳]

تخریج: الصحيحة ۱۴۷۳۔ احمد (۱۳۲/۲) ابونعیم فی الحلیة (۱۱۵/۲) الآجری فی الغرباء (۲۱)
فوائد: اس طرح عبادت کرنے سے خشوع، محاس اور شوق میں اور اضافہ ہوتا ہے اور اس طرح دنیا میں رہنے سے زندگی کو چار چاند لگ جاتے ہیں اور آدمی دنیا کی خرافات سے بچا رہتا ہے۔

برائی کرنے کے بعد نیکی کرنے میں جلدی کرنا

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اپنے آپ کو مردہ تصور کرو ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور جب برائی کا ارتکاب کر بیٹھو تو اس کے ساتھ ہی نیکی کر لینا (تاکہ برائی کا اثر زائل ہو جائے)‘ مخفی برائی کے بدلے نیکی بھی مخفی کی جائے اور اعلانیہ برائی کے بدلے نیکی بھی اعلانیہ کی جائے۔“

باب التعجيل بالحسنة بعد السيئة

۹۵۱: عَنْ مُعَاذٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَوْصِنِي، قَالَ: ((أُعْبُدُ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، وَاعْدُدْ نَفْسَكَ فِي الْمَوْتَى، وَادْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ كُلِّ حَجَرٍ، وَعِنْدَ كُلِّ شَجَرٍ، وَإِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً [فَاعْمَلْ] بِجَنِبِهَا حَسَنَةً، السَّرَّ بِالسَّرِّ، وَالْعَلَانِيَةَ بِالْعَلَانِيَةِ)). [الصحيحة: ۱۴۷۵]

تخریج: الصحيحة ۱۴۷۵۔ طبرانی فی الکبیر (۱۷۵/۲۰) ابن ابی شیبہ (۲۲۵/۱۳) عن ابی معاوية قال قال معاذ فذكره

الامور الذی ینجی من عذاب اللہ

۹۵۲: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحَادَةَ، عَنْ رَجُلٍ عَنْ زَمِيلٍ لَهُ، عَنْ أَبِيهِ۔ وَكَانَ أَبُوهُ يُكْنَى أَبَا الْمُتَنَّقِ۔ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَعْرَةً، فَذَنُوتُ مِنْهُ حَتَّى اخْتَلَفْتُ عُنُقَ رَاحِلَتِي وَعُنُقَ رَاحِلَتِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَيْتُنِي بِعَمَلٍ يُنَجِّنِي مِنْ عَذَابِ اللَّهِ، وَتُدْخِلُنِي جَنَّتَهُ قَالَ: ((أَعْبَدَ اللَّهَ وَلَا تَشْرَكَ بِهِ شَيْئًا وَأَقِمِ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ، وَأِدِّ الرِّكَاعَةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَحُجَّ وَاعْتَمِرْ، قَالَ أَشْهَدُ: وَأَظَنُّهُ قَالَ: وَصُمْ رَمَضَانَ. وَانْظُرْ مَاذَا تُحِبُّ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَأْتَوْهُ فَأَفْعَلَهُ بِهِمْ، وَمَا تَكْرَهُ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَأْتَوْهُ إِلَيْكَ فَذَرَّهُمْ مِنْهُ)). [الصحيحه: ۱۴۷۷]

تخریج: الصحيحه ۱۴۷۷۔ طبرانی فی الکبیر (۳۲۲۲) احمد (۳/۲۱۷۴/۳۸۳) من طریق آخر

باب ترجیح المؤمن للعتق

۹۵۳: عَنْ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدِ الثَّقَفِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ أُمِّي أَوْصَتْ إِلَيَّ أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا رَقَبَةً، وَإِنْ عِنْدِي جَارِيَةٌ سَوْدَاءَ نُوبِيَّةٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ادْعُ بِهَا)) فَقَالَ: ((مَنْ رَبُّكَ؟)) قَالَتْ: اللَّهُ، قَالَ: ((مَنْ أَنَا؟)) قَالَتْ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((اعْتِقْهَا، فَإِنَّهَا مُؤِمَّةٌ)). [الصحيحه: ۳۱۶۱]

تخریج: الصحيحه ۳۱۶۱۔ ابو داود (۳۲۸۳) نسائی (۳۶۸۳) احمد (۲۲۲/۳) ابن حبان (۱۶۵)

باب افضل الايمان الصبر والسماحة

افضل ايمان صبر اور درگزر کرنا ہے

وہ امور جو اللہ کے عذاب سے نجات دینے والے ہیں محمد بن مجاہد ایک آدمی سے وہ اپنے ایک دوست سے اپنے باپ ابو متنفق سے روایت کرتا ہے وہ کہتے ہیں: میں عرفہ مقام پر نبی ﷺ کے پاس آیا میں آپ کے اتنا قریب ہوا کہ میری سواری کی گردن آپ کی سواری کی گردن کے ساتھ لگ گئی میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسا عمل بتائیے جو مجھے اللہ کے عذاب سے نجات دلائے اور جنت میں داخل کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ“ فرض نماز قائم کرو فرض زکاۃ ادا کرو حج کرو عمرہ کرو اور رمضان کے روزے رکھو مزید دیکھو کہ تم لوگوں کی طرف سے اپنے لئے کیا پسند کرتے ہو وہی سلوک ان کے ساتھ کرو اور جو چیز لوگوں کی طرف سے اپنے لئے ناپسند کرتے ہو ان کو بھی اس سے محفوظ رکھو۔“

غلام آزاد کرنے کے لیے مومن کو ترجیح دینا سیدنا شرید بن سويد ثقفی ؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں نے مجھے وصیت کی کہ میں اس کی طرف سے ایک غلام آزاد کروں اور میرے پاس (مصر کے جنوبی حصے میں واقع) نوبی قوم کے وطن کی ایک لونڈی ہے (تو کیا میں اسے آزاد کر دوں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے بلاؤ۔“ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”تیرا رب کون ہے؟“ اس نے کہا: اللہ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”میں کون ہوں؟“ اس نے کہا: اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ مومن ہے تم اسے آزاد کر سکتے ہو۔“

۹۵۴: عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ مَرْفُوعًا: ((أَفْضَلُ الْإِيمَانِ الصَّبْرُ وَالسَّامَحَةُ)).
سیدنا معقل بن یسار ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صبر کرنا اور عفو و درگزر کرنا افضل ایمان ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳۹۵- الدیلمی (۱/ ۱۲۸) عن معقل بن ابی شیبہ فی الایمان (۳۳) عن جابر ؓ

افضل ترین عمل.....

افضل العمل

۹۵۵: عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعًا: ((أَفْضَلُ الْعَمَلِ إِيْمَانٌ بِاللَّهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)).
سیدنا ابو ذر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ پر ایمان لانا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا افضل عمل ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳۹۰- ابن حبان (۳۲۱) مغلولا جدا وفی سندہ ابراہیم بن ہشام الغسانی قال ابو حاتم: کذاب بخاری (۲۵۱۸) مسلم (۸۳) من طریق آخر عن ابی ذر ؓ

افضل مومن اور جہاد کون سا ہے؟

افضل المومن والجہاد

۹۵۶: عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنِ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ: أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضَلُ إِسْلَامًا؟ قَالَ: ((أَفْضَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِسْلَامًا مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَأَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي ذَاتِ اللَّهِ وَأَفْضَلُ الْمُهَاجِرِينَ مَنْ جَاهَدَ لِنَفْسِهِ وَهَوَاهُ فِي ذَاتِ اللَّهِ)) قَالَ: أَنْتَ فُلْتَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو أَوْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: بَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَهُ [الصحیحة: ۱۴۹۱]

علاء بن زیاد کہتے ہیں: ایک آدمی نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے سوال کیا: کون سے مومن بلحاظ اسلام کے افضل ہیں؟ انھوں نے کہا: ”اسلام کے لحاظ سے افضل مومن وہ ہیں جن کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر اپنے نفس سے جہاد کرنا افضل جہاد ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر اپنے نفس اور خواہش کا مقابلہ کرنا افضل ہجرت ہے۔“ اس نے کہا: اے عبد اللہ بن عمرو! یہ باتیں آپ کی ہیں یا رسول اللہ ﷺ کی؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۹۱- ابن نصر فی الصلاة (۲۳۹)

کون سی ہجرت افضل ہے؟

ای الهجرة افضل

۹۵۷: عَنْ عَمْرٍو بْنِ عَبْسَةَ مَرْفُوعًا: ((أَفْضَلُ الْهِجْرَةِ أَنْ تَهْجَرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ)).
سیدنا عمرو بن عبسہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ چیزوں کو ترک کر دینا افضل ہجرت ہے۔“

[الصحیحة: ۵۵۳]

تخریج: الصحیحة ۵۵۳- احمد (۳/ ۳۸۵) عبد بن حمید (۳۰۰)

فوائد: مگر ایسے مہاجر نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اکثر مسلمان اپنی ذات اور غیر کی خوشی کے لیے کئی ایسے اعمال کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسندیدہ ہیں۔ اللہ ہمیں اپنی رضا والے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

من قبل الاسلام فقد افلح

۹۵۸: عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُيَيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَفْلَحَ مَنْ هَدَى إِلَى الْإِسْلَامِ، وَكَانَ عَيْشُهُ كِفَافًا، وَقَنَعَ بِهِ)).

باب قتال الناس ما لم يشهدوا

بالشهادتين

۹۵۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((أَقَاتِلُ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيُؤْمِنُوا بِي وَبِمَا جِئْتُ بِهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ)). [الصحيح: ۴۰۱]

تخریج: الصحيح۴۰- مسلم (۲۱/۳۳) بخاری (۲۹۳۶)

☆ "مگر اسلام کے حق کی وجہ سے" کا مطلب یہ کہ اگر قبول اسلام کے بعد کسی نے کوئی ایسا جرم کیا جو قابل حد ہے تو وہ حد اس پر نافذ ہوگی جیسے چوری کی وجہ سے ہاتھ کا کٹنا، زنا کی وجہ سے سو کوڑے لگنا یا سنگسار کیا جانا، ناحق قتل کے قصاص میں قتل کیا جانا۔

باب: اذا سلم الكافر تولاه المسلمون

۹۶۰: عَنْ أَبِي صَخْرٍ الْعُقَيْلِيِّ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنَ الْأَعْرَابِ قَالَ: جَلَبْتُ جَلُوبَةً إِلَى الْمَدِينَةِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ فَلَمَّا فَرَعْتُ مِنْ بَيْعَتِي، قُلْتُ: لَأَلْقِيَنَّ هَذَا الرَّجُلَ، فَلَا سَمْعَنَ مِنْهُ قَالَ: فَنَلَقَانِي بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، يَمْشُونَ فَبَعَثَهُمْ فِي أَقْفَانِهِمْ حَتَّى أَتَوْا عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ نَاشِرًا التَّوْرَةَ يَقْرُؤُهَا، يُعْزِي بِهَا نَفْسَهُ عَلَى ابْنِ

جس نے اسلام قبول کیا تو وہ فلاح پا گیا

سیدنا فضالہ بن عییدؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "وہ آدمی کامیاب و کامران ہو گیا جو اسلام کی طرف ہدایت پا گیا اور اس کی گزر بسر کا سامان برابر برابر ہے لیکن وہ اس پر قناعت کرنے والا ہے۔"

تخریج: الصحيح۱۵۰۶- حاکم (۱۲۲/۳) ترمذی (۲۳۳۹) ابن حبان (۷۰۵) احمد (۱۹/۶)

جب تک شہادتین کی گواہی نہ دیں لوگوں سے لڑنے کا

حکم

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں گا جب تک ایسا نہ ہو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور مجھ پر اور میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو اپنے خونوں اور مالوں کو مجھ سے محفوظ کر لیں گے، مگر اسلام کے حق کی وجہ سے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔"

باب:

ابو صخر عقیلی کہتے ہیں: مجھ سے ایک بدو نے بیان کیا، کہتا ہے: میں رسول اللہ کی زندگی میں مدینہ میں کچھ سامان تجارت لایا جب میں تجارت سے فارغ ہوا تو کہا: میں ضرور اس آدمی (یعنی محمد ﷺ) کے پاس جاؤں گا اور اس کی باتیں سنوں گا۔ جب رسول اللہ ﷺ مجھے ملے تو سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمرؓ بھی آپ کے ساتھ تھے آپ نے ان کو پیچھے بھیج دیا، ہم ایک یہودی کے پاس گئے وہ تورات کھول کر پڑھ رہا تھا اس کے ذریعے اپنے آپ کو تسلی دے

رہا تھا، کیونکہ اس کا حسین و جمیل نوجوان بیٹا موت و حیات کی کشمکش میں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”میں تجھے تورات نازل کرنے والی ذات کی قسم دیتا ہوں! کیا تو اپنی کتاب میں میری صفات اور جائے ظہور کا تذکرہ پاتا ہے؟“ اس نے سر سے نہیں میں اشارہ کیا۔ لیکن اس کے بیٹے نے کہا: جی ہاں تورات کو نازل کرنے والی ذات کی قسم! ہم اپنی کتاب میں آپ کی صفات اور جائے ظہور کا تذکرہ پاتے ہیں اور میں اب گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبود برحق ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس یہودی کو اپنے بھائی سے ہنادو۔“ آپ کی مراد یہودی کا بیٹا تھا جس نے اسلام قبول کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے کفن کا انتظام و انصرام کیا، اسے حنوط خوشبو لگائی اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

لَهُ فِي الْمَوْتِ، سَخَّ أَحْسَنَ الْفِتْيَانِ وَأَحْمَلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنْشُدُكَ بِالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَةَ! هَلْ تَجِدُ فِي كِتَابِكَ صِفَتِي وَمَخْرَجِي؟)) فَقَالَ بِرَأْسِهِ هَكَذَا، أَيْ: لَا، فَقَالَ ابْنُهُ: إِي وَالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَةَ! إِنَّا لَنَجِدُ فِي كِتَابِنَا صِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: ((أَقِيمُوا الْيَهُودِيُّ عَنْ أَحْيَاكُمْ))، يَعْنِي: ابْنَ الْيَهُودِيِّ الَّذِي أَسْلَمَ، ثُمَّ وَلَّى كَفَّهُ وَخَطَّهُ، وَصَلَّى عَلَيْهِ۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۶۹۔ احمد (۵/۳۱۱) ابن سعد (۱/۱۸۵)

موت سے پہلے پہلے شہادتین کا اقرار کرنے میں جلدی کرنا

باب التعجيل بالشهادتين قبل

الموت

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے کی گواہی کثرت سے دیتے رہا کرو، قبل اس کے کہ تمہارے اور اس کے مابین رکاوٹ حائل ہو جائے اور قریب المرگ لوگوں کو اس کی تلقین کیا کرو۔“

۹۶۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْثُوعًا: ((أَكْثِرُوا مِنْ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَبْلَ أَنْ يَحَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا وَلَقِّنُوهَا مَوْتَاكُمْ))۔

[الصحیحة: ۴۶۷]

تخریج: الصحیحة ۳۶۷۷۔ ابویعلیٰ (۷۱۳۷) ابن عدی (۳/۱۳۴۳) خطیب فی التاریخ (۳/۳۸)

فوائد: یعنی کثرت سے یہ کلمہ پڑھا کرو: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

نجات والے چار کام

امور الاربعة من النجاة

سیدنا سلمہ بن قیس اشجعی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجة الوداع کے موقع پر فرمایا: ”خبردار! یہ چار چیزیں ہیں: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کسی نفس کو قتل نہ

۹۶۲: عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَلَا إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعُ: أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَقْتُلُوا

کرنا مگر حق کے ساتھ زمانہ کرنا اور چوری نہ کرنا۔“ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کلمات سنے ہیں تو اب ان کو بیان کرنے میں کسی قسم کی بجلی نہیں کروں گا۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۵۹۔ احمد (۳/۳۳۹) طبرانی (۶۳۱۶/۶۳۱۷) نسائی فی الکبریٰ (۱۱۳۷۳) حاکم (۳/۳۵۱)
فوائد: اسلام میں تین افراد کو قتل کرنا حق ہے: (۱) قاتل (۲) شادی شدہ زانی اور (۳) مرتد۔

باب: سونے سے قبل وتر پڑھنا دور اندیشی ہے

سیدنا سعد بن ابوقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں عشاء کی نماز مسجد نبوی میں پڑتا تھا اس کے بعد ایک رکعت وتر پڑھتا تھا۔ مجھے کہا جاتا تھا: ابو اسحق! آپ نماز وتر کی ایک ہی رکعت پڑھتے ہیں زیادہ نہیں پڑھتے (کیا وجہ ہے)؟ میں کہتا: جی ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”وہ دور اندیشی سے کام لے رہا ہے جو سونے سے پہلے وتر ادا کر لیتا ہے۔“

باب: مسلم والد کی طرف سے روزہ و صدقہ

کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: عاص بن وائل نے دور جاہلیت میں نذر مانی کہ وہ سواون ذبح کرے گا (لیکن وہ نذر پوری کرنے سے پہلے مر گیا) اس کے بیٹے ہشام بن عاص نے اپنے حصے کے چپاس اونٹ ذبح کر دیئے تھے اور دوسرے بیٹے سیدنا عمرو نے نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تیرے باپ نے توحید کا اقرار کیا ہوتا اور تو اس کی طرف روزہ رکھتا یا صدقہ کرتا تو اسے فائدہ ہوتا۔“

تخریج: الصحیحة ۳۷۳۔ احمد (۲/۱۸۲) ابن ابی شیبہ (۳/۳۸۶-۳۸۷) ابوداؤد (۲۸۸۳) بیہقی (۶/۲۷۹)

علماء کی تقلید محض ان کی عبادت کرنے کے مترادف ہے

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا

النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ. إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَسْرِقُوا)). قَالَ: فَمَا أَنَا بِأَشَعَّ عَلَيْهِنَّ مِنِّي إِذَا سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

باب: من الحزم الوتر قبل النوم

۹۶۳: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: أَنَّهُ كَانَ يُضَلِّي الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ثُمَّ يُؤْتِرُ بِوَاحِدَةٍ لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا، فَيَقَالُ لَهُ: أَتُؤْتِرُ بِوَاحِدَةٍ لَا تَزِيدُ عَلَيْهَا يَا أَبَا إِسْحَاقَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الَّذِي لَا يَتَامُ حَتَّى يُؤْتِرَ حَازِمٌ)). [الصحیحة: ۲۲۰۸]

تخریج: الصحیحة ۲۲۰۸۔ احمد (۱/۱۷۰)

باب: الصوم والصدقة عن الوالد

المسلم

۹۶۴: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ أَنَّ الْعَاصِ بْنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَنْحَرَ مِئَةَ بُذْنَةٍ، وَأَنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ نَحَرَ حِصْنَةَ خَمْسِينَ بُذْنَةً، وَأَنَّ عَمْرًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: ((أَمَا أَبُوكَ فَلَوْ كَانَ أَقْرَبَ التَّوَحُّدِ، فَصُمْتَ وَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ، نَفَعَهُ ذَلِكَ)). [الصحیحة: ۴۸۴]

[الصحیحة: ۴۸۴]

تقلید العلماء کعبادتہم

۹۶۵: عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ

اور میری گردن میں سونے کی صلیب تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عدی! اس بت کو پھینک دے۔“ پھر میں نے آپ ﷺ کو سورۃ براءۃ کی یہ آیت پڑھتے سنا: ﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ میں نے کہا: ہم ان کی عبادت تو نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آگاہ ہو جا! وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے لیکن جب وہ کوئی چیز حلال کرتے تو ان کو ماننے والے اس چیز کو حلال سمجھتے اور جب وہ کوئی چیز حرام کرتے تو وہ اسے حرام سمجھتے تو ایسا کرنا ان کی عبادت ہوئی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۹۳۔ بخاری فی التاریخ (۱۰۶/۷) ترمذی (۳۰۹۵) طبرانی فی الکبیر (۹۲/۱۷)

کافر سے لڑائی کب تک کی جائے گی؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس وقت تک لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا جب تک ایسا نہ ہو جائے کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں“ (نیز) وہ ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہوں ہمارا ذبیحہ کھائیں اور ہماری نماز پڑھیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو ہم پر ان کے خون اور مال حرام ہو جائیں گے سوائے اسلام کے حق کے انھیں وہی حقوق ملیں گے جو مسلمانوں کے ہوتے ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو عام مسلمانوں پر ہوتی ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۳۔ ابو داؤد (۲۶۳۱) ترمذی (۲۶۰۸) نسائی (۳۹۷۲) احمد (۱۹۹/۳) بخاری (۳۹۳۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس وقت تک لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ ”لا الہ الا اللہ“ نہیں کہہ دیتے۔ جب وہ ”لا الہ الا اللہ“ کہہ دیں گے تو مجھ سے اپنے مال و جان کو محفوظ کر لیں گے سوائے حق اسلام کے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۴۰۷۔ بخاری (۱۳۹۹) مسلم (۲۰) ابو داؤد (۱۵۵۲) ترمذی (۲۶۰۷) نسائی (۳۰۹۴)

وَفِي عُقْبَى صَلِيبٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: ((يَا عَدِي! اِطْرَحْ هَذَا الْوَتْنَ)) وَتَمَعْتُهُ بَقْرًا فِي سُورَةِ بَرَاءَةٍ: [فَقُلْتُ: إِنَّا لَسْنَا نَعْبُدُهُمْ] قَالَ: ((أَمَّا إِنْهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَعْبُدُونَهُمْ وَلَكِنْهُمْ كَانُوا إِذَا أَحْلَوْا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحْلَوْهُ، وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ، فَبَلَكَ عِبَادَتَهُمْ))۔

[الصحیحۃ: ۳۲۹۳]

متی یقتل بکافر

۹۶۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنْ يَسْتَغْلِبُوا قِبَلَنَا وَيَأْكُلُوا ذَبِحَتَنَا، وَأَنْ يُصَلُّوا صَلَاتَنَا، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ فَقَدْ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، لَهُمْ مَالُ الْمُسْلِمِينَ، وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ))۔ [الصحیحۃ: ۳۰۳]

۹۶۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ، إِلَّا بِحَقِّهِ، وَجَسَابَةِ عَلَى اللَّهِ))۔

[الصحیحۃ: ۴۰۷]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں“ یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ (اس توحید و رسالت کے اقرار کے بعد) وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کر لیں گے تو مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال محفوظ کر لیں گے سوائے حق اسلام کے۔ (یعنی زکوٰۃ، قصاص وغیرہ) اور ان (کے باطن) کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔“

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا کہ میں اس وقت تک لوگوں سے لڑتا رہوں“ جب تک وہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ نہیں کہہ دیتے۔ جب وہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہیں گے تو وہ اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کر لیں گے سوائے حق اسلام کے اور ان (کے باطن) کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ترجمہ: ﴿آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں﴾

تخریج: الصحیحة ۳۰۸۔ بخاری (۲۵) مسلم (۲۲)

تخریج: الصحیحة ۳۰۸۔ بخاری (۲۵) مسلم (۲۲)

۹۶۹: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ ﷺ ((أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ)). [الصحیحة: ۴۰۸]

۹۶۹: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ ﷺ ((أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ. لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيِّرٍ﴾)) [الصحیحة: ۴۰۹]

جامع ترین آداب

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چار چیزوں کا حکم دیا اور پانچ چیزوں سے منع کیا: (۱) سوتے وقت دروازہ بند کرنا، (۲) مشکیزے کا منہ باندھنا، (۳) برتن ڈھانکنا اور (۴) سوتے وقت چراغ بجھا دینا، کیونکہ شیطان (بند کیا ہوا) دروازہ نہیں کھولتا، مشکیزے کا منہ نہیں کھولتا، برتن سے اس کا ڈھکن نہیں اتارتا اور یہ فاسق جانور چوہا (جلتے چراغ کی وجہ سے) سے گھر کو گھروالوں سمیت جلا دیتی ہے۔ (جن پانچ چیزوں سے منع کیا وہ یہ ہیں: (۱) بائیں ہاتھ سے نہیں کھانا، (۲) بائیں ہاتھ سے

باب الآداب الجامع

۹۷۰: عَنْ جَابِرٍ: ((أَمَرْنَا بِأَرْبَعٍ، وَنَهَانَا عَنْ خَمْسٍ: ۱. إِذَا رَقَدْتُ فَأَغْلِقُ بَابَكَ. ۲. وَأَوْدِكَ سِقَاءَكَ، ۳. وَأُظْفِ مِصْبَاحَكَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا، وَلَا يَحُلُّ وَكَاءً، وَلَا يَكْشِفُ غِطَاءً، وَإِنَّ الْفَارَةَ الْفَرَسِيَّةَ تَحْرُقُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ. ۱. وَلَا تَأْكُلْ بِشِمَالِكَ، ۲. وَلَا تَشْرَبْ بِشِمَالِكَ. ۳. وَلَا تَمْشِ فِي نَعْلِ وَاحِدَةٍ، ۴. وَلَا تَشْتَمِلِ الصَّمَاءَ، ۵.

[الصحيحة: ٢٩٧٤]

۵۰۷

نہیں پینا، (۳) ایک جوتے میں نہیں چلنا، (۴) چادر کو ہر طرف سے اس طرح نہیں لپیٹنا کہ ہاتھ بھی باہر نہ نکل سکیں اور (۵) اس طرح جبوہ نہیں باندھنا کہ شرمگاہ نظر آ رہی ہو۔“

تخریج: الصحيحة ۴۹۷۴۔ ابن حبان (۱۲۷۳) ابو عوانہ (۵۰۸/۵) و مسلم (۲۰۹۹) احمد (۳/۲۹۷-۲۹۸) مختصراً
☆ جبوہ: کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھا کر بیٹھنا۔

کافر کے عمل قبول نہ کیے جائیں گے

سیدنا عمران بن حصین ؓ کہتے ہیں: حصین نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ایک آدمی صلہ رحمی اور مہمانوں کی میزبانی تو کرتا تھا لیکن وہ آپ سے پہلے فوت ہو گیا۔ (اب اس کی ان نیکیوں کا کیا بنے گا؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنمی ہیں۔“ ابھی تک بیس دن نہیں گزرے تھے کہ وہ شرک کی حالت میں مر گیا۔

باب لا یقبل عمل الکافر

۹۷۱: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ، قَالَ: جَاءَ حُصَيْنٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَيُقْرِى الضَّيْفَ مَاتَ قَبْلَكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ)) فَمَا مَضَتْ عَشْرُونَ لَيْلَةً حَتَّى مَاتَ مُشْرِكًا۔
[الصحيحة: ۲۵۹۲]

تخریج: الصحيحة ۲۵۹۲۔ طبرانی فی الکبیر (۳۵۵۲)

باب: جواب من خلق الله؟

۹۷۲: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنْ أَحَدُكُمْ يَأْتِيهِ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَكَ؟ فَيَقُولُ: اللَّهُ فَيَقُولُ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ؟ فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَقْرَأْ: آمَنْتُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، فَإِنَّ ذَلِكَ يُذْهِبُ عَنْهُ))۔ [الصحيحة: ۱۱۶]

باب:

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے پاس شیطان آ کر یہ کہتا ہے: تجھے کس نے پیدا کیا؟ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے۔ وہ دوبارہ کہے گا: اچھا تو پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ اگر ایسا دوسوہ پیدا ہو جائے تو یہ دعا پڑھنی ہے: آمَنْتُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، ”میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا“ اس کلمہ سے وہ دوسوہ ختم ہو جائیگا۔“

تخریج: الصحيحة ۱۱۶۔ احمد (۲۵۷/۶) ابویعلیٰ (۳۷۰۳) ابن ابی عاصم فی السنة (۶۳۸/۶۳۹)

اس شخص کے بارے میں کہ جو قرآن بڑی عمدگی کے

ساتھ پڑھے گا اس کے باوجود اسلام سے نکل جائے گا سیدنا حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تمہارے حق میں سب سے زیادہ ڈر اس آدمی سے ہے جو

باب الذى يقرأ القرآن و مع ذمه

يخرج عن الاسلام

۹۷۳: عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ قَرَأَ

قرآن مجید پڑھے گا، جب قرآن کی رونق اس پر نظر آئے گی اور اسے اسلام کا پشت پناہ سمجھا جائے گا، تو وہ اسلام سے نکل جائے گا، اسے پشت کے پیچھے پھینک دے گا، اپنے پڑوسی پر تلوار اٹھائے گا اور اس پر شرک کا الزام دھرے گا۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ان دونوں میں سے مشرک ہونے کے فتویٰ کا زیادہ حق دار الزام لگانے والا ہے یا جس پر الزام لگایا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”الزمام لگانے والا۔“

الْقُرْآنَ، حَتَّى إِذَا رُيِّتُ بِهِ جَنَّةٌ عَلَيْهِ، وَكَانَ رَدُّهُ إِلَى السَّلَامِ، انْسَلَخَ مِنْهُ وَنَبْدُهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ، وَسَعَى عَلَى جَارِهِ بِالسَّيْفِ وَرَمَاهُ بِالشَّرْكِ، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَيُّهُمَا أَوْلَى بِالشَّرْكِ، الرَّامِي أَوْ الْمُرْمِي؟ قَالَ: بَلِ الرَّامِي. (الصحيحة: ۱۲۲۰)

تخریج: الصحيحة ۳۲۰ بخاری فی التاریخ (۳۰۱/۳) ابویعلیٰ (اتحاف الخیرة: ۷۸۰۰) ابن حبان (۸۱)

ریا کاری کی مذمت جو کہ شرک اصغر ہے

سیدنا محمود بن لبید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تمہارے حق میں سب سے زیادہ ڈر شرک اصغر کا ہے۔“ صحابہ نے غرض کی: شرک اصغر کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ریا کاری کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن جب لوگوں کو بدلہ دے گا تو ریا کاروں سے کہے گا: ان ہستیوں کی طرف چلے جاؤ، جن کے سامنے دنیا میں ریا کاری کرتے تھے اور دیکھ لو کہ آیا ان کے پاس کوئی بدلہ ہے۔“

باب الذم الريا هو الشرك الاصغر

۹۷۴: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ الشَّرْكَ الْأَصْغَرَ. قَالُوا: وَمَا الشَّرْكَ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ الْرِيَاءُ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأَصْحَابِ ذَلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا جَازَى النَّاسَ: اذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تَرَاوُونَ فِي الدُّنْيَا، فَاَنْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَهُمْ عِنْدَهُمْ جَزَاءً؟)) (الصحيحة: ۱۹۵۱)

تخریج: الصحيحة ۹۵۱ احمد (۵/۲۲۸-۲۲۹) ابو محمد الضراب فی ذم الرياء (۳۱) بغوی (۲۱۳۵)

مومنوں کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں

میں ہیں

سیدنا کعب بن مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب کعب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو ام ہشربت براء بن معرور ان کے پاس آئیں اور کہا: اے ابو عبد الرحمن! اگر میرے بیٹے سے ملاقات ہوئی تو اسے میرا سلام کہنا۔ انھوں نے کہا: ام ہشرب! اللہ تجھے معاف کرے، ہم مشغول ہوں گے ایسا کام نہیں کر سکیں گے۔ اس نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! متنبہ رہو! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے

باب ارواح المؤمنين في اجواف

طير خضر

۹۷۵: عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَ كَعْبًا الْوَفَاةُ دَخَلْتُ عَلَيْهِ أُمُّ مُبَشَّرٍ بِنْتُ الْبَرَاءِ بِنِ مَعْرُورٍ فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! إِنَّ لَقِيْتُ ابْنِي فَأَقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ. فَقَالَ: يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ يَا أُمُّ مُبَشَّرٍ! نَحْنُ أَشْغَلُ مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:

((إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فِي أَجْوَافِ طَيْرٍ خَضِرٍ تَعْلُقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ)) قَالَ: بَلَى قَالَتْ: فَهِيَ ذَلِكَ [الصحيحة: ۹۹۵]

نہیں سنا: ”بیشک مومنوں کی روہیں سبز پرندوں کے اندر ہوتی ہیں وہ جنت کے درختوں سے چگتے رہتے ہیں۔“ انھوں نے کہا: کیوں نہیں (میں نے سنا ہے)۔ اس نے کہا: یہی بات ہے (جو میں کہہ رہی ہوں)۔

تخریج: الصحيحة ۹۹۵۔ ابن ماجہ (۱۳۳۹) الحریبی فی غریب الحدیث (۵/۲۱۰) ابن مندہ فی المعرفۃ (۲/۳۲۳) احمد (۳/۳۵۵)

باب: بشارت کے حامل غرباء کون ہیں؟

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب اسلام کی ابتدا ہوئی تو وہ اجنبی (اور ناناوس) تھا اور عنقریب دوبارہ اجنبی بن جائے گا“ سو (اس دین کو اپنانے والے) غرباء کے لئے خوشخبری ہے۔“ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! یہ لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہیں جو لوگوں کے بگاڑ کے وقت ان کی اصلاح کرتے ہیں۔“

تخریج: الصحيحة ۱۲۴۳۔ ابو عمرو الدانی فی السنن الواردة فی الفتن (۲۸۸) الآجری فی الغرباء (۱/۳) ترمذی (۲۲۹) ابن ماجہ (۳۹۸۸)

باب: جب کوئی چیز اللہ کے سپرد کر دی جائے تو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے

مجاہد کہتے ہیں: میں عراق کی طرف گیا، سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ ہمیں وداع کرنے لئے ہمارے ساتھ چلے جب وہ ہم سے جدا ہونے لگے تو انھوں نے کہا: تمہیں دینے کے لیے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے سپرد کی جاتی ہے تو وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اور میں تمہارے دین امانت اور خاتمہ اعمال کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔“

باب: من هم الغرباء الذين لهم طوبى

۹۷۶: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأُ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ، قِيلَ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الَّذِينَ يُضْلِحُونَ إِذَا قَسَدَ النَّاسُ)). [الصحيحة: ۱۲۷۳]

[الصحيحة: ۲۵۴۷]

تخریج: الصحيحة ۲۵۴۷۔ نسائی فی عمل الیوم واللیلہ (۵۰۹) ابن حبان (۲۶۹۳) بیہقی (۹/۱۴۳)

مرتد کافر کی توبہ قبول نہیں ہے

لا يقبل توبة الكافر المرتد

معاویہ بن حکیم بن حزام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ اس بندے کی توبہ قبول نہیں کرتے جو اسلام کے بعد پھر کفر کر جاتا ہے۔“

۹۷۸: عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكِيمٍ [بْنِ حِزَامٍ] عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يَقْبَلُ تَوْبَةَ عَبْدٍ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ)).

[الصحيحة: ۲۵۴۵]

تخریج: الصحيحة ۲۵۳۵۔ احمد (۳/۲۳۶/۵) نسائی فی الکبریٰ (۱۱۳۳۱) طبرانی فی الکبیر (۱۹/۲۲۵)

باب:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی، میرا اس سے اعلان جنگ ہے میں نے بندے پر جو چیزیں فرض کی ہیں ان سے زیادہ مجھے کوئی چیز محبوب نہیں جس سے وہ میرا قرب حاصل کرے (یعنی فرائض کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرنا مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے) اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے (بھی) میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اس سے (اس کے ذوقِ عبادتِ فرائض کی ادائیگی اور نوافل کے اہتمام کی وجہ سے) محبت کرتا ہوں تو (اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ) میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر کسی چیز سے پناہ طلب کرے تو میں اسے ضرور اس سے پناہ دیتا ہوں اور کسی چیز کو سرانجام دینے سے مجھے کوئی تردد نہیں ہوتا، سوائے مومن کا نفس قبض کرنے کے کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور مجھے اس کا غم و اندوہ ناپسند لگتا ہے۔“

باب: اشرف حدیث فی صفة الاولیاء

۹۷۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ، وَمَا زَالَ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لِأَعْطِيَتْهُ، وَلَكِنْ اسْتَعَاذَنِي لِأُعِذَّنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدَّدِي عَنْ قَبْضِ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَ تَهُ)).

[الصحيحة: ۱۶۴۰]

تخریج: الصحيحة ۱۶۳۰۔ بخاری (۲۵۰۲) ابونعیم فی الحلیۃ (۱/۳) بغوی فی شرح السنة (۱۲۳۸)

فوائد: مفہوم یہ ہے کہ ان صفات کا حامل اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے اللہ اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے اور اس کے

اعضا کی نگرانی کرتا ہے چنانچہ وہ اپنے کانوں سے وہی کچھ سنتا ہے اور آنکھوں سے وہی کچھ دیکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو۔ علیٰ ہذا القیاس

رب کے ساتھ اچھے گمان رکھنے چاہئیں

یونس بن میسرہ بن حلبس کہتے ہیں: ہم یزید بن اسود کے پاس گئے اور سیدنا واثلہ ؓ بھی وہاں پہنچ گئے۔ جب یزید نے ان کو دیکھا تو اپنا ہاتھ لبا کر کے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اپنے چہرے اور سینے پر اس لئے پھیرا کہ انھوں نے اس ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی۔ انھوں نے کہا: یزید! اپنے رب کے بارے میں کیا گمان ہے؟ اس نے کہا: اچھا ظن رکھتا ہوں۔ انھوں نے کہا: خوش ہو جاؤ! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”بیٹھک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے (کے ساتھ کوئی معاملہ کرنے میں) اس کے گمان کے مطابق ہوں اچھے گمان کے بدلے معاملہ بھی اچھا اور برے گمان کے بدلے معاملہ بھی برا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۶۳۔ طبرانی فی الاوسط (۷۹۷/۷) والکبیر (۸۹/۲۲) ابونعیم فی حلیۃ (۳۰۶/۹) احمد (۳۹۱/۳)

باب: آسانی اختیار کرنے کا بیان

سیدنا معجن بن ادرع ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر موصول ہوئی کہ فلاں بندہ مسجد میں لمبی نماز ادا کر رہا ہے آپ ﷺ اس کے پاس آئے اس کے کندھے کو پکڑا اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے آسانی کو پسند اور تنگی کو ناپسند کیا ہے (یہ بات تین دفعہ ارشاد فرمائی) جبکہ اس بندے نے تنگی کو اختیار کیا ہے اور آسانی کو ترک کر دیا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۳۵۔ الواحدی فی الوسیط (۲۸۲/۱) طبرانی فی الکبیر (۲۹۸/۲۰) احمد (۳۲/۵)

باب:

یحسن الظن بالرب

۹۸۰: عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَائِلُهُ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ مَدَّ يَدَهُ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَصَدْرَهُ لِأَنَّهُ بَايَعَ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: يَا يَزِيدُ كَيْفَ ظَنُّكَ بِرَبِّكَ؟ قَالَ: حَسَنٌ، قَالَ: أَتُبَشِّرُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: أَنَا عِنْدَ حَلِّ عَبْدِي يَبِي، إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ، وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ)). [الصحیحۃ: ۱۶۶۳]

باب: وجوب الاخذ باليسر

۹۸۱: عَنْ مُحْصَنِ بْنِ الْأَدْرَعِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا فِي الْمَسْجِدِ يُطِيلُ الصَّلَاةَ، فَأَتَاهُ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ رَضِيَ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ الْيُسْرَ، وَكَرِهَ لَهُمُ الْعُسْرَ (قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ) وَإِنَّ هَذَا أَخَذَ بِالْعُسْرِ، وَتَرَكَ الْيُسْرَ)). [الصحیحۃ: ۱۶۳۵]

باب: سبب نزول ﴿ومن لم يحكم﴾

بما انزل الله﴾ الآية وان الكفر

العملی غیر الاعتقادی

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یہ آیات

۹۸۲: عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ

أَنْزَلَ: وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿۷﴾ وَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۸﴾ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۹﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنْزَلَهَا اللَّهُ فِي الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْيَهُودِ، وَكَانَتْ إِحْدَاهُمَا قَدْ قَهَرَتْ الْأُخْرَى فِي الْجَاهِلِيَّةِ حَتَّى ارْتَضَوْا وَاصْطَلَحُوا عَلَى أَنَّ كُلَّ قَبِيلٍ قَتَلَهُ (الْعَزِيزَةُ) مِنَ الدَّلِيلَةِ (قَدِيتُهُ حَمْسُونَ وَسَقًا، وَكُلُّ قَبِيلٍ قَتَلَهُ (الدَّلِيلَةُ) مِنَ (الْعَزِيزَةِ) قَدِيتُهُ مِئَةً وَسَقًا، فَكَانُوا عَلَى ذَلِكَ حَتَّى قَدِمَ النَّبِيُّ الْمَدِينَةَ، فَذَلَّتِ الطَّائِفَتَانِ كِلَاهُمَا لِمَقْدَمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَيَوْمِئِذٍ لَمْ يَظْهَرْ وَلَمْ يُوْطِنْهُمَا عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلْحِ، فَفَتَلَّتِ (الدَّلِيلَةُ) مِنَ (الْعَزِيزَةِ) قَبِيلًا فَأَرْسَلَتْ (الْعَزِيزَةُ) إِلَى (الدَّلِيلَةِ) أَنْ ابْعَثُوا إِلَيْنَا بَيْعَةً وَسَقًا، فَقَالَتْ (الدَّلِيلَةُ) وَهَلْ كَانَ هَذَا فِي حِينٍ قَطُّ دَيْتُهُمَا وَاحِدٌ، وَنَسَبُهُمَا وَاحِدٌ، وَبَلَدُهُمَا وَاحِدٌ، دِيَّةُ بَعْضِهِمْ نِصْفُ دِيَّةِ بَعْضٍ؟ إِنَّا إِنَّمَا أَعْطَيْنَاكُمْ هَذَا ضِيْمًا مِنْكُمْ لَنَا، وَفَرَقًا مِنْكُمْ فَأَمَّا إِذْ قَدِمَ مُحَمَّدٌ فَلَا نُعْطِيكُمْ ذَلِكَ، فَكَادَتْ الْحَرْبُ تَهْبِجُ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ ارْتَضَوْا عَلَى أَنْ يَجْعَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَيْنَهُمْ، ثُمَّ ذَكَرَتْ (الْعَزِيزَةُ) فَقَالَتْ: وَاللَّهِ مَا مُحَمَّدٌ بِمُعْطِيكُمْ مِنْهُمْ ضَعْفَ مَا يُعْطِيهِمْ مِنْكُمْ، وَلَقَدْ صَدَقُوا، مَا أَعْطَوْنَا هَذَا إِلَّا ضِيْمًا مِنَّا، وَقَهْرًا لَهُمْ، فَدَسُّوا إِلَى مُحَمَّدٍ مَنْ يُخْبِرُكُمْ رَأْيَهُ، إِنْ أَعْطَاكُمْ

نازل کیں: ﴿۷﴾ اور جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں ﴿۸﴾ اور ﴿۹﴾ وہ لوگ ظالم ہیں ﴿۱۰﴾ اور ﴿۱۱﴾ وہ لوگ فاسق ہیں ﴿۱۲﴾ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے یہ آیات یہودیوں کے دو گروہوں کے بارے میں نازل کیں ان میں سے ایک نے دور جاہلیت میں دوسرے کو زیر کر لیا تھا، حتیٰ کہ وہ راضی ہو گئے اور اس بات پر صلح کر لی کہ عزیزہ قبیلے نے ذلیلہ قبیلے کا جو آدمی قتل کیا، اس کی دیت پچاس وسق ہوگی اور ذلیلہ نے عزیزہ کا جو آدمی قتل کیا اس کی دیت سو (100) وسق ہوگی وہ اسی معاہدے پر برقرار تھے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے آپ ﷺ کے آنے سے وہ دونوں قبیلے بے وقعت ہو گئے حالانکہ ابھی تک آپ ان پر غالب آئے تھے نہ کسی سے کوئی معاملہ کیا تھا، بلکہ ابھی تک صلح و صفائی کا زمانہ تھا۔ ادھر ذلیلہ نے عزیزہ کا بندہ قتل کر دیا، عزیزہ نے ذلیلہ کی طرف پیغام بھیجا کہ سو وسق ادا کرو۔ ذلیلہ والوں نے کہا: جن قبائل کا دین ایک ہو، نسب ایک ہو اور شہر ایک ہو تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک کی دیت دوسرے کی بہ نسبت نصف ہو؟ ہم تمہارے ظلم و ستم کی وجہ سے تمہیں (سو وسق) دیتے رہے اب جبکہ محمد (ﷺ) آچکے ہیں ہم تمہیں نہیں دیں گے۔ ان کے مابین جنگ کے شعلے بھڑکنے والے ہی تھے کہ وہ آپس میں رسول اللہ ﷺ پر بحیثیت فیصل راضی ہو گئے۔ عزیزہ کے وراثہ آپس میں کہنے لگے: اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) تمہارے حق میں دو گنا کا فیصلہ نہیں کریں گے ذلیلہ والے ہیں بھی سچے کہ وہ ہمارے ظلم و ستم اور قہر و جبر کی وجہ سے دو گنا دیتے رہے اب محمد (ﷺ) کے پاس کسی آدمی کو بطور جاسوس بھیجو جو تمہیں ان کے فیصلے سے آگاہ کر سکے، اگر وہ تمہارے ارادے کے مطابق فیصلہ کر دیں تو تم اسے حکم تسلیم کر لینا اور اگر انھوں نے ایسے نہ کیا تو محتاط رہنا اور انھیں فیصلہ تسلیم نہ کرنا۔ سو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ منافق لوگوں کو

بطور جاسوس بھیجا جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان کی تمام سازشوں اور ارادوں سے آگاہ کر دیا اور یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿اے رسول! آپ ان لوگوں کے پیچھے نہ کڑھیے جو کفر میں سبقت کر رہے ہیں خواہ وہ ان میں سے ہوں جو زبانی تو ایمان کا دعویٰ کرتے لیکن حقیقتاً ان کے دل با ایمان نہیں اور جو اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلہ نہ کریں وہ فاسق ہیں۔﴾ (سورہ مائدہ: ۴۱-۴۴) پھر کہا: اللہ کی قسم! یہ آیتیں انہی دونوں کے بارے میں نازل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کی مراد یہی لوگ تھے۔

مَا تَرِيدُونَ حَكْمَتَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِكُمْ حَذَرْتُمْ فَلَمْ تَحْكُمُوهُ، اللَّهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِأَمْرِهِمْ كُلَّهُ وَمَا أَرَادُوا فَانْزَلِ اللَّهُ. عَزَّوَجَلَّ. ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ ثُمَّ قَالَ: فِيهِمَا وَاللَّهِ نَزَلَتْ، وَإِيَّاهُمَا عَنِ اللَّهِ. عَزَّوَجَلَّ.))

تخریج: الصحیحة ۲۵۵۲۔ احمد (۲۴۶/۱) طبرانی (۱۰۷۳۲) ابن جریر طبری (۱۰۷۳۲) ابو داود (۳۵۷۱)

فاسق و فاجر آدمی کے ذریعہ اس دین کی مدد کرانا
سیدنا عبد اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”اللہ تعالیٰ اس دین کی فاجر آدمی سے بھی مدد فرماتا ہے۔“

تأييد هذا الدين بالرجل الفاجر
۹۸۳: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ. لَيُؤَيِّدَ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ))

تخریج: الصحیحة ۱۶۳۹۔ ابن حبان (۳۵۱۸) طبرانی فی الکبیر (۸۹۶۳، ۹۰۹۳) من حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما بخاری (۲۴۰۳) مسلم (۱۱۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

فوائد: عموماً دیکھا گیا ہے کہ بے دین اور بے نماز شخص بھی دین کا بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیتا ہے مثلاً بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسجد بنوادی۔ یا جرأت کا اظہار کرتے ہوئے دینی پروگرام کروادیا۔ یا کسی اہم موقعہ پر کسی گستاخ رسول ﷺ کو جہنم رسید کروادیا۔ یا کسی موڑ پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ اس طرح اللہ دین کا کام ایک فاجر و فاسق شخص سے لے لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کے بارے میں
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ایسے دو آدمیوں پر ہنستا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ ان میں سے ایک کافر ہوتا ہے جو دوسرے مومن کو شہید کر دیتا ہے پھر وہ مسلمان ہو کر اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور شہید کر دیا جاتا ہے۔“

باب ضحك الله
۹۸۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ. يَضْحَكُ مِنْ رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَيَدْخُلُهُمَا اللَّهُ الْجَنَّةَ يَكُونُ أَحَدُهُمَا كَافِرًا فَيَقْتُلُ الْآخَرَ، ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَعُزُّو فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُ)). [الصحیحة: ۲۵۲۵]

تخریج: الصحیحة ۲۵۲۵۔ احمد (۵۱۱/۲) ابن خزيمة فی التوحید (۵۷۲/۲) دارقطنی فی الصفات (۳۱) وقد تقدم برقم (۴۷۳)

ہر سو سال بعد دین کی تجدید کرنے والا پیدا ہوگا
سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے
شک اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر سو سال کے بعد دین کی تجدید
کرنے کے لئے بعض افراد کو بھیجتا رہے گا۔“

باب بعوث المجدد على رأس مائة
۹۸۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ:
((إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ
مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا)).

[الصحيحة: ۵۹۹]

تخریج: الصحيحة ۵۹۹۔ ابو داود (۴۲۹۱) حاکم (۵۲۲/۳) خطیب فی التاریخ (۲۱/۱)
فوائد: علمائے حق کا خیال ہے کہ اسی سلسلہ کے مرتب علامہ البانی رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعةً مجدد دین ہیں۔

باب: اللہ تعالیٰ ہی تمام اشیاء کا خالق ہے
سیدنا حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ
تعالیٰ ہر قسم کا کاریگر (یا صنعت کار) اور اس کا ہنر (یا صنعت) پیدا
کرتا ہے۔“

باب: الله خالق كل شيء
۹۸۶: عَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ اللَّهَ يَصْنَعُ
كُلَّ صَانِعٍ وَصَنَعَتَهُ)). [الصحيحة: ۱۶۳۷]

تخریج: الصحيحة ۱۶۳۷۔ بخاری فی خلق افعال العباد (۱۱۷) ابن ابی عاصم فی السنة (۳۵۸/۳۵۷) حاکم (۳۱/۱)

باب الاخلاص العمل لله

عمل خالصاً لله کے لیے ہونا چاہیے
سیدنا ضحاک بن قیس ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”يُشَكُّ اللَّهُ تَعَالَى فَرَمَاتَا هِيَ: فِي أَحْسَنِ حَصَصٍ دَارِ هَوْنٍ أَوْ وَهٍ اس
طرح کہ جو میرے ساتھ کسی کو حصہ دار بنائے گا میں سارے کا
سارا اپنے حصہ دار کو دے دوں گا (اور خود کچھ نہیں لوں گا)۔ لوگو!
اللہ تعالیٰ کے لئے خالص عمل کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل
قبول کرتا ہے جو خالص اسی کے لئے کیا گیا ہو۔ یہ نہ کہا کرو: یہ
اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور یہ رشتہ و قرابت کے لئے ہے ایسے میں
سے اللہ کے لئے کچھ نہیں ہوتا اور یہ بھی نہ کہا کرو: یہ اللہ کے لئے
ہے اور یہ جناب کے لئے کیونکہ یہ سارے کا سارا جناب کو ہی مل
جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔“

۹۸۷: عَنْ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: أَنَا خَيْرُ شَرِيكَ،
فَمَنْ أَشْرَكَ بِي أَحَدًا فَهُوَ لِشَرِيكِي! يَا أَيُّهَا
النَّاسُ! أَخْلَصُوا الْأَعْمَالَ لِلَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ
عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا خَلَصَ لَهُ،
وَلَا تَقُولُوا: هَذَا لِلَّهِ وَلِلرَّجَمِ، وَلَيْسَ لِلَّهِ مِنْهُ
شَيْءٌ! وَلَا تَقُولُوا: هَذَا لِلَّهِ وَلَوْ جُوهُكُمْ فَإِنَّهُ
لَوْ جُوهُكُمْ، وَلَيْسَ لِلَّهِ مِنْهُ شَيْءٌ)).

[الصحيحة: ۲۷۶۴]

تخریج: الصحيحة ۲۷۶۴۔ عبد الباقي بن قانع فی معجم الصحابة (۸۲۱) البزار (۳۵۶۷) الكشف: ”بيهي في الشعب (۲۸۳۶)“

دلوں میں ایمان کی تجدید کا سوال کرنا

سؤال تجديد الايمان في القلوب

۹۸۸: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْإِيمَانَ لِيَخْلُقُ فِي جَوْفِ أَحَدِكُمْ كَمَا يَخْلُقُ الثَّوْبُ فَاسْأَلُوا اللَّهَ أَنْ يُجَدِّدَ الْإِيمَانَ فِي قُلُوبِكُمْ)).

تخریج: الصحیحة ۱۵۸۵۔ حاکم (۱/ ۲۷) طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۲۶)

سب سے پہلے تخلیق قلم ہے

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا“ اسے اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑا۔ اور اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ اور دنیا کو اور دنیا میں کی جانے والی ہر شے کی بدی اور رطب و یابس کو لکھا اور سب چیزوں کو اپنے پاس لوح محفوظ میں شمار کر لیا۔ پھر فرمایا: اگر چاہتے ہو تو (یہ آیت) پڑھ لو ترجمہ: ﴿یہ ہے ہماری کتاب جو تمہارے بارے میں سچ بول رہی ہے﴾ ہم تمہارے اعمال لکھواتے جاتے تھے ﴿(سورہ جاثیہ: ۲۹)﴾ لکھنا اور نقل کرنا اسی امر میں ہوتا ہے جس سے فارغ ہوا جا چکا ہو۔“

تخریج: الصحیحة ۳۱۳۶۔ الآجری فی الشریعة (۳۲۱-۳۲۲) ابوبکر جعفر الفریابی فی الفور (۳۱۵)

قیامت کے دن سب سے پہلے فیصلہ کن کے درمیان کیا جائے گا؟

سلیمان بن یسار کہتے ہیں: جب لوگ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ارد گرد سے بکھر گئے تو اہل شام کے سرکردہ آدمی نے کہا: محترم! ہمیں کوئی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ انھوں نے کہا: جی ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”قیامت کے روز سب سے پہلے ان (تین قسم کے) افراد کا فیصلہ کیا جائے گا: (۱) جس آدمی کو شہید کیا گیا“ اسے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کرائے گا وہ پہچان

اول التخلیق القلم

۹۸۹: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا. أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ الْقَلَمَ فَأَخَذَ بِمِصْنَاهِ وَكَلَّمْنَا يَدِيهِ يَمِينٍ قَالَ فَكُتِبَ الدُّنْيَا وَمَا يَكُونُ فِيهَا مِنْ عَمَلٍ مَعْمُولٍ: بَرٍّ أَوْ فَجُورٍ، رَطْبٍ أَوْ يَابِسٍ، فَأَخْصَاهُ عِنْدَهُ فِي الذِّكْرِ، ثُمَّ قَالَ: اقْرَأُوا إِنَّ شِئْنَكُمْ: ﴿هَذَا كِتَابُنَا يُنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ [الجاثية ۲۹] فَهَلْ تَكُونُ النُّسخةُ إِلَّا مِنْ أَمْرٍ قَدْ فَرَعَ مِنْهُ))

من اول الناس يقضى يوم القيامة؟

۹۹۰: عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَهُ نَائِلُ أَهْلِ الشَّامِ: أَيُّهَا الشَّيْخُ! حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: ((إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ: رَجُلٌ اسْتَشْهَدَ فَأَتَى بِهِ، فَعَرَفَهُ نِعْمَةً فَعَرَفَهَا. قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى

لے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا: تو کیا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا، حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے تو نے تو اس لئے جہاد کیا تھا تاکہ تجھے بہادر کہا جائے اور ایسے تو کہا جا چکا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۲) علم سیکھنے سکھانے اور قرآن مجید پڑھنے والا آدمی اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کرائے گا، وہ اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو کون سا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیری خاطر علم سیکھا سکھایا اور قرآن مجید پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے، حصول علم سے تیرا مقصد یہ تھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا کہ قاری کہا جائے، سو ایسے تو کہا جا چکا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۳) وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے خوشحال و مالدار بنایا اور اسے مال کی تمام اقسام عطا کیں، اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کرائے گا، وہ پہچان لے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کون سا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: جن مصارف میں خرچ کرنا تجھے پسند تھا، میں نے ان تمام میں تیرے لئے خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے، تیرا خرچ کرنے کا مقصد تو یہ تھا کہ تجھے نخی کہا جائے اور وہ تو کہہ دیا گیا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا، جس کے مطابق اسے چہرے کے بل گھیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔“

اسْتَشْهَدْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتُ لِیُقَالَ: جَرِیٌّ، فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأَتَى بِهِ، فَعَرَفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ، وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ. قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ لِیُقَالَ: عَالِمٌ وَقَرَأْتُ الْقُرْآنَ لِیُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ. ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأَتَى بِهِ، فَعَرَفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يَنْفَقَ فِيهَا إِلَّا انْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِیُقَالَ: هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ)).

[الصحيحة: ۲۵۱۸]

تخریج: الصحیحة ۳۵۱۸۔ مسلم (۱۹۰۵) نسائی (۳۱۳۹) احمد (۲/۳۲۲)

فوائد: معلوم ہوا کہ ہر عمل سے پہلے اس بات کا تعین کیا جائے کہ وہ عمل کس کے لئے کیا جا رہا ہے نیز اللہ تعالیٰ سے خلوص نیت کی دعائیں کی جائیں۔

کل سیر لما خلق له

جس کو جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس کے لیے وہ

اعمال آسان کر دیے گئے ہیں

۹۹۱: عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، وَحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: لَقِينَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، فَذَكَرْنَا لَهُ الْقَدْرَ مَا يَقُولُونَ فِيهِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ زَادًا: قَالَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ أَوْ جُهَيْنَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فِيمَا نَعْمَلُ؟ أَفِي شَيْءٍ قَدْ خَلَا أَوْ مَضَى، أَوْ فِي شَيْءٍ يَسْتَأْنِفُ الْآنَ؟ قَالَ: ((وَفِي شَيْءٍ قَدْ خَلَا وَمَضَى)) فَقَالَ الرَّجُلُ: أَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ- فَفِيمَ الْعَمَلِ؟! قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَمْسُرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ يَمْسُرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ)).

یحیی بن یحمر اور حمید بن عبد الرحمن کہتے ہیں: ہم سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملے، ہم نے ان کے سامنے تقدیر اور اس کے بارے میں لوگوں کے خیالات کا تذکرہ کیا..... مزینہ یا جہینہ قبیلہ کے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس چیز میں عمل کر رہے ہیں؟ آیا اس (تقدیر) کے مطابق جس کا فیصلہ پہلے کیا جا چکا ہے یا از سر نو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس (تقدیر) کے مطابق جس کا اندراج پہلے سے ہو چکا ہے۔“ اسی نے یا کسی اور آدمی نے کہا: ”تو پھر عمل کی کیا حقیقت رہی؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اہل جنت کے لئے جنتیوں کے اعمال آسان کر دیئے جاتے ہیں اور اہل جہنم کے لئے جہنمیوں کے اعمال آسان کر دیئے جاتے ہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۳۵۲۱- مسلم (۸/۳) ولم یسق لفظه ابن ابی عاصم فی السنة (۱۲۴) ابو داود (۳۶۹۶) احمد (۲۷/۱)

الناس شهداء الله على الأرض

۹۹۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَرُّوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ: بِجَنَازَةٍ فَأَتَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ: ((وَجَبَتْ)) ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى فَأَتَوْا شَرًّا فَقَالَ: ((وَجَبَتْ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ شُهَدَاءُ)).

[الصحیحة: ۲۶۰۰]

لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کچھ لوگ جنازہ لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرے لوگوں نے اس میت کا ذکر خیر کیا۔ آپ نے (سن کر) فرمایا: ”واجب ہو گئی ہے۔“ پھر کوئی دوسرا جنازہ لے کر گزرے لوگوں نے اس کا برا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”واجب ہو گئی ہے۔“ پھر فرمایا: ”تم ایک دوسرے پر گواہ ہو۔“

تخریج: الصحیحة ۲۶۰۰- ابو داود (۳۲۳۳) نسائی (۱۹۳۵) احمد (۲/۳۶۶، ۳۷۰) ابن ماجہ (۱۳۹۲) من طریق آخر عنه

فوائد: یعنی جس میت کے بارے میں تم اچھی یا بری جو گواہی بھی دے دو اسے معتبر سمجھا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ برے آدمی کا تذکرہ خیر نہیں ہونے دیتے۔

باب: نیک اعمال میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کا اثر

باب: اثر الاخلاص لله في الاعمال

اور نیک عمل کا وسیلہ پکڑنا

الصالحه والتوسل بها

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غار والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ”ایک غار میں تین آدمیوں نے پناہ لی پہاڑ کا کچھ حصہ غار کے دروازے پر گرا اور اس کا راستہ بند کر دیا۔ ایک نے کہا: یاد کرو تم میں سے کس نے نیک عمل کیا ہے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے بسبب ہم پر رحم کر دے۔ ایک آدمی نے کہا: میں نے ایک دفعہ ایک نیکی کی تھی (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) میرے کچھ مزدور کام کرتے تھے میرے عمال میرے پاس آئے میں نے ہر ایک کو معین مزدوری پر کام پر لگا دیا۔ ایک دن ایک آدمی نصف النہار کے وقت میرے پاس آیا میں نے اسے اس کے ساتھیوں کی مزدوری کے نصف پر کام پر لگایا اس نے آدھے دن میں اتنا کام کیا جتنا دوسرے کسی مزدور نے سارے دن میں کیا تھا۔ میں نے اپنی ذمہ داری سمجھی کہ اسے اس کے ساتھیوں کی طرح پوری اجرت دوں گا، کیونکہ اس نے اپنا کام کرنے میں پوری محنت کی ہے۔ ان میں سے ایک آدمی نے (اعتراض کرتے ہوئے) کہا: کیا تو اس کو وہی اجرت دے رہا ہے جو مجھے دی حالانکہ اس نے نصف دن کام کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ کے بندے! جو کچھ تجھ سے تیرے بارے میں طے ہوا تھا میں نے اس میں کوئی کمی نہیں کی یہ میرا مال ہے میں جیسے چاہوں اس کے بارے میں فیصلہ کر سکتا ہوں۔ (میری اس بات سے) اسے غصہ آیا اور وہ اجرت چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے گھر کے ایک کونے میں اس کا حق رکھ دیا پھر ایک دن میرے پاس سے گائیں گزریں میں نے اس کی اجرت والے مال سے دودھ چھڑایا ہوا گائے کا بچہ خرید لیا (اس کی افزائش نسل ہوتی رہی اور) گائیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ کافی عرصے بعد ایک روز وہی مزدور میرے پاس سے گزرا وہ بوڑھا اور کمزور ہو چکا تھا اس لئے میں نے اسے نہیں پہچانا۔ اس نے کہا: میرا حق تیرے پاس ہے۔

۹۹۳: عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ الرَّقِيقَ فَقَالَ: ((إِنَّ ثَلَاثَةً كَانُوا فِي كَهْفٍ فَوَقَعَ الْجَبَلُ عَلَى بَابِ الْكَهْفِ فَأَوْصَدَ عَلَيْهِمْ، قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: تَذَاكُرُوا، أَيُّكُمْ عَمِلَ حَسَنَةً لَعَلَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ بِرَحْمَتِهِ يَرْحَمُنَا! فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: قَدْ عَمِلْتُ حَسَنَةً مَرَّةً، كَانَ لِي أُجْرَاءُ يَعْمَلُونَ، فَجَاءَ عُمَّالٌ لِي، فَاسْتَأْجَرْتُ كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ بِأَجْرِ مَعْلُومٍ فَجَاءَنِي رَجُلٌ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَطَ النَّهَارِ فَاسْتَأْجَرْتُهُ بِشَطْرِ أَصْحَابِهِ، فَعَمِلَ فِي بَقِيَّةِ نَهَارِهِ كَمَا عَمِلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فِي نَهَارِهِ كُلِّهِ فَرَأَيْتُ عَلَى فِي الذِّمَامِ أَنَّ لَا أَنْقَصَهُ مِمَّا اسْتَأْجَرْتُ بِهِ أَصْحَابَهُ، لَمَّا جَاهِدَ فِي عَمَلِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: أُتْعِطِي هَذَا مِثْلَ مَا أُعْطِيتُنِي، وَلَمْ يَعْملْ إِلَّا نِصْفَ نَهَارٍ؟ فَقُلْتُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ! لَمْ أَبْخَسْكَ شَيْئًا مِنْ شَرْطِكَ وَإِنَّمَا هُوَ مَالِي أَحْكُمُ فِيهِ مَا شِئْتُ! قَالَ: فَغَضِبَ وَذَهَبَ وَتَرَكَ أَجْرَهُ. قَالَ: فَوَضَعْتُ حَقَّهُ فِي جَانِبِ مِنَ الْبَيْتِ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ مَرَّتْ بِي بَعْدَ ذَلِكَ بَقَرٌ، فَاسْتَرَيْتُ بِهِ فَصَيْلَةً مِنَ الْبَهَرِ فَلَعُغْتُ مَا شَاءَ اللَّهُ فَمَرَّتْ بِي بَعْدَ حِينَ شَيْخًا ضَعِيفًا لَا أَعْرِفُهُ، فَقَالَ: إِنَّ لِي عِنْدَكَ حَقًّا، فَذَكَرْتُ لَهُ حَقِّي عَرَفْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنِّي أَتَاكَ أَتَاكَ، هَذَا حَقُّكَ فَعَرَضْتُهُ عَلَيْهِ جَمِيعَهَا! فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ! لَا تَسْخَرْنِي! إِنْ لَمْ تُصَدِّقْ عَلَيَّ فَأَعْطِنِي حَقِّي، قُلْتُ: وَاللَّهِ لَا أَسْخَرُكَ،

جب اس نے مجھے یاد کرایا تو بات میری سمجھ میں آگئی۔ میں نے کہا: میں تو تیری تلاش میں تھا، میں نے اس پر (ساری گائیں) پیش کرتے ہوئے کہا: یہ تیرا حق ہے۔ اس نے کہا: او اللہ کے بندے! میرے ساتھ مذاق تو نہ کر، اگر میرے ساتھ ہمدردی نہیں کر سکتا تو میرا حق تو مجھے دے دے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا، یہ تیرا ہی حق ہے اس میں کوئی چیز میری نہیں ہے، سو میں نے وہ سارا مال اسے دے دیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ نیکی تیری ذات کے لئے کی ہے تو اس سے ہمارے لئے گنجائش پیدا کر۔ (اس دعا کی وجہ سے) پتھر اتنا ہٹ (یا پھٹ) گیا کہ باہر کا ماحول انھیں نظر آنے لگ گیا۔

دوسرے نے کہا: میں نے بھی ایک دفعہ نیکی کی تھی۔ میرے پاس زائد از ضرورت مال تھا، لوگ تنگی میں مبتلا ہو گئے، ایک عورت میرے پاس کچھ مال طلب کرنے کے لئے آئی۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! تیری شرمگاہ کے علاوہ اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اس نے انکار کر دیا اور وہ چلی گئی۔ پھر وہ لوٹ آئی اور مجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا، لیکن میں انکار پر تیار رہا اور کہا: نہیں! اللہ کی قسم! تیری شرمگاہ کے علاوہ اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اس نے میرے مطالبے کا انکار دیا اور چلی گئی۔ اس نے یہ بات اپنے خاوند کو بتلائی تو اس نے کہا: تو اسے اپنا نفس دے دے (یعنی اسے زنا کرنے دے) اور (کچھ لے کر) اپنے بچوں کی ضرورت پوری کر۔ وہ آئی اور مجھے اللہ کا خوف دلایا، لیکن میں نے انکار ہی کیا اور کہا: پہلے اپنا نفس فروخت کرنا ہوگا۔ جب اس نے یہ صورتحال دیکھی تو اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا۔ جب میں نے اسے تنگا کیا اور بدکاری کا ارادہ کر لیا تو اس پر میرے نیچے کچلی طاری ہو گئی۔ میں نے اسے کہا: تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: میں جہانوں کے پالنے والے اللہ سے ڈر رہی ہوں۔ میں نے اسے کہا: تو تنگدستی کے باوجود

إِنَّهَا لَحَقَّقَتْ، مَالِي مِنْهَا شَيْءٌ، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ جَمِيعًا اللَّهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ لَوَجْهِكَ فَأَفْرِجْ عَنَّا! قَالَ: فَأَنْصَدَعَ الْجَبَلُ حَتَّى رَأَوْا مِنْهُ وَابْصَرُوا! قَالَ الْآخَرُ: قَدْ عَمِلْتُ حَسَنَةً مَرَّةً كَانَ لِي فَضْلٌ، فَأَصَابَتِ النَّاسُ شِدَّةً، فَجَاءَ نَبِيٌّ أَمْرًا تَطْلُبُ مِنِّي مَعْرُوفًا، قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللَّهِ مَا هُوَ دُونَ نَفْسِكَ! فَأَبَتْ عَلَيَّ فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَذَكَرْتُني بِاللَّهِ، فَأَبَيْتْ عَلَيْهَا وَقُلْتُ: لَا وَاللَّهِ مَا هُوَ دُونَ نَفْسِكَ! فَأَبَتْ عَلَيَّ وَذَهَبَتْ، وَذَكَرْتُ لِرَبِّ وَجْهًا، فَقَالَ لَهَا: أَعْطِيهِ نَفْسَكَ! وَاعْنِي عَمَّا لَكَ فَرَجَعْتُ إِلَيْكَ فَاشْدِئْنِي بِاللَّهِ فَأَبَيْتْ عَلَيْهَا وَقُلْتُ: وَاللَّهِ! مَا هُوَ دُونَ نَفْسِكَ! فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ أَسْلَمَتْ إِلَيَّ نَفْسَهَا، فَلَمَّا تَكشَفَتْهَا وَهَمَمْتُ بِهَا، أَرْتَعِدْتُ مِنْ تَحْتِي فَقُلْتُ: مَا شَأْنُكَ؟! قَالَتْ: أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ! فَقُلْتُ لَهَا: خَفِيهِ فِي الشَّدَةِ، وَلَمْ أَخِفْهُ فِي الرَّخَاءِ! فَتَرَكْنَاهَا وَأَعْطَيْتُهَا مَا يَحِقُّ عَلَيَّ بِمَا تَكشَفَتْهَا، اللَّهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ لَوَجْهِكَ، فَأَفْرِجْ عَنَّا! قَالَ: فَأَنْصَدَعَ حَتَّى عَرَفُوا وَبَيَّنَّ لَهُمْ. قَالَ الْآخَرُ: عَمِلْتُ حَسَنَةً مَرَّةً كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، وَكَانَ لِي غَنَمٌ فَكُنْتُ أَطْعِمُ أَبَوَيَّ وَأَسْقِيهِمَا، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى غَنَمِي قَالَ: فَأَصَابَنِي يَوْمٌ غَيْغٌ حَبَسَنِي فَلَمْ أَتَرَحَّ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَاتَيْتُ أَهْلِي، وَأَخَذْتُ مَحَلِّي، فَحَلَيْتُ غَنَمِي

اس سے ڈرتی ہے اور میں تو خوشحالی میں بھی نہیں ڈرتا۔ سو میں نے اسے چھوڑ دیا اور اسے ننگا کرنے کے کفارہ میں جو کچھ مجھ پر عائد ہوتا تھا میں نے اسے دے دیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ نیکی تیری ذات کے لئے کی تھی تو آج اس (چٹان) کو ہٹا دے۔ (اس دعا کی وجہ سے) وہ مزید ہٹ گئی حتیٰ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچاننے لگ گئے۔ تیسرے نے کہا: میں نے بھی ایک نیکی کی تھی۔ میرے والدین بوڑھے تھے اور میرے پاس بکریاں تھیں۔ میں اپنے والدین کو کھانا کھلاتا اور دودھ پلاتا تھا اور پھر اپنی بکریوں کی طرف لوٹ جاتا تھا۔ ایک دن بارش نے مجھے (وقت پر) لوٹنے سے روک لیا، وہیں شام ہو گئی۔ جب میں گھر پہنچا، برتن لیا، بکریوں کا دودھ دوہا اور اپنے والدین کے پاس لے کر گیا، لیکن وہ (میرے پہنچنے سے پہلے) سو چکے تھے۔ ایک طرف ان کو بیدار کرنا مجھ پر گراں گزر رہا تھا اور دوسری طرف بکریوں کو (یوں غیر محفوظ چھوڑ آنا) پریشان کر رہا تھا۔ بہر حال میں برتن تھامے ان کے انتظار میں بیٹھا رہا، حتیٰ کہ وہ صبح کو بیدار ہوئے اور میں نے ان کو دودھ پلایا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ نیکی تیرے لئے کی تھی تو (اس چٹان کو) ہٹا دے۔ سیدنا نعمان کہتے ہیں: گویا کہ یہ الفاظ میں اب بھی رسول اللہ ﷺ سے سن رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے ان کی پریشانی دور کر دی اور وہ نکل گئے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۴۶۸۔ احمد (۳/ ۲۷۳، ۲۷۵) طبرانی فی الطوال (۳۱) والاوسط (۲۳۲۸) والدعاء (۱۹۰)

زمین کو دجال کے لیے سمیٹ دیا جائے گا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک دجال مکہ و مدینہ کے علاوہ ساری زمین پر گھومے گا، جب مدینہ کی طرف آنا چاہے گا تو اسے (اس کی طرف جانے والے) ہر راستے پر فرشتوں کی صفیں نظر آئیں گی، وہ ”سبخة الحرف“ مقام (یا جرف کی شورلی زمین) پر پڑاؤ ڈالے گا پھر مدینہ زور زور سے

یطوی الأرض للدجال

۹۹۴: عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الدَّجَالَ يَطْوِي الْأَرْضَ كُلَّهَا إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، فَيَأْتِي الْمَدِينَةَ فَيَجِدُ بِكُلِّ نَفَبٍ مِنْ أَثْقَابِهَا صُفُوفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَيَأْتِي سَبْخَةَ الْجَرْفِ، فَيَضْرِبُ رِوَاقَهُ، ثُمَّ تَرَجُّفُ الْمَدِينَةُ

تین دفعہ ہلے گا اور ہر منافق مرد و عورت اس کے پاس چلا جائے گا۔“

ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ مُنَافِقٍ وَمُنَافِقَةٍ)). [الصحيحه: ۳۰۸۴]

تخریج: الصحيحه ۳۰۸۴۔ ابن ابی شیبہ (۱۵/۱۲۳) مسلم (۲۹۳۳) بخاری (۱۸۸۱)

جو تقدیر میں لکھا ہے وہ عنقریب ہو جائے گا

باب مَا قَدَرُ سَيَكُونُ

سیدنا ابوسعید زرقی ؓ کہتے ہیں: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے کہا: میری بیوی ابھی تک دودھ پلا رہی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ وہ حاملہ ہو (تو کیا میں عزل کر سکتا ہوں)؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بچہ دانی میں جس چیز کے پیدا ہونے کا تقدیر میں فیصلہ ہو چکا ہے وہ ہو کر رہے گا۔“

۹۹۵: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الزُّرْقِيِّ، قَالَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي تُرْضِعُ وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تُحْمِلَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مَا قَدَرْتُ فِي الرَّحِمِ سَيَكُونُ)). [الصحيحه: ۱۰۳۲]

تخریج: الصحيحه ۱۰۳۲۔ نسائی (۳۳۳۰) احمد (۳/۳۵۰) ابن ابی عاصم فی السنة (۳۶۷) طیبالسی (۱۲۳۳)

جھاڑ پھونک تعویذات اور حب کے اعمال شرک ہیں

الرقی والتمايم والتولة شرک

قیس بن سکن اسدی کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ اپنی بیوی کے پاس گئے اور دیکھا کہ ان کی بیوی نے خسرہ (بیماری) کی وجہ سے تعویذ لٹکا رکھا تھا۔ انھوں نے اسے بڑی سختی سے کاٹ دیا اور کہا: عبد اللہ کی آل و اولاد شرک سے غنی (بری) ہے۔ پھر کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک جھاڑ پھونک تعویذات اور حب کے اعمال سب شرک ہیں۔“

۹۹۶: عَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ الْأَسَدِيِّ، قَالَ: دَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَرَأَى عَلَيْهَا حَرَزًا مِنَ الْحُمَرَةِ، فَقَطَعَهُ قَطْعًا عَنِيْفًا، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ آلَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الشَّرِّكَ أَغْنِيَاءُ، وَقَالَ: كَانَ مِمَّا حَفِظْنَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الرِّقْيَ وَالتَّمَايِمَ وَالتَّوَلَةَ شُرُكٌ)). [الصحيحه: ۲۹۷۲]

تخریج: الصحيحه ۲۹۷۲۔ حاکم (۳/۲۱۷) احمد (۱/۳۸۱) ابو داود (۳۸۸۳) ابن ماجہ (۳۵۳۰) مطولاً من طریق آخر

☆ تمام: ان تعویذات کو کہتے ہیں جو نظر بد سے محفوظ رہنے کے لئے بچوں کے گلے میں لٹکائے جاتے ہیں۔
☆ تولة: وہ عمل ہے جسے جاہلیت میں لوگ اس خیال سے کرتے تھے کہ اس سے مرد اور عورت میں باہم الفت اور محبت پیدا ہوتی ہے۔

بنی تمیم کی فضیلت کے بارے میں

باب فضل بنی تمیم

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: میں نے بنو تمیم کے حق میں تین باتیں رسول اللہ ﷺ سے سنیں ان تین باتوں کے بعد میں کبھی بھی بنو

۹۹۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ثَلَاثُ سَمِعْتُهُنَّ لِبَنِي تَمِيمٍ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا أُبْغِضُ

بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَهُنَّ أَبَدًا: كَانَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا: نَذَرُ مُحَرَّرٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ قُسْبَى
سَبَى مِنْ بَنِي الْعَنْبَرِ - فَلَمَّا جَاءَ بِذَلِكَ السَّبَى،
قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ سِرِّكَ أَنْ تَقِي
بِنَدْرِكَ فَأَعْتِقِي مُحَرَّرًا مِنْ هَؤُلَاءِ)) وَقَالَ:
فَجَعَلَهُمْ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَجِئَ بَنَعِمٍ مِنْ نَعَمِ
الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا رَأَاهُ رَأَاهُ حَسَنَةً قَالَ: فَقَالَ:
((هَذَا نَعَمٌ قَوْمِي)) فَجَعَلَهُمْ قَوْمَهُ، قَالَ: وَقَالَ:
((هُمْ أَشَدُّ قِتَالًا فِي الْمَلَا حِمٍ)).

[الصحيحة: ۳۱۱۴]

تمیم سے بغض نہیں کروں گا۔ (۱) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت
اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد سے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی
تھی اتنے میں بنو عنبر کے کچھ لوگ قیدی بن گئے۔ جب انھیں لایا
گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم اپنی نذر پورا کرنا چاہتی ہو
تو ان میں سے ایک غلام آزاد کر دو۔“ یعنی آپ ﷺ نے ان کو
اولاد اسماعیل (علیہ السلام) قرار دیا۔ (۲) ایک دفعہ آپ ﷺ کے
پاس صدقہ کے اونٹ لائے گئے، ان کے حسن و جمال نے آپ کو
حیرت میں ڈال دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ میری قوم کے اونٹ
ہیں۔“ یعنی آپ ﷺ نے ان کو (بنی تمیم) اپنی قوم قرار دیا۔ نیز
فرمایا: (۳) ”وہ گھسان کی جنگوں میں سخت لڑائی کرنے والے
ہیں۔“

تخریج: الصحيحة ۳۱۱۴۔ مسلم (۶۲۵۳/۲۵۵۵) ولم یبق لفظه حاكم (۳/۳۸) بیہقی (۹/۷۵) بخاری (۲۳۶۲۱/۲۵۳۳) مختصراً

الاجتناب المحقرات من الذنوب

۹۹۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ
الشَّيْطَانَ قَدْ أَيْسَ أَنْ يُعْبَدَ بِأَرْضِكُمْ هَذِهِ
وَلَكِنَّهُ قَدْ رَضِيَ مِنْكُمْ بِمَاتَ حَقَرُونَ)).

[الصحيحة: ۲۶۳۵]

گناہوں کو حقیر جاننے سے بچنا
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
”شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ تمہاری (جزیرہ عرب
کی) سرزمین میں اس کی عبادت کی جائے، لیکن وہ تم سے ایسے
(گناہ کروا کے) راضی ہو جائے گا، جنہیں تم حقیر سمجھتے ہو۔“

تخریج: الصحيحة ۲۶۳۵۔ احمد (۲/۳۶۸) البزار (۲۸۵۰) الکشف: بیہقی فی الشعب (۷۲۳)

باب: استمرار التوحيد في جزيرة

العرب

۹۹۹: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ مَرْفُوعًا:
((أَنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيْسَ أَنْ يُعْبَدَهُ الْمُصَلُّونَ
فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَلَكِنَّ فِي التَّهْرِيشِ
بَيْنَهُمْ)). [الصحيحة: ۱۶۰۸]

تخریج: الصحیحہ ۱۶۰۸۔ مسلم (۲۸۱۲) ترمذی (۱۹۳۷) احمد (۳/۳۱۳)

باب: جزيرة عرب میں توحيد الہی

کا دوام

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: ”یشک شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ جزیرہ
عرب میں نمازی اس کی عبادت کریں، لیکن وہ انھیں فساد پر آمادہ
کرتا رہے گا۔“

قعد الشیطان لأبن آدم من العمل

الصالح

۱۰۰۰: عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِي فَاكِهٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرَفِهِ، فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ: تَسْلِمُ وَتَذَرُ دِينَكَ وَدِينَ آبَائِكَ وَأَبَاءِ أَبِيكَ؟! فَقَعَصَاهُ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْهَجْرَةِ، فَقَالَ: تُهَاجِرُ وَتَدْعُ أَرْضَكَ وَسَمَاءَ لَكَ وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطَّوْلِ؛ فَقَعَصَاهُ فَهَاجَرَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْجِهَادِ، فَقَالَ: تَجَاهِدُ فَهُوَ جُهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ، فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ فَتَنْكُحُ الْمَرْأَةَ، وَيُقَسَّمُ الْمَالُ؛ فَقَعَصَاهُ فَجَاهَدَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ. عَزَّ وَجَلَّ. أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَإِنْ عُرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ)).

شیطان کا ابن آدم کو نیک اعمال سے روکنے کے لیے

راستے میں بیٹھنا

سیدنا سبرہ بن ابی فاکہہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”آدم (علیہ السلام) کے بیٹے (کو گمراہ کرنے کے لیے) شیطان اس کے مختلف راستوں میں گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ اسلام کے راستے پر بیٹھ کر (مسلمان ہونے والے کو) کہتا ہے: کیا تو اسلام قبول کرتا ہے اور اپنے اور اپنے آباء و اجداد کے دین کو ترک کرتا ہے؟ لیکن ابن آدم اس کی نافرمانی کرتا ہے اور اسلام قبول کر لیتا ہے۔ پھر وہ ہجرت کے راستے پر بیٹھ جاتا ہے اور اسے کہتا ہے: کیا تو اب ہجرت کرتا ہے اور اپنے زمین و آسمان (یعنی علاقہ و وراثت) کو چھوڑنے لگا ہے؟ مہاجر کی مثال تو اس گھوڑے کی طرح ہے جو رسی میں ہو؟ لیکن وہ اس کی نافرمانی کرتے ہوئے ہجرت کر جاتا ہے۔ پھر وہ جہاد کے راستے پر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: کیا تو جہاد کرنے کے لیے جا رہا ہے (دیکھ لے) یہ تو محنت و مشقت والا کام ہے اس میں مال و دولت کھپ جاتا ہے جب تو لڑے گا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا، کوئی دوسرا تیری عورت سے نکاح کر لے گا اور تیرا مال (ورثہ میں) تقسیم کر دیا جائے گا؟ لیکن وہ اس کی رائے کو ٹھکرا دیتا ہے اور جہاد کرتا ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (شیطان کے ساتھ) ایسے کیا تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے اور جو شہید ہوا تو اللہ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے اگر وہ غرق ہو گیا تو اللہ پر لازم ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے اور اگر اس کی سواری نے اس کو اس طرح گرایا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی (اور وہ فوت ہو گیا) تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۷۹۔ بخاری فی التاریخ (۱۸۷-۱۸۸) نسائی (۳۱۳۲) احمد (۳/۴۸۳) ابن حبان (۳۵۹۳)

باب ذكر الشؤم

۱۰۰۱: عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرُوا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ، فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ)).

[الصحيحة: ۷۹۹]

تخریج: الصحيحة ۷۷۹۔ ابوداود (۲۵۹۳) ترمذی (۱۷۰۲) نسائی (۳۱۸۱) احمد (۱۹۸/۵)

باب المنع ماشاء الله و ماشاء محمد

۱۰۰۲: عَنْ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ أُنْجَى عَائِشَةَ لَأَمَّهَا، قَالَ: أَنَّهُ رَأَى فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّهُ مَرَّ بِرَهْطٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ الْيَهُودُ قَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمْ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنْكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ عَزْرِيًّا ابْنَ اللَّهِ فَقَالَتِ الْيَهُودُ: وَأَنْتُمْ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنْكُمْ تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدًا ثُمَّ مَرَّ بِرَهْطٍ مِنَ النَّصَارَى، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ النَّصَارَى، فَقَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمْ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنْكُمْ تَقُولُونَ: الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ، قَالُوا: وَإِنَّكُمْ أَنْتُمْ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنْكُمْ تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ مُحَمَّدًا! فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرَهَا مِنْ أَخْبَرٍ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: هَلْ أَخْبَرْتِ بِهَا أَحَدًا؟ قَالَ: نَعَمْ فَلَمَّا صَلَّوْا خَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ طُفَيْلًا رَأَى رُؤْيَا فَأَخْبَرَهَا مِنْ أَخْبَرٍ مِنْكُمْ، وَإِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَقُولُونَ كَلِمَةً كَانَ يَمْنَعُنِي الْحَيَاءُ مِنْكُمْ أَنْ أَنَهَاكُمْ عَنْهَا، قَالَ: لَا تَقُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ مُحَمَّدًا)). [الصحيحة: ۱۳۸]

نحوست کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: صحابہ نے نبی ﷺ کے پاس نحوست کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو وہ گھریبوی اور گھوڑے (یعنی) سواری میں ہوتی۔“

جو اللہ چاہے اور جو محمد ﷺ چاہیں کہنے کی ممانعت سیدہ عائشہ کے اخفائی سیدنا طفیل بن سخرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں خواب میں یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرا میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا: ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا: تم بہترین قوم ہو اگر تم حضرت عزیر (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ قرار دیتے۔ یہودیوں نے کہا: تم بھی بہترین لوگ ہو اگر تم یہ نہ کہتے: جو اللہ چاہے اور محمد (ﷺ) چاہے۔ میں عیسائی گروہ کے پاس سے گزرا۔ میں نے ان سے پوچھا: تم کون ہو؟ انھوں نے کہا: ہم نصرانی ہیں۔ میں نے کہا: تم بڑے اچھے لوگ ہو اگر تم حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ قرار دیتے۔ انھوں نے کہا: تم بھی بہترین لوگ ہو اگر تم یہ نہ کہتے: جو اللہ چاہے اور محمد (ﷺ) چاہے۔ جب صبح ہوئی تو میں نے بعض لوگوں کو یہ خواب سنایا اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور آپ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تم نے یہ خواب کسی کو سنایا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ جب لوگوں نے نماز ادا کر لی تو آپ ﷺ نے انھیں خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: ”طفیل نے ایک خواب دیکھا ہے اور تم میں سے بعض لوگوں کو بتا بھی دیا ہے۔ تم لوگ ایک کلمہ کہتے تھے بس حیا آڑے آتی رہی اور میں تمھیں منع نہ کر سکا۔ (اب کے بعد) ایسے نہ کہا کرو: جو اللہ چاہے اور محمد (ﷺ) چاہے۔“

تخریج: الصحيحة ۱۳۸۔ احمد (۷۲/۵) حاکم (۳۶۳/۳) ابن ابی عاصم فی الآحاد والمثانی (۲۷۳۳) ابن ماجہ

(۲۱۱۸) مختصراً

☆ یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کسی کو کوئی دخل نہیں ہے وہی کچھ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

باب ان العین لتولع بالرجل یاذن الله
 ۱۰۰۳: عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ الْعَيْنَ لَتُولَعُ بِالرَّجْلِ يَأْذِنُ اللَّهُ حَتَّى يَصْعَدَ خَالِقًا ثُمَّ يَتَرَدَّى مِنْهُ)). [الصحيحه: ۸۸۹]

نظر بد ایک حکم سے ایک انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہے
 سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھک
 نظر بد آدمی کو اللہ کے حکم سے دیوانہ کر دیتی ہے حتیٰ کہ (بسا
 اوقات ایسے ہوتا ہے کہ) وہ اونچی جگہ پر چڑھتا ہے اور پھر وہاں
 سے گر پڑتا ہے۔“

تخریج: الصحيحه ۸۸۹۔ احمد (۱۳۱/۵) البزار (الكشف: ۳۹۷۲) ابن عدی فی الكامل (۹۷۱/۳)

فوائد: نظر لگنا حق ہے، ”اللہ کے حکم“ سے مراد یہ ہے کہ کوئی کام اس کی مشیت کے بغیر نہیں ہوتا۔

باب ذکر کذاب و مبیر فی ثقیف
 ۱۰۰۴: ((إِنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَابًا وَمُبِيرًا)) وَرَدَ مِنْ حَدِيثِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، وَسَلَامَةَ بِنْتِ الْحَرِّ الْجُعْفِيَّةِ، فَعَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا قَالَتْ لِلْحَجَّاجِ: أَمَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ حَدَّثَنَا: ((إِنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَابًا وَمُبِيرًا)) قَالَتْ: فَأَمَّا الْكَذَّابُ، فَقَدْ رَأَيْتَاهُ، وَأَمَّا الْمُبِيرُ، فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا بِإِيَّاهُ۔ [الصحيحه: ۳۵۳۸]

ثقیف قبیلہ میں ایک ظالم اور ایک کذاب ہوگا
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ثقیف قبیلہ میں ایک کذاب ہوگا اور
 ایک مہلک (یعنی ہلاک کرنے والے)۔“ یہ حدیث سیدہ اسماء
 بنت ابوبکر صدیق، سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدہ سلامہ بنت حر
 جعفیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
 کہ انھوں نے حجاج سے کہا: آگاہ ہو جا! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں
 بیان کیا تھا کہ ”ثقیف قبیلہ میں ایک کذاب ہوگا اور ایک
 مہلک۔“ کذاب تو ہم نے دیکھ لیا، رہا مسئلہ مہلک کا تو میں تو یہی
 سمجھ پا رہی ہوں کہ وہ تو یہی ہے۔

تخریج: الصحيحه ۳۵۳۸۔ (۱) اسماء بنت ابی بکر: مسلم (۲۵۳۵) حاکم (۵۵۳/۳) عبد اللہ بن عمر: ترمذی (۲۲۲۰) احمد (۳۹۳۳) (۲) سلامہ بنت الحر رضی اللہ عنہا: (طبرانی (۳۱۰/۲۳)

دل رحمن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول
 اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”بنی آدم کے دل رحمن کی دو انگلیوں کے
 درمیان ایک دل کی مانند ہیں وہ جیسے چاہتا ہے ان کو پلٹ دیتا
 ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی: ”اے دلوں کو الٹ
 پلٹ کرنے والے: ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر

القلب بین اصبعین الرحمن

۱۰۰۵: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ اصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يُصَرِّفُهُ كَيْفَ يَشَاءُ، ثُمَّ يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ

دے۔“

صَرَفَ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ)).

تخریج: الصحیحة ۱۶۸۹۔ مسلم (۲۶۵۳) احمد (۱۶۸/۳) ابن ابی عاصم فی السنة (۲۲۲/۲۳۱)

فوائد: معلوم ہوا کہ دین پر ثابت قدم رہنے کے لئے یہ دعا پڑھنی چاہئے: اَللّٰهُمَّ مُصْرِفَ الْقُلُوبِ صَرَفْ قُلُوبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ۔
 ”رحمن کی دو انگلیوں“ کی کیا کیفیت ہے؟ رحمن کو ہی اس کی خبر ہے۔ ہم نہ تو اس کی تاویل کریں گے اور نہ انکار کریں گے۔
 اللہ تعالیٰ کی اس صفت پر بلا کم و کاست ایمان لاتے ہیں۔

شدة الود برؤیى النبى ﷺ

نبی کے دیدار کا بہت ہی زیادہ شوق رکھنے والے لوگ
 سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ”میرے بعد ایسے لوگ بھی آئیں گے کہ وہ اپنے اہل و عیال اور مال
 و منال کو میرے دیدار کی خاطر قربان کر دینے کو پسند کریں گے۔“

۱۰۰۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَ مِنْ بَعْدِي، يُوَدُّ
 أَحَدُهُمْ أَنْ يَتَقَدَّى بِرُؤْيَى أَهْلِهِ وَمَالِهِ)).

تخریج: الصحیحة ۳۳۳۸۔ البزار (الکشف: ۲۸۳۱) مسلم (۲۸۳۲) احمد (۳۱۷/۳) بالفاظ متقاربة

اسلام کی کچھ علامات کا بیان

باب من منار الاسلام

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”راستے
 کی طرح اسلام کی بھی کچھ نشانیاں اور علامتیں ہیں۔ ان میں سے
 بعض یہ ہیں: اللہ پر ایمان لانا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ
 ٹھہرانا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، بیت
 اللہ کا حج کرنا، نیکی کا حکم کرنا، برائی سے منع کرنا، گھروالوں پر داخل
 ہوتے وقت انھیں سلام کرنا اور لوگوں کے پاس سے گزرتے وقت
 انھیں سلام کہنا۔ جس نے ان امور میں سے کسی میں کمی کی تو اس کا
 مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اسلام کی ایک شق ترک کر دی اور جس
 نے ان تمام چیزوں کو ترک کر دیا، اس نے تو اسلام کی طرف پیٹھ
 پھیر دی۔“

۱۰۰۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((إِنَّ
 لِلْإِسْلَامِ صُورًا وَمَنَارًا كَمَنَارِ الطَّرِيقِ مِنْهَا أَنْ
 تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَإِقَامَ الصَّلَاةِ،
 وَآتَاءَ الزَّكَاةِ وَصَوْمَ رَمَضَانَ، وَحَجَّ الْبَيْتِ
 وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَنْ
 تُسَلِّمَ عَلَى وَأَهْلِكَ إِذَا دَخَلْتَ عَلَيْهِمْ، وَأَنْ
 تُسَلِّمَ عَلَى الْقَوْمِ إِذَا مَرَرْتَ بِهِمْ، فَمَنْ تَرَكَ
 مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَقَدْ تَرَكَ سَهْمًا مِنَ الْإِسْلَامِ،
 وَمَنْ تَرَكَهُمْ [كُلَّهُنَّ] فَقَدْ وَلَّى الْإِسْلَامَ
 ظَهْرَهُ)).

تخریج: الصحیحة ۳۳۳۔ ابو عبید القاسم فی کتاب الایمان (۳) ابن بثران فی الامالی (ق ۹۸/۲) عبد الغنی المقدسی
 فی الامر بالمعروف (۹) حاک (۲۱/۱) مختصراً

فوائد: یعنی جس طرح سب میل کی روشنی میں راستے کی پہچان ہوتی ہے اسی طرح اسلام پر دلالت کرنے والی کچھ علامتیں ہیں، جن
 میں سے بعض کا تذکرہ درج بالا حدیث میں کیا گیا ہے۔

لوگوں کے درمیان ظاہر پر فیصلہ ہوگا

يقضيين الناس على الظاهر

سیدنا فرات بن حیان ؓ کہتے ہیں کہ میں ابوسفیان کا جاسوس اور ایک انصاری کا حلیف تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قتل کرنے کا حکم دیا۔ میں انصاری کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا اور کہا: میں مسلمان ہوں۔ ایک انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو کہہ رہا ہے کہ میں مسلمان ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم تم میں سے بعض لوگوں کو ان کے ایمان کے سپرد کرتے ہیں“ فرات بن حیان بھی ان میں سے ہیں۔“

۱۰۰۸: عَنْ فُرَاتِ بْنِ حَيَّانَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ أَمَرَ بِقَتْلِهِ، وَكَانَ عَمِيًّا لِأَبِي سُفْيَانَ وَكَانَ حَلِيفًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَمَرَّ بِحَلِيفَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ يَقُولُ: إِنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا نَكَلَهُمْ إِلَى إِيْمَانِهِمْ مِنْهُمْ فُرَاتُ بْنُ حَيَّانَ)).

[الصحيحه: ۱۷۰۱]

تخریج: الصحيحه ۱۷۰۱۔ بخاری فی التاريخ (۱۲۸/۷) ابو داود (۲۷۵۲) احمد (۳۳۶/۳) حاکم (۱۱۵/۲)

مسلمان ہر حال میں اللہ پر ہی بھروسہ کرتا ہے

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوے میں شریک تھا۔ جب آپ ﷺ واپس پلٹے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ چلتے چلتے ایسی وادی میں قیلولے کا وقت ہو گیا جس میں خاردار درخت بہت زیادہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہاں پڑاؤ ڈالا اور لوگ درختوں کا سایہ حاصل کرنے کے لئے بکھر گئے۔ آپ ﷺ ببول کے درخت کے نیچے آ گئے اور اس کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا دی۔ ہم سو گئے اچانک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بلایا، جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بدو آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا: ”میں سویا ہوا تھا اس بدو نے میری تلوار میان سے نکالی جب بیدار ہوا تو میری تلوار اس کے ہاتھ میں سوتی ہوئی تھی۔ اس نے مجھے کہا: کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ یہ دیکھو! اب یہ بیٹھا ہوا ہے (اور میرا کچھ نہ بگاڑ سکا)۔“ پھر آپ ﷺ نے اس سے کوئی انتقام نہیں لیا۔

المسلم متوکل علی اللہ علی کل حال

۱۰۰۹: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَتَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَتَلَ مَعَهُ، فَأَدْرَكَتْهُمْ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرٍ الْعُضَاءِ فَتَزَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعُضَاءِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ، وَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَحْتَ سَمَرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ، قَالَ جَابِرٌ: فَمِنَّمَا نَوْمُهُ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْعُونَا، فَجِئْنَاهُ فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ، فَاسْتَيْقِظْتُ وَهُوَ فِي يَدِي صَلَافًا، فَقَالَ لِي: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ: اللَّهُ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ)) ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. [الصحيحه: ۳۵۴۶]

تخریج: الصحيحه ۳۵۴۶۔ بخاری (۳۱۳۳/۳) مسلم (۸۳۳) نسائی فی الکبری (۸۷۷۲) احمد (۳۳۱/۳)

دین آسان ہے

ان الدین یسر

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک یہ دین آسان ہے جو بھی اس دین سے زور آزمائی کرے گا یہ اس کو بچھاڑ دے گا۔ اس لئے راہِ راست پر چلتے رہو، میانہ روی اختیار کرو، خوش رہو اور صبح و شام کے وقت اور رات کو کچھ وقت (عبادت کر کے) مدد حاصل کرتے رہو۔“

۱۰۱۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ هَذَا الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَكِنْ يَشَادُ هَذَا الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا وَاسْتَعِينُوا بِالْعُدْوَةِ وَالرُّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدَّلْجَةِ)).

[الصحيحة: ۱۱۶۱]

تخریج: الصحيحۃ ۱۱۶۱۔ بخاری (۳۹) نسائی (۵۰۳۷) بیہقی (۱۸/۳)

ایمان کی علامات اور آپ ﷺ کا لکھ کر دینا

یزید بن عبد اللہ بن خیر کہتے ہیں: ہم مرید میں بیٹھے ہوئے تھے ہمارے پاس پراگندہ بالوں والا ایک بدو آیا، اس کے پاس کھال کا یا چمڑے کے تھیلے کا ایک ٹکڑا تھا۔ ہم نے کہا: یہ آدمی اس علاقہ کا نہیں معلوم ہوتا۔ اس نے کہا: جی ہاں، یہ خط ہے رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے لکھا تھا۔ لوگوں نے کہا: ہمیں دیجئے۔ میں نے وہ پکڑ لیا اور پڑھا، اس میں لکھا ہوا تھا: ”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بنو ہزیر بن اقیس کی طرف ہے،..... ابو العلاء (راوی) کہتے ہیں کہ بنو ہزیر، عجل کا قبیلہ تھا..... اگر تم گواہی دے دو کہ اللہ ہی متبہ و برحق ہے نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو، مشرکوں سے الگ ہو جاؤ اور شیعوں میں سے پانچواں حصہ نبی ﷺ کا حصہ اور حاکم کا اپنے لئے مقرر کردہ حصہ دے دو تو تم اللہ تعالیٰ کی امان اور رسول اللہ ﷺ کی امان میں آ جاؤ گے۔“

علامة الإيمان و كتابة النبي ﷺ

۱۰۱۱: عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَيْرٍ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ بِالْمَرْبِدِ إِذْ أَتَى عَلَيْنَا أَعْرَابِيٌّ شَعَثُ الرَّأْسِ مَعَهُ قِطْعَةُ أَدِيمٍ أَوْ قِطْعَةُ جِرَابٍ، فَقُلْنَا: كَأَنَّ هَذَا لَيْسَ مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ فَقَالَ: أَجَلْ، هَذَا كِتَابُ كَتَبَهُ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ الْقَوْمُ: هَاتِ فَأَخَذَتْهُ فَقَرَأَتْهُ فَإِذَا فِيهِ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ: هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ لِبَنِي زُهَيْرِ بْنِ أَيْشٍ، قَالَ أَبُو الْعَلَاءِ: وَهُمْ حَتَّى مِنْ عَجَلٍ: ((إِنَّكُمْ إِنْ شَهِدْتُمْ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَقِمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَفَارَقْتُمُ الْمُشْرِكِينَ وَأَعْطَيْتُمُ الْغَنَائِمَ الْخُمْسَ وَسَهَّمْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ وَالصَّفَى. وَرَبَّيَا قَالَ: وَصِفِيهِ. فَأَنْتُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللَّهِ وَأَمَانِ رَسُولِهِ)). [الصحيحة: ۲۸۵۷]

تخریج: الصحيحۃ ۲۸۵۷۔ بیہقی (۹/۳۰۳/۱۳) احمد (۵/۷۸) خطابی فی غریب الحديث (۳/۲۳۶) ابو داود (۲۹۹۹)

باب: رزق مقرر شدہ ہے اور معصیت کے ساتھ اس کا حصول ناجائز ہے

باب: الرزق محدود ولا يجوز طلبه

بمعصية الله

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

۱۰۱۲: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا: ((إِنَّهُ

فرمایا: ”جو چیز تمہیں جنت کے قریب کر سکتی ہے، میں نے تمہیں اس کا حکم دے دیا ہے اور جو چیز تمہیں جہنم کے قریب کر سکتی تھی، اس سے منع کر دیا ہے۔ روحِ قدس (یعنی جبریل علیہ السلام) نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے: کوئی جان اپنے رزق کی تکمیل کے بغیر نہیں مرنے، پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رزق کی تلاش میں میانہ روی اختیار کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ رزق کا مؤخر ہونا تمہیں اس بات پر اکسا دے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کر کے اس کی تلاش میں پڑ جاؤ (یاد رکھو!) جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس کی اطاعت کر کے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔“

لَيْسَ شَيْءٌ يَقْرِبُكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ إِلَّا قَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ، وَلَيْسَ شَيْءٌ يَقْرِبُكُمْ إِلَى النَّارِ إِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ، إِنَّ رَوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِي رَوْعِي: إِنَّ نَفْسًا لَا تَمُوتُ حَتَّى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا، فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَجْمَلُوا فِي الطَّلَبِ، وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ أَنْ تَطْلُبُوهُ بِمَعَاصِي اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَذَرُكَ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ)). [الصحيحه: ۲۸۶۶]

تخریج: الصحيحه ۲۸۶۶۔ ابوبکر الحداد فی المنتخب فی فوائد ابن علویه (۱/۲۸) ابن مردويه فی ثلاثة مجالس (۱۸۸/۲۴۱ حاکم (۲/۴)

رمی النجم لتحريق الجن

۱۰۱۳: عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَّهُمْ بَيْنَهُمْ جُلُوسٌ لَيْلَةً مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَمَى بَنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ: ((مَاذَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا رَمَى بِمِثْلِ هَذَا؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ! كُنَّا نَقُولُ: وَلَيْدَ اللَّيْلَةِ رَجُلٌ عَظِيمٌ، وَمَاتَ رَجُلٌ عَظِيمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهَا لَا يُرْمَى بِهَا لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنْ رَبَّنَا. تَبَارَكَ وَتَعَالَى اسْمُهُ. إِذَا قَضَى أَمْرًا، سَبَحَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ، ثُمَّ سَبَحَ أَهْلَ السَّمَاءِ الَّتِي يَلُونَهُمْ، حَتَّى بَلَغَ التَّسْبِيحُ أَهْلَ هَذِهِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا، ثُمَّ قَالَ الَّذِينَ يَلُونُ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟

ستاروں کو جنوں کے جلانے کے لیے گرایا جاتا ہے علی بن حسین سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: مجھ سے ایک انصاری صحابی نے بیان کیا کہ وہ ایک رات کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ایک سیارہ ٹوٹ کر گر پڑا اور اس کی وجہ سے روشنی پھیل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ”تم جاہلیت میں اس قسم کے سیارے کے بارے میں کیا کہتے تھے؟“ انھوں نے کہا: (حقیقی صورتحال تو) اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہم یوں کہا کرتے تھے: آج رات کوئی عظیم آدمی پیدا ہوا ہے یا فوت ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی کی موت و حیات کی وجہ سے سیارے نہیں ٹوٹتے۔ (درحقیقت) جب اللہ تبارک و تعالیٰ کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو حاملین عرش اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں پھر اس سے نچلے والے آسمان کے فرشتے اللہ کی تسبیح شروع کرتے ہیں حتیٰ کہ آسمان دنیا والے فرشتے بھی تسبیح میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ پھر (ساتویں) آسمان والے فرشتے حاملین عرش سے پوچھتے ہیں: تمہارے رب

نے کیا کہا؟ وہ انھیں جواب دیتے ہیں کہ یہ کچھ کہا، اسی طرح ایک آسمان والے دوسرے سے پوچھتے ہیں اور بات چلتے چلتے آسمان دنیا تک پہنچ جاتی ہے (تو اس کے نیچے تک پہنچ جانے والے) جہات بات اچک کر اپنے (شیطانی) اولیا تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں ان پر سیارے گرائے جاتے ہیں۔ (بسا اوقات جل جاتے ہیں اور بعض اوقات نکل آتے ہیں) وہ جو کچھ وہاں سے سن کر آتے ہیں وہ تو حق ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ کئی جھوٹ گھڑتے ہیں اور اپنی طرف سے اضافے کرتے ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۸۷۔ مسلم (۲۲۲۹) ترمذی (۳۲۲۳) نسائی فی الکبریٰ (۱۱۷۷۲) احمد (۲۱۸/۱)

فوائد: اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اس کی مشاوری کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اور یہ اس کا ایک نظام ہے جس میں مختلف اسباق اور آزمائشیں مخفی ہیں۔

میری امت کا ایک گروہ حق کے لیے قیامت تک لڑتا

رہے گا

سیدنا سلمہ بن نفیل سکونی ؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا، حتیٰ کہ میرے گھٹنے آپ ﷺ کی رانوں کو چھو رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! گھوڑوں سے غفلت برتی جا رہی ہے، اسلحہ پھینک دیا گیا ہے اور لوگ یہ گمان کرنے لگے ہیں کہ جہاد ختم ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ جھوٹ بول رہے ہیں، قال کا تو ابھی ابھی نفاذ ہوا ہے میری امت کی ایک جماعت حق پر قائم دائم رہے گی، لوگوں پر غالب رہے گی، بعض لوگوں کے دل منحرف ہوتے رہیں گے اور وہ ان سے قال کر کے مال غنیمت حاصل کرتے رہیں گے۔“ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: جبکہ آپ کی پشت یمن کی طرف تھی: میں ادھر سے یمن کی خوشبو (یا رحمت) محسوس کر رہا ہوں۔ اس وقت آپ یمن کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔ مجھے بذریعہ وحی بتا دیا گیا ہے کہ میں ٹھہرنے والا نہیں، بلکہ فوت ہونے والا ہوں، تم لوگ گروہ درگروہ میرے پیچھے

لا تزال طائفة من امتی علی القتال

إلی یوم القیامة

۱۰۱۴: عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نَفِيلٍ السَّكُونِيِّ، قَالَ: دَنَوْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى سَكَدَتْ رُكْبَتَايَ تَمَسَّانَ فَحِذَّهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَرَكْتَ الْخَيْلَ وَالْقِيَاسَ وَزَعَمَ أَقْوَامٌ أَنْ لَا قِتَالَ! فَقَالَ: ((كَذَبُوا! الْآنَ جَاءَ الْقِتَالُ لَا تَزَالُ أُمَّتِي أُمَّةً قَائِمَةً عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرَةً عَلَى النَّاسِ يَرْبِغُ اللَّهُ قُلُوبَ قَوْمٍ فَاتْلُوهُمْ كَيْتَالُوا مِنْهُمْ)) وَقَالَ وَهُوَ مَوْلٍ ظَهَرَهُ إِلَى الْيَمَنِ: ((إِنِّي أَجِدُ نَفْسَ الرَّحْمَنِ مِنْ هُنَا. يُشِيرُ إِلَى الْيَمَنِ وَلَقَدْ أُرْجَى إِلَيَّ أَنِّي مَكْفُوفٌ غَيْرُ مَكْبُتٍ، وَتَبْعُونِي أَفْنَادًا، وَالْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَأَهْلُهَا مَعَانُونَ عَلَيْهَا)). [الصحیحۃ: ۳۳۶۷]

چلو گے اور (یاد رکھو کہ) گھوڑے کی پیشانی میں روزِ قیامت تک خیر و بھلائی معلق رہے گی اور گھوڑوں والے ان پر سوار ہو کر تختیاں جھیلے رہیں گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۶۷۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳۵۸) بیہقی فی الاسماء والصفات (ص: ۳۶۲۔ ۳۶۳) البزار (البحر الرّخار: ۳۷۰۲) نسائی (۳۵۹۱) احمد (۱۰۳/۳) باختلاف

رسول ﷺ کی اطاعت کی فضیلت

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”میں نے خواب دیکھا کہ جبریل (علیہ السلام) میرے سر کے پاس اور میکائیل (علیہ السلام) میرے پاؤں کے پاس ہیں۔ ایک نے دوسرے سے کہا: اس (نبی) کی کوئی مثال بیان کیجئے۔ دوسرے نے کہا: سنو! تمہارا کان نے سمجھو! تمہارا دل سمجھے! تمہاری اور تمہاری امت کی مثال یہ ہے: ایک بادشاہ نے ایک جاگیر حاصل کی، اس میں ایک محل بنایا اور اس میں کھانے کی دعوت کا اہتمام کیا، لوگوں کو دعوت دینے کے لئے قاصد بھیجا، کسی نے قاصد کا پیغام قبول کیا اور کسی نے نہ کیا۔ (اس مثال کی وضاحت یہ ہے کہ) اللہ بادشاہ ہے، اسلام جاگیر ہے، جنت محل ہے اور اے محمد! آپ قاصد ہیں، جس نے آپ کا پیغام قبول کیا وہ اسلام میں داخل ہو گیا اور اسلام میں داخل ہونے والا جنت میں چلا جائے گا اور جو جنت میں داخل ہو گیا وہ اس کے کھانے کھائے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۹۵۔ ترمذی (۲۸۶۰) ومن طریقہ الحافظ ابن حجر فی التعلیق (۳۲۰۵) طبری فی التفسیر (۱۱/ ۷۳) بخاری (۲۸۱) م تعلیقاً

دنیا سے کنارہ کش ہونے کی کراہت

سیدنا ابوالامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ایک لشکر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، ایک آدمی کا ایک غار کے پاس سے گزر ہوا، وہاں پانی کا چشمہ بھی تھا، اسے خیال آیا کہ وہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر یہیں

باب فضل اطاعة الرسول ﷺ

۱۰۱۵: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَوْمًا فَقَالَ: ((إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ جِبْرِيلَ عِنْدَ رَأْسِي وَمِيكَائِيلَ عِنْدَ رِجْلِي، يَقُولُ أَحَدُهُمَا وَمَثَلُ أَمَّتِكَ: كَمَثَلِ مَلِكٍ اتَّخَذَ دَارًا، ثُمَّ بَنَى فِيهَا بَيْتًا، ثُمَّ جَعَلَ فِيهَا مَائِدَةً، ثُمَّ بَعَثَ رَسُولًا يَدْعُو النَّاسَ إِلَى طَعَامِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ أَجَابَ الرَّسُولَ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَرَكَهُ، فَاللَّهُ هُوَ الْمَلِكُ، وَالْدَّارُ الْإِسْلَامُ وَالْبَيْتُ الْجَنَّةُ، وَأَنْتَ يَا مُحَمَّدُ رَسُولُ، فَمَنْ أَجَابَكَ دَخَلَ الْإِسْلَامَ وَمَنْ دَخَلَ الْإِسْلَامَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَكَلَ مَا فِيهَا)). [الصحیحۃ: ۳۲۹۵]

کراہۃ التخلی من الدنیا

۱۰۱۶: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَرِيَةٍ مِنْ سَرَايَاهُ، قَالَ: فَمَرَّ رَجُلٌ بِغَارٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ، قَالَ: فَحَدَّثَتْ نَفْسُهُ بِأَنْ

فروکش ہو جائے، یہ پانی اور اس کے ارد گرد کی سبزیاں اسے کفایت کریں گی۔ پھر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ میں نبی ﷺ کے پاس جاؤں گا اور یہ معاملہ آپ کے سامنے رکھوں گا۔ اگر آپ نے اجازت دے دی تو ٹھیک وگرنہ نہیں۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! میں غار کے قریب سے گزرا وہاں کے پانی اور سبزی سے میری گزر بسر ہو سکتی ہے۔ مجھے خیال آیا کہ میں دنیا سے کنارہ کش ہو کر یہیں بسیرا کروں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں یہودیت اور نصرانیت لے کر نہیں آیا، مجھے نرمی و سہولت آمیز شریعت دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔ اس ذات کی قسم کہ جس ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ کے راستے میں صبح کا یا شام کا چلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور دشمن کے سامنے صف میں کھڑے ہونا ساٹھ سال کی نماز سے افضل ہے۔“

يُفِيمُ فِي ذَلِكَ الْغَارِ فَيَقُولُهُ مَا كَانَ فِيهِ مِنْ مَاءٍ، وَيَصِيبُ مَحْوَلَهُ مِنَ الْبَقْلِ، وَيَتَخَلَّى مِنَ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ: لَوْ أَنِّي أَتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَإِنْ أَذِنَ لِي فَعَلْتُ، وَإِلَّا لَمْ أَفْعَلْ فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنِّي مَرَرْتُ بِغَارٍ فِيهِ مَا يَقْوَتُنِي مِنَ الْمَاءِ وَالْبَقْلِ، فَحَدَّثْتَنِي نَفْسِي بِأَنْ أَقِيمَ فِيهِ وَأَتَخَلَّى مِنَ الدُّنْيَا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِالْيَهُودِيَّةِ وَلَا بِالنَّصْرَانِيَّةِ، وَلَكِنِّي بُعِثْتُ بِالْخِيفَةِ السَّمْحَةِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلِمَقَامٍ أَحَدِكُمْ فِي الصَّفِّ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِهِ سِتِينَ سَنَةً)).

[الصحيحة: ۲۹۲۴]

تخریج: الصحيحة ۲۹۲۳۔ احمد (۲۶۲/۵) طبرانی فی الکبیر (۷۸۶۸) ابن عساکر فی الاربعین فی الجہاد (۱۵)

باب: وادی منیٰ میں کنکریاں چننا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے (جج کے موقع پر یعنی عید کے دن) مجھے گھائی والی صبح کو فرمایا تھا، اس حال میں کہ آپ اپنی سواری پر کھڑے تھے: ”ادھر آؤ میرے لئے (کنکریاں) اٹھا کر لاؤ۔“ سو میں بیچ کی دو انگلیوں میں رکھ کر پھینک جانے والی کنکریوں کے ساز کی کنکریاں اٹھا کر لایا، آپ نے ان کو اپنے ہاتھ میں رکھا اور دو دفعہ فرمایا: ”ان جتنی کنکریں ہوں۔“ پھر آپ نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔ راوی حدیث یحییٰ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بات سمجھائی۔ اور فرمایا: ”دین میں غلو کرنے سے بچو تم سے پہلے والے لوگ دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔“

باب: التقاط الجمرات فی منیٰ

۱۰۱۷: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ، وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى رِجْلَيْهِ: هَاتِ الْقُطْ لِي فَلَقَطْتُ لَهُ حَصِيَّاتٍ مِنْ حُصَى الْحَذَفِ، فَوَضَعْنَهَا فِي يَدِهِ فَقَالَ: بِأَمْنَالٍ هَؤُلَاءِ مَرَّتَيْنِ، وَقَالَ بِيَدِهِ فَأَشَارَ بِيَحْيَى - أَحَدُ رَوَاتِهِ - أَنَّهُ رَفَعَهَا وَقَالَ: ((يَا كُمْ وَالْغُلُوُّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّينِ)).

[الصحيحة: ۱۲۸۳]

تخریج: الصحيحة ۱۲۸۳۔ نسائی (۳۰۵۷) ابن ماجہ (۳۰۲۹) ابن خزيمة (۲۸۶۷) احمد (۲۱۵/۱)

فتنوں کے متعلق خبر

باب الخبر من الفتن

سیدنا کرز بن علقمہ خزاعی ؓ کہتے ہیں: ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اسلام کی کوئی انتہا بھی ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ عرب و عجم کے جس جس گھر کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرے گا وہاں اسلام پہنچا دے گا“ پھر شامیانوں کی طرح کے فتنے برپا ہو جائیں گے۔“ ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا تو ایسا ہر گز نہیں ہوگا۔ آپ ؐ نے فرمایا: ”کیوں نہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ان فتنوں میں بدترین سانپ جو اچھل کر ڈستے ہیں، بن جاؤ گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۹۱۔ احمد (۳/۳۷۷) حمیدی (۵۷۴) ابن ابی شیبہ (۱۵/۱۳) حاکم (۱/۳۳)

اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو جبکہ تم ہدایت پر ہو.....

کی تفسیر کے بارے میں

تفسیر الآیۃ یأییہا الذین آمنوا لا

یضرکم

۱۰۱۸: عَنْ كُرْزِ بْنِ عَلْقَمَةَ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ لِلْإِسْلَامِ مِنْ مُنْتَهَى؟ قَالَ: ((أَيُّمَا أَهْلٍ بَيْتٍ مِنَ الْعَرَبِ أَوْ الْعَجَمِ أَرَادَ اللَّهُ بِهِمْ خَيْرًا أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الْإِسْلَامَ، ثُمَّ تَقَعُ الْفِتَنُ كَأَنَّهَا الظُّلُلُ، قَالَ [الرَّجُلُ] كَلَّا وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ! قَالَ: بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! ثُمَّ تَعَوَّدُونَ فِيهَا أَسَاوِدَ صَبَا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)) (الصحیحۃ: ۳۰۹۱)

۱۰۱۹: عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ قُتِلَ مِنْهُمْ (بِأَوْطَاسٍ) فَقَالَ: لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا عَامِرٍ أَلَا غَيْرُتُ؟)) فَتَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَضرُّكُمْ مَن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ (المائدة: ۱۰۵) فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: ((أَيْنَ ذَهَبْتُمْ؟ إِنَّمَا هِيَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَضرُّكُمْ مَن ضَلَّ مِنَ الْكُفَّارِ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ)) وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَلَفْظُهُ: عَنْ أَبِي عَامِرٍ أَنَّهُ كَانَ فِيهِمْ شَيْءٌ فَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَا حَبَسَكَ قَالَ: قَرَأْتُ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَضرُّكُمْ مَن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَضرُّكُمْ مَن ضَلَّ مِنَ الْكُفَّارِ إِذَا

سیدنا ابو عامر اشعری ؓ کہتے ہیں: ہمارا ایک آدمی جنگِ اوٹاس میں قتل ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ابو عامر! تو نے دیت کیوں نہیں لی؟ میں نے جواباً یہ آیت پڑھی: ﴿اے ایمان والو! اپنی فکر کرو جب راہِ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہو وہ تمہارا کوئی نقصان نہیں کر سکتا﴾ (سورہ مائدہ: ۱۰۵) رسول اللہ ﷺ غصے میں آ گئے اور فرمایا: ”تم کہاں چلے گئے ہو؟“ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب تم راہِ راست پر ہو تو کفار میں سے گمراہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اسے طہرانی نے روایت کیا اور اس کے الفاظ یہ ہیں: ”سیدنا ابو عامر ؓ بیان کرتے ہیں کہ کوئی وجہ تھی جس کی بنا پر میں رسول اللہ ﷺ سے رکا رہا۔ جب نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے روک رکھا تو میں نے یہ آیت پڑھی: ﴿اے ایمان والو! اپنی فکر کرو جب راہِ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں﴾

اَهْتَدَيْتُمْ)). [الصحيحة: ۲۵۶۰]

تخریج: الصحیحة ۲۵۶۰۔ احمد (۲/ ۱۲۹، ۲۰۲، ۲۰۲) طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۳۱۷) بمعناه

باب الاثم يقول يا كافر

۱۰۲۰: عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ، وَفِي رِوَايَةٍ: ((عَلَى الْآخِرِ)).

[الصحيحة: ۲۸۹۱]

تخریج: الصحیحة ۲۸۹۱۔ مسلم (۲۱۶/ ۶۰) ابو عوانة (۱/ ۲۳) احمد (۲/ ۳۳) بخاری (۳/ ۲۱۰۳) ترمذی (۴۶۳۷) مختصراً
فوائد: معلوم ہوا کہ کسی پر کفر کا فتویٰ لگانے میں حد درجہ احتیاط برتنی چاہئے۔

باب: ایمان میں زیادتی اور کمی کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان کے تہتر چوتھر شعبے ہیں، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا سب سے ادنیٰ اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ سب سے اعلیٰ شعبہ ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۷۶۹۔ بخاری فی الادب المفرد (۵۹۸) ترمذی (۲۶۱۳) ابن ماجہ (۵۷) احمد (۲/ ۳۳۵)

فوائد: معلوم ہوا کہ اعمالِ ایمان کا حصہ ہیں۔ جس قدر اعمال زیادہ ہوں گے اس قدر ایمان بھی بہتر ہوگا۔

باب الايمان الصبر والسماحة

۱۰۲۲: عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ مَرْقُوعًا: ((الْإِيمَانُ بَضْعٌ وَسَبْعُونَ بَابًا، فَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَأَرْفَعُهَا قَوْلُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)).

[الصحيحة: ۵۵۴]

تخریج: الصحیحة ۵۵۴۔ احمد (۳/ ۳۸۵، ۳۱۹/ ۵) ابن ابی شیبہ (۱۱/ ۳۳) بیہقی فی الشعب (۹۷۱۰، ۹۷۱۳) من عدة

الصحابة ؓ

ایمان تو صبر اور فراخ دلی کا نام ہے

سیدنا عمرو بن عبسہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان تو صبر کرنے اور فراخ دلی کرنے کا نام ہے۔“

یعنی، لحمی اور جذامی لوگوں کے ایمان کی فضیلت

سیدنا انس ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”ایمان تو یمنی لوگوں کا ہے، اسی طرح لحم اور جذام قبیلوں کے

باب فضل الإيمان يمان و لحم و جذام

۱۰۲۳: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْإِيمَانُ يَمَانٌ، هَكَذَا إِلَى لَحْمٍ

لوگوں کا۔“

[الصحیحة: ۳۱۲۶]

تخریج: الصحیحة ۳۱۲۱۔ احمد (۳/۲۲۳) ابن عساکر (۹/۲۳۶) طبرانی فی مسند الشامیین (۱/۲۹۷) الضیاء فی المختارة (۲۳۲۳)

دجال کہاں سے آئے گا؟

من این یاتی الدجال

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ایمان تو یمنی ہے اور کفر مشرق کی طرف ہے اور بکری والوں میں سکینت ہوتی ہے اور نمود و نمائش اور فخر و غرور گھوڑوں اور اونٹوں کے مالکوں میں پایا جاتا ہے۔ مسیح دجال مشرق کی طرف سے آئے گا اس کا ہدف مدینہ ہوگا، لیکن جب وہ احد پہاڑ کے پیچھے پہنچے گا تو فرشتے اس کا رخ شام کی طرف پھیر دیں گے وہیں ہلاک ہو جائے گا وہیں ہلاک ہو جائے گا۔“

۱۰۲۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْكَفَرُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَإِنَّ السَّكِينَةَ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ، وَإِنَّ الرِّيَاءَ وَالْفُخْرَ فِي أَهْلِ الْفَدَا دَيْنٍ: أَهْلِ الْوَبَرِ وَأَهْلِ الْخَيْلِ، وَيَأْتِي الْمَسِيحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، وَهَمَّتْهُ الْمَدِينَةُ حَتَّى إِذَا جَاءَ دُبُرُ أَحَدٍ تَلَقَّتْهُ الْمَلَائِكَةُ فَضَرَبَتْ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ هُنَالِكَ يَهْلِكُ، هُنَالِكَ يَهْلِكُ)).

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۰۔ ترمذی (۲۳۲۳) احمد (۲/۳۰۷، ۳۰۸) مسلم (۵۲) مختصراً

جنوں پر قرآن کی تلاوت کرنا

باب قراءة القرآن على الجن

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میں نے حجوں مقام میں رات گزاری اور اپنے ساتھی جنوں کو قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔“

۱۰۲۵: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بِئْسَ اللَّيْلَةُ أَقْرَأُ عَلَى الْجِنِّ رُقًى)) ((الْحَجُّونَ)).

[الصحیحة: ۳۲۰۹]

تخریج: الصحیحة ۳۲۰۹۔ ابن حبان (۶۳۱۹) احمد (۱/۳۱۶) ابویعلیٰ (۵۰۶۲) طبری فی التفسیر (۲۶/۲۱)

کافر کا نبی اور اس کی اوصاف کے بارے میں تفتیش کرنا

باب تفتيش الكافر بالنبي و صفاته

سیدنا ابوسفیان بن حرب ؓ کہتے ہیں: (شاہ روم) ہرقل نے ان کے پاس قریش کے قافلے میں ایک آدمی بلانے کو بھیجا اور اس وقت یہ لوگ تجارت کے لئے ملک شام گئے ہوئے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا جب رسول اللہ ﷺ نے قریش اور ابوسفیان سے ایک وقتی عہد کیا ہوا تھا جب ابوسفیان اور دوسرے لوگ ہرقل کے پاس

۱۰۲۶: عَنْ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ: أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ، وَكَانُوا تِجَاراً بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَادَ فِيهَا أَبَا سُفْيَانَ وَكُثَارَ قُرَيْشٍ، فَأَتَوْهُ وَهُمْ بِالْإِلْيَاءِ فَذَعَا هُمْ فِي مَجْلِسِهِ وَحَوْلَهُ عِظَمَاءُ

الرُّومَ، ثُمَّ دَعَاهُمْ وَدَعَا بَرَجُمَانَهُ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا بِهَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانٍ: فَقُلْتُ: أَنَا أَقْرَبُهُمْ نَسَبًا، فَقَالَ: أَذْنُوهُ مِنِّي، وَفَرَّبُوا أَصْحَابَهُ فَاجْعَلُوهُمْ عِنْدَ ظَهْرِهِ، ثُمَّ قَالَ لِبَرَجُمَانِهِ: قُلْ لَهُمْ: إِنِّي سَأَلْتُ هَذَا الرَّجُلَ فَإِنْ كَذَّبَنِي فَكَذِّبُوهُ، فَوَاللَّهِ لَوْلَا الْحَيَاءُ مِنْ أَنْ يَأْثُرُوا عَلَيَّ كَذِبًا لَكَذَّبْتُ عَنْهُ، ثُمَّ كَانَ أَوَّلُ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَنْ قَالَ: كَيْفَ نَسَبُهُ فَيُكْم؟ قُلْتُ هُوَ مِنَّا ذُو نَسَبٍ، قَالَ: فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَاسْتَرَفَ النَّاسَ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضَعُفَاؤُهُمْ؟ فَقُلْتُ: بَلْ ضَعُفَاؤُهُمْ، قَالَ: أَيْرِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ قُلْتُ: بَلْ يَزِيدُونَ، قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدُهُمْ سَخَطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّبِعُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَال؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قُلْتُ: لَا، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مَدَّةٍ لَا تَدْرِي مَا هُوَ فَاعِلٌ فِيهَا؟ قَالَ: وَلَمْ تُمَكِّنِي كَلِمَةً أَدْخُلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هَذِهِ الْكَلِمَةِ قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قُلْتُ: الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سَحَالٌ، يَنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ، قَالَ: مَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ قُلْتُ: يَقُولُ أُعْبُدُوا اللَّهَ وَاحِدَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَاتَّركُوا مَا يَقُولُ آبَاؤُكُمْ وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقِ وَالْعَفَافِ وَالصَّلَةِ فَقَالَ لِبَرَجُمَانٍ: قُلْ لَهُ: سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ؟

ایلیا پہنچے اس نے ان کو اپنے دربار میں بلایا اس کے گرد روم کے بڑے بڑے لوگ (علماء و وزراء اور امراء) بیٹھے ہوئے تھے۔ ہرقل نے ان کو اور اپنے ترجمان کو بلوایا پھر ان سے پوچھا کہ تم میں کون شخص مدعی رسالت کا زیادہ قریبی عزیز ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں: میں بول اٹھا کہ میں اس کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں (یہ سن کر) ہرقل نے حکم دیا کہ اس کو (ابوسفیان) میرے قریب لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کی پیٹھ کے پیچھے بٹھاؤ پھر اپنے ترجمان سے کہا: ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں ابوسفیان سے اس شخص (محمد ﷺ) کے حالات پوچھتا ہوں اگر یہ مجھ سے کسی بات میں جھوٹ بول دے تو تم اس کا جھوٹ ظاہر کر دینا۔ (ابو سفیان کا قول ہے کہ) خدا کی قسم! اگر مجھے یہ غیرت نہ آتی کہ یہ لوگ مجھ کو جھٹلائیں گے تو میں آپ ﷺ کی نسبت ضرور غلط گوئی سے کام لیتا۔ خیر پہلی بات جو ہرقل نے مجھ سے پوچھی وہ یہ ہے: اس شخص کا خاندان تم لوگوں میں کیسا ہے؟ میں نے کہا: وہ تو بڑے اونچے عالی نسب والے ہیں۔ وہ کہنے لگا: اس سے پہلے بھی کسی نے تم لوگوں میں ایسی بات کہی تھی؟ میں نے کہا: نہیں۔ پھر اس نے کہا: اچھا (یہ بتلاؤ کہ) اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ پھر اس نے کہا: بڑے لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی ہے یا کمزوروں نے؟ میں نے کہا: نہیں کمزوروں نے کی ہے۔ پھر کہنے لگا: اس کے تابعدار روز بروز بڑھ رہے ہیں یا کوئی ساقی پھر بھی جاتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ کہنے لگا: کیا اپنے اس دعویٰ نبوت سے پہلے کبھی (کسی بھی موقع پر) اس نے جھوٹ بولا ہے؟ میں نے کہا: نہیں اور اب ہماری اس سے (صلح کی) ایک مقررہ مدت ٹھہری ہوئی ہے۔ معلوم نہیں کہ وہ اس میں کیا کرنے والا ہے۔ (ابوسفیان کہتے ہیں:) میں اس بات کے سوا اور کوئی اس گفتگو میں شامل نہ کر سکا۔ ہرقل نے کہا: کیا تمہاری اس

سے کبھی لڑائی ہوئی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں۔ ہر قل نے کہا: تمہاری اور اس کی جنگ کا کیا حال ہوتا ہے؟ میں نے کہا: لڑائی ڈول کی طرح ہے، کبھی وہ ہم سے میدانِ جنگ جیت لیتے اور کبھی ہم ان سے جیت لیتے ہیں۔ ہر قل نے پوچھا: وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟ میں نے کہا: وہ کہتا ہے: صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور اپنے باپ دادا کی باتیں چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے، حج بولنے، پرہیزگاری اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ (یہ سب سن کر) ہر قل نے اپنے ترجمان سے کہا: ابوسفیان سے کہہ دے کہ میں نے تم سے اس کا نسب پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ ہم میں عالی نسب ہے اور پیغمبر اپنی قوم میں عالی نسب ہی بھیجے جایا کرتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ (دعویٰ نبوت کی) یہ بات تمہارے اندر اس سے پہلے کسی اور نے بھی کہی تھی تو تم نے جواب دیا کہ نہیں۔ تب میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر یہ بات اس سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں سمجھتا کہ اس شخص نے بھی اسی بات کی تقلید کی ہے جو پہلے کہی جا چکی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے؟ تم نے کہا کہ نہیں تو میں نے (دل میں) کہا کہ ان کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہوگا تو کہہ دوں گا کہ وہ شخص (اس بہانہ) اپنے آباؤ اجداد کی بادشاہت اور ان کا ملک (دوبارہ) حاصل کرنا چاہتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس بات کے کہنے (یعنی پیغمبری کا دعویٰ کرنے) سے پہلے تم نے کبھی اس پر دروغ گوئی کا الزام لگایا ہے؟ تم نے کہا کہ نہیں تو میں نے سمجھ لیا کہ جو شخص آدمیوں کے ساتھ دروغ گوئی سے بچے وہ اللہ کے بارے میں کیسے جھوٹی بات کہہ سکتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ بڑے اس کے پیرو ہوتے ہیں یا کمزور آدمی؟ تم نے کہا کہ کمزوروں نے اس کی اتباع کی ہے تو (دراصل) یہی لوگ پیغمبروں کے متبعین

فَذَكَرْتُ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو نَسَبٍ، فَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبٍ قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ: هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِنْكُمْ هَذَا الْقَوْلَ؟ فَذَكَرْتُ أَنْ لَا، فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ أَحَدٌ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ، لَقُلْتُ: رَجُلٌ يَتَأَسَّى بِقَوْلِ قَبِيلٍ قَبْلَهُ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ فَذَكَرْتُ أَنْ لَا قُلْتُ: فَلَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ: رَجُلٌ يَطْلُبُ مَلِكًا أَبِيهِ وَسَأَلْتُكَ: هَلْ كُنْتُمْ تَتَّبِعُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ: فَذَكَرْتُ أَنْ لَا فَقَدْ أَعْرِفَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ، وَيَكْذِبُ عَلَى اللَّهِ، وَسَأَلْتُكَ: أَشَرَأَتْ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضَعَفُواهُمْ؟ فَذَكَرْتُ أَنَّ ضَعَفَاءَ هُمْ اتَّبَعُوهُ، وَهُمْ اتَّبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُكَ: أَيْرِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ فَذَكَرْتُ أَنَّهُمْ يَرِيدُونَ، وَكَذَلِكَ أَمْرُ الْإِيمَانِ حَتَّى يُيَسَّرَ، وَسَأَلْتُكَ: أَيْرَتَدُ أَحَدٌ سَخَطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ دَخَلَ فِيهِ؟ فَذَكَرْتُ أَنْ لَا، وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ جِئْتَ تَحْلِطُ بِشَايِسَةِ الْقُلُوبِ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ يَغْدِرُ؟ فَذَكَرْتُ أَنْ لَا وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ؟ فَذَكَرْتُ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَيَنْهَاهُمْ عَنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقِ وَالْعَفَافِ، فَإِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ لَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، فَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلَصُ إِلَيْهِ، لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عَنْدهُ، لَفَسَلْتُ عَنْ قَدَمِهِ۔ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابٍ

ہوتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے ساتھی بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں تم نے کہا کہ وہ بڑھ رہے ہیں اور ایمان کی کیفیت یہی ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ کامل ہو جاتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا کوئی شخص اس کے دین سے ناخوش ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے تم نے کہا کہ نہیں۔ تو ایمان کی خاصیت بھی یہی ہے کہ جن کے دلوں میں اس کی لذت رچ بس جائے وہ اس سے لوٹا نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا وہ کبھی عہد شکنی کرتے ہیں تم نے کہا کہ نہیں پیغمبروں کا یہی حال ہوتا ہے وہ عہد کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور میں نے تم سے کہا کہ وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں تم نے کہا کہ وہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تمہیں بتوں کی پرستش سے روکتے ہیں سچ بولنے اور پرہیز گاری کا حکم دیتے ہیں لہذا اگر یہ باتیں جو تم کہہ رہے ہو سچ ہیں تو عنقریب وہ اس جگہ کا مالک ہو جائے گا جہاں میرے یہ دو پاؤں ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ (پیغمبر) آنے والا ہے مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تمہارے اندر ہوگا۔ اگر میں جانتا کہ اس تک پہنچ سکوں گا تو اس سے ملنے کے لئے ہر تکلیف گوارا کرتا۔ اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا۔ ہر قل نے رسول اللہ ﷺ کا وہ خط منگولیا جو آپ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعے حاکم بصری کے پاس بھیجا تھا اور اس نے وہ ہر قل کے پاس بھیج دیا تھا پھر اس کو پڑھا تو اس میں (لکھا تھا): بسم اللہ الرحمن الرحیم..... یہ خط اللہ کے بندے اور پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے شاہ روم کی طرف ہے۔ اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے، اس کے بعد میں آپ کے سامنے دعوت اسلام پیش کرتا ہوں اگر آپ اسلام لے آئیں گے تو (دین و دنیا میں) سلامتی نصیب ہوگی اللہ تعالیٰ آپ کو دوبرا ثواب دے گا اور اگر آپ (میری دعوت) سے روگردانی کریں

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّذِي بَعَثَ بِهِ دَحِيَّةً إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى، فَذَفَعَهُ إِلَى هِرْقَلٍ، فَقَرَأَهُ، فَإِذَا فِيهِ: ((بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ: مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ: إِلَى هِرْقَلٍ عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدَعَايَةِ الْإِسْلَامِ: أَسْلِمْتَ تَسْلَمَ: يَوْمَ تَكُ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرْبُسِيِّنَ، وَهِيَ أَهْلُ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ)) قَالَ أَبُو سَفْيَانَ: فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ، وَفَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ، كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّعْبُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ، وَأُخْرِجْنَا، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِينَ أُخْرِجْنَا: لَقَدْ أَمَرَ أَمْرٌ أَبَى كِبْشَةً إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ، فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا أَنَّهُ سَيُظْهِرُ، حَتَّى أَدْخَلَ اللَّهُ عَلَى الْإِسْلَامِ. وَكَانَ ابْنُ النَّاطُورِ -صَاحِبُ إِبِلِيَاءَ- وَهِرْقَلُ سُقْفًا عَلَى نَصَارَى الشَّامِ، يُحَدِّثُ أَنَّ هِرْقَلُ حِينَ قَدِمَ إِبِلِيَاءَ أَصْبَحَ يَوْمًا خَبِثَتِ النَّفْسُ، فَقَالَ بَعْضُ بَطَارِقِيهِ: قَدْ اسْتَنْكَرْنَا هَيْبَتَكَ قَالَ ابْنُ النَّاطُورِ: وَكَانَ هِرْقَلُ حَزَاءً يَنْظُرُ فِي النُّجُومِ، فَقَالَ لَهُمْ حِينَ سَأَلُوهُ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ حِينَ نَظَرْتُ فِي النُّجُومِ -مَلِكُ الْخَتَانِ قَدْ ظَهَرَ، فَمَنْ يَخْتِئُ مِنْ هَذِهِ الْأُمَمِ؟ قَالُوا: لَيْسَ يَخْتِئُ إِلَّا الْيَهُودُ، فَلَا يُهَمُّكَ

شَانَهُمْ، وَانْكَبُ إِلَى مَدَائِنِ مُلْكِهِ، فَيَقْتُلُوا مَنْ فِيهِمْ مِنَ الْيَهُودِ فَيَبْنِيَا هُمْ عَلَى أَمْرِهِمْ أَنِّي هِرَقْلُ بَرَجَلٍ أُرْسِلَ بِهِ مَلِكُ عَسَاكٍ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُولِ اللَّهِ فَلَمَّا اسْتَحْبَرَهُ هِرَقْلُ قَالَ: إِذْهَبُوا فَانظُرُوا أُمُحَّتَنَ هُوَ أَمْ لَا؟ فَانظُرُوا إِلَيْهِ فَمَحَدُّوهُ أَنَّهُ مُحَّتَنٌ وَسَأَلَهُ عَنِ الْعَرَبِ؟ فَقَالَ: هُمْ يَخْتَنُونَ، فَقَالَ: هِرَقْلُ: هَذَا مَلِكُ هَذَا الْأُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ، ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ إِلَى صَاحِبِ لَهُ بِرُومِيَّةٍ، وَكَانَ نَظِيرُهُ فِي الْعِلْمِ وَسَارَ هِرَقْلُ إِلَى جِمَصُ، فَلَمَ يَرِمُ جِمَصُ حَتَّى أَتَاهُ كِتَابٌ مِنْ صَاحِبِ يُوفِقُ رَأَى هِرَقْلُ عَلَى خُرُوجِ النَّبِيِّ وَأَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ الرُّومِ فِي دَسْكَرَةِ لَهُ بِجِمَصُ، ثُمَّ أَمَرَ بِأَبْوَابِهَا فَعُلِقَتْ ثُمَّ أَطْلَعَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الرُّومِ! هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ، وَأَنْ يُثَبَّتَ مُلْكُكُمْ فَيَتَّبِعُوا هَذَا النَّبِيَّ؟ فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ، فَوَجَدُوهَا قَدْ عُلِقَتْ فَلَمَّا رَأَى هِرَقْلُ نَفَرَتُهُمْ وَأَيْسَ مِنَ الْإِيمَانِ قَالَ: رُدُّوهُمْ عَلَيَّ وَقَالَ: إِنِّي قُلْتُ مَقَالَتِي أَنْفَأُ: أُخْبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ فَقَدْ رَأَيْتُ، فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ فَكَانَ ذَلِكَ آخِرَ شَأْنِ هِرَقْلَ))

[الصحيحه: ۳۶۰۷]

گے تو آپ کی رعایا کا گناہ بھی آپ ہی پر ہوگا اور اے اہل کتاب! ایک ایسی بات پر آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا رب بنائے پھر اگر وہ اہل کتاب (اس بات سے) منہ پھیر لیں تو (مسلمانو!) تم ان سے کہہ دو کہ (تم مانو یا نہ مانو) ہم تو ایک خدا کے اطاعت گزار ہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں: جب ہرقل نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا اور خط پڑھ کر فارغ ہوا تو اس کے ارد گرد بہت شور و غوغا ہوا۔ بہت سی آوازیں اٹھیں اور ہمیں باہر نکال دیا گیا۔ تب میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابو کبشہ کے بیٹے (محمد ﷺ) کا معاملہ تو بہت بڑھ گیا۔ (دیکھو تو) اس سے بنو اسفر (رومیوں) کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔ مجھے اس وقت سے اس بات کا یقین ہو گیا کہ حضور ﷺ عنقریب غالب ہو کر رہیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلمان کر دیا۔ (راوی کا بیان ہے کہ) ابن ناطور ایلیا کا حاکم ہرقل کا مصاحب اور شام کے نصاریٰ کا لاٹ پادری بیان کرتا تھا کہ ہرقل جب ایلیا آیا ایک دن صبح کو پریشان اٹھا تو اس کے درباریوں نے دریافت کیا کہ آج ہم آپ کی حالت بدلی ہوئی پاتے ہیں (کیا وجہ ہے؟) ابن ناطور کا بیان ہے کہ ہرقل نجومی تھا وہ علم نجوم میں پوری مہارت رکھتا تھا اس نے اپنے ہم نشینوں کو بتایا کہ میں نے آج رات ستاروں پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ ختنہ کرنے والوں کی بادشاہت کا دور آ گیا ہے (بھلا) اس زمانے میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ یہودی کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا، سو ان کی وجہ سے پریشان نہ ہوں سلطنت کے تمام شہروں میں یہ حکم لکھ بھیجے کہ وہاں جتنے یہودی ہوں سب قتل کر دیئے جائیں۔ وہ لوگ انہی باتوں میں مشغول تھے کہ ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا جسے شاہ عسان نے بھیجا تھا اس نے

رسول اللہ ﷺ کے حالات بیان کئے۔ جب ہرقل نے سارے حالات سن لئے تو کہا کہ جا کر دیکھو وہ ختنہ کئے ہوئے ہے یا نہیں؟ انھوں نے اسے دیکھا تو بتلایا کہ وہ ختنہ کئے ہوئے ہے۔ ہرقل نے جب اس شخص سے عرب کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتلایا کہ وہ ختنہ کرتے ہیں تب ہرقل نے کہا کہ یہ وہی (محمد ﷺ) اس امت کے بادشاہ ہیں جو پیدا ہو چکے ہیں۔ پھر اس نے اپنے ایک دوست کو رومیہ خط لکھا اور وہ علم نجوم میں ہرقل کی طرح ماہر تھا۔ پھر وہاں سے ہرقل حمص چلا گیا۔ ابھی حمص سے نکلا نہیں تھا کہ اس کے دوست کا خط (اس کے جواب میں) آ گیا۔ اس کی رائے بھی حضور ﷺ کے ظہور کے بارے میں ہرقل کے موافق تھی کہ محمد ﷺ (واقعی) پیغمبر ہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے روم کے بڑے آدمیوں کو اپنے حمص کے محل میں طلب کیا اور اس کے حکم سے محل کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ پھر وہ (اپنے خاص محل سے) باہر آیا اور کہا: اے روم والو! کیا ہدایت اور کامیابی میں کچھ حصہ تمہارے لئے بھی ہے؟ اگر تم اپنی سلطنت کی بقا چاہتے ہو تو پھر اس نبی ﷺ کی بیعت کر لو اور مسلمان ہو جاؤ (یہ سننا ہی تھا کہ) وہ سب وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف دوڑے مگر دروازوں کو بند پایا۔ آخر جب ہرقل نے (اس بات سے) ان کی یہ نفرت دیکھی اور ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا تو کہنے لگا کہ ان لوگوں کو میرے پاس لاؤ۔ (جب وہ دوبارہ آئے) تو اس نے کہا: میں نے جو بات کہی تھی اس سے تمہاری دینی چٹنگی کی آزمائش مقصود تھی سو وہ میں نے دیکھ لی۔ تب (یہ بات سن کر) وہ سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور اس سے خوش ہو گئے۔ بالآخر ہرقل کی یہ حالت ہوئی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۰۷۔ بخاری (۲/۵۵۳) مسلم (۱۱/۴۷۳) ترمذی (۲/۴۷۴) نسائی فی الکبریٰ (۱۱۰۶۳)

باب: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور و فکر کرنے کا بیان

باب: الامر بالتفکر فی خلق اللہ

۱۰۲۷: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((تَفَكَّرُوا فِي آلَاءِ اللَّهِ، وَلَا تَفَكَّرُوا فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)). [الصحيحه: ۱۷۸۸]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور و فکر کرو اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور و فکر مت کرو۔“

تخریج: الصحيحه ۱۷۸۸۔ طبرانی فی الاوسط (۲۳۱۵) لالکائی فی السنۃ (۹۲۷) بیہقی فی الشعب (۱۲۰)

فوائد: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور و فکر کرنے سے شکر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ مسلمان کے دل میں اللہ کی محبت بڑھتی ہے جب مسلمان اللہ تعالیٰ کی ذات پر بحث شروع کر دے تو شیطان کو دسوس میں مبتلا کرنے اور گمراہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ کئی نامی گرامی صوفیا، جب ذات الہی کی پیچیدگیوں میں الجھے تو گمراہ ہو گئے۔ کسی نے انا الحق کہہ دیا تو کوئی سبحانی ما اعظم شانی کہہ اٹھا۔ اس لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نوازشات، انعامات اور کرم و فضل کو یاد رکھنا چاہیے اور وجود باری تعالیٰ میں بحث و تمحیص سے بچنا چاہیے۔

باب: دور جاہلیت کے افعال

باب: من عادات الجاهلية

۱۰۲۸: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ لَنْ تَرَالَ فِي أُمَّتِي: التَّخَاخُرُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالنِّيَاحَةُ وَالْأَنْوَاءُ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین امور میری امت میں برقرار رہیں گے: خاندانی عظمت پر فخر کرنا، نوحہ کرنا اور ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا۔“

تخریج: الصحيحه ۱۷۹۹۔ ابویعلیٰ (۳۹۱۱) الضیاء فی المختارۃ (۲۲۹۲)

۱۰۲۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((ثَلَاثٌ مِّنْ عَمَلٍ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، لَا يَتَرُكُهُنَّ أَهْلُ الْإِسْلَامِ: النِّيَاحَةُ، وَالْإِسْتِقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ وَكَذَّاءُ، قُلْتُ لِسَعِيدٍ (يَعْنِي الْمُقْبِرِيَّ) وَمَا هُوَ؟ قَالَ: دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ: يَا آلَ فُلَانٍ، يَا آلَ فُلَانٍ يَا آلَ فُلَانٍ)). [الصحيحه: ۱۸۰۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین امور کا تعلق جاہلیت سے ہے لیکن اہل اسلام بھی ان کو ترک نہیں کریں گے: نوحہ کرنا، ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور اس طرح کرنا۔“ میں نے سعید مقبری سے پوچھا کہ ”اس طرح کرنے“ سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: جاہلیت کی پکار پکارنا (یعنی یوں کہنا): او آل فلان! او آل فلان! او آل فلان۔

تخریج: الصحيحه ۱۸۰۱۔ احمد (۲/۲۲۳) ابن حبان (۳۱۳۱)

ایمان کے ذائقہ اور اس کی مٹھاس کے بارے میں

باب طعم الإيمان و حلاوته

سیدنا عبداللہ بن معاویہ غاضری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے یہ تین امور سرانجام دیئے وہ ایمان کا مزہ کچھ لے گا: جس نے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور وہی معبودِ برحق ہے اپنے دل کی خوشی کے ساتھ زکاۃ ادا کی جو ہر سال فرض ہوتی ہے، نیز زکاۃ میں بہت بوڑھا، بیمار، مریض اور گھٹیا جانور

۱۰۳۰: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْغَاظِرِيِّ مَرْفُوعًا: ((ثَلَاثٌ مِّنْ فَعَلْنَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طَعْمَ الْإِيمَانِ: مَنْ عَبَدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَأَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَعْطَى زَكَاةً مَّا لِه طَبِئَةً بِهَا نَفْسُهُ رَافِدَةً عَلَيْهِ كُلَّ غَامٍ، وَلَا يُعْطَى الْهَرَمَةَ، وَلَا الدَّرَنَةَ وَلَا

نہیں دیا۔ معتدل و متوسط چیز ہونی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نہ بہت بہتر چیز کا مطالبہ کیا اور نہ گھٹیا چیز کا۔“

الْمَرْيُضَةُ، وَلَا الشُّرْطَ: اللَّيْثَمَةُ وَلَكِنْ مِنْ وَسْطِ أُمُورِكُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَسْأَلْكُمْ خَيْرَهُ، وَلَمْ يَأْمُرْكُمْ بِشَرِّهِ)). [الصحيحه: ۱۰۴۶]

تخریج: الصحيحه ۱۰۳۶۔ ابوداود (۱۵۸۲) طبرانی فی الصغیر (۲۰۱/۱) بیہقی (۹۵/۳)

سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس میں تین خصائل پائے جائیں گے وہ ایمان کی مناس اور ذاتِ اقدسہ چکھ لے گا: اللہ اور اس کا رسول اسے بقیہ تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں کسی سے اللہ کے لئے محبت کرے اور اسی کے لئے بغض رکھے اور اسے بہت بڑی آگ میں گرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی نسبت زیادہ پسند ہو۔“

۱۰۳۱: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ، وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ وَطُعْمَةً: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا. وَأَنْ يُحِبَّ فِي اللَّهِ وَيُبْغِضَ فِي اللَّهِ. وَأَنْ تُوَفَّدَ نَارُ عَظِيمَةٍ فَيَقَعُ فِيهَا، أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُشْرَكَ بِاللَّهِ شَيْئًا)). [الصحيحه: ۳۴۲۳]

تخریج: الصحيحه ۳۴۲۳۔ نسائی (۳۹۹۰) ابن ابی الدنيا فی الاخوان (۱۶) خطیب فی التاريخ (۱۹۹/۲) احمد (۲۰۷/۳) ولم يسق لفظه

جن لوگوں کے اعمال قبول نہیں ہوتے

سیدنا ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان تین قسم کے اشخاص کی فرض عبادت قبول ہوتی ہے نہ نفلی: نافرمان و بدسلوک احسان جتلانے والا اور تقدیر کو جھٹلانے والا۔“

باب من لا يقبل اعماله

۱۰۳۲: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعًا: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُمْ صِرْفًا وَلَا عَدْلًا: عَاقٍ وَمَنَّانٍ وَمُكَذِّبٍ بِالْقَدَرِ)). [الصحيحه: ۱۷۸۵]

تخریج: الصحيحه ۱۷۸۵۔ ابن ابی عاصم فی السنة (۳۲۳) طبرانی (۷۵۳۷) ابن بطہ فی الابانہ (۱۵۲۸)

جس کو دوہرا اجر دیا جائے گا

سیدنا ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے افراد کو دو اجر دیئے جاتے ہیں: وہ آدمی جو اپنی لوٹری کی اخلاقی تربیت کرتا ہے، اچھی تعلیم دیتا ہے اور پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لیتا ہے۔ وہ غلام جو اللہ تعالیٰ اور اپنے آقا دونوں کے حقوق پورے کرتا ہے اور وہ (اہل کتاب) آدمی جو اپنی کتاب پر اور پھر محمد ﷺ پر ایمان لایا۔“

باب من يوتي اجره مرتين

۱۰۳۳: عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوعًا: ((ثَلَاثَةٌ يُوْتُونَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا وَمَمْلُوكٌ أُعْطِيَ حَقَّ رَبِّهِ. عَزَّوَجَلَّ. وَحَقُّ مَوْلَاهُ، وَرَجُلٌ أَمَّنَ بِكِتَابِهِ وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ)).

تخریج: الصحيحه ۱۱۵۳۔ بخاری (۹۷) والادب المفرد (۳۱) مسلم (۱۵۳) نسائی (۳۳۳۶) ترمذی (۱۱۶)

باب کراهۃ العزل

عزل کرنے کی کراہت

سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عزل کے بارے میں سوال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس مادہ منویہ سے بچہ پیدا ہونا ہوا اگر تو اسے چٹان پر بھی بہا دے تو اللہ تعالیٰ اس سے بچہ پیدا کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جس نفس کو پیدا کرنا ہے اسے ضرور پیدا کرے گا۔“

۱۰۳۴: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَسَأَلَ عَنِ الْعَزْلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ الْمَاءَ الَّذِي يَكُونُ مِنْهُ الْوَلَدُ أَهْرَقْتَهُ عَلَى صَخْرَةٍ لَأُخْرِجَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهَا. أَوْ أُخْرِجَ مِنْهَا. وَلَدٌ وَلَيَخْلُقَنَّ اللَّهُ نَفْسًا هُوَ خَالِقُهَا)). [الصحيحه: ۱۳۳۳]

تخریج: الصحيحه ۱۳۳۳۔ احمد (۳/ ۱۳۰) ابن ابی عاصم فی السنه (۳۶۶) الضیاء فی المختارہ (۱۸۴۰) البزار (۲۱۶۳)

باب غضب الموسی بخبر الموت

موسیٰ علیہ السلام کا موت کی خبر سن کر غصہ میں آ جانا

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ملک الموت (موت والا فرشتہ) لوگوں کے پاس آتا تھا اور وہ اس کو دیکھتے تھے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: اپنے رب کی بات قبول کرو (اور روح قبض کرنے دو)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے تھپڑ مارا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ گیا اور کہا: اے میرے رب! تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا اس نے تو (طمانچہ مار کر) میری آنکھ پھوڑ دی اگر تو نے اسے معزز نہ بنایا ہوتا تو میں اس پر سختی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے آنکھ عطا کی اور فرمایا: میرے بندے کے پاس واپس جاؤ اور پوچھو: کیا زندگی چاہتے ہو؟ اگر ارادہ ہے تو نیل کی کمر پر ہاتھ رکھو جتنے بال ہاتھ کے نیچے آجائیں گے اتنے سال تم زندہ رہو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (فرشتے کی یہ بات سن کر) کہا: اے میرے رب! پھر کیا ہوگا؟ جواب ملا: پھر تجھے موت آئے گی۔ انھوں نے کہا: اے میرے رب! ابھی موت دے دے اس حال کہ میں پاک سرزمین سے ایک پتھر کی پھینک پر ہوں۔ پھر انھیں سوگھا اور ان کی روح قبض کر لی۔ اس کے بعد فرشتہ لوگوں کے پاس مخفی انداز میں آنے لگ گیا۔ رسول اللہ ﷺ

۱۰۳۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى وَفِي طَرِيقٍ: إِنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ كَانَ يَأْتِي النَّاسَ عَيَانًا، حَتَّى أَتَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَقَالَ لَهُ: أَجِبْ رَبَّكَ قَالَ: فَلَطَمَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَّاهَا، فَرَجَعَ الْمَلَكُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فَقَالَ: [يَا رَبِّ!] إِنَّكَ أُرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَكَ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَا عَيْنِي [وَلَوْلَا كَرَامَتُهُ عَلَيْكَ لَشَقَقْتُ عَلَيْهِ] قَالَ: فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ عَيْنَهُ، وَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى عَبْدِي فَقُلْ: الْحَيَاةُ تُرِيدُ؟ فَإِنْ كُنْتُ تُرِيدُ الْحَيَاةَ، فَضَعْ يَدَكَ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرَةٍ فَإِنَّكَ تَعِيشُ بِهَا سَنَةً. قَالَ: [أَيُّ رَبِّ!] ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ تَمُوتُ، قَالَ: [فَالآنَ مِنْ قَرِيبٍ، رَبِّ! أُمِتْنِي مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمِيَةً بِحَجَرٍ!] قَالَ: فَشَمَمَهُ شَمَةً فَفَقِضَ رُوحَهُ. قَالَ: فَجَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ إِلَى النَّاسِ خَوْفِيًا] قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَاللَّهِ! لَوْ

أَنَّى عِنْدَهُ لَأَرْبِتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ
عِنْدَ. وَفِي طَرِيقٍ: تَحْتَ الْكُتَيْبِ الْأَحْمَرِ)).

تخریج: الصحیحة ۳۲۷۹۔ بخاری (۱۳۳۹) مسلم (۲۳۷۲/۱۵) ابوعوانة (۱۸۷/۱) احمد (۳۱۵/۳)

باب قرب الجنة والنار

۱۰۳۶: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: ((الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ
نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ)).

[الصحیحة: ۳۶۲۴]

تخریج: الصحیحة ۳۶۲۳۔ بخاری (۶۳۸۸/۵۱۵) ابن حبان (۶۲۱) احمد (۳۸۷/۱) (۳۱۳)

اضعاف الحسنة و ذم الشرك

۱۰۳۷: عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّادِقُ
الْمُصْطَفَى فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى-
أَنَّهُ قَالَ: ((الْحَسَنَةُ يَعْشُرُ أَمْثَالَهَا أَوْ أَزِيدُ
وَالسَّيِّئَةُ وَاحِدَةٌ أَوْ أَغْفَرُهَا، وَلَوْ لَقِيتَنِي
بِقَرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا مَا لَمْ تُشْرِكْ بِي،
لَقَسْتُكَ بِقَرَابِهَا مَغْفِرَةً)). [الصحیحة: ۱۲۸]

تخریج: الصحیحة ۱۲۸۔ احمد (۱۳۸/۵) حاکم (۳۱/۳) البزار (۳۹۹۱)

اجتناب الشبهات

۱۰۳۸: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:
((الْحَلَالُ بَيْنَ، وَالْحَرَامِ بَيْنَ وَبَيْنَ ذَلِكَ شُبُهَاتٌ
فَمَنْ أَوْفَعَ بَيْنَهُنَّ فَهُوَ قِيمٌ أَنْ يَأْتِمَ وَمَنْ اجْتَنَبَهُنَّ،
فَهُوَ أَوْفَرُ لِدِينِهِ، كَمُرْتَعٍ إِلَى جَنْبِ حِمَى، أَوْ
شَكَّ يَقَعُ فِيهِ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمَى، وَحِمَى اللَّهِ
الْحَرَامُ)).

ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں سرخ نیلے
کے پاس ان کی قبر دکھاتا۔“

جنت اور جہنم کی نزدیکی کے بارے میں

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: ”جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے
اور جہنم بھی اسی طرح ہے۔“

نیکیوں کے بڑھنے اور شرک کی مذمت کے بارے میں
سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمیں صادق و مصدق (محمد ﷺ) نے
اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا: ”نیکی کا بدلہ دس گنا یا اس سے بھی زیادہ عطا کرتا ہوں اور
برائی کا بدلہ ایک گنا دوں گا یا اسے بھی معاف کر دوں گا۔ (اے
میرے بندے!) اگر تو زمین کے لگ بھگ، گناہ لے کر مجھے ملے
تو میں تجھے اتنی ہی بخشش عطا کروں گا بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ
کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔“

مشتبہ چیزوں سے بچنے کے بارے میں

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: ”حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان
کچھ مشتبہ چیزیں ہیں۔ ممکن ہے کہ ان میں پڑنے والا گناہ میں پڑ
جائے اور جس نے ان (شبہات) سے بھی اجتناب کیا تو وہ اپنے
دین کو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہوگا۔ (شبہات میں پڑنے والے
کی) مثال اس چرواہے کی طرح ہے جو چراگاہ کے ارد گرد جانور
چراتا ہے، ممکن ہے کہ وہ (جانور دوسرے کے کھیت میں) گھس

جائے۔ ہر بادشاہ کا ایک ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ حرام کردہ چیزیں ہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۳۶۶۱۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۸۴۳) ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۲۲/۳-۳)

حیاء بھی ایک کا ایک حصہ ہے

الحیاء من الایمان

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حیا“ ایمان کا حصہ ہے اور میری امت میں سب سے زیادہ حیا کرنے والا عثمان ہے۔“

۱۰۳۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ وَأَحْيَا أُمَّتِي عُثْمَانُ)).

[الصحیحة: ۱۸۲۸]

تخریج: الصحیحة ۱۸۲۸۔ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۲۱/۶۲)

تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے

باب الایمان بالقدر

سیدنا عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا (الطیغ) کو پیدا کیا تو وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہی مومن تھے اور جب فرعون کو پیدا کیا تو وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہی کافر تھا۔“

۱۰۴۰: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مَرْفُوعًا: ((خَلَقَ اللَّهُ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا فِي بَطْنِ أُمِّهِ مُؤْمِنًا وَخَلَقَ فِرْعَوْنَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ كَافِرًا)).

[الصحیحة: ۱۸۳۱]

تخریج: الصحیحة ۱۸۳۱۔ ابو الشیخ فی التاریخ (ص: ۱۲۸) ابن حبیبہ فی حدیثہ (۲/۳۱) لللالکائی فی السنة (۱۰۲۱) ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/۱۹۰) والطبرانی فی الکبیر (۱۰۵۴۳) من طریق آخر عنه

فوائد: فرعون کا ماں کے پیٹ میں کافر ہونا زبردستی نہ تھا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جبر کرتے ہوئے اُس کو کافر پیدا کیا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فرعون نے جو ان اختیار سے جو مے اعمال کرنے تھے اللہ تعالیٰ کو ان کا روزِ اوّل ہی سے علم تھا اس لیے عالم الغیب پروردگار نے اپنی شانِ علم کا اظہار کرتے ہوئے ماں کے پیٹ میں ہی اس کا انجام لکھ دیا۔ مثال سے خوب سمجھ لیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کسی بھی مثال سے پاک ہے محض سمجھانے کے لیے عرض کرتا ہوں کہ طالب علم ابھی کمرہ امتحان میں ہے مگر استاذ صاحب نے پہلے ہی اپنے پاس لکھ لیا کہ یہ فیل ہے۔ طالب علم اپنی مرضی سے سوال حل کرتا ہے اس پر کوئی جبر نہیں لیکن اس کے باوجود وہ فیل ہو جاتا ہے تو اس میں قصور طالب علم ہی کا ہے استاذ صاحب کا کوئی جبر نہیں انہوں نے تو صرف اپنے علم سے اس کے کردار کو سامنے رکھ کر اندازہ لگایا جو سراسر ٹھیک نکلا۔ جب ایک ماہر استاذ کا اندازہ غلط نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ تو بالکل غلطی سے پاک ہیں۔

پانچ امور کا بیان جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

بیان امور الخمس لا یعلمھن الا اللہ

سیدنا عبد اللہ ؓ کہتے ہیں: میں نے سیدنا بریدہ ؓ سے سنا وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”پانچ چیزیں ہیں انھیں صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے: ﴿يَشْكُ اللَّهُ تَعَالَى﴾

۱۰۴۱: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي: بَرِيدَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ: ۱) إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ

کے پاس قیامت کا علم ہے وہی بارش نازل فرماتا اور جو ماں کے پیٹ میں ہے اسے جانتا ہے کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا ہے اور صحیح خبروں والا ہے۔ ﴿

تخریج: الصحیحة ۲۹۱۳۔ احمد (۵/۳۵۳) البزار (الكشف: ۲۲۳۹)

توحید کی فضیلت اور بخیل مالداروں کی

نذمت

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک رات کو نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اکیلے چل رہے تھے آپ کے ساتھ کوئی آدمی نہیں تھا۔ میں نے سمجھا کہ آپ ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی چلے۔ میں نے چاند کی روشنی میں چلنا شروع کر دیا۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے مجھے دیکھا اور پوچھا: ”یہ کون ہے؟“ میں نے کہا: میں ابوذر ہوں اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابوذر! ادھر آؤ۔“ میں آپ کے پاس گیا اور آپ کے ساتھ کچھ دیر چلتا رہا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: قیامت والے روز کثیر مال و دولت والے اجر و ثواب میں کم ہوں گے مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے (صدقہ کرتے ہوئے) اسے دائیں بائیں اور آگے پیچھے بکھیر دیا اور اس کے ذریعے نیک اعمال کئے۔“ پھر میں آپ کے ساتھ چلتا رہا حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: ”یہاں بیٹھ جاؤ۔“ آپ ﷺ نے مجھے ایسی ہموار زمین میں بٹھایا جس کے ارد گرد پتھر پڑے ہوئے تھے۔ پھر فرمایا: ”میرے واپس آنے تک یہاں بیٹھے رہو۔“ پھر آپ حوہ (کالے پتھروں والی زمین) کی طرف چلے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے آپ وہاں کافی دیر تک ٹھہرے رہے۔ پھر میں سنا آپ یہ فرماتے ہوئے آ رہے تھے: ”اگرچہ وہ چوری بھی کرے اور زنا بھی کرے۔“ جب آپ میرے پاس پہنچے تو مجھ سے صبر نہ

السَّاعَةِ وَيَنْزِلُ الْغَيْثُ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (لُقْمَانُ: ۳۳) ﴿﴾ [الصحیحة: ۲۹۱۴]

باب فضل التوحید و ذم المكثرين

البخل

۱۰۴۲: عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ يَمْشِي وَحْدَهُ لَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ: فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْهَرُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ، قَالَ فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ، قَالَ: فَالْتَفَتُ فَرَأَيْتِي، فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا؟)) فَقُلْتُ: أَبُو ذَرٍّ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ، قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! تَعَالَى)) قَالَ: فَامْشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُكْثَرِينَ هُمُ الْأَقْلَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللَّهُ خَيْرًا فَفَقَّحَ فِيهِ يَوْمِنَا وَشِمَالَهُ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ، وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًا)) قَالَ: فَامْشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً، فَقَالَ: ((اجْلِسْ هَاهُنَا)) فَقَالَ: فَأَجْلَسَنِي فِي فَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةً، فَقَالَ لِي: ((اجْلِسْ هَاهُنَا حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْكَ)) قَالَ: فَأَنْطَلَقُ فِي الْحَرَّةِ حَتَّى لَا أَرَاهُ، فَلَبِثْتُ عَنِّي، فَأَطَالَ اللَّبْثُ ثُمَّ بَأْنِي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ يَقُولُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ لَمْ أَصْبِرُ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ، مَنْ تُكَلِّمُ فِي حَابِئِ الْحَرَّةِ؟ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا، قَالَ: ((ذَاكَ جَبْرِيلُ عَرَضَ لِي فِي

جَانِبِ الْحَرَّةِ فَقَالَ: بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مِنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ: يَا جَبْرِيلُ! وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: قُلْتُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى؟ قَالَ: قُلْتُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى؟ قَالَ: نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخُمْرَ)). [الصحيحه: ۸۲۶]

ہوسکا اور میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے اللہ تعالیٰ آپ پر قربان کرے! آپ حرہ کے پہلو میں کس سے گفتگو کر رہے تھے؟ پھر آپ کو کوئی جواب بھی نہیں دے رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ جبریل تھا“ حرہ کے ساتھ ہی وہ مجھے ملے اور کہا: (اے محمد!) اپنی امت کو خوشخبری سنا دو کہ جو اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا: جبریل! اگرچہ اس نے چوری بھی کی ہو اور زنا بھی کیا ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: اگرچہ اس نے چوری بھی کی ہو اور زنا بھی کیا ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: اگرچہ اس نے چوری بھی کی ہو اور زنا بھی کیا ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں اور اگرچہ اس نے شراب بھی پی ہو۔“

تخریج: الصحيحه ۸۲۶۔ بخاری (۶۳۴۲) والادب المفرد (۸۰۳) مسلم (الزكاة: ۳۳/۹۳) ترمذی (۲۶۳۳) مختصراً (احمد ۵/۵۲)

باب: درجات الجنة واعلاها

۱۰۴۳: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَصَلَّى الصَّلَاةَ وَحَجَّ الْبَيْتَ، لَا أَدْرِي أَذَكَرَ الزَّكَاةَ أَمْ لَا. إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ إِنَّ هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مَكَتْ بِأَرْضِهِ الَّتِي وَلَدَ بِهَا)) قَالَ مُعَاذٌ: أَلَا أُخْبِرُ بِهَا النَّاسُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ذَرِ النَّاسَ يَعْمَلُونَ فَإِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِثَّةَ دَرَجَةٍ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالْفِرْدَوْسِ أَعْلَى الْجَنَّةِ وَأَوْسَطُهَا، وَفَوْقَ ذَلِكَ عَرْشُ الرَّحْمَنِ، وَمِنْهَا تَفْجَرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ)).

[الصحيحه: ۱۹۱۳]

باب: جنت کے درجات اور بلند ترین درجے کا بیان
سیدنا معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے نماز قائم کی اور بیت اللہ کا حج کیا۔ مجھے اس بات کا علم نہ ہوسکا کہ آیا آپ نے زکاۃ کا ذکر کیا یا نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اسے بخش دے اگرچہ اس نے اللہ کے راستے میں ہجرت کی ہو یا اپنے پیدائشی علاقے میں ٹھہرا ہوا ہو۔“ سیدنا معاذ نے کہا: کیا میں لوگوں کو یہ حدیث بیان کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رہنے دو تا کہ وہ مزید عمل کرتے رہیں کیونکہ جنت میں سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ زمین و آسمان کے مابین ہے اور جنت کا اعلیٰ و افضل مقام فردوس ہے اس کے اوپر جہنم کا عرش ہے وہاں سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔“

تخریج: الصحیحة ۱۹۱۳۔ ترمذی (۲۵۳۰) احمد (۲۳۰/۵) طبرانی فی الکبیر (۱۵۷/۲۰) طبری فی التفسیر (۳۷/۱۲)

تحويل دار المضمومة

مضمومه علاقہ کو تبدیل کر لینا

۱۰۴۴: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ كُنَّا فِي دَارٍ كَثِيرٍ فِيهَا عَدَدُنَا، وَكَثِيرٌ فِيهَا أَمْوَالُنَا، فَتَحَوَّلْنَا إِلَى دَارٍ أُخْرَى، فَقُلْتُ فِيهَا عَدَدُنَا، وَقُلْتُ فِيهَا أَمْوَالُنَا، فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ذَرُوهَا ذَمِيمَةً)). [الصحیحة: ۷۹۰]

تخریج: الصحیحة ۷۹۰۔ الادب المفرد (۹۱۸) ابوداود (۳۹۳۳) الضیاء فی المختارة (۱۵۲۹)

فوائد: یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ کئی علاقے حد درجہ زرخیز اور باعث خیر و برکت ہوتے ہیں۔ تھوڑی سی محنت سے اللہ تعالیٰ زیادہ برکت عطا فرماتے ہیں اور کچھ علاقے ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں کاروبار اور رہن سہن کے لیے مواقع اور سہولتیں بہت کم ہوتی ہیں جس کی وجہ سے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بہر حال حدیث کے مفہوم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی علاقہ یا رہائش نامناسب معلوم ہوتا ہو تو وہاں سے کوچ کر جانے میں کوئی حرج نہیں۔

باب: الرؤيا الصالحة جزء من النبوة

باب: اچھا خواب نبوت کا حصہ ہے

۱۰۴۵: عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةِ وَعَشْرِينَ جُزْءًا آمَنَ النَّبُوءَةُ)). [الصحیحة: ۱۸۶۹]

تخریج: الصحیحة ۱۸۶۹۔ خطیب فی التاريخ (۱۸۹/۵)

۱۰۴۶: عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ ابْنِ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، فَقَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى، فَقُلْتُ: لَا أَدْرِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَيْفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ، ثُمَّ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: فِي الْكُفَّارَاتِ وَالذَّرَجَاتِ، قَالَ: وَمَا الْكُفَّارَاتُ؟ قُلْتُ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي السَّبَرَاتِ وَنَقْلُ الْأَقْدَامِ

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اپنے رب کو بہت حسین صورت میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا: اشراف فرشتوں کی جماعت کس چیز میں جھگڑا کرتی ہے؟ میں نے کہا: میں تو نہیں جانتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ مجھے انگلیوں کی ٹھنڈک بھی محسوس ہوئی۔ پھر پوچھا: سردار فرشتوں کی جماعت کس چیز میں بحث مباحثہ کرتی ہے؟ میں نے کہا: کفارات اور درجات میں۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: کفارات سے کیا مراد ہے؟ میں نے کہا:

إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَانْتَظَرُ الصَّلَاةَ بَعْدَ الصَّلَاةِ
قَالَ: فَمَا الدَّرَجَاتُ؟ قُلْتُ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ،
وِافْسَاءُ السَّلَامِ، وَصَلَاةٌ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ،
قَالَ: قُلْتُ: مَا أَقُولُ؟ قَالَ: قُلِ اللَّهُمَّ! إِنِّي
أَسْأَلُكَ عَمَلًا بِالْحَسَنَاتِ، وَتَرْكًا لِلْمُنْكَرَاتِ
وَإِذَا أَرَدْتَ فِي قَوْمٍ فِتْنَةً وَأَنَافِيَهُمْ فَأَقِصْنِي
إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ)). [الصحيحه: ۳۱۶۹]

سردیوں میں مکمل وضو کرتا، نماز باجماعت کے لئے (مساجد کی طرف) چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے انتظار کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: درجات سے کیا مراد ہے؟ میں نے کہا: کھانا کھانا، سلام عام کرنا اور جب رات کو لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کہا: کہو۔ میں نے کہا: کیا کہوں؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہو: اے اللہ! میں تجھ سے نیکیاں کرنے اور برائیوں کو ترک کر دینے کا سوال کرتا ہوں اور جب تو لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرنا چاہے اور میں وہاں موجود ہوں تو مجھے فتنے سے بچا کر موت دے دینا۔“

تخریج: الصحيحه ۳۱۶۹۔ طبرانی فی الدعاء (۱۳۱۲) خطیب فی التاريخ (۱۵۱/۸)

باب المخاللة بعد التفكير

۱۰۴۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنِ يَخَالِلُ)). [الصحيحه: ۹۲۷]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔“

تخریج: الصحيحه ۹۲۷۔ ابوداؤد (۳۸۳۳) ترمذی (۲۳۷۸) احمد (۳۰۳/۳) حاکم (۱۷۱/۳)

دخول الاطفال فى الجنة

۱۰۴۸: عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: ((سَأَلْتُ رَبِّي الْلَّاهِبِينَ فَأَعْطَانِيَهُمْ، قُلْتُ: وَمَا الْلَّاهِبُونَ؟ قَالَ: دُرَارِيُّ الْبَشَرِ)). [الصحيحه: ۱۸۸۱]

بچوں کا جنت میں داخل ہونا
سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے ”لاہبین“ کا سوال کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ عطا کر دیئے۔“ میں نے کہا کہ ”لاہبین“ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”انسانی بچے۔“

تخریج: الصحيحه ۱۸۸۱۔ ابوطاھر المخلص (۲۳/۹) الضیاء فی المختارة (۲۶۹) تمام الرازی فی الفوائد (۱/۱۲۳)

فوائد: یعنی ایسے بچے جو بالغ ہونے سے پہلے مر جاتے ہیں وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

باب: من امور الجاهلية

۱۰۴۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((شُعْبَانٌ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُهُمَا النَّاسُ أَبَدًا: النِّكَاحَ وَالطَّعْنَ فِي الْأَنْسَابِ)).

باب: دور جاہلیت کے افعال
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ جاہلیت کے دو امور کو ترک نہیں کریں گے: نوحہ کرنا اور نسب میں طعن کرنا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۸۹۲۔ احمد (۲/ ۳۳۱) الادب المفرد (۳۹۵) مسلم (۶۸) من طریق آخر عنه باختلاف

باب الکبائر

کبیرہ گناہوں کے بارے میں

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ آپ ؐ نے فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شرک کرنا“ اللہ کی شفقت سے ناامید ہونا اور اس کی رحمت سے مایوس ہونا۔“

۱۰۵۰: عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: مَا الْكِبَائِرُ قَالَ: ((الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالْإِيَّاسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ، وَالْقَنُوطُ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ)).

[الصحیحة: ۲۰۵۱]

تخریج: الصحیحة ۲۰۵۱۔ البزار (الكشف: ۱۰۶) والطبرانی کما فی المجمع (۱/ ۱۰۴) ابن ابی حاتم فی التفسیر (۳/ ۹۳۱)

نجاشی کی نماز جنازہ پڑھنا

سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نجاشی کی وفات کی خبر ملی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی نماز جنازہ ادا کرو۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! حبشی آدمی جو مسلمان نہیں تھا اس کی نماز جنازہ کیسے پڑھیں؟ اللہ تعالیٰ نے جواباً یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يَقِينًا اهل كتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور تمھاری طرف جو اتارا گیا ہے اور ان کی جانب جو نازل ہوا اس پر بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی تھوڑی قیمت پر بیچتے بھی نہیں ہیں۔﴾

صلاة على النجاشي

۱۰۵۱: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ النَّجَاشِيِّ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((صَلُّوا عَلَيْهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نُصَلِّي عَلَى عَبْدِ حَبَشِيٍّ لَيْسَ بِمُسْلِمٍ) فَأَنْزَلَ اللَّهُ- عَزَّ وَجَلَّ- ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾)) (سورة آل عمران: ۱۹۹)

تخریج: الصحیحة ۳۰۴۳۔ نسائی فی الکبریٰ (۱۱۰۸۸) البزار (الكشف: ۸۳۲) الواحدی فی اسباب النزول (ص: ۱۰۴)

اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کے بارے میں

سیدنا ابورزین ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارا رب بندوں کی ناامیدی پر ہنستا ہے حالانکہ حالات کی تبدیلی قریب ہوتی ہے۔“ ابورزین نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ بھی ہنستے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اس پر ابورزین نے کہا: ”جو رب ہنستا ہو ہم اس کے ہاں خیر و بھلائی کو مفقود نہیں پاسکتے۔“

باب ضحك الله

۱۰۵۲: عَنْ أَبِي رَزِينٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ضَحِكُ رَبِّنَا عَزَّ وَجَلَّ مِنْ قَنُوطِ عِبَادِهِ، وَقُرْبِ فِرِّهِ)) فَقَالَ أَبُو رَزِينٍ: أَوْ يَضْحَكُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَالَ: ((لَنْ نَعْدِمَ مِنْ رَبِّ يَضْحَكُ خَيْرًا)).

[الصحیحة: ۲۸۱۰]

تخریج: الصحیحة ۲۸۱۰۔ الطیالسی (۱۰۹۲) احمد (۱۲/ ۱۲) ابن ماجہ (۱۸۱) ابن ابی عاصم فی السنة (۵۵۳)

فوائد: اس حدیث طیبہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت ”ضحک“ یعنی اللہ تعالیٰ کے مسکرانے کا ذکر ہے۔ اس حدیث سمیت کئی دیگر صحیح

احادیث میں بھی اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا ذکر موجود ہے۔ بخاری و مسلم کے الفاظ ہیں ”يُضَحِّكُ اللَّهُ إِلَى رَجُلَيْنِ“ صحیح بخاری کی ایک روایت ہے ”ضَحِكَ اللَّهُ اللَّيْلَةَ“ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ واقعاً مسکراتے ہیں لیکن اس مسکرانے کی کیفیت نامعلوم ہے۔ جس طرح اس کی شان کے لائق ہے وہ مسکراتا ہے۔ بعض گمراہ فرقوں نے اس کی تاویل کی ہے جو کہ ہرگز درست نہیں۔

طوبی لمن آمن برسولہ و صدقہ

جو رسول پر ایمان لائے اور تصدیق کرے اس کے لیے

خوشخبری ہے

سیدنا ابو عبد الرحمن جنی ﷺ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ہمیں دو سوار دکھائی دیے۔ جب آپ ﷺ نے انھیں دیکھا تو فرمایا: ”یہ دو کندی باشندے ہیں اور مذحج قبیلے سے ان کا تعلق ہے۔“ حتیٰ کہ وہ آپ کے پاس پہنچ گئے واقعی وہ مذحج قبیلے کے آدمی تھے۔ ان میں سے ایک بیعت کرنے کے لئے آپ کے قریب ہوا۔ جب آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو آدمی آپ کا دیدار کرے آپ پر ایمان لائے آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی پیروی کرے اسے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لئے خوشخبری ہے۔“ اس نے بیعت کی اور وہ پیچھے ہٹ گیا۔ پھر دوسرا آگے بڑھا جب آپ نے بیعت لینے کے لئے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو آدمی آپ پر ایمان لائے آپ کی تصدیق کرے آپ کی اطاعت کرے لیکن دیدار نہ کر سکے تو اسے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لئے خوشخبری ہے پھر خوشخبری ہے پھر خوشخبری ہے۔“ پھر آپ نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ پھیرا پھر اس نے آپ سے بیعت کی۔

۱۰۵۳: عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُهَنِيِّ، بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَلَعَ رَاكِبَانِ، فَلَمَّا رَأَاهُمَا قَالَ: ((كُنْدَيَانِ مَذْحِجِيَّانِ)) حَتَّى أَتْيَاهُ، فَإِذَا رَجَالٌ مِّنْ (مَذْحِجٍ) قَالَ: فَذَنَا إِلَيْهِ أَخَذَهُمَا لِيُبَايِعَهُ، قَالَ: فَلَمَّا أَخَذَ بِيَدِهِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ مَن رَأَى فَآمَنَ بِكَ وَصَدَّقَكَ وَاتَّبَعَكَ مَاذَا لَهُ؟ قَالَ: ((طُوبَى لَهُ)) قَالَ: فَمَسَحَ يَدَهُ فَأَنْصَرَفَ - ثُمَّ أَقْبَلَ الْآخَرَ حَتَّى أَخَذَ بِيَدِهِ لِيُبَايِعَهُ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ مَن آمَنَ بِكَ وَصَدَّقَكَ وَاتَّبَعَكَ، وَلَمْ يَرَكَ؟ قَالَ: ((طُوبَى لَهُ، ثُمَّ طُوبَى لَهُ ثُمَّ طُوبَى لَهُ)) قَالَ: فَمَسَحَ عَلَى يَدِهِ فَأَنْصَرَفَ -

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۳۲۔ احمد (۲/۱۵۲) البزار (الکشف: ۲۷۲۹) ابن ابی عاصم فی الاحاد والمثنائی (۲۵۷۸)

نخواست نہیں ہے

باب لا طیرۃ

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا: امی جان! مجھے کوئی حدیث بیان کرو جو آپ نے رسول اللہ

۱۰۵۴: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمَّاهُ! حَدِّثِي بَشَيْءٍ سَمِعْتِهِ مِنْ رَسُولِ

ﷺ سے سنی ہو۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بدشگونى تقدیر کے تابع ہے۔“ اور آپ کو اچھی فال پسند تھی۔

اللَّهُ ﷻ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الطَّيْرُ تَجْرِي بِقَدَرٍ، وَكَأَن يُعْجِبُهُ الْقَالَ الْحَسَنُ))

[الصحيحة: ۸۶۰]

تخریج: الصحيحة ۸۶۰۔ احمد (۱۲۹/۶) (۱۳۰) حاکم (۳۲/۱) ابن ابی عاصم فی السنة (۲۵۳)

الطيرة شرک

نحوست پکڑنا شرک ہے

۱۰۵۵: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا: ((الطَّيْرَةُ بِشْرُكَ وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَذْهَبُهُ بِالْتَوَكُّلِ)). [الصحيحة: ۴۲۹]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”برا شگون شرک ہے اور ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کے دل میں بدشگونى کا خیال نہ پیدا ہوتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ تو کل کے ذریعے اس چیز کو ختم کر دیتا ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۴۲۹۔ الادب المفرد (۹۰۹) ابو داود (۳۹۱۰) ترمذی (۱۱۱۳) ابن ماجہ (۳۵۳۸)

باب: انواع الظلم وما لا يغفر ولا

باب: ظلم کی اقسام اور وہ بھی جو معاف ہونہ چھوڑا

يترك

جائے گا

۱۰۵۶: عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: ((الظُّلْمُ ثَلَاثَةٌ، فَظُلْمٌ لَا يَتْرُكُهُ اللَّهُ، وَظُلْمٌ يُغْفَرُ، وَظُلْمٌ لَا يُغْفَرُ فَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي لَا يُغْفَرُ فَالشَّرْكُ لَا يُغْفَرُهُ اللَّهُ وَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي يُغْفَرُ فَظُلْمُ الْعَبْدِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ، وَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي لَا يَتْرُكُ فَظُلْمُ الْعِبَادِ، فَيَقْتَضِ اللَّهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ)). [الصحيحة: ۱۹۲۷]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ظلم کی تین اقسام ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ ایک ظلم کو کسی صورت میں نہیں چھوڑے گا، (۲) ایک ظلم کو بخش دے گا اور (۳) ایک ظلم معاف نہیں کیا جائے گا۔ جس ظلم کو کسی صورت میں نہیں چھوڑا جائے گا وہ شرک ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔ جس ظلم کو بخش دیا جائے گا وہ اللہ اور بندے کے مابین کیا ہوا اس کا ظلم ہے اور وہ ظلم جس کو معاف نہیں کیا جائے گا وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر کیا ہوا ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر صورت میں بعض (مظلوموں) کو بعض (ظالموں) سے قصاص دلوئے گا۔“

تخریج: الصحيحة ۱۹۲۷۔ طیبی (۲۱۰۹) ابونعیم فی الحلیة (۳۰۹/۶) البزار (الکشف: ۳۳۳۹) من طریق آخر عنه

معية الله لعبده اذا دعاء

اللہ کا بندے کے (قدرت کے اعتبار سے) ساتھ ہونا

جب بندہ اس کو پکارے

۱۰۵۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جو وہ مجھ سے گمان کرتا ہے اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔“

عَبْدِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِي)).

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۳۲۔ الادب المفرد (۶۱۶) مسلم (الذکر: ۱۹/۲۱۷۵) ترمذی (۲۳۸۸) احمد (۵۳۹/۲)

زمانے کو برا کہنے کی مذمت

باب ذم سب الدهر

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آدم کا بیٹا مجھے تکلیف دیتا ہے وہ کہتا ہے: ہائے زمانے کی ناکامی و نامرادی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ زمانے کو برا بھلا کہتا ہے۔ تم میں سے کوئی بھی ایسے نہ کہا کرے: ہائے زمانے کی ناکامی کیونکہ میں (اللہ) زمانہ ہوں میں دن اور رات کو الٹ پلٹ کرتا ہوں اور جب میں چاہوں گا ان کا سلسلہ ختم کر دوں گا۔“

۱۰۵۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: يُوْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ، يَقُولُ: يَا خَبِيْثُ الدَّهْرِ وَفِي رَوَايَةٍ: يَسُبُّ الدَّهْرَ. فَلَا يَقُوْلُنَّ أَحَدُكُمْ يَا خَبِيْثُ الدَّهْرِ فَإِنِّي أَنَا الدَّهْرُ أَقْلَبُ لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ، فَإِذَا شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا)).

تخریج: الصحیحۃ ۵۳۱۔ بخاری ۵۳۱۔ بخاری (۳۸۲۶) مسلم (۲۲۳۶/۵) ابو داود (۵۲۷۳) احمد (۲۷۲۱۳۸/۳)

فوائد: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی کارگیری پر حرف آتا ہو۔ بدلتے موسم تند و تیز ہوائیں اور آندھیوں وغیرہ کا مرکز و محور اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

باب: کفار کے متعلق چند آیات کی تفسیر

باب: تفسیر آیات ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ﴾

بما انزل الله..... ﴿وَانْهَآ فِی الْكُفَّارِ﴾

سیدنا براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہ پورے اور پختہ کافر ہیں﴾ (سورۃ مائدہ: ۴۳) ﴿اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق حکم نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں﴾ (سورۃ مائدہ: ۴۵) ﴿اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ سے ہی حکم نہ کریں وہ بدکار فاسق ہیں﴾ (سورۃ مائدہ: ۴۷) یہ تمام آیات کفار کے بارے میں نازل ہوئیں۔“

۱۰۵۹: عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((قَوْلُهُ: وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ)). وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ، وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ قَالَ: هِيَ فِي الْكُفَّارِ كُلِّهَا)).

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۰۳۔ احمد (۲۸۶/۲) مسلم (۱۷۰۰) ابو داود (۳۳۳۸) ابن ماجہ (۲۳۲۷) نسائی فی الکبریٰ

(۱۱۱۳۳) الروایات مطولة ومختصرة

باب: من آداب الواجبه مع الله

۱۰۶۰: عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ صَبِيٍّ امْرَأَةٍ مِنْ جُهَيْنَةَ، قَالَتْ: إِنَّ حَبْرًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ تُشْرِكُونَ! تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ وَتَقُولُونَ: وَالْكُفَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((قُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شِئْتَ وَقُولُوا وَرَبِّ الْكُفَّةِ)). [الصحيحة: ۱۳۶]

باب:

جہینہ قبیلہ کی خاتون سیدہ قتیلہ بنت صبی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک یہودی عالم نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: تم لوگ شرک کرتے ہو کیونکہ تم کہتے ہو: جو اللہ چاہے اور تم چاہو اور تم کعبہ کی قسم اٹھاتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سن کر (صحابہ سے) فرمایا: ”تم کہا کرو: جو اللہ چاہے اور پھر تم چاہو اور قسم اٹھاتے وقت کہا کرو: رب کعبہ کی قسم۔“

تخریج: الصحيحة ۱۳۶۔ طحاوی فی المشکل (۱/۳۵۷) احمد (۱/۳۷۱-۳۷۲) حاکم (۲/۲۷۹) بیہقی (۲/۲۱۶)

فوائد: یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کسی کا کوئی حصہ نہیں ہے، وہی کچھ ہوتا ہے جو صرف وہ چاہتا ہے نیز صرف اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانی چاہئے۔

اهل الجاهلية يتطيرون من الدار

والمرأة والفرس

۱۰۶۱: عَنْ أَبِي حَسَّانٍ، قَالَ: ((دَخَلَ رَجُلَانِ مِنَ بَنِي عَامِرٍ عَلَى عَائِشَةَ: فَأَخْبَرَاهَا أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ: الطَّيْرَةُ مِنَ الدَّارِ وَالْمَرْءَةُ وَالْفَرَسُ)) فَقَضِبْتُ فَطَارَتْ شِقَّةٌ مِنْهَا فِي السَّمَاءِ وَشِقَّةٌ فِي الْأَرْضِ وَقَالَتْ: وَالَّذِي أَنْزَلَ الْفَرَاقَانَ عَلَى مُحَمَّدٍ مَا قَالَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَطُّ، إِنَّمَا قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَنْتَطِرُونَ مِنْ ذَلِكَ)).

تھے

ابو حسان کہتے ہیں: بنو عامر قبیلہ کے دو آدمی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جاہلیت میں لوگ کہا کرتے تھے کہ گھر میں عورت میں اور گھوڑے میں نحوست ہوتی ہے۔“ سیدہ عائشہ غصے میں آگئیں اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ پر فرقان (قرآن) نازل کیا! رسول اللہ ﷺ نے ایسی بات ارشاد نہیں فرمائی۔ آپ ﷺ نے تو فرمایا تھا: ”جاہلیت والے ان چیزوں سے برا شگون لیتے ہیں۔“

تخریج: الصحيحة ۹۹۳۔ احمد (۱/۱۵۰-۱۵۱) طحاوی فی المشکل (۱/۳۳۱) حاکم (۲/۲۷۹)

باب بیان خاتم النبوة

۱۰۶۲: عَنْ أَبِي نُضْرَةَ الْعَوْفِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنْ خَاتَمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ:

مہرت نبوت کا بیان

ابونضرہ عوفی کہتے ہیں: میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی مہر کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: نبوت کی مہر

((كَانَ خَاتَمُ النَّبُوَّةِ فِي ظَهْرِهُ بَضْعَةً نَاشِئَةً)). آپ کی کمر میں گوشت کا ابھرا ہوا ایک ٹکڑا تھا۔

تخریج: الصحیحہ ۲۰۹۳۔ ترمذی فی الشمانل (۲۱) بخاری فی التاریخ (۴۳/۲) بغوی فی الانوار (۱۸۲) احمد (۲۹/۳) بیہقی فی الدلائل (۲۶۵/۱) باختلاف

باب فضل مخافة الله مع التوحيد

۱۰۶۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ إِلَّا التَّوْحِيدَ، فَلَمَّا احْتَضَرَ قَالَ لِأَهْلِهِ: انْظُرُوا: إِذَا أَنَامْتُ أَنْ يُحَرِّقُوهُ حَتَّى يَدْعُوهُ حُمَامٌ ثُمَّ أَطْحَنُوهُ ثُمَّ اذْرُوهُ فِي يَوْمٍ رِيحٍ [ثُمَّ اذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبُرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ، فَوَاللَّهِ لَئِنْ قَدَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ لِيُعَذِّبَنِي عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ] فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوا ذَلِكَ بِهِ [فَأَمَرَ اللَّهُ الْبُرِّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ، وَأَمَرَ الْبَحْرِ فَجَمَعَ مَا فِيهِ] فَإِذَا هُوَ [قَائِمٌ] فِي قَبْضَةِ اللَّهِ فَقَالَ اللَّهُ: عَزَّوَجَلَّ يَا ابْنَ آدَمَ! مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ؟ قَالَ: أَيُّ رَبِّ! مِنْ مَخَافَتِكَ وَفِي طَرِيقِ آخَرٍ: مِنْ خَشْيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ. قَالَ: فَفَقَرَّ لَهُ بِهَا، وَلَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ إِلَّا التَّوْحِيدَ)).

اللہ کے خوف کی فضیلت توحید کے ساتھ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے ایک آدمی تھا اس نے کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا، ماسوائے توحید کے۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے کنبے والوں سے کہا: غور سے سنو! اگر میں مر گیا تو مجھے جلا کر کولہ بنا دینا پھر پیس کر نصف خشکی کی ہوا میں اڑا دینا اور نصف سمندر میں بہا دینا۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر آگیا تو وہ مجھے ایسا شدید عذاب دے گا جو جہانوں میں کسی کو نہ دیا ہوگا۔ جب وہ مر گیا تو انھوں نے ایسے ہی کیا۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے خشکی کو حکم دیا اس نے اس کے ذرات کو جمع کر دیا اور سمندر کو حکم دیا اس نے بھی اس کے اجزا کو جمع کر دیا، اچانک (اسے وجود عطا کیا گیا اور) وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں کھڑا نظر آیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: ابن آدم! تجھے تیرے اس کام پر کس چیز نے اکسایا؟ اس نے کہا: اے میرے رب! (میں نے سارا کچھ) تیرے ڈر سے (کروایا) اور تو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے ڈرنے کی وجہ سے معاف کر دیا۔ حالانکہ اس کا کوئی نیک عمل نہیں تھا، ماسوائے توحید کے۔“

تخریج: الصحیحہ ۳۰۴۸۔ احمد (۳۰۴/۲) بخاری (۳۴۸۱) مسلم (۲۷۵۹) من طریق آخر بمعناہ

باب تحريم الجنة على من قتل نفسه

۱۰۶۴: عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَانَ فَيَمُنُ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزَعَ فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهِ يَدَهُ، فَمَا رَقَا الدَّمُ حَتَّى مَاتَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)).

جس نے خودکشی کی اس پر جنت حرام ہے

سیدنا جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے ایک آدمی تھا وہ زخمی ہو گیا اور زخم کو برداشت نہ کر سکا اس نے چھری لی اور اپنے ہاتھ کو کاٹ دیا۔ خون بہتا رہا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کہا: میرے بندے نے اپنی جان کے معاملے میں مجھے سے سبقت لینا چاہی، اس لئے میں نے

[الصحيحة: ۳۰۱۳] اس پر جنت حرام کر دی۔“

تخریج: الصحيحۃ ۳۰۱۳۔ بخاری (۳۳۶۳) مسلم (۱۱۳) احمد (۳۱۲/۳)
فوائد: معلوم ہوا کہ صبر و تحمل کے ساتھ تکالیف کو برداشت کرنا چاہئے۔ بے تاب اور مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

ادعاء نسب من الکفر

۱۰۶۵: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُفْرٌ بِالْمَرْءِ إِدْعَاءُ نَسَبٍ لَا يَعْرِفُهُ، أَوْ جَحْدُهُ وَإِنْ دَقَّ)).

[الصحيحة: ۳۳۷۰]

تخریج: الصحيحۃ ۳۳۷۰۔ ابن ماجہ (۲۷۴۳) طبرانی فی الاوسط (۷۹۱۵) والصغیر (۱۰۸/۲) احمد (۲۱۵/۳)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس خاندان میں پیدا کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے پر راضی ہو کر اسی کی طرف منسوب ہونا چاہئے۔ عزتوں اور ذلتوں کے فیصلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں نہ کہ کسی خاندان کی عظمت و بڑائی میں۔

اسلام کی نشانیوں کے بارے میں

سیدنا معاویہ بن حیدہ ؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں نے اپنی انگلیوں کی تعداد کے برابر قسمیں اٹھائی تھیں کہ نہ آپ کے پاس آؤں گا اور نہ آپ کے دین کو اختیار کروں گا، لیکن اب میں آ گیا ہوں۔ میں ایک بے سمجھ سا انسان ہوں اور مجھے کچھ علم نہیں سوائے اس کے جو اللہ اور رسول مجھے سکھائیں گے، اب میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ کے رب نے آپ کو کون سی چیز کے ساتھ مبعوث کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام کے ساتھ“ میں نے کہا: اسلام کی علامتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”تیرا یہ کہنا کہ میں نے اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے لئے مطہج کر دیا اور اس کے حق میں دست بردار ہو گیا اور نماز قائم کرنا اور زکاۃ ادا کرنا۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے حرمت والا ہے، دو بھائیوں میں سے ہر ایک دوسرے کی مدد کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ مشرک کے مسلمان ہونے کے بعد اس کا کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں کرتے

باب آیات الاسلام

۱۰۶۶: عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حِجْدَةَ، قَالَ: ((قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى حَلَقْتُ أَكْثَرَ مِنْ عِدَدِهِمْ، لِأَصَابِعِ يَدَيْهِ. أَلَا أَتَيْكَ وَلَا أَتِي دِينِكَ، وَإِنِّي كُنْتُ أَمْرًا لَا أُعْقِلُ شَيْئًا إِلَّا مَا عَمَّمَنِي اللَّهُ وَرَسُولُهُ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَجْهِ اللَّهِ. عَزَّوَجَلَّ. بِمَا بَعَثْتَ رَبَّنَا إِلَيْنَا؟ قَالَ: بِالْإِسْلَامِ. قَالَ: قُلْتُ وَمَا آيَاتُ الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: أَنْ تَقُولَ: أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَتَخْلُيَتْ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، كُلُّ مُسْلِمٍ عَلَى مُسْلِمٍ مُحَرَّمٌ: أَخَوَانُ نَصِيرَانِ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ مُشْرِكٍ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ عَمَلًا أَوْ يَفَارِقُ الْمُشْرِكَيْنِ إِلَى الْمُسْلِمِينَ)).

جب تک وہ مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کی طرف نہ آجائے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۶۹ - نسائی (۲۵۶۹) حاکم (۲۰۰/۳) احمد (۴/۵)

باب اعجاب الفال

فال کے پسندیدہ ہونے کے بارے میں

عبداللہ بن بریدہ ؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی چیز سے بدشگونی اور بری فال نہیں لیتے تھے۔ جب کسی کو عامل بنا کر کہیں بھیجنے کا ارادہ کرتے تو اس کا نام پوچھتے۔ اگر اس کا نام پسند آجاتا تو اس سے خوش ہوتے اور خوشی کے آثار آپ کے چہرے پر نظر آتے اور اگر اس کا نام آپ کو ناپسند ہوتا تو (کراہت کی علامتیں) چہرے پر دکھائی دیتیں۔ اسی طرح جب کسی گاؤں میں داخل ہوتے تو اس کا نام پوچھتے، اگر آپ کا پسندیدہ نام ہوتا تو خوش ہو جاتے اور خندہ روئی کے آثار نظر آتے تھے اور اگر ناپسندیدہ نام ہوتا تو چہرے پر ناپسندیدگی کی نشانیاں دکھائی دیتی تھیں۔

تخریج: الصحیحة ۷۲ - ابوداؤد (۳۹۲۰) ابن حبان (۵۸۲۷) احمد (۵/۳۲۷-۳۲۸)

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نیک شگون لیتے تھے نہ بری فال۔ البتہ اچھا نام آپ کو پسند تھا۔

۱۰۶۸: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ لَا يَتَقَفَّاءُ لَوْلَا يَنْتَقِيرُ، وَيَعْجَبُ الْأَسْمُ الْحَسَنُ)). [الصحیحة: ۷۷۷]

تخریج: الصحیحة ۷۷۷ - احمد (۱/۳۵۷-۳۵۸) طيالسی (۲۶۹۰) بغوی فی شرح السنة (۳۲۵۳)

جس کو جس کے لیے پیدا کیا ہے وہ اسی کے لیے

باب کل میسر لما خلق له

آسان ہے

سیدنا ابودرداء ؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ جو عمل کر رہے ہیں آیا ان کا (پہلے ہی سے فیصلہ کر کے) ان سے فارغ ہوا جا چکا ہے یا ہم از سر نو عمل کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس معاملے (کا فیصلہ کر کے) اس سے فراغت حاصل کی جا چکی ہے۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر عمل کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی کو جس

۱۰۶۹: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ مَا نَعْمَلُ أَمْرٌ قَدْ فُرِّغَ مِنْهُ أَمْ أَمْرٌ نَسْتَأْنِفُهُ؟ قَالَ: بَلْ أَمْرٌ قَدْ فُرِّغَ مِنْهُ، قَالُوا: فَكَيْفَ الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((كُلُّ أَمْرٍ مِثْلُ مَهْيَا لِمَا خُلِقَ

عمل کیلئے پیدا کیا گیا، اسے اسی کے لئے استعمال کیا جائے گا۔“

لہ۔ [الصحیحة: ۲۰۳۳]

تخریج: الصحیحة ۲۰۳۳۔ احمد (۲۴۱/۶) حاکم (۲۶۲/۲) البزار (الکشف: ۲۱۳۸)

شرک اور قتل کی مذمت

خالد بن دہقان کہتے ہیں: ہم غزوہ قسطنطینیہ کے دوران ذلّیہ مقام پر تھے، فلسطین کے اعلیٰ و اشرف لوگوں میں سے ایک آدمی ہمارے پاس آیا، اس کا نام ہانی بن کلثوم بن شریک کنانی تھا۔ اس نے عبد اللہ بن ابوزکریا کو سلام کہا اور وہ اس کے حق کو پہچانتا تھا، خالد نے ہمیں کہا: ہمیں عبد اللہ بن زکریا نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا سے سنا، وہ کہتی ہیں کہ میں نے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گنہگار کو بخش دے، ماسوائے اس کے جو شرک کی حالت میں مرایا وہ مومن جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا۔“

باب ذم القتل و الشرک

۱۰۷۰: عَنْ خَالِدِ بْنِ دِهْقَانَ، قَالَ: كُنَّا فِي غَزْوَةِ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ (ذُلْقِيَّة) فَأَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ فَلَسْطِينَ مِنْ أَشْرَافِهِمْ وَجَبَّارِهِمْ، وَيَعْرِفُونُ ذَلِكَ لَهُ، يُقَالُ لَهُ: هَانِي بْنُ كَلْثُومِ بْنِ شَرِيكِ الْكَنَانِيِّ، فَسَلَّمَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي زَكَرِيَّا، وَكَانَ يَعْرِفُ لَهُ حَقَّهُ، قَالَ لَنَا خَالِدٌ: فَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زَكَرِيَّا، قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفِرَهُ إِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا، أَوْ مُؤْمِنٌ قُتِلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا)). [الصحیحة: ۵۱۱]

تخریج: الصحیحة ۵۱۱۔ ابو داود (۲۲۷۰) ابن حبان (۵۹۸۰) حاکم (۳۵۱/۳)

قیامت کے دن تمام رشتے ٹوٹ جائیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن میری سرالی و درھیالی رشتہ داری کے سوا سب رشتے ختم ہو جائیں گے۔“ یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

باب کل سبب منقطع يوم القيامة

۱۰۷۱: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُّ سَبَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي)) رَوَى مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَالْمُسَوَّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۳۲۔ (۱) ابن عباس، طبرانی فی الکبیر (۱۱۲۱) خطیب فی التاریخ (۲/۱۰) (۲) عمر: ابوبکر الشافعی فی الفوائد (۱۲۰۳) خطیب فی التاریخ (۱۸۲/۶) حاکم (۱۳۲/۳) (۳) المسور: احمد (۳۲۳/۳) (۴) ابن عمر رضی اللہ عنہما: ابن عساکر (۱۵/۷۱)

ہر چیز تقدیر کے ساتھ بندھی ہوئی ہے

طاؤس یمانی کہتے ہیں: جتنے صحابہ کرام سے میری ملاقات ہوئی وہ سب یہی کہتے تھے: ہر چیز تقدیر سے ہے طاؤس کہتے ہیں اور میں

کل شیء معلق بالقدر

۱۰۷۲: عَنْ طَاوُسِ الْيَمَانِيِّ أَنَّهُ قَالَ: ((أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر چیز تقدیر سے ہے حتیٰ کہ سادگی اور ہوشیاری بھی۔“

يَقُولُونَ: كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ قَالَ طَاوُسٌ: وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ، حَتَّى الْعِجْزُ وَالْكَيْسُ أَوْ الْكَيْسُ وَالْعِجْزُ)).

تخریج: الصحیحۃ ۸۷۱۔ مالک فی الموطا (۲/۸۹۹) مسلم (۲/۲۶۵۵) بخاری فی خلق افعال العباد (۱۲۱) احمد (۲/۱۱۰)

باب: غیر اللہ کی قسم کھانا لفظی یا قلبی شرک ہے

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ”اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قسم اٹھانا شرک ہے۔“

باب: الحلف بغير الله شرک لفظی او قلبی

۱۰۷۳: عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُلُّ يَمِينٍ يَحْلِفُ بِهَا دُونَ اللَّهِ شُرْكَ)). [الصحیحۃ: ۲۰۴۲]

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۴۲۔ بغوی فی الجعديات (۲۳۳۲) حاکم (۱/۱۸) احمد (۲/۱۲۵) ترمذی (۱۵۳۵) ابوداؤد (۳۲۵۱) بمعناه

جس راستے پر چلا جائے گا اسی کی منزل پر پہنچے گا

سیدنا یزید بن مرثد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جیسے کانٹوں سے انگوٹھیں بنے جاتے اسی طرح نیک، بدوں کی جگہ میں نہیں جائیں گے۔ جس راستے پر چلنا چاہتے ہو چلو (لیکن اتنا یاد رکھو کہ) جو بھی راستہ اختیار کرو گے اسی پر چلنے والوں کے پاس پہنچ جائے گا۔“

۱۰۷۴: عَنْ يَزِيدَ بْنِ مَرْثَدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَمَا لَا يُحْتَمَى مِنَ الشَّوْكِ الْعَنْبُ كَذَلِكَ لَا يَنْزِلُ الْإِبْرَارُ مَنَازِلَ الْفُجَّارِ فَاسْلُكُوا أَيَّ طَرِيقٍ شِئْتُمْ فَإِنَّ طَرِيقَ سَلَكْتُمْ وَرَدَّكُمْ عَلَى أَهْلِهِ)). [الصحیحۃ: ۲۰۴۶]

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۴۶۔ ابونعیم فی الحلیۃ (۱۰/۳۱) مرسلابن ابونعیم فی اخبار اصبهان (۱/۱۱۲) ابن عساکر (۱/۱۹۳) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ بمعناه

فوائد: انسان کو چاہئے کہ نیکوں والا راستہ اختیار کرے تاکہ وہ نیک لوگوں کے پاس پہنچ جائے۔ کیونکہ نیک اور بد کا انجام یکساں نہیں ہوگا۔

انجام کی حقیقت خاتمہ پر ہے

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اس وقت تک کسی آدمی کے بارے میں اچھی یا بری بات نہیں کہوں گا جب تک یہ نہ دیکھ لوں کہ کس عمل پر اس کا خاتمہ ہوا ہے کیونکہ میں نے نبی ﷺ سے

باب المعاقبة على الخواثيم

۱۰۷۵: قَالَ الْمَقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ: لَا أَقُولُ فِي رَجُلٍ خَيْرًا وَلَا شَرًّا حَتَّى أَنْظُرَ مَا يَخْتِمُ لَهُ۔ يَعْنِي بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قِيلَ: وَمَا سَمِعْتُ؟

قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَقَلْبُ
ابْنِ آدَمَ أَشَدُّ انْقِلَابًا مِنَ الْقَدَرِ إِذَا اجْتَمَعَتْ
غُلَيَّانًا)) (الصحیحة: ۱۷۷۲)

ایک حدیث سنی ہے۔ کہا گیا: تم نے کون سی حدیث سنی ہے؟
انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”ابن آدم کا
دل اس ہنڈیا سے بھی زیادہ الٹ پلٹ ہونے والا ہے جو ابل رہی ہو۔“

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۲۔ احمد (۳/۷) طبرانی فی الکبیر (۲۵۶-۲۵۵/۲۰) ابن ابی عاصم فی السنة (۲۲۶)
فوائد: مومن کو چاہئے کہ خاتمہ بالایمان کی دعا کرے اور اعمال صالحہ پر استقامت اختیار کرے۔ کیونکہ فرمان نبوی ہے کہ
الاعمال بالخواتیم۔

لا یومن الصید حتی یؤمن بالقدر

كله من خیره و شره

۱۰۷۶: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
((لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيقَةٌ، وَمَا بَلَغَ عَبْدٌ حَقِيقَةَ
الْإِيمَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ
لِيُخْطِئَهُ، وَمَا أَخْطَاهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ)).

کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک
کہ وہ تقدیر کی اچھی اور بری ہر چیز پر ایمان نہ لائے
سیدنا ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہر
چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور آدمی ایمان کی حقیقت کو اس وقت
تک نہیں پاسکتا جب تک اسے اس چیز کا (پختہ) علم نہ ہو جائے
کہ جو چیز (اللہ کی تقدیر کے فیصلے کے مطابق) اسے لاحق ہوئی
ہے وہ ٹل نہیں سکتی تھی اور جو اسے پیش نہیں آئی وہ اس کو پیش نہیں
آ سکتی تھی۔“

تخریج: الصحیحة ۲۳۷۱۔ احمد (۳۳۱/۶) واللفظ له البزار (الکشف: ۳۳) والبحر (۲۱۰۷) قضاعی فی مسند
الشہاب (۸۹۰)

فوائد: انسان کا یہ عقیدہ پختہ ہونا چاہئے کہ نفع و نقصان کے فیصلے ہو چکے ہیں۔ لہذا وہ جائز ذرائع استعمال کر کے رزق مال کی
تلاش کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ روزی کی تلاش میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں پڑ جائے۔

سلام کے ساتھ اجازت طلب کرنا

باب الاستئذان بالسلام

۱۰۷۷: عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي غَامِرٍ حَاءَ إِلَى
النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَلَيْحَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَارِثَةِ:
((أَخْرِجِي فَقُولِي لَهُ: قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ،
أَدْخُلْ، فَإِنَّهُ لَمْ يُحْسِنِ الاسْتِئْذَانَ)) قَالَ:
فَسَمِعْتُهَا قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى الْحَارِثَةِ فَقُلْتُ:
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَدْخُلْ؟ فَقَالَ: ((وَعَلَيْكَ
أَدْخُلْ)) قَالَ: فَدَخَلْتُ فَقُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ

بنو عامر قبیلے کا ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں اندر آ
جاؤں؟ نبی ﷺ نے اپنی لونڈی سے فرمایا: اس آدمی نے اچھے
انداز میں اجازت طلب نہیں کی، لہذا جاؤ اور اسے کہو کہ یوں کہا
کرو: السلام علیکم، کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ اس آدمی نے خود یہ
بات سن لی اور لونڈی کے پیچھے سے پہلے کہا: السلام علیکم میں اندر آ
سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وعلیکم السلام آ جاؤ۔“ وہ کہتا ہے
کہ میں آپ کے پاس گیا اور پوچھا: آپ کون سی چیز لے کر آئے

ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارے پاس خیر ہی لے کر آیا ہوں“ میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس حال میں کہ وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور لات اور عزیٰ (جیسے بتوں) کی عبادت ترک کر دو اور دن رات میں پانچ نمازیں پڑھو اور سال میں ماہ (رمضان) کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اور غنم لوگوں سے (زکوٰۃ کا) مال لے کر اسے فقراء میں تقسیم کر دو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے خیر و بھلائی پر مشتمل باتیں سکھائی ہیں اور وہ بھی علم ہے جو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے پانچ چیزیں ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے: بیشک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا اور جو ماں کے پیٹ میں ہے اسے جانتا ہے کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔ ﴿﴾“

جُنُتٌ؟ فَقَالَ: ((لَمْ آتِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، أَتَيْتُكُمْ لَتَعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَتَدْعُوا عِبَادَةَ اللَّاتِ وَالْعُزَّى، وَتَصَلُّوا فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، وَتَصُومُوا فِي السَّنَةِ شَهْرًا، وَتَحْجُوا هَذَا الْبَيْتَ، وَتَأْخُذُوا مِنْ مَالِ أَعْيَانِكُمْ فَتَرُدُّوهَا عَلَىٰ فَقَرَائِكُمْ. لَقَدْ عَلَّمَ اللَّهُ خَيْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ، خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ. إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَآذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ)) (سورۃ لقمان: ۳۴)

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۱۲۔ الادب المفرد (۱۰۸۳) احمد (۵/ ۳۶۸-۳۶۹) مسند فی مسندہ کما فی اتحاف الخیرہ (۱۳۵)

نوحہ شیطانی کا مہرے

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو ابلیس غمگین آواز سے رونے لگ گیا۔ اس کے لشکر اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے کہا: مایوس ہو جاؤ کہ ہم آج کے دن کے بعد محمد (ﷺ) کی امت کو شرک میں مبتلا دیکھ سکیں اب ان کو دین کے بارے میں فتنے میں مبتلا کرو اور نوحہ کو عام کر دو۔

النیاحة من عمل الشيطان

۱۰۷۸: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ ﷺ مَكَّةَ رَأَى ابْلِسَ رَنَّةً اجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ جُنُودُهُ فَقَالَ: أَيَأُسُوا أَنْ تَرَى أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ عَلَى الشِّرْكِ بَعْدَ يَوْمِكُمْ هَذَا! وَلَكِنْ افْتَنُوهُمْ فِي دِينِهِمْ، وَأَفْسَدُوا فِيهِمُ النَّوْحَ)) - [الصحیحۃ: ۳۴۶۷]

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۶۷۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳۱۸) الضیاء فاء المختارة (۱۰/ ۱۰۵)

واقعہ معراج کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مجھے اسرا کرایا گیا اور میں صبح کو مکہ پہنچ گیا“ میں گھبرا گیا اور مجھے علم ہو گیا کہ لوگ مجھے جھٹلا دیں گے۔ سو آپ

باب المعراج

۱۰۷۹: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ أُسْرِي بِي، وَأَصْبَحْتُ بِمَكَّةَ قَطَعْتُ بِأَمْرِي وَعَرَفْتُ أَنَّ النَّاسَ

خلوت میں غمزدہ ہو کر بیٹھ گئے۔ اللہ کا دشمن ابو جہل آپ ﷺ کے پاس سے گزرا وہ آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا اور مذاق کرتے ہوئے کہا: کیا کچھ ہوا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اس نے کہا: کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آج رات مجھے اسرا کرایا گیا ہے۔“ اس نے کہا: کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیت المقدس تک۔“ اس نے کہا: پھر صبح کو آپ ہمارے پاس بھی پہنچ گئے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ ابو جہل نے سوچا کہ ابھی اس کو نہیں جھٹلاتا کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنی قوم کو بلاؤں اور یہ (محمد ﷺ) اپنی بات بیان کرنے سے انکار دے۔ اس لئے ابو جہل نے کہا: اگر میں تیری قوم کو بلاؤں تو تو ان کے سامنے یہی گفتگو بیان کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اس نے کہا: بنو کعب بن لوی کی جماعت ادھر آؤ۔ ساری کی ساری مجلس اس کی طرف ٹوٹ پڑیں۔ وہ سب کے سب آ گئے اور ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے۔ ابو جہل نے کہا: (اے محمد!) جو بات مجھے بیان کی تھی ان کو بھی بیان کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آج رات مجھے اسرا کرایا گیا۔“ انھوں نے کہا: کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیت المقدس تک۔“ انھوں نے کہا: پھر صبح کو یہاں بھی پہنچ گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“ (یہ سن کر) کوئی تالی بجانے لگ گیا اور کوئی (بزعم خود) اس جھوٹ پر متعجب ہو کر اپنے سر کو پکڑ کر بیٹھ گیا۔ پھر انھوں نے کہا: کیا مسجد اقصیٰ کی علامات بیان کر سکتے ہو؟ ان میں سے بعض لوگوں نے اس علاقے کا سفر بھی کیا ہوا تھا اور مسجد اقصیٰ دیکھی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اس کی علامتیں بیان کرنا شروع کر دیں لیکن بعض نشانیوں کے بارے میں اشتباہ والتباس سا ہونے لگا۔“ آپ نے فرمایا: ”مسجد اقصیٰ (کی تمثیل کو) کو لایا گیا اور عقاب یا عقیل کے گھر سے بھی قریب رکھ دیا گیا“ میں نے اسے دیکھ کر

مُكَذِّبِي. فَقَعَدَ مُعْتَرِلًا حَزِينًا قَالَ: فَمَرَّ غَدُوُّ اللَّهِ أَبُو جَهْلٍ، فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ: كَأَلْمُسْتَهْزِئِ. هَلْ كَانَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: نَعَمْ قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ: إِنَّ أُسْرَى بَيْتِ اللَّيْلَةِ قَالَ: إِلَى أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ، قَالَ: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانِنَا؟ قَالَ: نَعَمْ. فَلَمْ يَرَاهُ يُكَذِّبُهُ مُخَافَةً أَنْ يُحَدِّثَهُ الْحَدِيثَ إِذَا دَعَا قَوْمَهُ إِلَيْهِ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ دَعَوْتُ قَوْمَكَ تُحَدِّثُهُمْ مَا حَدَّثَنِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: نَعَمْ فَقَالَ: هَيَّا مُعْشَرَتِي نَكُوبُ بَنِي لُؤَيٍّ فَإِنْتَفَضَتْ إِلَيْهِ الْمَجَالِسُ، وَجَاءَ وَاحْتَى جَلَسُوا إِلَيْهَا، قَالَ: حَدِّثْ قَوْمَكَ بِمَا حَدَّثَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنِّي أُسْرَى بَيْتِ اللَّيْلَةِ قَالُوا: إِلَى أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ، قَالُوا: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانِنَا؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَمِنْ بَيْنِ مُصْطَفِيٍّ وَمِنْ بَيْنِ وَاضِعِ يَدِهِ عَلَى رَأْسِهِ مُتَعَجِّبًا لِكُذِّبٍ، زَعَمُوا قَالُوا: وَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَنْتَعْتَ لَنَا الْمَسْجِدَ، وَفِي الْقَوْمِ مَنْ قَدْ سَافَرَ إِلَى ذَلِكَ الْبَلَدِ وَرَأَى الْمَسْجِدَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قَدْ هَبْتُ أُنْعَتُ، فَمَارَلْتُ أُنْعَتُ حَتَّى التَّبَسَ عَلَيَّ بَعْضُ النَّعْتِ. قَالَ: فَجِئْتُ بِالْمَسْجِدِ وَأَنَا أَنْظُرُ حَتَّى وَضِعَ دُونَ دَارِ عِقَالٍ. أَوْ عَقِيلٍ. فَتَعْتَهُ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ. قَالَ: وَكَانَ مَعَ هَذَا نَعْتُ لَمْ أَحْفَظْهُ. قَالَ: فَقَالَ الْقَوْمُ: أَمَّا النَّعْتُ، فَوَاللَّهِ لَقَدْ أَصَابَ)).

نشانیاں بیان کر دیں، اس کے باوجود مجھے کچھ نشانیاں یاد نہ رہیں۔“ لوگوں نے کہا: رہا مسئلہ علامات کا، تو وہ تو اللہ کی قسم! آپ نے درست بیان کر دیں۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۲۱۔ نسائی فی الکبریٰ (۱۱۴۸۵) احمد (۳۰۹/۱) طبرانی فی (۱۲۷۸۲) ابن ابی شیبہ (۱۱/۳۶۱-۳۶۲)

لن یلج الدرجات العلی من تکهن

۱۰۸۰: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْقُوعًا: ((لَنْ يَلْجَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مَنْ تَكْهَنَ أَوْ تَكْهَنَ لَهُ، أَوْ رَجَعَ مِنْ سَفَرٍ تَطْيِيرًا)). [الصحيح: ۲۱۶۱]

جس نے کہانت کی وہ درجات اعلیٰ تک نہیں جاسکتا۔ سیدنا ابو درداء ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کہانت کی یا جس کے لئے کی گئی یا جو بدشگونی لیتے ہوئے سفر سے واپس آگیا وہ اعلیٰ درجات تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۱۶۱۔ تمام الرازی فی الفوائد (۱۳۳۳) طبرانی فی الشامیین (۲۱۰۳) والکبیر (المجمع: ۵/۱۱۸)

باب ایمان اليهود

۱۰۸۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ آمَنَ بِي عَشْرَةٌ مِنَ الْيَهُودِ، مَا بَقِيَ عَلَى ظَهْرِي يَهُودِيٌّ إِلَّا أَسْلَمَ)).

یہود کے ایمان لانے کے بارے میں سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر دس یہودی مجھ پر ایمان لے آئیں تو روئے زمین پر بسنے والا ہر یہودی اسلام قبول کر لے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۱۶۲۔ بخاری (۳۹۳۱) مسلم (۲۷۹۳) ابن الفریس فی احادیث مسلم بن ابراہیم الازدی (۲/۳) احمد (۳۳۶/۳) ابویعلیٰ (۲۰۳۷)

القصة من بركة الله

۱۰۸۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَصَابَ رَجُلًا حَاجَةٌ فَخَرَجَ إِلَى الْبَرِيَّةِ، فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ: اأَلْهَمَ ارْزُقْنَا مَا نَتَعَجَّنُ وَمَا نَخْتِيرُ، فَجَاءَ الرَّجُلُ وَالْحَقْفَةُ مَلَأَى عَجِينًا، وَفِي التَّنُورِ جُنُوبُ الشَّوَاءِ، وَالرُّخَى تُطْحَنُ فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ هَذَا؟ قَالَ: مَنْ رَزَقَ اللَّهُ، فَكَنَسَ مَا حَوْلَ الرُّخَى، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ تَرَكَهَا لَكَارَتْ أَوْ طَحْنَتْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [الصحيح: ۲۹۳۷]

اللہ کی برکت کا قصہ سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: ایک آدمی کسی ضرورت کے پیش نظر جنگل کی طرف نکل گیا۔ اس کی بیوی نے کہا: اے اللہ! ہم کو رزق دے کہ ہم آنا گوندھ کر روٹیاں پکاسیں۔ جب وہ آدمی واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ٹب آٹے سے بھرا ہوا ہے، تنور میں پسلیوں کا بھونا ہوا گوشت موجود ہے اور چکی غلہ پیس رہی ہے۔ اس نے کہا: یہ رزق کہاں سے آگیا؟ اس کی بیوی نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ رزق ہے، جب اس نے ارد گرد سے چکی صاف کی (تو وہ رک گئی)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ اسے اسی حالت پر چھوڑے رکھتا تو وہ روز قیامت تک آنا پیستی رہتی۔“

تخریج: الصحیحة ۲۹۳۷۔ طبرانی فی الاوسط (۵۵۸۴) بیہقی فی الدلائل (۱۰۵/۶) البزار (۳۶۸۷)

الایمان بین الخوف والرجا

۱۰۸۳: عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((لَوْ تَعْلَمُونَ قَدَرَ رَحْمَةِ اللَّهِ. عَزَّ وَجَلَّ. لَا تَكَلَّمُوا وَمَا عَلِمْتُمْ مِنْ عَمَلٍ، وَلَوْ عَلِمْتُمْ قَدَرَ غَضَبِهِ مَا نَفَعَكُمْ شَيْءٌ)).

ایمان خوف اور امید کا نام ہے

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت (کی وسعت) کا اندازہ ہو جائے تو تم توکل (کر کے بیٹھ جاؤ اور) کوئی عمل نہ کرو اور اگر تمہیں اس کے غضب کا اندازہ ہو جائے تو (تم سمجھو کہ) تمہیں کوئی عمل نفع نہیں دے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۱۲۷۔ ابن ابی الدنيا فی حسن الظن (۶۳) البزار (الکشف: ۳۲۵۶)

فوائد: مؤمن وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتا ہے اور اس کے غضب سے ڈرتا ہے۔

باب فضل بسم الله

۱۰۸۴: قَالَ ﷺ: ((لَوْ قُلْتُ: ((بِسْمِ اللَّهِ)) لَكَارَتْ بِكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ. قَالَهُ لِبَطْنَةِ حَبْرٍ قُطِعَتْ أَصَابِعُهُ فَقَالَ: حَسَنٌ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ، وَأَنَسٍ، وَابْنِ شِهَابٍ مُرْسَلًا [الصحیحة: ۲۶۹۶]

بسم الله کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو ”بسم اللہ“ کہتا تو فرشتے تجھے لے کر اڑ جاتے اور لوگ دیکھ رہے ہوتے۔“ آپ ﷺ نے یہ بات سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت ارشاد فرمائی تھی جب انھوں نے (ایک تکلیف کی وجہ سے) ”ہائے“ کہا تھا۔ یہ حدیث سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور ابن شہاب سے مرسل مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۹۶۔ نسائی (۳۱۵۱) بیہقی فی الدلائل (۲۳۶/۳) ابونعیم فی المعرفة (۳۷۱)

القصة فی بركة الطعام

۱۰۸۵: عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ يُسْتَطْعِمُهُ، فَأُطْعِمَهُ شَطْرَ وَسْطِ شَعِيرٍ، فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَأْكُلُ مِنْهُ وَأَمْرَأَتُهُ وَصِيفُهُمَا حَتَّى كَالَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((وَلَوْ لَمْ تَكَلَّهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ، وَلَقَامَ لَكُمْ)). [الصحیحة: ۲۶۲۵]

کھانے میں برکت کا قصہ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کھانا طلب کیا۔ آپ ﷺ نے اسے جو کا آدھا سبق دیا۔ وہ آدمی اس کی بیوی اور اس کا مہمان اس سے کھاتے رہے (وہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا) ایک دن اس نے اس کا وزن کر دیا تو وہ ختم ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو اس کا وزن نہ کرتا تو تم کھاتے رہتے اور وہ تمہارے لئے باقی رہتا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۲۴۵۔ مسلم (۲۲۸۱) احمد (۳۳۷/۳) بیہقی فی الدلائل (۱۱۳/۶)

فوائد: اگر ہو سکے تو گھر میں استعمال کی جانے والی نعمتوں کو تولا جائے نہ مپا جائے اس طرح برکت ہوتی ہے۔ ایک سبق میں 60 صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع کا وزن تقریباً 2 کلو 100 گرام ہوتا ہے۔

اللہ سے بڑھ کر کسی کو بھی تعریف زیادہ پسند نہیں ہے
سیدنا اسود بن سریج ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: ”اللہ ہی ہے جسے سب سے زیادہ تعریف پسند ہے اور اللہ
ہی ہے جو سب سے زیادہ عذر قبول کرنے والا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۱۸۰۔ طبرانی فی الکبیر (۸۳۶) ابن سعد (۴/۳۲) ابن قانع فی معجم الصحابة (۲۶) احمد (۳/۳۳۵) الادب المفرد (۸۵۹/۸۶۱) مختصراً

باب: ذات باری تعالیٰ کا مشرکین کی

ایذاؤں پر صبر

سیدنا ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”تکلیف والی بات سن کر سب سے زیادہ صبر کرنے والا اللہ ہے
لوگ اس کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کر دیتے ہیں اور کسی کو اس کا ہم سر بنا
دیتے ہیں، لیکن وہ ان کو عافیت دیتا ہے ان کی حفاظت کرتا ہے
انھیں رزق عطا کرتا ہے اور انھیں (کئی نعمتیں) عطا کرتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۲۳۹۔ بخاری (۶۰۹۹/۷۳۷۸) مسلم (۴۸۰۴) احمد (۳/۳۹۵/۳۰۱)

جس نے بیماری سے بچنے کے لیے کڑا پہنا

سیدنا عمران بن حصین ؓ نے ایک آدمی کے بازو میں پیتل کا
چھلہ دیکھا اور پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ کمزوری کی وجہ سے
ہے۔ انھوں نے کہا: اگر اس چھلہ کو پہنے ہوئے تجھے موت آگئی تو
تجھے اسی کے سپرد کر دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس
نے براشگون لیا یا اس کے لئے براشگون لیا گیا یا جس نے کہانت
کی یا اس کے لئے کہانت کی گئی یا جس نے جادو کیا یا جس کے
لئے جادو کیا گیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۱۹۵۔ البزار (الکش: ۳۰۴۳) و (البحر: ۳۵۷۸) طبرانی فی الکبیر (۱۸/۱۱۲)

جادو کی مذمت

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ما من احد احب اليه المدح من الله

۱۰۸۶: عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيحٍ مَرْفُوعًا: ((لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللَّهِ. عَزَّ وَجَلَّ. وَلَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مَعَاذِيرَ مِنَ اللَّهِ. عَزَّ وَجَلَّ.)).

باب: صبر، تعالیٰ علی اذی

المشرکین

۱۰۸۷: عَنْ أَبِي مُوسَى مَرْفُوعًا: ((لَيْسَ أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلَى أَدَى سَمِعَ مِنَ اللَّهِ، إِنَّهُمْ لَيَدْعُونَ لَهُ وَلَدًا، وَيَجْعَلُونَ لَهُ نِدًا) وَإِنَّهُ لَيَعَافِيهِمْ وَيَدْفَعُ عَنْهُمْ وَيَرْزُقُهُمْ وَيُعْطِيهِمْ)).

[الصحیحة: ۲۲۴۹]

باب من لبس الحلقة من المرض.

۱۰۸۸: عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا فِي غَضْبِهِ حَلَقَةً مِنْ صَفَرٍ، فَقَالَ لَهُ: مَا هَذِهِ؟ قَالَ: نَعْتُ لِي مِنَ الْوَاهِنَةِ قَالَ: أَمَا لَوُمْتُ وَهْيَ غَلَبَتْ وَكَلَّتْ إِلَيْهَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تَطَيَّرَ لَهُ، أَوْ تَكْهَنَ أَوْ تَكْهَنَ لَهُ، أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ)).

[الصحیحة: ۲۱۹۵]

باب ذم السحور

۱۰۸۹: عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا: ((لَيْسَ مِنَّا

فرمایا: ”جس نے خود جادو کیا یا اس کے لئے جادو کیا گیا یا جس نے کہانت کی یا اس کے لئے کہانت کی گئی یا جس نے بد فال لی یا جس کے لئے بد فال لی گئی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

مَنْ سَحَرَ، أَوْ سُحِرَ لَهُ، أَوْ تَكْهَنَ، أَوْ تَكْهَنَ لَهُ، أَوْ تَطِيرَ، أَوْ تَطِيرَ لَهُ.

[الصحيحة: ۲۶۵۰]

تخریج: الصحيحة ۲۶۵۰۔ البزار (الكشف: ۳۰۴۳) طبرانی فی الاوسط (۳۲۷۳)

فوائد: جو لوگ بھی مختلف، جھگڑوں کے ذریعے مستقبل کا فیصلہ پیش کرتے ہیں مثلاً: کاہن (نجومی) بد فال لینے والا دست شناس وغیرہ وغیرہ۔ شریعت مطہرہ نے ان کے پاس جانے ان کی باتوں کی طرف توجہ دھرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے منع فرمایا۔

یہ خیالات نفاق نہیں ہیں

سیدنا انس ؓ کہتے ہیں: صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس ہمارے (ایمان و اسلام) کی کیفیت اور ہوتی ہے اور دوسروں کے پاس اور (یہ تو پھر نفاق ہی ہو سکتا ہے)؟ آپ ؐ نے پوچھا: ”اپنے رب اور اپنے نبی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟“ انھوں نے کہا: ہم جلتوتوں اور خلوتوں میں (یہ اقرار تو کرتے ہیں کہ) اللہ ہمارا رب ہے اور آپ ہمارے نبی ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا: ”یہ تو نفاق نہیں ہے۔“ راوی حدیث ابو یعلیٰ کی روایت میں ”اپنے نبی“ کے الفاظ ہیں۔

لیس هذا التخیلات من النفاق

۱۰۹۰: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ نَكُونُ عِنْدَكَ عَلَى حَالٍ، فَإِذَا فَرَقْنَاكَ كُنَّا عَلَى غَيْرِهِ! فَقَالَ: ((كَيْفَ أَنْتُمْ وَرَبُّكُمْ؟)) وَقَالَ أَبُو يَعْلَى ((وَنَبِيُّكُمْ؟)) قَالُوا: اللَّهُ رَبُّنَا وَنَبِيُّ أَبِي يَعْلَى أَنْتَ نَبِينَا. فِي السَّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ. قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكُمْ النَّفَاقَ)). [الصحيحة: ۳۰۲۰]

تخریج: الصحيحة ۳۰۲۰۔ البزار (۵۴) ابو یعلیٰ (۳۳۶۹) ابونعیم فی الحلیۃ (۳۳۲/۲)

ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے

سیدنا ابو درداء ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ؐ کے زمانے قحط پڑ گیا۔ ہم نے آپ ؐ سے مطالبہ کیا کہ بارش کے لئے دعا کریں۔ آپ ؐ نے بارش کے نزول کی دعا کی (اور بارش نازل بھی ہوئی)۔ جب صبح ہوئی تو آپ ؐ نے کچھ لوگوں کو یہ کہتے سنا: فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی ہے۔ نبی کریم ؐ نے فرمایا: ”جب بھی اللہ تعالیٰ بندوں پر کوئی انعام کرتے ہیں تو وہ اس کی وجہ سے کافر بنے ہوتے ہیں۔“

کل شیء من اللہ

۱۰۹۱: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَحْطُ الْمَطَرِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ أَنْ يُسْتَقَى لَنَا [فَاسْتَقَى] فَعَدَا النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا هُوَ بِقَوْمٍ يَتَحَدَّثُونَ يَقُولُونَ: سَقَيْنَا بِنَحْمِ كَذَا وَكَذَا! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَى قَوْمٍ نِعْمَةً إِلَّا أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ)). [الصحيحة: ۳۰۳۹]

تخریج: الصحيحة ۳۰۳۹۔ طبرانی فی الشامیین (۱۱۰۲) البزار (الكشف: ۲۵۸) والبحر: (۳۱۰۲)

عصیت کی طرف بلانا جہالت ہے

دعاء العصبية جهالة

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ کہتے ہیں: ہم ایک غزوے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چھیڑا۔ انصاری نے (خاندانی غیرت وحمیت کا مسئلہ سمجھ کر) انصار کو یوں پکارا: او انصار یو! اور مقابلے میں مہاجر نے کہا: او مہاجر! رسول اللہ ﷺ نے (سن کر) فرمایا: ”یہ جاہلیت کی پکاریں کیسی؟“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چھیڑا (اس کی وجہ سے یہ لکاریں شروع ہو گئیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان (نسبتوں) کو ترک کر دو یہ گندی ہیں۔“ سیدنا جابر کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو انصار کی تعداد زیادہ تھی بعد میں مہاجرین کی تعداد بھی بڑھ گئی۔ جب عبد اللہ بن ابی منافق نے یہ بات سنی تو اس نے کہا: کیا یہ لوگ اس حد تک پہنچ گئے ہیں؟ جب ہم مدینہ کی طرف واپس جائیں گے تو ہم عزت والے ان ذلیلوں کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ سیدنا عمر ؓ نے کہا: (اے اللہ کے رسول!) مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کا سر قلم کر دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رہنے دو کہیں لوگ یہ کہنا شروع نہ کر دیں کہ محمد (ﷺ) اپنے صحابہ کو بھی قتل کر دیتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۵۵۔ بخاری (۳۹۰۵، ۳۹۰۷) مسلم (۲۵۸۳) ترمذی (۳۳۱۲) احمد (۳۹۲/۳، ۳۹۳)

ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے

سیدنا اسود بن سریق ؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ جہاد کیا حتیٰ کہ انھوں بچوں کو قتل کر دیا۔ جب یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”لوگوں کو کیا ہو گیا کہ قتل اپنی حد سے تجاوز کر گیا ہے اور بچوں کو بھی تہ تیغ کر دیا گیا ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو مشرکوں کے بچے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں مختار و منتخب لوگ بھی مشرکوں کے بچے ہیں۔“ پھر فرمایا: ”خبردار! بچوں کو قتل نہیں کرنا۔ خبردار! بچوں کو قتل نہیں کرنا ہر انسان (اسلام کی) فطرت پر پیدا

۱۰۹۲: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لِلْأَنْصَارِ! وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لِلْمُهَاجِرِينَ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: ((دَعْوَاهَا، فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ)) قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَتْ الْأَنْصَارُ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ أَكْثَرُ، ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُونَ بَعْدَ [فَسَمِعَهَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ أَبِي] فَقَالَ قَدْ فَعَلُوهُمَا؟ لَيْنَ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّمُهَا الْأَذْلَ! قَالَ عُمَرُ: دَعْنِي أَضْرِبُ عُقُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ: ((دَعْنَهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ))

[الصحيحہ: ۳۱۵۵]

کل نسمة تولد علی الفطرة

۱۰۹۳: عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ سُرَيْجٍ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ وَغَزَوْتُ مَعَهُ، فَأَصَبْتُ ظَهْرَ أَفْضَلِ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ، حَتَّى قَتَلُوا الْوُلْدَانِ. وَقَالَ مَرَّةً: الدَّرِيَّةُ. فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ: ((مَا بَالُ قَوْمٍ جَاوَزَهُمُ الْقَتْلُ الْيَوْمَ حَتَّى قَتَلُوا الدَّرِيَّةَ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّمَا هُمْ أَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ! فَقَالَ: أَلَا إِنَّ خِيَارَكُمْ أَبْنَاءُ الْمُشْرِكِينَ. ثُمَّ قَالَ: أَلَا لَا تَقْتُلُوا دَرِيَّةً، أَلَا

ہوتا ہے اور اس کی زبان بھی اس حقیقت کی وضاحت کرتی ہے۔
پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی بنادیتے ہیں۔“

لَا تَقْتُلُوا ذُرِّيَّةً. قَالَ: كُلُّ نَسَمَةٍ تُوَلَّدُ عَلَى الْفِطْرَةِ حَتَّى يَهْبَّ عَنْهَا لِسَانُهَا، فَأَبْوَاهَا يَهُودَانِهَا وَيَنْصَرَانِهَا)). [الصحيحة: ۴۰۲]

تخریج: الصحيحة ۳۰۲۔ احمد (۳/۳۳۵) دارمی (۲۳۶۶) حاکم (۲/۱۲۳) بیہقی (۹/۷۷)

فوائد: معلوم ہوا کہ مشرکوں کے بچے جب تک وہ نابالغ ہوں فطرت اسلام سے متصف ہوتے ہیں۔

جس نے نبی کی بعثت کے متعلق سنا پھر وہ ایمان نہ لایا
تو وہ آگ میں داخل ہوگا

من سمع بعثة النبي ثم لا يؤمن دخل النار

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اب اس امت کا جو فرد وہ یہودی ہو یا نصرانی (یا کوئی اور) میرے (ظہور) کے بارے میں سن کر مجھ پر ایمان نہیں لائے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔“ یہ حدیث سعید بن جبیر سے روایت کی گئی ہے اور ان پر تین صورتوں میں سند کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

۱۰۹۴: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ يَسْمَعُ بِي مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَلَا يَهُودِيٍّ وَلَا نَصْرَانِيٍّ فَلَا يُؤْمِنُ بِي إِلَّا دَخَلَ النَّارَ)) هُوَ مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ (رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى) وَقَدْ اخْتَلَفَ عَلَيْهِ فِي إِسْنَادِهِ عَلَى وَجْهِ ثَلَاثَةٍ.

تخریج: الصحيحة ۳۰۹۳۔ طبری فی التفسیر (۱۲/۱۱۳) عن سعید بن جبیر مرسلًا حاکم (۲/۳۳۲) من طریق سعید بن ابن عباس رحمہما اللہ طرابلسی (۵۰۹) واحمد (۳/۳۹۶) من طریق سعید بن ابی موسیٰ رحمہما اللہ مسلم (۱۵۳) عن ابی ہریرۃ رحمہما اللہ

باب:

باب: کفر دون کفر

سیدنا معاذ بن جبل رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو انسان اس حال میں مرتا ہے کہ وہ دل سے گواہی دیتا ہو کہ اللہ ہی معبود برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتے ہیں۔“

۱۰۹۵: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَرْفُوعًا: ((مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوتُ وَهِيَ تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَرْجِعُ ذَلِكَ إِلَى قَلْبٍ مُؤْمِنٍ، إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهَا)). [الصحيحة: ۲۲۷۸]

تخریج: الصحيحة ۲۲۷۸۔ احمد (۱/۱۷۶) طبرانی (۳۲۳) نسائی (۳۱۰۹) أبویعلیٰ (۷۲۰) الروایات مطولة ومختصرة

مؤمن کی مثال اچھی ہے

مثل المؤمن خیر

سیدنا ابورزین اور سیدنا عبداللہ بن عمر رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کی مثال شہد کی کھئی کی طرح ہے جو (زمین سے بطور خوراک) پاکیزہ چیزیں استعمال میں لاتی ہے اور پاکیزہ پھل دیتی ہے۔“

۱۰۹۶: عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ النَّحْلَةِ، لَا تَأْكُلُ إِلَّا طَيِّبًا وَلَا تَضَعُ إِلَّا طَيِّبًا)).

تخریج: الصحيحة ۳۵۵۔ ابن حبان (۲۳۷) ابن عساکر (۵/۲۳۱) بخاری فی التاریخ (۴/۲۳۸) رحمہما اللہ نسائی فی الکبریٰ (۱۱۷۷۸)

باب:

عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: ایک دن ہم سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں وہاں سے ایک آدمی کا گزر ہوا۔ اس نے سیدنا مقداد کو دیکھ کر کہا: ان دو آنکھوں کے لئے خوشخبری ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا، ہم چاہتے ہیں کہ جو کچھ آپ نے دیکھا، ہم بھی دیکھتے اور جہاں جہاں آپ حاضر ہوئے ہم بھی وہاں پہنچتے سیدنا مقداد غصے میں آ گئے۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ اس آدمی نے خیر و بھلائی والی بات ہی کی ہے (یہ غصے کیوں ہو رہے ہیں)؟ اتنے میں وہ اس آدمی کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: کون سی چیز بندے کو اس بات پر اکساتی ہے کہ وہ ایسے مشہد کی تمنا کرے جہاں سے اللہ تعالیٰ نے اسے غائب رکھا ہو کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اگر وہ اس وقت ہوتا تو کس حالت میں ہوتا؟ ایسے لوگ بھی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے تنہوں کے بل جہنم میں گرا دیا۔ انہوں نے آپ کی دعوت قبول کی نہ آپ کی تصدیق کی۔ کیا تم اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے کہ جب اس نے تمہیں پیدا کیا تو تم اپنے رب کو پہچانتے تھے نبی کی تعلیمات کی تصدیق کرتے تھے اور دوسرے لوگوں کی تکالیف تمہیں کفایت کر گئیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا تو اہل حق کے لئے حالات اتنے سنگین تھے کہ ماضی کے ادوار اور جاہلیوں میں تشریف لانے والے انبیائے کرام میں ان کی مثال نہیں ملتی، مخالف لوگ یہ سمجھتے تھے کہ بتوں کی عبادت افضل دین ہے۔ آپ ﷺ فرقان مجید لے کر آئے جس نے حق و باطل میں امتیاز کیا اور والد اور اولاد میں ایسی تفریق ڈال دی کہ آدمی اپنے والد اپنے بیٹے یا اپنے بھائی کو کافر سمجھنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر لگے ہوئے تالے کھول دیئے۔ وہ جانتا تھا کہ

باب: دعوة الحق والخلاف حولها

۱۰۹۷: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَلَسْنَا إِلَى الْمَقْدَادِ ابْنِ الْأَسْوَدِ يَوْمَ، قَمَرٍ بِهِ رَجُلٌ فَقَالَ: طُوبَى لِهَاتَيْنِ الْعَيْنَيْنِ رَأَتَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَاللَّهِ إِنَّا لَوَدِدْنَا أَنْ رَأَيْنَا مَا رَأَيْتُمْ، وَشَهِدْنَا مَا شَهِدْتُمْ فَاسْتَعْصَبَ، فَجَعَلْتُ أُعْجِبُ مَا قَالَ إِلَّا خَيْرًا، ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: (مَا يَحْبِلُ الرَّجُلُ عَلَيَّ أَنْ يَتِمَّنِي مُحَضَّرًا غَيْبَةَ اللَّهِ عَنْهُ لَا يَذُرُنِي لَوْ شَهِدَهُ كَيْفَ كَانَ يَكُونُ فِيهِ؟) وَاللَّهِ لَقَدْ حَضَرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْوَامٌ أَكْبَهُمُ اللَّهُ عَلَى مَنَاجِرِهِمْ فِي جَهَنَّمَ، لَمْ يُحْيِيوهُ وَلَمْ يُصَدِّقُوهُ، أَوْ لَا تَحْمَدُونَ اللَّهَ إِذْ أَخْرَجَكُمْ لِاتَّعَرَفُونَ إِلَّا رَبَّكُمْ، مُصَدِّقِينَ لِمَا جَاءَ بِهِ نَبِيِّكُمْ، وَقَدْ كَفَيْتُمُ الْبَلَاءَ بِغَيْرِكُمْ؟ وَاللَّهِ لَقَدْ بَعَثَ اللَّهُ النَّبِيَّ عَلَى أَشَدِّ حَالٍ بَعَثَ عَلَيْهَا فِيهِ نَبِيُّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فِي فِتْرَةٍ وَجَاهِلِيَّةٍ، مَا يَرَوْنَ أَنْ دِينًا أَفْضَلَ مِنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، فَجَاءَ بِفِرْقَانٍ فَرَّقَ بِهِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدِ وَوَلَدِهِ، حَتَّى إِنْ كَانَ الرَّجُلُ لِيرَى وَالِدَهُ وَوَلَدَهُ أَوْ أَحَاهُ كَافِرًا وَقَدْ فَتَحَ اللَّهُ قُلُوبَهُ لِلْإِيمَانِ، يَعْلَمُ أَنَّهُ إِنْ هَلَكَ دَخَلَ النَّارَ، فَلَا تُقَرُّ عَيْنُهُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ حَبِيبَهُ فِي النَّارِ، وَإِنَّهَا لَلَّتْنِي قَالَ اللَّهُ: عَزَّوَجَلَّ - (الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ) ((. (الفرقان :

اگر وہ ایسے ہی ہلاک ہو گیا تو وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا اور اسے اس طرح سکون کیسے ملے گا کہ اس کا محبوب جہنم میں ہو اور یہی چیز ہے جس کے بارے میں ﷺ نے فرمایا: ﴿اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما﴾

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۲۳۔ احمد (۲/۳۰۳) الادب المفرد (۸۷) ابن حبان (۲۵۵۲)

فوائد: (یعنی تم مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے اور تم سے پہلے والے لوگوں نے ابتلاء و آزمائش میں پڑ کر تمہارے لئے دین کو محفوظ اور غالب کر دیا۔)

باب ذم السؤال لوجه الله ومن منعه

الذم کا واسطہ دے کر سوال کرنے کی مذمت نیز اس کی

مذمت کہ جس نے اس کو منع کیا

یزید بن مہلب کہتے ہیں: مجھے خراسان کا امیر مقرر کر دیا گیا۔ میں نے کہا: مجھے ایسے آدمی کے پاس لے جاؤ جو خصالِ خیر سے بدرجہ اتم متصف ہو۔ سو مجھے ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری کے پاس لایا گیا۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو انھیں فائق پایا اور جب ان سے کلام کیا تو ان کے باطن کو ظاہر سے افضل پایا۔ میں نے کہا: میں آپ کو اپنے فلاں فلاں کام کی ذمہ داری سونپتا ہوں۔ انھوں نے معذرت کرنا چاہی، لیکن میں نے ان کی معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انھوں نے کہا: اے امیر! کیا میں آپ کو ایک حدیث بیان نہ کروں جو میرے باپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی؟ میں نے کہا: بیان کیجئے۔ انھوں نے کہا: میرے باپ نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جس آدمی نے ایسے کام کی ذمہ داری قبول کی جس کا وہ اہل نہیں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر لے۔“ امیر صاحب! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اس ذمہ داری کا اہل نہیں ہوں جو آپ مجھے سونپنا چاہتے ہیں۔ میں نے انھیں کہا: آپ کی اس ساری گفتگو نے مجھے مزید آمادہ کیا ہے اور رغبت دلائی کہ یہ عہدہ آپ کو ہی سونپا جائے لہذا جائیں اور یہ

۱۰۹۸: عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْمُهَلَّبِ لَمَّا وَلِيَ خِرَاسَانَ، قَالَ: ذُلُّنِي عَلَى رَجُلٍ كُلِّ لِحْصَالِ الْخَيْرِ، فَدَلَّ عَلَى أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، فَلَمَّا جَاءَهُ رَأَاهُ رَجُلًا فَائِقًا فَلَمَّا كَلَّمَهُ رَأَى مَخْبِرَتَهُ أَفْضَلَ مِنْ مَرَاتِبِهِ قَالَ: إِنِّي وَلَيْسْتُ كَذَا وَكَذَا مِنْ عَمَلِي، فَاسْتَعْفَاهُ فَأَبَى أَنْ يَعْفِيَهُ، فَقَالَ: أَيُّهَا الْأَمِيرُ! أَلَا أُخْبِرُكَ بِشَيْءٍ حَدَّثَنِيهِ أَبِي أَنْ سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: هَاتِهِ، قَالَ: إِنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ تَوَلَّى عَمَلًا وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ لِذَلِكَ الْعَمَلِ أَهْلٌ فَلْيَتَوَبَّ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَيُّهَا الْأَمِيرُ! إِنِّي لَسْتُ بِأَهْلٍ لِمَا دَعَوْتَنِي إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ يَزِيدُ: مَا زِدْتُ إِلَّا أَنْ حَرَضْتَنِي عَلَى نَفْسِكَ وَرَغَبْتَنِي فِيكَ فَاخْرُجْ إِلَى عَهْدِكَ فَإِنِّي غَيْرُ مُعْفِيكَ ثُمَّ فَخَرَجَ۔ كَذَا الْأَصْلُ وَلَعَلَّ الصَّوَابَ: فَخَرَجَ ثُمَّ أَقَامَ فِيهِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يُقِيمَ،

ذمہ داری سنبھال لیں، اب میں آپ کو معاف نہیں کروں گا۔ یہ سن کر وہ چلے گئے، کچھ وقت وہاں ٹھہرے رہے (اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے)۔ ایک دن امیر یزید کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ جب اجازت ملی تو انھوں نے آکر کہا: اے امیر! کیا میں آپ کو ایسی حدیث بیان نہ کروں جو مجھے میرے باپ نے رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بیان کی؟ انھوں نے کہا: بیان کیجئے۔ ابو بردہ نے کہا: وہ حدیث یہ ہے کہ: ”وہ آدمی ملعون ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر سوال کیا اور وہ بھی ملعون ہے جس سے اللہ کی ذات کے واسطے سے سوال کیا گیا اور اس نے سائل کو کچھ نہ دیا۔“ اب میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اے امیر! اس عہدے کے سلسلے میں میری معذرت قبول کرو۔ انھوں نے ان کی معذرت قبول کر لی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۹۰۔ ابن عساکر (۳۰/۲۸) طبرانی فی الکبیر کما فی المجمع (۱۰۳/۳) وجامع المسانید لابن کثیر (۱۴۳۱)

اتی الکاهن من الکفر

کاہن کے پاس آنا بھی کفریات میں سے ہے

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو نجومی کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت کے ساتھ کفر کیا۔“

۱۰۹۹: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ: فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ)).

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۸۷۔ البزار (الکشف: ۳۰۳۵)

متی یؤخذ الرجل فی امور الجاهلیۃ

جاہلیت والے کاموں میں انسان کا مواخذہ کب ہوگا سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے دور جاہلیت میں جن برائیوں کا ارتکاب کیا، کیا ان کی وجہ سے ہمارا مواخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنے اسلام میں حسن پیدا کر لیتا ہے اس سے دور جاہلیت میں کی گئی برائیوں کی باز پرس نہیں ہوگی اور جو (اسلام قبول کرنے کے بعد بھی) برائیاں کرتا رہتا ہے اس سے پہلے اور پچھلے (سب)

۱۱۰۰: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اتَّوَأَخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: ((مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُوَأَخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ، أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ)).

گناہوں کی پوچھ گچھ ہوگی۔“

تخریج: الصحیحة ۳۳۹۰۔ بخاری (۶۹۲۱) مسلم (۱۲) ابو عوانة (۷۱/۱) ابن ماجہ (۲۲۳۲) احمد (۴۰۹/۱)

۱۱۰۱: عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَحْسَنَ فِيمَا بَقِيَ، غُفِرَ لَهُ مَا مَضَى، وَمَنْ أَسَاءَ فِيمَا بَقِيَ، أُخِذَ بِمَا مَضَى وَمَا بَقِيَ)).

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بقیہ زندگی میں (اپنے اسلام میں) حسن پیدا کئے رکھا، اس کے گزشتہ (گناہ) معاف کر دیئے جائیں گے اور جو بقیہ زندگی میں بھی برائیاں کرتا رہا، اس سے گزشتہ اور آئندہ (دونوں) زندگیوں میں ہونے والے گناہوں کی) باز پرس ہوگی۔“

تخریج: الصحیحة ۳۳۸۹۔ طبرانی فی الاوسط (۶۸۰۲) ابن عساکر (۱۶۱/۶۹)

اذا اسلم الرجل وله مثل المسلم

جب کوئی شخص اسلام قبول کرے تو اس کے لیے وہی

ہے جو ایک مسلمان کے لیے ہے

۱۱۰۲: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: ((كُنْتُ تَحْتَ رَاحِلَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَقَالَ قَوْلًا حَسَنًا، فَقَالَ فِيمَا قَالَ: ((مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ، وَلَهُ مِثْلُ الَّذِي لِنَاءٍ وَعَلَيْهِ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْنَا، وَمَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَلَهُ أَجْرُهُ، وَلَهُ مِثْلُ الَّذِي لَنَا، وَعَلَيْهِ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْنَا)).

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی سواری کے نیچے کھڑا تھا، آپ نے بہت اچھی باتیں ارشاد فرمائیں۔ ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی: ”جو اہل کتاب (یہودی یا نصرانی) مسلمان ہوگا، اسے دو اجر ملیں گے، نیز اسے وہی حقوق دیئے جائیں گے جو ہمارے ہیں اور اس پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی، جو ہم پر ہوتی ہیں اور جو مشرک مسلمان ہوگا، اسے ایک اجر ملے گا اور اسے بھی وہی حقوق نصیب ہوں گے، جو ہمیں ہوتے ہیں اور اسے وہی ذمہ داریاں چکانا ہوں گی، جو ہم چکاتے ہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۳۰۴۔ رویانی فی مسنده (۱۲۲۶) طحاوی فی المشکل (۲۵۷۱) طبرانی (۷۷۸۶) احمد (۲۵۹/۵)

ذم الاقتباس من علم النجوم

علم نجوم کے حاصل کرنے کی مذمت

۱۱۰۳: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا: ((مَنْ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السَّحْرِ)). [الصحیحة: ۷۹۳]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے علم نجوم حاصل کیا، اس نے جادو کے ایک جزء کی تعلیم حاصل کر لی۔“

تخریج: الصحیحة ۷۹۳۔ ابوداؤد (۳۹۰۵) ابن ماجہ (۳۷۲۶) احمد (۱/۲۲۷۷)

باب من دل علی خیر و شر

اس شخص کے بارے میں کہ جس نے اچھائی یا برائی کی طرف رہنمائی کی

۱۱۰۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ أَثَامُ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَثَامِهِمْ شَيْئًا)).

[الصحيحة: ۸۶۵]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہدایت کی طرف دعوت دی تو اسے اس کی پیروی کرنے والوں کے اجر جتنا اجر ملے گا، اس سے ان کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور جس نے ضلالت و گمراہی کی طرف بلایا تو اسے اس کے پیچھے چلنے والوں کے گناہ جتنا گناہ بھی ملے گا، اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔“

تخریج: الصحيحة ۸۶۵۔ مسلم (۲۶۷۴) ابو داود (۳۶۰۹) ترمذی (۲۶۷۴) ابن ماجہ (۲۰۶) احمد (۳۹۷/۲)

ما يقال اذا راى مبتلى

کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر کیا کہا جائے

۱۱۰۵: عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ رَأَى مُبْتَلًى فَقَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خُلِقَ تَفْضِيلًا)). لَمْ يَصِبْهُ ذَلِكَ الْبَلَاءُ)). [الصحيحة: ۳۷۳۷]

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی آزمائش زدہ آدمی دیکھا اور یہ دعا پڑھی: ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اس (مصیبت) سے عافیت بخشی جس میں تجھے مبتلا کر رکھا ہے اور اپنی بہت سی مخلوقات پر مجھے فضیلت بخشی، تو وہ مصیبت اسے لاحق نہیں ہو سکے گی۔“

تخریج: الصحيحة ۳۷۳۷۔ ابن ماجہ (۳۸۹۲) طبرانی فی الاوسط (۵۳۲۰) والخرائط فی فضيلة الشکر (۴) من طریق آخر فوائد: معلوم ہوا کہ کسی قسم کے مریض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہئے: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خُلِقَ تَفْضِيلًا۔ مگر افسوس کہ معذور کو دیکھ کر مذاق شروع کر دیا جاتا ہے اور اس کی بے بسی پر اس کو خوب ستایا جاتا ہے۔ یاد رہے! ایسی حرکتیں کرنے والوں کو اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے۔

فضل الحب في الله

اللہ کے لیے محبت کرنے کی فضیلت

۱۱۰۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَجِدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ فَلْيَحِبِّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا اللَّهُ، عَزَّ وَجَلَّ)).

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو ایمان کا ذائقہ چکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے، وہ لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرے۔“

تخریج: الصحيحة ۲۳۰۰۔ طرابلسی (۲۳۹۵) احمد (۵۲۰/۲) البزار (الکشف: ۶۳)

ذم الريا

۱۱۰۷: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعاً: ((مَنْ سَمِعَ النَّاسَ يَعْمَلُهُ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ مَسَامِعَ خَلْقِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَحَقَرَهُ وَصَغُرَ)).

[الصحيحة: ۲۵۶۶]

رياء کاری کی مذمت

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنے عمل کے ذریعے لوگوں میں مشہور ہوتا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنی مخلوقات کو اس کی بابت سنا دے گا اور اسے حقیر و ذلیل کر دے گا۔“

تخریج: الصحيحة ۲۵۶۶۔ ابن المبارك فی الزهد (۱۳۱) احمد (۱۲۲/۲) طبرانی فی الاوسط (۳۹۸۱)

فوائد: مومن کو چاہئے کہ اپنے عمل میں خلوص پیدا کرے۔

فصل التهليل

۱۱۰۸: عَنْ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) [الصحيحة: ۲۳۴۴]

لا الہ الا اللہ کی فضیلت

سیدنا عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی نے گواہی دی کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

تخریج: الصحيحة ۲۳۴۴۔ البزار (الكشف: ۹) و (البحر: ۱۷۳) ابن خزيمة فی التوحيد (ص: ۲۳۲) ابويعلى (المقصد العلوى: ۳)

باب علامات المسلم

۱۱۰۹: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا، وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبْحَتَنَا، فَذَلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، فَلَا تُخْفَرُوا اللَّهَ ذِمَّتَهُ)). [الصحيحة: ۳۵۶۵]

مسلمان کی علامات

سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہماری نماز پڑھی، ہمارے قبلے کی طرف متوجہ ہوا اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو یہ وہ مسلمان ہوگا جس کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے سو تم اللہ تعالیٰ کا عہد توڑ نہ دینا۔“

تخریج: الصحيحة ۳۵۶۵۔ بخاری (۳۹۱) نسائی (۳۵۰۰) و فی الكبرى (۱۱۷۲۸)

۱۱۱۰: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَرْفُوعاً: ((مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ [مُخْلِصاً] دَخَلَ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة: ۲۳۵۵]

سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے خلوص دل سے ”لا الہ الا اللہ“ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

تخریج: الصحيحة ۲۳۵۵۔ ابن حبان (۷) ابن خزيمة فی التوحيد (ص: ۳۳۱، ۳۳۲) احمد (۲۳۶/۵) والحمیدی (۳۶۹) من طریق آخر عنه۔ مطولا

باب من وقى من القتل والشرك

جو شرک اور ناحق قتل سے بچا

دخول الجنة

جنت میں داخل ہوگا

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے کہ اس نے اس کے ساتھ کسی شریک نہ ٹھہرایا ہو اور نہ کسی کو ناحق قتل کیا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

۱۱۱۱: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا لَمْ يَتَدَبَّرْ حَرَامَ دَخَلَهُ الْجَنَّةُ)). [الصحيحه: ۲۹۲۳]

تخریج: الصحيحه ۲۹۲۳۔ احمد (۱۵۲/۳) ابن ابی شیبہ (۳۵۸/۹) ابن ماجہ (۲۶۱۸) حاکم (۳۵۱/۳)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اس نے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو پانچ نمازیں پڑھی ہوں اور رمضان کے روزے رکھے ہوں تو وہ اسے بخش دے گا۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں (یہ حدیث بیان کر کے) لوگوں کو خوش نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رہنے دو تا کہ وہ عمل کرتے رہیں۔“

۱۱۱۲: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَيَصُومُ رَمَضَانَ، غُفِرَ لَهُ، قُلْتُ: أَفَلَا أُبَشِّرُهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: دَعُوهُمْ يَفْعَلُوا)). [الصحيحه: ۱۳۱۵]

تخریج: الصحيحه ۱۳۱۵۔ احمد (۲۲۲/۵)

فوائد: مومن وہ ہے جس میں اس قسم کی احادیث عمل کی مزید رغبت پیدا کرتی ہیں۔

الدعاء من الله رحمة

اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا رحمت ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ کو نہیں پکارتا وہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔“

۱۱۱۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ لَمْ يَدْعُ اللَّهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ)). [الصحيحه: ۲۶۵۴]

تخریج: الصحيحه ۲۶۵۴۔ الادب المفرد (۲۵۸) ترمذی (۳۳۷۳) ابن ماجہ (۳۸۲۷) احمد (۲۳/۲)

فوائد: اس قدر مہربان اور رحیم و کریم پروردگار کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارتا جو خود قدم قدم پر اس کی مدد کے محتاج ہیں یقیناً ظلم عظیم ہے۔ ہر حال میں اسی کو پکارتا چاہیے۔ وہی ہر فرمان سمجھتا ہے اور ہر ایک کی پکار کو قبول کرتا ہے۔ یاد رہے! بیک وقت ہر ایک کی پکار سننا صرف اسی کا خاصہ ہے۔

باب ذم الشرك

شک کی مذمت

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔“

۱۱۱۴: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا: ((مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ)). [الصحيحه: ۳۵۶۶]

تخریج: الصحیحة ۳۵۶۶۔ بخاری (۱۲۳۸/۴۳۹۷) مسلم (۹۳) نسائی فی الکبریٰ (۱۱۰۱۱/۱) احمد (۳۶۲/۱)
فوائد: شرک کی حالت میں کیے ہوئے نیک اعمال بھی کچھ کام نہیں آئیں گے بلکہ شرک کی وجہ سے تمام اعمال برباد کر دیے جاتے ہیں۔ عقیدہ کی درستی پر ہمیشہ توجہ رکھیں۔

من و حد الله فهو مامون جس نے اللہ کی توحید کی گواہی دی وہ مامون (امن)

میں) ہے

۱۱۱۵: عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ [طَارِقِ بْنِ أَشْثِيمٍ] مَرْفُوعًا: ((مَنْ وَحَدَ اللَّهُ تَعَالَى. وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِهِ، حَرَّمَ مَالَهُ وَدَمَهُ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)).
 [الصحیحة: ۴۲۸]

ابو مالک اشجعی اپنے باپ سیدنا طارق بن اشیم ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ تعالیٰ کو یکتا دیکھا نہ قرار دیا اور اس کے علاوہ (سب معبودانِ باطلہ) کا انکار کر دیا تو اس کا مال اور خون حرمت والا قرار پائے گا اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔“

تخریج: الصحیحة ۳۴۸۔ مسلم (۲۳) احمد (۳/۴۷۲) طبرانی فی الکبیر (۸۱۹۴)

مومن مومن کی خیر خواہی کرتا ہے

المؤمن ينصح للمؤمن

۱۱۱۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ مِرَاةُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ، يَكْفَى عَلَيْهِ ضِعْفَتَهُ، وَيَحْوَطُهُ مِنْ وَرَائِهِ)). [الصحیحة: ۹۲۶]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے اس کے سامان کی حفاظت کرتا ہے اور اس کا دفاع کرتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۹۲۶۔ ابن وہب فی الجامع (۲۳۷) ابو داود (۳۹۱۸) الادب المفرد (۲۳۹)

مومنوں کے لیے مومن کا مقام

منزلة المؤمن للمؤمنين

۱۱۱۷: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ مَرْفُوعًا: ((الْمُؤْمِنُ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ يَأْلَمُ الْمُؤْمِنُ لِمَا يُصِيبُ أَهْلَ الْإِيمَانِ، كَمَا يَأْلَمُ الرَّأْسُ لِمَا يُصِيبُ الْجَسَدَ)). [الصحیحة: ۱۱۳۷]

سیدنا سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل ایمان کے لئے مومن کی اہمیت اس طرح ہے جس طرح جسم کے لئے سر کی ہوتی ہے۔ اہل ایمان کے مصائب سے مومن تکلیف محسوس کرتا ہے جیسا کہ جسم کی بیماری سے سر کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۱۳۷۔ احمد (۵/۳۴۰) ابو نعیم فی الحلیۃ (۸/۱۹۰) قضاعی فی مسند الشہاب (۱۳۶)

مسلمان سے تکلیف کو دور کرنے کی فضیلت

فضل تفریح کربة عن المسلم

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو کسی کے حوالے کرتا ہے۔ جو مسلمان اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتے ہیں جو مسلمان اپنے بھائی کی کوئی پریشانی دور کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی کوئی پریشانی دور کریں گے اور جو اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔“

۱۱۱۸: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ، كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبَاتٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[الصحيحه: ۵۰۴]

تخریج: الصحيحه ۵۰۴۔ بخاری (۲۳۳۲) مسلم (۲۵۸) ابوداود (۳۸۹۳) ترمذی (۱۳۲۶)

اجتماعیت میں مسلمانوں کی مثال

سیدنا نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمام مسلمان ایک فرد کی مانند ہیں۔ اگر ایک شخص کی ایک آنکھ بیمار ہو تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے اسی طرح اگر سر میں درد ہو تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔“

مثال المسلمون في الاجتماعية

۱۱۱۹: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ مَرْفُوعًا: ((الْمُسْلِمُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ، إِنْ اشْتَكَى عَيْنُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ، وَإِنْ اشْتَكَى رَأْسُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ)). [الصحيحه: ۲۵۲۶]

تخریج: الصحيحه ۲۵۲۶۔ مسلم (۲۵۸۲/۲۵۸۹) احمد (۲۷۱/۳) ۲۷۱۔ ۲۷۱

فوائد: معلوم ہوا کہ جو اپنے مسلمان بھائی کے دکھ سکھ کا شریک نہیں اس کا اسلام مکمل نہیں۔ بلکہ وہ اسلام کی حلاوت سے محروم ہے۔ درد دل رکھنے والے مسلمان ہی سچے مسلمان ہیں۔ کاش! اللہ پاک ہمارے مزاج میں بھی ایسی روح ڈال دیں۔

ایمان کا سب سے مضبوط کڑا اللہ کے لیے محبت کرنا اور

أوثق عرى الإيمان الحب في الله و

اللہ کے لیے ہی نفرت کرنا ہے

البغض في الله

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو ذر ؓ سے پوچھا: ”ایمان کا کون سا کڑا (یعنی نیک عمل) زیادہ مضبوط ہے؟“ انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے لئے دوستی کرنا اللہ کے لئے دشمنی کرنا اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے بغض رکھنا۔“

۱۱۲۰: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَبِي ذَرٍّ: ((أَيُّ عُرَى الْإِيمَانِ أَظْنَتُ قَالَ: أَوْثَقُ؟)) قَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ؟ قَالَ: ((الْمَوَالَاةُ فِي اللَّهِ، وَالْمَعَادَاةُ فِي اللَّهِ، وَالْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ)).

تخریج: الصحيحه ۱۷۲۸۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۵۳۷) قاضی ابوالحسن الفراء فی طبقات الحنابلة (۵۶/۱) ۵۷۔ بغوی فی شرح السنة (۳۶۸) بیہقی فی الشعب (۹۵۱۳)

فوائد: عصر حاضر میں اس حدیث مبارکہ پر عمل کرنے والے انتہائی شاذ و نادر ہیں۔ سیاست، برادری، پیشہ وری، ہم آہنگی اور نسلی

تعلق جیسے امور دوستیوں اور دشمنیوں کا معیار بن گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر تعلق مفقود ہوتا جا رہا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اسلام کا کون سا کڑا (یعنی نیک عمل) زیادہ مضبوط ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے لئے دوستی کرنا اللہ کے لئے دشمنی کرنا“ اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے بغض رکھنا۔“

۱۱۲۱: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَأَبِي ذَرٍّ: ((أَيُّ عُرَى الْإِيمَانِ أَظَنُّه قَالَ: أَوْثَقُ؟)) قَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ؟ قَالَ: ((الْمَوَالَاةُ فِي اللَّهِ، وَالْمَعَادَاةُ فِي اللَّهِ وَالْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ)).

[الصحيحة: ۹۹۸]

تخریج: الصحيحة ۹۸۸۔ انظر الحديث السابق

باب: منکرین قدر کے بارے میں نازل شدہ آیات

ابن زرارہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ آیت میری امت کے آخری زمانے کے تقدیر کو جھٹلانے والے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی: ﴿دوزخ کے آگے لگنے کے مزے چکھو۔ بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک مقررہ انداز پر پیدا کیا ہے﴾ (سورہ قمر: ۴۸، ۴۹)۔“

باب: ما نزل فی نفاة القدر

۱۱۲۲: عَنْ ابْنِ زُرَّارَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((نَزَلَتْ فِي أَنَاسٍ مِنْ أُمَّتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَكْذِبُونَ بِقَدْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَعْنِي قَوْلَهُ تَعَالَى: ﴿ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ﴾ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ)) [الصحيحة: ۱۵۳۹]

تخریج: الصحيحة ۱۵۳۹۔ طبرانی فی الكبير (۵۳۱۲)

حدیث کی تبلیغ اور اس کو یاد کرنے کی فضیلت

ابان بن عثمان کہتے ہیں: سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تقریباً نصف النہار کو مروان کے پاس سے نکلے۔ ہم نے کہا: اس وقت مروان نے ان سے کوئی سوال کرنے کے لئے ان کو بلایا ہوگا۔ میں ان کے پاس چلا گیا اور یہی بات پوچھی۔ انھوں نے کہا: ہاں اس نے ہم سے رسول اللہ ﷺ کی چند احادیث کے بارے میں سوال کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ اس آدمی کو خوشنما اور تروتازہ رکھے جو میری حدیث سنتا ہے اس کی حفاظت کرتا ہے اور اسے دوسروں تک پہنچا دیتا۔ کئی حاملین حدیث فقیہ نہیں ہوتے اور کئی حاملین فقہ اپنے سے زیادہ فقیہ آدمی تک (میری احادیث) پہنچا دیتے ہیں۔ تین خصائل پر مومن کا دل کبھی

باب فضل حفظ الحديث و تبلیغہ

۱۱۲۳: عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، قَالَ: أُرِّدْتُ بَنَ ثَابِتٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ مَرْوَانَ نَحْوًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ، فَقُلْنَا: مَا بَعَثَ إِلَيْهِ السَّاعَةُ إِلَّا لَشَيْءٍ سَأَلَهُ عَنْهُ، فَقُلْنَا: إِلَيْهِ، فَسَأَلْتُهُ؟ فَقَالَ: أَجَلٌ: سَأَلْنَا عَنْ أَشْيَاءَ سَمِعْنَاهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((نَصَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنَّْا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يَبْلُغَهُ غَيْرُهُ، فَإِنَّهُ رَبُّ حَامِلٍ فَقِهِ لَيْسَ بِفَقِيهِ، وَرَبُّ حَامِلٍ فَقِهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، ثَلَاثٌ خِصَالٌ لَا يَغْلُ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ أَبَدًا: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلَّهِ،

بھی خیانت نہیں کرتا: خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرنا۔
 ارباب حل و عقد کی خیر خواہی کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا کیونکہ
 ان کی دعا سب کو شامل ہوتی ہے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس
 آدمی کو فکر آخرت ہو اللہ تعالیٰ اس کے امور کی شیرازہ بندی کر دیتا
 ہے اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور دنیا و ذلیل ہو کر اس کے پاس آ
 جاتی ہے اور جس آدمی کا ہدف دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے منافعوں کا
 شیرازہ منتشر کر دیتا ہے اس کی فقیری کو اس کی
 پیشانی پر رکھ دیتا ہے اور اس کے پاس دنیا بھی اس کے مقدر کے
 مطابق پہنچتی ہے۔“

وَمَنْ صَحَّ وَلَا فِ الْأَمْرِ، وَلَزُومُ الْجَمَاعَةِ، فَإِنَّ
 دَعْوَتَهُمْ تَحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ وَقَالَ: مَنْ كَانَ
 هَمُّهُ الْآخِرَةُ، جَمَعَ اللَّهُ شَمْلَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ
 فِي قَلْبِهِ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، وَمَنْ كَانَ
 نِيَّتُهُ الدُّنْيَا فَرَّقَ اللَّهُ عَلَيْهِ صِغَتَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ
 بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ
 لَهُ. [الصحيحه: ۴۰۴]

تخریج: الصحيحه ۳۰۴۔ احمد (۵/۱۸۳) واللفظ له۔ دارمی (۲۲۹) ابن حبان (۶۷) ابو داود (۳۶۶۰) وابن ماجه (۲۳۰)
 ۳۱۰۵ ترمذی (۲۶۵۲) مختصراً

نظر بد لگنا حق ہے

عبید بن رفاعہ زرقی کہتے ہیں: سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا
 نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! جعفر کی اولاد کو بہت جلد نظر بد لگ
 جاتی ہے کیا میں ان کو دم کر دیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں“
 کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے سکتی ہو تو وہ نظر ہوتی۔“

العین حق

۱۱۲۴: عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ، أَنَّ أَسْمَاءَ
 بِنْتَ عُمَيْسٍ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ
 تَسْرُعُ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ فَأَسْتَرْقِي لَهُمْ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ،
 فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقُ الْقُدْرِ لَسَبَقْتَهُ
 الْعَيْنُ)). [الصحيحه: ۱۲۵۲]

تخریج: الصحيحه ۱۲۵۲۔ ترمذی (۲۰۵۹) ابن ماجه (۳۵۱۰) احمد (۶/۳۳۸)

لوگوں کی چار اور اعمال کی چھ قسمیں ہیں

سیدنا خیریم بن فاسک اسدی ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم
 ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کی چار اور اعمال کی چھ اقسام ہیں: لوگوں
 (کی چار اقسام یہ ہیں: (۱) دنیا و آخرت میں خوشحال (۲) دنیا
 میں خوشحال اور آخرت میں بدحال (۳) دنیا میں تنگ حال اور
 آخرت میں خوشحال (۴) دنیا و آخرت میں بد بخت۔ اعمال (کی
 اقسام یہ ہیں: (۱) واجب کرنے والے دو اعمال (۲، ۳) برابر
 سزاوار (۵) دس گنا (۶) سات سو گنا۔ واجب کرنے والے دو

اقسام الناس اربعة والاعمال ستة

۱۱۲۵: عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاكِتِ الْأَسَدِيِّ أَنَّ
 النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((النَّاسُ أَرْبَعَةٌ، وَالْأَعْمَالُ سِتَّةٌ
 فَالنَّاسُ (۱) مُوسِعٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ،
 (۲) وَمَوْسِعٌ لَهُ فِي الدُّنْيَا مَقْتُورٌ عَلَيْهِ فِي
 الْآخِرَةِ. (۳) وَمَقْتُورٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا مُوسِعٌ عَلَيْهِ
 فِي الْآخِرَةِ، (۴) وَشَقِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ،
 وَالْأَعْمَالُ ۲: مُوجِبَتَانِ، ۳: ۴: وَمِثْلُ بِمِثْلِ،

اعمال سے مراد یہ ہے: جو مسلمان و مومن اس حال میں فوت ہوتا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو کافر کفر کی حالت میں مرتا ہے اس کے لئے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔ (۴، ۳) جس نے نیکی کرنے کا ارادہ کیا اور عمل نہ کر سکا، لیکن اس کے دل نے اس نیکی کو محسوس کیا اور اس کی طرف راغب ہوا تو ایک نیکی لکھی جائے گی اور جس نے برائی کا ارادہ کیا تو اسے اس وقت نہیں لکھا جاتا جب تک وہ عمل کر نہیں لیتا اور اگر کر بھی لیتا ہے تو ایک برائی لکھی جاتی ہے بڑھا چڑھا کر نہیں لکھی جاتی۔ (۵) جس نے عمل نیکی کی اسے دس گنا ثواب ملے گا اور (۶) جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا اسے سات سو گنا تک اجر ملے گا۔“

۵. وَعَشْرَةَ أَضْعَافٍ، ۶. وَسَبْعُ مِثَّةٍ ضِعْفٍ. ۲. قَالَ الْمُؤَجَّبَانِ: مَنْ مَاتَ مُسْلِمًا مُؤْمِنًا لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا فَوَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ مَاتَ كَافِرًا وَجِبَتْ لَهُ النَّارُ. ۳. وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، فَعَلِمَ اللَّهُ أَنَّهُ قَدْ أَشْعَرَهَا قَلْبُهُ وَحَرَصَ عَلَيْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ. وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ لَمْ تَكُتَبْ عَلَيْهِ، وَمَنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ وَاحِدَةً، وَلَمْ تُضَاعَفْ عَلَيْهِ. ۵. وَمَنْ عَمِلَ حَسَنَةً كَانَتْ لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا. ۶. وَمَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَانَتْ لَهُ بِسَبْعِ مِثَّةٍ ضِعْفٍ)). [الصحیحة: ۲۶۰: ۴]

تخریج: الصحیحة ۲۶۰، احمد (۳/ ۳۴۵) ابن حبان (۶۱۷۱) ابن ابی شیبہ فی مسنده (۷۴۳) ابونعیم فی الحلیة (۹/ ۳۳)

باب: دو مٹھیوں والی حدیث

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے دو مٹھیوں کے بارے میں فرمایا: ”اس مٹھی والے (بندے) اس (جنت) کے لئے اور اس مٹھی والے (بندے) اس (جہنم) کے لئے۔“

باب: حدیث القبضتین حق

۱۱۲۶: عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الْقَبْضَتَيْنِ: ((هُوَ لَاءٌ لِهَذِهِ وَهُوَ لَاءٌ لِهَذِهِ)). [الصحیحة: ۴۶]

تخریج: الصحیحة ۴۶۔ المخلص فی الفوائد المتقاة (ج ۱/ ۳۳/ ۲) طبرانی فی الصغير (۱/ ۱۳۰) ابونعیم فی الحلیة (۷/ ۱۱۰)

باب: معجزہ نبوی ﷺ کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں: بنو عامر قبیلہ کا ایک معالج آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! آپ عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں تو کیا میں آپ کا علاج کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور فرمایا: ”کیا میں تجھے کوئی (خاص) نشانی دکھاؤں؟ آپ کے قریب ہی کھجوروں کے اور دوسرے درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے کھجوروں کے گچھے کو بلایا، وہ آپ کی طرف متوجہ ہوا، جبکہ کرتے اور سر اٹھاتے اٹھاتے آپ کے پاس پہنچ گیا اور آپ کے

باب: من معجزاته ﷺ

۱۱۲۷: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ يُدَاوِي وَيُعَالِجُ. فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّكَ تَقُولُ أَشْيَاءَ فَهَلْ لَكَ أَنْ أَدَاوِيكَ؟ قَالَ: فَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ. ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ لَكَ أَنْ أُرِيكَ آيَةً وَعِنْدَهُ نَخْلٌ وَشَجَرَةٌ، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِذْقًا مِنْهَا فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ، وَهُوَ يَسْجُدُ وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ، حَتَّى أَتَتْهُ إِلَيْهِ، فَقَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ

سامنے کھڑا ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی جگہ کی طرف لوٹ جا۔“ وہ لوٹ گیا۔ یہ علامت دیکھ کر عامری نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ کو کبھی بھی نہیں جھٹلاؤں گا۔ پھر فرمایا: اے آل بنی صعصہ! آپ (ﷺ) جو کہتے رہیں، میں آپ کو کبھی نہیں جھٹلاؤں گا۔

اللہ ﷻ: ((ارْجِعْ إِلَىٰ مَكَانِكَ)) قَرَجَعَ إِلَىٰ مَكَانِهِ)) قَالَ الْعَامِرِيُّ: وَاللَّهِ لَا أَكْذُبُكَ يَقُولُ أَبَدًا، ثُمَّ قَالَ: يَا آلَ بَنِي صَعْصَعَةَ! وَاللَّهِ لَا أَكْذِبُهُ بِشَيْءٍ يَقُولُهُ أَبَدًا۔ [الصحيحہ: ۲۳۱۵]

تخریج: الصحيحہ ۳۳۱۵۔ ابواسحاق الحریری فی غریب الحديث (۵/ ۸۲/ ۱) ابو یعلیٰ (۲۳۵۰) ابن حبان (۲۵۲۳) طبرانی (۱۲۵۹۵)

الرويا الصالحة بشارة من الله للعبد

اچھے خواب بندے کے لیے اللہ کی طرف سے خوش خبری ہیں

ابوصالح کہتے ہیں: میں سن رہا تھا، سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ انھوں نے کہا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا، مجھ سے کسی نے دریافت نہیں کیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا: ”اس کے بارے میں تجھ سے پہلے کسی نے مجھ سے سوال نہیں کیا، اس سے مراد نیک خواب ہے جو بندہ دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔“

۱۱۲۸: عَنْ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، وَسُئِلَ عَنْ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ قَالَ: مَا سَأَلَنِي أَحَدٌ قَبْلَكَ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ قَبْلَكَ هِيَ الرُّوْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْعَبْدُ أَوْ تُرَىٰ لَهُ)).

[الصحيحہ: ۱۷۸۶]

تخریج: الصحيحہ ۱۷۸۶۔ ابن جریر الطبری فی تفسیرہ (۱۱/ ۹۵) احمد (۶/ ۳۳۵) طحاوی فی المشکل (۳/ ۳۷)

باب: نبی کریم ﷺ پر ایمان نہ لانے والے کا انجام
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت کا جو فرد وہ یہودی ہو یا نصرانی، میرے بارے میں سنے اور مجھ پر ایمان نہ لائے وہ جہنمی ہوگا۔“

باب: عاقبة من لم يؤمن به ﷺ

۱۱۲۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي رَجُلٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَلَا يَهُودِيٍّ، وَلَا نَصْرَانِيٍّ ثُمَّ لَمْ يُؤْمِنْ بِي إِلَّا كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)). [الصحيحہ: ۱۵۷]

تخریج: الصحيحہ ۱۵۷۔ ابن مندہ فی التوحید (۱۵۱) احمد (۲/ ۳۱۷) ابو عوانہ (۱/ ۱۰۳) مسلم (۱۵۳) من طریق آخر عنه

توحید کی فضیلت

فضل التوحید

یوسف بن عبد اللہ بن سلام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا آپ نے ایک

۱۱۳۰: عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ

وادی سے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اور میں بھی گواہی دیتا ہوں‘ مزید میں یہ شہادت بھی دیتا ہوں کہ جو آدمی ایسی گواہی دے گا وہ شرک سے بری ہو جائے گا۔“ آپ ﷺ کی مراد دو شہادتیں (توحید و رسالت) ہیں۔ یہ امام نسائی کے الفاظ ہیں اور روایت کے شروع میں امام طبرانی نے یہ اضافہ کیا ہے: (..... انھوں نے سنا کہ لوگ پوچھ رہے تھے: اے اللہ کے رسول! کون سے اعمال افضل ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور رسول پر ایمان لانا‘ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اور حج مبرور کرنا‘ پھر سنا..... آخر حدیث تک

تخریج: الصحیحة ۲۸۹۷۔ نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۳۹) طبرانی فی الاوسط (۸۸۹۱) احمد (۵/۳۵۱) ابن حبان (۳۵۹۵) فوائد: حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جس میں کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔

باب: کفر کے ساتھ عمل صالح باعثِ نجات نہیں اگرچہ دورِ جاہلیت میں کیا ہو

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے نبی ﷺ سے کہا: ہشام بن مغیرہ صلہ رحمی کرتا تھا‘ مہمانوں کی میزبانی کرتا تھا‘ غلاموں کو آزاد کرتا تھا‘ کھانا کھلاتا تھا اور اگر اسلام کا دور پاتا تو مسلمان بھی ہو جاتا‘ آیا یہ اعمال اس کے لئے نفع مند ثابت ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں“ وہ تو دنیوی غرض و غایت‘ شہرت اور تعریف کے لئے دیتا تھا‘ اس نے ایک دن بھی نہیں کہا: اے میرے رب! روزِ قیامت میرے گناہوں کو معاف فرما دینا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۹۲۷۔ ابویعلیٰ (۲۹۲۵) طبرانی فی الکبیر (۲۳/۳۹۱۲۷۹)

افضل اعمال اور ان میں سے بلکے ترین اعمال

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ پر ایمان لانا‘ اس کی تصدیق کرنا اور اس

اللہ ﷻ سماع رجلًا فی الوادی یقول: أشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمدًا رسول الله فقال رسول الله ﷺ: ((وَأَنَا أَشْهَدُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا يَشْهَدُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا بَرِيٌّ مِنَ الشِّرْكِ)) یعنی: الشَّاهِدَتَيْنِ۔ وَاللَّفْظُ لِلنَّسَائِي وَزَادَ الطَّبْرَانِيُّ فِي أَوَّلِهِ: ((... إِذَا سَمِعَ الْقَوْمَ وَهُمْ يَقُولُونَ: أَيْ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ يَارَسُولُ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِيْمَانُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَحَجٌّ مَبْرُورٌ، ثُمَّ سَمِعَ...)) الحديث۔ (الصحیحة: ۲۸۹۷)

باب: لا ینجی العمل الصالح مع

الکفر ولو فی الجاهلیة

۱۱۳۱: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ هِشَامُ بْنُ الْعُغَيْرَةِ كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُقْرِى الضَّيْفَ، وَيُفِئُ الْعَنَاءَ، وَيُطْعِمُ الطَّعَامَ، لَوْ أَذْرَكَ أَسْلَمَ، هَلْ ذَلِكَ نَافِعُهُ؟ قَالَ: ((لَا إِنَّهُ كَانَ يُعْطِي لِلدُّنْيَا وَذَكَرَهَا وَحَمْدُهَا وَلَمْ يَقُلْ يَوْمًا قَطُّ رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ)).

[الصحیحة: ۲۹۲۷]

افضل الاعمال ومن اهنونها

۱۱۳۲: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الْإِيْمَانُ، وَتَصْدِيقُهُ، وَجِهَادُ

کے راستے میں جہاد کرنا۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس سے آسان عمل چاہتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”عفو و درگزر کرنا اور صبر کرنا۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ تو اس سے بھی آسان عمل کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں جو فیصلہ کر دے اس پر ناخوش نہ ہونا (بلکہ راضی ہو جانا)۔“

فِي سَبِيلِهِ)) قَالَ: أُرِيدُ أَهْوَاؤَ مِنْ ذَلِكَ يَارَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((السَّمَاخَةُ وَالصَّبْرُ)). قَالَ: أُرِيدُ أَهْوَاؤَ مِنْ ذَلِكَ يَارَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((لَا تَسْتَهْمِ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي شَيْءٍ قَضَى لَكَ بِهِ)) [الصحيحه: ۳۳۳۴]

تخریج: الصحيحه ۳۳۳۳۔ احمد (۵/۳۱۸-۳۱۹) ابن ابی شیبہ و ابویعلیٰ فی مسند کما فی اتحاف الخیرۃ (۳۱) ابن ابی الدنیا فی الرضا عن الله (ص: ۸۲/۸۳)

زمانہ کو گالی دینے کی مخالفت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زمانے کو برا بھلا نہ کہا کرؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں زمانہ ہوں، میں دنوں اور راتوں کی تجدید کرتا ہوں اور پھر بوسیدہ کر دیتا ہوں اور بادشاہوں کو بھی یکے بعد دیگر بدلادلا کر لاتا ہوں۔“

باب منع سب الدھر

۱۱۳۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: أَنَا الدَّهْرُ، الْيَوْمَ وَاللَّيْلَةَ لِي أُجَدِّدَهَا وَأُبْلِغَهَا وَأَتِي بِمُلُوكٍ بَعْدَ مُلُوكٍ)). [الصحيحه: ۵۳۲]

تخریج: الصحيحه ۵۳۲۔ احمد (۲/۳۹۶) ابونعیم فی الحلیۃ (۸/۲۵۸) مختصراً

اپنے مقدر کا رزق جب تک کوئی کھانہ لے وہ فوت نہیں ہوگا

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رزق کو موخر نہ سمجھو کوئی آدمی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اپنے (مقدر میں لکھے ہوئے) رزق کی تکمیل نہیں کر لیتا۔ اعتدال کے ساتھ طلب کرو یعنی حلال چیز استعمال کرو اور حرام کو ترک کر دو۔“

باب لا يموت العبد حتى يبلغ اخر رزقه

۱۱۳۴: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَسْتَبْطِنُوا الرِّزْقَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ عَبْدٌ لِمُوتٍ حَتَّى يَبْلُغَ آخِرَ رِزْقِهِ هُوَ لَهُ، فَأَجْسَلُوا فِي الطَّلَبِ: أَخِذِ الْحَلَالَ، وَتَرَكِ الْحَرَامَ)). [الصحيحه: ۲۶۰۷]

تخریج: الصحيحه ۲۶۰۷۔ ابو عبد اللہ الرازی فی مشیختہ (۱/۱۳۹) ابن حبان (۳۲۳۹) حاکم (۲/۳) بیہقی (۵/۲۶۳) ابن ماحہ (۲۱۳۳) سن طریق آخر بمعناه

فوائد: مومن کو چاہئے کہ وہ حصول رزق کے لئے جائز و مباح وسائل استعمال کرے اور اللہ تعالیٰ کے فرائض کے اوقات میں ان کی ادائیگی کرے اپنی تجارت و صنعت میں نہ پڑا رہے۔

انجام آخری عمل کے ساتھ ہے

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

العاقبة باخر العمل

۱۱۳۵: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ

اللَّهُ ﷻ: ((لَا تَعْجَبُوا بِعَمَلِ أَحَدٍ حَتَّى تَنْظُرُوا بِمَا يَحْتُمُّ لَهُ، فَإِنَّ الْعَامِلَ يَعْمَلُ زَمَانًا مِنْ دَهْرِهِ، أَوْ بَرَهَةً مِنْ دَهْرِهِ بِعَمَلِ صَالِحٍ لَوْ مَاتَ [عَلَيْهِ] دَخَلَ الْجَنَّةَ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ فَيَعْمَلُ عَمَلًا سَيِّئًا، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ زَمَانًا مِنْ دَهْرِهِ بِعَمَلِ سَيِّئٍ لَوْ مَاتَ [عَلَيْهِ] دَخَلَ النَّارَ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ فَيَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ قَبْلَ مَوْتِهِ فَوْفَقَهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ، ثُمَّ يُقْبَضُ عَلَيْهِ)). [الصحیحة: ۱۳۳۴]

فرمایا: ”کسی کے عمل کو دیکھ اس کے (نیک یا بد) ہونے کا فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرو دیکھو کہ کس عمل پر اس کی زندگی کا خاتمہ ہو رہا ہے کیونکہ (یہ حقیقت ہے کہ) عامل کچھ زمانہ نیک اعمال کرتا رہتا ہے اگر انہی اعمال پر اس کو موت آجائے تو وہ جنتی ہوگا لیکن اس کی حالت بدل جاتی ہے اور وہ برے عمل کرنا شروع کر دیتا ہے (اور انہی پر اس کی موت واقع ہو جاتی ہے)۔ اسی طرح ایک انسان کچھ عرصہ تک برے عمل کرتا رہتا ہے اگر انہی پر اس کو موت آجائے تو وہ آگ میں داخل ہوگا لیکن ہوتا یوں ہے کہ اس کی حالت تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ نیک عمل شروع کر دیتا ہے (اور ان پر اس کی موت واقع ہو جاتی ہے)۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر و بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے موت سے قبل نیک اعمال کی توفیق دے دیتے ہیں پھر اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳۳۳۔ احمد (۱۲۰/۳) ابن ابی عاصم فی السنة (۳۴۷-۳۵۳) ابویعلیٰ (۳۸۴۰)
فوائد: مومن کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے استقامت اختیار کرے اور خاتمہ بالا ایمان کی دعائیں کرے۔

نحوست نہیں ہے

باب لا طيرة

سیدنا سائب بن یزید بن اُحْبِ نمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بیماری متعدی نہیں ہے اور نہ ہی صفر کچھ ہے نہ فال بد کوئی چیز ہے۔“

۱۱۳۶: عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ اُحْبِ نَمْرٍ مَرْفُوعًا: ((لَا عَدْوَى، وَلَا صَفَرٌ، وَلَا هَامَةٌ)). [الصحیحة: ۷۸۵]

تخریج: الصحیحة ۷۸۵۔ مسلم (۲۲۲۰/۱۰۳) احمد (۳۳۹/۳) طحاوی (۳۷۸/۲)

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بیماری متعدی نہیں ہے نہ فال بد کوئی چیز ہے البتہ مجھے نیک فال پسند ہے۔“

۱۱۳۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((لَا عَدْوَى، وَلَا طِيْرَةٌ، فَاجِبُ الْفَالِ الصَّالِحِ)). [الصحیحة: ۷۸۷]

تخریج: الصحیحة ۷۸۷۔ مسلم (۲۲۲۳/۱۱۳) احمد (۵۰۷/۲) ابن حبان (۵۸۲۱)

تین چیزوں میں نحوست ہے

الشوم فی ثلاثة

سیدنا عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بیماری متعدی نہیں ہے نہ فال بد کوئی چیز ہے اور تین

۱۱۳۸: عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((لَا عَدْوَى وَلَا طِيْرَةٌ، وَإِنَّمَا الشُّومُ فِي ثَلَاثَةِ الْمَرْأَةِ

وَالْقُرْسُ وَالْدَّارُ)). [الصحيحة: ۷۸۸]

چیزوں میں بدشگونی (یا نحوست) ہوتی ہے: بیوی، گھوڑا اور گھر۔“

تخریج: الصحيحة ۷۸۸۔ بخاری (۵۷۵۳) مسلم (۲۲۲۵/۱۱۹) احمد (۱۵۳/۳)

فوائد: دوسری حدیث میں آپ نے صراحت سے فرمایا کہ اگر نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی! نحوست و شوم کا مطلب یہ ہے کہ تین چیزیں کبھی کبھار انسان کے موافق نہیں رہتیں۔ مثلاً بیوی یا سواری سرکش ہوتی ہے یا مکان خیر و برکت سے خالی ہوتا ہے۔ حقیقت میں خیر و شر کا مالک اللہ ہی ہے۔

نظر بدگنا حق ہے

العین حق

۱۱۳۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((لَا عَدْوَى، وَلَا طَيْرَةً، وَالْعَيْنُ حَقٌّ)). [الصحيحة: ۷۸۱]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بیماری متعدی نہیں، نہ برے شگون کی کوئی حقیقت ہے اور نظر لگنا حق ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۷۸۱۔ احمد (۲۳۰/۲) طبری فی تہذیب الآثار (مسند علی: ۱۳۱۲) طحاوی (۳۰۹/۳) مختصراً

طبرانی فی الاوسط (۲۵۳۲)

۱۱۴۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةً، وَلَا صَفَرَ، وَلَا هَامَةً، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الطُّبَاءُ، فَيَخَالِطُهَا بَعِيرٌ أُجْرَبُ فَيَجْرُبُهَا؟ قَالَ: فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ؟)). [الصحيحة: ۷۸۲]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’بیماری متعدی نہیں۔ اور نہ ہی بدشگونی ہے۔ اور صفر کا مہینہ منحوس ہے نہ ہی الو کی آواز۔‘ ایک بدو نے کہا: تو پھر ایک اونٹ جب ریت میں چل رہا ہوتا ہے تو وہ بیماریوں سے پاک ہوتا ہے جب خارش اونٹ اس سے غلط ملط ہوتا ہے تو اسے بھی خارش لگ جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(اچھا یہ بتلاؤ کہ) پہلے اونٹ کو خارش کس نے لگائی؟“

تخریج: الصحيحة ۷۸۲۔ بخاری (۵۷۱۷) مسلم (۲۲۲۰) ابوداؤد (۳۹۱۱) احمد (۲۶۷/۲)

۱۱۴۱: عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعًا: ((لَا عَدْوَى، وَلَا طَيْرَةً، وَلَا غَوْلًا)). [الصحيحة: ۷۸۴]

سیدنا جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بیماری متعدی نہیں، نہ فال بد کی کوئی حقیقت ہے اور نہ کوئی غول ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۷۸۴۔ مسلم (۲۲۲۲) احمد (۳۱۲۲۹۳/۳) بغوی فی الجعديات (۳۲۵۱)

فوائد: غول: عربوں کے نظریہ کے مطابق شیاطین کی ایک قسم جو بیابان میں مختلف شکلوں میں آ کر لوگوں کو بھٹکا دیتی یا ہلاک کر دیتی ہے۔

۱۱۴۲: عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمَسَيْبِ، قَالَ: سَأَلْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ عَنِ الطَّيْرِ؟ فَاتَّهَرَنِي وَقَالَ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ فَكَرِهْتُ أَنْ أُحَدِّثَهُ مَنْ

سعید بن مسیب کہتے ہیں: میں نے سیدنا سعد بن ابوقاص ؓ سے بدشگونی کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے مجھے بھڑک دیا اور کہا: تجھے یہ کس نے بیان کیا؟ میں نے ناپسند کیا کہ بیان کرنے

والے کا نام بتاؤں۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ کوئی بیماری متعدی ہے نہ کوئی بد فال ہے اور نہ الوکا بولنا کوئی اثر رکھتا ہے اگر بدشگونی ہوتی تو گھوڑے بیوی اور گھر میں ہوتی۔ جب تم سنو کہ فلاں علاقے میں طاعون کی بیماری پھیل گئی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر تم اسی علاقہ میں ہو تو وہاں سے مت نکلو۔“

حَدَّثَنِي قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا عَدْوَى، وَلَا طَيْرَةَ، وَلَا هَامَةً، إِنْ تَكُنِ الطَّيْرَةُ فِي شَيْءٍ، فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالذَّارِ، وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ بَارِضٍ فَلَا تَهَيِّطُوا، وَإِذَا كَانَ بَارِضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَفِرُّوا مِنْهُ)).

[الصحيحة: ۷۸۹]

تخریج: الصحیحة ۷۸۹۔ احمد (۱۸۰/۱) الشاشی فی مسنده (۱۵۳) الدورقی فی مسند سعد (۱۹۵) ابو داود (۳۴۲۱) طحاوی (۳۷۷/۲)

کوڑی سے بھاگنا

باب فر من المجذوم

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہ کوئی بیماری متعدی ہے نہ کوئی فال بد ہے نہ الو کے بولنے کا اثر ہے اور نہ کوئی صفر ہے اور کوڑھی سے اس طرح بھاگ جس طرح شیر (سے بچنے کے لئے) بھاگتا ہے۔“

۱۱۴۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ، وَلَا هَامَةً، وَلَا صَفَرَ وَفَرٍّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ)).

[الصحيحة: ۷۸۳]

تخریج: الصحیحة ۷۸۳۔ بخاری (۵۷۰۷) تعلقاً ابن خزيمة فی التوکل کما فی اتحاف المهره (۱۸۷۵۹) بیہقی (۱۳۵/۷)

فال کیا ہے؟

باب ما قال

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ کوئی بد فال کی حقیقت ہے البتہ مجھے نیک فال یعنی (حوصلہ دلانے والی) اچھی بات پسند ہے۔“

۱۱۴۴: عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: ((لَا عَدْوَى، وَلَا طَيْرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الْقَالَ الصَّالِحُ: الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ)). [الصحيحة: ۷۸۶]

تخریج: الصحیحة ۷۸۶۔ بخاری (۵۷۷۶) مسلم (۲۲۲۳) ابو داود (۳۹۱۵) ترمذی (۱۲۱۵) ابن ماجہ (۳۵۳۷)

ابوزناد کہتے ہیں: مجھے صحابہ کرام کے پسندیدہ قناعت پسند بیٹوں جو اعلیٰ واولیٰ لوگ تھے نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہ کوئی بیماری متعدی ہے نہ الو کے بولنے کا کوئی اثر ہے نہ کوئی صفر ہے اور کوڑھی سے ایسے بچو جیسے شیر سے بچا جاتا ہے۔“

۱۱۴۵: عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ أَهْلُ رَضَى وَقَنَاعَةَ مِنْ أَهْلِ الصَّحَابَةِ وَأُولِيَةِ النَّاسِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا عَدْوَى، وَلَا هَامَةً، وَلَا صَفَرَ، وَاتَّقُوا الْمَجْذُومَ كَمَا يَتَّقَى الْأَسَدُ)). [الصحيحة: ۷۸۰]

تخریج: الصحیحة ۷۸۰۔ ابن وہب فی الجامع (۶۳۳) بخاری فی التاريخ (۱۵۰/۱) والخطیب فی التاريخ (۳۰۷/۲) من طریق آخر

المؤمن خیر من خلقه

اللہ کی مخلوق میں مؤمن سب سے بہتر ہے

۱۱۴۶: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نَعْلَمُ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مَنَةِ مَثَلِهِ إِلَّا الرَّجُلُ الْمُؤْمِنُ)). [الصحيحه: ۵۴۶]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی چیز سو گنا بھی ہو وہ مؤمن سے بہتر نہیں ہو سکتی۔“

تخریج: الصحيحه ۵۳۶۔ احمد (۱۰۹/۲) طبرانی فی الصغیر (۱/۱۳۷) طحاوی المشکل (۱۳۷/۱) ابن عدی (۶/۲۲۲۳)

احب لإخيه ما يحب لنفسه من

ایمانیات میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے بھائی کے لیے

الایمان

وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے

۱۱۴۷: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا: ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِإِخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ [مِنَ الْخَيْرِ])). [الصحيحه: ۷۳]

سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی آدمی اس وقت (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی خیر و بھلائی پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے کرتا ہے۔“

تخریج: الصحيحه ۷۳۔ بخاری (۱۳) مسلم (۳۵) ابوعوانہ (۱/۳۳) نسائی (۵۰۹/۵۰۲۰) ترمذی (۲۵۱۵) ابن ماجہ (۶۶)

فوائد: اپنے ایمان کی کمی و زیادتی کو پرکھنے کے لیے یہ حدیث معیار ہے سچا مؤمن ہمیشہ اپنی پسند ہی دوسرے کے لیے پسند کرتا ہے۔ ہر موقع پر اس حدیث کو سامنے رکھا جائے تو تمام معاشرتی خرابیوں سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ جب آپ ہمیشہ وہی معاملہ کریں جو آپ کو پسند ہو تو یقیناً خیر و برکت بھلائی اور بہتری ہی اضافہ ہوگا۔ مگر افسوس! کہ معاشرہ میں ایسے افراد نہ ہونے کے برابر ہیں۔

وجوب الايمان بالقدر خيره وشره

تقدیر کے خیر و شر پر ایمان لانا واجب ہے

۱۱۴۸: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَرْفُوعًا: ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُحْطِئَهُ، وَأَنَّ مَا أَخْطَاهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ)). [الصحيحه: ۲۴۳۹]

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک تقدیر پر ایمان نہیں لاتا وہ اچھی ہو یا بری اور جب تک اسے یہ (پختہ) علم نہیں ہو جاتا کہ (اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق) جس چیز نے اسے لاحق ہونا ہے وہ ٹل نہیں سکتی اور جو ٹل گئی وہ لاحق نہیں ہو سکتی۔“

تخریج: الصحيحه ۲۴۳۹۔ ترمذی (۲۱۲۳) ابن عدی (۳/۱۵۰۳)

لا يفيد الاعمال الصالحة مع الكفر

کفر کے ہوتے ہوئے اعمال صالحہ فائدہ نہیں دیں گے

۱۴۹: عَنْ عَائِشَةَ: قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! ابْنُ جَدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّجِمَ وَيُطْعِمُ الْمَسَاكِينَ، فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ؟ قَالَ: ((لَا) يَا عَائِشَةُ! إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا: رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ)). [الصحیحة: ۲۴۹]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابن جدعان دور جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا اور مساکین کو کھانا کھلاتا تھا، آیا یہ نیکیاں اس کے لئے نفع مند ثابت ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں“ اے عائشہ! اس نے ایک دن بھی یہ نہ کہا: اے میرے رب! روز قیامت میرے گناہوں کو بخش دینا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۴۹۔ مسلم (۲۱۳) ابو عوانہ (۱۰۰/۱) احمد (۹۳/۶)

من الايمان أن يعتقد الرجل ما كان

یہ عقیدہ کہ جو میرے لیے ہے وہ ضرور ہوگا ایمان میں

لی فهو كائن

سے ہے

۱۱۵۰: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُلْغِ عِبْدٌ حَقِيقَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئْهُ وَمَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبْهُ)). [الصحیحة: ۳۰۱۹]

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا جب تک اسے یہ (پختہ) علم نہ ہو جائے کہ (اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے فیصلے کے مطابق) جس چیز نے اسے لاحق ہونا ہے وہ تجاوز نہیں کر سکتی اور جو چیز تجاوز کر گئی وہ لاحق نہیں ہو سکتی۔“

تخریج: الصحیحة ۳۰۱۹۔ البزار (الكشف: ۳۳) و (البحر: ۳۱۰۷) احمد (۳۴۱/۶) وقد تقدم برقم (۱۰۷۶)

فوائد: بعض لوگ پریشانی لاحق ہونے پر اسباب پر بحث شروع کر دیتے ہیں کہ اگر میں اس طرح کر لیتا تو ایسے نہ ہوتا یوں کر لیتا تو مصائب سے بچا رہتا۔ حالانکہ آزمائش اور آنے والی مصیبت کا فیصلہ ازل سے ہو چکا ہے ہمیں اس کو حکم الہی سمجھ کر خندہ پیشانی سے قبول کرنا چاہیے۔ یہی کمال ایمان ہے۔

ایک ہی دل میں خیر اور شر کا جمع ہونا

باب عدم الاجتماع الخیر و الشر

فی قلب واحد

ناممکن ہے

۱۱۵۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((لَا يَجْتَمِعُ الْإِيمَانُ وَالْكَفَرُ فِي قَلْبِ امْرِئٍ، وَلَا يَجْتَمِعُ الْكَذِبُ وَالصِّدْقُ جَمِيعًا، وَلَا تَجْتَمِعُ الْحَيَانَةُ وَالْأَمَانَةُ جَمِيعًا)). [الصحیحة: ۱۰۵۰]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی کے دل میں ایمان اور کفر دونوں جمع نہیں ہو سکتے اور اسی طرح سچ اور جھوٹ بھی جمع نہیں ہو سکتے اور خیانت اور امانت کا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۰۵۰۔ ابن وہب فی الجامع (۲۶۳/۵۳۷) احمد (۳۴۹/۲)

فوائد: معلوم ہوا کہ مومن کو کفر سے، صادق کو جھوٹ سے اور امین کو خیانت سے کلیہً پرہیز کرنا چاہئے۔

فضل الخوف و الرجا

۱۱۵۲: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ، فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَ: ((أَرْجُوا اللَّهَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَخَافُ ذُنُوبِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَجْتَمِعَانِ. يَعْنِي الْخَوْفَ وَالرَّجَاءَ. فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هَذَا الْمُوْطِنِ يَعْنِي: الْإِحْتِصَارَ. إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ الَّذِي يَرْجُو، وَأَمَنَهُ مِنَ الَّذِي يَخَافُ)). [الصحيحه: ۱۰۵۱]

اللہ سے امید اور خوف کی فضیلت
سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک نوجوان کے پاس گئے اور وہ موت و حیات کی کشمکش میں تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”اپنے (خوفی) اجر و ثواب اور عذاب و عقاب کے بارے میں کیا خیال کرتے ہو؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں پر امید ہوں لیکن اپنے گناہوں سے ڈر بھی لگ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی کے دل میں اس قسم کے (جان کنی کے) وقت میں یہ دو چیزیں (یعنی خوف و امید) جمع ہو جاتی ہیں تو جس چیز کی اسے امید ہوتی، اللہ تعالیٰ وہ عطا کر دیتا ہے اور جس چیز کا ڈر ہوتا ہے وہ اس سے امن دلا دیتا ہے۔“

تخریج: الصحيحه ۱۰۵۱۔ ترمذی (۹۸۳) ابن ماجہ (۳۲۶۱) ابن ابی الدنيا فی حسن الظن (۳۱)

فوائد: یہی مومن کی اصل تعریف ہے کہ جہاں اسے اپنی نیکیوں پر اعتماد ہوتا ہے وہاں اپنی برائیوں کا ڈر بھی ہوتا ہے۔

باب: حقيقة الکبر

۱۱۵۳: عَنْ أَبِي رِيحَانَةَ مَرْفُوعًا: ((لَا يَدْخُلُ شَيْءٌ مِنَ الْكِبَرِ الْجَنَّةَ)) فَقَالَ قَائِلٌ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أُتَحَمَّلَ: بِجِلَازٍ سَوَاطِي وَشَسِعَ نَعْلِي؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ ذَلِكَ لَيْسَ مِنَ الْكِبَرِ إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ إِنَّ الْكِبَرَ سَفَهُ الْحَقِّ وَغَمَصُ النَّاسِ)).

[الصحيحه: ۱۶۲۶]

سیدنا ابوریحانہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بڑائی اور تکبر (والے لوگ) جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔“ ایک کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو اپنے کوزے پر غلاف چڑھا کر اور اپنے جوتے کے تسمے کو (اچھا بنا کر) خوبصورتی حاصل کرتا ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ تکبر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے“ تکبر یہ ہے کہ انسان حق شناس نہ ہو اور دوسرے لوگوں کو حقیر سمجھے۔“

تخریج: الصحيحه ۱۶۲۶۔ احمد (۱۳۳/۳) طبرانی فی الشامیین (۱۰۷۱) ابن سعد (۴/۲۲۵)

الاجتناب التشبهات من الخیر

۱۱۵۴: عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مَوَاتِيًا أَوْ مُقَارِبًا

تشابہ امور سے بچنا ہی خیر ہے
سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس امت کا معاملہ“

مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوا فِي الْوِلْدَانِ وَالْقَدَرِ)).

[الصحيحة: ۱۰۱۵]

تخریج: الصحيحة ۱۵۱۵۔ ابن حبان (۶۷۳۳) حاکم (۱/۳۳) طبرانی (۱۲۷۶۳)

فوائد: دین میں اکثر احکام و مسائل ایسے ہیں جن کی وضاحت و صراحت روز روشن کی طرح عیاں ہیں ایسی تعلیمات کو حکمت کہتے ہیں چند امور مشتبہات میں سے ہیں جن پر مکمل ایمان رکھنا ہے اور ان میں زیادہ بحث و تکرار درست نہیں انہیں مسائل میں سے مسئلہ تقدیر بھی ہے نیز چھوٹے بچے جنتی ہیں یا جہنمی؟ اللہ ہی خوب جانتا ہے اس وقت تک بہت بہتر اور عمدہ رہے گا جب تک وہ نومولود بچوں کے انجام اور مسئلہ تقدیر میں نہیں الجھے گیں۔

بارہ خلیفہ قریش میں سے ہوں

باب اثنی عشر خلیفہ من قریش

۱۱۵۵: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَرْفُوعًا: ((لَا يَزَالُ الدِّينُ قَائِمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ، أَوْ يَكُونَ عَلَيْكُمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ)).

[الصحيحة: ۹۶۴]

تخریج: الصحيحة ۹۶۳۔ مسلم (۱۸۲۲) احمد (۵/۸۶، ۸۷) ابو یعلیٰ (۴۳۶۳۔ ۴۳۶۴) ابو عوانہ (۳/۳۰۰)

بعض سوال کفر ہیں

باب من السؤال کفر

سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ دین قیامت کے برپا ہونے تک یا اس وقت تک قائم دائم رہے گا جب تک بارہ خلفاء خلافت کی مسندوں پر فائز نہیں ہو جاتے اور وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔“

۱۱۵۶: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ يُسْأَلُونَ يَقُولُونَ: مَا كَذَا مَا كَذَا؟ حَتَّى يَقُولُوا: اللَّهُ خَالِقُ النَّاسِ، فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ؟ فَعِنْدَ ذَلِكَ يَضِلُّونَ)).

[الصحيحة: ۹۶۶]

تخریج: الصحيحة ۹۶۶۔ ابن ابی عاصم فی السنة (۶۳۷) مسلم (۱۳۶) احمد (۳/۱۰۲)

سیدنا جابر بن سمرة ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ دین قائم دائم رہے گا مسلمانوں کی ایک جماعت اس سے متصف ہو کر جہاد کرتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔“

۱۱۵۷: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: ((لَا يَزَالُ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا يَقَاتِلُ عَلَيْهِ عَصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ)).

[الصحيحة: ۹۶۳]

تخریج: الصحيحة ۹۶۳۔ احمد (۵/۹۲، ۹۳) طیالسی (۷۵۶) مسلم (۱۹۲۲)

کبیرہ گناہ کرنیوالا گناہ کی حالت میں مومن نہیں رہتا

مرتکب الكبائر لا يؤمن حين يرتكب

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب زانی زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا جب شرابی شراب

۱۱۵۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((لَا يَزِينِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرِبُ

پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا جب چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جب (ڈاکو) زبردستی لوٹ مار کرتا ہے اور لوگ اس کو دیکھ رہے ہوتے ہیں تو وہ مومن نہیں ہوتا۔“

الْخَسْرَ حِينَ يَسْرِبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهَبُ نَهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ)).

[الصحيحه: ۳۰۰۰]

تخریج: الصحيحه: ۳۰۰۰۔ بخاری (۲۸۱۰/۲۳۷۵) مسلم (۵۷) نسائی (۳۸۷۳) ابن ماجہ (۳۹۳۶)

المؤمن ذو البصيرة

مومن صاحب بصیرت ہوتا ہے

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کو ایک بل سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاسکتا۔“

۱۱۵۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جَحْرِ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ))

[الصحيحه: ۱۱۷۵]

تخریج: الصحيحه: ۱۱۷۵۔ بخاری (۶۱۳۳) والادب المفرد (۱۲۷۸) مسلم (۲۹۹۸) ابوداؤد (۳۸۲۲) ابن ماجہ (۳۹۸۲)

فوائد: یعنی مومن کبھ دار ہوتا ہے ایک دفعہ نقصان ہو جانے کے بعد چوکنا ہو جاتا ہے۔ بار بار سانپ کی بل پر پاؤں نہیں رکھتا۔

بیکار سوالوں اور ان کے جواب سے اللہ کی پناہ پکڑنی

الاستعاذ من سوال المكروهة و

چاہیے

جوابہ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ایک آدمی کے پاس شیطان آکر کہتا ہے: اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ کہتے کہتے بات کو یہاں تک پہنچا دیتا ہے کہ: تیرے رب کو کسی نے پیدا کیا؟ جب وہ یہاں تک پہنچ جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور باز آجائے۔“

۱۱۶۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((يَأْتِي شَيْطَانُ أَحَدِكُمْ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتَّى يَقُولَ: مَنْ خَلَقَ رَبُّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ، فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَلْيَسْتَعِذْ)). [الصحيحه: ۱۱۷]

تخریج: الصحيحه: ۱۱۷۵۔ بخاری (۳۲۷۶) مسلم (۱۳۳/۲۱۳) ابوعوانہ (۸۲/۱)

ساتوں آسمان اور زمینوں کو اللہ کے ہاتھوں میں

باب قبض السموات السبع

پکڑنے کے بارے میں

والارضين بيد الله

عبید اللہ بن مقسم کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ کو دیکھا وہ رسول اللہ ﷺ کی نقل اتار رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑ لے

۱۱۶۱: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُقْسِمٍ: أَنَّهُ نَظَرَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَيْفَ يَحْكِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَأْخُذُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ سَمَاوَاتِهِ وَأَرْضِيهِ

گا اور کہے گا: میں اللہ ہوں۔ پھر حکایہ انگلیوں کو کھولا اور بند کیا۔ میں بادشاہ ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ دائیں بائیں جھومنے لگ گئے حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ منبر بھی پچکولے کھانے لگ گیا اور مجھے یہ وہم ہونے لگا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرا ہی نہ دے۔“

بَيَدَيْهِ، فَيَقُولُ: أَنَا اللَّهُ وَيَقْبِضُ أَصَابِعَهُ وَيَسْطُهَا. أَنَا الْمَلِكُ [وَتَمَايَلُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ] حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ، حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ: أَسَاقِطُ هُوَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ((؟))

[الصحيحة: ۳۱۹۶]

تخریج: الصحیحة ۳۱۹۶۔ مسلم (۲/۲۷۸۸) ابن خزيمة فی التوحيد (ص: ۳۹-۵۰) بیہقی فی الاسماء (۳۳۹) ابن ماجہ (۳۲۷۵/۱۹۸)

باب: نبی ﷺ کی محبت کا بیان

ابوراشد حبرانی کہتے ہیں: سیدنا ابوامامہ باہلیؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا: ”اے ابوامامہ! بعض مومن ایسے بھی ہیں کہ ان کے دل میرے لئے نرم ہو جاتے ہیں۔“

باب: فی حبه ﷺ

۱۱۶۲: عَنْ أَبِي رَاشِدٍ الْحَبْرَانِيِّ، قَالَ: أَخَذَ بِيَدَيَّ أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ، قَالَ: أَخَذَ بِيَدَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا أَبَا أُمَامَةَ! إِنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ يَكِينُ لِي قَلْبُهُ)).

[الصحيحة: ۱۰۹۵]

تخریج: الصحیحة ۱۰۹۵۔ احمد (۵/۳۶۷) طبرانی فی الکبیر (۷۶۵) و الشاميين (۸۵۰)

اللہ کا ارادہ ہر چیز پر غالب ہے

سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکرؓ سے فرمایا: ”اے ابوبکر! اگر اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی نہ ہونے کا ارادہ کرتا تو وہ ابلیس کو پیدا نہ کرتا۔“

اراد الله غالب كل شيء

۱۱۶۳: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ! لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ لَا يُعْصِيَ مَا خَلَقَ إِبْلِيسَ)). [الصحيحة: ۱۱۶۴]

تخریج: الصحیحة ۱۱۶۳۔ للالكاتبي فی السنة (۱۱۰۱) بیہقی فی الاسماء (۱۵۷)

کسی بھی شخص کی عزت تقویٰ کی وجہ سے ہے نہ کہ تخلیق

اکرام الرجل بالتقوى لا بالتخليق

اعتبار سے

سیدنا جابرؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایام تشریق کے درمیان دن کو خطبہ الوداع ارشاد فرمایا اور فرمایا: ”لوگو! تمھارا رب ایک ہے اور تمھارا باپ بھی ایک ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! کسی عربی

۱۱۶۴: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ خُطْبَةَ الْوَدَاعِ، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ آبَاءَكُمْ

وَاحِدٌ، أَلَا لَأَفْضَلُ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ،
وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا لَأَحْمَرٍ عَلَى
أَسْوَدَ، وَلَا لَأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَى
﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ الْأَهْلُ
بَلَّغْتُ؟ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: فَلْيَسْلُغِ
الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)). [الصحيحہ: ۲۷۰۰]

کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر کسی سرخ رنگ والے کو کالے
رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر کوئی
فضیلت و برتری حاصل نہیں مگر تقویٰ کے ساتھ جیسا کہ ارشاد
باری تعالیٰ ہے: ﴿اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے وہ شخص سب سے
زیادہ معزز ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے﴾ خبردار! کیا میں
نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا ہے؟ انھوں نے کہا: اے اللہ کے
رسول! کیوں نہیں۔ پھر فرمایا: ”حاضر لوگ یہ باتیں غیر حاضروں
تک پہنچا دیں۔“

تخریج: الصحيحہ ۲۷۰۰۔ ابونعیم فی الحلیۃ (۳/۱۰۰) بیہقی فی الشعب (۵۱۳۷)

باب انذار المقربين

۱۱۶۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا أُنْزِلَتْ هَذِهِ
الْآيَةُ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ دَعَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُرَيْشًا، فَاجْتَمَعُوا، فَعَمَّ وَخَصَّ
فَقَالَ: ((يَا بَنِي كَعْبِ ابْنِ لُؤَيٍّ! أَنْقِذُوا
أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! أَنْقِذُوا
أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ،
أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا فَاطِمَةُ! بِنْتُ
مُحَمَّدٍ ﷺ! أَنْقِذِي نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي
لَأَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحْمًا
سَأَبْلُغُهَا بِبِلَالٍهَا)). [الصحيحہ: ۳۱۷۷]

قریبی رشتہ داروں کو ڈرانے کے بارے میں
سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اے﴾
محمد! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ ﴿اے﴾ تو رسول اللہ ﷺ نے
قریش کو بلایا وہ جمع ہو گئے پھر آپ نے عام نداء بھی دی اور
خاص بھی اور فرمایا: ”اے بنو کعب بن لوی! اپنے آپ کو آگ
سے بچالو۔ اے بنو مرہ بن کعب! اپنے آپ کو آگ سے بچالو۔
اے بنو عبد شمس! اپنے آپ کو آگ سے بچالو۔ اے بنو عبد مناف!
اپنے آپ کو آگ سے بچالو۔ اے بنو عبد المطلب! اپنے آپ کو
آگ سے بچالو اور اے فاطمہ بنت محمد! اپنے آپ کو آگ سے بچا
لو کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمھارے لئے کسی اختیار کا مالک
نہیں ہوں۔ ہاں تم سے جو رشتہ و قرابت ہے میں اسے قائم رکھوں
گا۔“

تخریج: الصحيحہ ۳۱۷۷۔ الادب المفرد (۸۲) مسلم (۴۰۳) ابو عوانہ (۱/۹۳-۹۴) ترمذی (۳۱۸۴) نسائی (۳۶۷۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ محض قرابت داری باعث عزت و نجات نہیں بلکہ باعمل صالح مزاج اور نیک بننا از حد ضروری ہے۔ کئی پیر اپنے
مریدوں کو بیعت لینے کے بعد اس خوش فہمی میں رکھتے ہیں کہ اب پابندی صلاۃ وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ کا بیعت کر لینا ہی
نجات کے لیے کافی ہے یہ کھلا دھوکہ اور واضح گمراہی ہے۔ جب امام الانبیاء ﷺ کی لخت جگر کے لیے شریعت کی پابندی ضروری ہے تو
پھر بعد والوں کے لیے آزادی کیسے ہو سکتی ہے۔

باب: القصد في العبادة

وحكمة ذلك

۱۱۶۶: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو: إِنَّكَ لَتَصُومُ الدَّهْرَ، وَتَقُومُ اللَّيْلَ، وَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمْتَ لَكَ الْعَيْنُ، وَنَهَكْتَ وَفِي رِوَايَةٍ: وَنَفَهَتْ لَكَ النَّفْسُ. لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَكْبَدَ، صَوْمَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ كُلِّهِ)) قُلْتُ: فَإِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى)).

[الصحيحة: ۲۸۵۵]

باب: عبادت میں میانہ روی اختیار کرنا اور اس کی

حکمت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”اے عبد اللہ بن عمرو! تو سارا زمانہ روزے رکھتا ہے اور پوری رات قیام کرتا ہے اگر تو نے ان اعمال کو جاری رکھا تو تیری آنکھیں دھنس جائیں گی اور تو لاغر و کمزور ہو جائے گا۔ (یاد رکھ کہ) اس آدمی نے کوئی روزہ نہیں رکھا جس نے ہمیشہ روزے رکھے۔ اس طرح کرو کہ ہر ماہ میں تین روزے رکھ لیا کرو یہ پورے مہینے کے روزے ہیں۔“ میں نے کہا: مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چلو داؤد (علیہ السلام) والے روزے رکھ لو وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جب (دشمن سے آنا سامنا ہو جاتا) تو فرار اختیار نہیں کرتے تھے۔“

تخریج: الصحيحة ۲۸۵۵۔ ابو عبید فی غریب الحديث (۵۰۴) 'معلقاً' بخاری (۱۹۷۹) 'مسلم' (۱۱۵۹) 'نسائی' (۲۰۴۱) 'مطولا'

نیک ظالم سے نیکیاں چھین لی جائیں گی

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روز قیامت ایسا آدمی آئے گا جسے یہ امید ہوگی کہ وہ اپنی نیکیوں کے بل بوتے پر نجات پا جائے گا۔ اس نے جن پر ظلم کیا ہوگا وہ آ کر اس کی نیکیاں لیتے رہیں گے حتیٰ کہ اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی، لیکن پھر ایک مظلوم آ جائے گا اب اس کی اپنی حسنت تو ختم ہو چکی ہیں لہذا مظلوم کی برائیاں اس کے کھاتے میں ڈال دی جائیں گی۔“

ینزع الحسنات من الظالم الصالح

۱۱۶۷: عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَجْعَلُ الرَّجُلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْحَسَنَاتِ مَا يَظُنُّ أَنَّهُ يَنْجُو بِهَا، فَلَا يَزَالُ يَقُومُ رَجُلٌ قَدْ ظَلَمَهُ مُظْلَمَةٌ فَيُؤْخَذُ مِنْ حَسَنَاتِهِ، شَيْءٌ، فَيُؤْخَذُ مِنْ سَيِّئَاتِ الْمُظْلُومِ فَيُؤْضَعُ عَلَى سَيِّئَاتِهِ)). [الصحيحة: ۳۳۷۳]

تخریج: الصحيحة ۳۳۷۳۔ البزار (البحر: ۲۵۲۲) طبرانی فی الکبیر (۲۱۵۳) 'حاکم' (۵۷۴/۴)

فوائد: مومن و مسلمان کو چاہئے کہ حقوق العباد میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ ہونے دے۔ ورنہ یہی کمی بیشی شدید عذاب کا باعث ہوگی۔

باب: نصف شعبان سے متعلقہ ثابت شدہ امور

باب: ماصح في ليلة النصف

فوائد: اس لیے مسنون اور بہتر یہی ہے کہ سوتے وقت تلاوت و اذکار کا اہتمام کیا جائے تاکہ اللہ کی رحمت اور فرشتوں کی نگرانی موجود رہے۔ نیز اگر خواب میں کوئی عیب و لایعنی معاملہ پیش آئے تو اس کو لوگوں میں بیان نہ کرے۔

زمانہ کو گالی دینا حرام ہے

تحريم سب الدھر

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے بندے سے قرضے کا سوال کیا، لیکن اس نے مجھے قرضہ نہیں دیا اور میرا بندہ مجھے لاشعوری کیفیت میں گالی دے رہا ہوتا ہے اور اسے یہ زیب نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے: ہائے! افسوس زمانے پر ہائے! افسوس زمانے پر (تین دفعہ فرمایا) اور میں زمانہ ہوں۔“

۱۱۷۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقُولُ اللَّهُ: عَزَّوَجَلَّ. اسْتَفْرَضْتُ عَبْدِي فَلَمْ يَفْرِضْنِي وَشَتَمَنِي عَبْدِي وَهُوَ لَا يَدْرِي. وَفِي رَوَايَةٍ وَلَا يَتَّبِعُنِي لَهُ شَتْمِي. يَقُولُ: وَآ دَهْرَاهُ! ثَلَاثًا) وَأَنَا اللَّهْرُ)).

[الصحيحة: ۳۴۷۷]

تخریج: الصحيحۃ ۳۴۷۷۔ بخاری فی خلق افعال العباد (۳۳۳) حاکم (۳۱۸/۱) احمد (۲/۵۰۶۳۰۰) ابویعلیٰ (۶۳۶۶)

اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کا بیان

بيان فضل الله و رحمته

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: جس نے ایک نیکی کی اسے دس گنا یا اس سے بھی زیادہ اجر و ثواب عطا کروں گا اور جس نے ایک برائی کی تو ایک برائی کا ہی بدلہ دوں گا یا وہ بھی معاف کر دوں گا۔ جو زمین کے لگ بھگ گناہ کرنے بعد مجھے اس حالت میں ملے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا رکھا ہو تو میں اسے اتنی ہی مغفرت عطا کر دوں گا۔ جو ایک بالشت میرے قریب ہوگا میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوں گا جو ایک ہاتھ میرے قریب ہوگا میں دو ہاتھوں کے پھیلاؤ کے بقدر اس کے قریب ہوں گا اور جو میری طرف چل کر آئے گا میں اس کی طرف لپک کر جاؤں گا۔“

۱۱۷۲: عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَقُولُ اللَّهُ: عَزَّوَجَلَّ. مَنْ عَمِلَ حَسَنَةً فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا أَوْ أَرْبَعُونَ، وَمَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَجَزَاؤُهَا مِنْهَا أَوْ أَغْفِرُ، وَمَنْ عَمِلَ قَرَابَ الْأَرْضِ خَطِيئَةً، ثُمَّ لَقِنِي لَا يُشْرِكُ بِي شَيْئًا، جَعَلْتُ لَهُ مِثْلَهَا مَغْفِرَةً، وَمَنْ اقْتَرَبَ إِلَيَّ شَيْئًا اقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَمَنْ اقْتَرَبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا اقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً)). [الصحيحة: ۵۸۱]

تخریج: الصحيحۃ ۵۸۱۔ مسلم (۲۶۸۷) ابن ماجہ (۳۸۲۱) احمد (۵/۱۵۳)

فوائد: اس حدیث میں اللہ کی کمال رحمت و بخشش کا ذکر ہے کہ وہ بندے کی حسنت میں تو اجر و ثواب کی شکل میں اضافہ کرتے ہیں لیکن گناہ کی سزا اس کے مطابق ہی رہتی ہے اس میں اضافہ نہیں ہوتا۔

رات اور دن میں خوب خرچ کرنا بھی اللہ کے خزانوں

انفاق الليل والنهار لا ينقص شيئاً

من خزائن اللہ

۱۱۷۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَمِينُ اللَّهِ مَلَأَى، لَا يُغِيضُهَا نَفَقَةٌ، سَحَاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، أَرَأَيْتُمْ مَا نَفَقَ مَذْخَلُ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يُغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ، قَالَ: وَعَرِشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَيَبْدُو الْأُخْرَى الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ)). [الصحيحه: ۳۵۵۰]

ما يقال من سأل من خلق الله

۱۱۷۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يُوشِكُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ بَيْنَهُمْ، حَتَّى يَقُولُوا قَائِلُهُمْ: هَذَا اللَّهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ. عَزَّوَجَلَّ؟ فَإِذَا قَالُوا ذَلِكَ فَقُولُوا: اللَّهُ أَحَدٌ. اللَّهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ. وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ)) ثُمَّ لَيْسَ لَكَ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلَيْسَ لَكَ مِنَ الشَّيْطَانِ)).

[الصحيحه: ۱۱۷۸]

تخریج: الصحيحه ۱۷۸- ابو داود (۴۷۲۲) ابن السنی (۲۳۷) ابن ابی عاصم فی السنة (۲۵۳)



میں کوئی کمی نہیں کرتا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے ہمہ وقت خرچ کرتے رہنے سے اس میں کوئی کمی نہیں آتی۔ کیا تم اس کا اندازہ لگا سکتے ہو جو کچھ اس نے زمین و آسمان کی تخلیق (سے لے کر اب تک) خرچ کیا؟ اس سے بھی اس کے دائیں ہاتھ (میں موجود خزانوں میں) کوئی کمی نہ آسکی اور اس کا عرش پانی پر تھا اور دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے جسے وہ (کسی کے حق میں) اٹھاتا ہے اور (کسی کے حق میں) جھکاتا ہے۔“

تخریج: الصحيحه ۳۵۵۰- مسلم (۹۹۳/۳۷) احمد (۲/۳۱۳) بخاری (۳۶۸۴/۷۳۱۱) ترمذی (۳۳۰۵) ابن ماجہ (۱۹۷)

جس نے سوال کیا کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا اس کو کیا کہا

جائے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”قریب ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے سوال کرنا شروع کر دیں“ (وہ سوال کرتے رہیں) حتیٰ کہ کہنے والا کہے: مخلوق کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے مگر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب یہاں تک پہنچے تو کہنا: اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی نے اس کو جنا اور کوئی بھی اس کا ہسر نہیں پھر بائیں طرف تین دفعہ تھو کے اور شیطان سے (اللہ تعالیٰ کی پناہ) طلب کرے۔“

(۲) الْاِيْمَانُ وَالنُّذُوْرُ وَالْكَفَّارَاتُ

قسموں، نذروں اور کفارات کا بیان

باب تحريم القول ماشاء الله وما
”جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے“ کہنے کی حرمت

شاء فلان

۱۱۷۵۔ عَنْ حَدِيْقَةٍ مَرْفُوعًا: ((لَا تَقُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلَكِنْ قُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ)). [الصحيحه: ۱۳۷]

حضرت حدیفہ ؓ سے مرفوع روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح نہ کہو جو اللہ نے چاہا اور فلاں نے چاہا، بلکہ کہو جو اللہ نے چاہا پھر جو فلاں نے چاہا۔

تخریج: الصحيحه ۱۳۷۔ ابوداود (۳۹۸۰/۵) احمد (۳۸۳/۵) بیہقی (۲۱۶/۳) طحاوی فی المشکل (۹۰/۱)

آبا و اجداد کی قسم اٹھانا حرام ہے

سہل بن حنیف ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: تو اہل مکہ کی طرف میرا قاصد ہے۔ اُن کو میری طرف سے سلام کہہ اور کہنا بلاشبہ رسول اللہ ﷺ تمہیں تین چیزوں کا حکم دیتے ہیں، (۱) اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں نہ کھاؤ، اور لیک روایت میں ہے غیر اللہ کی (۲) اور جب تم قضائے حاجت کے لیے علیحدہ ہو تو قبلہ کی طرف رخ کرو اور نہ پیٹھ (۳) اور ہڈی اور میٹنی کے ساتھ استنجائہ کرو۔

باب تحريم الحلف بالآباء

۱۱۷۶۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنْتَ رَسُولِي إِلَى مَكَّةَ فَأَقْرِئْهُمْ مِنِّي لَهُمُ السَّلَامُ، وَقُلْ لَهُمْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُكُمْ بِثَلَاثٍ: لَا تَخْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَفِي رَوَايَةٍ: بِغَيْرِ اللَّهِ وَإِذَا خَلَوْتُمْ، فَلَا تَسْقُبُوا الْقَبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا، وَلَا تَسْتَنْجُوا بِعَظْمٍ وَلَا بِعُزٍّ)).

[الصحيحه: ۳۹۵۳]

تخریج: الصحيحه ۳۹۵۳۔ حاکم (۳۱۲/۳) احمد (۳۸۷/۳) عبد الرزاق (۱۵۹۲۰)

فوائد: دین اسلام میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کی قسم اٹھانا جائز نہیں، شریعت مطہرہ نے غیر اللہ کی قسم سے سختی سے منع کیا ہے۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہ ؓ کی روایت میں صراحت ہے آپ کا ارشاد ہے کہ: ((لَا تَخْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِأُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْأَنْدَادِ وَلَا تَخْلِفُوا إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَخْلِفُوا بِاللَّهِ إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُونَ [ابوداؤد، نسائی وغیرہ]) اپنے باپوں، ماؤں اور شریکوں کی قسم نہ اٹھاؤ، اگر تم سچے ہو

تو بوقت ضرورت اللہ ہی کی قسم اٹھاؤ۔ قسم اٹھاتے وقت آدمی جس کی قسم اٹھاتا ہے اُس کے متعلق ذہن میں دو طرح کے نظریات ہوتے ہیں۔ (۱) قسم محبت: یعنی جس کی قسم اٹھاتا ہے، اُس سے پیار محبت بہت زیادہ ہوتا ہے، تو محبت میں قسم اٹھاتے ہوئے کہتا ہے، مجھے تیری قسم، یا مجھے اپنی والدہ کی قسم۔ جیسا کہ اکثر لوگ اپنے پیاروں کی قسمیں اٹھاتے ہیں، ایسا کرنا بھی درست نہیں۔ (۲) قسم شرک، آدمی اللہ کے علاوہ کسی غیر کی قسم یہ عقیدہ رکھ کر اٹھائے یہ مجھے نفع و نقصان دے سکتا ہے، تو یہ شرک ہے، اور ایسی قسم کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا واضح اور صحیح فرمان ہے (مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ)۔ جس طرح کہ آج کل مریدین اپنے پیروں کی قسمیں اٹھاتے ہیں اور یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے احوال پر مطلع ہیں اور ہمیں نفع یا نقصان دینے کی قدرت بھی رکھتے ہیں۔ مزید قسم تین طرح کی ہوتی ہے۔ (۱) قسم لغو: وہ قسم جو بے مقصد اٹھائی جاتی ہے، بعض لوگوں کا تو تکیہ کلام ہی یہی ہوتا ہے خدا کی قسم، اللہ کی قسم وغیرہ۔ اس قسم پر کفارہ اور گناہ تو نہیں البتہ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (۲) قسم منعقدہ: مستقبل میں کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے مزید تاکید کے لیے اُس پر قسم اٹھانا، اب اگر قسم کے مطابق عمل نہ کیا تو کفارہ واجب ہوگا اور قسم کا کفارہ دس مساکین کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا اور اگر استطاعت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا ہے۔ (۳) قسم غموس: خرید و فروخت یا کسی دوسرے معاملے میں جان بوجھ کر خلاف حقیقت قسم اٹھانا، اس پر کفارہ تو نہیں لیکن یہ کبیرہ گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی امانت کرنے کے برابر ہے۔ جس دل میں رتی برابر بھی ایمان ہو وہ ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔

باب: امانت کی قسم کھانے کی ممانعت

باب: کراہیۃ الحلف بالامانۃ

۱۱۷۷۔ عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ، فَلَيْسَ مِنَّا)). [الصحيحه: ۹۴]

ابن بریدہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے امانت کی قسم اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں۔

تخریج: الصحيحه ۹۴۔ ابوداؤد (۳۲۵۳) حاکم (۲۹۸/۳) مطولاً

فوائد: اس کا مفہوم یوں ہے کہ کوئی شخص کہے کہ مجھے امانت کی قسم ہے یہ غلط ہے کیونکہ قسم صرف اللہ کے نام یا اس کی صفات کی اٹھانی چاہیے، جبکہ امانت یہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور فرض ہے جس طرح نماز، روزہ، حج وغیرہ ہیں ان کی قسمیں اٹھانا شریعت میں سخت ممنوع ہیں۔ اسی طرح بتوں کی یا ناجائز چیزوں کی قسم اٹھانا بالاولیٰ حرام ہے۔

نوٹ: قرآن کی قسم اٹھائی جاسکتی ہے کیونکہ یہ مخلوق نہیں۔ اللہ کی صفت ہے اور رسول اللہ ﷺ بھی کبھار اللہ کے ذاتی نام کو چھوڑ صفات کی قسم بھی اٹھا لیا کرتے تھے۔ جس طرح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ﴿كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ ﷺ لَا، وَمَقْلَبِ الْقُلُوبِ﴾ نبی کریم ﷺ کی قسم یہ ہوتی، نہیں اور دلوں کو پھرنے والے کی قسم۔ نصوص شرعیہ سے واضح ہوا کہ اللہ کی ذات کے ساتھ ساتھ اُس کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھانا جائز ہے اور اس کے علاوہ کسی نبی، ولی یا مقدس جگہ کی قسم اٹھانا حرام ہے۔

۱۱۷۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ، وَمَنْ حَبَبَ عَلَيَّ أَمْرِي وَزَوَجْتَهُ أَوْ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ، وَمَنْ حَبَبَ عَلَيَّ أَمْرِي وَزَوَجْتَهُ أَوْ

عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے امانت کی قسم اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے کسی آدمی کے خلاف اُس کی بیوی یا غلام

مَمْلُوكُهُ فَلَيْسَ مِنَّا)). [الصحیحة: ۳۲۵] کو بھڑکایا وہ بھی ہم میں سے نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۵۔

فوائد: بیوی کو شوہر کے خلاف برا بیختہ کرنا یہ حد درجہ گناہ ہے اور جو شخص بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکاتا ہے، رسول اللہ نے اُس سے براءت کا اعلان کیا ہے۔ ازدواجی زندگی میں میاں بیوی کے درمیان اگر غلط فہمی ہو بھی جائے تو فتنہ پردازی کی بجائے خیر خواہی اور نیک نیتی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ نیز احادیث میں ”فَلَيْسَ مِنَّا“ کے الفاظ کئی مرتبہ آئے ہیں، اس موقع پر اس کی مکمل وضاحت ذہن نشین فرمائیں۔ ”فَلَيْسَ مِنَّا“ کا معنی ہے وہ ہم میں سے نہیں۔ یہ جملہ کسی شخص سے نفرت، بیزاری اور براءت کا اظہار کرنے کے لئے بولا جاتا ہے اور اس جملہ کے مفہوم میں چند احتمالات پیدا ہوتے ہیں کہ ”وہ ہم میں سے نہیں“ سے کیا مراد ہے؟ کیا ہماری امت میں سے نہیں، سچے کامیاب مسلمانوں میں سے نہیں، ہمارے طریقے پر نہیں، ہمارے حکم اور فیصلے پر نہیں یا جو لوگ شفاعت کے حق دار ٹھہریں گے ان میں سے نہیں؟ اس سلسلہ میں پہلے حضرات محدثین کرام اور شارحین عقلم کی توجہات و تشریحات کا مطالعہ فرمائیں۔ (۱)..... امام ابن حجر اور علامہ عبد الرحمن مبارکپوری رحمہما اللہ سمیت کئی اہل علم فرماتے ہیں کہ ”لَيْسَ مِنَّا اَيْ مِنْ اَهْلِ مَسْتَنَّا وَطَرِيقَتِنَا“ ”وہ ہم میں سے نہیں“ سے مراد یہ ہے کہ وہ ہماری سنت اور طریقے پر نہیں ”وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِهٖ اخْرَاجُهُ عَنِ الدِّينِ، اور اس سے مراد کسی آدمی کا دین سے نکلنا نہیں“ وَلَكِنْ فَائِدَةُ اِيْرَادِهِ بِهَذَا اللَّفْظِ الْمَبَالِغَةُ فِي الرَّدِّعِ عَنِ الْوُقُوعِ فِي مِثْلِ ذَلِكَ “ اور ان الفاظ کے بولنے کا فائدہ ڈانٹ اور ممانعت میں زیادتی و مبالغہ ہے تاکہ اس طرح کے کاموں میں کوئی نہ پڑے۔ (۲)..... اور بعض اہل علم کا خیال ہے کہ ”فَلَيْسَ مِنَّا اَيْ لَيْسَ عَلٰی دِيْنِنَا الْكَامِلِ“ وہ ہم میں سے نہیں سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے مکمل دین پر نہیں۔ یعنی اس کا دین غیر مکمل اور ناقص ہے۔ (۳)..... کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ ”لَيْسَ مِنَّا اَيْ لَيْسَ مِنْ اَدْبَانِ اَوَّلِيْسٍ مِثْلُنَا“ وہ ہم میں سے نہیں سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے ادب پر نہیں یا وہ ہماری طرح نہیں۔ محدث کبیر حضرت امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ ”كَانَ يَكْفُرُهُ الْخَوْصُ فِي تَاوِيلِهِ وَيَقُولُ: ”يَنْبَغِي اَنْ يُمْسَكَ عَنْ ذَلِكَ لِيَكُوْنَ اَوْقَعَ فِي النَّفْسِ وَابْلَغَ فِي الزَّجْرِ“ اس طرح کی تفسیر (جو اوپر لکھی گئی ہیں) کو ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے اس کی تاویل سے رک جانا بہتر ہے تاکہ وہ دلوں میں زیادہ اثر کر اور زجر و توبخ، ڈانٹ ڈپٹ میں زیادہ مبالغہ آمیز ثابت ہو۔ قارئین کرام! یہ موقف اگرچہ درست ہے کہ اس جملہ کے بولنے سے آدمی دین سے خارج نہیں ہوتا بلکہ دائرہ اسلام میں ہی رہتا ہے مگر یہ بات ضرور ہے کہ وہ مکمل مسلمان نہیں، اس کا اسلام ناقص اور غیر مکمل ہے اور وہ سخت گنہگار، نافرمان اور باغی ہے۔ آپ اس جملے کی حقیقت اس مثال سے اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی باپ کہے اگر میرے بیٹے نے فلاں کام کیا تو اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یعنی اپنے کئے کا وہ خود ذمہ دار ہے اور میری شفقت، توجہ اور تعاون سے مکمل محروم ہے۔ یہ جملہ اگر باپ بیٹے کے متعلق کہے تو یہ اس بیٹے کے لئے مرجانے کا مقام ہے اور ہمیں یہ سمجھنے میں کوئی مشکل نہیں ہوگی کہ باپ اُس سے حد درجہ بیزار اور تنگ ہے اور اس کا بیٹا نافرمان، سرکش اور باغی ہے۔ یاد رکھیں! یہی جملہ اگر رحمتہ للعالمین کہیں اور اس کا مصداق کوئی شخص ٹھہر جائے تو ایسے شخص کا ایمان بھی خطرے میں ہے اور روزِ حشر اس کی شفاعت بھی مشکل ہوگی۔ لہذا جن کاموں سے نفرت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے کرنے والوں سے بیزاری و براءت کا اظہار کیا ہے ان کو فوراً چھوڑ دیں اور اپنے پیارے حبیب جناب محمد ﷺ کے مکمل مطیع اور فرماں بردار بن جائیں۔

جھوٹی قسم برکت کو ختم کر دیتی ہے

اليمن المكذوبة تمحق البركة

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹی قسم سودا بیچنے

۱۱۷۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

اللہ ﷻ : ((الْيَمِينُ الْكَاذِبَةُ مُنْفَقَةٌ لِلْمَسْلُوعَةِ، مُمَحَقَّةٌ لِلْكَسْبِ. وَفِي لَفْظٍ لِلْبُرْكَاتِ.))
والی ہے کمالی مٹا دینے والی ہے۔ اور ایک روایت کے لفظ ہیں :
”برکت مٹا دینے والی ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۶۳۔ احمد (۲/۲۳۵، ۲۳۲) ابو نعیم فی الحلیۃ (۹/۲۳۳) ابن حبان (۳۹۰۶) بخاری (۲۰۸۷) ومسلم (۱۶۰۶) من طریق آخر عنه

فوائد: آج کل بڑے تاجر سے لے کر چھوٹے دکاندار تک اکثر لوگوں کا یہی کہنا ہے کہ اگر جھوٹ نہ بولیں، جھوٹی قسم نہ اٹھائیں تو کچھ بکتا نہیں، بچتا نہیں۔ یہ سوچ لیے کاروباری حضرات نہ جانے کتنی جھوٹی قسموں کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا کر گھر پہنچتے ہیں اور اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں کرتا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس طرح سامان فروخت بھی کر لیا تو برکت سے محروم رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہر طرف نحوست ہی نحوست ہے۔ باوجود بچت کے پوری نہیں پڑتی۔ یاد رہے! ایسی بچت اور منافع میں کبھی خیر و برکت نہیں ہو سکتی، جس کی بنیاد جھوٹی قسموں پر ہو۔

جھوٹی قسم کا گناہ

ابو امامہ بن ثعلبہ ؓ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے، جس نے جھوٹی قسم کے ساتھ کسی مسلمان کے مال پر قبضہ کیا اُس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ہوگا جس کو قیامت تک کوئی چیز نہیں مٹا سکے گی۔

اثم یمین المکذوبۃ

۱۱۸۰۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ اقْطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، بِيَمِينٍ كَاذِبَةٍ، كَانَتْ نُكْثَةً سَوْدَاءُ لِي قَلْبِهِ لَا يَغْيِرُهَا شَيْءٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

[الصحیحۃ: ۳۳۶۴]

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۶۳۔ حاکم (۳/۲۹۳) طبرانی فی الکبیر (۸۰۱) الحارث فی مسندہ کما فی اتحاف الخیرۃ (۶۲۳۰)

نذر کا کفارہ قسم کے کفارہ کی طرح ہے

عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے، نذر قسم ہی ہے، اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔

کفارة النذر كفارة اليمين

۱۱۸۱۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا النَّذْرُ يَمِينٌ، كَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ يَمِينٍ)). [الصحیحۃ: ۲۸۶۰]

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۶۰۔ احمد (۳/۱۵۶، ۱۳۹) طبرانی فی الکبیر (۳۱۳/۱۷) دویانی فی مسندہ (۲۵۳)

فوائد: قسم کا کفارہ دس مساکین کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا اور اگر استطاعت نہ ہو تین دن کے روزے رکھنا ہے۔

باب انما النذر ما ابتغى به وجه الله نذر تو بس وہی ہے کہ جس سے اللہ کی رضا تلاش کی

جائے

عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نذر وہی ہے جس سے اللہ کی رضا کو تلاش کیا گیا ہو۔

۱۱۸۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: أَلِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتَغَى بِهِ وَجْهَ اللَّهِ)).

تخریج: الصحیحة ۲۸۵۹۔ بیہقی (۱۰/۶۷) احمد (۲/۱۸۳) طبرانی فی الاوسط (۱۳۳۲)

فوائد: نذر یہ ہے انسان اپنے اوپر کوئی ایسی بات لازم کر لے جس کو شریعت نے لازم قرار نہیں دیا، اس کو منّت ماننا بھی کہتے ہیں، دین میں نذر کو پورا کرنا ضروری ہے، جس طرح کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وَلْيُؤْفُوا نَذْرَهُمْ) ضرور وہ اپنی نذروں کو پورا کریں۔ نذر دو طرح کی ہوتی ہے۔ (۱) نذر شرعی: جس میں نیک عمل کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا مقصود ہو۔ مثلاً آدمی کہے۔ اگر اللہ نے مجھے شفا دی تو میں عمرہ کے لیے جاؤں گا۔ اب اگر اللہ تعالیٰ شفا دے دے اور آدمی کے پاس استطاعت بھی ہو تو اس کو اپنی نذر پوری کرتے ہوئے عمرہ کے لیے ضرور جانا چاہیے۔ (۲) نذر معصیت: کسی فضول یا ناجائز کام کی نذر مان لینا مثلاً کوئی آدمی کہے اگر اللہ نے مجھے شفا دی تو میں بھنگڑا ڈالوں گا یا پیدل چل کر فلاں قبر پر جاؤں گا وغیرہ وغیرہ۔ تو ایسی نذروں کو پورا کرنے کی شریعت میں قطعاً کوئی اجازت نہیں۔ انسان کو بحیثیت مسلمان ایسے بے سود اعمال سے اجتناب کرنا چاہیے۔

لا نذر فيما لا يملك ولا في معصية

۱۱۸۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّ امْرَأَةً ابْنِ ذَرٍّ جَاءَتْ عَلَى (الْقَصْوَاءِ) رَاحِلَةً رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، حَتَّى أَتَانَتْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَذَرْتُ لِقِنِّ نَحَائِي اللَّهَ عَلَيْهَا لَا كُلُّنَّ مِنْ كَبِدِهَا وَسَنَامِهَا! قَالَ: ((بَسْمًا جَزَيْتُهَا أَلَيْسَ هَذَا نَذْرًا، إِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتَغَى بِهِ وَجْهَ اللَّهِ)). [الصحیحة: ۳۳۰۹]

تخریج: الصحیحة ۳۳۰۹۔ بیہقی (۱۰/۷۵) وانظر الحديث المتقدم

فوائد: اس حدیث میں بھی جذبات میں آ کر فضول نذر ماننے کی تردید ہے۔

ثابت بن ضحاک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے نذر مانی کہ وہ ”بوانہ“ مقام پر اونٹ نحر کرے گا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا میں نے ”بوانہ“ مقام پر اونٹ نحر کرنے کی نذر مانی ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کیا دور جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت وہاں تھا جس کی عبادت کی جاتی ہو.....؟ اس نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہاں، اُن کی عیدوں میں سے کوئی عید منائی جاتی تھی.....؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر کو پورا کر کیوں کہ اللہ کی نافرمانی میں نذر کو پورا نہیں کرنا اور نہ ہی قطع رحمی میں اور نہ ہی

۱۱۸۴۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ، قَالَ: نَذَرَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَنْحَرَ (بِوَانَةَ) فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ (بِوَانَةَ) فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَهَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟)) قَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَوْفِ بِنَذْرِكَ، فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَلَا فِي قَطِيعَةِ رَحِمٍ، وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ)).

[الصحيحة: ۲۸۷۲] ایسے کام میں کہ جس کی ابن آدم طاقت نہیں رکھتا۔

تخریج: الصحيحة ۲۸۷۲۔ ابوداود (۳۳۱۳) طبرانی (۱۳۳۱)

فوائد: اس حدیث طیبہ سے واضح ہوا کہ خانقاہوں، درباروں، مزاروں اور بت خانوں پر جا کر جانور ذبح کرنے کی نذر ماننا بالکل ناجائز ہے۔ اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے بڑی صراحت سے پوچھا کہ کیا بوانہ جگہ پر کوئی بت خانہ تو نہیں یا میلوں میں سے کوئی میلہ تو وہاں نہیں منعقد ہوتا۔ جب آپ ﷺ کو نفی میں جواب ملا تو آپ ﷺ نے پھر نذر پوری کرنے کی اجازت دی۔ اب جو لوگ عرس والے دن کا انتظار کرتے ہیں اور پھر مزاروں پر غیر اللہ کی نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں یہ سب باتیں شرک کے زمرہ میں آتی ہیں۔ اللہ ہمیں دین حنیف کے مطابق عقیدہ کی درستی نصیب فرمائے۔

نذر کی قسمیں

باب اقسام النذر

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: نذر دو قسم کی ہوتی ہے۔ (۱) جو نذر اللہ کے لیے ہو تو اس کا کفارہ اس کو پورا کرنا ہے۔ (۲) اور جو شیطان کیلئے ہو تو اس میں وفا نہیں ہے اور اس پر قسم کا کفارہ لازم ہے۔

۱۱۸۵۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((النَّذْرُ نَذْرَانِ: فَمَا كَانَ لِلَّهِ فَكَفَّارَتُهُ الْوَفَاءُ، وَمَا كَانَ لِلشَّيْطَانِ، فَلَا وَفَاءَ فِيهِ، وَعَلَيْهِ كَفَّارَةٌ يَوْمِينَ)). [الصحيحة: ۴۷۹]

تخریج: الصحيحة ۴۷۹۔ ابن الجارود فی المتقى (۹۳۵) بیہقی (۷۲/۱۰)

بلاشبہ نذر تقدیر میں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتی

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل کا فرمان ہے: نذر آدم کے بیٹے کو کوئی چیز نہیں دلاتی، جو میں نے اس کیلئے مقدر نہیں کی۔ نذر ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے ذریعے میں بخیل سے مال نکالتا ہوں۔ وہ اس کے ذریعے مجھے (مال) دیتا ہے جو وہ بخل کی وجہ سے نہیں دیتا۔ اور ایک روایت میں ہے جو اس نے اس سے پہلے نہیں دیا۔

ان النذر لا یعنی فی القدر شیئاً

۱۱۸۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَأْتِي النَّذْرُ عَلَى ابْنِ آدَمَ بِشَيْءٍ لَمْ أَقْدَرُهُ عَلَيْهِ، وَلَكِنَّهُ شَيْءٌ اسْتَخْرَجَ بِهِ مِنَ الْبُخْلِ يُؤْتِيَنِي عَلَيْهِ مَا لَا يُؤْتِيَنِي عَلَى الْبُخْلِ وَفِي رِوَايَةٍ: مَا لَمْ يَكُنْ آتَايَنِي مِنْ قَبْلُ)). [الصحيحة: ۴۷۸]

تخریج: الصحيحة ۴۷۸۔ احمد (۲/۲۳۲) حمیدی (۱۱۱۲) نسائی (۳۸۳۵) بخاری (۶۶۹۳) مسلم (۷/۱۶۳۰) ابوداود (۳۲۸۸) ابن ماجہ (۲۱۲۳)

فوائد: بخاری و مسلم کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ (لَا تَنْذِرُوا فَإِنَّ النَّذْرَ لَا يَغْنِي مِنَ الْقَدْرِ شَيْئاً) نذر نہ مانو کیوں کہ نذر تقدیر کے مقابلہ میں کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ اس حدیث کی بنا پر بعض اہل علم نے نذر ماننے کو مکروہ قرار دیا ہے اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: نذر اگرچہ عبادت ہی کی کیوں نہ ہو مکروہ ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے نذر کے متعلق فرمایا کہ (إِنَّهُ لَمْ يَأْتِ بِخَيْرٍ) وہ کوئی بھلائی نہیں لاتی۔ بہر حال دیگر نصوص کو بھی سامنے رکھتے ہوئے یہی بات صحیح ہے کہ حسب طاقت نیک عمل کی نذر ماننا جائز ہے۔

لا وفاء لنذر فی المشقة

۱۱۸۷۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: نَذَرْتُ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ حَافِيَةً حَاسِرَةً، فَأَتَى عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ هَذِهِ؟)) قَالُوا: نَذَرْتُ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ حَافِيَةً حَاسِرَةً! فَقَالَ: ((مُرُّوْهَا فَلْتَرْكَبْ وَلْتَحْتَمِرْ وَلْتَحُجَّ))، [وَلْتَهْدِ هَذِيحًا]].

[الصحيح: ۲۹۳۰]

کرے۔

مشقت والے امور میں نذر پوری نہیں کی جائے گی
عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں میری بہن نے یہ نذر مانی کہ وہ کعبہ کی طرف ننگے پاؤں اور ننگے سر چلے گی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے، آپ نے فرمایا: اس کی کیا حالت ہے.....؟ لوگوں نے کہا اس نے نذر مانی ہے کہ وہ کعبہ کی طرف ننگے پاؤں اور ننگے سر چلے گی۔ آپ نے فرمایا: اس کو حکم دو کہ وہ ضرور سوار ہو اور چادر اوڑھے اور حج کرے اور ایک قربانی ذبح کرے۔

تخریج: الصحيح: ۲۹۳۰۔ طحاوی (۷۳/۲)۔ طبرانی فی الکبیر (۳۲۰/۱۷)

فوائد: آج کل بھی "عاشقان اولیاء" میلوں کا سفر ننگے پاؤں درباروں تک کرنے کی نذریں مانتے ہیں۔ کئی سانکھوں پر سوار ہو کر حاضری کی منت مانتے ہیں جبکہ اس طرح کی نذریں ماننا قطعاً جائز نہیں بلکہ اپنے آپ کو ہلاکت اور جان بوجھ کر ایسی سختی میں ڈالنے کی بات ہے، جس کا کوئی حاصل نہیں اور یہ عیسائیوں کے ساتھ مشابہت بھی ہے، وہ بھی اپنے میلوں پر ننگے پاؤں حتیٰ کہ گھٹن کر جانے کی منتیں مانتے ہیں۔ مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ نے کعبہ کی طرف اس طرح جانے کی اجازت نہیں دی تو کسی دوسری جگہ اس طرح جانے کی منت ماننا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

لا یقسم لاحد بتاویل الروایا

۱۱۸۸۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظِلَّةً تَنْطِفُ بِالسَّمَنِ وَالْعَسَلِ، فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا، فَأَلْمُسْتُ كَثِيرًا وَالْمُسْتَقِيلُ، وَإِذَا سَبَبَ وَاصِلٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَهُ رَجُلٌ فَانْقَطَعَ، ثُمَّ وَصَلَ۔ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! بَابِي أَنْتَ وَاللَّهِ لَتَدْعُنِي فَأَعْبُرَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ: ((أَعْبُرْهَا)) قَالَ: أَمَّا الظِّلَّةُ: فَلَا سَلَامَ، وَأَمَّا الَّذِي يَنْطِفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمَنِ، فَالْقُرْآنُ

خواب کی تعبیر کے لیے کسی کو قسم نہ دی جائے گی

ابن عباس ؓ سے روایت ہے، ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور اُس نے کہا میں نے رات کو خواب میں ایک سانپان دیکھا، جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا اور میں نے لوگوں کو دیکھا وہ اُس سے چلو بھر کر لے رہے تھے، کچھ زیادہ کچھ تھوڑا اور جبکہ ایک رسہ زمین سے آسمان تک پہنچ رہا تھا میں نے آپ کو دیکھا آپ نے اس کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے، پھر اس کو دوسرے آدمی نے پکڑا وہ بھی اس کے ساتھ چڑھ گیا، پھر اس کو تیسرے آدمی نے پکڑا وہ بھی اس کے ساتھ اوپر چڑھ گیا، پھر اس کو ایک آدمی نے پکڑا پس وہ رسا ٹوٹ گیا، پھر جڑ گیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا، اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، آپ مجھے اجازت دیں میں اس کی تعبیر بیان کروں۔ آپ ﷺ نے انہیں کہا

تو اس کی تعبیر بیان کر۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: سائبان اسلام ہے اور جو اس سے شہد اور گھی ٹپک رہا تھا وہ قرآن اور اس کی مٹھاس ٹپک رہی تھی۔ پس قرآن سے کچھ زیادہ حصہ لینے والے تھے اور کچھ کم اور جو آسمان سے زمین تک پہنچنے والا رسہ ہے پس وہ حق ہے، جس پر آپ قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے ذریعے سر بلند فرمائے گا۔ پھر اس کو ایک آدمی پکڑے گا وہ بھی اس کے ساتھ بلندی پر فائز ہوگا، پھر اس کو ایک دوسرا آدمی پکڑے گا وہ اس کے ساتھ بلند ہوگا، پھر اس کو تیسرا آدمی پکڑے گا، پس وہ ٹوٹ جائے گا۔ پھر اس کو جوڑا جائے گا، پس وہ اس کے ساتھ بلند ہوگا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ مجھے بتلائیے میں نے صحیح تعبیر کی ہے یا غلط؟ نبی ﷺ نے فرمایا: کچھ صحیح اور کچھ غلط۔ ابوبکر نے کہا اللہ کی قسم! آپ مجھے میری غلطی ضرور بیان کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر قسم نہ دے۔

حَلَاوَتُهُ تَنْطِفُ، فَالْمُسْتَكْبَرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِيلُ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعَلِّبُكَ اللَّهُ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوَصِّلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ، فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَيِّ أَنْتَ! أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَاْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصَبْتُ بَعْضًا وَأَخْطَاْتُ بَعْضًا)) قَالَ: فَوَاللَّهِ لَتُحَدِّثَنِي بِالَّذِي أَخْطَاْتُ، قَالَ: ((لَا تُفْسِمُ)). [الصحيحه: ۱۲۱]

تخریج: الصحيحه ۱۲۱۔ بخاری (۷۰۴۶) مسلم (۲۲۶۹) ابو داود (۳۲۶۸) ترمذی (۲۲۹۳) ابن ماجہ (۳۹۱۸)

فوائد: غالباً رسے سے مراد خلافت تھی اور تیسرے آدمی پر آکر رسہ ٹوٹنا یہ سیدنا ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان ؓ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔ آپ کی شہادت کے بعد پھر اختلاف و انتشار کا آغاز ہوا، اور دشمنان اسلام کو مسلمانوں کے درمیان فسادات کرانے کا بھرپور موقع ملا۔



صحیح بخاری

۸ جلدوں پر مشتمل • قیمت اچھلی مناسب

تدوین حدیث، اصول حدیث و مقام حدیث اور احیاء حدیث کی وضاحت اور تشریح حدیث کے احکامات کے درمیں جامع مقدمہ، اشکالات و مسائل میں فریقین کے دلائل اور ان کا اتصال بہ سند ان تجزیہ، جمع الہامی، علل المبرور و تجلّٰی الاخریٰ اور مرعاة الملتاح وغیرہ شروحات سے منتخب عربی فوائد

مسک مسک صالحین کی روشنی میں بہترین ٹھکانہ عربی مقنن
جلی قضا میں احزاب کے ساتھ نرم نہایت آسان دبا کاغذ وہ
اور جو کاغذ خواص کے لیے کیاں ملطیہ

حضرت مولانا محمد داؤد رازي رحمۃ اللہ علیہ

کے ساتھ اپنی زندگی بھر کے لیے ایک نیا سفر

تحقیق و تخریج کے ساتھ اردو زبان میں پہلی مرتبہ
سنن أبی داؤد

تحقیق
محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
اذاش محمد زکریا
۳۳ جلدوں میں مشتمل قرآن و سنت لطافت

طویل اماریت کی نشان دہی اور انتشار کے ساتھ
 اہم شعبہ کا بیان
 اماریت کی بخاری صحیح مسلم کی ترویج
 اردو میں سنی اہل اہل وادعائے اسلام کا پیڑا معیار کی طور
 اہل اہل کی مناسب قیمت کے ساتھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
شرح
رضي الله عنه

تشریح و ترجمہ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
۲ ہلدوں پر مشتمل (۵) قیمت اجنبی مناسب

- ہدیہ تھ کے ساتھ
- اصلاح کی مکمل حقیقت و حیرت
- غریب اللہ کے کائنات سے
- مشکل اللہ کے ماحول
- قزاقوں کے کائنات کی حقیقت
- بیان کردہ اصلاح کی بہترین شرح

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی مشفق علیہ احادیث کا مجموعہ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ

وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَى آلِهِ

مؤثرات

فصل في معرفة فوائد الصلاة في الدنيا والآخرة

مولانا محمد اوداو زار خان

مولانا عبد الرشيد قاسمی

السُّبُحُ الرَّابِعُ
في ثواب عمل الصَّالح

حافظ امام ابو محمد شرف الدین عبد الرحمن بن محمد بن علی بن ابی طالب
 تالیف و تصنیف
 دکن شریف کتب خانہ دارالافتاء دارالحدیث
 دکن شریف
 دکن شریف دارالافتاء دارالحدیث

مشكاة المصابيح

مولانا عبد السلام بستوی
تحقیق و تخریج
محمد اعجاز الحق

احادیث قدسیہ

ترجمہ :
 (الشیخ عبد الرحمن بن قسوی)
 تحقیق و ترمیم :
 حافظ عمران ابوب لکھوی